احسن الفتاوی

المعروف

فتاویٰ خلیلیہ

جلد دوم

تصنیف

محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری مارہروی علیہ الرحمہ

ترتیب وتبییض

ابن خلیل محامد العلماء مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی ○ پاکستان

العلم خزائن ومفاتیحها السوال

علم کے بے شمار خزانے ہیں، جو سوال کی کنجی سے کھلتے ہیں

احسن الفتاوی

المعروف

فتاویٰ خلیلیہ

جلد دوم

تصنیف

محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری مارہروی علیہ الرحمہ

ترتیب وتبییض

ابن خلیل محامد العلماء مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور ۔ کراچی ○ پاکستان

نام کتاب	احسن الفتاویٰ المعروف فتاویٰ خلیلیہ (3 جلد)
مصنف	محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری رحمۃ اللہ علیہ
ترتیب تبییض	ابن خلیل محامد العلماء مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
تعداد	ایک ہزار
تاریخ اشاعت	ستمبر 2011ء
کمپیوٹر کوڈ	FQ 18
قیمت	-/1750 روپے کامل سیٹ۔

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔فون:37221953 فیکس:۔042-37238010

9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔فون:37247350 فیکس:37225085

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:021-32212011-32630411۔ فیکس:۔021-32210212

e-mail:- info@zia-ul-quran.com

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

فہرست مضامین

باب الزنا و الحدود

باب اللقطة

باب المفقود

انتساب!

اس ہستی کے نام

جن کی بشارت

سید الانس والجن رحمتہ للعالمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ان کلمات میں ارشاد فرمائی کہ اگر ایمان، دین، علم، ثریا کے
پاس ہوتا تو بھی فارس کا ایک شخص اس کو حاصل کر لیتا
وہ ہستی، کہ سب لوگ فقہ میں جن کی عیال ہیں (ملخصاً)
جن کی کتابوں کو پڑھے بغیر، کوئی فقیہ اور مفتی نہیں بن سکتا، یعنی سراج
امت، فقیہ امت، امام اعظم، عظیم، جلیل، کامل، اکمل، حاذق، ماہر
محدث، سید العلماء والفقہاء، تبیں صحابہ کا زمانہ پانے والے

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ

اور

امام اہلسنت مجدد دین وملت

الشاہ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رضی اللہ عنہ کے نام!

جنہوں نے فقہ حنفی پر عظیم الشان ''فتاویٰ رضویہ'' اُمت کو دیا۔

حمد، جل جلالہ

(امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان)

الحمد للمتوحد
بجلاله المتفرد
وصلاته دوما علیٰ
خیر الأنام محمد

نعت ﷺ

عمل پہ اپنے حیراں ہوں اغثنی یارسول اللہ
پریشان ہوں پریشاں ہوں اغثنی یارسول اللہ

پڑا ہوں معصیت میں، نام کی نیکی نہیں لیکن
تمہارے دم پہ نازاں ہوں اغثنی یارسول اللہ

ذرا جلوہ دکھا دیجے، نزع کا وقت ہے آقا
بس اب لمحوں کا مہماں ہوں اغثنی یارسول اللہ

شفاعت آپ ہی کی، روز محشر کام آئے گی
اسی رحمت پہ فرحاں ہوں اغثنی یارسول اللہ

فقیر قادری میں ہوں، تہی دست و تہی داماں
تمہارے در پہ گریاں ہوں اغثنی یارسول اللہ

سلاطین ہو کے بھی ان کو، میسر کب یہ نعمت ہے
میں منگتا ہو کے شاداں ہو اغثنی یارسول اللہ

نگاہیں آپ کے حافظ کی ہیں اب روئے تاباں پر
میں محو دید قرآں ہوں اغثنی یارسول اللہ

(از: مفتی احمد میاں حافظ البرکاتی)

تاریخ وصال حضرت خلیل العلماء رضی اللہ عنہ

علم و عمل کی دنیا حافظؔ اجڑ گئی ہے

فرما گئے جو رحلت مفتی خلیل صاحب

تاریخ وصل اُن کی ہاتف نے یوں بتائی

ہاں لکھ مکینِ جنت مفتی خلیل صاحب

۵ ۸ ۹ ۱ء

(از: مفتی احمد میاں حافظؔ البرکاتی (برکات محل)

عرض مرتّب!

بسم اللہ الرحمن الرحیم
والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ الکریم

محترم قارئین کرام!

"فتاویٰ خلیلیہ" جلد اوّل میں آپ نے سات سو پینتالیس ۷۴۵ فتوے ملاحظہ فرمائے، جو کتاب النکاح کے ابتدائی، مسائل تک تھے، اب جلد دوم میں آپ اس سے آگے کے مسائل پر فتاویٰ ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس جلد دوم میں کل آٹھ سو سینتیس (۸۳۷) فتاویٰ ہیں جن میں ۷۲۷ خلیل ملّت کے تحریر فرمودہ ہیں جبکہ فقیر برکاتی کے تحریر کردہ اور خلیل ملّت کے تصدیق شدہ ۱۰۶ ہیں۔ اس جلد میں ایک فتویٰ، حضرت مفتی محمد حسین قادری (سکھر) علیہ الرحمۃ کا، ایک حضرت مفتی غلام نبی فخری مدظلہ (کراچی) کا، اور ایک مفتی غلام مصطفےٰ صاحب مدظلہ (ملتان) کا، شامل ہے۔ ان پر خلیل ملّت علیہ الرحمۃ نے تصدیق فرمائی ہے۔...... ایک طویل فتوی چرم قربانی سے "تعمیر مسجد" کے بارے میں ہے، یہ فتویٰ حضرت علامہ مفتی سید ریاض الحسن جیلانی علیہ الرحمۃ نے تبییض فرمایا اور اس میں بڑی کاوش فرمائی اور فتویٰ جاری فرمایا، تاہم اس کی تسوید اور مندرجات، دارالعلوم احسن البرکات میں خلیل ملّت علیہ الرحمۃ کی نگرانی میں تکمیل تک پہنچے، اس فتویٰ پر خلیل ملّت کی تصدیق کے علاوہ بہت سے اکابر علماء و مفتیان کرام کی تصدیقات موجود ہیں۔ ایک اہم فتویٰ "زوج مفقود" کے بارے میں ہے۔ جس پر حضور سیدی مرشدی مفتی الشاہ اولادِ رسول سید محمد میاں قادری برکاتی آل رسولی علیہ الرحمۃ والرضوان اور حضرت احسن العلماء مفتی سید مصطفےٰ حیدر حسن میاں قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان سجادگانِ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کی تصدیقات عالیہ ہیں، یہ حضرات ان دنوں پاکستان تشریف لائے ہوئے تھے۔ اس طرح ہر دو اکابر کی تصدیقات جلد دوم کی زینت ہیں۔ جیسا کہ جلد اوّل میں تذکرہ کر دیا ہے۔ اسی طرح جلد دوم کے فتاویٰ کی ترتیب میں بھی وہی پوری ٹیم میرے ساتھ شریک کار رہی جن کا شکریہ فقیر جلد اوّل میں ادا کر چکا ہے۔ میں ایک بار پھر، ان تمام تلامذہ اور اساتذہ احسن البرکات کا ممنون و متشکر ہوں کہ جنہوں نے شب و روز کی محنت سے اس کتاب کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں میری مدد کی، اور جناب سید حفیظ البرکات شاہ صاحب قبلہ زیدت عنایاتہ، نے حسب سابق، طباعت کو اپنے ذمہ لیا، اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اس کا صلہ مرحمت فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التسلیم

العبد القادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید

۲۹ ربیع الآخر ۱۴۲۸ ھ/ ۸ مئی ۲۰۰۷ء روز سہ شنبہ

پیغام تہنیت

از: الحاج عبدالرحیم اسماعیل گیگا پردیسی برکاتی۔کراچی
۹۲/۷۸۶

یہ جان کر نہایت مسرت ہوئی کہ علامہ مفتی محمد خلیل خاں برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کے ہزاروں فتاویٰ میں سے کچھ فتاوی، تین جلدوں میں ''فتاویٰ خلیلیہ'' کے نام سے منظر عام پر آرہے ہیں۔مفتی محمد خلیل خاں صاحب برکاتی کی خدمات خصوصاً سندھ و بلوچستان میں بہت زیادہ ہیں۔ان کا قائم کردہ ادارہ دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد، بہت اعلیٰ درس گاہ ہے جس کی خدمات ۱۹۵۲ء سے جاری ہیں۔پچپن سال کے عرصہ میں اس دارالعلوم سے ہزاروں علماء وحفاظ وقرا فارغ ہوئے اور مختلف گوشوں میں، دینی خدمات میں مصروف ہیں۔اس درسگاہ میں اکابر مشائخ وعلماء تشریف لاتے رہے ہیں اور اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے، خلیل العلماء کی کتابیں عوام وخواص میں بہت مشہور ہیں اور ان کے فیوض وبرکات، مرشد گرامی حضرت سیدنا تاج العلماء رضی اللہ عنہ کے طفیل خوب جاری وساری ہیں۔تبلیغی، دینی، اور اشاعتی اعتبار سے یہ درسگاہ نمایاں اور بلند ہے۔ خلیل العلماء کی تصانیف دنیا کے اس کونے سے اُس کونے تک مشہور ہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے، ''فتاویٰ خلیلیہ'' سے بھی خوب فیض حاصل کریں اور رضویت کی بہاروں کا ملین اور برکاتیت کی برکتوں کا امین یہ ادارہ احسن البرکات قیامت تک یوں ہی خدمت دین میں فیوض و برکات تقسیم کرتا رہے۔ آمین

فقط عبدالرحیم اسماعیل گیگا،
۲۸/ ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ
۱۷/ مئی ۲۰۰۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب النکاح

اگر غیر مسلم میاں بیوی ایک ساتھ ایمان لائیں تو تجدید نکاح کی ضرورت نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ:

۱۔ ایک غیر مسلم خاندان ہدایت کی روشنی پاتا ہے اور دین اسلام قبول کرتا ہے۔ کیا از روئے شریعت خاوند اور بیوی کا نکاح دوبارہ، یعنی تجدید ہوگا یا نہیں؟

۲۔ مذکورہ خاندان کے نابالغ بچے کس طرح مسلمان ہوں گے۔ جب کہ وہ شعور نہیں رکھتے؟

محمد اشرف ولد نور محمد، جنرل اسٹورز نزد۔ یو بی ایل، مسجد پکلے والی۔ تلہار۔ ضلع بدین سندھ

۷۸۶ الجواب ھو الموفق للصواب: ۱۔ غیر مسلم میاں بیوی اگر ایک ساتھ مسلمان ہو گئے تو اسی نکاح سابق پر باقی رکھے جائیں گے تجدید نکاح کی حاجت نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

۲۔ بچہ دین میں اپنے ماں باپ کا تابع ہے مسلمان ہوئے تو اولاد بھی مسلمان ہے۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۴ ستمبر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

اگر بیوی پہلے مسلمان ہو جائے تو نکاح ٹوٹا یا رہا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک ہندو عورت مسلمان ہو جائے تو اسے نکاح کرنے کے لئے عدت گزارنا ضروری ہے یا نہیں؟ ایک سائل خدا بخش، کھتیان روڈ تحصیل ٹنڈو آدم، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: شوہر اور اس کی بیوی دونوں کافر، مثلاً ہندو تھے۔ اب ان میں سے عورت مسلمان ہوگئی تو اس کا نکاح اس مرد سے، کہ ہندو ہے ٹوٹ گیا۔ البتہ اس مرد سے کہا جائے گا کہ وہ بھی مسلمان ہو جائے۔ اگر وہ بھی مسلمان ہو جائے اور دونوں ساتھ رہنا چاہیں فبہا۔ اور اگر وہ اسلام قبول نہ کرے یا خاموش رہے یا انکار کردے تو اب ان دونوں میں تفریق کردی جائے گی۔ عورت کہ مسلمان ہو چکی اس کافر کے ساتھ نہ رکھی جائے گی۔ بلکہ اسے اختیار ہوگا کہ جس مسلمان سے چاہے نکاح کرلے۔ اور عدت کی بھی یہاں حاجت نہیں۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

قادیانیوں سے میل جول و نکاح

سوال: محترم مولانا مفتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زید میرا دور کا رشتہ دار ہے۔ زید تقریباً ۱۲ سال قبل پنجاب سے حیدرآباد تعلیم کی غرض سے آیا۔ زید کے والد کٹر قادیانی تھے۔ والدہ کا بھی انتقال ہو چکا تھا۔ ایک بھائی اور تین بہنیں شادی شدہ موجود ہیں۔ اور وہ بھی قادیانی فرقے میں بیاہی ہوئی ہیں۔ بھائی خانیوال میں رہتا ہے۔ اور بہنیں کوئٹہ میں ہیں۔ زید تعلیم کی غرض سے حیدرآباد آیا تو اپنے رشتے کے چچا محمود کے ہاں رہائش پذیر ہوا۔ محمود نے سرپرست کی حیثیت سے اس کے تمام تعلیمی ڈاکومنٹ بھرے اور اس کو مسلم کی حیثیت سے ظاہر کرایا۔ زید نے ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کی اور آج کل لیاقت کالونی میں پریکٹس کر رہا ہے۔ محمود کی ایک لڑکی نے بھی ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کی ہے۔ چند ماہ قبل زید کے بہن بھائیوں نے زید کے لئے محمود کی اس لڑکی کا رشتہ مانگا جو کہ محمود نے منظور کر لیا۔ محمود نے اپنے طور پر اپنے داماد زید سے اسلام قبول کرالیا ہے مگر اس کی اطلاع زید کی بہن اور بھائیوں اور بہنوئی کو نہیں ہے۔ زید کے اسلام قبول کرنے میں صرف زید محمود اور محمود کے داماد کے علاوہ اس خاندان کا کوئی اور فرد شریک نہیں تھا۔

بھٹو کے دور حکومت میں زید کے والد اور بھائی بہنوئی وغیرہ نے اپنی جان بچانے کی خاطر خانیوال کی ایک جامع مسجد میں ہزاروں افراد کی موجودگی میں اسلام قبول کر لیا تھا مگر چند ماہ بعد مرتد ہو کر دوبارہ قادیانی ہو گئے۔ زید کے تادم تحریر اپنے بہن بھائیوں سے تعلقات۔ لین دین۔ خط وکتابت قائم ہے اور ان کے مشورے اور حکم کے خلاف ایک قدم بھی نہیں چلتا ہے۔ اور زید کی منگنی کی تمام کاروائی بھی انہی کے ہاتھوں سرانجام پائی ہے۔ اب مسئلہ شادی کا ہے۔ سنا ہے جنوری یا فروری میں شادی ہونے والی ہے۔ ہمارے تمام خاندان والے الحمدللہ سنی العقیدہ ہیں اور ختم نبوت پر مکمل ایمان رکھتے ہیں۔ وہ سب اس شادی میں شرکت کے خلاف ہیں۔ ہمارے تمام رشتے داروں کا کہنا ہے کہ زید نے نہ تو ہمارے سامنے اسلام قبول کیا ہے اور نہ بعد میں کوئی اعلان کیا ہے۔ اس کے برعکس وہ اپنے بہن بھائیوں سے بھی چھپا رہا ہے۔ ہم محمود کے کہنے پر ایمان نہیں رکھتے ہو سکتا ہے وہ اپنی بیٹی کی شادی کی وجہ سے چھپا رہا ہو۔ زید نے محمود سے بھی کہا ہے کہ وہ میرے بہن بھائیوں کو میرے اسلام لانے کے متعلق نہ بتائے۔ شادی کے بعد میں خود مناسب وقت پر بتادوں گا۔ سنا ہے کہ نکاح مسجد میں ہوگا۔ آپ سے عرض ہے کہ آیا کیا غیر مسلم قادیانی ہماری مقدس مسجدوں میں داخل ہو سکتے ہیں؟ جبکہ ہم سب کو معلوم ہے کہ یہ قادیانی ہیں۔ اور بصورت دیگر اگر انہوں نے اس بات کا اصرار کیا کہ اگر تم اپنی مسجدوں میں نکاح نہیں کرا سکتے تو ہم اپنی عبادت گاہوں میں لے جاتے ہیں تو ہم کس طرح ان کی عبادت گاہوں میں جائیں؟

کیا ہم سب کی شرکت سے ہمارے نکاحوں پر اثر پڑے گا؟

ہماری شرکت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

زید کے اس طرح اسلام قبول کرنے سے ہمارے خاندان کا کوئی بھی باشعور فرد مطمئن نہیں ہے۔

آپ سے التماس ہے کہ آپ اپنے قیمتی وقت سے تھوڑا سا وقت نکال کر اس نازک مسئلے پر غور فرمائیں اور اپنا قیمتی

فتوی مرحمت فرمائیں۔ اللہ آپ کو اس کا اجر عظیم دے اور عظیم تر درجات بلند فرمائے۔ آمین

شیخ انیس احمد دہلوی، دکان D/404 چوڑی گلی شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ میں زید کے بارے میں جو اس قسم کی باتیں عام مسلمانوں میں مشہور و معروف ہو رہی ہیں ان کی بنیاد پر زید کے لئے شرعاً یہ بات لازم ہے کہ وہ فوراً علی الاعلان عام مسلمانوں کے سامنے مسلمان ہو، اور باقاعدہ طور پر اپنے تمام قادیانی رشتہ داروں سے اپنی براءت وعلیحدگی کا اعلان کرے اور عام مسلمانوں کے دلوں میں جو زید کی طرف سے شبہات پائے جاتے ہیں وہ دور ہوں اس قسم کی دورخی باتیں کہہ کر وہ مسلمانوں کو نہ تو مطمئن کر سکتا ہے اور نہ ہی ہم اسے مسلمان جان سکتے ہیں۔ اور نہ ہی ان حالات میں زید کا کسی مسلمان عورت سے نکاح درست ہوگا اور نہ ہی مسلمانوں کو ایسے نکاح میں شرکت کی شرعاً اجازت ہے بلکہ اس سے میل جول رکھنا منع ہے۔ اور پھر جبکہ زید کے بھائی بہن والد مسلمان ہو کر مرتد ہو گئے تھے اور زید بھی اسی خاندان کا ایک فرد ہے اس لئے یہ معاملہ اور اہم ہو جاتا ہے کہ پورا اطمینان ہو جانا ضروری ہے۔ مسمی محمود جو کہ اپنی صاحبزادی کا عقد ایسے شخص سے کرنا چاہتا ہے۔ اُسے چاہئے کہ پہلے زید کو اعلانیہ عام مسلمانوں کے سامنے مسلمان کرائے اور قادیانیوں سے میل جول ختم کرنے کا عہد لے اور جب ان باتوں کا اطمینان ہو جائے تو بلاشبہ یہ نکاح صحیح ہوگا اور مسلمانوں کی شرکت اس میں جائز ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ (البقرہ)۔ اے ایمان والو اسلام میں پورے (مکمل) داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو بیشک وہ (شیطان) تمہارا کھلا دشمن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۳۰ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ۔ ۲۴ دسمبر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

عیسائی لڑکی سے نکاح ہو سکتا ہے مگر آجکل کے کرسچین عیسائی نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: ایک عیسائی لڑکی ایک مسلمان لڑکے سے عقد کرنا چاہتی ہے۔ اپنے مذہب کو برقرار رکھتے ہوئے لڑکا مذہب اسلام چھوڑنا نہیں چاہتا کیا یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟

منجانب فقیر محمد نیاز ولد فیض محمد نیاز، حالی روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** عیسائی لڑکی کہ اپنے مذہب عیسائیت پر قائم ہو اس سے مسلمان لڑکے کا نکاح ہو سکتا ہے۔ حلال ہے یعنی اس سے جماع زنا نہ ہوگا۔ وطی حرام نہ کہلائے گا۔ مگر جہاں تک بن پڑے مسلمان اس سے پرہیز کرے کہ اس میں بہت سے ناپسندیدہ مقاصد کا دروازہ کھلتا ہے (عالمگیری وغیرہ) اور اگر وہ صرف نام کی عیسائی ہو اور حقیقتاً نیچری، دہریہ، نام کرسچین جیسے آجکل کے عموماً نصاری کا کوئی مذہب نہیں تو ایسی صورت میں اس سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ

شیعوں سے نکاح کرنا حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلے میں کہ: ایک شخص زید نے اپنی بہن ساجدہ کا نکاح عمرو سے کیا تھا۔ اس وقت عمرو سنی مذہب سے تعلق رکھتا تھا۔ کافی عرصے بعد ساجدہ کے ماموں عمر الدین نے عمرو کو ورغلا کر اسے ساجدہ جو اس کی بھانجی تھی طلاق دلوائی اور عمر الدین نے اپنی بیٹی صائمہ کا رشتہ عمرو سے کیا۔ اور اس وقت عمرو پکا شیعہ ہو چکا تھا اور عمر الدین نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ عمرو شیعہ ہے اپنی بھانجی کو طلاق دلوا کر اپنی بیٹی کا رشتہ عمرو سے کر دیا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ عمر الدین حج پر جانا چاہتا ہے اور لوگوں نے اس سے کہا کہ سب عزیز رشتے داروں کو راضی کر لے اور ان سے معافی مانگنے کے بعد حج پر جانا چاہئے۔ اب عمر الدین ساجدہ کے بھائیوں اور رشتے داروں کے پاس معافی مانگنے کے لئے آتا ہے۔ اب عمر الدین کو شریعت محمد کے مطابق معاف کرنا چاہئے یا نہیں؟ حالانکہ اس نے دو عظیم گناہ کئے ہیں؟

ا۔ اپنی بھانجی کو طلاق دلا کر اپنی بیٹی کا رشتہ کیا۔

۲۔ جان بوجھ کر شیعہ کو اپنی بیٹی دی۔

۳۔ ان حالات میں عمر الدین کو ساجدہ کے بھائی اور رشتہ دار معاف کریں یا نہیں؟ بینوا، توجروا

سائل۔ غلام فرید، سرے گھاٹ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: عمر الدین دو گناہ کا مرتکب ہوا۔ ہر گناہ اپنی جگہ عظیم گناہ۔ میاں بیوی کے مابین تفریق اور عورت کو مرد سے ورغلانا یا مرد کو عورت سے ورغلانا۔ حدیث شریف میں ایسے شخص پر لعنت آئی اور قرآن کریم نے اسے شیطانی فعل بتایا۔ تو عمر الدین کو لازم کہ اس کے فعل سے جس مسلمان مرد، خواہ عورت کو اذیت پہنچی اس سے صاف الفاظ میں معافی مانگے۔ اور ان پر لازم ہے کہ معافی مانگنے پر معاف کر دیں۔ مگر دوسرا گناہ، بڑا کڑوا گھونٹ ہے۔ آج کل کے رافضیوں میں، کسی ایسے شخص کا ملنا جسے ضعیف طور پر مسلمان کہہ سکیں، شاید ایسا ہی دشوار ہوگا جیسے سفید رنگ کا کوا۔ اور ایسے رافضیوں کا حکم بالکل مثل حکم مرتدین ہے۔ یعنی ان سے شادی بیاہ کا معاملہ کرنا حرام حرام حرام ہے۔ اور اپنی بیٹی ان کے نکاح میں دینا تو سخت قہر، قاتل زہر ہے کہ عورتیں مغلوب ومحکوم ہیں۔ اور ناقصات العقل والدین بھی۔ تو اس جرم وگناہ سے معافی کی صرف یہ ہی ایک صورت ہے کہ عمر الدین، اپنی بیٹی کا نکاح فسخ کرائے اور باقاعدہ عدت میں اسے بٹھائے۔ پھر کسی سنی کے نکاح میں لائے۔ اگر وہ ایسا کر لے تو مسلمان اسے معاف کر دیں۔ اور اس سے توبہ علی الاعلان کرائیں۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

شیعہ وسنی کا نکاح نہیں ہو سکتا

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب برکاتی مدظلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سلام کے بعد عرض کی جاتی ہے کہ ہمیں مندرجہ ذیل مسائل پیش ہیں۔ مہربانی کر کے قرآن وسنت کی روشنی میں

تفصیل سے لکھیں۔

۱۔ایک لڑکا شیعہ اور ایک لڑکی سنی جو دونوں نابالغ تھے لیکن ان کی رضامندی اور والدین کی رضامندی سے دونوں کا نکاح ہو گیا ہے۔لیکن ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی۔اب جب کہ لڑکا اور لڑکی دونوں بالغ ہو چکے ہیں۔اب لڑکی کے والدین لڑکی دینے کو تیار نہیں۔جب کہ لڑکی اس پر راضی ہے۔تو اب کیا کرنا چاہئے۔واضح رہے کہ لڑکا جو شیعہ ہے صحابہ کرام کے بارے میں گستاخی بھی اس سے کبھی نہیں سنی ہے۔تو آپ بتائیں کہ کیا پہلی دفعہ جو نکاح پڑھایا گیا ہے یعنی شیعہ لڑکا اور سنی لڑکی کا نکاح ہو گیا یا نہیں۔اگر ہو گیا ہے تو اب کیا کرنا چاہئے جبکہ لڑکی کے والدین لڑکی دینے کو رضامند نہ ہوں؟

۲۔بالغ لڑکا شیعہ اور بالغہ لڑکی سنی کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں جبکہ لڑکے کے والد شیعہ اور والدہ سنی ہو۔اور لڑکا صحابہ کرام کے بارے میں گستاخی کے کلمات بھی نہ کہتا ہو؟ آپ کی بہت بہت مہربانی ہوگی۔ والسلام فقط امتیاز حسین

۷۸۲ الجواب: عوام، شیعہ کہتے ہی ان لوگوں کو ہے جو تبرائی روافض ہیں، ان سے نکاح حرام قطعی اور باطل محض اور قربت خالص زنا ہے۔خواہ لڑکا لڑکی نابالغ و نابالغہ ہوں یا بالغ و بالغہ۔آج کل کے رافضیوں میں کسی ایسے شخص کا ملنا جسے ضعیف طور پر بھی مسلمان کہہ سکیں شاید ایسا ہی دشوار ہوگا جیسے سفید رنگ کا کوا۔اور ایسے رافضیوں کا حکم بالکل مثل حکم مرتدین ہے، یعنی ان سے شادی بیاہ کا معاملہ کرنا حرام حرام حرام،اب اپنی بیٹی ان کے نکاح میں دینا تو سخت قہر، قاتل زہر ہے کہ عورتیں محکوم و مغلوب ہوتی ہیں اور ناقصات العقل والدین بھی تو اس جرم و گناہ سے معافی کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ اس لڑکی کا نکاح فسخ کرایا جائے اور اگر رخصتی نہ ہوئی اور دونوں کبھی تنہائی میں بھی ساتھ نہ بیٹھے ہوں تو عدت بھی نہیں ہے، تو اب کسی سنی کے نکاح میں لایا جائے۔(فتاویٰ رضویہ)

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ربیع الاول شریف ۱۴۰۴ھ

اگر عورت مسلمان ہو جائے اور اسکا شوہر مسلمان نہ ہو تو دونوں میں علیحدگی کر دی جائے گی

سوال: اگر کوئی شادی شدہ ہندو عورت اسلام قبول کر لیتی ہے اور اسکا شوہر اسلام قبول نہیں کرتا تو کیا از روئے شریعت محمدی اس کو عدت گزرانی پڑے گی یا نہیں جبکہ وہ حاملہ نہیں ہے؟ محمد طارق، انڈس ڈائینگ کمپنی لمیٹڈ حیدر آباد

۷۸۲ الجواب: زوج زوجہ دونوں کافر تھے اور ان میں کتابی کوئی بھی نہیں اور ان میں سے ایک مسلمان ہوا تو حاکم اسلام دوسرے پر اسلام پیش کرے اگر مسلمان ہو گیا فبہا۔صورت مسئولہ میں عورت مسلمان ہوئی، شوہر پر اسلام پیش کرنا ضروری ہے۔اگر وہ مسلمان ہو گیا تو دونوں اسی نکاح سابق پر باقی رکھے جائیں گے۔بشرطیکہ کوئی اور وجہ تفریق ان میں وجود نہ ہو۔مثلاً وہ عورت اس کے محارم میں نہ ہو۔اور اگر شوہر اسلام لانے سے انکار کر دے یا خاموشی اختیار کرے تو حاکم اسلام ان میں تفریق کر دے گا۔اور یہ تفریق طلاق قرار پائے گی۔ورنہ پہلا نکاح فسخ نہ ہوگا۔تفریق کے بعد عورت عدت گزار کر کسی مسلم سے نکاح کر سکتی ہے۔اور عورت جبکہ مسلمان ہو چکی تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس کی حفاظت کریں۔اس کے کافر شوہر سے نہ ملنے

دیں کہ معاذ اللہ وہ اسے مرتد نہ بنادے۔ (درمختار ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

اگر کوئی کافر مسلمان ہو جائے تو مسلمانوں پر اس کی حفاظت لازم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت نومسلم شہناز بنت پیرو نے مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۸۳ء کو اپنی خوشی سے اسلام قبول کیا۔ جسکی تصدیق کورٹ نے کردی۔ اس کے بعد عورت مذکورہ نے، شادی بھی کرلی، اب اس کے سابقہ مذہب کے چند وڈیروں نے اسے دوبارہ مسلم شوہر سے چھین کر، ہندوؤں کے حوالے کردیا ہے، عورت بدستور اسلام پر قائم ہے، ایسی صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے۔ کیا اس کو وہیں رہنے دیا جائے تو اس صورت میں اسلام سے پھر جانے کا خطرہ موجود ہے یا اسے وہاں سے واپس لایا جائے تو اسکی صورت کیا ہوگی؟

السائل محمد ابراہیم، تارا کا باغ، نزد ٹنڈو آدم براستہ شہداد پور ضلع سانگھڑ، ۶ جون ۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب: جو عورت مسلمان ہو چکی اور اسلامی برادری کا ایک فرد بن چکی، اسکی حفاظت، ہر مسلمان صاحب ایمان پر فرض ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسے اس کے کافر رشتہ داروں سے نہ ملنے دیں۔ اسے ہرگز ایسی جگہ نہ جانے دیں جہاں اس کے بہکنے کا اندیشہ ہو۔ ایسے مقام پر کھڑا ہونے سے روک دیں جہاں شیطان اور اسکی ذریت اسے بہکا سکے۔ جو مسلمان، نام کا صاحب ایمان، اس میں آڑے آئے۔ اس سے قطع تعلق رکھیں۔ اس سے سلام کلام موقوف کردیں۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ الرضاء بالکفر، کفر۔ کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے۔ تو جن وڈیروں نے اس مسلمان عورت کو، کافروں کے قبضے میں دیدیا، وہ خود بھی انہیں کافروں میں شامل ہوگئے۔ اگر ان کے نکاح ہو چکے ہیں تو انکے نکاح ٹوٹ گئے۔ اور حج کر چکے ہوں تو دوبارہ حج کرنا بھی ان پر لازم ہوگیا۔ از سر نو کلمہ پڑھیں، تجدید ایمان کریں اور مسلمان بنیں۔ ان کے وہ ہی احکام ہیں جو مرتدین کے ہیں۔ حدیث میں ہے من کثر سواد قوم فھو منھم جو کسی قوم کی گنتی بڑھائے وہ اسی قوم سے ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ان وڈیروں نے ایک مسلمان بی بی، انہیں واپس کر کے، ان کی تعداد میں اضافہ کیا، تو یہ خود بھی ان میں ہوگئے۔ غرض مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس عورت کو واپس لائیں اور حکومت وقت سے مدد لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

رافضی مرتد ہیں ان سے نکاح نہیں ہوسکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کوئی سنی مسلمان لڑکی بالغ ایک شیعہ مرد سے عقد نکاح پر مصر ہو اور اسکے علاوہ کسی اور سے عقد نکاح پر راضی نہ ہو تو لڑکی کے وارثوں پر شریعت محمدی کی رو سے کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

غلام محمد، لطیف آباد ۷، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: آج کل کے اکثر بلکہ تمام رافضی تبرائی ضروریات دین کے منکر ہیں۔ مثلاً قرآن مجید کو ناقص بتاتے یا

اسے بیان عثمانی کہتے ہیں۔ یا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو، انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام، خواہ کسی ایک نبی سے افضل جانتے ہیں۔ یا حضور پر نور سید المرسلین ﷺ پر تبلیغ دین متین میں تقیہ کی تہمت رکھتے ہیں الی غیر ذلك من الکفریات ایسے لوگ جمہور اہل اسلام کے نزدیک یقیناً قطعاً کافر، مرتد، خارج از اسلام اور اسلام سے قطعی بے تعلق بے علاقہ ہیں۔ اگرچہ کلمہ پڑھیں اور ان کے احکام وہ ہی ہیں جو مرتدین کے ہیں۔ فتاوی ہندیہ۔ فتاوی ظہیریہ وحدیقہ ندیہ وغیرہ میں ہے احکامهم احکام المرتدین اور مرتد خواہ مرد ہو یا عورت، اس کا نکاح تمام عالم اسلام میں کسی عورت و مرد یا کافر، مرتد یا اصلی کافر، کسی سے نہیں ہوسکتا، یہاں تک کے ان کے ہم مذہب کا بھی۔ خانیہ و ہندیہ وغیرہ میں ہے واللفظ للآخرۃ لایجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ وکذلك لایجوز نکاح مرتدۃ مع احد۔ اس عبارت کا حاصل وہ ہی ہے کہ مرتد کا نکاح نہ کسی مسلمان سے ہوسکتا ہے۔ نہ کافر سے نہ مرتد سے۔ نہ اس کے ہم مذہب سے۔ اور جب حقیقتاً نکاح نہیں ہوسکتا تو نام نکاح اس ناجائز کو جائز، اور حرام کو حلال نہیں کرسکتا۔ جس سے نکاح ہوگا زنائے محض ہوگا اور اولاد ولد الزناء۔ پھر محل غور ہے کہ جب سنیہ بنت سنی جبکہ وہ صالحہ عابدہ ہو اس کا نکاح، ولی کی صریح اجازت کے بغیر، کسی فاسق معلن سے نہیں ہوسکتا کہ لیس فاسق کفوالصالحۃ (فاسق فی العمل، پارسا عورت کا کفو نہیں) تو جو بھی شخص فاسق فی العقیدہ ہے وہ کیسے اس سنیہ بنت سنی کا کفو ہوسکتا ہے۔ تو اگر نکاح کر بھی لیا تو شرعاً ہرگز معتبر نہ ہوگا۔ اور عورت زنا و بدکاری میں مبتلا ہو کر زانیہ، فاحشہ، اور قحبہ کاسبہ، رنڈی جیسے القاب کی مستحق ہوگی۔ پھر چونکہ یہ امر، اولیائے زن کے لئے بھی باعث ننگ و عار ہے اس لئے انہیں اختیار ہے کہ جس طرح بن پڑے، اپنی عزت و آبرو اور خاندان کو رسوائی و فضیحت سے بچانے کے لئے جائز اقدام کریں۔ اسے گھر میں محبوس کرلیں۔ گھر کو اس کے لئے قید خانہ بنادیں اور ضرورت سمجھیں تو حاکم وقت سے اس میں مدد لیں۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

کون سے شیعہ سے نکاح زنا، نہ ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: سنی العقیدہ لڑکی کا عقد (نکاح) شیعہ العقیدہ مرد کے ساتھ ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر اس قسم کے اشخاص سے نکاح ہوا ہو تو اس کے نتیجہ میں جو اولاد پیدا ہوئی ہو تو ان کے متعلق کیا مسئلہ ہے کہ آیا وہ جائز اولاد ہے یا ناجائز؟ فقط والسلام بادشاہ حسین، پیر کالونی، کراچی، 18/02/1979

۷۸۶ الجواب: جو ان میں کوئی عقیدۂ کفر رکھتا ہے جیسے آج کل کے عام رافضی، اس کے ساتھ تو کسی کا نکاح ہو ہی نہیں سکتا۔ یہاں تک کہ خود اس کے ہم مذہب کا بھی۔ اور جو ان میں عقائد کفر سے بچا ہوا ہو (حالانکہ آج کل شیعوں میں ایسا ملنا جو تبرائی رافضی نہ ہو اور اسے ضعیف طور پر بھی مسلمان کہہ سکیں شاید ایسا ہی دشوار ہوگا جیسے حبشیوں میں چمپئی رنگ کا آدمی، یا سفید رنگ کا کوا) اس کے ساتھ نکاح اگرچہ بایں معنی درست، کہ کرلیں تو درست ہوجائے گا زنا نہ ہوگا مگر بد مذہبوں کے ساتھ ایسا بڑا

علاقہ پیدا کرنے سے دور بھاگنا لازم۔ زوجیت وہ عظیم رشتہ ہے کہ خواہی نخواہی باہم انس ومحبت والفت پیدا کرتا ہے، تو انہیں اپنی بیٹی دینا اور بھی سخت قہر، قاتل زہر ہے کہ عورتیں مغلوب ومحکوم ہوتی ہیں پھر وہ نرم دل بھی زائد ہیں۔ اور عقل ودین میں ناقص بھی۔ بہر حال پہلی صورت میں کہ وہ شیعہ مرد، غالی رافضی اور تبرائی ہو، اولا محض ولد الزناء ہوگی اور دوسری صورت میں کہ وہ عقائد کفریہ نہیں رکھتا، اولاد کا نسب ثابت مانا جائے گا۔ (تفصیل کیلئے دیکھیں فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۲ ربیع الاول شریف ۱۳۹۹ھ

دوسری شادی کرنے کے لئے کوئی شرط نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: چند سال قبل میں نے شادی کی تھی اور شادی کے موقع پر میں نے یہ تحریر لکھ کر دی تھی کہ بلا عذر شرعی دوسری شادی کروں تو دوسری بیوی مجھ پر تین طلاق ہوگی۔ شادی کے کچھ عرصے کے بعد میری بیوی میری غیر موجودگی میں اپنے والدین کے چلی گئی اور میرے والد نے اس کے والدین سے پوچھنا چاہا کہ لڑکی کس وجہ سے بھاگی، تو انہوں نے میرے والد سے جھگڑنا شروع کر دیا، پھر کسی طرح میرے والد اسے لے آئے لیکن ایک رات اندھیرے میں چھپ کر بھاگ گئی اور الزام لگایا کہ سسر نے مارا ہے لیکن جب یہ ثابت نہ ہوسکا تو کہنے لگی کہ پڑوسن نے مجھ سے جھگڑا کیا تھا اس لئے بھاگی تھی، اسی اثناء میں میری بیوی کے والد نے میرا نو ماہ کا بچہ میری بیوی سے لیا اور ایک پنچایت میں لاکر ہمارے حوالے کر دیا اور کہا کہ (تم یہ لڑکا لینا ہے تو لے لو ورنہ پتھر پر ماردونگا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں گے۔) میرے والد نے صبر کیا اور بچہ لے لیا جس کی پرورش میرے والد نے کی، بچہ اس وقت ۴ سال کا ہو چکا ہے۔ جس دوران میری بیوی بھاگتی رہی اس دوران گھر کی بہت سی چیزیں چرا کر لے جاتی رہی، مبلغ 1400/ سو روپے نقد، 85 تولہ چاندی کا زیور جس میں ایک چیز سونے کی بھی ہے اور برتن، کپڑے اور فرنیچر بھی چرا کر لے گئی جس کی تفصیل لمبی ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ میری والدہ کا انتقال میرے بچپن میں ہو گیا تھا اور شادی کی تھی کہ گھر آباد ہوگا لیکن گھر برباد ہو کر رہ گیا میرا بوڑھا باپ خود اپنے ہاتھ سے روٹی پکاتا اور میرے بچے کی پرورش بھی کرتا ہے اور میں خود ملازمت کرتا ہوں، اگر مذکورہ بالا وجوہات کو عذر شرعی مانا جاتا ہو تو قرآن وحدیث کی روشنی میں لکھ دیں کہ میں دوسری شادی کر سکوں، کیا اس صورت میں دوسری بیوی کو طلاق نہیں ہوگی۔ کیونکہ میں ابھی پہلی بیوی کو طلاق دینا نہیں چاہتا۔ بینوا، توجروا　سائل عبدالحمید ولد سائیں خان، سکنہ خواجہ، باغ، آزاد کشمیر

۷۸۶ الجواب ھو الموفق للصواب: شریعت مطہرہ نے دوسری، تیسری، چوتھی شادی کے لئے کوئی عذر یا جبر یا شرط نہیں لگائی سوائے اس کے کہ شوہر کو خوف ہو کہ وہ عدل نہ کر سکے گا قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً (النساء:3) تو جب شریعت نے کوئی عذر بیان نہ کیا تو عذر پایا ہی نہ جائے گا اور جو شرط عادۃ محال ہو تو وہ کلام لغو ہوگا۔ لہٰذا دوسری شادی کرنے سے دوسری بیوی مطلقہ نہ ہوگی۔ (درمختار) ہاں اگر متکلم کے ذہن میں عذر شرعی سے مراد حقوق زوجیت ہے تو جب حقوق پورے نہ کئے جائیں تو اس کے خیال کے مطابق صورت مذکورہ میں عذر پایا گیا تو بھی دوسری شادی کر سکتا ہے طلاق واقع

نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم　احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۱۰/۱۰/ ۱۹۸۴ء

۸۶.۷الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

نابالغ لڑکی کے نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی دولڑکیوں کی شادی عمر، کے دولڑکوں سے آج سے چند سال پہلے کی تھی۔ زید کی ایک لڑکی بالغ تھی اور ایک لڑکی نابالغ تھی۔ زید کی بالغ لڑکی کو عمر کے لڑکے نے چند سال کے بعد طلاق دے دی اور جب زید کی نابالغ لڑکی بالغ ہوئی تو اس لڑکی نے بالغ ہوتے ہی کہا کہ میں یہ نکاح نہیں مانتی۔ از روئے شرع فرمائیں کہ زید کی اس لڑکی کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا یہ نکاح درست رہا یا نہیں رہا؟

محمد سبحان خان، لطیف آباد نمبر ۱۱، بریلی کالونی حیدر آباد، ۲۸ دسمبر ۱۹۸۴ء

۸۶.۷ **الجواب** ھوالموفق للصواب: نابالغ لڑکی کے نکاح پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے یعنی باپ نے جب اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح کر دیا تو یہ نکاح نافذ ہو گیا اور بالغ ہونے کے بعد لڑکی کو اس نکاح کے توڑنا کا اختیار نہیں (درمختار، خانیہ جوھرہ) لہٰذا صورت مسئول عنہا میں لڑکی کا نکاح باقی ہے جب تک شوہر طلاق نہ دے یا مر جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　۲۹ دسمبر ۱۹۸۴ء

۸۶.۷الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حلالہ میں شرط سے نکاح کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی بدرستئی ہوش و حواس لیکن جب گھر کے ویران ہونے کا احساس ہوا تو حیلے بہانوں کی جستجو ہوئی پھر کسی عزیز یا احباب کو اس طرح دباؤ یا نقد جنس دے کر اس سے معاہدہ کر لیا کہ طلاق کی عدت کے بعد، وہ اس شرط پر حلالہ کر لے کہ، کل طلاق دیدے گا بکر اس بات پر خواہ اخلاقی دباؤ سے یا لالچ کے دباؤ سے آمادہ ہو گیا اور اس نے حلالہ کر کے دوسرے دن طلاق دے دی پھر اس طلاق کی عدت گزرنے کے بعد زید نے واپس اپنے نکاح میں لے لیا تو کیا از روئے شرع شریف اس طریقے پر میعادی نکاح جائز ہے؟

اور کیا اس میعادی نکاح وطلاق اور اس کی عدت وغیرہ کے بعد وہ عورت اپنے پہلے شوہر کے لئے حلال ہو گئی۔ براہ کرم صحیح اور مدلل جواب سے آگاہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ فجزاءٗ الی اللہ الی یوم الجزاء۔

فقط والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السائل بندۂ کمترین قاری سراج الدین واحدی، خطیب مسجد عثمانیہ نائن کا پڑ حیدر آباد

مؤرخہ ۱۰ ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۶ھ / مطابق ۱۴ نومبر ۱۹۸۵ء

۸۶.۷ **الجواب** ھوالموفق للصواب: بشرط التحلیل جس کے بارے میں حدیث شریف میں لعنت آئی وہ یہ ہے کہ عقد نکاح یعنی ایجاب وقبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے اور یہ نکاح مکروہ تحریمی ہے زوج اول، ثانی اور عورت تینوں گناہگار ہوں گے

مگر عورت اس نکاح سے بھی بشرائط حلالہ شوہر اول کے لئے حلال ہو جائے گی اور اگر عقد میں شرط نہ ہو گی اگرچہ نیت میں ہو تو کوئی کراہت نہیں۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۹ دسمبر ۱۹۸۵ء

نابالغ کا نکاح بغیر ولی کے نہیں ہو سکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ: زید کی بیوی اپنے گھر سے ناراض ہو کر اپنے والدین کے گھر چلی آئی تھی۔ زید کا ایک لڑکا نابالغ بھی ان کے ساتھ چلا آیا تھا۔ زید کی بغیر اجازت کے اس کی بیوی اور لڑکے کی نانی نے اس لڑکے کا نکاح کروا دیا تھا آپ اب یہ بتائیں کہ زید کی بغیر اجازت کے اور لڑکی کی نانی کی اجازت سے یہ نکاح، ہوا کہ نہیں؟ قرآن اور حدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی

نور محمد ولد محمد حیات قوم چوہان، گوٹھ شاہ تحصیل سامارو ضلع تھر پارکر، ۳ جنوری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: نابالغ کے نکاح کے لئے ولی شرط ہے بغیر ولی ان کا نکاح نہیں ہو سکتا ہے۔ اور جبکہ ولی اقرب موجود ہے جیسے لڑکی نابالغ کا ولی اقرب باپ دادا موجود ہوں تو نانا یا ماں نکاح کے ولی نہیں بن سکتے ہیں لہٰذا یہ نکاح جو سوال میں درج ہے موقوف رہے گا باپ کی اجازت پر اگر اجازت دے گا نکاح ہو جائے گا ورنہ نہیں محض اس باپ کا سکوت کافی نہیں بلکہ صراحتاً یا دلالتاً اجازت کی ضرورت ہے۔ (درمختار، ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ۔ ۴ جنوری ۱۹۸۵ء

نکاح حالت حیض میں بھی ہو جاتا ہے

سوال: شاہدہ بیگم کی شادی کی تاریخ دس جنوری قرار پائی۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ عورت حیض سے تھی اس کا نکاح ہوا کہ نہیں؟ جواب دے کر مشکور فرمائیں محمد حفیظ خان، لطیف آباد ۵، مکان نمبر D-107، ۱۴ جنوری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: نکاح کے لئے حیض سے پاک ہونا شرط نہیں ہے، حالت حیض میں بھی جو نکاح ہوا وہ یقیناً صحیح ہے، ہاں پاک ہونے تک شوہر ہم بستری نہیں کرے۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۱۴ جنوری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

نکاح کے لئے ایجاب وقبول شرط ہے

سوال: جناب مفتی صاحب السلام علیکم

ایک دفعہ بچپن میں بچے کو شربت پلایا تھا لہٰذا نکاح ہوا یا نہیں؟ صرف شربت پلایا تھا۔ بچے کے والدین نے ایجاب وقبول نہیں کیا تھا۔ کیا نکاح کیا جائے یا شربت ہی کافی ہے؟ عبدالمجید، پریٹ آباد، بغدادی مسجد حیدرآباد

۷۸۶ الجواب ھوالموفق للصواب: صرف شربت پلانے سے نکاح منعقد نہیں ہوا، اولاد اگر بالغ ہے تو اب نکاح کے لئے اس کی اجازت ضروری ہے۔ (عامہ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　　۱۹ جنوری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

اپنی مرضی سے کفو میں نکاح کیا تو نکاح صحیح ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک بالغہ لڑکی نے اپنی مرضی سے ایک بالغ لڑکے سے شادی کرلی اور وہ لڑکا اس لڑکی کے کفو، یعنی چال چلن اور اخلاق ونسب میں مساوی ہے اس کے بعد لڑکی کے والدین نے لاعلمی میں اس لڑکی کی شادی دوسری جگہ کردی آیا کہ وہ نکاح ثانی درست ہوا یا نہیں اور کیا نکاح اوّل پر کوئی فرق پڑا یا نہیں پڑا؟ کیا والدین پر ضروری ہے کہ وہ شوہر اوّل سے دوبارہ ایجاب وقبول کرائیں۔

فقط السائل شمشاد اور محمد اسمٰعیل، یونٹ ۸ لطیف آباد

۷۸۶ الجواب ھوالموفق للصواب: بالغہ جو بے رضائے ولی بطور خود اپنا نکاح خفیہ، خواہ اعلانیہ، کرے اس کے صحت و انعقاد کے لئے شرط ہے کہ شوہر اس کا کفو ہو یعنی مذہب یا نسب یا پیشے یا چال چلن میں عورت سے ایسا کم نہ ہو کہ اس کے ساتھ نکاح ہونا، اولیائے زن کے لئے باعثِ ننگ وعار وبدنامی ہو، اگر ایسا ہے تو وہ نکاح نہ ہوگا۔ وھو المختار للفتویٰ لفساد الزمان (درمختار) سوال سے ظاہر ہے کہ لڑکا لڑکی کا کفو ہے تو اس صورت میں برتقدیر صدق مستفتی دو مرد یا ایک مرد دو، عورتوں کے سامنے ایجاب وقبول کرلینے سے نکاح جائز وصحیح ہے، دوبارہ کی ضرورت نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ) اور جب پہلا نکاح صحیح ہوگیا تو دوسرا نکاح باطل ہے، عورت کا باپ اور یہ دوسرا شوہر دونوں سخت کبیرہ کے مرتکب ہیں۔ اور اگر جانتے بوجھتے دوسرا نکاح کرادیا تو اس میں قربت زنائے خالص ہوگی جس کا وبال مرتکب تزویج پر ہوگا، عالمگیری میں ہے نفذ نکاح حرة مکلفة بلا ولی (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　　۳۰ اپریل ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

زنا سے حاملہ لڑکی کا نکاح

سوال: جناب عالی مسئلہ یہ ہے کہ: لڑکا اور لڑکی نکاح سے پہلے اگر غلطی کر بیٹھیں اور حمل ٹھہر جائے تو کیا ان دونوں کا نکاح ہوجائے گا؟ دونوں کے گھر کے لوگوں نے ایک دوسرے کی شادی کی بات طے کررکھی تھی۔ دونوں کی شادی ہوگئی شادی کے وقت لڑکی کو اگر دو ماہ کا حمل تھا۔ شادی کے چھ ماہ بارہ دن میں ان کی اولاد ہوئی تو لوگوں نے یہ کہنا شروع کردیا کہ لڑکی اور لڑکے کا نکاح نہیں ہوا لہٰذا دوبارہ کرایا جائے۔ اب آپ اس کے متعلق کوئی فتویٰ صادر فرمائیں کہ ان کو کیا کرنا چاہئے۔ کیا اس کے بعد جو اولاد ہوگی وہ ناجائز کہلائے گی؟　حکیم عبدالحق قرشی، اعظم دواخانہ، شاہ مکی روڈ ریلوے کالونی حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: اگر وہ لڑکی کنواری تھی اور قبل نکاح اس سے زنا کیا گیا اور حمل ٹھہر گیا اور پھر اسی زانی سے نکاح ہوا تو یہ نکاح صحیح ہو گیا اور بعد نکاح صحبت کرنا بھی جائز۔ لہٰذا دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت نہیں وہی پہلا نکاح کافی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد پنجم) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۲ شعبان ۱۴۰۵ھ۔ ۱۳ مئی ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۲ شعبان ۱۴۰۵ھ

نکاح کے لئے ایجاب وقبول شرط ہے

سوال: ایک شخص نے اپنی بڑی بیٹی کی شادی کے وقت، اپنی چھوٹی بیٹی جس کی عمر اس وقت صرف ڈیڑھ (1-1/2) سال تھی ایک لڑکے، جس کی عمر اس وقت پانچ سال تھی سے طے کر دی اور لڑکے والوں اور لڑکی والوں نے طے کیا۔ اب ۱۵ یا ۱۶ سال کے بعد لڑکے والوں نے لڑکی والوں سے کہا کہ میں اپنے لڑکے کی شادی کر رہا ہوں اور تم اپنی لڑکی کی شادی کر لو۔ یہ سب باتیں زبانی ہوئی ہیں اور پنچایت کے دوران ہوئی ہیں۔ لڑکے والوں نے پنچایت میں کہا کہ میرا وہ زیور وغیرہ بھی دے دو، لڑکی والوں نے وہ زیور بھی واپس کر دیا۔ جو کہ لڑکوں والوں نے بات کی تھی اور اس نے پنچایت کے روبرو قطع کر دی ہے۔

لڑکے والوں نے اس لڑکے کی شادی کر لی جس کے ساتھ بات چیت تھی۔ اب لڑکی کا باپ اپنی لڑکی کی شادی کرنا چاہتا ہے۔ کیا طلاق ضروری ہے۔ جب کہ تمام باتیں صرف زبانی تھی۔ اور زبانی ہی لڑکے والوں نے اس کو قطع کر دیا اور لڑکی کی شادی بھی ہو گئی۔ علماء دین اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں؟ حکم صادر کیا جائے؟

دلاور حسین وکیل، مکان نمبر 410 محمدی کوارٹر، میرپور خاص

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں اگر نابالغ لڑکے اور نابالغہ لڑکی سے والدین یا اولیاء نے صرف بات طے کی تھی اور ان دونوں بچوں کی طرف سے ایجاب وقبول نہ کیا گیا تھا تب تو نکاح نہ ہوا لہٰذا لڑکی کی شادی کہیں بھی کی جا سکتی ہے اور اگر اس وقت طے کرنے کا مطلب عقد تھا تو یہ عقد منعقد ہوا، اب لڑکی کی شادی کرنے کے لئے لڑکے سے بلوغت کے بعد طلاق لینی ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۱ اگست ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

باپ دادا کا کیا ہوا نکاح بالغ ہونے کے بعد فسخ نہیں ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ: نابالغ لڑکی کا نکاح اگر اس کا والد پڑھوا دے اور لڑکی جوان ہوتے وقت انکار کر دے تو کیا نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

سائل حمید اللہ ولد زین اللہ، گوٹھ غریب آباد نزد زیل پاک سیمنٹ فیکٹری۔ حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: نابالغ لڑکی کے نکاح پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے یعنی اگر چہ نہ چاہے ولی نے جب نکاح کر دیا، ہو گیا۔ پھر اگر باپ دادا نے نکاح کر دیا تو نکاح ہو جائیگا، اس کو بالغ ہونے کے بعد اس نکاح کو توڑنے کا اختیار نہیں ہے (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ربیع الاول ۱۴۰۵ھ / ۲۷ نومبر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ربیع الاول شریف ۱۴۰۵ھ

بالغ کا نکاح اس کی مرضی کے خلاف کوئی نہیں کر سکتا

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ: زید نے بکر کی باکرہ کنواری لڑکی کو والدین کی مرضی کے خلاف اغوا کر کے اپنے گواہان کی موجودگی میں نکاح کیا بکر نے پولیس میں بالا مقدمہ درج کرایا اور پولیس نے مغویہ بکر کی دختر کو، زید کے قبضے سے بازیافت کر کے عدالت مجاز میں پیش کر کے مغویہ سے بیان حلفی کرائے۔ جہاں پر مغویہ نے زید سے نکاح کے وقت انکار کرتے ہوئے ظاہر کیا کہ اس کو نکاح کے وقت کچھ علم نہیں تھا البتہ اس سے ایک کاغذ پر زید اور اس کے گواہوں نے دستخط کروائے تھے۔

۱۔ بالا عبارت کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمایا جائے کہ مغویہ بکر کی لڑکی کا نکاح ملزم زید سے شرع کے مطابق صحیح ہے یا نہیں؟

۲۔ کیا مغویہ کی نسبت ملزم زید سے طلاق لینا ضروری ہے۔ اور مغویہ پر ایام عدت گزارنا واجب ہے یا نہیں؟

محمد اسلم ولد محمد ابراہیم، لطیف آباد یونٹ نمبر ۵، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں لڑکی نے خود فقیر کے سامنے حلفیہ بیان کیا کہ اسے نکاح کی بابت کچھ علم نہیں۔ صرف ایک سادہ کاغذ پر دستخط کرائے گئے اور اس وقت بھی اور بعد میں بھی نکاح کا کوئی تذکرہ نہیں تھا اور نہ اس نے نکاح کی اجازت دی، چونکہ عورت بالغہ عاقلہ کا نکاح بغیر اس کی اجازت کوئی نہیں کر سکتا (عالمگیری، درمختار) لہٰذا لڑکی کا نکاح زید سے ہوا ہی نہیں اور جب نکاح نہ ہوا تو نہ طلاق اور نہ عدت، لڑکی جہاں چاہے اس کا نکاح ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۸ دسمبر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

بالغہ عورت کا نکاح اس کی مرضی کے خلاف کوئی نہیں کر سکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: زید و عمر آپس میں دو بھائی ہیں زید کا ایک لڑکا اور لڑکی ہے عمر کی بھی ایک لڑکی اور لڑکا ہے۔ آپس میں دونوں بھائیوں نے طے کیا تھا کہ یہ رشتہ آپس میں کرینگے کہ ایک بھائی کا لڑکا دوسرے بھائی کی لڑکی سے نکاح کریگا اور اس طرح دوسرے بھائی کا لڑکا اس کی لڑکی سے نکاح کریگا۔

مگر ایک بھائی کا لڑکا دوسرے بھائی کی لڑکی کو ناپسند کرتا تھا اور اس نے شادی سے انکار کیا مگر ان کے پیر صاحب

نے اس لڑکے کو مجبور کیا کہ وہ اس لڑکی سے نکاح کرے۔ مجبوراً وہ لڑکا راضی ہو گیا اور پھر پیر صاحب ان بھائیوں کے گھر آئے اور صرف دعائے خیر کر کے چلے گئے پیر صاحب نے دونوں لڑکیوں سے ایجاب وقبول کے لئے نہ کوئی گواہ کیا نہ وکیل بھیجا جبکہ لڑکیاں عاقل بالغ تھیں صرف دعائے خیر ان لوگوں کی دلجوئی کے لئے کر کے چلے گئے اس صورت میں شرعاً یہ نکاح ہوا یا نہ ہوا حکم شرع سے مطلع فرمائیں؟ محمد اکبر نصیر آباد بلوچستان، ۲۰ مارچ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب: نکاح کے لئے مرد وعورت کا، یا جسے وہ اپنے نکاح کا وکیل بنائیں، ان کا ایجاب وقبول ضروری ہے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں، اس مجلس میں موجود ہوں اور ایجاب وقبول کو سنیں، اور سمجھیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے۔ اور سوال سے ظاہر ہے کہ یہ مجلس، نکاح کی مجلس نہ تھی۔ بلکہ منگنی کی مجلس تھی۔ جس میں پیر صاحب آئے اور دعائے خیر کے بعد تشریف لے گئے اور اگر یہ مجلس نکاح کی تھی تو باقاعدہ ایجاب وقبول اور گواہوں کی موجودگی میں اور حاضرین کا یہ سمجھنا کہ یہ نکاح ہو رہا ہے، ضروری ولازم ہے۔ درمختار میں ہے **ینعقد بایجاب و قبول و شرط حضور شاهدین حرین او حر، مع حرتین مکلفین سامعین قولهما معا علی الاصح فاهمین انه نکاح علی المذهب۔** پھر عورت اگر بالغہ ہے تو اس کی اجازت ان تمام امور پر مقدم ہے۔ عالمگیری درمختار وغیرہ کتب میں صراحۃً مذکور ہے کہ عورت بالغہ عاقلہ کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کوئی نہیں کر سکتا۔ نہ اس کا باپ۔ نہ بادشاہ اسلام۔ اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ ایک جوان لڑکی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ اس کے باپ نے نکاح کر دیا ہے اور وہ خود اس نکاح کو ناپسند کرتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے اختیار دیا۔ یعنی تو اس نکاح کو جائز کر دے۔ یا رد کر دے۔ الغرض بالغہ لڑکی کی اجازت کے بغیر اگر کسی نے نکاح کر دیا تو وہ نکاح نافذ نہ ہوا جب تک خود لڑکی اسے قبول نہ کرے۔ یا جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ لڑکی اس نکاح کی اجازت دے چکی ہے۔ اور یہ امر شرعی گواہوں سے ثابت ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۴ھ

گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کرنے سے نکاح ہو گیا

سوال: جناب مفتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص محمد اشرف صاحب مہاجر ولد عبدالرحمٰن فتح پور والے نے جو کہ بمقام چمبڑ تحصیل ٹنڈو الہیار ضلع حیدرآباد میں ہے۔ اس نے اپنے بھائی برادر رشتہ دار کھڑے کر کے اپنی لڑکی بی بی سروری بیگم کے نکاح کی تاریخ اپنے بھانجے محمد شفیع مہاجر ولد عبدالغفور گوندر والے جو کہ اب بمقام خانواہن تحصیل کنڈیارو ضلع نواب شاہ میں آباد ہے ان کو دی اسی وقت فرمایا کہ میں نے اپنی دوسری لڑکی بی بی بلقیس بیگم کے نکاح کی تاریخ لیاقت علی ولد محمد حنیف نگدھو والے جو کہ اب بمقام چمبڑ تحصیل ٹنڈو الہیار ضلع حیدرآباد میں ان کو بھی یہ ہی دے دی چمبڑ شہر کے ایک معزز شخص نے اسی وقت پوچھا کہ بھائی محمد شریف صاحب محمد حنیف صاحب سے آپ نے کیا کچھ لینا ہے تو محمد شریف صاحب نے فرمایا

کہ میں نے ان کو اسی طرح اللہ واسطے دی ہے اور واقعی محمد شریف صاحب نے محمد حنیف سے لڑکا لیاقت علی اللہ واسطے مانگا تھا تو محمد حنیف نے پوچھا کہ بھائی آپ میرے لڑکے کو لیکر کیا کرو گے تو محمد شریف صاحب نے فرمایا میں ان کے نکاح میں اپنی لڑکی دونگا میرا اور کوئی مطلب نہیں محمد حنیف نے کہا کہ بھائی میرے پاس آپ کو دینے کے لئے رشتہ نہیں۔ حالانکہ محمد حنیف کے پاس ایک رشتہ تھا۔ مگر محمد حنیف نے رشتہ دینے سے انکار کر دیا محمد شریف صاحب نے فرمایا میں آپ سے رشتہ نہیں مانگتا پھر محمد حنیف نے کہا بھائی میرے پاس آپ کو دینے کے لئے دولت بھی نہیں ہے محمد شریف صاحب نے فرمایا کہ میں آپ سے دولت بھی نہیں مانگتا محمد حنیف نے کہا کہ آخر آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں محمد شریف نے کہا کہ میں آپ کو مرشد تسلیم کرتا ہوں اور اپنی لڑکی بی بی بلقیس بیگم کا رشتہ لیاقت علی کے لئے اللہ کے واسطے دیتا ہوں منظور فرمائیں اور مجھ کو ناامید واپس نہ کریں جب تک آپ میری یہ بات منظور نہ کرو گے میں آپ کا ہاتھ نہ چھوڑوں گا محمد حنیف کو اس حالات کی پہلے خبر نہ تھی کہ کس حالات کا آدمی ہے آخر اس کی یہ بات منظور کر لی محمد شریف صاحب ایسے ہو گئے جیسے کہ محمد حنیف کا حقیقی بیٹا ہو مگر یہ سب کچھ فریب ثابت ہوا۔ محمد شریف صاحب کو جب کسی قسم کی ضرورت پیش آتی تو محمد حنیف کے پاس پہنچ جاتا اور جس چیز کی ضرورت پڑتی یا نقد رقم کی ہوتی ادھار کہہ کر لے جاتا۔ بہرحال دونوں لڑکیوں کے نکاح کی ایک ہی تاریخ مقرر ہوگئی اور رواج کے مطابق دعا خیر بھی ہوئی۔ اور شیرنی وغیرہ بھی تقسیم کی گئی اور رواج کے مطابق دونوں لڑکیوں کو مٹھائی اور کچھ رقم بھی محمد شریف کے گھر جا کر عورتوں نے دے دی۔ اور اپنی رسم پوری کی دونوں لڑکیاں بالکل سمجھدار اور بالغ تھیں۔ تاریخ مقررہ سے ایک ہفتے پہلے رواج کے مطابق برادری اور محلے کی عورتوں نے مل کر بان بٹنا بھی دونوں لڑکیوں کو لگایا۔ تاریخ مقررہ پر دونوں براتیں محمد شریف صاحب کی مقرر کردہ جگہ پر پہنچ گئیں رواج کے مطابق دونوں براتوں کا استقبال بھی محمد شریف صاحب اور اس کے بھائیوں اور رشتے داروں نے مل کر کیا اور دونوں براتوں سے بری یعنی دلہنوں کے کپڑے اور زیور بھی لئے اور دونوں دلہنوں کو پہنائے بعد نماز مغرب کھانے سے پہلے دونوں دلہنوں کے نکاح نمبروار مولوی محمد حنیف صاحب نے ایک ہی کمرے میں پڑھائے جس جگہ دونوں براتیں موجود تھیں نکاح شرع محمدی، کے مطابق ہوئے مگر رجسٹرڈ نہیں کروائے کیونکہ کوئی بھی بے اعتباری نہیں تھی اور رجسٹرار صاحب نے مشورہ دیا کہ اگر آپ کے دل صاف ہیں تو کوئی حرج نہیں نکاح تو بغیر رجسٹریشن ہو جاتا ہے مہر دونوں دلہنوں کا شرع محمدی ﷺ کے مطابق 6-32 ایک دلہن کا اور 6-32 دوسری دلہن کا مقرر ہوئے خوشی خوشی ایک دوسرے کو مبارک بعد دی اور چھوہارے تقسیم ہوئے اور کھانا براتیوں اور دعوتیوں کو کھلایا گیا صبح روانگی کے وقت بی بی سروری بیگم جو کہ محمد شفیع ولد عبدالغفور گوندروالے کے نکاح میں آئی تھی اس کی روانگی دے دی گئی دوسری لڑکی بی بی بلقیس بیگم جو کہ لیاقت علی ولد محمد حنیف نگدھوالے کے نکاح میں آئی اس کی روانگی نہ دی محمد شریف نے فرمایا کہ لڑکی کی والدہ کو تکلیف ہے تکلیف ٹھیک ہونے کے بعد آپ کو بھی روانگی دے دیں گے۔ واقعی لڑکی کی والدہ کو تکلیف تھی اور اب بھی ہے کبھی کم ہو جاتی ہے اور کبھی زیادہ اللہ تعالیٰ ان کی حالت پر رحم فرمائے۔ یہ بات سن کر محمد حنیف اور دولہا اور براتی کہنے لگے کہ کوئی بات نہیں ہمارے تو گھر کی بات ہے تکلیف دور ہونے کے بعد پھر بھیج دینا اس بات پر رضامند ہو کر اپنے گھر چلے آئے۔ ابھی لڑکی کی والدہ تو اچھی طرح ٹھیک

بھی نہیں ہوئی تھی خود لڑکی بلقیس بیگم جو کہ لیاقت علی ولد محمد حنیف کی بیوی ہے اس کے گلے میں تکلیف ہوگئی یعنی لڑکی کے گلے میں بیل (یعنی کنٹھ مالا) ہوگئی محمد حنیف نے بھی لڑکی بی بی بلقیس بیگم کا علاج محمد شریف صاحب کے گھر پر ہی کروایا اور لڑکی کے والد محمد شریف صاحب نے بھی اپنی لڑکی بلقیس بیگم کا علاج کروایا اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے لڑکی بی بی بلقیس بیگم بالکل ٹھیک ہوگئی کچھ دن کے بعد دنیاوی لین دین کی وجہ سے محمد شریف صاحب اور محمد حنیف صاحب میں رنجش پیدا ہوگئی۔ اب محمد شریف صاحب ولد عبدالرحمٰن یہ کہتا ہے کہ میں اپنی لڑکی بی بی بلقیس بیگم کو تمھارے ہاں نہیں بھیجوں گا۔ کبھی کہتا ہے کہ میرے کو بدلے میں رشتہ دو جس رشتہ کی طلب محمد شریف صاحب کرتے ہیں وہ رشتہ محمد حنیف صاحب کے اختیار میں نہیں۔ محمد شریف صاحب فرماتے ہیں کہ اگر محمد حنیف میرا طلب کردہ رشتہ نہیں دیتا تو میں اپنی لڑکی بی بی بلقیس بیگم کو نہیں بھیجوں گا حالانکہ رشتہ لینے کا محمد شریف صاحب کا کوئی وعدہ ہی نہ تھا کبھی کہتا ہے کہ مشورہ کر کے آپ سے بات کروں گا۔ کبھی کہتا ہے میں نے تو ۵۰۰۰=/ پانچ ہزار روپے مہر لکھوانا تھا حالانکہ نکاح سے پہلے یا نکاح کے وقت یا نکاح کے بعد کسی قسم کا مطالبہ نہیں کیا گیا تھا اگر اب بھی محمد شریف صاحب ۵۰۰۰=/ ہزار روپے مہر لکھوانا چاہیں تو لیاقت علی ولد محمد حنیف لکھ کر دینے کے لئے تیار ہے۔ اور کبھی کہتا ہے کہ میری لڑکی بی بی بلقیس بیگم کا نکاح نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ جانے محمد شریف کو یہ مشورہ کون دیتا ہے آپ یہ کہیں کہ میں لڑکیوں کے نکاح کے وقت موجود نہ تھا کہیں کسی کو بلانے گیا تھا میں نے اجازت نہیں دی۔ یا کہ محمد شریف صاحب اپنی مرضی سے کہتا ہے مگر یہ سب باتیں بعد کی بناوٹی ہیں اب محمد شریف صاحب یہ چاہتے ہیں کہ کسی مولوی صاحب سے غلط بیانی کر کے فتویٰ حاصل کرلیں کہ لڑکی بلقیس بیگم کا نکاح دوسری جگہ کر دیں۔ اور جو قرض محمد حنیف صاحب سے نقد یا سامان کی صورت میں لیا ہے جو کہ ۲۸۶۴=/ روپے بنتے ہیں اور جو زیورات لڑکی کی شادی یعنی نکاح کے وقت پہنائے تھے وہ واپس نہ دینے پڑیں۔ زیورات یہ ہیں ایک نتھ سونے کی۔ ایک ٹیکہ سونے کا۔ ایک جوڑی کانٹے یعنی بندے کانوں کے سونے کے۔ ایک انگوٹھی سونے کی جس کا وزن ۳ تولے ہے اور ایک جوڑی دست بند چاندی کے جن کا وزن تقریباً ۱۳ یا ۱۴ تولے ہے۔ برائے کرم شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق جواب جلد عنایت فرمائیں کہ محمد شریف صاحب کے ان حیلے بہانوں سے نکاح ختم ہو جائے گا یا کہ نہیں؟ یا کہ محمد شریف صاحب کے کہنے کے مطابق نکاح ہوا ہی نہیں؟ یہ بھی تحریر فرمائیں کہ نکاح پر نکاح کرنے یا شامل ہونے یا مشورہ دینے والوں کے لئے شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کیا حکم ہے؟ سائل عاجز مولوی محمد حنیف، چمرو

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں جب مسماۃ بلقیس بیگم کا نکاح لیاقت علی ولد حنیف سے مطابق شرع دو گواہوں کی گواہی سے مجمع عام میں کر دیا گیا، تو یہ نکاح نافذ ہے۔ نکاح کے لئے مرد و عورت کا، یا جسے وہ اپنے نکاح کا وکیل بنائیں، ان کا ایجاب و قبول ضروری ہے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں مجلس میں موجود ہوں اور ایجاب و قبول کو سنیں اور سمجھیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے۔ صورت مسئول عنہا میں ایسا ہی ہے لہٰذا یہ نکاح صحیح و نافذ ہے، اور بلقیس لیاقت علی کی منکوحہ ہے۔ درمختار میں ہے **ینعقد بایجاب و قبول و شرط حضور شاھدین حرین او حر و حرتین مکلفین الخ** پھر لڑکی بالغہ ہے تو اس کی اجازت ہی نکاح کے صحیح ہونے کو کافی ہے (درمختار) لڑکی کے باپ کو

اسے روکنے کا کوئی حق نہیں قال اللہ تعالیٰ اَسۡکِنُوۡهُنَّ مِنۡ حَیۡثُ سَکَنۡتُمۡ مِّنۡ وُّجۡدِکُمۡ (الطلاق :6) اور کسی شخص نے یہ معلوم ہوتے ہوئے بھی کہ عورت کسی کی منکوحہ ہے، اس سے نکاح کرلیا تو نکاح نہ ہوگا بہ یفتی (فی) ذخیرہ بزازیہ۔ اور جو لوگ جانتے بوجھتے اس منکوحہ کے نکاح میں شریک ہونگے وہ حرام کاری کے مددگار مانیں جائیں گے۔ (فتاوی رضویہ)

واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۳ اپریل ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

نابالغ کا نکاح باپ نے کردیا تو وہ نافذ ہے بلوغت کے بعد دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں

سوال: محترم قبلہ جناب مفتی محمد خلیل صاحب السلام علیکم

گزارش ہے کہ ہم نے اپنی ایک لڑکی کا نکاح تقریباً تین سال کی عمر میں قبول کیا تھا اب ہم دوبارہ نکاح دوہرانا چاہتے ہیں اس میں آپ مذہبی نکتہ نظر واضح فرمائیں آپ کی بڑی مہربانی وعین نوازش ہوگی۔ یعنی لڑکی کے باپ نے ایجاب و قبول کیا تھا، اب لڑکی اسی نکاح کی تجدید اسی لڑکے سے چاہتی ہے۔ ایسا کرنے میں شرعاً کوئی حرج تو نہیں؟

سائل محمد رفیق، فقیر کا پڑ، گلی نمبر ۱، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: نابالغ لڑکی کا نکاح کہ باپ نے کیا، یقیناً قطعاً درست و نافذ و باقی ہے۔ اب دوبارہ، مروجہ طریقہ کی ضرورت نہیں۔ اور ایسا کرنا ہی چاہیں تو باقاعدہ قاضی وغیرہ کو بلانے اور گواہوں کو نامزد کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ مرد و عورت ایک محفل میں جہاں کم از کم دو مسلمان کہ شرعاً گواہ بن سکیں، باہم خود ایجاب وقبول کرلیں، یا کسی اور کی وکالت میں، یہ کام انجام دیں۔ تو کوئی مضائقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ شعبان ۱۴۰۴ھ

تین چیزیں جن میں حقیقت بھی حقیقت اور مذاق بھی حقیقت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان دین اس مسئلے میں کہ: ایک شخص اپنے ذاتی مفادات حاصل کرنے کے لئے کاغذی کاروائی پر نکاح کرتا ہے اور عورت بھی کاغذی کاروائی پر رضامند ہوجاتی ہے تو اس طرح مرد اور عورت کے باقاعدہ دستخط اور اصول کے مطابق گواہ ہیں مگر نہ زبانی لحاظ سے اور نہ دلی لحاظ سے نکاح کررہے ہیں محض مفادات حاصل کرنے کے لئے یہ سب کچھ کررہے ہیں آیا یہ نکاح واقعی وقوع ہوا ہے یا نہیں؟ تحریر فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

فقط سائل محمد اقبال، لطیف آباد ۸ حیدرآباد ۱۲ مئی ۱۹۸۴

۷۸۶ الجواب ھوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں شرعاً نکاح ہوگیا کہ حدیث میں وارد ہے۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال ثلث جدھن جد وھز لھن جد، النکاح والطلاق والرجعۃ (رواہ الترمذی) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں جنکی

حقیقت بھی حقیقت اور مذاق بھی حقیقت ہے نکاح وطلاق اور رجوع کرنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　۱۹ شعبان ۱۴۰۴ھ/۲۱ مئی ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۹ شعبان ۱۴۰۴ھ

اگر راز داری سے دوسرا نکاح کرلیا تو وہ نکاح بھی صحیح ہے

سوال: جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

عرض ہے کہ کیا فرماتے ہیں علماء دین امام اعظم کے مسلک کے مطابق بیچ اس مسئلے کے کہ: ایک شخص جس کی شادی تقریباً سات سال قبل ہوئی دو سال تک وقت اچھا گزرا اس کے بعد میاں بیوی میں تلخی شروع ہوئی دونوں نے ایک دوسرے کو مختلف طریقوں سے پریشان کرنا شروع کر دیا۔ لڑکی کو اپنے ماں باپ اور بھائیوں کی حمایت حاصل ہے کیونکہ وہ لوگ مالدار ہیں جبکہ لڑکے والے نہایت غریب لوگ ہیں لڑکے کا بس اپنی بیوی پر ہی چلا وہ اس کو مارتا پیٹتا رہا اور اذیت پہنچاتا رہا جبکہ لڑکی نے اپنے ساس سسر یعنی لڑکے کے والدین کو بھی نہیں بخشا یعنی وہ ان کی بھی بے عزتی کرتی رہی شوہر کی تو اس کے سامنے کوئی حیثیت ہی نہیں۔ ان بگڑے ہوئے حالات نے لڑکے کی والدہ کی سوچ بدلی اور اس نے عجیب فیصلہ کرلیا کہ وہ اپنے لڑکے کی دوسری شادی کرائے گی ماں نے بیٹے سے بات کی تو لڑکا بھی راضی ہو گیا اب دونوں ماں اور بیٹے نے مل کر رشتہ تلاش کیا اور یہ کام اس قدر راز داری سے کیا کہ لڑکے کے باپ تک کو اس معاملے سے بے خبر رکھا گیا اور جہاں دوسرا نکاح کیا ان لوگوں سے بھی جھوٹ بولا اور یہ کہا کہ لڑکا کنوارہ ہے جبکہ میں آپ کو یہ بتا تا چلوں کہ لڑکا دو بچوں کا باپ ہے۔ لڑکی کے سادہ لوح والدین نے بلا کسی تحقیق اور بغیر کسی شرط کے اپنی بچی کا نکاح اس دو بچوں کے باپ سے پڑھا دیا۔ شادی کے پندرہ دن کے بعد لڑکے کی پہلی بیوی اور اس کے رشتے داروں کو معلوم ہوا کہ لڑکے نے دوسری شادی کی ہے تو انہوں نے قانونی کاروائی کی جس پر کچھ لوگوں نے مداخلت کر کے معاملے کو سلجھانے کی کوشش کی اور فریقین کو بیٹھ کر بات کرنے اور کسی نتیجے پر پہنچنے کی دعوت دی اس پر فریقین مان گئے۔ لڑکی والے چاہتے ہیں کہ دوسری بیوی کو طلاق کرادیں جبکہ لڑکا کہتا ہے کہ میں دونوں کو رکھنے پر تیار ہوں میں دونوں میں سے کسی کو بھی طلاق نہیں دونگا۔ دوسری بیوی کے والدین کو جب یہ علم ہوا کہ لڑکا شادی شدہ ہے تو ان کو بہت افسوس ہوا وہ شریف لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہماری بھی کوئی عزت ہے اب اگر ہماری بیٹی کو طلاق ہوئی تو ہماری رسوائی ہوگی لہٰذا ہم اپنی لڑکی کا بوجھ خود اٹھائیں گے اسے لڑکا طلاق نہ دے دونوں کو رکھے اور ہماری لڑکی ہمارے پاس رہے گی لڑکا مہینہ پندرہ دن میں آکر لڑکی سے مل جایا کرے مگر ہم طلاق نہیں ہونے دیں گے لڑکی کا سارا خرچ ہماری ذمہ داری ہے۔ لیکن ہمارے خیال میں ان کا فیصلہ جذباتی ہے یہ بات بھی قابل غور ہے کہ دوسری بیوی حاملہ ہوگئی ہے لڑکے کی آمدنی اتنی نہیں ہے کہ دونوں کا خرچہ برداشت کر سکے اب آپ کتاب وسنت کی روشنی میں مندرجہ بالا حقائق کا شرعی حل تجویز فرمائیں اور یہ بتائیں کہ کون سی بیوی کو رکھے؟ کسے چھوڑے؟ یا دونوں کو رکھے؟ امید ہے فتویٰ دے کر مشکور فرمائیں گے۔ فقط، ابوالحسن، ریشم بازار، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** هوالموفق للصواب: صورت مسؤلہ میں جبکہ دونوں نکاح صحیح ہوئے ہیں تو شوہر پر لازم ہے کہ دونوں بیویوں کو نکاح میں رکھے بلاوجہ شرعی طلاق دینا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند و مبغوض و مکروہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ ابغض الحلال الی اللہ تعالیٰ الطلاق۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد پنجم)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۶ رمضان ۱۴۰۴ھ/۱۶ جون ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۶ رمضان ۱۴۰۴ھ

پیر کو اپنی مریدہ سے نکاح جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان دین اس مسئلے کے بارے میں کہ

۱۔ صاحب مسلک اور صاحب اجازت سنی پیر حنفی کسی عورت کو اپنا مرید بنا کر اس کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے کہ نہیں؟

۲۔ اپنی کسی مریدہ کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے کہ نہیں جو کہ پہلے مریدہ ہو؟ السائل محمد خلیل، مسجد ربانی دو قبر پکا قلعہ حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** هوالموفق للصواب: پیر کو اپنی مریدہ سے نکاح قطعاً حلال ہے اسے ممنوع جاننا کتاب و سنت و اجماع امت و قیاس چاروں دلائل شرع سے محض باطل و بے اصل ہے اور قرآن عظیم سے یوں ثابت ہے کہ مولیٰ تعالیٰ عزوجل نے حرام عورتیں گنا کر فرمایا وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ (النساء:24) ان کے سوا سب عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں تو لاجرم مریدہ بھی کہ ان محرمات میں ذکر نہ فرمائی اس حکم حلت میں داخل رہی۔ تمام فقہا کے جملہ مذاہب میں مریدہ کا نکاح اپنے پیر سے جائز ہے (فتاویٰ رضویہ جلد پنجم) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۳ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ/ ۱۲ جولائی ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

کورٹ میں گواہوں کے سامنے نکاح کر لیا تو دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں/ ہندو کے ساتھ کھانا پینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان دین اس مسئلے میں کہ: مسئلہ مندرجہ ذیل ہے:

۱۔ عاقل و بالغ مرد و عورت نے کورٹ میں جا کر خود اپنی مرضی سے نکاح پڑھا۔ جج صاحب نے نکاح کرا کے تحریری نکاح نامہ دیا کورٹ کے نکاح کے تقریباً چھ ماہ بعد پھر شرعی طور پر محفل میں نکاح ہوا لیکن جب قاضی نے نکاح کرایا تو عورت حاملہ تھی دو ماہ کا بچہ اس کے پیٹ میں تھا۔ اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ کورٹ کا نکاح معتبر ہو گا یا قاضی کا پڑھایا ہوا چھ ماہ بعد والا نکاح پیٹ میں بچہ ہوتے ہوئے پڑھایا گیا نکاح ہوا یا نہیں؟ بچہ کورٹ کے نکاح کے بعد اسی خاوند کا ہے جس کا نکاح کورٹ کے قاضی نے پڑھایا اور پھر پیٹ میں بچہ ہوتے ہوئے نکاح پڑھانے والے قاضی پر کوئی جرم ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ از روئے شرع جب کہ اس کو بالکل پتہ نہیں نہ کسی نے بتایا ہے کہ عورت حاملہ ہے۔ مزید یہ کہ پیٹ میں ہوتے ہوئے طلاق یا نکاح ہو جاتا ہے۔ یا وضع حمل کے بعد؟

۲۔ از روئے شرع کورٹ کے نکاح اور طلاق پر اتفاق کر لینا چاہیئے یا پھر شرعی نکاح و طلاق کا اجرا کیا جائے یعنی تحریری جائے؟
۳۔ ہندو یا پھر کوئی بھی بد مذہب انسان ہے اس کے برتن میں پانی وغیرہ پینا، یا اس کی دعوت کھانا، اس کے، گھریلو افراد کی طرح مل جل کر کھانا پینا اسلام میں مسلمان کے لئے، کیسا ہے؟ اگر وہ مسجد میں یا مدرسہ میں عطیہ یا ویسے امداد خوشی سے دے تو لینا جائز ہے یا نہیں؟ فقط السائل محمد شفیع، حیدر آباد روڈ ٹنڈو الہیار، ۲۸ مارچ ۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب: ا۔ نکاح کے لئے فقط مرد و عورت کا ایجاب و قبول چاہئے۔ اور دو، یا ایک مرد، دو عورتوں کا اسی جلسہ میں، ان کے ایجاب و قبول کو سننا اور سمجھنا کہ یہ نکاح ہو رہا ہے۔ بس اسی قدر درکار ہے۔ اس سے زیادہ قاضی وغیرہ کی حاجت نہیں۔ (درمختار وغیرہ) تو آخر کورٹ میں اسی طرح نکاح عمل میں آیا، نکاح صحیح ہو گیا۔ دوسرے نکاح کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور پڑھایا گیا تو بلا وجہ پڑھایا گیا۔ یا زیادہ سے زیادہ کوئی دنیاوی مصلحت اس کی باعث ہو سکتی ہے۔ تو اس دوسرے نکاح بے ضرورت کے وقت عورت کا اپنے شوہر سے حاملہ ہونا ہرگز نکاح میں خلل نہیں لاتا۔ بلکہ عورت اگر معاذ اللہ، زنا سے حاملہ ہو تو جاننے کے باوجود نکاح اس کا بھی درست ہے۔ البتہ زنا کی صورت میں، اگر وہ حمل اسی مرد کا ہو تو وہ وطی بھی کر سکتا ہے ورنہ وطی کی اجازت نہیں۔ اور جب شرعاً حاملہ کا نکاح درست ہے تو قاضی گواہ وغیرہ پر شرعاً کوئی گرفت و گناہ بھی نہیں اگرچہ ان کے علم میں عورت کا حاملہ ہونا ہو۔ یوہیں وضع حمل تک انتظار کوئی شرعی حکم نہیں۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ کورٹ میں بطریق شرعی گواہ، اگر نکاح و طلاق عمل میں لایا جائے۔ مثلاً نکاح میں گواہوں کے روبرو، مرد و عورت کا ایجاب و قبول۔ اور طلاق کی صورت میں مرد کا اپنی زبان سے الفاظ طلاق ادا کرنا۔ یا اپنی خوشی و مرضی سے تحریری طلاق داخل کر دینا۔ تو یہ بھی معتبر وہ بھی مقبول۔ ہاں شوہر کی غیر موجودگی میں اس کی مرضی و خواہش کے بغیر صرف جج کا عورت کو طلاق دے دینا، یہ شرعاً مقبول نہیں۔ نہ یوں طلاق پڑے (فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ مسجد و دینی مدرسے کی تعمیر میں تو ہندو سے ہرگز مدد نہ لی جائے کہ یہ پوری قوم پر ان کا احسان مانا جائے گا اور یہ شرعاً ہرگز پسندیدہ نہیں۔ اور ان کے یہاں دعوتیں اڑانا جبکہ کسی اور حکم شرعی کی خلاف ورزی نہ ہو اگرچہ جائز ہے مگر اس سے بھی بچا جا سکتا ہو تو بچنا چاہئے۔ اور اگر گناہ شرعی لازم آئے تو آپ ہی گناہ و ناجائز۔ اور یہاں آدمی مجبور ہو جیسا کہ ہندوستان میں، تو بوقت ضرورت بقدر ضرورت، اس کی اجازت درحقیقت ہے۔ مگر دل سے اسے برا ہی جاننا چاہئے۔ اور کوئی ضرورت واقعی نہ ہو تو خواہ مخواہ اپنے لیے انگشت نمائی اور غیبت کا دروازہ کھولنا، نادانی و حماقت ہے۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

باپ نہ ہو تو بھائی ولی ہے اس نے اگر نابالغ بہن کا نکاح کیا تو نافذ ہوگا

سوال: ایک لڑکا جس کی عمر ۱۰ سال ہے اور ایک لڑکی جس کی عمر ۸ سال ہے۔ ان دونوں کی شادی ہوئی۔ لڑکی کے باپ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس کے بڑے بھائی نے جو کہ شادی شدہ تھا اس کی طرف سے نکاح منظور کیا۔ اب تقریباً ۵ سال کے بعد

لڑکی کی والدہ بیمار ہو جاتی ہے وہ اپنے دو لڑکوں کو ہدایت کرتی ہے کہ یہ لڑکی اس جگہ نہیں بھیجنا اگر تم نے بھیج دی تو میں قیامت میں تمہارے دامن گیر ہو جاؤں گی اس ہدایت کے چند دن کے بعد لڑکی کی والدہ کا انتقال ہو جاتا ہے۔

عبدالستار، مکان 2945 پھلیلی، پریٹ آباد حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: نابالغ لڑکے اور لڑکی کا نکاح جو نابالغی کی حالت میں کیا گیا اور لڑکے کی طرف سے اس کے باپ نے اور لڑکی کی جانب سے، اس کے بڑے بھائی نے ایجاب وقبول کیا۔ اس لئے کہ لڑکی کے باپ کا انتقال ہو چکا تھا اور بھائی کے علاوہ کوئی اور وارث ولی بھی اس لڑکی کا نہ تھا تو یہ نکاح یقیناً منعقد ہو گیا۔ اب ماں کو اس کے فسخ کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔ شوہر اگر بالغ ہے اور وہ اسے نکاح میں رکھنا چاہے تو اسے اختیار ہے لیکن جب تک وہ طلاق نہ دے وہ بدستور اس کے نکاح میں ہے۔ مرنے والے کی ایسی وصیت پوری نہیں کی جاتی جو خلاف شرع ہو۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

بالغ مرد خود مختار ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلے کے بیچ میں کہ: آپ تحریر فرمائیں کہ کیا شریعت کی رو سے میرے والدین میری پسند کی جگہ پر شادی کرنے کے پابند ہیں۔ نیز اگر وہ ایسا نہیں کرتے ہیں تو کیا وہ گناہگار ہونگے۔ شاید میرے والدین صرف آپ کے کہنے سے شریعت کا حکم ماننے سے انکار کر دیں اس لئے دو مفتیان دین کے فتاویٰ سے تصدیق فرما کر، لکھ دیں۔ میں آپ کا ممنون احسان ہونگا۔　　فقط ایک سائل احمد دین قادری

۷۸۶ الجواب: والدین نہ اس کے پابند ہیں کہ آپ کی پسندیدہ لڑکی سے آپ کا نکاح کریں۔ اور نہ اس کی خلاف ورزی پر ان پر کوئی گناہ۔ بالغ مرد خود مختار ہے لیکن والدین کی مرضی کے خلاف، وہ شادی خانہ آبادی کے بجائے، خانہ بربادی کا انجام لاتی ہے۔ لہٰذا والدین کی مانیں۔ ان کی نافرمانی وحکم عدولی سخت گناہ ہے اس سے اجتناب برتیں۔ جو عشق آپ کو اس پر ابھار رہی ہے اسے خیر باد کہہ دیں۔ یا پھر حکم شرعی پر عمل کریں۔ دو افراد میں بھائی بہن۔ ماں، بیٹا، خالہ، بھانجہ، پھوپی، بھتیجہ، بھی آتے ہیں۔ مفتیان کرام ہی پر اصرار کیوں۔ اپنی حالت پر رحم کریں۔ ہپناٹزم سے بڑھ کر یہ ہے کہ آپ خدا اور رسول کی راہ چلیں۔ فرائض وواجبات ادا کریں۔ یہ دارین کی کامیابی کی ضامن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۴ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

جان بوجھ کر دوسرا نکاح کرنے والے تجدید ایمان وتجدید نکاح کریں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: فریقین:

۱۔ محمد ارشاد اور اس کی والدہ　　۲۔ مولوی شرف الدین وغیرہ

محمد ارشد بناوٹی طلاق نامہ لکھوا کر اپنی بہن کا نکاح (جس کا نام پروین ہے) بشیر ولد مولوی شرف الدین سے کرواتا ہے۔

نکاح خواں نے طلاق نامہ دیکھ کر مولوی شرف الدین (جو کہ امام مسجد بھی ہے) سے کہا کہ طلاق نامہ پر ممبر یونین کونسل (محمد بشیر) جسے میں جانتا ہوں اس کے دستخط نہیں ہیں اس پر مولوی شرف الدین نے کچھ دیر کے بعد آ کر کہا کہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے۔ آپ میری زبان پر یقین کریں اور کسی قسم کا وہم وخیال نہ کریں۔ میں نے اچھی طرح تصدیق کی ہے۔ آپ اطمینان سے نکاح کر دیں۔

نکاح خواں نے مولوی شرف الدین کی زبان پر (جو امام مسجد اور عالم شریعت معتمد آدمی ہے) اعتبار کرتے ہوئے نکاح میں شرکت کرلی۔ مولوی شرف الدین خود مع گواہان لڑکی (ارشاد کی ہمشیرہ پروین) سے اجازت لے کر آیا اور نکاح خواں کو نکاح کی اجازت دی۔ تو نکاح خواں نے اس لڑکی کا نکاح بشیر ولد مولوی شرف الدین سے کر دیا۔ روبرو مجلس کے۔

تقریباً دو ماہ بعد جب کہ اس مطلقہ منکوحہ پروین مذکورہ کا حقیقی ماموں آیا۔ اور اس نے آ کر حالات بیان کئے۔ اور لڑکی پروین مذکورہ طلب کی جو اس کے حقیقی بھتیجے کی عورت (بیوی) تھی۔ تو پھر معلوم ہوا کہ ان لوگوں یعنی ارشاد وغیرہ مع اس کی والدہ و بشیر وغیرہ نے فریب بازی و دھوکہ بازی سے کام لیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان لوگوں نے جس طرح بھی ہوسکا مولوی شرف الدین کو یقین دلایا اور مولوی شرف الدین نے بھی یقین محکم کر کے نکاح خواں سے پڑھوایا۔

ان واقعات کے ظہور پذیر ہونے کے بعد مولوی شرف الدین نے مجلس کے (پنچایت) کے روبرو بیان کیا کہ میرے ساتھ ان لوگوں یعنی ارشاد وغیرہ نے دھوکہ وفریب بازی کی ہے۔ اور میری زبان (کہنے) پر نکاح خواں نے نکاح کر دیا۔ میں صاف صاف اور سچ کہتا ہوں کہ اس میں نکاح خواں کا کوئی قصور نہیں۔

نیز مولوی شرف الدین نے ارشاد وغیرہ گروپ کو مجلس کے روبرو بلا کر لڑکی کو اس کے ماموں کے حوالے کر دیا۔ اور وہ اس کو لے گیا اب وہ لڑکی پروین مذکورہ اپنے پہلے اصلی خاوند کے پاس چلی گئی ہے۔

لہٰذا اب اس بارے میں کیا ہونا چاہئے شریعت میں کن کن لوگوں پر کیا کیا سزا ہونا چاہئے یعنی کیا کیا سزا آتی ہے۔ کیا ایسی صورت میں شرکاء کے نکاح باقی رہے؟

نوٹ۔ اس واقعے کے ساتویں روز بشیر مذکور کو سانپ نے کاٹ کھایا اور ڈیڑھ گھنٹے کے بعد مر گیا۔ بقدرت خدا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

حاجی شاہ محمد صعودی، گوٹھ چوکڑ والی دلیہ اچھ تحصیل وضلع بدین

۷۸۶ الجواب: جبکہ صورت واقعہ یہ ہے تو نکاح ثانی محض باطل ہوا۔ اور زوج ثانی سے وطی نرا زنا ہوا، جتنے لوگ اس سخت شدید کبیرہ عظیمہ گناہ میں، اس حال سے آگاہ ہو کر شریک ہوئے، سب سخت گناہگار و عذاب نار ہوئے۔ اور ان میں سب سے زیادہ عذاب دوزخ کا استحقاق، اس لڑکی کے بھائی اور ماں وغیرہ پر ہے کہ جان بوجھ کر، لڑکی کو زنا اور حرام کاری کے لئے پیش کر دیا۔ پھر اگر اسے حلال جان کر، یہ سب کیا تو ان کا اسلام بھی گیا اور نکاح بھی رخصت ہوا۔ یہ ہی حکم اس نکاح کے گواہوں کا ہے، جن کی ناپاک گواہی نے ایسی ناپاک بات یعنی زنا اور حرام کاری کے مواقع فراہم کئے اور عصمت دری کے دروازے کھولے۔ ہاں اگر انہیں یا دوسرے شرکاء کو وقت نکاح یہ سب کچھ معلوم نہ تھا اور وہ یہ ہی سمجھتے تھے کہ لڑکی واقعی مطلقہ

ہے توان پر الزام نہیں۔ توبہ و استغفار کریں کہ مولائے کریم انہیں معاف فرمائے۔ الحاصل جن لوگوں نے جان بوجھ کر اس نکاح ثانی کی کوشش کی، یا اس کا ساتھ دیا۔ یا اس کی گواہی دی یا اس میں شرکت کی تھی۔ ان سب پر توبہ استغفار بھی فرض ہے اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی۔ اگر وہ توبہ کرلیں اور کلمہ اسلام پڑھ لیں اور تجدید نکاح کرلیں۔ فبھا۔ ورنہ مسلمان مرد اور عورت پر لازم ہے کہ ان سے ترک تعلق کرلیں اور قرآن کریم کے اس فیصلہ پر عمل کریں **فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین**۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

زنا سے حاملہ عورت کا نکاح درست ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین درمیان اس مسئلہ میں کہ: ظفر نے ایک لڑکی سے نکاح کیا تین ماہ بعد اس لڑکی نے ایک بچی کو جنم دیا معلوم ہوا کہ نکاح سے قبل ظفر ہی سے اس لڑکی کا تعلق تھا۔

۱۔ کیا یہ نکاح جائز ہے؟ ۲۔ شرع شریف ظفر کے لئے جس کا لڑکی سے تعلق تھا کیا حکم صادر فرماتی ہے؟

حافظ مطلوب احمد چشتی، بھائی خان چاڑھی حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب: جس عورت کو زنا کا حمل ہے اس سے نکاح ہوسکتا ہے۔ پھر اگر اسی کا حمل ہے تو وطی بھی کرسکتا ہے۔ اور اگر دوسرے کا ہے تو جب تک بچہ پیدا نہ ہولے، وطی جائز نہیں۔ بہرحال وہ نکاح صحیح و جائز و نافذ ہوا۔ اور دونوں میں رشتہ زوجیت باقی ہے۔ حکومت شرعیہ ہوتو صرف زانی ہی نہیں، زانیہ پر بھی حد جاری ہوگی۔ اب دونوں پر فرض ہے کہ توبہ استغفار کریں اور سچے دل سے بارگاہ الٰہی میں معافی کے طلبگار رہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

پیر مرید کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ پیر سے مریدہ کا نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

۱۔ پیر مرید کا کیا رشتہ ہے؟

۲۔ پیر خلیفہ سے خلافت واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟

۳۔ پیر مرید کو خارج کرسکتا ہے یا مرید پیر کو خارج کرسکتا ہے؟

۴۔ اگر پیر فوت ہوجائے تو مرید پیر کی بیوی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

۵۔ اگر پیر کی بیوی فوت ہوجائے تو پیر مرید کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

۶۔ اگر مرید فوت ہوجائے تو اس کی بیوی سے پیر نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

۷۔ میاں بیوی بچے ایک پیر سے بیعت ہوسکتے ہیں یا نہیں؟

۸۔ پیر اپنی مریدنی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟
۹۔ پیر اپنی مریدنی کو خارج کر کے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟
۱۰۔ پیر اپنے مرید کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

آستانہ اشرفیہ، صوفی محمد شمس خان، گدو حسین آباد، مکان نمبر H/72 حیدر آباد سندھ

۷۸۶ الجواب: ۱۔ وہ ہی رشتہ ہے جو ایک قابل اعتماد قافلہ سالار، اور ایک اجنبی راہرو میں، ہوتا ہے کہ امر جائز میں اس کی اطاعت و متابعت لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ خلافت دینا اور واپس لے لینا، بے شک مرشد کی مرضی اور اس کے اختیار پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ پیر با اختیار ہے لیکن مرید کو پیر پر کیا اختیار ہے۔ ہاں پیر میں قصور شرعی ہو تو یہ بیعت توڑ سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ اگر مرشد کی بیوی اور مرید میں کوئی ایسا رشتہ نہ ہو جو مانع نکاح ہے تو اس سے مرید کا نکاح شرعاً ہو جائے گا مگر اس کی جرات کوئی بیباک ہی کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ پیر اپنی مریدہ سے بھی نکاح کرسکتا ہے اور مرید اور مریدہ کی لڑکی سے بھی۔ جبکہ کوئی مانع شرع نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۶۔ جواب ظاہر ہے کہ کرسکتا ہے جبکہ کوئی مانع شرع نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۷۔ بیشک ہوسکتے ہیں اور اس میں تردد کی کوئی وجہ بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۸۔ اس کا جواب، جواب) ۵ (میں گزر چکا کہ کرسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۹۔ بیعت سے خارج کرے یا نہ کرے، پیر اپنی مریدہ سے نکاح کرسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۰۔ جواب گزر چکا کہ کرسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴/ شوال ۱۴۰۳ھ

اگر نکاح پوشیدہ، صرف گواہوں کے سامنے کیا تو وہ صحیح ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین از روئے شریعت بابت مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک مسجد کے پیش امام صاحب نے مؤرخہ ۱۹۸۳ء/۷/ ۲۹/ جمعہ کے روز خطبے سے پیشتر ممبر شریف پر بیٹھ کر واضح الفاظ میں پوری جماعت کے سامنے اعلان کیا کہ میرے پاس باہر کے مہمان آئے ہوئے ہیں۔ وہ لوگ مسجد شریف کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے ہیں اور انہوں نے یہاں پر میلاد شریف کرنے کا انتظام اتوار کی شب کیا ہے۔ تبرکات اور مسجد شریف میں روشنی کا انتظام وہ خود کریں گے۔ جمعے کی نماز کے بعد پیش امام صاحب نے مسجد کے منتظم خاص سے کہا کہ میرے مہمان مسجد شریف میں میلاد کرانا چاہتے ہیں آپ پہلے ملے نہیں تھے اب پوچھ رہا ہوں۔ میلاد شریف کے لئے کون مسلمان منع کرسکتا ہے۔ انہوں نے اجازت دے دی۔ اس کے بعد پیش امام صاحب چلے گئے۔ اس کے بعد مسجد میں بیٹھے چند مقتدیوں نے منتظم خاص سے پوچھا کہ پیش امام

صاحب کیا پوچھ رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے پاس مہمان آئے ہیں۔ مہمان مسجد شریف میں میلاد شریف کرا رہے ہیں وہ ہی تبرکات اور روشنی کا خرچ ادا کریں گے۔ اس پر مقتدیوں نے کہا کہ مہمان لوگوں کو خرچ نہیں کرنے دیں گے۔ تبرکات کا خرچہ ہم دیں گے اور چند بیٹھے ہوئے مقتدیوں نے اس وقت مبلغ پچاس روپے چندہ کر کے پیش امام صاحب کو دے دیا باقی اور کر کے دینے کے لئے کہا۔ پیش امام صاحب نے کہا کہ مہمان صاحبان بھی چندہ دیں گے اور میلاد کرنے والوں کو وہ کپڑے کے جوڑے بھی دیں گے۔ ہم نے کہا کہ یہ پیسے بھی اس میں شامل کر لینا۔ دو مولوی حضرات نے میلاد شریف میں رات کے تقریباً ساڑھے بارہ بجے تک تقریر کی۔ تقریر کرنے والوں کو میزبان امام صاحب کے کہنے کے موجب، مہمانوں نے کپڑے کے جوڑے دیئے اور ایک مولوی صاحب کو کپڑوں کا جوڑا اور مبلغ اکاون روپے میزبان پیش امام صاحب نے مسجد کے منتظم خاص کو بلوا کر ان کے ہاتھ سے دلوائے اور ایک جوڑا کپڑوں کا مسجد کے موذن کو بھی دیا گیا۔ اس کے بعد تبرکات تقسیم کیا گیا اور میلاد سننے والے اپنے گھروں میں چلے گئے۔ اس کے بعد رات کو تقریباً دو بجے ایک تقریر کرنے والے مولوی صاحب کا نکاح مہمان کی لڑکی سے کیا گیا۔ نکاح مسجد سے ملحق مدرسے میں ہوا۔ نکاح کرنے والے مولوی ایک مسجد کے پیش امام بھی ہیں اور پہلے سے شادی شدہ ہیں۔ ان کی پہلی بیوی اور دو بچے حیات ہیں۔ میزبان پیش امام صاحب نے نکاح سے متعلق جماعت کو بے خبر رکھا۔ جب اس نکاح کا علم منتظم کمیٹی کو باخبر ذرائع سے معلوم ہوا تو منتظم کمیٹی مسجد اور مسجد سے ملحق مدرسے کی کمیٹی کا اجلاس مدرسے میں برائے حساب و کتاب ہوا۔ اس کے بعد پیش امام صاحب سے بھی مدرسے کے فنڈ میں آمد شدہ حساب سے متعلق معلومات کی گئیں۔ اس کے بعد اس پوشیدہ نکاح سے متعلق وضاحت چاہی۔ کیا وجہ تھی کہ جماعت کو اس نکاح سے بے خبر رکھا گیا۔ معلوم کرنے پر پیش امام نے بتایا کہ یہ نکاح اس لئے پوشیدہ رکھا گیا کہ نکاح کرنے والے پیش امام صاحب کی پہلی بیوی کو پتہ نہ چلے۔ پہلے روز تو تقریر کرنے والے پیش امام صاحب کا نکاح ہوا دوسری رات میزبان پیش امام صاحب کے نابالغ لڑکے کا نکاح اس مہمان کی دوسری لڑکی سے ہوا یہ دونوں نکاح مسجد سے ملحق مدرسے میں ہوئے۔ جس کا مسجد اور مدرسے کی منتظم کمیٹی کو بالکل پتہ نہیں۔ میزبان پیش امام کے کہنے کے موجب ان کو پہلے ہی سے ان نکاحوں کے پروگرام کا پتہ تھا اور انہوں نے اس کو جماعت سے چھپایا۔

کیا ایسے پیش امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

کیا تقریر کرنے والے مولوی صاحب کا نکاح جائز ہے یا ناجائز؟

دوسرا تقریر کرنے والا مولوی صاحب وہ بھی ایک مسجد کا پیش امام ہے اس نے نکاح پڑھایا؟

میزبان پیش امام صاحب نے یہ نکاح، پوشیدہ نکاح کرنے والے پیش امام صاحب کے موجب رکھا؟

از روئے شریعت فتویٰ صادر فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ آپ کے دعا گو

قطب الدین، محمد سیف، غلام قادر، محمد صدیق، محمد حبیب

۷۸۶ الجواب: اگر کوئی چیز مانع نکاح نہ تھی اور دونوں نکاحوں کے وقت ایجاب و قبول، گواہوں کے روبرو پایا گیا تو

د ونوں نکاح منعقد ہو گئے۔اور جب دونوں نکاح صحیح اور نافذ ہوئے تو امام یا ان مہمان و میزبان پر کوئی جرم شرعی لازم نہیں آتا۔البتہ یہ بات ضرور دل میں کھٹکتی ہے کہ اس کار خیر کو، عام مسلمانوں سے چھپایا کیوں گیا۔اس کا جواب تسلی بخش مل جائے گا تو کسی پر شرعا کوئی الزام نہیں۔مگر تجربہ یہ ہے کہ بعض اوقات ایسی باتیں، دردسر جاتی ہیں۔اس لئے تفتیش کر لی جائے تا کہ آئندہ کوئی مصیبت کھڑی نہ ہو جائے۔نماز اس امام کے پیچھے نہ پڑھنے کی ابھی کوئی بات سامنے نہ آئی اس لئے نماز اس کی اقتداء میں ادا کر لی جائے۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

نکاح ثانی اور مروجہ قانون

سوال: جناب مولانا مفتی محمد خلیل صاحب السلام علیکم

دیگر احوال یہ ہے کہ میں بہت بڑی الجھن میں ہوں ایک طرف ماں باپ کے فرائض، دوسری طرف بیوی کی مسلسل بیماری عمر بھر کی، تیسری شیطان کے غلبے کا ڈر، کہ کہیں مجھ سے کوئی گناہ نہ ہو جائے۔اس لئے میں دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہوں مگر مجبوری یہ ہے کہ میری بیوی کسی طرح بھی دوسرے نکاح کی اجازت نہیں دیتی ہے۔جب کہ ڈاکٹروں نے نفسانی خواہش کے لئے بیوی سے ملنے کو انکار کر دیا ہے اور صاف طور پر کہدیا ہے کہ اگر اس کی زندگی چاہتے ہو تو اس سے ملنا بند۔کیوں کہ میری بیوی عرصہ سات سال سے دل کی مریضہ ہے اور عرصہ تین سال سے آدھے دھڑ پر فالج ہے اور کراچی کے دل کے ہسپتال جس کا نام نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف کاڈیو ہے کے زیر علاج ہے۔علاج کی فائل 60989 ہے اور ڈاکٹروں نے کہدیا ہے کہ تمام زندگی دوائی کھاتی رہو اور وہ دوائی کھاتی رہتی ہے تو ذرا ٹھیک رہتی ہے دوائی چھوڑتی ہے تو حالت بگڑ جاتی ہے۔اس کے باوجود دوسرے نکاح کی اجازت دینے کو تیار نہیں۔کیوں کہ میرے سسرال والے بھی یہ نہیں چاہتے ہیں کہ میں دوسرا نکاح کروں اور میں اپنے ضمیر کے ہاتھوں مجبور ہوں کیوں کہ مجھ سے اپنے ماں باپ کی حالت بھی دیکھی نہیں جاتی میرے ماں باپ کراچی میں رہتے ہیں۔اور میرے والد کو آنکھوں سے بھی کم دکھائی دیتا ہے اور ان کو سنبھالنے والا کوئی نہیں میں ان کا اکلوتا بیٹا ہوں۔پہلے ہم سب کراچی میں رہتے تھے مگر بیوی کی زندگی کے لئے حیدرآباد میں رہ رہے ہیں مگر ماں باپ کراچی میں ہی رہتے ہیں اور اب ہفتے میں تین دن ماں باپ کے پاس کراچی میں ہی رہتا ہوں اور پھر بیوی کی دوائی بھی کراچی سے لاتا ہوں مگر میرے آنے کے بعد ان کے منہ میں پانی ڈالنے والا بھی کوئی نہیں ہوتا ہے اور پھر اب میری عمر بھی ایسی نہیں ہے کہ میں اپنی نفسانی خواہش کو زندگی بھر دبا لوں اس لئے میں آپ سے شریعت کی رو سے فتویٰ لینا چاہتا ہوں کہ میں دوسرا نکاح کر سکتا ہوں یا نہیں؟ اور شریعت سے قاضی دوسرا نکاح پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ فقط السائل محمد جمیل، ثروت منزل نزد نشاط سینما حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** شریعت مطہرہ میں مرد کو نکاح ثانی کرنے کے لئے موجودہ بیوی کی اجازت کی احتیاج نہیں۔نہ اس کا نکاح، اس کی زوجہ کی اجازت پر موقوف ہے۔البتہ مروجہ قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔اس لئے قانون کی طرف لوٹنا

ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ

نابالغ کا نکاح اگر والدین کریں تو فسخ کرنے کا اختیار نہیں

سوال: بصد احترام قبلہ مفتی خلیل صاحب، السلام علیکم

جناب عالی گذارش یہ ہے کہ: پرانے زمانے کے رسم ورواج کے مطابق بالغ لڑکیوں کے ہمراہ نابالغ لڑکیوں کو بھی نکاح کے لئے بٹھادیا جاتا تھا جن کا ایجاب ان کے والدین قبول کرتے تھے۔ ایک لڑکی بنام خورشید اختر جس کی عمر نکاح کے وقت تقریباً آٹھ سال تھی اور لڑکا بنام محمد سلیم کی عمر تقریباً دس سال تھی اور دونوں کا ایجاب وقبول ان کے والدین نے کیا تھا اب چونکہ لڑکی بالغ ہو چکی ہے۔ اسلامی اصول کے مطابق کیا ان دونوں کا نکاح ہو چکا ہے۔

اسلامی قوانین کی روشنی میں فتویٰ دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

فقط محمد بشیر ولد محمد صدیق آرائیں، مکان نمبر 60 خواجہ غریب نواز کالونی، نزد نیا پل، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب: نابالغ لڑکا خواہ لڑکی، ان کے والدین اگر ان کی جانب سے ایجاب وقبول کریں تو یہ ایجاب وقبول، انہیں کی جانب سے مانا جائے گا اور شرعاً نکاح نافذ ہو جائے گا۔ لہٰذا جب یہ نکاح لڑکے یا لڑکی کے باپ نے کیا یعنی لڑکی یا لڑکے کے باپ یا دادا نے ان کی جانب سے ایجاب وقبول کیا تو یہ نکاح ہو گیا بلکہ لازم ہو گیا کہ ان کے ایجاب وقبول کے بعد، اب لڑکی کو نکاح توڑنے کا اختیار نہ رہا۔ تو جب تک اس کا شوہر اس کو طلاق نہ دے، اسے کسی اور مرد سے نکاح کرنے کا ہرگز اختیار نہیں۔ (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ

نابالغ کا نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین بیچ اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک کمسن بچے کی شادی ایک کمسن لڑکی سے ہوئی۔ والدین نے ایجاب وقبول کیا۔ جب بچے بلوغت کو پہنچے تو لڑکے نے اس نکاح کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ کیا لڑکے کو طلاق دینا ضروری اور واجب ہے یا نہیں؟ فدوی منصور خان ولد محمد ساکن، اسلام آباد، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب: نابالغ لڑکے کی جانب سے، اس کے والد خواہ کسی اور ولی کا ایجاب وقبول شرعاً صحیح اور نافذ ہے۔ لہٰذا وہ عقد صحیح ونافذ اور نکاح ثابت ولازم ہے۔ اب کہ لڑکا بالغ ہو چکا ہے اسے اس نکاح کو باقی رکھنے یا زوجہ کو طلاق دینے کا اختیار ہے۔ ہاں جب تک یہ طلاق نہ دے گا عورت کہیں اور نکاح نہیں کر سکتی کہ وہ اس کی زوجہ ہے اور شوہر والی عورتیں دوسرے مردوں پر حرام۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (النساء: 24) پھر اگر خلوت صحیحہ نہ ہوئی تو عورت پر عدت بھی نہیں۔ اور شوہر پر نصف مہر لازم ہے۔ (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۴ھ

ٹیلی فون پر نکاح اور طریقۂ نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میرے چھوٹے بھائی آجکل دوبئی میں رہ رہے ہیں۔ ان کا ایک لڑکا ہے جس کی شادی کرتے ہوئے نکاح انہوں نے فون پر دوبئی سے لاہور پڑھوایا مگر رخصتی ابھی نہیں ہوئی ہے تو کیا فون پر نکاح ہو جاتا ہے اور دین اسلام کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی فتوی صادر فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ جہاں تک میرا خیال ہے نکاح نہیں ہوتا پھر بھی دینی مسئلہ ہے اس لئے فتوی ضروری ہے۔

خیر اندیش شیخ مولا بخش، تنویر مارکیٹ 7/D لطیف آباد حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: نکاح مسلم کے لئے منجملہ شرائط کے ایک شرط یہ ہے کہ ایجاب وقبول کے وقت دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں آزاد عاقل بالغ مسلمان موجود ہوں اور سب نے ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سنے ہوں اور یہ سمجھیں ہو کہ یہ نکاح ہو رہا ہے۔ درمختار میں ہے **ینعقد بایجاب و قبول و شرط حضور شاهدین حرین او حر و حرتین مکلفین سامعین قولهما معا علی الاصح فاهمین انه نکاح**۔ اور ظاہر ہے کہ ٹیلیفون سے نکاح میں یہ شرط نہیں پائی جاتی تو نکاح کس طرح منعقد ہوگا۔ ہاں اگر ناکح ٹیلیفون پر کسی کو اپنا وکیل نامزد کردے اور وہ اس کی جانب سے ایجاب وقبول کرے اور گواہ بھی موجود ہوں اور وہ یہ کلام سن کر یہ سمجھیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے تو بیشک نکاح ہو جائے گا کہ اس صورت میں ٹیلیفون کا ایجاب وقبول سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ بلکہ تمام دارومدار وکیل پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۵ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

نکاح میں کسی مسئلہ کی وجہ سے تاخیر کرنا

سوال: محترمی ومکرمی مفتی محمد خلیل برکاتی صاحب، دار العلوم احسن البرکات حیدر آباد

جناب عالی! ایک مسئلہ درپیش ہے توقع ہے رہنمائی فرمائیں گے۔ میری شادی بچپن میں ہوئی کچھ عرصہ کے بعد رخصتی ہونے والی ہے۔ میں اپنی سب سے بڑی سگی بہن کی شادی نہ ہونے، کی وجہ سے مناسب برادری میں رشتہ نہ ملنا، والدہ کا سایہ سر پر نہ ہونا، والد صاحب کے دماغی توازن درست نہ ہونے کے سبب اور بہن کا اپنی زیادتی عمر کی وجہ سے انکار کرنا، پر اپنی ودائیگی سے انکار کر رہا ہوں شرعاً یہ اقدام کیسا ہے؟ کیوں کہ میرا ضمیر کہتا ہے کہ پہلے بہن بیاہ جائے تب میں بیوی کی ودائیگی ہونے دوں۔　فقط والسلام مبشر

۷۸۶ الجواب: جو باعث آپ کو اپنی وداع میں تاخیر کا ہے، ممکن ہے ایسا ہی کچھ باعث لڑکی والوں کو تعجیل کا ہو شرعاً نہ یہ لازم وضرور اور نہ تاخیر میں گناہ۔ ہاں دنیاوی اندیشے قدم قدم پر موجود ہیں۔ تو ان اندیشوں میں پڑنا ہی برا ہے۔

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۷ شعبان ۱۴۰۰ھ

حلالہ کا ایک مسئلہ

سوال: جناب مفتی محمد خلیل صاحب دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد

زید نے ایک طلاق شدہ عورت عابدہ سے حلالہ کی نیت سے نکاح کیا اور نکاح کے بعد اسی سے حق زوجیت بھی ادا کیا۔ آپ فتوی دیں کہ شرعاً عابدہ زید کی بیوی کہلائے گی یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: نکاح میں ایجاب وقبول ضروری ہے اور اس کا مطلب یہ ہی ہوتا ہے کہ فلاں بن فلاں نے فلاں بنت فلاں کو اپنی زوجیت کے لئے قبول کیا۔ لہٰذا اگر یہ نکاح شرعی طور پر عمل میں آیا۔ تو یقیناً درست ہوا اور وہ دونوں آپس میں زن اور شوہر ہیں۔ پہلے شوہر کے لئے حلال ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ دوسرا نکاح صحیح نافذ ہو البتہ نکاح بشرط التحلیل جس کے بارے میں حدیث میں لعنت آئی ہے یعنی یہ کہ ایجاب وقبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے یہ نکاح مکروہ تحریمی ہے۔ زوج اول وثانی اور عورت تینوں گنہگار ہوں گے۔ مگر شوہر ثانی طلاق دینے پر مجبور نہیں اور اگر عقد میں شرط نہ ہو اگرچہ نیت میں ہو تو کراہت نہیں۔ بلکہ اگر نیت خیر ہو تو مستحق اجر ہے (درمختار وغیرہ) لیکن حلالہ کے لئے اگر اس زوج ثانی پر اعتماد کر کے بہ نیت تحلیل نکاح کیا گیا تھا تو یہ بات غیرت ایمانی اور مروت اسلامی سے بعید ہے کہ اب اس عورت پر قبضہ کر کے بیٹھ رہے اگرچہ نکاح درست ہے اور شرعاً وہ اس کی منکوحہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۹۹ھ

باپ کا کیا ہوا نکاح فسخ کرنے کا کوئی اختیار نہیں

سوال: بخدمت جناب اعلیٰ مفتی صاحب

السلام علیکم، بعد گذارش ہے کہ: ہم دونوں بہنیں ہیں اور ہماری ضعیف والدہ صاحبہ اور ایک چھوٹا بھائی ہے۔ ان کے سوا ہمارا دنیا میں کوئی نہیں اللہ کے سوا۔ اس وقت میری عمر تقریباً ۱۸ سال اور دوسری بہن کی عمر تقریباً ۱۶ سال ہے۔ ۱۹۶۵ء یعنی ہمارے بچپن میں جب میری عمر تقریباً ۴ سال اور دوسری بہن کی عمر تقریباً ۲ سال تھی۔ ہمارے والد صاحب نے ہماری طرف سے ہمارے نکاح کی منظوری دے دی تھی۔ یعنی بچپن میں ہمارا نکاح کر دیا گیا۔ اور والد صاحب نے رواج کے مطابق شربت کا گلاس بھی پیا تھا۔ اور ان لڑکوں کے والد نے بھی شربت کا گلاس پیا تھا جس سے ہمارا نکاح ہوا۔ یہ بچپن کا نکاح شریعت کی رو سے جائز ہے یا نہیں۔ اور ہمارے والد صاحب کا انتقال ہو چکا ہے۔ اس لئے جناب سے گزارش ہے کہ آپ اس کا فتویٰ دیں تو آپ کی بہت بہت مہربانی ہوگی اور دوسرا یہ کہ اب وہ دونوں بھائی جن سے ہمارا نکاح ہوا تھا وہ شرابی، جواری اور بدکاری کے عادی ہو چکے ہیں۔ ایسی صورت میں ہمارا ان سے کیسے نباہ ہو سکتا ہے۔ اور ہماری والدہ نے کافی عرصے انتظار بھی کیا کہ وہ لوگ اپنا رویہ درست کر لیں۔ لیکن اس کے باوجود اور زیادہ خرابی پیدا ہو گئی اور اب ہم اور زیادہ انتظار بھی نہیں کر سکتے ہیں کیوں کہ ہماری والدہ ضعیف ہیں اور بیمار بھی۔ اس لئے شریعت ہمارے معاملے میں کیا حکم دیتی ہے۔ کیا ہم اپنے طور پر اس

بچپن کے نکاح کو ختم کر کے دوسرا نکاح کر سکتے ہیں۔فتویٰ صادر فرما کر ہماری رہنمائی فرمائیں۔آپ کی بہت بہت مہربانی ہوگی۔ آپ کی دعا گو بہنیں شمیم اور شاہین، جمیل احمد مکان نمبر G/713 الطاف گودام پریٹ آباد پھیلی حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** لڑکیوں کی نابالغی کی حالت میں جو نکاح ان کے باپ نے کر دیا۔وہ نکاح درست ہوا بلکہ لازم ہو گیا اگرچہ مثل مہر سے بہت کم یا غیر کفو سے کیا پھر بھی یہ نکاح لازم ہو گیا۔کہ ان کو بالغ ہونے کے بعد اس نکاح کے توڑنے کا کوئی اختیار نہیں۔راہ نجات طلاق ہے۔یا پھر ان کا انتقال (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۹۹ھ

تقدیر کے مسئلے میں بحث کرنا منع ہے

سوال: بحث کے دوران ہماری نانی نے کہا کہ "اللہ تعالیٰ کے ہاں جوڑے بن کر آتے ہیں یعنی جب اللہ تعالیٰ نے کائنات کو بنایا تو روحوں کے جوڑے بن کر آتے اور اس دنیا میں بھیجتے۔اور اللہ نے انسان کی قسمت میں لکھ دیا کہ اس کی شادی اس انسان سے ہوگی" جبکہ میں کہتا ہوں کہ نہیں بلکہ انسان اپنی کوشش سے جس سے چاہے شادی کرلے۔اس کی مثال یوں ہے کہ بعض مرد، کافر عورتوں سے شادی کر لیتے ہیں اور بعض اہل کتاب عورتیں، مسلمان مردوں سے شادی کر لیتی ہیں اور بعض عورتیں ہندو اور سکھوں سے شادی کر لیتی ہیں۔جبکہ مرد اپنے مذہب پر اڑا رہتا ہے۔میں کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ جوڑے بناتا ہے تو غیر مذہب مسلمان مرد وعورتیں کی شادی کے بارے میں یہ ہی لکھتا۔میں کہتا ہوں کہ میں صحیح کہہ رہا ہوں۔نانی کہتی ہیں کہ میں غلط کہہ رہا ہوں اگر کسی کی شادی اس کی پسند کی نہیں ہوتی تو وہ اللہ کا کلام ورد میں لاتا ہے اور دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کر لیتا ہے اور اس کی شادی وہاں ہو جاتی ہے۔اس طرح بعض لوگ چار چار شادیاں کرتے ہیں اور بعض ایسے ہی مر جاتے ہیں تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا جوڑا ہی نہیں پیدا کیا۔مجھے صحیح رہبری کی ضرورت ہے۔اللہ آپ کو اجر عطا فرمائے۔ عبدالجبار معرفت۔ پیش امام میروں کی مسجد، نزد پھیلی پاور ہاؤس حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: جس مسئلہ میں آپ بحث کر رہے ہیں یہ تقدیر کا مسئلہ ہے اور حضور اکرم ﷺ نے مسئلہ تقدیر میں بحث کرنے سے منع فرمایا ہے کہ پچھلی امتیں تقدیر میں زیادہ بحث سے ہلاک ہو گئیں۔تاہم مسئلہ تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے کہ ایمان مجمل میں والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالی (اور میں ایمان لایا تقدیر کی برائی بھلائی اللہ کی طرف سے ہے) کا یہ ہی مطلب ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اور بندے جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے (اپنے علم ازلی سے) اسے پہلے ہی جانا اور لکھ دیا اس کا نام تقدیر ہے۔یہ مطلب نہیں کہ آدمی تقدیر کے موافق اپنے کام کرنے پر مجبور ہوتا ہے اور یہ بات بھی نہیں کہ جیسا اس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے بلکہ ہم جیسا کرنے والے تھے ویسا پہلے ہی جان کر اس نے لکھ دیا تو اس کے علم یا لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے یا نہ کرے۔اسی سبب سے عقل بھی دی ہے کہ بھلے برے نفع نقصان کو پہچانے۔آدمی پتھر کی طرح بے حس تو نہیں ہے تقدیر کا انکار کرنے

والوں کو حضور اکرم نے صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کا مجوسی بتایا ہے۔ جو بات آپ کے ذہن میں ہے ومن کل شئی خلقنا زوجین اور ہم نے ہر چیز کے جوڑے بنائے۔ یہاں (شئی) چیز سے مراد شوہر نہیں بلکہ ہر نوع ہے لہٰذا نوع انسان میں زن و مرد ہیں اسی طرح حیوانات، نباتات، جمادات، میں بھی یہ ہی اصول کارفرما نظر آئے گا۔ ان کے علاوہ بھی تضادات کی ایک دنیا آباد ہے چنانچہ رات و دن، شقاوت و سعادت، ہدایت و ضلالت، آسمان و زمین، سیاہی و سفیدی، صحت و مرض، کفر و ایمان، محبت و نفرت یہ سب جوڑے ہیں۔ جہاں تک شادی میں اختیار کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو عورتیں تمہیں خوش آئیں یعنی پسند آئیں ان سے نکاح کرو فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ معلوم ہوا کہ اللہ نے شادی کرنے کے لئے پسند کا اختیار دیا ہے اور اسی وجہ سے شادی کی نیت سے ایک دوسرے کو دیکھنا بھی حدیث شریف میں جائز رکھا گیا ہے۔ تو اس کی پسند کا علم اللہ کو پہلے سے ہے اور اس نے اسی علم کی وجہ سے لکھ دیا کہ دنیا میں یہ شخص اس سے شادی کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۱۱۶/ ۱۹۸۳ / ء

الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

بالغہ اپنا نکاح خود کرسکتی ہے اور ولی کو اس پر اعتراض کرنا بے جا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: کوئی ایسی لڑکی جس کی عمر سولہ، سترہ سال کے درمیان ہو بغیر والد کی رضامندی اپنا نکاح خود کرلیتی ہے جس میں باقاعدہ کئی افراد کی موجودگی میں ایجاب و قبول کرتی ہے۔ یعنی قاضی اور گواہان کی موجودگی میں اس کا نکاح ہوتا ہے۔ تو کیا بغیر والد کے اس کا نکاح جائز ہے۔ اور اس کے والد اور خاندان والوں کو یہ علم جب ہوتا ہے کہ ان کی لڑکی نے نکاح کرلیا ہے تو وہ سب خلاف ہوجاتے ہیں اور اس کو بلا کر جبراً گھر بٹھا لیتے ہیں۔ اور بغیر شوہر کے طلاق دئے ہوئے سال کے بعد اس کا نکاح کسی دوسرے شخص کے ساتھ باپ کردیتا ہے۔ تو کیا یہ نکاح جائز ہے جب کہ دل میں یہ بات ہے کہ میرا نکاح اس کے ساتھ نہیں ہوا اور والد اسے قبول بھی نہیں کرواتے ہیں صرف دستخط لے لیتے ہیں اور لڑکی کے دل میں یہی ہوتا ہے کہ میرا نکاح اس کے ساتھ نہیں ہوا۔ اور دوسرے خاندان کے لوگ بھی یہ کہتے ہیں کہ نکاح نہیں ہوا۔ اور پھر ۱۸ سال اسی کشمکش میں گزر جاتے ہیں اور شوہر اول کا لڑکی کے دل میں کوئی لگاؤ باقی نہیں رہتا اور نہ موجودہ شوہر کو اپنا شوہر سمجھتی ہے اور اگر اب وہ کسی اور شخص کے ساتھ نکاح کرنا چاہے تو کیا وہ موجودہ شوہر سے بغیر طلاق کے نکاح کرسکتی ہے۔ اور موجودہ شوہر اس کا نہ تو کماتا ہے اور نہ کوئی اس کا خرچ اٹھاتا ہے تو کیا اسی حالت میں وہ عورت کسی تیسرے آدمی سے نکاح کرسکتی ہے اور ۱۸ سال قبل جو اس نے نکاح کیا تھا اس کا کوئی خیال اس کے دل میں باقی نہیں رہتا اور ۱۸ سال سے اس نے صورت بھی نہیں دیکھی اور نہ وہ شوہر اول سے نکاح کرنا چاہتی ہے اور یہ شوہر اس کو کسی حالت میں طلاق دینے کو تیار نہیں ہے اور جب شروع سے اس کے دل میں یہ رہا ہے کہ یہ میرا شوہر نہیں نکاح غلط ہے اور بچے بھی ہیں اور چھ سات سال سے اس کا شوہر ایک پیسہ بھی کما کر نہیں دیتا۔ اور نہ اس کا پیچھا چھوڑتا ہے۔ کیا یہ عورت اس حالت میں

خاموشی کے ساتھ کسی اور شخص کے ساتھ نکاح کر لیتی ہے تو کیا یہ نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟ کتاب وسنّت کی روشنی میں یہ بالکل سچ ہونا چاہئے کہ یہ نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟　　منجانب ایک سائل حشمت الدین

۷۸۶ **الجواب:** سولہ سترہ سال کی لڑکی شرعاً بالغہ ہے۔اور بالغہ بطور خود اگر کسی ایسے مرد سے نکاح کرے کہ وہ نسب یا مذہب یا پیشے یا چال چلن میں اولیا کے زن سے ایسا کم نہیں کہ اس کے ساتھ عورت کا نکاح اولیائے زن کے لئے باعث ننگ و عار ہو یعنی وہ مرد اولیائے زن کا کفو ہے تو بالغہ کا بلا اجازت ولی اس سے نکاح کر لینا جائز ہے اور ولی کو اس پر حق اعتراض نہیں (درمختار وغیرہ) اور اس صورت میں کہ عورت نے وہ نکاح کفو میں کیا، اس کے والدین کو اسے جبراً روک لینا، اس پر ظلم بالائے ظلم ہے کہ شوہر سے طلاق حاصل کئے بغیر اس کا نکاح کسی اور مرد سے کر دیا بلکہ یہ حرام اور اپنی لڑکی کو حرام کاری کے لئے پیش کر دینا ہے۔ وہ ہرگز نکاح نہ ہوا اور نہ ہی جھوٹا نام نکاح کا اسے مفید، عورت بدستور اپنے شوہر اول کے نکاح میں ہے۔ یہ جو کچھ عرصہ گزرا، یہ دونوں مبتلائے زنا رہے اور اس کا وبال ان پر بھی رہا اور لڑکی کے والدین پر بھی کہ وہ اس حرامکاری کا ذریعہ بنے۔ اور اب کہ عورت کسی اور سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو اس کے لئے اس کے سوا کوئی اور چارہ نہیں کہ وہ اپنے پہلے شوہر سے طلاق حاصل کرے یا پھر اس کے ساتھ گزارہ کرے اور اس گناہ کے وبال سے بھاگے دوسرے سے نکاح ہی نہ ہوا تو طلاق کی کیا حاجت۔ دونوں ایک دوسرے کو چھوڑ دیں وہ مرد تو ایک اجنبی ہے جس کے ساتھ یہ گناہ آلودہ زندگی گزار رہی ہے **قال اللہ تعالیٰ** وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (النساء:24) تم پر حرام کی گئیں شوہر والی عورتیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۲ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

نکاح ثانی کے لئے بیوی کی اجازت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ: شوہر اپنی بیوی کے پوچھے بغیر دوسری شادی نہیں کر سکتا مگر میرے دوست کا کہنا ہے کہ بغیر بیوی سے پوچھے دوسرا نکاح کر سکتا ہے اور میرا اصرار یہ ہے کہ بیوی بچے سب میں سے اگر کسی نے بھی اجازت نہیں دی تو پھر اس کے لئے دوسری شادی کرنا خلاف حقوق العباد ہے بلکہ بیوی کی اجازت ضروری ہے بلکہ تحریری اجازت بھی لی جائے گی۔ آپ سے درخواست ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔ شکریہ

فقط ایک سائل، عبدالغنی

۷۸۶ **الجواب:** بیشک اسلام نے مرد کو چار شادیوں کی اجازت دی ہے مگر جبکہ انصاف کا یقین ہو چنانچہ فرمایا فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً (النساء:3) ''اگر یہ خوف ہے کہ انصاف نہ کر سکو تو ایک نکاح کرو'' نکاح ثانی کے لئے سوائے شرط بالا کے کسی سے بھی اجازت لینی ضروری نہیں ہے اگر یہ خطرہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نفقہ نہیں دے سکے گا یا جو ضروری باتیں ہیں ان کو پورا نہ کر سکے گا تو مکروہ ہے اور اگر ان باتوں کا یقین ہے کہ نہ کر سکے گا تو نکاح کرنا حرام مگر نکاح بہر حال ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۵ رمضان ۱۴۰۰ھ

زنا سے حاملہ عورت کا نکاح

سوال: جناب قبلہ مفتی صاحب، دار العلوم احسن البرکات حیدر آباد　السلام علیکم
سائل مندرجہ ذیل سوال تحریر کرتا ہے اس کے لئے علماء کرام طریقہ شریعت سے کیا فرماتے ہیں کہ: ایک کنواری لڑکی کا نکاح جب ہوا تھا اس کے سات ماہ بعد بچہ تولد ہوا۔ لوگوں کی آپس میں معلومات سے یہ تصدیق ہوگئی کہ کنواری لڑکی نکاح سے دو ماہ پہلے حاملہ تھی۔ اس کا نکاح ہوا کہ نہیں؟ اس مسئلہ پر قرآن و سنت کی روشنی میں جواب ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

فقط ایک سائل، احمد خان

۷۸۶ الجواب: جس عورت کو زنا کا حمل ہے اس سے نکاح ہوسکتا ہے پھر اگر وہ حمل اسی مرد کا ہے جس سے نکاح کیا یا کیا گیا تو وہ مرد اس سے وطی بھی کرسکتا ہے اور اگر دوسرے کا ہے تو جب تک بچہ پیدا نہ ہولے وطی جائز نہیں۔ (درمختار وغیرہ)
واللہ تعالیٰ اعلم　العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

وعدۂ نکاح کرنے سے نکاح نہیں ہوا

سوال: میں محمد اسحاق ولد رحم علی خان قوم راجپوت رہائش سرفراز کالونی حیدر آباد ایف پی درخواست گزار ہوں کہ میری لڑکی نام پروین ۱۹۶۹ میں حیدر آباد میں پیدا ہوئی تھی۔ جس کی زبانی منگنی نام شوکت ولد شاہنواز عمر ۳۵ سال رہائش بہاول نگر ریاست، بہاول پور سے ہوئی تھی۔ جس منگنی میں کوئی منائے یا راجہ برادری کا کوئی آدمی نہیں بیٹھا تھا۔ منگنی زبانی طور پر ہوئی تھی مگر شوکت سے میں اور میری لڑکی ناراض ہیں جس سے شادی یا نکاح کرنا نہیں چاہتا ہوں۔ اس لئے لڑکی کے فتوی ملنے کے لئے یہ بیان قائم رہے جو کہ وقت ضرورت کے کام آئے۔　اسحاق ولد رحم علی خان، سرفراز کالونی وارڈ 4 مکان نمبر 243 حیدر آباد

۷۸۶ الجواب　اگر بات واقعی یہی ہے کہ نابالغ لڑکی کے باپ نے صرف زبان دی تھی اور مقصود صرف منگنی اور نکاح اور شادی کا وعدہ تھا اور کوئی ایجاب وقبول جیسا کہ عموماً مجلس نکاح میں گواہوں کے روبرو عمل میں آتا ہے اس کی جانب سے نہ تھا تو وہ نکاح نہ ہوا صرف وعدۂ نکاح قرار پائے گا کہ وعدۂ نکاح، نکاح نہیں۔ اسے اختیار ہے کہ جہاں چاہے لڑکی کا نکاح کردے۔ البتہ بلاوجہ شرع میں ایسا کرنا نہیں چاہئے۔ تاہم دوسری جگہ نکاح کرے گا تو درست ہوگا (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

ایجاب وقبول اگرچہ مجبور کرنے سے کیا، نکاح ہوگیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع، درمیان اس مسئلہ کے کہ: میری لڑکی کی شادی ایک نیم پاگل کے ساتھ ۱۹ مئی ۱۹۷۸ء کو ہوگئی۔ مگر جب اس کا علم نہیں تھا کہ لڑکے کا دماغی توازن ٹھیک نہیں ہے۔ قاضی صاحب نے خطبے کے بعد پھر دوبارہ یہ دریافت فرمایا کہ نکاح پڑھادوں۔ میں نے اجازت دے دی اور وجہ اس کی یہ تھی کہ میرے علم میں نہیں تھا کہ لڑکا نیم

پاگل ہے۔ قاضی صاحب اور وکیل گواہوں نے دیکھا تھا کہ دولہا کے دونوں طرف سے ہاتھ پکڑ رکھے تھے ان کے کہنے سے دولہا نے کلمے بھی پڑھے مگر قبول کے موقع پر اس نے بھری محفل میں کہا کہ کون دلہن اور کیا قبول کروں۔ اس پر وہ دو شخص جن سے وہ ڈرتا تھا۔ انہوں نے لڑکے کو جوڈرایا تو اس نے قبول کرلیا۔ بعد میں جب وہ دلہن کے سامنے رسم ادا کرنے گیا۔ تو پھر پاگل پن کی باتیں اور زیادہ کرنے لگا۔ جس کی وجہ سے اس وقت لڑکی کو رخصت نہیں کیا اور دولہا کے باپ سے کہہ دیا کہ پہلے لڑکے کا علاج کرواؤ جب لڑکے کا دماغی توازن درست ہوگا۔ جب لڑکی وداع کروں گا۔ ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر گیا اور لڑکے کا علاج ہوگیا۔ اور دماغی توازن بالکل ٹھیک ہے اس لئے دریافت طلب یہ امر ہے کہ میں لڑکی رخصت کر رہا ہوں اس لئے تجدید نکاح کرایا جائے یا پہلے جو نکاح ہوا ہے وہ کافی ہے؟ شرعی حکم سے جواب عنایت فرمائیں۔ سید نعمت علی، ۸۱/ ۱۹۸۰ء

۷۸۲ **الجواب:** شوہر نے جب ایجاب وقبول کرلیا اگرچہ دوسروں کے مجبور کرنے سے کیا تو وہ نکاح نافذ وصحیح ہوا۔ اسے مجنون تو سائل بھی نہیں بتا تا نیم پاگل کہتا ہے یعنی خفیف العقل جس کا دماغی توازن کبھی درست کبھی خراب۔ بایں ہمہ اگر وہ لڑکا اس لڑکی سے نکاح اور اس کے ساتھ ازدواجی زندگی بسر کرنا چاہتا ہے تو ایجاب وقبول میں کون سا حرج ہے۔ دو گواہوں کے روبرو پھر ایجاب وقبول کرا دیں اور وہ رسوم کہ مروج ہیں انہیں قطعاً خیال میں نہ لائیں۔ نہ یہاں کسی قاضی کی ضرورت ہے۔ نہ نئے سرے سے اندراج ضروری۔ لڑکا گواہوں کی موجودگی میں کہے میں نے اس عورت کو اپنے نکاح میں لیا۔ عورت جو وہاں موجود ہے وہ کہہ دے میں نے قبول کیا۔ اب نہ کوئی خطرہ نہ وسوسہ۔ بات کو جتنا بڑھائیں گے اتنی بڑھے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الاول شریف ۱۴۰۰ھ

اگر لوگ سمجھیں کہ ایجاب وقبول ہو رہا ہے جیسا کہ معمول ہے تو نکاح ہوگیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: دو بھائی تھے ایک نامی عبد الغنی اور دوسرا عبد الحکیم۔ عبد الغنی فوت ہوگیا اس کے پس ماندہ دو بچے ایک لڑکا اور ایک لڑکی اور اس کی بیوہ کچھ مدت گزرنے کے بعد عبد الغنی کی بیوہ نے عبد الرحمٰن ایک شخص سے شادی کرلی یہ بچے اس کے ساتھ تھے۔ چند سال گزرنے کے بعد عبد الحکیم نے اپنی بھتیجی کی منگنی اپنے لڑکے سے کی۔ اس لڑکی کی والدہ کی موجودگی میں ایجاب وقبول ہوا۔ چند ماہ گزرنے کے بعد عبد الرحمٰن کے بھتیجے نے عبد الرحمٰن سے کہا کہ اس لڑکی کی آپ نے پرورش کی ہے، اس کی شادی کرنے کا آپ کو حق ہے اور اسی شخص نے ایک پہلے شادی کی تھی جس سے اس کے چند بچے ہیں۔ عبد الرحمٰن کے بھتیجے نے عبد الرحمٰن سے کہا کہ یہ جو لڑکی ہے یہ آپ اپنے بڑے لڑکے کو دے دیں جس پر لڑکی کی والدہ بھی آمادہ ہوگئی۔ مگر اس سے پہلے منگنی اور زبان عبد الحکیم والوں سے ہو چکی تھی اس کے باوجود انہوں نے دو بڑے گواہ بنائے اور لڑکی کو سمجھایا کہ تم کہہ دو قاضی صاحب سے کہ میری منگنی میری مرضی کے خلاف ہوئی تھی اور میں اس وقت نابالغ تھی اب میں بالغ ہو چکی ہوں اور اپنی مرضی سے شادی کروں گی۔ یہاں اس بات کا مکمل پتہ نہیں کہ لڑکی اس وقت بالغ تھی یا نابالغ جب اس کی منگنی چچا زاد بھائی کے ساتھ ہوئی۔ ہاں یہ معلوم ہے کہ جب اس نے قاضی صاحب سے کہا اس

وقت اس کی بلوغت کو کافی عرصہ گزر چکا تھا بعدہ اس کے شادی عبدالرحمٰن کے بڑے لڑکے سے ہوگئی۔ جب عبدالحکیم والوں کو معلوم ہوا کہ ان کی منگیتر کی شادی دوسرے سے ہوگئی ہے تو وہ عبدالرحمٰن کے لڑکے کو مارنے کے لئے آئے تو یہ لڑکا اپنی بیوی کے ساتھ فرار ہو چکا تھا تو انہوں نے عبدالرحمٰن کے بھتیجے کو قتل کر دیا اس لئے کہ اس نے ذمہ اٹھایا تھا۔ اب یہاں سوال عرض یہ ہے کہ

۱۔ منگنی والے سے طلاق لینی ہے یا نہیں؟

۲۔ اب اس لڑکی سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ حلال ہے یا حرام؟

۳۔ اور اس کی اولاد سے کوئی لین دین یا شادی وغیرہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

۴۔ جس کو قتل کیا اس کی موت کیسی ہے۔ (یعنی شہید ہے یا حرام موت)؟

مہربانی فرما کر ان سوالات کے جوابات عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔　　　السائل حاجی گل

۷۸۶ الجواب: ا۔ عبدالحکیم نے اگر اپنی بھانجی سے عقد نکاح لیا تھا یعنی اس محفل میں شرکت کرنے والوں نے یہ سمجھا کہ یہ نکاح ہو رہا ہے اور باقاعدہ ایجاب وقبول ہوا جیسا کہ معمول ہے تو وہ لڑکی عبدالحکیم کے لڑکے کی منکوحہ ہوگئی اب تاوقتیکہ وہ طلاق نہ دے اس لڑکی کا نکاح کہیں اور نہیں ہو سکتا اور اگر وہ صرف منگنی تھی تو منگنی تو ایک وعدہ تھا جو پورا نہ کیا گیا لہٰذا اس لڑکی کا نکاح دوسرے لڑکے سے صحیح ہوا۔ اور جو اولاد ہوگی وہ ثابت النسب ہوگی۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جو مسلمان ظلماً قتل کر دیا جائے وہ شہید مانا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جب نکاح ثانی صحیح ہے اور اولاد ثابت النسب تو لین دین وغیرہ معاملات نکاح صحیح ہیں اور اگر نکاح ثانی درست نہیں تو یہ محض زنا ہوگا اور اولاد ولد الزنا اور ایسے سے قطع تعلق لازم جب تک وہ توبہ نہ کرلے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۰ ربیع الاول شریف ۱۳۹۰ھ

اگر عورت بدچلن ہو جائے تو نکاح نہیں ٹوٹتا

سوال: جناب قبلہ مفتی خلیل صاحب، السلام علیکم، زید کی بیوی کے عمرو، سے ناجائز تعلقات تھے۔ زید کو جب معلوم ہوا تو اس نے اپنی بیوی کو منع کیا جس پر اس نے توبہ کرلی اور آئندہ کے لئے اس برے فعل سے باز رہنے کی قسم کھائی۔ زید نے اس کو معاف کر دیا زید کا اپنی بیوی سے نکاح برقرار رہا یا نہیں؟　　فقط، السائل ایک شوہر

۷۸۶ الجواب: معاذ اللہ اگر عورت بدچلن ہو جائے تو اس میں نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ دونوں کے مابین نکاح باقی ہے۔ دونوں باہمی رضامندی سے رہنا چاہیں اور نباہ ہو سکے تو شریعت علیحدگی پر مجبور نہیں کرتی۔ قال اللہ تعالیٰ وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآىٕكُمْ (النساء:15) (سماھن مع ذلك نساء ھم)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۹ رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ

ولیمہ کیا ہے؟

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء حق بیچ اس مسئلہ کے کہ: ولیمہ جو کہ لڑکے کے نکاح کے بعد سنّت ہے۔ اس کے مقابلے میں ایک جماعت ایک کھانا کرتی ہے جس کو انہوں نے میل جول کا نام دیا ہوا ہے یہ کھانا نکاح سے دو یا تین روز پہلے لڑکے والے کرتے ہیں اور بعد میں ولیمہ نہیں کیا جاتا۔ میل یہ ایک ہندوستانی رسم ہے جو کہ ہندوستان کے علاقے راجھستان میں ہندو کرتے ہیں حالانکہ یہ لوگ مسلمان ہیں لیکن اس ہندوستانی رسم پر اب تک قائم ہیں اور اگر کوئی شخص اس پر اعتراض کرتا ہے کہ ہم مسلمان ہیں ہمیں میل نہیں بلکہ ولیمہ کرنا چاہئے تو یہ لوگ اس کو بُرا مانتے ہیں اور اس شخص کا سوشل بائیکاٹ کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے خاص رشتے دار (یعنی بھائی) بہنوں وغیرہ کے یہاں بھی کسی خوشی میں شریک نہیں ہوسکتا۔ اس جماعت کے لوگ ولیمہ کا مذاق اڑاتے ہیں اور اس کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حلیمہ شلیمہ کیا ہوتا ہے ہم تو وہ ہی کریں گے جو ہمارے بڑے کرتے چلے آئیں ہیں حد تو یہ ہے کہ یہ لوگ شادی سے پہلے لڑکے کے والدین سے یہ اقرار کرواتے ہیں کہ وہ میل کریں ولیمہ نہیں۔ اس جماعت کے تمام لوگ بحمدہ تعالیٰ مسلمان ہیں اور بعض بزرگ بڑے نمازی اور پرہیزگار ہیں۔ کیا ولیمے کی حمایت کرنے والا غلطی پر ہے۔ اگر نہیں تو اس کھانے (یعنی) میل کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ (حرام، حلال یا مکروہ) اگر حرام ہے تو کھانے والے اور کرنے والے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

فقط۔ محمد یٰسین، ہیرآباد ٹکونہ پارک کالج روڈ دکان نمبر ۳، حیدرآباد، ۲۶ /۳ /۱۹۷۸ء

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: دعوت ولیمہ سنت ہے، کہ شب زفاف کی صبح کو اپنے دوست احباب عزیز واقارب اور محلہ کے لوگوں کی حسب استطاعت ضیافت کرے اور اس کے لئے جانور ذبح کرنا اور تیار کرانا جائز ہے۔ ولیمہ میں جس شخص کو بلایا جائے اس کو جانا سنت ہے۔ بخاری مسلم میں ہے کہ جس نے دعوت کو ترک کیا (یعنی بلاسبب انکار کر دیا) اس نے اللہ ورسول کی نافرمانی کی۔ نکاح سے قبل اگر محض خوشی کے لئے کھانا کیا جائے تو جائز ہے، لیکن یہ کھانا جسے سائل (میل) کا نام دے رہا ہے، اگر وہ لوگ ہندوانہ رسم جان کر اپنے لئے لازم کرلیں اور ولیمہ سے انکار کردیں، تو یہ ناپاک خیال، کافروں کی رسوم کا بقیہ ہے، ان پر فرض ہے کہ اسے دل سے دور کریں اور پورے پورے اسلام میں داخل ہوں۔ ولیمہ کا مذاق اڑا کر (میل) کو اہمیت دینا، ایسے لوگوں کے ناپاک وہم ہوسکتے ہیں جو جاہل بے شعور اور اہل علم سے دور ہیں، دل میں وہی پچھلے خیالات جمع ہیں اور موروث ہونے کے باعث گویا طبیعت ثانیہ بن گئے ہیں۔ لیکن جب اسلام نے ولیمہ کو مسنون قرار دیا ہے تو ولیمہ ہی کیا جائے تا کہ خوشی کا کھانا بھی ہو جائے اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کا ثواب بھی مل جائے۔ جس کھانے میں حلال چیزیں شامل ہوں اس کو حرام یا مکروہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۷ /۳ /۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

نکاح پر نکاح نہیں ہوسکتا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہندہ طلاق شدہ نے نکاح ثانی کے لئے زید کو چنا اور دونوں اس پر راضی ہو گئے لیکن زید کی پہلی بیوی موجود تھی جس کے لئے زید نے یقین دلایا کہ اس سے اجازت لے لی جائے گی لیکن حالات ایسے پیدا ہو گئے کہ زید اپنی پہلی بیوی سے اجازت حاصل نہ کر سکا۔ طے پایا کہ زید اپنی پہلی بیوی سے چھپا کر ہندہ سے نکاح کرلے بعد میں حالات درست ہو جائیں گے۔ مگر کسی طرح زید کی بیوی کو شبہ ہو گیا اور اس نے زید سے سختی سے باز پرس کی۔ زید نے مصلحتاً صاف انکار کر دیا اور کہا کہ ہندہ کا نکاح میرے بڑے بھائی کے ساتھ ہوگا۔ اس کے بعد زید نے ہندہ سے اپنی پہلی بیوی سے چھپ کر باقاعدہ نکاح کرلیا۔ حالات برادری تک پہنچے اور میل کا بیل اور سوئی کا بھالا جیسا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ اس لئے یہ صورت اختیار کی گئی کہ ہندہ کی تقریب رخصتی اس طریقہ سے منائی جائے کہ برادری میں یہ تاثر پیدا کیا جائے کہ ہندہ کا نکاح زید کے بڑے بھائی کے ساتھ کیا جائے گا۔ اور اس قاضی کو بلایا جائے جس نے پیشتر ہندہ کا نکاح پڑھایا تھا اور سر محفل قاضی صاحب اور رجسٹر کو پیش کر دیا جائے تا کہ لوگ خاموش ہو جائیں اور یہ طوفان ختم ہو لیکن بدقسمتی سے وقت پر وہ قاضی صاحب نہ مل سکے اور اہل برادری کے مہمانوں میں سے کوئی شخص ایک دوسرے قاضی کو بلا لایا۔ یہ وقت زید اور ہندہ واہل خاندان کے لئے بڑا نازک تھا۔ زید اور ہندہ کے لواحقین ایسے حواس باختہ ہوئے کہ کچھ بھی نہ کہہ سکے نہ کر سکے۔ ان کو شیطان نے ورغلایا کہ انہوں نے خاموشی میں ہی عافیت سمجھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہندہ کا نکاح ان قاضی صاحب نے زید کے بڑے حقیقی بھائی کے ساتھ پڑھا دیا۔ اس وقت یہ طوفان تو تھم گیا مگر زید کے بڑے بھائی نے جو کہ اس منصوبہ سے آگاہ اور شریک تھے اس نکاح کو قبول نہیں کیا اور کئی اشخاص کے روبرو ہندہ کو طلاق بھی دے دی اور ہندہ کو زید کے گھر بھیج دیا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ زید کے نطفہ اور ہندہ کے بطن سے کئی اولادیں ہو چکی ہیں۔ ہندہ زید کے گھر خوش اور آباد ہے۔ زید کی پہلی بیوی بھی خوش ہے لیکن ہندہ اور زید کے اہل خاندان کے ضمیروں میں خلش ہے اپنی اپنی غلطیوں پر نادم اور پشیمان ہیں۔ صورت مسئولہ میں از روئے شرع قرآن وسنت کے فیصلہ مطلوب ہے۔ بینوا، توجروا

فقط ایک سائل، حبیب احمد قریشی

۷۸۲ **الجواب:** ہندہ اور زید کے مابین شرعاً وہ نکاح صحیح و درست ہوا۔ اور بنیادی خرخشوں اور فتنوں کے خوف سے ہندہ کا جو نکاح بالکل ظاہری طور پر زید کے بڑے بھائی سے کیا گیا وہ ہرگز صحیح نہ ہوا کہ ہندہ، زید کی منکوحہ تھی اور منکوحہ غیر سے نکاح حرام حرام۔ قال اللہ تعالی **وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ** (النساء:24)۔ پھر سائل کا بیان ہے کہ ہندہ اور زید کے بڑے بھائی میں کسی نے ایجاب وقبول نہ کیا اور سوال مظہر ہے کہ دونوں اس منصوبے سے آگاہ تھے۔ اور بالفرض اگر ایجاب وقبول پایا بھی گیا تب بھی شرعاً نکاح منعقد نہ ہوا کہ وہ عورت، غیر کے لئے محل نکاح نہ تھی اور جب وہ نکاح نہ ہوا تو طلاق کی بھی ضرورت نہ تھی کہ طلاق، نکاح کے بعد پائی جاتی ہے اور یہاں نکاح ہی نہ ہوا۔ الغرض اب کہ ہندہ اور زید دونوں ہنسی خوشی زندگی بسر کر رہے ہیں

کسی کو ان پر اعتراض کا حق نہیں۔ یہ دونوں شرعاً میاں بیوی ہیں اور ان میں قربت وہم بستری حلال و جائز اور اس سے ان کی صحیح اولاد ہے۔ لڑکی کے ماں باپ اور زید و عمر نے جو کچھ کیا اور دل میں اس کی خلش پاتے ہیں اس کی سبیل یہ ہے کہ وہ سچے دل سے توبہ کریں۔ مولائے کریم بخشنے والا ہے اور دلوں کے احوال اس پر عیاں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ جمادی الاخری ۱۳۷۸ھ

برادری کا فیصلہ شریعت کے خلاف ہو تو وہ قابل قبول نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید ایک برادری والا اور قومی پنچائت کا حاجی و پابند فرد ہے اور لوگوں کے فیصلے برادری کے پنچ صاحبان کرتے ہیں۔ زید سے نادانستہ اضطراری حالت میں ایک شرعی غلطی سرزد ہو گئی تھی جس کا علم و ادراک ہونے پر زید کو بہت افسوس ہوا۔ اس کے علاوہ زید نے اپنی لڑکی کی شادی غیر برادری میں کی۔ اس بات کو برادری والوں نے آڑ بنا کر زید کا حقہ بند کر دیا۔ اور ساتھ میں زید کی بیوی، بیٹی اور داماد کا بھی بائیکاٹ کیا۔ زید نے حسب دستور ماہ محرم میں حلیم کی دعوت برادری والوں اور غیر برادری والوں کو دی تو قوم نے لوگوں کو یعنی برادری والوں کو زید کے ہاں جانے سے روکا اور جو برادری کے چند افراد زید کے یہاں آ گئے ان کو بائیکاٹ کا دباؤ دے کر ان سے جرمانے وصول کئے۔ زید کے لڑکے جرمانہ دینے والوں میں شامل ہیں۔ چونکہ اکثریت برادری والوں کی اور پنچ وغیرہ بھی زید سے دلی رنجش رکھتے ہیں ان مخالفین نے زید کے خلاف پولیس تک معاملہ پہنچایا اور غلط الزام لگا کر بند کرانا چاہا۔

ان حالات کے تحت زید نے پریشان ہو کر ایک قومی پنچائت کے موقع پر جو کہ کسی دیگر معاملے کے لئے بلائی گئی تھی۔ پنچائت میں چار سوال پیش کئے۔

۱۔ مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے؟

۲۔ انسان خطا کا پتلا ہے اس سے غلطی سرزد ہو جاتی ہے؟

۳۔ قسمت کا لکھا بہر حال پورا ہوتا ہے؟

۴۔ جو کچھ مجھ سے نادانستہ یا دانستہ غلطیاں سرزد ہوئی ہیں اس میں بحث مباحثہ نہیں کرنا چاہتا مجھے خدا کے واسطے معاف کر دیا جائے اور ہم پر سے پابندی ہٹائی جائے۔

اس پر چار آدمی الگ بھیجے گئے کہ وہ باہمی فیصلہ کر کے پنچوں اور محفل کو آگاہ کریں۔ ان لوگوں نے زید کے لئے یہ فیصلہ کیا کہ اک کوڑی جرمانہ ادا کرے۔ چنانچہ زید نے ایک کوڑی جرمانہ ادا کیا۔ لیکن پنچوں نے زید کی بیٹی اور داماد پر بدستور وہ پابندی رکھی ہے کہ وہ برادری اور زید کے گھر کی تقریب وغیرہ پر نہیں آ سکتے وہ اب بھی قائم ہے۔ اور جن لوگوں پر جرمانہ زید کے گھر جانے پر کئے گئے وہ بھی واپس نہیں آ سکتے۔ قابل غور امر یہ ہے کہ زید کا نہ تو کوئی بیان لیا گیا۔ نہ فریق مخالف سے پوچھ کچھ کی گئی۔ نہ یہ پنچائت رجسٹرڈ ہے اور نہ فیصلہ کرنے والے لکھے پڑھے اور قابل اور اہلیت کے مالک ہیں۔ نیز زید سے پابندی

اٹھالی گئی باقی بیٹی داماد پر پابندی قائم۔ حالانکہ معافی کے وقت زید نے بیٹی اور داماد کے لئے بھی اصرار کیا تھا۔

ایسی صورت کے پیش نظر زید کے ساتھ جو کچھ ہوا کیا وہ درست ہے؟

اور اب زید کو کیا کرنا چاہئے؟ از روئے کتاب وسنت جواب عنایت فرمایا جائے۔ بینوا، توجروا

امام الدین، نصرت کالونی، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: ا۔ شرعی غلطی کے ارتکاب کی صورت میں صرف رنج وافسوس کافی نہیں۔ اس سے توبۂ شرعیہ درکار ہے اور اگر اس غلطی سے کسی کی جان ومال اور عزت وآبرو کو نقصان پہنچا تو اس کا تدراک اور اس سے معافی بھی لازمی ہے۔ اگر زید نے ایسا کرلیا تو اب وہ شرعاً بری ہے۔ اب برادری کو اس سے قطع کرنا درست نہیں کہ کوئی گناہ، توبہ کے بعد باقی نہیں رہتا جیسا کہ حدیث شریف کا ارشاد ہے کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب له۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ ماں باپ اور خود لڑکی رضامند ہو تو برادری سے باہر بھی لڑکی کا نکاح درست ہے۔ (درمختار وغیرہ) اس نکاح کو آڑ بنا کر حقہ پانی بند کردینا ظلم ہے اور مسلمان کو ناحق ایذا رسانی۔ برادری والوں کو ایسا کرنے کا حق نہیں پہنچتا۔ ہاں اگر کوئی اور بات ہے تو برادری والے حکم شرعی لیں اور اس کے مطابق فیصلہ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جرمانہ کے ساتھ تعزیر کہ مجرم کا کچھ مال خطا کے عوض لے لیا جائے منسوخ ہے اور منسوخ پر عمل جائز نہیں۔ (درمختار ردالمحتار) ہاں اگر دیکھے کہ بغیر لئے باز نہ آئے گا تو وصول کرے پھر جب آدمی اس فعل سے توبہ کرلے تو واپس کردے لہٰذا پنچ نے جس سے جو جرمانہ لیا تھا وہ اب واپس کریں۔ واپس نہ کریں گے تو خود گناہگار اور دوسروں کا مال ناحق لینے والے قرار پائیں گے۔ اور بیٹی داماد اور زید کی بیوی جو اس جرم میں شریک نہیں انہیں خواہ مخواہ اس جرم میں گھسیٹ لینا سراسر زیادتی ہے اور ظلم ناحق ہے۔ برادری والوں کو اس سے باز آنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ پنچ وبرادری والوں کو چاہئے کہ جب کسی کے حق میں یا اس کے خلاف کوئی فیصلہ کریں تو کسی سنی عالم دین سے مسئلہ معلوم کریں مبادا خود شرعی گناہ کے مرتکب ہوجائیں اور دوسروں کی خطا پر اسے سزا دینے والے، خود ہی شرعی جرم کر بیٹھیں اور سزائے شرعی کے مستحق ٹھہریں۔ برادری وپنچ کا کوئی فیصلہ جو حکم شرعی کے خلاف ہو ہرگز قابل قبول نہیں اسے رد کردینا اور حکم شرعی پر عمل کرنا واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ ھ

بالغہ کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر باطل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک لڑکی ہے جس کی عمر ۱۵ برس ہے۔ اس کا باپ مرجاتا ہے اور کافی ملکیت پیچھے چھوڑ جاتا ہے اب اس لڑکی کا چچا ملکیت کے لالچ میں آکر اس لڑکی کا نکاح لڑکی سے پوچھے بغیر اپنے بیٹے سے کردیتا ہے اور اس وقت لڑکے کی عمر ۱۲ ماہ تھی اب لڑکی کی عمر پختہ ہے اور اب لڑکی نے ۳۲ برس پورے ہونے پر مرضی

سے اور اپنی خواہش سے شادی کر لی ہے لیکن شادی ہونے کے بعد اب اس کا چچا اس بات کا دعوی کرتا ہے کہ میں نے اس لڑکی کا نکاح اپنے بیٹے سے کر دیا تھا جب اس سے نکاح کے گواہ پوچھے جاتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ وہ مر گئے ہیں۔ کیا اب یہ پہلا نکاح درست ہوگا یا نہیں؟

فقیر عبد الغفور غفاری، معرفت سیف اللہ شاہ کپڑے کے دکاندار، ضلع بدین، حیدر آباد سندھ، ۳۰ /۵ /۱۹۷۸ء

۷۸۶ **الجواب:** لڑکی کی عمر وقت نکاح اگر ۱۵ برس کامل تھی یا اسے حیض آتا تھا تو وہ شرعاً بالغ ہوئی اور بالغہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کوئی نہیں کر سکتا۔ تو وہ نکاح نہ ہوا مگر نکاح فضولی۔ لڑکی نے نکاح کی خبر سن کر اسے جائز کر دیا جائز ہو گیا، رد کر دیا رد ہو گیا، اور اگر اس وقت نہ رد کیا نہ جائز کیا، تو اب اسے اختیار ہے چاہے جائز کر دے چاہے باطل۔ پھر چچا کا قول بلا گواہوں کے خود ہی نامقبول و نامعتبر ہے جبکہ لوگوں میں اس کی شہرت نہ ہوئی، اور نکاح کی شہرت ہوگئی تو وہی احکام ہیں جو مذکور ہوئے۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۵ جون ۱۹۷۸ء

منگنی وعدۂ نکاح ہے نکاح نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید کہتا ہے کہ میں نے اپنی دختر نابالغہ کا عقد جس کی عمر اس وقت تقریباً ۶ ماہ کی تھی نہیں کیا اور نہ ہی میں نے کسی کو اجازت دی اور نہ میں نے دختر کی طرف سے ایجاب وقبول کیا مگر لڑکے والے اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ زید کے فلاں لڑکے سے عقد ہوا ہے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ شربت کا پیالہ پلایا گیا لڑکے کا باپ اقرار کرتا ہے کہ شربت کا پیالہ پلایا اسی بارے میں جواب شرعی سے مطلع فرمائیں کہ یہ عقد جائز ہوا یا نہیں؟ جبکہ لڑکی کے والد نے ایجاب وقبول نہیں کیا جواب سے مطلع فرمائیں۔　قلندر ولد سکندر، ۳ جولائی ۱۹۷۸ء

۷۸۶ **الجواب:** لڑکا لڑکی دونوں نابالغ ہوں تو ایجاب وقبول کا ان کے باپ دادا یا ولی اقرب کی طرف سے پایا جانا ضروری ہے۔ مثلاً لڑکی کا باپ یوں کہے کہ (میں نے اپنی فلانی لڑکی کا عقد تیرے فلاں لڑکے سے کیا) اور لڑکے کا باپ کہے کہ (میں نے تیری فلاں لڑکی کو اپنے فلاں لڑکے کے لئے قبول کیا۔) اور ایجاب وقبول کم از کم دو قابل اعتبار مردوں یا ایک مرد، دو عورتوں کے سامنے ہوں کہ سب نے ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سنے۔ اور جبکہ نہ ایجاب وقبول پایا گیا نہ گواہ موجود ہیں تو محض اس بنا پر کہ شربت کا پیالہ پلایا تھا نکاح ثابت نہ ہوگا۔ ہاں اسے منگنی کہہ سکیں گے اور منگنی وعدۂ نکاح ہے۔ نکاح نہیں۔ مختصر یہ کہ یہ عقد شرعاً کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۴ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

نابالغ کے نکاح کا طریقہ اور رواج

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ: بعض لوگوں میں یہ مفروضہ طریقہ کار اب

تک بدستور قائم ہے کہ وہ لوگ اپنے لڑکے لڑکیوں کو ایام شیر خوارگی میں باہم مشروب وغیرہ پلاتے ہیں۔شربت پلانے کے وقت بچوں کے والدین بحیثیت اولیاء کسی قسم کے نکاح کے الفاظ (ایجاب وقبول) ادا نہیں کرتے ہیں اور جب یہ بچے عہد بلوغت میں قدم رکھتے ہیں تو ان کو بغیر کسی نکاح وغیرہ کے شرعی طور پر افعال زوجیت کی ادائیگی کا اہل تصور کرتے ہیں۔ان لوگوں کا نظریہ ہے کہ عہد شیر خوارگی میں باہمی طریقہ پر پیا ہوا شربت، نکاح کا ہم مثل ہے۔براہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں کہ یہ صورت کس حد تک درست ہے۔　　　السائل صغیر احمد، پنجرہ پول

۷۸۶ الجواب: عادت وعمل یوں جاری ہے کہ نکاح سے پہلے لڑکے والے، لڑکی والوں کے پاس پیام دیتے ہیں۔لڑکے والے قبول کرتے ہیں تو پھر منگنی وغیرہ کی رسم عمل میں لائی جاتی ہے اور اس رسم منگنی کو، وعدۂ نکاح سمجھا جاتا ہے نہ کہ نکاح۔اور نکاح و وعدۂ نکاح میں فرق بالکل بدیہی وظاہر ہے تو منگنی کو نکاح ٹھہرانا بداہۃً باطل اور اجماعاً غلط ہے۔یہی وجہ ہے کہ لڑکی کے اولیاء، اس منگنی کو توڑ کر، کسی اور سے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیں تو یہ نکاح شرعاً صحیح و درست مانا جائے گا اگرچہ زبان دے کر اپنے اقرار سے پھر جانا شرعاً بری حرکت، بے جابات، اور قابل مواخذہ عمل ہے بشرطیکہ اس کے پاس کوئی شرعی عذر نہ ہو وہ ورنہ یہ بھی نہیں۔پھر یہ احکام اس صورت میں ہیں کہ لڑکی اور لڑکے کے اولیاء میں باقاعدہ گفتگو ہو اور لڑکی کی نسبت، الفاظ کے ذریعہ قرار پائے۔صرف شربت پلا دینا اور منگنی وغیرہ کا کوئی ذکر درمیان میں نہ آنا، ہرگز وہ چیز نہیں جسے کسی طور پر بھی نکاح قرار دیا جاسکے کہ نکاح کے لئے مرد و عورت یا ان کے اولیاء کا ایجاب وقبول چاہئے اور دو مرد یا ایک مرد، دو عورتوں کا اسی مجلس میں ان کے ایجاب و قبول کا سننا اور یہ سمجھنا کہ یہ نکاح ہو رہا ہے۔اس کے بغیر نکاح محقق نہیں ہوسکتا۔مختصر یہ کہ رسم مذکورہ کے بعد بھی باقاعدہ ایجاب و قبول وغیرہ ضروری ہے ورنہ نکاح نہ ہوگا اور یہ دونوں میاں بیوی قرار نہ پائیں گے۔(فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　　۱۷ شوال المکرم ۱۳۹۸ھ

باپ نے نابالغہ کا نکاح کیا تو وہ نافذ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: عبد الغفار کا نکاح دس سال قبل کلو کی لڑکی سے جو کہ اس وقت نابالغہ تھی ان کے والدین نے کرایا۔اب لڑکی کا باپ اپنی لڑکی جو کہ اس وقت عاقلہ بالغہ ہے عبد الغفار کو دینے کے لئے تیار نہیں۔از روئے شرع یہ بتائیں کہ اگر لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا جائے تو نکاح جائز ہوتا ہے یا نہیں؟ اور ایسی صورت میں لڑکی کے والد کے لئے از روئے شرع کیا حکم ہے؟　فقط والسائل عبد المتین

۷۸۶ الجواب: نابالغ لڑکی کا نکاح جبکہ اس کے باپ نے کر دیا ہے تو وہ نکاح صحیح ونافذ ہے بلکہ لازم ہو جائے گا، اور لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد اس نکاح کے توڑنے کا اختیار نہیں (درمختار وغیرہ) اور جب یہ نکاح صحیح ونافذ ہے تو لڑکی شوہر والی ہوئی اور شوہر والی عورتوں کا نکاح، کسی غیر مرد سے حرام سخت حرام ہے کہ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (النساء:24) چارۂ کار یہ ہے کہ شرفاء کی طرح لڑکی کو اس کے شوہر کے پاس جانے دیں یا پھر طلاق حاصل کریں بغیر طلاق، اگر کہیں نکاح کر دیا تو نکاح نہ ہوگا

زنائے خالص ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۳ شوال المکرم ۱۳۹۸ھ

شربت وغیرہ پلانے سے نکاح نہیں ہوتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک لڑکی مسمات عبیدہ کو جبکہ وہ بعمر چار سال تھی اس وقت قاضی نے اسے صرف شربت کا پیالہ پلایا تھا اور کوئی ایجاب وقبول یا نکاح نہ ہوا تھا۔ اب مسماۃ مذکورہ بالغ ہو چکی ہے اور اس کے والد اس کی شادی کسی دوسری جگہ کرنا چاہتے ہیں لہٰذا شرعاً وہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ جبکہ لڑکے والے رخصتی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔　فقط والسائل۔ ممتاز، پنجرہ پول گل شاہ بخاری، حیدرآباد، ۹۳۰/ ۸/ ۱۹۷۸ء

۷۸۶ **الجواب:** لڑکا لڑکی دونوں نابالغ ہوں تو ایجاب وقبول ان کے باپ دادا یا ولی اقرب کی طرف سے پایا جانا ضروری ہے۔ مثلاً لڑکی کا باپ یوں کہے کہ ''میں نے اپنی فلانی لڑکی کا عقد تیرے فلاں لڑکے سے کیا'' اور لڑکے کا باپ کہے کہ ''میں نے تیری فلاں لڑکی کو اپنی فلاں لڑکے کے لئے قبول کیا''۔ اور یہ ایجاب وقبول کم از کم دو قابل اعتبار مردوں یا ایک مرد، دو عورتوں کے سامنے ہو کہ سب ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سنیں۔ اور جب کہ نہ ایجاب وقبول پایا گیا نہ گواہ موجود ہیں تو محض اس بنا پر کہ شربت کا پیالہ پلایا تھا نکاح ثابت نہ ہوگا ہاں اسے منگنی کہہ سکیں گے اور منگنی وعدۂ نکاح ہے۔ نکاح نہیں ہے۔ مختصر یہ ہے کہ یہ عقد شرعاً کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم　احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　۱/ ۸۱/ ۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

زنا سے حاملہ عورت کے نکاح میں شریک ہونے والوں کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک لڑکی جس کے ساتھ اس کے چچازاد بھائی نے زنا کیا اور حمل ہو گیا اس کے بعد دوسرے چچازاد کے ساتھ نکاح پڑھا دیا گیا۔ اس کے بعد اس کا حمل گرا دیا گیا اب نکاح پڑھانے والے اور نکاح میں شریک لوگوں کا کیا ہوگا؟ واضح طور پر جواب عنایت فرمائیں　فقط والسلام　محمد رمضان، گوٹھ مہاجر والی

۷۸۶ **الجواب:** جس عورت کو زنا کا حمل ہو اس سے نکاح جائز ہے زانی سے بھی اور دوسرے کسی اور سے بھی فرق صرف اتنا ہی ہے کہ زانی بعد نکاح، اس سے ہم بستری بھی کر سکتا ہے اور دوسرے کو جب تک ولادت نہ ہو جائے اس کی اجازت نہیں اور جب یہ نکاح جائز ہے تو الزام نہ شرکت کرنے والوں پر نہ پڑھانے والوں پر نہ گواہوں پر۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　ا رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

محرمات کی تفصیل/ اپنا گناہ چھپانا/ اولاد کے حقوق

سوال: مکرم ومحترم جناب استاد صاحب　السلام علیکم

مندرجہ ذیل مسائل کا جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

۱۔کن عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا حلال ہے۔اور کن عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے؟
۲۔اگر کوئی شخص کوئی گناہ کر کے اور اسی شخص سے دریافت کیا جائے کہ یہ آپ نے گناہ کیا ہے تو وہ شخص اقرار کرے یا نہ کرے؟
۳۔ماں باپ پر اولاد کے حقوق کے بارے میں حدیثوں سے حوالہ تفصیلاً جواب تحریر کریں۔ فقط ایک سائل شاگرد

۷۸۶ الجواب ھوالموفق للصواب: ۱۔ محرمات یعنی وہ عورتیں جن سے نکاح حرام ہے۔نسب میں، ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، مصاہرت میں، زوجہ موطوہ کی لڑکیاں، زوجہ کی ماں، دادیاں، نانیاں، جمع بین المحارم وغیرھما اصول کی بیویوں سے لے کر پوتے وغیرھما کی بیویوں سے حرام، حرمت بالملك حرمت بالشرك۔(مشرک عورتوں سے نکاح نہیں کرسکتا ہے۔) حرمت بوجہ حق غیر۔ (دوسرے کی منکوحہ سے نکاح نہیں کرسکتا ہے۔) حرمت متعلق بہ عدت، آزاد مرد کو چار عورتوں سے زیادہ سے نکاح جائز نہیں ہے۔(درمختار)(فتح وغیرہ وعامہ کتب) ان مذکورہ بالا عورتوں کے علاوہ ہر عورت نکاح جائز ہے۔تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ فرمائیں یا بہار شریعت حصہ ہفتم دیکھیں۔
۲۔ اپنے گناہ کو ظاہر کرنا یا اعلان کرنا منع ہے کہ یہ بے حیائی ہے اور حدیث میں ہے جب حیا نہیں تو جو چاہے کر (بخاری)
۳۔ ترمذی بہ روایت ابوموسی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ باپ کا اپنی اولاد کو اس سے بڑھ کر کوئی عطیہ نہیں کہ انہیں آداب حسن سکھائے اور فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ باپ کے ذمے بھی اولاد کے حقوق ہیں جس طرح اولاد کے ذمے باپ کے حقوق ہیں (ابن نجار) اور فرماتے ہیں رسول اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اولاد کو برابر دو اگر میں کسی کو فضیلت دیتا تو لڑکیوں کو فضیلت دیتا۔(ابن عباس)۔اور فرماتے ہیں رسول اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ تم اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو یہاں تک کہ بوسہ لینے میں بھی۔(ابن نجار) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

شادی کی رسوم

سوال: حضرت مولانا مفتی اعظم حیدرآباد مدظلہ العالی عرض گذارش درج ذیل مسائل کے سلسلے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں تشفی فرمادیجئے عین نوازش ہوگی۔
۱۔ شادی بیاہ میں نوشاہ کو سہرا باندھنا جائز ہے یا نہیں؟
۲۔ شادی بیاہ میں بھائی اپنی بہنوں کو بھات وغیرہ دیتے ہیں شرعی لحاظ سے جائز یا نہیں؟
۳۔ شادی میں بینڈ باجے وغیرہ کے لئے شرع مطہرہ میں کیا مسئلہ ہے۔شادی میں لڑکے والوں کی طرف سے لڑکی کو دُر بندہ دیتے ہیں۔جب تک لڑکی کو وہ دُر بندہ کان میں نہ پہنایا جاتا ہے رواج کے مطابق اس وقت تک نکاح نہیں ہوتا آیا یہ ارکان نکاح میں سے ہے ہیں یا نہیں؟ آپ سے مودبانہ گذارش ہے کہ ان مسائل کا حل فرمادیں۔ ایک سائل

۷۸۶ الجواب: خوشبو لگانا سنت ہے اور خوشبو کی چیزیں پھول پتی وغیرہ حضور کو پسند ہیں تو پھولوں کا ہار پہننا اور گلے میں ڈالنا خوشبو سے فائدہ لینا اور دوسروں کو فائدہ پہنچانا ہے اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ ہی نہیں۔ اور جو ناجائز کہے اگر سچا ہے تو بتائے اللہ رسول نے اس سے کہاں منع کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ بھات ایک بھائی کی طرف سے بہن کو، شادی کے موقع پر ایک تحفہ دینا ہے۔ جس پر کوئی مجبور نہیں۔ اپنی خوشی و رضامندی سے لین دین کرنا ہے لہٰذا جائز ہے ہاں اس موقع پر بہت سی ہندوانہ رسمیں مسلمانوں میں پڑ گئی ہیں ان سے جان چھڑائے ورنہ بھات دینا کیا ضرور ہے کہ آخرت کا وبال خریدے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ ناچ گانا ڈھول تاشے یا کھیل تماشے یا بینڈ وغیرہ بجانے ہر حال میں ہر ایک کے لئے حرام ہیں۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس بیہودہ رسم کو یک لخت چھوڑ دیں اور دوسروں کو بھی اس کے چھوڑنے پر مجبور کریں اور جن برادریوں میں پنچایت کا نظام ہے پنچایت کے ممبران اس میں بڑا کام کر سکتے ہیں اس بدعت کو اکھاڑیں اور ثواب کمائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نکاح ایجاب و قبول ہے، یعنی مثلاً ایک کہے کہ میں نے اپنے کو تیری زوجیت میں دیا اور دوسرا کہے کہ میں نے قبول کیا یہ نکاح کے ارکان ہیں۔ اور مسلم عاقل بالغ گواہوں کا اس مجلس نکاح میں ہونا شرط ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور چیز کو نکاح جائز ہونے کے لئے اپنی طرف سے مقرر کر لینا شریعت کے خلاف ہے اور ہرگز ہرگز شرعاً معتبر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۲ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

زنا سے حاملہ عورت کا نکاح

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب　السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: ایک لڑکی ناکتخدا ہے اور حاملہ ہے اس کا ایک شخص سے نکاح کر دیا گیا ہے۔ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

۷۸۶ الجواب: جبکہ ایک لڑکی ناکتخدا ہے تو یہ حمل زنا کا حمل ہے۔ جس میں بچہ شرعاً مجہول النسب ٹھہرتا ہے البتہ لڑکی زانی و غیر زانی جس سے چاہے وضع حمل سے پہلے نکاح کر سکتی ہے کہ زنا کے پانی کی شرع میں حرمت و عزت نہیں مگر فرق اتنا ہے کہ اگر خود زانی ہی سے نکاح کر لیا جس کا حمل رہا تھا تو اس سے صحبت کرنی بھی جائز ہو جائے گی اور غیر سے نکاح ہوا تو جب تک وضع حمل نہ ہوئے تو وہ عورت کو ہاتھ نہیں لگا سکتا یعنی اس سے صحبت کرنا حرام و گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ

زنا سے حاملہ عورت کا نکاح

سوال: یا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ہذا میں کہ: زید کی مسمات ہندہ سے منگنی ہوگئی ہندہ ایک کنواری لڑکی ہے۔ زید نے ہندہ سے ناجائز تعلق کر لیا اور ہندہ حاملہ ہوگئی اب زید کا ہندہ سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نکاح ہو سکتا ہے تو اس کو ہندہ سے

مجامعت جائز ہے یا نہیں؟ قبل از وضع حمل، بحوالۂ کتب سنت جواب عنایت فرمائیں۔ بینوا، توجروا

محمد صدیق ولد نظام الدین، سکنہ ہوسڑی حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب: جس عورت کو زنا کا حمل ہے اس سے نکاح ہوسکتا ہے پھر اگر اسی کا وہ حمل ہے تو وطی بھی کرسکتا ہے اور اگر دوسرے کا ہے تو جب تک بچہ پیدا نہ ہولے وطی نہیں کرسکتا۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۱ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ

جبر واکراہ سے نکاح ہو جائیگا، مگر کرانے والے پر گناہ کبیرہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک دن میری سالی جس کی عمر چودہ سال ہے۔ میری بیوی کے ساتھ میرے سگے بھتیجے کے گھر مہمان بن کر گئی۔ میرے بھتیجے کی بیوی میری بھانجی ہے۔ اسی دوران میرے بھتیجے نے میری سالی کا نکاح اپنے سالے کے ساتھ کرنے کی سازش کی۔ اور میری سالی کو زبردستی نشہ آور گولی کھلا کر اور جان سے ختم کرنے کی دھمکی دے کر جج کے سامنے حیدرآباد میں پیش کیا۔ اور کہا کہ اگر تو نے جج کے سامنے نکاح کا اقرار نہ کیا تو تجھے جان سے ختم کردوں گا۔ اب لڑکی نے ڈر کے مارے اور جان کی حفاظت کے لئے مجبوراً عدالت میں نکاح کرنے کا اقرار کیا۔ جبکہ لڑکی کے ماں وباپ و بہنوئی و سگی بہن موجود نہیں تھے۔ اور نہ ان کو کوئی خبر ہے۔ لڑکی، جس کے ساتھ زبردستی نکاح کردیا اس کو ہرگز پسند نہیں کرتی۔ از روئے شرع جواب عنایت فرمائیں کہ اتنا ظلم کرنے کے بعد زبردستی نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ فقط سائل محمد یٰسین، مہران شوگر ملز ٹنڈوالہ یار، ضلع حیدرآباد سندھ، مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۸۲ء

۷۸۶ الجواب: نکاح جبر واکراہ سے بھی ہو جاتا ہے یعنی دھمکی دے کر ایجاب وقبول کرلیا اور جس پر اکراہ وجبر کیا گیا وہ بالغ بھی ہے تو نکاح صحیح ہو جاتا ہے۔ مگر کسی کی لڑکی کو جبراً بلا نکاح لے جانا پھر بالجبر نکاح کرنا، ظلم پر ظلم اور مسلمان کو عار لاحق کرنا ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔ حدیث میں ہے (مسلمان کو حلال نہیں کہ اپنے بہن بھائی مسلمان کی لکڑی بغیر اس کی دلی اجازت کے لے لے۔) جب بے مرضی لکڑی لینی حرام ہے لڑکی لینی کس درجہ حرام واشد حرام ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں (جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی۔ اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔ گواہ وکیل ومعین جتنے لوگ اس واقعہ پر آگاہ ہوکر لڑکے والوں کا ساتھ دیں گے۔ ان کی اعانت کریں گے سب ان کی مثل ظلم وحرام اور استحقاق عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ قال اللہ تعالی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (مائدہ:2) گناہ وزیادتی میں کسی کی اعانت نہ کرو) اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔ (جو کسی ظالم کے ساتھ چلا، اس کی مدد کرنے۔ اور وہ جانتا ہے کہ یہ ظالم ہے وہ بیشک اسلام سے نکل گیا)۔ غرض ایسی ناپاک کاروائی کے ساتھ، کسی کی بیٹی کو جبراً اپنے نکاح میں لانا، یا کسی اور کے نکاح میں دے دینا، سخت شدید کبیرہ عظیمہ ملعونہ ہے جس کا مرتکب کہ اشد ظلم میں گرفتار ہے مستحق عذاب الیم نار ہے۔ اللہ

عزوجل فرماتا ہے اَلَا لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۸﴾ (ہود:18)۔(سن لو خدا کی لعنت ہے ظلم کرنے والوں پر۔) ہاں اگر وہ لڑکی ہنوز نابالغہ ہے تو اس کے نکاح کے لئے ولی ہونا شرط ہے۔ بغیر ولی ان کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ (عامۂ کتب) اور لڑکی کا چودہ سالہ ہونا، اس کے بالغہ ہونے کی سند نہیں۔ شرعاً لڑکا اور لڑکی دونوں پندرہ سال کامل کی عمر میں بالغ مان لئے جاتے ہیں اگرچہ اور علامتیں ان میں موجود نہ ہوں مثلاً عورت کو حیض آنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۱ شوال المکرم ۱۴۰۲ھ

صرف وعدہ کرنے سے نکاح نہیں ہوتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اور مفتی صاحبان کہ: دو فریقین نے ایک دوسرے سے وعدہ کرلیا کہ میں اپنی لڑکی کا رشتہ آپ کے لڑکے کے ساتھ کرتا ہوں اب اس وقت نکاح وغیرہ یا دعا نہیں پڑھائی گئی بلکہ صرف ایک پیالہ پانی کا رسم کے طور پلایا گیا اب لڑکی جواں ہے اور لڑکا چھوٹا ہے۔ لڑکی کے والدین دوسری جگہ نکاح کررہے ہیں کیا لڑکے کو طلاق کا حق ہے یا نہیں؟ اور لڑکی کی عدت وغیرہ ہوگی یا نہیں؟۔ برائے مہربانی تحریری جواب عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

فقط عرضدار محمد جمن پرانا پاور ہاؤس، ٹنڈو آغا حیدرآباد سندھ، ۱۷ ستمبر ۱۹۸۲ء

۷۸۶ الجواب: مجلس میں جب کہ نہ مابین فریقین، ایجاب وقبول ہوا۔ نہ حاضرین نے یہ جانا کہ نکاح ہورہا ہے تو یہ صرف ایک وعدہ نکاح ہوا اور وعدہ نکاح، نکاح نہیں۔ تو وہ لڑکی ہنوز ناکتخدا، بے نکاحی ہے۔ شریعت مطہرہ نے ہرگز یہ نہ فرمایا کہ منگنی اور زبان دینے سے ہی لڑکی عقد نکاح میں داخل ہوجاتی ہے۔ جس کے سبب اس کی تزویج غیر سے حرام ٹھہرے۔ ہاں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس نے وعدہ خلافی کا گناہ کمایا۔ اور یہ بھی اس وقت ہے کہ لڑکے کے اولیاء نے بلاوجہ اس رشتہ کو توڑا اور خلاف وعدہ کیا۔ اگر درحقیقت کوئی عذر مقبول ہے تو شریعت ہرگز اس پر لازم نہیں کرتی کہ اپنی زبان کی خاطر، ایک نامناسب قدم اٹھایا جائے۔ اور جب نکاح نہ ہوا تو نہ طلاق کی حاجت ہے نہ عدت کی ضرورت۔ (درمختار۔ فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۹ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

اگر جھوٹا قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں تو بات تسلیم کرلی جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ مذکورہ میں کہ: پاکستان بننے سے پیشتر انڈیا میں زید کی ایک مسلمان طوائف سے دوستی تھی (طوائف کا نام ارم ہے) کچھ دن بعد زید اور ارم کی شادی ہوگئی۔ ارم سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بکر ہے جو زید کا ہی ہے۔ بکر جس وقت پانچ چھ سال یا اس سے زیادہ کا تھا کہ زید اور ارم میں اختلافات ہوگئے جس کی وجہ سے زید نے ارم کو طلاق دے دی۔ اس کے چند سال بعد زید اپنے لڑکے بکر کو لے کر پاکستان آگیا اس وقت بکر بال بچے دار ہے۔ اب ارم بھی پاکستان آگئی ہے وہ زید سے دوبارہ نکاح کرنا چاہتی ہے بکر بھی یہ چاہتا ہے کہ اس کا باپ زید دوبارہ ارم

سے شادی کر لے۔ ارم کا ایک لڑکا اور بھی ہے وہ زید کے طلاق دینے کے چند سال بعد پیدا ہوا ہے۔ اس کے لئے، ارم حلفیہ بیان کرتی ہے کہ میں نے دوسرا نکاح کر لیا تھا جس سے لڑکا پیدا ہوا اور میرا دوسرا خاوند تقریباً پچیس سال ہو گئے انتقال کر گیا۔

ایسی صورت میں جبکہ ارم کے نکاح ثانی کا کوئی گواہ وغیرہ نہیں ہے نہ پاکستان میں نہ ہندوستان میں صرف ارم ہی ہے جو حلفیہ بیان کرتی ہے کہ میں نے نکاح ثانی کر لیا تھا جس سے میرا دوسرا لڑکا انڈیا میں موجود ہے کیا زید ارم کے حلفیہ بیان کو یقین کر کے ارم سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا، توجروا　　از حاجی دین محمد، گاڑی کھاتہ، حیدر آباد

۷۸۲ الجواب: اس صورت میں اس عورت سے دوبارہ نکاح کا دارومدار، خود اس پہلے شوہر پر ہے۔ اگر عورت کہتی ہے کہ میں نے عدت پوری ہونے کے بعد، دوسرے مرد سے نکاح کر لیا تھا۔ اس سے دو بچے ہوئے ہیں اور پھر اس کا انتقال ہو گیا اور عدت وفات بھی گزر چکی۔ اور پہلے شوہر کو طلاق دیئے اتنا عرصہ گزر چکا ہے کہ یہ سب باتیں ہو سکتی ہیں، تو عورت کو یہ مرد یعنی اس کا شوہر اول اپنے گمان میں سچا سمجھتا ہے اور بظاہر حالات سے، اسے جھوٹا قرار دینے کی کوئی معقول وجہ نہیں تو اس عورت سے نکاح کرنے کی اسے اجازت ہے۔ (ہدایہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۵ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

نابالغ کے باپ کا کیا ہوا نکاح، فسخ نہیں

سوال: لڑکی کے والد نے سات سال کی عمر میں لڑکی کا نکاح بکر سے کیا اور چودہ سال کی عمر میں اسی لڑکی کا نکاح زید سے کر دیا ہے۔ لڑکی نے عدالت میں اپنے والد کے ہمراہ جا کر کہا کہ میں اب بالغ ہوں اور اب مجھے میرا پہلا نکاح منظور نہیں ہے کورٹ نے لڑکی کو نکاح کرنے کا حکم دے دیا ہے۔

۱۔ کیا شریعت کی روشنی میں پہلا نکاح جائز تھا؟

۲۔ کیا شریعت کی روشنی میں دوسرا نکاح جائز ہے؟　　محمد حنیف، امانی شاہ کالونی یونٹ نمبر ۱۱، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۲ الجواب: پہلا نکاح جبکہ باپ نے کیا اور لڑکی نابالغہ تھی تو وہ نکاح قطعاً جائز و نافذ ہوا۔ اور ایسا جائز کہ لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد اس کو توڑنے کا اختیار نہیں اور نہ اس کا باپ، دادا تاوقتیکہ پہلا شوہر طلاق نہ دے یا اس کی موت واقع نہ ہو لے، اس کا کسی اور سے نکاح نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر اس حالت میں نکاح ثانی کرے تو شرعاً وہ ہرگز نافذ و درست نہ ہوگا۔ وہ پہلے ہی کی بیوی ہے اس کے نکاح میں ہے اور قرآن کا فیصلہ ہے وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (النساء: 24) شوہر والی عورتیں، دوسرے مردوں پر حرام ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۴ ذی قعد ۱۴۰۳ھ

بالغہ عورت کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کوئی نہیں کر سکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک گھر میں اس طرح ہے کہ ایک لڑکی بالغ ہے اور اس کی

والدہ اور ایک بڑا بھائی اور ایک چھوٹا بھائی زندہ ہیں۔ اس لڑکی کے والد کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس لڑکی کا نکاح اس کی والدہ ایک ایسے آدمی سے کرنا چاہتی ہے جو بوڑھا ہے تو کیا اس شخص سے اس کا نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اور بڑا بھائی اس رشتے کے خلاف ہے اور نہیں چاہتا کہ یہ رشتہ اس شخص کے ساتھ ہو۔ کیوں کہ وہ بوڑھا آدمی ہے اور لڑکی اور والدہ راضی ہیں۔ اور اگر اس طرح کیا جائے کہ لڑکی کا بھائی دوسری جگہ موزوں رشتہ دیکھ کر کرنا چاہے اور والدہ اور بہن کو کسی طرح زبردستی ڈرا دھمکا کر دے تو اس صورت میں نکاح ہوگا یا نہیں۔ کیوں کہ اس میں دو صورتیں ہیں۔

ایک یہ کہ وہ لڑکی ڈرانے یا مارنے سے خاموش ہو جائے گی یا انکار کر دیگی تو کیا زبردستی نکاح کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

دوسرا والدہ اس وقت انکار کرتی ہے تو نکاح ہو جائے یا نہیں؟

۷۸۶ الجواب: عورت جب کہ بالغہ عاقلہ ہو تو اس کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کوئی نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ اس کا باپ، دادا اور یہ نہ ہوں تو اس کے بھائی، چچا، تایا، اگر اس کے ماموں یا کسی اور نے اس کا نکاح، اس سے اجازت لئے بغیر کر دیا تو وہ نافذ نہ ہوگا بلکہ بالغہ کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ اگر جائز کر دے گی جائز ہو جائیگا، رد کر دے گی رد ہو جائیگا۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

طلاق لئے بغیر نکاح ثانی جائز نہیں پہلے طلاق لے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین۔ مندرجہ سوالات کے جوابات کے لئے قرآن وحدیث کی روشنی میں کہ

۱۔ ایک لڑکی مسماۃ خورشیدہ بنت محمد رمضان کا، جبکہ وہ چار سال کی تھی برضا والد اور لڑکے کے والد کی رضامندی سے نکاح کیا تھا جیسا کہ پانی پلا دیا جاتا ہے اور ایجاب وقبول لڑکے کی طرف سے لڑکے کے باپ، اور لڑکی کی طرف سے اس کا باپ کرتے ہیں۔ جوان ہونے کے بعد لڑکی کو خاوند کے گھر بھیج بھی دیا ہے لڑکی اپنے خاوند کے گھر ایک ماہ رہی ہے۔ ہم بستری بھی ہوئی ہے۔ پھر اپنے باپ کے گھر آتی ہے دوبارہ خاوند کئی بار لینے گیا تو انکار کر دیا۔ اور کچھ عرصے کے بعد کورٹ میں لڑکی حلفیہ بیان دے کر یکطرفہ اپنے کو آزاد تصور کر کے کہ اب میرا پہلا نکاح فسخ ہو گیا ہے۔ نکاح ثانی کر لیتی ہے۔ جبکہ شرعاً پہلے خاوند سے طلاق حاصل نہیں کی گئی۔ اور نہ خاوند نے خود طلاق دی۔ صرف کورٹ میں حلفیہ بیان دیئے اور نکاح ثانی کر لیا ہے کیا حلفیہ بیان دینے سے پہلا نکاح فسخ ہو جاتا ہے یا نہیں؟ کیا نکاح ثانی جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ اگر شرعاً نکاح ثانی ناجائز قرار پائے۔ تو اس صورت میں نکاح ثانی کی تقریب میں شامل حضرات کے نکاح برقرار رہتے ہیں یا کوئی نقص پیدا ہوا ہے۔ تحریر فرمائیں۔

۳۔ مندرجہ بالا صورت میں ہی ان حضرات سے جو نکاح ثانی میں شامل تھے۔ ہمیں ان سے میل جول رکھنا یا ان کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

بصد احترام عرض ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں مندرجہ بالا سوالات کے جوابات تحریر کر کے ہم مسلمانوں کو آگاہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔ فقط والسلام، محمد حنیف ولد علیم الدین

۷۸۷ الجواب: ا۔ نابالغ لڑکی اور نابالغ لڑکے کا نکاح جبکہ ان کے اولیاء نے کر دیا۔ مثلاً دونوں میں سے ایک کے باپ نے ایجاب اور دوسرے کے باپ نے قبول کیا اور یہ ایجاب وقبول گواہوں کی موجودگی میں انجام پایا بے شک وہ نکاح نافذ ہوگیا بلکہ لازم ہوگیا کہ لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد، اس نکاح کے توڑنے کا اختیار نہیں۔ (درمختار وغیرہ) لہٰذا صورت مسئولہ میں خورشید بیگم بنت محمد رمضان کا نکاح، ریاض ولد محمد حنیف کے ساتھ باقی ہے۔ اور جبتک ان میں سے کسی کی موت، یا پھر شوہر کی جانب سے طلاق متحقق نہ ہو، مسمات خورشید بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے۔ اور کسی مسلمان کو ہرگز بہ حالت موجودہ خورشید بیگم سے نکاح حلال نہیں۔ اگر کر بھی لیا تو اس نکاح بے معنی کے بعد بھی خورشید اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ بلکہ اگر ہم بستری ہوئی تو خالص زنا ہوگا اور یہ دونوں زانی وزانیہ رہیں گے۔ اور یہ جھوٹا نام نکاح کا کچھ مفید نہ ہوگا۔ قال اللہ تعالی وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (النساء:24) پس چارہ کار یہ نہیں کہ جھوٹا بیان دیکر، کورٹ سے نکاح ثانی کی اجازت لیکر، نکاح ثانی کر لیا جائے۔ بلکہ چارہ کار یہ ہے کہ اگر خورشید اپنے شوہر ریاض کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو اسے اختیار ہے کہ ریاض کو طلاق کے بدلے مال دیکر، خواہ بغیر مال دیئے اس سے طلاق حاصل کرے اور پھر عدت گزار کر کسی اور سے نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ شوہر سے طلاق حاصل کئے بغیر عورت سے نکاح ثانی، میں اسے حلال جان کر جتنے لوگ شریک ہوئے یا اس پر راضی رہے ہیں خود ان کے اپنے نکاحوں بلکہ اسلام کی خیر نہیں۔ ان پر فرض ہے کہ فوراً توبہ کریں اور اگر حرام جانا، حرام جان کر نکاح ثانی میں شرکت کی تو سخت گناہگار ہوئے۔ توبہ اب بھی فرض ہے۔ اس گناہ کا سب سے زیادہ وبال، خورشید کے باپ پر ہے کہ موجود رہا اور زبان نہ ہلائی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

برادری کو نکاح ثانی میں زبردستی کا اختیار نہیں

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب السلام علیکم

جناب عالی عرض ہے کہ: فدوی عبدالکریم ولد پریل خان، میری لڑکی نام امیر زادی، عمر ۱۴ سال، شادی اس کی محمد اسحاق کے ساتھ میری برادری والے کرنا چاہتے ہیں لڑکے کی عمر ۲۵ سال ہے۔ برادری والوں کو کہتا ہوں کہ میں اس کے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہتا ہوں کیوں کہ وہ میری لڑکی کا ہم عمر نہیں ہے۔ اس لئے میں اپنی لڑکی کی شادی اس سے نہیں کروں گا مگر برادری والے کہتے ہیں کہ ہم لڑکی کی شادی اس کے ساتھ ہی کروائیں گے میں کہتا ہوں کہ اگر شریعت میں جائز ہوگا تو میں کروں گا ورنہ نہیں؟ عبدالکریم ولد پریل، ائرپورٹ

۷۸۶ الجواب: لڑکی اگر بالغ ہے تو برادری والے، تو برادری والے، اس کے باپ دادا وغیرہ اس کے ولی بھی، زبردستی،

خود اس لڑکی کی اجازت کے بغیر اس کا ہرگز کہیں نکاح نہیں کر سکتے خواہ کنواری ہو یا بیاہی۔ کہ مثلاً شوہر کا انتقال ہو گیا یا اسے طلاق دے دی اور اگر وہ نابالغ ہے تو اس کے باپ کے ہوتے ہوئے کوئی بھی اس کا نکاح نہیں کر سکتا۔ آدمی کو اپنی عقل کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر نہیں چلنا چاہئے۔ بصیرت وفراست سے بھی کام لینا چاہئے۔ المختصر برادری والوں کو اس باب میں ہرگز ہرگز کسی زبردستی کا اختیار نہیں اور نہ ان کی زبردستی سے یہ نکاح ہو (درمختار عالمگیری وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

بالغ ایجاب وقبول خود کرے گا / مغرب کے وقت عشاء کی نماز

سوال: مکرمی ومحترمی جناب مفتی صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم

جناب عالی گذارش یہ ہے کہ

۱۔ نکاح کے اندر ایجاب وقبول باپ سے نہیں کیا جاتا کہ آپ لڑکی فلاں شخص کو بخش دیں گے یا نہیں؟ لڑکے سے پوچھا جاتا ہے کہ فلانے نام کی لڑکی فلانے کی بیٹی فلانے کی پوتی قبول ہے اور مہر کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا جاتا کہ کتنا مہر دیتے ہیں آپ شریعت محمدی کے مطابق اس مسئلہ کا جواب دیں کہ یہ نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں؟

۲۔ ایک نمازی عشاء کی نماز بغیر وقت کے مغرب کی نماز کے ساتھ پڑھ رہا ہے یہ نماز بھی ہو سکتی ہے یا نہیں۔ ہم حنفی اعتقاد والے ہیں۔　　الحاج محمد صابر، خادم مسجد محمدی کنڈ ہن بدین

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: ۱۔ اگر لڑکا عاقل بالغ ہے تو وہی ایجاب وقبول کرے گا ایسی حالت میں باپ کا ایجاب وقبول ناکافی ہوگا اور نہ ہی باپ سے ایجاب وقبول کرانے کی ضرورت۔ یہ حق شریعت نے عاقل بالغ کو دیا ہے۔ لہٰذا نکاح صحیح ہوگا، یوں ہی اگر نکاح میں مہر کا ذکر نہ ہو تو بھی نکاح میں کوئی خرابی نہیں ہوگی۔ نکاح صحیح و درست ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ سفر یا کسی بھی عذر یا بلا عذر کی وجہ سے دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنا حرام ہے۔ لہٰذا اگر عشاء کی نماز مغرب کے وقت پڑھ لی تو نماز ہوگی ہی نہیں اور فرض ذمہ پر باقی ہے گا۔ (عالمگیری۔ بہار شریعت) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　　۳۰/۳/۱۹۸۲ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حاملہ سے کب تک صحبت جائز ہے؟ / چار شادیوں کی اجازت کیوں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ جو عورت حمل سے ہو اس کے پاس خاوند کو جانے کی اجازت کب تک ہے؟

۲۔ اور مرد کو چار شادیوں کی اجازت کیوں دی گئی ہے؟

فقط والسلام حاجی عبدالمجید، پنجرہ پول حیدرآباد سندھ، ۳ فروری ۱۹۸۲ء

۷۸۶ الجواب: اپنی حاملہ عورت سے ہم بستری، ہمہ اوقات جائز ہے۔ شرعاً اس پر کوئی پابندی، نہ کسی کتاب میں نظر فقیر سے گزری، نہ علمائے کرام سے اس بارے میں کوئی ممانعت سنی۔ البتہ احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ ساتویں مہینہ سے احتراز کیا جائے۔ اطبا بھی یہی کہتے ہیں۔ پھر بھی اگر وطی کرے گا گناہگار نہ ہوگا کہ آخر وہ اس کی منکوحہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے فَانۡكِحُوۡا مَا طَابَ لَكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ (النساء:24) یعنی جو عورتیں تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کرلو۔ دو دو سے۔ خواہ تین تین سے۔ خواہ چار چار سے۔ (یعنی تم پر نکاح کے باب میں کوئی پابندی نہیں۔ ایک سے لے کر چار تک کی گنجائش ہے۔ یہ ہے حکم قرآنی، جس پر ہمارا ایمان ہے۔ رہی یہ بات کہ مرد کو چار عورتوں کے ساتھ نکاح کی اجازت کیوں دی گئی۔ تو اس کی حکمت اللہ رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ ہم اس کی عقلی تاویل یہی کر سکتے ہیں کہ مرد کے قویٰ اور اس کی جسمانی ساخت و ترکیب ہی اس نوعیت کی ہے کہ عموماً بکثرت عورتوں میں ایک بیوی، اس کی طبعی خواہش کی تشفی کے لئے کافی نہیں ہوتی۔ مرد عورت کی ہم بستری کا جہاں تک تعلق ہے مرد کا عمل چند منٹ میں ختم ہو جاتا ہے جب کہ عورت کے لئے قیام حمل کی صورت میں، مدت رضاعت کو ملا کر یہ سلسلہ دو دو ڈھائی ڈھائی سال تک پھیل جاتا ہے۔ پھر ہر مہینے ہفتہ عشرہ تک جوان عورت کا حیض میں مبتلا رہنا اس پر مستزاد، شریعت نے مرد کی اس فطرت کا محافظ بنا کر چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دی۔ اور مناسب حد بندیاں بھی کر دیں۔ ضرورت پیش آنے پر اگر مرد کو دو تین یا چار تک کی اجازت نہ ہو تو لڑکیاں جن کی پیدائش میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے کہاں جائیں گی؟ یا پھر وہی اندھیر برپا ہوگا جو آج کل یورپ و امریکہ میں کھلے بندوں ہو رہا ہے۔ یہ اسلام ہی ہے جس نے قیام قیامت تک کے لئے عورتوں کی صحیح کفالت کا بندوبست کر دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

زنا کے حمل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: زید نے ایک غیر محرم کے ساتھ بدکاری کی اور اس کے حمل ٹھہر گیا۔ اب زید اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ آیا زید کا نکاح ہو جائے گا یا نہیں؟ نیز اپنی عزت کو محفوظ رکھنے کے لئے وہ عورت جس نے زید سے بدکاری کی اور اسے حمل ٹھہر گیا وہ اپنا حمل گرانا چاہتی ہے اور زید بھی اسے اس بات پر مجبور کر رہا ہے کہ وہ حمل گرا دے آیا شریعت کا کیا حکم ہے؟ اگر وہ عورت اپنا حمل گرا لے تو زید کے نکاح میں تو کوئی فرق نہیں آئے گا؟ شرعی مسئلے سے آگاہ کریں نوازش ہوگی۔ فقط والسلام، محمد صدیق ولد محمد بشیر، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب ھوالموفق للصواب: زنا کا حمل (جس میں بچہ شرعاً مجہول النسب ٹھہرتا ہے) ہو تو عورت زانی اور غیر زانی جس سے چاہے بے وضع حمل نکاح کر سکتی ہے کہ زنا کے پانی میں شرعاً حرمت و عزت بالکل نہیں، مگر فرق اتنا ہے کہ اگر خود زانی ہی سے نکاح کر لیا، جس کا حمل رہا تھا تو اسے صحبت کرنی بھی جائز ہو جائے گی اور اگر غیر سے نکاح ہوا تو جب تک وضع حمل نہ ہولے وہ ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ درمختار میں ہے صح نکاح حبلی من زنا ...... ولو نکحها الزانی حل له وطؤها

(ملخصا) لہٰذا صورت مسئولہ عنہا میں زید اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے نکاح صحیح ہوگا اور صحبت بھی جائز ہوگی، لیکن بدنامی سے بچنے کے لئے بہانہ بنا کر نہ تو اس عورت کو حمل گروانا جائز، اور نہ مرد اسے مجبور کر سکتا ہے، اگر ایسا کیا گیا تو سخت ترین گناہ اور قتلِ انسان کے برابر ہوگا، قال اللہ تعالی وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝ (بنی اسرائیل:31) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۵/۴/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

اگر زوجین ایک ساتھ اسلام لائے تو سابقہ نکاح کافی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زوجین ایک ساتھ اسلام لائے ہیں اب اسلام میں داخل ہونے کے بعد ان کو دوبارہ نکاح کی ضرورت ہے یا نہیں؟ السائل نذیر احمد، لطیف آباد نمبر ۹، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں کچھ عورتیں اسلام لائیں اور ان کے شوہر کافر تھے۔ پھر جب شوہر بھی مسلمان ہوگئے تو اسی پہلے نکاح کے ساتھ یہ عورتیں ان کو واپس کر دیں گئیں۔ یعنی جدید نکاح نہ کیا گیا۔ (زہری مرسلا) علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جس قسم کا نکاح مسلمانوں میں جائز ہے اگر اس طرح کا نکاح کافر کریں تو ان کا نکاح بھی صحیح ہے مگر شرط یہ ہے کہ کفار ایسے نکاح کے جائز ہونے کے معتقد ہوں۔ پھر ایسے نکاح کے بعد اگر دونوں مسلمان ہوگئے تو اسی نکاح سابق پر باقی رکھے جائیں گے۔ جدید نکاح کی حاجت نہیں (درمختار وغیرہ) لیکن از اں جا کہ لوگ اپنی ناواقفی کے باعث، طعن وتشنیع کریں گے، ایجاب وقبول کرالیا جائے تو ایسے ناواقفوں سے نجات مل جائے گی۔ مگر ضروری اب بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

نابالغ کا نکاح اور قاضی کا لڑکی کو دیکھے بغیر نکاح پڑھا دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ۱۲ سال کی لڑکی کا نکاح بیس یا بائیس سالہ لڑکے سے ہو جاتا ہے یا نہیں۔ لڑکی کے وکیل اور ولی کے کہنے پر یقین کرتے ہوئے قاضی نکاح خواں کے، بغیر لڑکی دیکھے اور بغیر لڑکی کے پوچھے نکاح کر دیا۔ نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ لڑکی نابالغہ ہے اور بارہ سال کی ہے جب کہ ولی اور وکیل نے اس کو بڑی عمر کا بتایا یعنی اگر لڑکی نابالغہ اور لڑکا بالغ اور مندرجہ بالا عمر کا ہو تو نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں؟ لڑکی کے وکیل اور ولی کا کہنا ہے کہ لڑکا ہمارا بھانجہ ہے ہم [illegible] رشتہ رد کرنے کے لئے نکاح کر رہے ہیں اور لڑکا لڑکی بھی راضی ہیں۔

فقط والسلام سائل پیر بخش، شیدی پاڑہ ٹنڈو الہیار، ۳۰/۵/ ۱۹۸۱ء

۷۸۶ الجواب: ضروری نہیں کہ ۱۲ سال عمر کی لڑکی نابالغ ہو۔ وہ بالغ بھی ہو سکتی ہے اور اس کا بالغ ہونا صرف اسی سے معلوم ہو سکتا ہے۔ حیض کا جاری ہونا یہ علامات بلوغت سے ہے۔ لہٰذا اگر وہ بالغ ہے اور اس نکاح پر راضی تب تو نکاح کے

انعقاد میں کوئی شبہہ نہیں اور اگر لڑکی واقعتاً نابالغہ ہے اور اس کا نکاح، اس کے ولی نے کہ اس وقت شرعاً وہی ولی ہو مثلاً باپ، یا اس کی غیر موجودگی میں دادا۔ اور ان میں کوئی نہ ہو تو بھائی چچا وغیرہ نے پڑھایا یعنی ان کے حکم سے پڑھایا گیا اور ولی نے نابالغ لڑکی کی طرف سے ایجاب وقبول کیا۔ جب بھی نکاح منعقد ہو گیا۔ اگرچہ لڑکی نہایت کم عمر ہو اور لڑکا بڑی عمر کا۔ اور نکاح خواں کو کہ عموماً غیر ہوتا ہے لڑکی کو دیکھنے یا اس سے پوچھنے کی نوبت آتی ہی کہاں ہے اور آئے بھی تو یہ دیکھ کر کیا کرلے گا اگر لڑکی نابالغہ ہو تو پھر اس کا نکاح ولی کی اجازت پر موقوف ہے۔ غرض یہ کہ نابالغہ کا ایجاب وقبول، اس کا والد کرے تو نکاح یقیناً منعقد ہو جاتا ہے۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۵ شوال ۱۴۰۱ھ

بالغ ہونے پر خیار فسخ کا استعمال

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: میں حسن بانو بنت عبدالستار قوم رنگریز، ساکن حال سرے گھاٹ، موچی پاڑہ حیدر آباد عمر ۲۱ سال، حلفیہ بیان دیتی ہوں کہ جب میں آٹھ سال کی تھی تو میرے تایا حاجی شفیع محمد نے میرا نکاح تیرہ سال قبل اکتوبر میں حسن محمد ولد پیر محمد قوم رنگریز کے ساتھ کر دیا تھا۔ اس وقت میں نابالغ بچی تھی اور کسی طرح کا ہوش وحواس مجھے نہ تھا اور نہ ہی مجھے اس کا علم تھا۔ نکاح پڑھاتے وقت نہ تو میرے والد سے معلوم کیا تھا اور نہ میری والدہ سے معلوم کیا۔ تین چار سال پہلے جب کہ وہ لوگ رخصتی کے لئے آئے تو میرے باپ نے کہا کیسی رخصتی؟ نکاح ہو گا تو رخصتی بھی ہو جائے گی ابھی اس کا نکاح ہی کہاں ہوا ہے؟ اور جب مجھے معلوم ہوا تو میں نے اسی وقت یہ کہہ دیا کہ میرا نکاح کسی سے نہیں ہوا اور نہ یہ نکاح مجھے منظور ہے۔ اس وقت سے برابر جھگڑے چل رہے ہیں۔ اس وقت میں ۲۱ سال کی عمر میں ہوں اور اپنے نفع نقصان، اچھے برے کو خوب سمجھتی ہوں اور مجھے میرے نفس کا پورا اختیار ہے۔ اس لئے میں حسن محمد ولد پیر محمد سے قطع تعلق کرتی ہوں۔ یہ نکاح نہ مجھے پہلے منظور تھا نہ اب منظور ہے۔ میں آج تک نہ حسن کے گھر گئی ہوں اور نہ جانا چاہتی ہوں۔ اس سلسلہ میں مجھ پر نہ میرے والدین کا کوئی دباؤ ہے اور نہ کسی دوسرے کا۔ یہ فیصلہ میں نے پہلے بھی خود کیا تھا اور اب بھی کیا ہے۔ ان حالات کے پیش نظر شرعی فیصلہ سے آگاہ کیا جائے۔　　حسن بانو بنت عبدالستار، موچی پاڑہ سرے گھاٹ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں مسمات حسن بانو کے تایا حاجی شفیع محمد نے جو حلفیہ بیان دیا ہے وہ مسمات مذکورہ کے نکاح کے ثبوت کے لئے کافی نہیں اور بالفرض تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وہ نکاح منعقد ہو چکا تھا تب بھی مفید مطلب نہیں۔ حاجی شفیع محمد، دور کے ولی ہیں اور عبدالستار، ولی اقرب کہ مسمات کے باپ ہیں اور باپ کے ہوتے ہوئے چچا تایا کوئی چیز نہیں تاہم تایا شفیع محمد نے یہ نکاح کر ہی دیا تھا تو مسمات مذکورہ کے نابالغی کے دوران، یہ نکاح اس کے باپ عبدالستار کی اجازت پر موقوف تھا۔ وہ جائز منظور کر لیتے تو جائز ہو جاتا۔ رد کر دیتے تو رد ہو جاتا۔ لیکن یہ معاملہ کبھی زیر بحث نہیں آیا اور نہ لڑکی اور نہ اس کے باپ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ اس کا نکاح کر دیا گیا ہے تا آنکہ وہ بالغ ہو گئی۔ اب وہ اختیار جو بحالت نابالغی، اس کے

باپ کو حاصل تھا خود لڑکی کی طرف منتقل ہو گیا اور نکاح و وداع کی خبر سن کر جب اس نے نکاح کو نامنظور اور رد کیا تو وہ رد ہو گیا اور وہ نکاح اگر کر بھی لیا گیا تھا تو معدوم ہو گیا۔ اب ہرگز نافذ نہ ہو گا۔ درمختار میں ہے لو زوج الا بعد حال قیام الا قرب تو قف علی اجازته اور حدیث شریف میں ہے کہ ایک جوان لڑکی رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ اس کے باپ نے نکاح کر دیا اور وہ اس نکاح کو ناپسند کرتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے اختیار دیا یعنی چاہے تو اس نکاح کو جائز کر دے یا رد کر دے (ابوداؤد) تو جوان لڑکی اپنے باپ کے کیے ہوئے نکاح کو جو اس کی اجازت کے بغیر کیا گیا رد کر سکتی ہے تو چچا یا تایا وغیرہ کیا چیز ہیں۔ بہرحال لڑکی آزاد و خود مختار اپنے کفو میں جہاں چاہے اپنی مرضی سے نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

ٹیلی فون پر نکاح

سوال: قبلہ مفتی صاحب، دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم

بعد گزارش یہ ہے کہ: فتویٰ درکار ہے میرے چھوٹے بھائی آج کل دبئی میں رہ رہے ہیں ان کا ایک لڑکا ہے جس کا نکاح انہوں نے فون پر دبئی سے لاہور میں پڑھوایا مگر ابھی ودائیگی نہیں ہوئی ہے تو کیا ٹیلی فون پر نکاح ہو جاتا ہے اور دین اسلام کی رو سے جائز ہے؟ برائے مہربانی فتویٰ عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ جہاں تک میرا خیال ہے نکاح نہیں ہوتا۔ پھر بھی یہ دینی مسئلہ ہے اس لئے فتویٰ ضروری ہے۔ عین نوازش

شیخ مولانا انیس، منظور مارکیٹ 7/D لطیف آباد حیدرآباد، ۲۸/۷/ ۸۰/ ۱۹ء

۷۸۶ **الجواب:** نکاح مسلم کے لئے منجملہ شرائط کے ایک شرط یہ ہے کہ ایجاب و قبول کے وقت دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں آزاد عاقل بالغ مسلمان موجود ہوں اور سب نے ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سنے ہوں اور یہ سمجھے ہوں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے۔ درمختار میں ہے ینعقد بایجاب و قبول و شرط حضور شاهدین حرین او حرو حرتین مکلفین سامعین قولهما معاعلی الاصح فاهمین انه نکاح۔ اور ظاہر ہے کہ ٹیلیفون سے نکاح میں یہ شرط نہیں پائی جاتی تو نکاح کس طرح منعقد ہو گا۔ ہاں اگر ناکح ٹیلیفون پر کسی کو اپنا وکیل نامزد کر دے اور وہ اس کی جانب سے ایجاب و قبول کرے اور گواہ بھی موجود ہوں اور وہ یہ کلام سن کر یہ سمجھیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے تو بیشک نکاح ہو جائے گا کہ اس صورت میں ٹیلیفون کو ایجاب و قبول میں کوئی تعلق نہ رہا۔ بلکہ تمام دارومدار وکیل پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ، ۳۰/۷/ ۸۰/ ۱۹ء

نکاح فارم پر دستخط کر دینا بھی اذن ہے

سوال: بشرف ملاحظہ حضرت مولانا محترم مفتی خلیل خان صاحب قادری برکاتی دامت برکاتہم العالیہ، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میں نے اپنی ایک عزیزہ کی شادی میں شرکت کی۔ بارات آ گئی

مجلس نکاح منعقد ہوئی۔ مولانا صاحب کو نکاح پڑھانے کے لئے بلایا گیا چنانچہ مولوی صاحب تشریف لے آئے۔ مولوی صاحب نے نکاح فارم پُر کیا اور پھر ایک شخص کو جو کہ لڑکی کا قریبی عزیز تھا فارم دے کر اسے ہدایت کے ساتھ اندر بھیجا کہ اس پر لڑکی کا انگوٹھا لگوا کر لے آئے چنانچہ فارم پر لڑکی کا انگوٹھا لگوا کر مولوی صاحب کے حوالے کیا گیا مولوی صاحب نے لڑکی کے والد صاحب کی اجازت سے ان کی موجوگی میں نکاح پڑھایا اور لڑکے سے ایجاب وقبول کرالیا مہر 50 / 32 , 12 مقرر تھا۔ اس کے فوری بعد لوگوں نے اعتراض کیا کہ دو گواہوں اور ایک وکیل کو اندر لڑکی کے پاس جانا چاہئے تھا اور اس سے زبانی مروجہ طریقہ پر اذن لینا چاہئے لیکن مولوی صاحب نے بتایا کہ نکاح کے فارم پر لڑکی کے دستخط اذن ہیں اور لڑکی کے والد صاحب کی اجازت سے نکاح پڑھایا گیا ہے لہٰذا شرعاً نکاح ہوگیا لیکن لوگ اصرار کر رہے تھے کہ گواہان اور وکیل اندر جائیں اور لڑکی سے ایجاب وقبول کرائیں۔ لوگوں کے اصرار پر دو گواہ اور وکیل اندر گئے اور لڑکی سے ایجاب وقبول کرایا۔ لڑکی نے قبول کیا اور اذن دیا۔ اطلاعاً عرض ہے کہ لڑکی بالغہ ہے۔ لڑکی کی شادی اس کے اپنے قبیلہ میں ہوئی ہے اور لڑکی کو تاریخ منگنی سے یہ علم ہے کہ اس کی شادی فلاں بن فلاں سے ہوگی اور لڑکی کنواری تھی۔ براہ کرم ارشاد فرمائیں کہ شرعاً نکاح ہوگیا یا نہیں؟

آپ کا خادم محمد انور بیگ، مکان نمبر ۹ ۴۹ وارڈ، محلہ سرفراز کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: عورت بالغہ عاقلہ کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کوئی نہیں کر سکتا نہ اس کا باپ نہ بادشاہ اسلام۔ (عالمگیری، درمختار) اور عرف عام میں وکیل اس شخص کو کہا جاتا ہے جو عورت سے اذن لینے جاتا ہے اور عموماً اجنبی یا ولی بعید ہوتا ہے۔ اور ولی بعید یا اجنبی نے نکاح کا اذن طلب کیا تو عورت کی خاموشی اذن نہیں بلکہ ضروری ہے کہ صراحۃً اذن کے الفاظ کہے یا کوئی ایسا فعل کرے جو قول کے حکم میں ہو۔ (درمختار) لہٰذا نکاح کا فارم عورت نے پڑھا اس کے مندرجات پر مطلع ہوئی یا اسے پڑھ کر سنایا گیا اور اس کے مضمون سے واقف ہو کر اس نے دستخط کئے تو یہ بیشک اجازت ہوگئی۔ لیکن ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت دیکھنے میں نہیں آتی۔ لہٰذا ضروری ہے کہ عورت صراحۃً اجازت نکاح دے۔ البتہ اس اجازت کے وقت گواہوں کا ہونا شرط نہیں۔ گواہوں کی ضرورت بوقت انکار زن، وکالت ثابت کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ مسلمانوں میں جو طریقہ مروّج ہے اور شرعاً معتبر، اس میں خواہ مخواہ اختلاف رونما کرنا، ہیجان کا باعث ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

مرد اور اس کے بیٹے سے عورت اور اس کی بیٹی کا نکاح

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خان صاحب، دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم

گزارش عرض یہ ہے کہ: ایک شخص کی بیوی دیگر بچوں کے ساتھ ایک جوان لڑکی چھوڑ کر انتقال کر گئی اس شخص کو اس لڑکی کے لئے اور خود اپنے لئے بھی رشتے کی تلاش ہے۔ دوسری طرف ایک عورت کے ہاں ایک لڑکا اور ایک لڑکی بالغ ہے۔ اسے ان بچوں کے رشتوں کی تلاش ہے۔ ایسی صورت میں اگر یہ عورت اپنی لڑکی کا نکاح اس شخص سے کر دے اور اس شخص کی لڑکی سے

اپنے لڑکے کا نکاح کرا دے تو یہ رشتے جائز ہیں یا نہیں؟

عبداللطیف، مکان نمبر 241/3، رشی گھاٹ، حیدرآباد، ۲۶ / ۱۱ / ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب: یہ دونوں نکاح حلال ہیں۔ جبکہ اور کوئی مانع موجود نہ ہوں۔ قال اللہ تعالی وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ (النساء:24) حرام عورتوں کو شمار فرما کر ارشاد ہوا۔ ان کے سوا سب عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں۔ اور حرام عورتوں میں مذکورہ بالا عورتوں کو نہ شمار فرمایا نہ شرع میں اس کی تحریم آئی تو ضرور وہ عورتیں حلال ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

اگر منگنی کے بعد بغیر نکاح کے صحبت کر لی تو کیا سزا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: زید و ہندہ کی آپس میں منگنی ہوگئی تھی۔ اس کے بعد زید نے ہندہ سے وطی کی جس سے ہندہ حاملہ ہوگئی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہندہ کے لئے شرعاً کیا سزا ہے؟ اور یہ کہ وہ دونوں، اب بھی عقد شرعی کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا، توجروا فقط سائل حافظ رفیق احمد، فتح چوک بہاری کیمپ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: محض لڑکی اور لڑکے کے مابین منگنی ہو جانا، انہیں ایک دوسرے کے لئے حلال نہیں کر سکتا۔ دونوں ایک دوسرے پر حرام ہیں حرام ہی رہیں گے تاوقتیکہ نکاح عمل میں نہ آ جائے اور دونوں رشتہ زوجیت میں منسلک نہ ہو جائیں۔ شرعی سزا ملک میں جب نافذ ہوگی، اس وقت دریافت کر لینا البتہ عافیت اس میں ہے کہ ان دونوں کا باہمی نکاح کر دیا جائے اور یہ نکاح جائز ہوگا اور جس سے نکاح ہو رہا ہے چونکہ اسی کا حمل ہے تو وطی بھی جائز ہے۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ

صرف کورٹ کے فیصلے سے طلاق نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: ایک عورت نے اپنے خاوند کے ظلم سے تنگ آ کر اپنی طلاق حاصل کرنے کے لئے کورٹ سے رجوع کیا۔ کورٹ نے حریف کو بار بار تقریباً 5 مرتبہ نوٹس کے ذریعے اور اخبارات کے ذریعے طلب کیا کہ بیوی کے الزامات کا جواب دے لیکن وہ نوٹس وصول کرنے کے باوجود تقریباً چھ مہینے تک حاضر نہیں ہوا۔ سول کورٹ نے یکطرفہ فیصلہ کرتے ہوئے مذکورہ عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا حق دے دیا۔ اور اس فیصلے سے (مرد) کو آگاہ کر دیا اور اس فیصلے کو تقریباً دو سال ہو گئے ہیں۔ لیکن وہ شخص ابھی تک حاضر نہیں ہوا۔ لہٰذا اس عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا شرعی حق حاصل ہے یا نہیں؟ جبکہ اس کا کوئی وارث بھی نہیں ان کو کس طرح سے زندگی بسر کرنی ہے؟

فقط عرض دار معین الدین، ۲۷ مارچ ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب: عورت ایسی حالت میں ہرگز نکاح ثانی نہیں کر سکتی کہ وہ المحصنت یعنی شوہر والی عورتوں میں داخل ہے اور شوہر والی عورت مرد پر حرام۔ چارۂ کار یہی ہے کہ عورت اس مرد سے طلاق حاصل کرے جیسے بھی ممکن ہو اور جب تک نہ ہو

جائز محنت مثلاً کسی شریف گھرانے میں ملازمت حاصل کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ

نابالغ پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکی کی شادی نابالغی کے زمانے میں جس وقت تقریباً لڑکی مذکورہ کی عمر ۵ سال کی تھی اس کے والد نے بحیثیت ولی وسرپرست اس طرح کردی کہ محض نکاح اپنے بھتیجے سے کردیا۔ جس بھتیجے سے یہ نکاح ہوا وہ بھی بوقت نکاح نابالغ تھا۔ اور اس کے والد نے دولہا کے سرپرست اور ولی کی حیثیت سے ایجاب وقبول کی تکمیل میں حصہ لیا۔ اس لڑکی کی رخصتی اب تک نہیں ہوئی اور اب وہ بالغ ہے اس وقت لڑکی کی عمر ۲۴ سال ہے۔ اور لڑکا بھی بالغ ہے اور ۲۵ سال اس کی بھی عمر ہوگی۔ لڑکی نے سن بلوغت پر پہنچتے ہی کافی مدت سے اس نکاح کو تسلیم کرنے سے صاف انکار کیا ہے اور اب بھی انکار کرتی ہے۔ لڑکا تپ دق کا مریض ہے۔ اور بیکار ہے۔ بوجہ بیماری کمانے کے لائق بھی نہیں ہے۔ ایسی صورت میں کیا یہ نکاح، نکاح سمجھا جائے گا۔ یا لڑکی کے بروقت سن بلوغت پر انکار ہونے سے فسخ ہوجائے گا؟

دوسرے نمبر پر دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر نکاح قائم رہا تو طلاق کے لئے رجوع عدالتی طور پر کرنا مناسب ہوگا یا نہیں؟ جواب باصواب عطا فرمائیں۔ خداوند کریم اس کی جزا عطا فرمائے

فقط والسلام سائل، مشتاق احمد ولد حاجی محمد یوسف، مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب: نابالغ لڑکے اور لڑکی کے نکاح پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے یعنی اگرچہ یہ لوگ نہ چاہیں ولی نے جب نکاح کردیا، ہوگیا۔ پھر اگر باپ دادا نے یہ نکاح کردیا تو یہ نکاح لازم ہوجائے گا کہ ان کو بالغ ہونے کے بعد اس نکاح کے توڑنے کا اختیار نہیں۔ (درمختار وغیرہ) چارۂ کار صرف یہ ہے کہ لڑکی اپنے شوہر سے جیسے بن پڑے طلاق حاصل کرے اور پھر جس مسلمان سے چاہے نکاح کرے۔ عدت کی یہاں حاجت نہیں کہ رخصتی عمل میں نہیں آئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

نابالغ جب ایجاب وقبول کرنے پر قادر نہ ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک لڑکی جو کہ نابالغ ہے یعنی بہت کم عمر ہے اس کا نکاح ایک نابالغ لڑکے کے ساتھ ہوگیا ہے۔ کیا دونوں کا نکاح از روئے شریعت کے جائز ہے یا کہ ناجائز؟ جب کہ لڑکا اور لڑکی خود ایجاب وقبول کے الفاظ ادا نہ کرسکتے ہوں تو نکاح کی کیا صورت ہوگی؟ برائے مہربانی فرما کر اس مسئلہ کا جواب عنایت فرمائیں۔ فقط والسلام السائل: حافظ احمد نواز، ۸/۱۵/ ۱۹۸۱ء

۷۸۶ الجواب: نابالغ لڑکی یا لڑکا، جب ایجاب وقبول کے الفاظ ادا کرنے پر قادر نہیں تو ان کے ولی ان کی جانب سے

ایجاب وقبول کریں مثلاً لڑکی کا ولی، کہے کہ میں نے اپنی فُلاں لڑکی، تمہارے بیٹے فلاں کے نکاح میں دی، اور لڑکے کا باپ کہے میں نے تمہاری فلاں لڑکی اپنے فلاں لڑکے کے نکاح میں قبول کی۔ جب یہ نکاح نابالغ کا ولی کردے گا نکاح ہو جائے گا۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ شوال ۱۴۰۱ھ

حقیقی چچی اگر بیوہ ہو تو اس سے نکاح جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے درمیان میں کہ: زید اپنی حقیقی چچی سے جو کہ بیوہ ہیں نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ بیوہ چچی کی اولاد بھی موجود ہے۔ جواب عنایت فرمائیں۔

فقط والسلام۔ سائل محمد شفیع، اسٹیشن روڈ حبیب ہوٹل حیدرآباد، ۱۶ اپریل ۱۹۷۹ء

۷۸۶ **الجواب:** چچی اگرچہ حقیقی ہو اس سے نکاح کرنا ممنوع نہیں جبکہ رضاعت وغیرہ کوئی اور مانع شرعی نہ ہو۔ قال اللہ تعالی وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ (النساء:24) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

اگر باپ وغیرہ کا نام لینے میں غلطی ہوئی ہو تو نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

۱۔ ایک شخص نے نکاح پڑھایا اور وکیل جب دلہن سے اجازت لے کر واپس آیا تو نکاح خواں نے لڑکے کو ایجاب وقبول کراتے وقت لڑکی کا نام تو صحیح لیا مگر باپ کی جگہ چچا کا نام لے لیا یعنی ولدیت تبدیل ہوگئی اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں؟

۲۔ لڑکے کو ایجاب وقبول کراتے وقت گواہوں کے سامنے یہ وکیل کو کہنا ضروری ہے کہ تم نے فلاں بنت فلاں کا نکاح فلاں بن فلاں سے کرنے کی اجازت دی اور گواہوں سے پوچھا کہ تم نے وکیل کے کلمات سنے، اس پوچھنے کے بغیر اگر نکاح خواں نے عقد کرایا تو نکاح ہوگیا یا نہیں؟ کیا یہ بار بار پوچھنا واجب مستحبات میں سے تو نہیں ہے؟ برائے کرم اس دینی جھگڑے کو ختم کرانے کے لئے از روئے شرع جواب دیں شکریہ

نوٹ۔ بعض دیہاتوں میں رواج ہے کہ نکاح کے بعد بھی گواہوں سے پوچھا جاتا ہے کہ تم نے نکاح ہوتے ہوئے سنا اور دیکھا؟

فقط والسلام السائل نور محمد، ٹنڈو الہیار، ۱۲ اپریل ۱۹۷۷ء

۷۸۶ **الجواب:** ایجاب وقبول میں یہ امر ضروری ہے کہ منکوحہ گواہوں کو معلوم ہو جائے یعنی یہ کہ فلاں عورت سے نکاح ہو رہا ہے۔ اب اگر وہ مجلس عقد میں موجود ہے اور اس کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میں نے اس کو تیرے نکاح میں دیا اور اب باپ دادا کے نام میں غلطی ہوگئی تو کچھ حرج نہیں۔ نکاح صحیح ہوگیا اور لڑکی اگر وہاں موجود نہیں اور صرف اس کے نام لینے سے گواہوں کو اور شوہر کو معلوم ہو جائے کہ فلانی عورت سے نکاح ہو رہا ہے تو باپ دادا کے نام لینے کی ضرورت نہیں۔ پھر بھی احتیاط اس میں ہے کہ ان کے نام بھی لیے جائیں اور اس کی بالکل حاجت نہیں کہ اسے پہچانتے ہوں بلکہ یہ جاننا کافی ہے کہ

فلاں بن فلاں کی بیٹی یا فلاں کی پوتی ہے۔ اور اس صورت میں اگر اس کے یا اس کے باپ دادا کے نام میں غلطی ہوئی تو نکاح نہ ہوا۔ درمختار میں ہے غلط وکیلها بالنکاح فی اسم ابیها بغیر حضور ها لم یصح۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ یہ محض دیہاتوں کی رسم ہے حکم شرعی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ربیع الآخر ۱۳۹۷ھ

ایجاب وقبول اگر گواہان نے سن لئے تو نکاح ہو گیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل میں کہ: زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر کے ساتھ کر دیا سات ہزار مہر کے ساتھ جبکہ زید کی لڑکی بالغ ہوگئی تو دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کرانا چاہتا ہے۔ کیا یہ جائز ہے؟ جبکہ نکاح اول کے گواہ موجود ہیں اور نکاح خواں بھی موجود ہے اور اس کا بیان بھی موجود ہے جو کہ سائل کے پاس ہے۔ برائے مہربانی فرما کر جواب قرآن وحدیث سے ثابت فرمائیں۔ بینوا، توجروا نبی بخش، شاہ بخاری سوئی گیس کمپنی حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: نکاح کے لئے فقط مرد وعورت کا ایجاب وقبول چاہئے۔ بلاواسطہ خواہ بالواسطہ۔ اور دو مرد یا ایک مرد، دو عورتوں کا اس جلسہ میں ان کا ایجاب وقبول کو سننا اور سمجھنا کہ یہ نکاح ہو رہا ہے بس اسی قدر درکار ہے۔ (درمختار وغیرہ) تو صورت مسئولہ میں جب کہ گواہ بھی موجود ہیں بلکہ نکاح خواں اور اس کا تحریری بیان بھی موجود ہے تو نکاح ان دونوں کے مابین یقیناً ثابت ہوگیا اور زید کی لڑکی یقیناً بکر کی منکوحہ ہے اور جب تک شوہر کی جانب سے طلاق متحقق نہ ہو وہ اس کی منکوحہ رہے گی۔ اور اس عورت کا نکاح اس کی طلاق یا شوہر کی موت کے بغیر ہرگز ہرگز کسی سے جائز نہ ہوگا۔ اگر کر بھی لیا تو اس نکاح بے معنی کے بعد بھی وہ ایک دوسرے پر حرام رہیں گے اور یہ جھوٹا نام نکاح کا، اس حرام کو حلال، اور ناجائز کو جائز نہ کر دے گا۔ قال اللہ تعالی وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اس حکم قرآنی کے بعد جتنے لوگ اس میں شریک ہوں گے یا دیدہ دانستہ اس میں معاون ومددگار یا کم ازکم اس پر راضی ہوں گے سب گناہگار ہوں گے اور عذاب شدید میں گرفتار۔ بلکہ حلال جان کر یہ فعل قبیح کریں گے تو خود ان کے اپنے نکاحوں کی خیر نہیں۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس نکاح سے لڑکی کے والدین کو روکیں اور اسے اس کے شوہر کے حوالے کریں جس کی یہ پہلے سے منکوحہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ جیسے اس کا کوئی گناہ ہی نہیں

سوال: جناب عالی مفتی صاحب السلام علیکم

بعد سلام عرض گذارش یہ ہے کہ: ایک عورت طلاق شدہ گناہ سے توبہ کر کے نکاح کرنا چاہتی ہے کسی شریف آدمی سے اس کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ امام علی ولد ظہور احمد، بکرا منڈی حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مولائے کریم غفور ورحیم ہے اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ جب بندۂ گناہگار مرد خواہ عورت اپنے

گناہ سے شرعی طور پر توبہ کرے اور ایسے آثار پائے جائیں کہ وہ اب اس گناہ میں ملوث نہیں تو عند الشرع، اب اس پر کوئی الزام نہیں۔ کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ یہاں تک کہ طوائف اگرچہ سچے دل سے توبہ کرلے تو اس کے ساتھ مسلمان کو نکاح کرنا جائز و حلال ہے۔ بلکہ زن فاحشہ اگرچہ تائب نہ ہوئی ہو اس سے نکاح میں کوئی ممانعت نہیں۔ ہاں اگر اپنے افعال خبیثہ پر قائم رہے اور یہ اپنے امکان بھر روک تھام نہ کرے تو دیوث ہے اور سخت گناہ کبیرہ کا مرتکب۔ مگر یہ حکم اس کی بے غیرتی پر ہے نفس نکاح پر اس سے اثر نہیں پڑتا۔ اللہ تعالیٰ نے حرام عورتوں کو گنا کر فرمایا وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّاوَرَآءَ ذٰلِكُمْ (النساء:24) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۴ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب المھر

مہر۔جہیز۔عدت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلے میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو تحریری طلاق دی اور زر مہر عدت و جہیز دینے کے لئے، طلاق کی تحریر میں دوسرے شخص سے ناجائز تعلقات قائم کرنے، اور عدم موجودگی میں گھر چھوڑ کر چلے جانے کا الزام لگا کر عدت اور مہر دینے سے انکاری ہو گیا اس لئے عرض ہے کہ مطلقہ ہونے یا نہ ہونے کی صورت میں مہر جہیز اور عدت کی مستحق ہے یا نہیں؟ کیا شوہر کو از روئے شرع محمدی یہ حق پہنچتا ہے کہ طلاق تو دے دی لیکن مہر و جہیز نہ دے؟ اور مندرجہ بالا حقوق اپنی جانب سے ساقط کر دے؟ براہ کرم کتاب وسنت کی روشنی میں حکم شرع محمدی، مفصل اور مدلل اس عرضداشت پر مہر تصدیق فتوی کی شکل میں جواب بالصواب سے مطلع فرمائیں۔

فتویٰ کا طالب وخادم، نصر الدین، کواٹر ۴۷، یونٹ نمبر ۲ لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: عورت اگرچہ فاسقہ ہو اس کے فسق کے باعث نہ نکاح ٹوٹتا ہے نہ مہر ساقط ہوتا ہے۔ خلوت صحیحہ کے بعد پورے مہر کا ادا کرنا شوہر پر لازم ہے اور عورت کو اپنے حق مہر کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ ردالمحتار میں ہے کل احد یعلم ان الجھاز للمرأۃ تاخذہ کلہ اذا طلقھا واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ صفر ۱۳۸۹ھ

مہر کا مطلب اور اس کے احکام

سوال: جناب مولانا مفتی صاحب، دار العلوم احسن البرکات نزد ہوم اسٹیڈ ہال، حیدر آباد، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا فرماتے ہیں علماء کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

۱۔ نکاح میں مہر کی کیا اہمیت ہے؟

۲۔ مہر عند الطلب اور مہر معجل وموجل کسے کہتے ہیں؟

۳۔ دولہا مہر نکاح سے پہلے ادا کرے یا نکاح کے بعد؟ اگر بعد میں ادا کرنے کا حق رکھتا ہے تو کیا دلہن سے ہم بستری سے پہلے یا بعد میں مہر ادا کرے؟

۴۔ اگر شریعت کے قانون کے مطابق مہر وقت پر ادا نہ کیا تو ادائیگی میں تاخیر کرنے والا گناہگار ہوگا؟

۵۔ کیا بیوی ہمیشہ کے لئے مہر معاف کرنے کا حق رکھتی ہے۔ جبکہ شوہر مہر دینے کے قابل ہو؟

برائے کرم ان مسائل کا حل مرحمت فرما کر مشکور ہوں عین نوازش ہوگی۔

عزت افزائی کا متمنی، فہیم الدین صدیقی، الیاس آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: ا۔ وہ رقم معین جس کا ادا کرنا، از روئے شریعت، شوہر پر واجب ہو، اصطلاح شرع میں اسے مہر کہتے ہیں، نکاح میں اگر مہر کا ذکر مطلقاً نہ ہو تو بھی کم از کم دس درھم مہر لازم آئے گا جس کی مقدار وزن کے اعتبار سے دو تولہ ساڑھے سات ماشہ ۴رتی چاندی ہے۔ (سنی بہشتی زیور، فتاویٰ رضویہ)

۲۔ مہر عند الطلب اور مہر معجّل کا مفہوم ایک ہی ہے، اس میں عورت کو اختیار ہوتا ہے کہ جب تک وصول نہ کرے رخصت نہ ہو اور اگر رخصت ہوگئی ہے تو اب بھی اختیار ہے کہ جب چاہے مطالبہ کرے اور اپنے کو شوہر سے روک سکتی ہے، یہ حق اسے مہر وصول کرنے تک ہمیشہ حاصل رہے گا، مؤجل، جس کی میعاد قرار پائی ہو کہ دس برس یا بیس برس یا پانچ دن کے بعد ادا کیا جائے گا تو جب تک وہ میعاد نہ گزرے عورت کو مطالبہ کا اختیار نہیں اور میعاد گزرنے کے بعد ہر وقت مطالبہ کرسکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ مہر نکاح سے لازم ہوتا ہے لہٰذا بعد میں جب چاہے یا معاہدہ کے تحت وقت مقرر پر یا مطالبۂ زوجہ پر ادا کرے۔ واللہ اعلم

۴۔ مہر، خالص عورت کا حق ہے جب وقت آئے یا معجّل کی صورت میں عورت مطالبہ کرے تو فوراً دینا چاہیے بلا وجہ تاخیر سے گناہ لازم آئے گا کہ حقوق کو روکنا پایا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ عورت نے مہر تنہائی میں معاف کیا تو عند اللہ معاف ہوگیا لیکن قضاءً عورت کے اقرار یا گواہوں کے ذریعہ ثبوت ضروری ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) تاہم معاف کرنے یا ہبہ کرنے کے بعد بھی زیادتی ہو جائے تو وہ لینے کا اختیار رکھتی ہے۔ (درمختار)

واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۸۵/ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

شرعی مہر اور حق پرورش

سوال: مکرمی جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

جناب عالی! آپ سے میں تین سوال کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ان کا جواب اسلام کی رو سے دیں۔

ا۔ شادی کا مہر جو ساڑھے بتیس روپے چلا آرہا ہے تو یہ مہر اس وقت کا ہے کہ جب لوگوں کی آمدنی بھی چھ سات روپے ماہانہ تھی اور چاندی کا سکہ چلتا تھا اب اس کے برعکس ہے ہمارے ہاں ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے اور مبلغ پچیس روپے کا چیک دے کر چلا آیا کیا یہ صحیح ہے؟ کیا اس کو مہر کی رقم پرانے سکے کے حساب سے دینی چاہیے؟ جو کہ اس وقت کے چاندی کے بھاؤ سے ساڑھے تین تولہ چاندی ہوتی ہے یا نہیں؟

۲۔ جس لڑکی کو طلاق دی گئی ہے اس کے چار بچے ہیں جن کی عمریں چھ سال کے اندر اندر ہیں وہ بچے ماں کے پاس رہنا چاہئیں یا باپ کے پاس اور اگر ماں کے پاس رہیں تو ان کا خرچ کون برداشت کرے گا؟

۳۔ اور عدت کے کتنے دن ہوتے ہیں اس کا خرچ بھی لڑکا دے گا یا نہیں؟ اور جو سامان لڑکی کے والدین نے دیا ہے وہ واپس کرنے کا حق ہے یا نہیں؟

جناب عالی! بعد میں معلوم ہوا کہ طلاق دینے کے نوے (۹۰) دن کے اندر اندر کوئی ایسی شرط ہے کہ میاں و بیوی میں مصالحت ہو سکتی ہے؟ السائل۔ ماسٹر لعل بخش، امریکن کوارٹر حیدر آباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں جب کہ مہر ساڑھے بتیس روپیہ مقرر کیا گیا تو مہر شرع محمدی لازم آیا۔ اور مہر شرع مطہر کی کی جانب کم از کم دس درھم ہیں یعنی دو تولہ سات ماشہ ۴، رتی چاندی ہے۔ جس کی قیمت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے مہر دیتے وقت جو قیمت ہو اسی کے حساب سے مہر دیا جائے گا۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو ہاں اگر بچہ کی ماں نے بچہ کے نسب میں غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اسے پرورش کا حق نہ رہا (ردالمحتار۔ عالمگیری وغیرہ) جس عورت کو حق پرورش حاصل ہے اس کے پاس لڑکے کو اس وقت تک رہنے دیں کہ اب اسے اس کی حاجت نہ رہے یعنی آپ کھاتا، پیتا اور استنجاء کر لیتا ہو اس کی مقدار سات برس کی عمر ہے اور لڑکی اس وقت تک عورت کی پرورش میں رہے گی کہ حد شہوت تک پہنچ جائے اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے (خانیہ، بحرالرائق) نابالغ اولاد کا نفقہ باپ پر واجب ہے۔ (عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ عورت شوہر کے یہاں بیمار ہوئی اور اپنے میکے چلی گئی تو اگر اتنی بیمار ہے کہ سواری ڈولی وغیرہ پر بھی نہیں آ سکتی تو نفقہ کی مستحق ہے اور اگر آ سکتی ہے مگر نہیں آتی تو ان دنوں کے نفقہ کی مستحق نہیں، پھر ایسی حالت میں طلاق ہوئی تو عدّت کا نفقہ بھی نہیں پائے گی۔ (درمختار)۔ عدّت کے دن اگر عورت حاملہ ہے تو وضع حمل تک ہیں یعنی عورت نے ہاں بچہ پیدا ہولے اور اگر حاملہ نہیں تو عورت کو تین حیض کامل آجائیں تو اس کی عدّت ختم ہو جائے گی۔ لڑکی کو جو سامان اس کے والدین کے ہاں سے ملا، وہ اس کی ملکیت ہے۔ طلاق کی صورت میں اپنا تمام سامان واپس لے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۱/۶/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

اگر مہر بعد میں بڑھا دیا تو کتنا دینا ہو گا؟

سوال: محترمی مکرمی جناب مفتی صاحب دام اقبالکم السلام علیکم

ایک شخص دوسری شادی کرتا ہے اور پہلی بیوی کا مہر مبلغ سات ہزار روپیہ سے بڑھا کر چالیس ہزار روپیہ دو معتبر گواہوں کے سامنے مقرر کرتا ہے۔ پھر ۴ سال بعد پہلی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے۔ اب طلاق دینے کے بعد اس کو کتنی رقم حق مہر، میں دینی چاہئے؟ قرآن وسنت کی رو سے کیا حکم ہے۔ فتوی عنایت فرمائیں۔

فقط والسلام عبدالواحد، لجپت روڈ حیدر آباد، رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ/ ۲۳ مئی ۱۹۸۵ء

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ میں جبکہ پہلی بیوی کی مہر کی رقم مبلغ سات ہزار روپیہ مقرر تھی اور پھر بعد میں فریقین کی باہمی رضامندی سے اسٹامپ پر کہ اس پر گواہان کے دستخط بھی موجود ہیں شوہر نے پہلی بیوی کی رقم مہر کی بڑھا کر مبلغ چالیس ہزار روپیہ کردی تو اب مہر کی رقم مبلغ چالیس ہزار روپیہ پہلی بیوی کی ہوگئی اور بعد طلاق پہلی بیوی اپنے مہر کی رقم مبلغ چالیس ہزار روپیہ وصول کرنے کی شرعاً حقدار ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَّاٰتَیْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا (النساء:20)۔

واللہ بالصواب احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۱۸ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ/۸ جون ۱۹۸۰ء

شرعی مہر کی مقدار

سوال: ا۔ شرعی مہر کی رقم کتنی ہے؟ اعجاز احمد ولد عبد الشکور، لطیف آباد یونٹ نمبر ۹، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: مہر کی کم سے کم رقم دس درہم چاندی ہے زیادہ کی کوئی حد شرعاً مقرر نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۳ ذی قعد ۱۴۰۴ھ

شرعی مہر میں آج کی رقم لی جائے

سوال: ۲۔ پندرہ سال پہلے شرعی محمدی مہر کی رقم جو کہ نکاح نامہ میں درج ہے وہ ہی لی جائے یا آج کل جو ہو وہ لی جائے؟

اعجاز احمد ولد عبد الشکور، لطیف آباد نمبر ۹، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: مہر شرعی کی کوئی حد تعداد مقرر نہیں صرف کمی کی طرف حد معین ہے کہ دس درہم چاندی جس کا وزن دو تولے ساڑھے سات ماشے چاندی ہے لہٰذا آج کل چاندی کی قیمت، دو تولہ ساڑھے سات ماشہ کی جو بنتی ہے وہ مہر میں دینا ہوگی اگرچہ پندرہ سال قبل دس درہم جسے شرعی مہر کہا جاتا ہے باندھا ہو۔ (فتاوی رضویہ جلد پنجم)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۳ ذی قعد ۱۴۰۴ھ، یکم اگست ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۳ ذی قعد ۱۴۰۴ھ

مہر خالص عورت کا حق ہے بعد انتقال، حق وارثان، کی طرف منتقل ہوجائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: شوہر نے اپنے بیوی کو طلاق دے دی بیوی نے اپنے مہر کا مقدمہ پاکستانی عدالت میں انصاف کے لئے دائر کردیا مقدمہ چلتا رہا۔ اس درمیان شوہر و بیوی دونوں کا انتقال ہوگیا۔ شوہر کا باپ زندہ ہے اور بیوی کے ورثا بھی زندہ ہیں۔ عدالت عالیہ نے فیصلہ بیوی کے ورثاء کے حق میں کردیا ہے۔ مہر کی رقم ۵۰۰۰=/ مانی گئی ہے۔ عدالت عالیہ نے ۵۰۰۰=/ روپیہ کے بجائے ۵۶۰۰ کی رقم کردی ہے۔ لہٰذا شرعاً حکم بتایا جائے کہ مرحوم پر بیوی کے مہر کا قرض، دونوں میاں بیوی کے مرنے کے بعد ختم ہوگیا یا کہ ابھی باقی ہے عاقبت میں چھٹکارے کے لئے ادائیگی کرنا ضروری ہے۔ یا مرنے کے بعد ختم اور بیوی کے ورثاء وصول کرنے کے مجاز ہیں یا نہیں؟ اگر ادائیگی شوہر کے ورثاء نے

کردی تو مرحوم قرض سے ادا ہو جائے گا یا نہیں؟ فقط عبد الرؤف، گلشاہ روڈ، نئی بستی، چوڑی گلی حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: قرآن کریم نے مہر کو، خاص حق عورت کا قرار دیا ہے۔ وہ جب تک خود معاف نہ کرے۔ اپنی زندگی میں اس کی مستحق ہے۔ اور انتقال کر جائے تو یہ حق اس کے ورثاء کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ البتہ وارثانِ زن میں عاقل بالغ معاف کر دے گا اس کا حصہ معاف ہو جائے گا اور سب عاقل بالغ ہوں اور سب معاف کر دیں تو سب معاف ہو جائے گا (فتاوی رضویہ) تو میاں بیوی کے مرجانے سے حق مہر ساقط نہیں بلکہ اور مؤکد ہو جاتا ہے۔ جس کی ادائیگی ورثاء شوہر پر لازم ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

مہر عورت کا حق ہے اگر اسے معاف کر دیا تو معاف ہو گیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ زید فوت ہو گیا اور زید کی بیوی نے میت اٹھانے سے قبل جو مہر زید پر واجب الادا تھا کثیر مستورات کے روبرو تین مرتبہ مہر معاف کر دیا ایسی صورت میں بیوی یا اس کے رشتہ دار مہر لینے کا حق رکھتے ہیں یا نہیں؟

۲۔ دیگر بیوی اپنے شوہر زید کے گھر میں عدت پوری کرے یا اپنے والدین کے گھر جا کے عدت پوری کر سکتی ہے؟

۳۔ زید کی بیوی اپنے والدین کے یہاں سے زیورات پارچہ جات ودیگر سامان جہیز کی صورت میں لائی زید نے نکاح کے وقت اپنی بیوی کو جو طلائی زیورات اور پارچہ جات دیئے تھے آیا وہ بیوی کو لینے کا حق ہے؟ یا مرحوم کے لواحقین مذکورہ سامان کے مستحق ہیں یا مشترک ملکیت۔ اگر تقسیم کی جائے تو کس صورت میں ہو گا؟

۴۔ زید فوت ہو گیا زید کی بیوہ کو تقریباً تین ماہ کا حمل ہے اور بیوہ مرحوم کے گھر کے بجائے اپنے والدین کے ہاں عدت گزار لے تو اس صورت میں اس کے اخراجات بیوہ کے والدین برداشت کریں گے یا مرحوم کے والدین۔

السائل محمد احمد، احمد سویٹ مارٹ، اسٹیشن روڈ، میرپور خاص

۷۸۶ الجواب: ۱۔ مہر عورت کا حق ہے اگر اس نے بخوشی، اپنا حق معاف کر دیا معاف ہو گیا اس کے باوجود وہ اس کا مطالبہ کرتی ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے بخوشی معاف نہیں کیا تھا لہٰذا اب دوبارہ مطالبہ کا حق اس کا محفوظ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ شوہر کی موت کے وقت جس مکان میں عورت کی سکونت تھی اسی مکان میں عدت پوری کرے، ہاں کوئی ضرورت ایسی آپڑے کہ گھر سے نکلنا ناگزیر ہو تو وہ ضرورت بیان کر کے حکم شرعی حاصل کرنا لازم ہے۔ بلا وجہ شرعی اس گھر سے نکلی تو گناہ گار ہو گی۔ (عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جہیز جو عورت کے والدین سے ملا وہ تو تمام وکمال عورت کا ہے وہ واپس لے جا سکتی ہے اور شوہر نے نکاح کے وقت جو زیورات وغیرہ عورت کو دیئے اس کے قبضہ میں رہے یہاں تک کے شوہر کا انتقال ہو گیا تو وہ بھی عورت کے ہیں، شوہر کے ورثاء کو اختیار نہیں ہاں اگر صراحۃً کہہ دیا تھا کہ یہ صرف پہننے کے لئے دیا ہے زیور شوہر کی ملکیت رہے گا تو اہلیہ اس کی مالک.

نہیں۔اس میں وراثت جاری ہوگی عورت بھی اپنا حصہ پاسکتی ہے۔(درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔عدتِ موت کا نفقہ نہیں جس کا مطالبہ کیا جاسکے عورت جہاں رہتی ہے وہاں سے کرے۔(عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ شعبان ۱۴۰۰ھ

اگر رخصتی سے قبل طلاق ہوگئی تو نصف مہر دینا ہوگا

سوال: محترمی جناب حضرت مفتی محمد خلیل خان صاحب قادری برکاتی، دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء مندرجہ ذیل مسئلے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ: مسمی بابو دین ولد عبدالغنی کی دختر رخسانہ کا نکاح مورخہ ۶.۱۱.۱۹۷۲ء کو مسمی اسماعیل ولد عبداللہ کے ہمراہ ہوا تھا جس میں مہر غیر معجّل مبلغ دس ہزار روپیہ سکہ رائج الوقت مقرر ہوا تھا بعض وجوہات کی وجہ سے رخصتی نہ ہوسکی اب مسمی اسماعیل ولد عبداللہ، رخسانہ بنت بابودین کو نامعلوم بنا کی وجہ سے طلاق دینے پر آمادہ ہوگیا ایسی صورت میں کہ لڑکی ایک دفعہ بھی ان کے گھر نہیں گئی طلاق واقع ہوئی ہے تو مہر مسمی اسماعیل ولد عبداللہ کو کتنا ادا کرنا پڑے گا عدت واقع ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو مسمی اسماعیل ولد عبداللہ کو نان نفقہ ادا کرنے پڑے گا یا نہیں۔ برائے کرم اس مسئلے کا جواب قرآن وسنت کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔ العارض بابودین، مکان نمبر ۱۴۵۷ عقب فقیر نالہ میر کا پلاٹ، میرپور خاص

۷۸۶ **الجواب:** اگر واقعی رخصتی عمل میں نہ آئی یعنی وطی یا خلوت صحیحہ نہیں پائی گئی اور شوہر نے طلاق دے دی تو جتنا مہر مقرر تھا اس کا نصف شوہر پر واجب ہوگا۔قرآن کریم کا ارشاد ہے فَنِصۡفُ مَا فَرَضۡتُمۡ (بقرہ:237)

۲۔طلاق کی عدت غیر مدخولہ پر نہیں یعنی اب تک شوہر سے خلوت نہ ہوئی تھی تو اصلاً عدت نہیں۔قال اللہ تعالیٰ فَمَا لَكُمۡ عَلَيۡهِنَّ مِنۡ عِدَّةٍ (احزاب:49)

۳۔خلوت صحیحہ کے بغیر طلاق دی جائے تو جس طرح عورت پر عدت نہیں شوہر پر عدت کا نفقہ نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

بیویوں کا انتقال ہوگیا تو حق مہر وارثان کی طرف منتقل ہوگیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص نے دو شادیاں کیں دونوں بیویوں کا انتقال ہوچکا ہے اور اس نے دونوں کا مہر ادا نہیں کیا اب وہ مہر کا کیا کرے؟ سائل حبیب خان، ضلع نواب شاہ

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: شخص مذکورہ پر مہر کی رقم ادا کرنا لازم ہے اور یہ رقم مرحوم بیویوں کے ورثاء کے لئے ہوگی جن میں یہ خود بھی شامل ہے،(عامۂ کتب)۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۸ شعبان ۱۴۰۵ھ۔ ۱۹ مئی ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۸ شعبان ۱۴۰۵ھ

رخصتی سے قبل طلاق ہوگئی تو نصف مہر دینا ہوگا

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب برکاتی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ

۱۔ زید کا ہندہ کے ساتھ نکاح مبلغ ۱۲۵=/ روپے (حق مہر) پر ہوا خلوت صحیحہ کی نوبت نہیں آئی تھی کہ زید نے طلاق دے دی۔ اب زید کے ذمے مہر کی ادائیگی کتنی ہے؟

۲۔ ایک دیوبندی مولوی نے آکر فریقین کو یہ کہا کہ اب زید کو ایک ہزار روپے ادا کرنے ہوں گے کیوں کہ جب نکاح ہوا تھا اس وقت سکہ کی قیمت زیادہ تھی اب کم ہے۔ دوسرے فریق نے ایک ہزار کی رقم ادا کر دی۔ اب مخالف فریق نے عدالت میں تین ہزار روپے مہر کا دعویٰ کر دیا۔ آپ سے گزارش ہے کہ مذکورہ صورت میں شرعی حق مہر کی ادائیگی کے بارے میں فتویٰ عنایت فرمائیں کہ کتنی ادائیگی ہوگی؟ اس دیوبندی مولوی کا کہاں تک کہنا درست ہے؟ آیا امامت میں اس کی اقتداء جائز ہے؟ اور ہندہ کے بھائیوں نے جو ناجائز طور پر ایک ہزار روپیہ وصول کر کے مزید ظلم کیا ہے شرعاً ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے؟ قاری محمد تبسم، مرید کے تحصیل فیروز والا، شیخوپورہ

۷۸۶ الجواب: عقد نکاح کے وقت مبلغ ۱۲۵ روپیہ کی قیمت دس درہم چاندی سے یقیناً کم نہ تھی بلکہ اب بھی کم نہیں کہ دس درہم وزن تقریباً تین تولہ ہوتا ہے اور سکہ رائج الوقت کے اعتبار سے اب بھی اس کی قیمت ۶۰ روپے ہوئی اور فرض کرلو وقت عقد تو یہ رقم دس درہم چاندی کی قیمت سے زائد یا برابر تھی اور اب کم ہوگئی تب بھی عورت وہی پائے گی اسے رد کرنے اور اس سے زائد کا مطالبہ کرنے کا اسے کوئی حق نہیں۔ اور جبکہ یہ طلاق خلوت صحیحہ سے قبل واقع ہوئی اس سے مہر مقرر کا صرف نصف حصہ یعنی ۶۲/۵ عورت کا حق ہے۔ اس سے زائد وصول کرنا شوہر پر ظلم ہے۔ دیوبندی مولوی نے ۱۲۵ روپے کو ۱۲۵ تولہ بنا دیا اور وہ حکم جڑ دیا جبکہ مبلغ کا لفظ سکہ رائج الوقت بتاتا ہے نہ کہ وزن۔ نکاح نامہ کام میں لائیں یا پھر گواہوں کی طرف رجوع ہوں اور حکام سے فیصلہ لیں کہ ظالموں کا مداوا فتاویٰ سے نہیں ہوتا۔ (درمختار، ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

عورت مہر کا مطالبہ کرسکتی ہے یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: اگر کوئی زوجہ اپنے زوج سے مہر کا مطالبہ کرے تو کرسکتی ہے یا نہیں۔ جبکہ مہر عندالطلب ہے۔ نیز زوج اگر حیلہ بہانے کرے اور تشدد کرے اور مہر نہ دینا چاہتا ہو تو قانوناً و شرعاً اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ رفیق محمد صدیقی، تاریخ ۱۳ اگست ۱۹۸۱ء

۷۸۶ الجواب: مہر جبکہ عندالطلب ہے کہ عورت جب طلب کرے، شوہر پر لازم ہے کہ اسے ادا کرے۔ اور جبکہ وہ ہے

بھی معجل، تو بیشک اس کے لئے عورت کو اختیار ہے کہ جب تک وصول نہ کرے رخصت نہ ہو اور اگر رخصت ہوگئی تو اب بھی اسے اختیار ہے کہ جب چاہے مطالبہ کرے اور اس کے وصول تک اپنے آپ کو شوہر سے روک لے۔ اگرچہ رخصت کو بیس برس گزر جائیں اور شوہر کو حلال نہیں کہ عورت کو مجبور کرے اگرچہ اس سے بیشتر، عورت کی رضامندی سے وطی وخلوت ہو چکی یعنی یہ حق عورت کو ہمیشہ حاصل ہے جبتک وصول نہ کرے اور شوہر کو حیلہ بہانا کرنا جائز نہیں۔ مہر بہرحال اسے دینا ہے۔ زندگی میں نہ دیا تو بعد موت، اس کے مال سے عورت وصول کرے گی۔ اور عورت کا انتقال پہلے ہو جائے تو اس کے ورثہ اس سے وصول کریں گے۔ مہر بہرحال عورت کا حق ہے اسے کوئی ختم نہیں کرسکتا۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

جب حق زوجیت عمل میں آ گیا تو مہر مؤکد ہو گیا

سوال: جناب مفتی خلیل صاحب السلام علیکم

جس رات میں اپنی بیوی کو بیاہ کر لایا تو اس کو بہت تیز بخار چڑھا ہوا تھا۔ تیسرے روز سے اس کو ڈاکٹر کو دکھلایا۔ دو سال تک اس کا مسلسل علاج کرایا اور اچھے سے اچھے ڈاکٹر کو دکھایا لیکن اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہوئی لڑکی اور لڑکی کی ماں کو معلوم تھا کہ لڑکی میں اندرونی خرابیاں تھیں۔ شادی سے پہلے ان لوگوں نے لڑکی میں اندرونی خرابیوں کے مطابق کچھ نہیں بتایا شادی ہونے کے بعد میں لڑکی کی وجہ سے اتنا پریشان رہا کہ اپنا کام دھندا بھی ختم کر چکا اور لڑکی اتنے عرصہ میں حق زوجیت ادا نہیں کرسکی اور میں حق زوجیت سے کما حقہ محروم رہا۔

اب میں اس کو رکھنا نہیں چاہتا اب مجھے شرعاً طلاق کا فتویٰ دیجئے؟

جناب والا چودہ ہزار روپے میں نے اپنی شادی میں خرچ کئے اور سات ہزار روپے میں نے اپنی بیوی کے علاج پر اٹھائے اب یہ کہاں تک مجھ سے اپنے مہر اور جہیز کی شرعاً حقدار ہے؟ آپ مہربانی کر کے فتویٰ دیں۔

مظہر حسین ولد نذر حسین۔ ممتاز بیگم زوجہ مظہر حسین، پختہ قلعہ مکان ۷۷، پلاٹ ۳

۷۸۶ الجواب: نکاح شرعی کے بعد جب کہ میاں بیوی کے مابین حق زوجیت عمل میں آ چکا ہے اور شوہر اس سے ہم بستر ہو چکا تو مہر موکد ہو گیا کہ پورا مہر جب تک عورت معاف نہ کرے، کل خواہ اس کا کوئی حصہ، معاف نہ ہوگا۔ بلکہ شوہر پر قرض ہے۔ طلاق خواہ موت کے بعد ادائیگی لازم ہوگی (عامۂ کتب) اور جہیز تو تمام وکمال عورت ہی کا ہے، عورت ہی اس کی حقدار ہے۔ طلاق کی صورت میں پورا جہیز واپس لیگی اور موت کی صورت میں اس کے ورثہ پر تقسیم ہوگا (درمختار وغیرہ) اب کہ ان دونوں میں نباہ نظر نہیں آتا، شوہر کو اختیار ہے کہ اسے طلاق دے دے اور مہر ادا کرنے کی سکت رکھتا ہے تو پورا پورا ادا کر دے یا اس سے معاف کرائے۔ جہیز میں اس کا کوئی حق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

عورت بغیر گواہوں کے اپنا مہر معاف کرے تو معاف ہوگا یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ

۱۔ اگر عورت نے اپنے شوہر کو بغیر شاہدین کے مہر معاف کر دیا تو آیا اس صورت میں مہر معاف ہوا یا نہیں۔ اور بعد میں شاہدین کے سامنے مہر دینا ضروری ہے یا نہیں؟

۲۔ اگر عورت اپنے شوہر کو مہر معاف کر دے بغیر شاہدین کے آیا اس صورت میں شوہر بیوی کے پاس جا سکتا ہے یا نہیں؟

۳۔ اگر شوہر نے اپنی بیوی کو حق مہر نہ دیا ہو اور بیوی نے معاف نہ کیا ہو تو آیا اس صورت میں شوہر اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے یا نہیں؟ جواب دے کر مشکور ہوں فقط والسلام عبدالرشید طارق، ۱۱۵/ ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب: جاہلوں میں مشہور ہے کہ، مہر ادا کئے بغیر، یا بلا معاف کرائے، عورت کو ہاتھ لگانا حرام ہے، یہ محض لغو و غلط اور بے اصل بات ہے۔ ہاں مہر خالص عورت کا حق ہے۔ اور مہر معجّل ہو تو اسے وصول کرنے کے لئے عورت اپنے کو شوہر سے روک سکتی ہے اور شوہر کو حلال نہیں کہ عورت کو مجبور کرے۔ اگرچہ اس سے بیشتر عورت کی رضامندی سے وطی ہو چکی ہو۔ یعنی یہ حق عورت کو ہمیشہ حاصل ہے جب تک وصول نہ کر لے۔ (عالمگیری، درمختار وغیرہ) پھر جب کہ مہر، عورت کا حق ہے تو وہ اپنا حق معاف کر سکتی ہے اگرچہ گواہ موجود نہ ہوں۔ یا کسی کو گواہ نہ کیا ہو۔ البتہ اختلاف کی صورت میں بغیر گواہوں کے، شوہر کا یہ دعویٰ قبول نہ ہوگا کہ عورت مہر معاف کر چکی ہے جبکہ عورت منکر ہو۔ یونہی مرد یہ دعویٰ کرے کہ میں مہر ادا کر چکا ہوں تو گواہوں کے بغیر یہ دعویٰ مسموع نہ ہوگا جبکہ عورت کو انکار ہو۔ لہذا گواہوں کے سامنے دینا ضروری نہیں، اختلاف کی صورت میں گواہوں کی ضرورت ہوگی۔ ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

مہر کی کم سے کم مقدار

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کا نکاح مبلغ بتیس روپیہ پچیس پیسے معجّل پر ہوا ہے جو کہ ادا کر دیا گیا بعد اس کے دوسرے دن لڑکی کے والد صاحب نے بجائے مہر مذکورہ کے مبلغ دس ہزار مہر کا مطالبہ کر دیا۔ ازراہ کرم ارشاد مبارکہ شرع شریف سے مطلع فرمائیں آیا موصوف کا مطالبہ جائز ہے یا نہیں؟ بعد شادی و نکاح کے مہر میں تبدیلی کم و بیش از روئے شرع جائز ہے یا نہیں۔ جواب سے آگاہ فرمائیں۔

حسن عالم خان، کوارٹر نمبر، 81 سندھ یونیورسٹی، ۱۴ جمادی الاولی ۱۳۹۹ھ/ ۱۲ اپریل ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب: مہر کم سے کم دس درم ہے اس سے کم نہیں ہو سکتا۔ جس کی مقدار تقریباً پونے تین تولہ چاندی ہے یا اس کی قیمت کا سکہ رائج الوقت۔ اس سے کم مہر باندھا گیا تو دس درم واجب ہوا۔ عورت صرف اسی کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ زیادہ کا نہیں۔ ہاں شوہر، مقررہ مہر پر کچھ مقدار بڑھا دے تو یہ مقدار بھی، شوہر پر واجب ہوگئی۔ (درمختار، ردالمحتار) لڑکی کے والد کو

مقررہ مہر پر اپنی مرضی سے بڑھانے کی اجازت نہیں تاہم اگر وہ بڑھادے گا تو شوہر پر اس کی ادائیگی لازم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

اگر بعد میں مہر بڑھادیا تو تجدید نکاح کی ضرورت نہیں

سوال: محب الفقراء معین الشرفاء عزت مآب عالی جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

بعد سلام مسنون گزارش ہے کہ برائے کرم فتویٰ تحریر فرمایئے کہ: جب دولہا یہ اقرار کرلیتا ہے کہ میں نے فلاں بنت فلاں اتنے مہر کے بدلے قبول کی ہے۔ دولہا کہتا ہے کہ میں نے قبول کی کیا یہ اقرار کرنے کے بعد اس مہر میں جو مقرر ہوکر قاضی صاحب نے کہلایا اب کسی قسم کا مزید اقرار یا ردوبدل ہوسکتا ہے۔ شرع محمدی کے مطابق فتویٰ تحریر فرمادیجئے۔

فقط احقر جان عالم خان، کوارٹر D/81 سندھ یونیورسٹی جامشورو، ۱۸/۷/۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب: شوہر کو ہر وقت زوجہ کے مہر میں زیادت کا اختیار ہے اور اب مہر یہی قرار پائے گا جو بعد اس زیادت کے مقرر ہوا۔ اس کے لئے تجدید نکاح کی حاجت نہیں۔ بلا تجدید بھی زیادت کرسکتا ہے۔ نہ اس میں گواہوں کی ضرورت ہے۔ تنہائی میں باہم اضافہ کرلینا صحیح ہوجائے گا۔ ہاں اگر شوہر انکار کردے تو ثبوت کے لئے گواہ درکار ہوں گے۔ نہ زیادت، جنس مہر سے ہونی لازم۔ خلاف جنس بھی صحیح ہے مثلاً روپے مہر تھے اب کوئی جائیداد اضافہ کردی۔ وہ روپے اور یہ جائیداد سب کا مجموعہ مہر ہوجائے گا۔ نہ اس زیادت کے لئے اگلے مہر کا باقی ہونا شرط ہے۔ اگر ادا کردیا یا معاف ہوچکا ہے تو اس کے بعد بھی زیادت روا ہے۔ البتہ یہ بات ضروری ہے کہ اس زیادتی کی مقدار مقدم ومعین ہو دوسرے یہ کہ اسی مجلس میں عورت نے یا وہ نابالغہ ہے تو اس کے ولی نے اسے قبول کرلیا ہو۔ (درمختار، ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ) یونہی عورت کل مہر یا جہیز معاف کردے تو معاف ہوجائے گا بشرطیکہ شوہر نے انکار نہ کردیا ہو۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ شعبان اعظم ۱۳۹۹ھ/۱۹ جولائی ۱۹۷۹ء

قرآن کریم ہاتھ سے نیچے آرہے/ نذر کس طرح پوری کرے/ مہر کس وقت ادا کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں شریعت کا کیا فیصلہ ہے۔

۱۔ اگر قرآن مجید ہاتھ سے گرجائے تو اس کا کیا کوئی صدقہ ہے؟ یا غلطی سے قرآن مجید جل جائے تو اس کا کیا صدقہ ہے؟

۲۔ اگر کوئی نذر مانے یا اللہ یہ کام ہوجائے تو میں اتنی رکعت پڑھوں گا یا روزے رکھوں گا یا جانور ذبح کروں گا اور پہلے یہ کام کردے تو ادا ہوجائیں گے یا نہیں؟ یا بعد میں کرے یہ دونوں طرح جائز ہے یا نہیں؟

۳۔ مہر کب ادا کرے جماع کرنے سے پہلے یا بعد میں؟ اور کس مدت میں ادا کردے ورنہ کیا شریعت میں سزا ہے؟ اور کیا اولاد حرام ہوگی یا حلال ہوگی؟ فقط السائل عبدالقدیر، ٹنڈوالہیار سندھ، مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۹۷۴ء

۷۸۶ الجواب: ۱۔ ایسی حالت میں توبہ واستغفار کرے اور طمانیت قلبی کے لئے جو کچھ بھی خیر خیرات، صدقات کرسکتا ہے

اس میں دریغ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جب وہ کام پورا ہو جائے تب اس پر نذر کا پورا کرنا لازم ہے۔ اس سے پہلے روزہ رکھے گا یا نماز پڑھے گا جس کی اس نے اس کام کے پورا ہو جانے پر منت مانی تھی یا جانور ذبح کر دے گا تو یہ علیحدہ نوافل میں شمار ہوں گے۔ کام پورا ہونے کے بعد اسے دوبارہ کرنا لازم ہوگا۔ (ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ مہر معجّل ہے تو عورت جب چاہے اس کا مطالبہ کر سکتی ہے اسے ادا کرنا ضروری ہے اور موٴجل ہے تو تاوقتیکہ طلاق یا موت واقع نہ ہو عورت فوری طور پر اسے وصول کرنے کا حق نہیں رکھتی۔ ہاں اگر خاندان میں مہر کے لین دین کے مطابق کوئی رواج چلا آ رہا ہے تو اس صورت میں اس رواج کے مطابق عمل کیا جائے۔ یوہیں اگر مہر نہ معجّل ہے نہ موٴجل بلکہ مطلق ہے تو اس کے خاندان میں جتنا بیشتر ادا کرنے کا رواج ہے اس کا حکم مہر معجّل کا ہے یعنی اس کے وصول کرنے کے لئے عورت اپنے آپ کو شوہر سے روک سکتی ہے۔ شوہر عورت کو مجبور نہیں کر سکتا اور بہر صورت جماع حلال ہے جبکہ عورت کی مرضی سے ہو۔ اور اولاد بہر حال ثابت النسب ہوگی کہ نکاح صحیح سے متولد ہوئی۔ (ردالمحتار، عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ذی قعد ۱۳۹۴ھ

مہر اور نان نفقہ کے مسائل

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب برکاتی مدظلہ العالی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل کے بارے میں کہ: ۱۔ خاوند جس وقت اپنی بیوی کی طلاق دے تو مہر کی ادائیگی ضروری ہے یا نہیں؟ ۲۔ عورت کا خرچہ کس کے ذمہ ہے؟ ۳۔ اگر بچی ہے تو اس کی پرورش کا کس کو حق ہے کتنے عرصہ تک اور بچی کا خرچہ کس کے ذمے ہے؟ ۴۔ اور جہیز کا سامان خاوند یا بیوی میں کس کی ملکیت ہوگا۔ جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

السائل عبد الغفار، سرفراز کالونی

۷۸۲ الجواب: وطی یا خلوت صحیحہ یا دونوں میں سے کسی کی موت ہو تو ان سب صورتوں میں مہر موٴکد ہو جاتا ہے کہ وقت نکاح جو مقرر کیا تھا اب اس میں کمی نہیں ہو سکتی۔ ہاں مہر چونکہ خالص عورت کا حق ہے اس لئے اگر عورت اپنے حق مہر کا کل یا باقی حصہ معاف کر دے تو معاف ہو جائے گا لیکن اب بھی اسے پورا حق، وصول کرنے کا اختیار ہے۔ (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جس عورت کو طلاق دی گئی ہے بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائے گی طلاق رجعی ہو یا بائن یا تین طلاقیں۔ حمل ہو یا نہیں۔ (خانیہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو۔ اور طلاق کی عدت گزر جائے تو بچہ کی پرورش کا حق بھی لے سکتی ہے اور دودھ پلانے کی اجرت بھی اور بچہ کا نفقہ یعنی کھانا کپڑہ وغیرہ بھی۔ اور یہ سب اخراجات، اگر

بچہ کا مال ہو تو اس سے دیئے جائیں ورنہ اس کا باپ یا جس پر بچہ کا نفقہ ہے اس کے ذمہ یہ سب بھی ہیں۔ (درمختار) واللہ اعلم
اور لڑکی اس وقت تک عورت کی پرورش میں رہے گی کہ حد شہوت کو پہنچ جائے اور اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
۴۔ جہیز یا مال زیور، جو عورت اپنے باپ کے ہاں سے لائی تھی وہ سب عورت کا حق ہے اس میں کسی کا حق نہیں۔ زیور کپڑا برتن سب عورت ہی کی ملکیت ہے اس کی مالک خالص عورت ہی ہے۔ طلاق ہوئی تو کل لے لے گی اور مر گئی تو اس کے ورثہ پر تقسیم ہوگا۔ ہاں شوہر کا جوڑا یا گھڑی وغیرہ کہ لڑکی والوں کی طرف سے شوہر ہی کو دے دیا جاتا ہے وہ شوہر کا ہی ہو چکا۔ اس کی کیا واپسی۔ (ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

مہر شرعی کتنا ہوتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ مہر کی مقدار شریعت محمدیہ میں کیا ہے؟
۲۔ اور شرعی باندھا گیا تو شوہر پر کتنا مہر لازم آئے گا؟ **بینوا، توجروا**

عزیز بھائی حاجی عثمان۔ سلیمان برادرس، سرے گھاٹ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: ۱۔ مہر شرعی کی کوئی مقدار مقرر نہیں۔ صرف کمی کی طرف حد متعین ہے کہ دس درم ہو۔ یعنی کم سے کم مہر، دس درم ہے اس سے کم نہیں ہو سکتا جس کی مقدار آجکل کے حساب سے دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی ہے۔ مہر خود اس قدر چاندی ہو، یا چاندی کے سوا، اور کوئی شے اتنی ہی چاندی کی قیمت کی۔ تو چاندی کے علاوہ اور کوئی شے مہر میں قرار پائی مثلاً روپیہ پیسہ، جیسا کہ آج کل رواج ہے تو یہ ضروری و لازم ہے کہ اس کی قیمت عقد کے وقت دس درم چاندی یعنی ۲ تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی سے کم نہ ہو۔ چاندی کے علاوہ اور دوسری چیزیں اسی دس درم کی قیمت کی معتبر ہوں گی۔ اور بالفرض اگر دس درم سے کم مہر باندھا گیا تو واجب وہی دس درم چاندی یا اس کی قیمت ہوگی۔ البتہ زیادہ کی طرف، مہر کی کوئی حد نہیں اگرچہ شوہر کی حیثیت سے کہیں زائد ہو مگر یہ مناسب نہیں۔ (عالمگیری ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم
۲۔ مہر شرعی جو لوگ یہ سمجھ کے باندھتے ہیں کہ سب سے کم درجہ کا مہر شریعت میں مقرر ہے تو اس صورت میں مہر وہی دو تولے سات ماشے چار رتی چاندی دینی آئے گی یا اس مقدار کی قیمت۔ اور جو یہ سمجھ کر باندھتے ہوں کہ جو مہر حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا تو ڈیڑھ سو تولے چاندی آئے گی کہ آپ کا مہر اقدس چار سو مثقال چاندی تھا کہ سابقہ چاندی کے روپے سے ایک سو ساٹھ روپیہ بھر ہے اور جس کی سمجھ میں کچھ معنی نہیں خالی ایک لفظ بول دیتے ہیں تو وہاں مہر مثل لازم آتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

مہر کی زیادتی کے دعویٰ میں گواہ ہونے چاہئیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: بکر کی وفات کے ڈیڑھ سال بعد ہندہ (بکر کی بیوی) کے بھائی نے اچانک اعلان کر دیا کہ مرحوم نے وفات سے آٹھ نو ماہ قبل مہر کے عوض ایک مکان بیوی کے نام کر دیا تھا (نوٹ) مہر کی رقم ساڑھے بتیس روپے تھی اور ہندہ کے بھائی نے اس سلسلہ میں ایک فرضی تحریر کا بھی حوالہ دیا حالانکہ پوزیشن یہ ہے کہ مرحوم کی قوتِ گویائی ۱۶-۱۵ سال سے ضائع تھی اور ایک فالج کی وجہ سے قوتِ سماعت بھی مرنے سے دو سال قبل سے غیر مؤثر ہو چکی تھی نیم مدہوش کیفیت تھی مدعی نے جس تحریر کا حوالہ دیا ہے اس میں گواہان بھی اس کے اپنے ہیں نیز اس سلسلہ میں اس حقیقت کو حلفیہ بیان کیا جاتا ہے کہ مرحوم نے جب ہندہ سے شادی کی تھی اس وقت مرحوم نے اپنی پہلی بیوی (خالدہ) کو یقین دلایا تھا کہ ہندہ کا مہر بھی ساڑھے بتیس روپے ہی ہے اب فقہ حنفیہ کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ کیا ہندہ مہر کے عوض مکان کی مالک ہو جائے گی یا نہیں؟ بینوا، توجروا　السائل محمد اشتیاق خان

۷۸۶ الجواب: مہر مقررہ پر اضافہ شوہر کی جانب سے ہو یا نابالغ شوہر کے ولی نے اس میں کچھ مقدار بڑھا دی تو یہ مقدار بیشک مہر میں داخل ہو گئی اور شوہر پر واجب۔ بشرطیکہ اسی مجلس میں عورت نے، یا نالغہ ہو تو اس کے ولی نے قبول کر لی ہو اور زیادتی کی مقدار بھی معلوم ہو اور متعین بھی ہو (درمختار، ردالمحتار وغیرہ) اب کہ اس شوہر کے انتقال کے بعد، بیوہ کا بھائی اس بات کا مدعی ہے کہ مرحوم نے ایک مکان مہر کے عوض، بیوی کے نام کر دیا تھا تو اگر شوہر کے ایک سے زیادہ مکان تھے تو بتانا ہوگا کہ کونسا مکان، مہر میں دیا تھا۔ پھر محض دعوی کافی نہیں بلکہ اس کے ثبوت میں، عاقل بالغ، دیندار، متقی، پرہیزگار، دو مرد یا ایک مرد، دو عورتوں کی شرعی گواہی درکار ہوگی۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ وہ گواہ، مقدمہ کا فریق نہ ہو اور گواہی دینے میں گواہ کا نفع یا نقصان کا دفع، مقصود نہ ہو (عالمگیری وغیرہ) اگر عورت ایسے گواہ رکھتی ہے یا تحریر پر ایسے گواہوں کی گواہی ثابت ہے تو دعوی مقبول ورنہ مردود۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۷ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

مہر ادا کر دیا تو واپس لینے کا حق نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مولوی محمد صالح کی شادی مسمات آمنت دختر محمد مراد کے ساتھ ہوئی تھی۔ اور مولوی محمد صالح صاحب نے بالعوض زرمہر چار ایکڑ آراضی زمین بلاک ۱۶-۹-۸-۱/۸ تعلقہ جیمس آباد دیھ ۳۳۴ ذریعہ معزز اہل برادر کو دے دی تھی۔ مسمات آمنت نے شوہر سے خود اپنی زرمہر کی آراضی زمین ذریعہ دستاویز قبولیت نامہ پر ۱۹۳۵ء میں لکھوا کر اپنے والد محمد مراد ولد کہبڑ خان کو منتقل کر دی۔ اور اہل برادران معزز کے دستخط قبولیت پر موجود ہیں۔ اس چار ایکڑ آراضی زمین کے علاوہ اور آراضی زمین خود مراد کی موجود تھی۔ جب مراد کا انتقال ہوا۔ محمد مراد کی تمام زمین آراضی اس کے ورثاء میں تقسیم ہو گئی۔ اور اس میں سے جو زمین حصے میں آئی وہ اور چار ایکڑ زمین مسمات آمنت والی مسمات خدیجہ

دختر محمد مراد کو ملی ۔ کیوں کہ اس وقت وہ برابر اس زمین پر قابض رہی ۔ ۱۹۷۱ء میں مسمات خدیجہ نے اس چار ایکڑ زمین اور حصے والی زمین کو مسمی محمد اسحاق کو فروخت کر دی جس پر محمد اسحاق قابض ہے ۔

اب مولوی محمد صالح صاحب اس چار ایکڑ آراضی زمین کے مسمات آمنت کو مہر کے عوض دی تھی ۔ واپس طلب کرتا ہے ۔ کیا مولوی محمد صالح صاحب اس زمین کو لینے کا حقدار ہے یا نہیں ؟ اس معاملہ میں قانون شرعی کیا کہتا ہے ؟

السائل محمد اسحاق ولد احمد خان، جیمس آباد ۱۳۹۸ھ

۷۸۶ الجواب: مہر خالصتاً عورت کا حق ہے جس میں کسی اور کا کوئی حق نہیں یہاں تک کہ باپ اپنی نابالغہ کا مہر معاف نہیں کر سکتا ۔ تو جب شوہر نے حق مہر میں چار ایکڑ زمین دے دی اور عورت یعنی مسمات آمنت نے اس پر قبضہ بھی کر لیا تو اب محمد صالح کو اس زمین کے واپس لینے کا کوئی حق نہیں ۔ قرآن کریم کا ارشاد گرامی ہے وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا (النساء:20) پھر رشتہ زوجیت یوں بھی مانع رجوع ہے تو اگر حق مہر میں وہ زمین نہ بھی دی ہوتی بلکہ اس کے علاوہ بطور بخشش ہبہ کر دی ہوتی تب بھی اسے واپس لینے کا حق نہ تھا تو اس صورت میں کیسے ہوگا کہ وہ حق مہر میں دی گئی ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

مہر معجل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو بعوض دس ہزار روپیہ مہر جس کا نصف موجل اور نصف معجل ہے قبول کیا ۔ اب زید مہر معجل ادا کیے بغیر اپنی منکوحہ سے ازدواجی تعلقات رکھ سکتا ہے یا نہیں ؟ جبکہ اس کی منکوحہ معجل مہر نہ تو معاف کرتی ہے اور نہ ہی طلب کرتی ہے ۔ بروئے شرع مطہرہ تفصیل سے جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں ۔ فقط خادم عبد الماجد

۷۸۶ الجواب: مہر معجل وہ مہر ہے جس کا رخصتی سے پہلے دینا قرار پا چکا ہو ۔ اس کے لئے عورت کو اختیار ہے کہ جب تک وصول نہ کر لے رخصت نہ ہو اور شوہر کو بھی ہاتھ نہ لگانے دے ۔ اور اگر رخصت ہوگئی اور شوہر نے اس کے ساتھ وطی بھی کر لی تو اسے اب اختیار ہے کہ جو چاہے مطالبہ کرے اور اس کے وصول تک اپنے نفس کو شوہر سے روک لے ۔ اگرچہ رخصت کو بیس برس گزر گئے ۔ یہ مطلب نہیں کہ عورت اپنا نفس شوہر کو سونپ دے ۔ تب بھی شوہر کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں ۔ بلکہ عورت مختار ہے کہ اس کے لئے اپنے آپ کو روک لے ۔ درمختار میں ہے **لها منعة من الوطى و دوا عيه ولو بعد وطئى و خلوة** ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رجب ۱۳۸۹ھ

عورت اگر مہر معاف کرے تو بعد میں بھی طلب کر سکتی ہے ؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت زینب اپنا حق مہر مبلغ ۵۰۰۰=/ پانچ ہزار سکہ رائج الوقت ۔

اپنی مرضی سے بغیر کسی دھمکی، زبردستی یا دباؤ کے، برضا و رغبت اپنے شوہر زید کے حق میں معاف کر دیتی ہے، بخش دیتی ہے، دست بردار ہو جاتی ہے۔ اور اپنے اس فیصلہ کا اظہار وہ اپنے ان خطوط میں بھی جو کہ وہ اپنے شوہر کے نام اپنے میکے میں رہ کر لکھتی ہے مسلسل کرتی رہتی ہے اور میکے سے سسرال آ کر اپنے شوہر کے متعلقین کے سامنے بھی اس بات کا مسلسل اظہار کرتی رہتی ہے کہ وہ اپنا حق مہر اپنے شوہر زید کو معاف کر چکی ہے۔ پھر وہ اپنے شوہر کی خوشنودی اور آجکل کے عائلی قوانین کی رو سے ایک سادے نمبر کے سرکاری کاغذ پر بھی لکھ کر دیتی ہے جب اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح سے سادے نمبر سرکاری کاغذ پر لکھ کر دینے سے کوئی فائدہ نہیں تو وہ ایک سادہ اسٹامپ پر بھی دستخط کر کے دیتی ہے اور ساتھ ساتھ ایک رسید بھی بنا کر دے دیتی ہے بیوی عاقل و بالغ پڑھی لکھی ہے میٹرک پاس ہے۔ لیکن بعد میں کسی کے ایماء پر زید کی بیوی زینب وہ سارے کاغذات اپنی سادے کاغذ پر تحریر رسید کا غذ اسٹامپ وغیرہ لے کر اپنے میکے چلے گئی تھی اب زید کے پاس سوائے ان خطوط کے جو کہ زینب نے میکے سے زید کو لکھے تھے اور جن میں زید کو حق مہر معاف کر چکی ہے اور ان اشخاص کے کہ جن کے سامنے زینب مہر معاف کر دینے کا اظہار کرتی رہی ہے یہ تمام لوگ شرع و قانون کی نظر میں ذمہ دار اور عاقل و بالغ ہیں جن کی شہادت صحیح تصور کی جاتی ہے اور کوئی مزید شہادت موجود نہیں اب مسئلہ یہ ہے کہ آیا زینب اپنے اس حق مہر کی جو کہ وہ برضا و رغبت اپنی خوشی سے اپنے شوہر زید کو معاف کر چکی ہے کیا وہ اپنی معاف کردہ رقم حق مہر کے لئے کسی عدالت مجاز میں دعویدار ہو سکتی ہے؟ کیا شرعی و قانونی نکتہ نگاہ سے اس کا یہ دعوی باطل نہیں ہے؟ شرعی لحاظ سے احادیث محمدیہ میں ایسے مسئلہ کا کیا جواب ہے۔ فقط العارض حمید الدین

۷۸۶ الجواب: مہر خالص عورت کا حق ہے اور صاحب حق اپنی خوشی سے معاف کرتی ہے خواہ کل یا اس کا کوئی حصہ تو وہ معاف ہو جاتا ہے۔ لہذا جبکہ عورت نے اپنا مہر معاف کر دیا اور وہ مطالبہ مہر کے حق سے دستبردار ہو گئی۔ تحریراً بھی تقریراً بھی اور جس کے گواہ بھی موجود ہیں تو اب اس کا وہ حق ساقط ہو گیا۔ مہر خواہ معجل ہو یا موجل دونوں کا یہی حکم ہے اور اگر وہ مہر موجل ہے کہ موت یا طلاق پر وصول کرنے کا حق ہے تو جب تک طلاق یا موت واقع نہ ہوا سے مطالبہ کا حق نہیں۔ (عالمگیری، درمختار) حدیث شریف میں ارشاد ہوا کہ اس کی مثال (یعنی کسی کو چیز دے کر واپس لینا ایسی ہے جس طرح کتا قے کر کے چاٹ جاتا ہے) مگر چونکہ ہبہ ایسا تصرف ہے کہ ہبہ کرنے والے پر لازم نہیں اگر ہبہ کر کے واپس ہی لینا ہے تو قاضی اسے واپس نہ لینے پر مجبور نہیں کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

عورت اگر شوہر کے ہاں سے ناحق چلی گئی تو نان ونفقہ کی حقدار نہیں، جبکہ مہر اس کا حق ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس بارے میں کہ: ایک عورت اپنے خاوند کے ہر حکم کی نافرمانی کرتی ہو۔ اور فرمانبردار نہ ہو۔ پردے کے معاملے میں بھی پیچھے ہو جبکہ اس کا خاوند اس کو پردہ کے لئے بھی ہدایت کرتا ہو۔ ضرورت سے زیادہ بدزبانی اور فحش کلامی سے پیش آتی ہو اور آخرکار یہاں تک الفاظ اپنی زبان سے ادا کرے کہ اگر تجھے عورت کی ضرورت ہے تو چکلے میں چلا جا۔ حقوق زوجیت بھی تین مہینے سے ادا کرنے سے قاصر ہو اور اب تین چار ماہ سے اپنے ماموں کے مکان پر اپنی والدہ کے بہکانے پر رہ رہی ہو اپنے خاوند کے مکان پر آنے کے لئے قطعی تیار نہ ہو حالانکہ بذریعہ نوٹس تین مرتبہ اس کو بلایا

گیا۔ ایسی صورت میں آپ شرعی احکام سے آگاہ فرمائیں کہ

۱۔ کیا اس عورت کا خاوند اس کو طلاق دے سکتا ہے یا نہیں؟　۲۔ کیا وہ عورت اپنے خاوند سے نفقہ لے سکتی ہے یا نہیں؟

۳۔ کیا وہ عورت اپنا زرمہر لے سکتی ہے یا نہیں؟　جواب کا طالب صادق عرف جمیل

۷۸۶ الجواب: ۱۔ ایسی نافرمانبردار و بدزبان کو خاوند طلاق دے سکتا ہے۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ عورت شوہر کے ہاں سے ناحق چلی گئی تو نان نفقہ نہیں پائے گی جب تک کہ واپس نہ آئے۔ (درالمختار۔ ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ اگر شوہر اس عورت سے ہم بستری کر چکا ہے تو عورت کا حق مہر لازم ہو گیا۔ شوہر کو زرمہر ادا کرنا ہوگا جبکہ عورت کی جانب سے مطالبہ پایا جائے ہاں اگر وہ معاف کر دے تو معاف ہو جائے گا۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۴ھ

نکاح میں اگر مہر کا ذکر نہ ہو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ: اگر نکاح میں مہر کا ذکر نہ کیا گیا ہو تو وہ نکاح منعقد ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ہے؟　مرزا عبدالرشید بیگ، پختہ قلعہ

۷۸۶ الجواب: یہاں دو چیزیں ہیں۔ ایک نفس مہر۔ دوسرا تعین مہر۔ نکاح کے لئے مہر لازم ہے یعنی مہر کا ذکر نکاح میں ہو یا نہ ہو بلکہ مہر کی نفی شرط کر دی ہو جب بھی مہر دینا لازم آئے گا اور نکاح درست ہوگا۔ اور تعین مہر نکاح کے لئے کچھ ضروری نہیں اگر تعین مہر نہ ہوگی تو مہر مثلی دینا ہوگا۔ (درالمختار، عالمگیری) بہرصورت نکاح کے انعقاد میں کوئی شبہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

ناشزہ عورت خرچ کی حقدار نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ناکح کی منکوحہ نے اپنا کل مہر پانچ سو روپے وصول کر لیا ہے اور پھر وہ اپنے شوہر کے گھر آنے سے انکار کرتی ہے تو کیا اس کا عذر شرع کے مطابق جائز ہے یا ناجائز؟

فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: سائل یہ بتائے کہ کل کتنا مہر مقرر کیا گیا تھا اس میں کتنا موجل اور کتنا معجل تھا تاکہ جواب دیا جائے؟

(جواب، کل مہر پانچ سو روپیہ ہی تھا)

۷۸۶ الجواب: جبکہ کل مہر پانچ سو روپے تھا اور عورت اس کو وصول کر چکی تو اب اسے شوہر کے گھر آنے سے انکار کا کوئی حق نہیں۔ اگر شوہر کے گھر نہ آئے گی۔ ناشزہ نافرمان قرار دی جائے گی اور نان نفقہ کی بھی حقدار نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مہر ادا کر کے واپس لینا ظلم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنا عقد مسمات ہندہ سے اس طرح کیا کہ بالعوض مبلغ ۲۵۰۰=/ڈھائی ہزار روپے مہر معجّل اور ۲۵۰۰=/ڈھائی ہزار روپے مہر مؤجل کے، اور زید نے مہر معجّل کی رقم ۲۵۰۰ روپے عقد کے فوراً بعد ہی ادا کر دی اور مہر مؤجل باقی ہے لیکن زید بضد ہے کہ جو مہر معجّل ادا کیا ہے وہ واپس کیا جائے اور مسمات مذکورہ مہر معجّل واپس کرنے کو تیار نہیں ہے۔ ایسی صورت میں اگر جبریہ طور پر مہر کی واپسی ہوگئی تو نکاح کے متعلق احکام خداوندی کیا ہیں؟ کیا نکاح باقی رہے گا یا منسوخ ہو جائے گا؟ فتویٰ شرعی سے مطلع فرمائیں۔

عبداللطیف اور خلیل الرحمٰن، ساکن ٹنڈو الہ یار اسٹیشن روڈ

۷۸۶ الجواب: مہر خالص عورت کا حق ہے جو شوہر پر دین (قرض) ہے اور جسے خوشی سے ادا کرنے کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً (النساء:4) عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے ادا کرو۔ لہٰذا مہر معجّل جو ادا کیا گیا وہ ایک حق تھا جو صاحب حق کو دیا گیا اب اسے دینے کے بعد واپس لینے کے متعلق بھی حکم قرآنی سن لیجئے وَّاٰتَیْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا ۝ (النساء:20) تم عورتوں کو ڈھیروں مال دے چکے ہو تو اس میں کچھ واپس نہ لو کیا اسے واپس لو گے جھوٹ باندھ کر اور کھلا گناہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ زبردستی مہر کا کوئی حصہ واپس لینا ظلم اور کھلا گناہ ہے لیکن اس ظلم کے باوجود نکاح باقی رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۱ صفر ۱۳۸۸ھ

مہر کی اقسام

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: عورت کا ہم بستری سے پہلے کے وقت جو مہر ادا کیا جاتا ہے اس کا کیا نام ہے۔ اور طلاق کے وقت جو مہر ادا کیا جاتا ہے اس کا نام کیا ہے؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: شریعت مطہرہ میں مہر کی تین قسمیں ہیں۔

پہلا معجّل کہ رخصتی یا خلوت سے پہلے دینا قرار پایا ہو۔ اس کے لئے عورت کو اختیار ہے کہ جب تک وصول نہ کرے رخصت نہ ہو اور اگر رخصت ہوگئی تو اسے اب بھی اختیار ہے کہ جب چاہے مطالبہ کر لے اور اس کے وصول تک شوہر کو اپنے نفس سے روک لے اگرچہ رخصت کو بیس برس گزر جائیں۔

دوسرا مؤجل جس کی میعاد قرار پائی ہو کہ دس برس یا بیس برس یا پانچ دن کے بعد ادا کیا جائے گا جب تک وہ میعاد نہ گزر لے عورت کو مطالبہ کا حق نہیں۔

تیسرا مؤخر نہ پیشگی کی شرط ٹھہری نہ کوئی میعاد مقرر کی گئی اس میں تاوقتیکہ موت یا طلاق واقع نہ ہولے عورت کو مطالبہ کا اختیار نہیں ہاں اگر کسی قوم یا شہر کا رواج عام ہو کہ اگرچہ صراحۃً ذکر نہ کریں مگر کچھ نہ کچھ پیشگی دینا ہوتا ہے تو اتنا ہی مہر معجّل قرار پائے

گا باقی بدستور موَجل یا موَخر۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ربیع الاول شریف ۱۳۸۸ھ

زمانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں مہر کی مقدار

سوال: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت میں مہر نکاح میں کیا مقرر کیا جاتا تھا؟

سائل: سید مخدوم حسین ولد سید جعفر حسین شاہ، حیدرآباد

۷۸٦ **الجواب:** مہر کی شرعی کوئی مقدار مقرر نہیں صرف کمی کی طرف حد معین ہے کہ دس درہم یعنی تقریباً دو روپے تیرہ آنے بھر کی چاندی کی قیمت سے کم نہ ہو اور یہ بھی نہایت فقیر شخص کے لئے ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ جس طرح باندھا جائے گا لازم آئے گا ازواج مطہرات کے مہر بھی یکساں نہ تھے کسی کا کم کسی کا زیادہ تھا۔ پانچ سو درہم کی چاندی کا وزن تقریباً ایک سو اکتالیس تولہ چاندی ہوئی، اس کی قیمت مقرر کریں۔ تو یہ کم سے کم مہر مصطفوی ہوا۔ البتہ پانچ سو درہم سے کم کسی کا مہر نہ تھا۔ اور حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر چار سو مثقال چاندی تھا یعنی ایک سو ساٹھ روپے بھر چاندی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ر محرم الحرام ۱۳۸۸ھ

(نوٹ: ۲۰۰٦ء میں ایک سو اکتالیس تولہ چاندی کی قیمت، ایک سو ساٹھ فی تولہ کے حساب سے Rs.225,60/= ہوتی ہے۔ اور مہر فاطمی کی قیمت Rs.25,600/= ہوتی ہے۔ (احمد میاں برکاتی، مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الجہیز

شوہر کی جانب سے جو دیا گیا وہ رواج کے تابع ہوگا

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، بعد سلام عرض یہ ہے کہ: ایک بیوہ عورت نکاح کرتی ہے۔ شوہر نکاح کے وقت زیور کپڑا چڑھاتا ہے۔ نکاح کے ایک ماہ بعد میاں بیوی میں فتنہ فساد طول پکڑ جاتا ہے کہ عدالت کچہری کی نوبت پہنچ جاتی ہے جہاں سات سال کے بعد لڑکی کے حق میں عدالت سے فیصلہ ہوتا ہے نان نفقہ عدالت خرچ وغیرہ وغیرہ، شوہر بارہ تیرہ برس سے نہ نان نفقہ دیتا ہے نہ کوئی پیسہ دیتا ہے اور پیسے دینے کی وجہ سے لڑکی کے باپ پر دو تین جھوٹے مقدمے کر رکھے ہیں مقدمہ چلتے چلتے بارہ تیرہ برس گزر گئے۔ اب راضی نامے کے لئے لوگوں اور وکیل وغیرہ سے کہلواتا ہے بات چلتی ہے تو زیور یا اس کی رقم مانگتا ہے زیور یا اس کی رقم دلوا دو تو میں سارے مقدمے ختم کر دوں گا۔ چڑھایا ہوا زیور لڑکے کا ہوا یا لڑکی کا ہوا؟ اس کے لئے فیصلہ صادر فرمائیں۔ السائل سیّد باسط علی، پریٹ آباد

۷۸۶ الجواب: شوہر کے ہاں سے جو کچھ چڑھایا گیا تھا، اس میں رواج کو دیکھا جائے گا۔ اگر رواج یہ ہو کہ عورت ہی اس کی مالک سمجھی جاتی ہے تو وہ عورت کی ملکیت ہو گیا۔ اور اگر عورت مالک نہیں سمجھی جاتی تو وہ جس نے چڑھایا اسی کی ملکیت ہے۔ جبکہ جو کچھ کپڑا زیور برتن وغیرہ عورت کے جہیز میں ملا تھا اس کی مالک خاص عورت ہے۔ اس میں کسی کا حق نہیں۔ (ردالمحتار، فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

جہیز کا مالک کون ہوتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ: محترمہ نسیم منکوحہ علی محمد دوران زچگی انتقال کر گئی اور اس کی کوئی اولاد نہیں ہے علی محمد صاحب نے دوسرا نکاح کر لیا ہے جبکہ شوہر نے اس کا مہر اس کی زندگی ہی میں ادا کر دیا تھا۔ موجودہ وقت میں نسیم کے والدین اس جہیز کا مطالبہ کر رہے ہیں جو نکاح کے وقت نسیم کے والدین نے دیا تھا شریعت کے موافق بتایا جائے کہ کیا اس کے والدین جہیز طلب کرنے کے حق دار ہیں؟ کیا والدین کو جہیز واپس کر دیا جائے یا نہیں؟

السائل عبدالغفور، فورمین یونٹ نمبر ۱۱ لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: جہیز ہمارے اطراف میں عرف عام کے تحت خاص ملک زوجہ ہوتا ہے جس میں شوہر کا کوئی حق نہیں۔ طلاق ہوئی تو کل لے لے گی اور مر گئی تو اس کے ورثاء پر تقسیم ہوگا اور بحیثیت وارث شوہر بھی اپنا حصہ پائے گا۔ صورت مسئولہ

میں جبکہ متوفی نے کوئی اولا دنہیں چھوڑی تو اس کے جہیز کا نصف حصہ شوہر کا ہے اور باقی اس کے دوسرے ورثہ کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ شوال ۱۴۰۰ھ

جہیز ونفقہ کے چند مسائل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: احمد وذیشان کی شادی خالصتاً دینی بنیاد پر ہوئی اگر چہ ان کے والدین دومختلف صوبوں دومختلف شعبوں (ذاتوں) دومختلف رسم ورواج رکھنے والے خاندانوں سے ہیں۔ دونوں کے والدین حنفی العقیدہ، صوم وصلوٰۃ کے پابند، نفاذ اسلام کے داعی ہیں۔ ایک برگزیدہ ہستی کی سفارش پر رشتہ طے ہوا۔ شرائط اتباع قرآن وسنت۔ تمام خاندانی رسومات طور طریقہ کے ترک کا اقرار ہوا۔

شادی ۲۳ ستمبر ۱۹۷۷ء کو ہوئی نکاح بھی انہی برگزیدہ بزرگ نے پڑھایا۔ مہر، ان ہی کے ایما پر =/10,125 روپیہ عند الطلب مقرر ہوا۔

احمد نے اوائل ستمبر ۱۹۷۸ء میں اپنی والدہ کی طرف سے ذیشان کے علاج معالجہ تیمارداری میں عدم توجہ کی بنا پر، بہتر تیمارداری وآرام کی غرض سے اس کے میکے پہنچا دیا۔ بے حد کمزور، سخت علیل اور استقامت کے خطرات سے دوچار، غالباً اس کی زیست سے زیادہ پرامید نہ تھے۔

احمد نے اپنی والدہ اور والد کی موجودگی میں اپنے گھر میں بیٹھ کر ذیشان کو ۱۰.۱۲.۱۹۷۸ء کو تین بار طلاق دے دی۔ جبکہ ذیشان اوائل ستمبر سے ہی میکے میں تھی۔ جس کا تحقیق وتصدیق پر بعد میں تحریری اقرار واعتراف جرم بھی۔ مذکورہ بالا بزرگ سے نان نفقہ، مہر، ڈلیوری اخراجات دینے کے متعدد حتمی وعدے مگر ادائیگی سے قاصر۔ صرف زبانی آمادگی پر اکتفا۔ تاحال یہی پوزیشن ہے۔ اوائل ستمبر ۷۸ء تمام اخراجات کا بار ذیشان کے والدین پر ڈالا گیا جن کو دوقیمتی جانوں کو بچانے کے لئے برداشت کرنا پڑا۔ احمد کی اپنی تنخواہ ایک ہزار روپیہ ماہوار ہے اور اس کے والد اچھی معقول زیست رکھتے ہیں۔ میکہ پہنچانے سے قبل ہی بیشتر قیمتی وطلائی زیورات اور تمام ملبوسات جو شادی پر چڑھائے گئے تھے لے کر رکھ لئے تھے۔ موت وزیست کی کشمکش میں مبتلا مریض کو کیا اعتراض ہوتا غمزدہ۔ مسلسل علیل وکمزور مطلقہ کی ڈلیوری بھی بڑے آپریشن کے ذریعے کرائی گئی۔ بچی تولد ہوئی۔ اب احمد کے والدان چار معمولی طلائی زیورات کی جن کا وزن بہ مشکل دوتولہ ہوگا۔ واپسی کا مطالبہ کرتے ہیں جو وقت روانگی اس کے بدن پر تھے اور پہنے چلی آئی تھی۔ وہ اس وقت اتار نہ سکے تھے۔ ان کا استدلال ہے کہ ان کے خاندان میں گھر کا بڑا ہی چیز کا مالک ہوتا ہے۔ لڑکی کی ملک کچھ نہیں ہوتا۔ وہ واپس لینے کا حق رکھتے ہیں۔ شادی غیر خاندان میں ہوئی۔ خالصتاً دینی بنیاد نہ کہ ان کے اپنے خاندان میں خاندانی بنیاد پر اتباع قرآن وسنت، خاندانی طور طریقہ ترک رسومات کی شرط پر۔ فرائض قرآنی (مہر وغیرہ) کی ادائیگی سے مجتنب اپنے خاندانی طریق منوانے پر مصر۔ شریعت مطہرہ۔ کیا فتویٰ صادر فرماتی ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں اور مذکورہ بالا حالات میں مطلقہ اور احمد کے والد کے حقوق، شریعت کس طرح متعین کرتی ہے؟ رہنمائی فرمائیں۔ مسعود علی ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر، معرفت صدیقی الیکٹرک انجینئرنگ ورکس، چاندنی چوک، ٹنڈو محمد خان

۷۸۶الجواب: حالات مذکورہ بالا میں شرعاً تصفیہ کی صورت یہ ہے کہ

۱۔ جو مہر باہمی رضامندی سے قرار پایا تھا وہ خالصتاً عورت کا ہے اور تمام مہر کا ادا کرنا شوہر پر لازم ہے۔ درمختار میں ہے قال فی البدائع و اذا تاكد المهر بما ذكر لا يسقط بعد ذلك۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جو کچھ زیور کپڑا برتن وغیرہ عورت کو جہیز میں ملا تھا، اس کی مالک خاص عورت ہے۔ جس میں شوہر کا کچھ حق نہیں۔ طلاق ہوئی ہے تو کل لے لے گی۔ ردالمحتار میں ہے كل احد يعلم ان الجهاز للمرأة اذا طلقها تاخذه كله۔ واللہ اعلم

۳۔ شوہر کے یہاں سے جو کچھ زیور گہنا جوڑا وغیرہ جو چڑھاوے میں عورت کو دیا جاتا ہے، اس میں حکم شرعی کا مدار عرف عام اور ان بلاد کے رواج پر ہے۔ اگر رواج یہ ہو کہ عورت ہی اس کی مالک سمجھی جاتی ہے تو وہ بھی عورت کی ملک ہو گیا اور اگر عورت مالک نہیں سمجھی جاتی ہے تو وہ جس نے چڑھایا تھا اسی کی ملک ہے۔ خواہ شوہر ہو یا اس کے ماں باپ۔ البتہ ہمارے یہاں شرفاء کا عرف رواج ظاہر یہی ہے کہ دلہن کا گہنا زیور جوڑا جو بری میں دیا جاتا ہے اس میں تملیک یعنی عورت کی ملکیت مقصود ہوتی ہے لہٰذا بعد رخصت واپس لینا معیوب، اور لعن طعن کا موجب جانتے ہیں اور اگر لے لیں تو طعنہ زن یہ ہی کہتے ہیں کہ دے کر پھر لے لیا صرف دکھانے کو دیا تھا، جب دلہن گھر آ گئی چھین لیا یعنی ان کے رسم و رواج کے خلاف ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ جو زیور شوہر نے بعد نکاح عورت کو بنوایا اگر عورت کو تملیک کر دی تھی یعنی یہ کہہ دیا تھا کہ میں نے یہ زیور تجھے دے ڈالا تجھے اس کا مالک کر دیا اور قبضہ عورت کا ہو گیا تو یہ زیور بھی ملک زن ہو گیا۔ اور اگر کہا کہ تجھے پہننے کو دیا تو شوہر کی ملک رہا اور اگر کچھ نہ کہا تو اس کے خاندان کا غالب اور عام رواج دیکھیں گے (۔فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ عورت شوہر کے یہاں بیمار ہوئی اور شوہر نے اس کے والدین کے گھر پہنچا دیا تو وہ نفقہ کی مستحق ہے۔ طلاق سے پہلی والی مدت کا بھی اور ایام عدت کا بھی اور اس نفقہ میں بھی اگر مرد و عورت دونوں مالدار ہوں تو نفقہ مالدار کا سا ہو گا ورنہ متوسط درجہ کا (خانیہ، درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۶۔ یوں ہی ظاہر یہ ہے کہ بچہ کی پیدائش کے مصارف بھی شوہر کے ذمہ ہیں (بحرالرائق وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۷۔ ماں کی پرورش میں بچہ ہو تو وہ اس کا بھی حق لے سکتی ہے اور دودھ پلانے کی اجرت اور بچہ کا نفقہ بھی (درمختار) واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

بیوہ کی عدت

سوال: عزیزی محمد حنیف ولد نور محمد نابالغہ کا عقد عزیزہ سلمہ نابالغہ بنت شبراتی کے ساتھ ہوا تھا۔ اور اس کے بعد رخصتی نہیں ہوئی۔ اور اسی اثناء میں حادثہ در پیش آیا۔ جس میں عزیزی محمد حنیف کا انتقال ہو گیا۔ اب عزیزہ سلمہ کے اوپر عدت کے دن گزارنا واجب ہیں یا نہیں؟ شبراتی کوارٹر C/1342 لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۱، حیدر آباد

۷۸۶الجواب: وفات شوہر کی عدت، جبکہ عورت حاملہ نہ ہو، مطلقاً چار مہینے دس دن ہے۔ خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ۔ مدخولہ ہو

یا غیر مدخولہ۔ درمختار میں ہے والعدة للموت اربعة اشهر و عشرا مطلقا وطئت اولا ولو صغيرة۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۸ رجب ۱۳۹۹ھ

جہیز سب عورت کا ہے

سوال: عزیزہ سلمہ کو جو بھی جہیز ان کے والدین کی جانب سے دیا گیا۔ اس جہیز کی واپسی کی عزیزہ سلمہ حقدار ہے یا نہیں؟ اور جو زیور کپڑا وغیرہ لڑکے کے والدین کی جانب سے عزیزہ سلمہ کو بطور چڑھاوا دیا گیا، اس کی واپسی عزیزہ سلمہ پر واجب ہے یا نہیں؟ یا کہ وہ اس کی حقدار اب بھی ہے یا نہیں؟　　فقط ایک سائل شبراتی

۷۸۶ الجواب: جہیز تو سب عورت کا ہے۔ اس میں کسی کا حق نہیں۔ ردالمحتار میں ہے کل احد يعلم ان الجهاز ملك المرأة لا حق لاحد فيه۔ اور چڑھاوے کا اگر عورت کو مالک کر دیا تھا خواہ صراحۃً کہہ دیا تھا کہ ہم نے تجھے اس کا مالک کیا۔ یا وہاں کے رسم ورواج سے ثابت ہو کہ تملیک ہی کے طور پر دیتے ہیں (اور جو دیتے ہیں اس کا عورت کو مالک کر دیتے ہیں) جب تو وہ بھی عورت ہی کی ملک ہے ورنہ جس نے چڑھایا اس کی ملک ہے۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۸ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

جہیز کے مالک لڑکی والے ہیں یا سسرال والے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: آیا جہیز کے مالک لڑکی والے ہیں یا سسرال والے؟

السائل حامد، مورخہ ۱۴ صفر المظفر ۱۳۷۹ھ

۷۸۷ الجواب: جو کچھ زیور کپڑا برتن وغیرہ عورت کو جہیز میں ملا تھا اس کی مالک خاص عورت ہے۔ اس میں کسی کا کوئی حق نہیں۔ ردالمحتار میں ہے کل احد يعلم ان الجهاز ملك المرءة لا حق لاحد فيه۔ اسی لئے اگر طلاق ہوئی تو کل لے لے گی اور اگر مر گئی تو اسی کے ورثہ پر تقسیم ہوگا۔ اسی میں ہے اذا طلقها تاخذه كله واذا ماتت يورث عنها۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۸ صفر المظفر ۱۳۷۹ھ

جو کچھ عورت کے قبضہ میں دیدیا وہ اسی کا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ زید کی شادی ہندہ کے ساتھ عرصہ ہوا ہوئی تھی۔ اس دوران میں کچھ معاملات درپیش ہوگئے، جو طے ہوتے رہے اور آمد جامد رہی۔ پھر کچھ عرصہ بعد نزاع درپیش ہوگیا اور مسماۃ مذکورہ اپنے میکہ میں کافی عرصے سکونت پذیر رہی اور اب ایک ماہ کچھ دن کا عرصہ ہوا زید کا انتقال ہوگیا مسماۃ مذکورہ اپنے میکے میں عدت کے دن گزار رہی ہے لیکن اب اور نہ پہلے کوئی کفالت مسماۃ مذکورہ کی نہیں کی۔

۲۔ مسماۃ مذکورہ یعنی ہندہ کا زر مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ عند الطلب ہے کہ جو معاف نہیں کیا گیا اور مبلغ بیس روپیہ ماہوار نان نفقہ

تحریر ہے کہ جس کا اسٹامپ مع شرائط کے ہمراہ تحریر ہوا۔ اور جو زیور نقرئی وطلائی مسماۃ ہندہ کو زید نے حسن خدمت میں چڑھایا تھا اسٹامپ میں مسماۃ مذکورہ کو مالک تصور کیا گیا۔ زید کے نطفہ اور مسماۃ ہندہ کی جنس سے ایک لڑکا بعمر چار سال بفضلہٖ حیات ہے کہ جس کی کفالت مسماۃ مذکورہ کے میکے والے اب تک کر رہے ہیں۔

۳۔ یہ کہ بعد نزاع کے زید نے بشمول اپنے حقیقی والد کے ایک اسٹامپ مزید تحریر کیا کہ جس میں تحریر ہے کہ زر مہر زید کے والد کی سروس سے دینی مہر میں مسماۃ مذکورہ کو ادا کیا جائے گا یعنی زید کے باپ کے فنڈ سے۔ لہٰذا التجا یہ ہے کہ حسب شرع شریعت جو حکم ہو فتویٰ تحریر فرمایا جائے؟ مسماۃ رفیقن والدہ سلمہ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جو کچھ چڑھاوا شوہر کے یہاں سے گیا تھا اور زید نے بذریعہ تحریر اسٹامپ پر ہندہ کو اس کا مالک تسلیم کر لیا تھا تو یہ زیور ہندہ کی ملک ہو گیا جبکہ ہندہ نے اس پر قبضہ بھی کر لیا تھا۔ اب اس زیور وغیرہ میں جو عورت کی ملک قرار دیا جا چکا تھا وراثت جاری نہ ہوگی۔ ہندہ کا مہر ذمہ شوہر ہے اور یہ کہ اس مہر کی ضمانت زید کے والد نے کر لی تھی تو اب جب بھی فنڈ کا روپیہ وصول ہوگا وہ اپنا قرض اس فنڈ سے پائے گی جیسا کہ اسٹامپ میں مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ

تحائف میں سے کونسی چیز دلہن کی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ: شادی بیاہ کے موقع پر لڑکی کو جو تحفہ تحائف دیئے جاتے ہیں مثلاً زیور بری کا جوڑا، اور نتھ وغیرہ لڑکے کی جانب سے شوہر کے انتقال کے بعد شرعاً وہ مال کس کی ملکیت قرار دیا جائے گا؟

سید لطیف علی، مورخہ یکم جولائی ۱۹۶۴ء

۷۸۶ الجواب: دلہن کا گہنا جوڑا وغیرہ تحائف جو بری وغیرہ میں دیا جاتا ہے اگر عرف میں اس میں تملیک مقصود ہوتی ہو تو وہ زیور بہ قبضۂ منکوحہ، ملک منکوحہ ہوگا۔ ہمارے یہاں شرفاء کا عرف ظاہر یہی ہے جیسے شکر میوہ عطر تیل پھل وغیرہ میں یہی رواج ہے۔ لہٰذا بعد رخصت اس کے واپسی لینے کو سخت معیوب و موجب طعن جانتے ہیں۔ ہاں جہاں یہ رواج نہ ہو تملیک مقصود نہیں ہوتا ہے بلکہ صرف پہنانے برتنے کے لئے بھیجا جاتا ہے اور پہنانے والوں کی ہی ملک سمجھا جاتا ہے وہاں دلہن کی ملک نہیں۔ ایک عاریت ہے اور بدستور ملک والدین زوج پر ہے۔ منکوحہ کا اس میں کچھ حق نہیں۔ (فتاوی رضویہ۔) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ

لڑکے والوں کی طرف سے دیا گیا زیور وغیرہ رواج کے تابع ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی شادی عرصہ ہوا ہندہ سے ہوئی اس عرصہ میں دو یا تین مہینے فریقین خوش وخرم رہے بعد ازاں زید نے ہندہ کو مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا اور ایک مہینے بعد زید نے بنام ہندہ طلاق نامہ بذریعہ رجسٹری بھیج دیا چنانچہ عرصہ پانچ ماہ سے ہندہ اپنے والدین کے مکان پر سکونت پذیر ہے۔ دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ

بوقت نکاح جو زیورات ہندہ کو بطور چڑہاوے کے پہنائے گئے تھے اور ذرائع پر پانچ سو روپیہ بوقت تعین ہوتا ہے اور جہیز پارچہ جات ظروف وغیرہ اور میکے والے زیورات اور خرچ ایام عدت اور نان نفقہ کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

السائل عبداللطیف

۷۸۶ الجواب: جہیز کا زیور اور پارچہ جات اور وہ جہیز جو بیٹی کے ماں باپ اسے دیتے ہیں وہ پورا کا پورا لڑکی کی ملکیت ہے دوسرے کا اس میں کچھ حق نہیں، اسی طرح مہر خاص عورت کا حق ہے اور شوہر پر دین اور قرض ہے بحالت جدائی وطلاق وہ پوری رقم مہر کی حقدار ہے اور دلہن کا گہنا جوڑا جو بری میں جاتا ہے اگر وہ لڑکی کو دیا جاتا ہے تو قبضہ کے بعد یہ بھی عورت کی ملکیت ہو گیا ہاں جہاں یہ دستور ہو کہ گہنا جوڑا صرف پہنانے کے لئے بھیجا جاتا اور پہنانے والوں کی ملک سمجھا جاتا ہو وہاں دلہن کی ملک نہیں ایک روایت ہے کہ موجود ہو تو اس کا لوٹانا، جائز وحلال ہے اور وہ زیور کہ زوج کے والدین اپنی بہو کے پہننے برتنے کو بنا دیتے ہیں اور کسی طرح عورت کو مالک بنا دینا مقصود نہیں ہوتا وہ بدستور والدین زن کی ملک پر ہے، بہو کا اس میں کچھ حق نہیں ہے (ھکذا فی ردالمحتار، فتاوی رضویہ) اور جس عورت کو طلاق دے دی گئی وہ بہر حال عدت میں نفقہ پائے گی اور یہ شوہر پر لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم　العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۸ ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ

حق پرورش، جہیز اور بری کے زیور وغیرہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میری بچی کی شادی عرصہ ۵ سال پہلے مختیار ولد ھودو خان گاؤں کھپرو میں ہوئی تھی۔ میرے داماد کا نام مختیار ولد ھودو خان ہے جو کہ کھپرو میں رہتا ہے اور میری بچی کو بہت پریشان کیا ہوا ہے۔ ابھی میری بچی کو مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا میری بچی کے دو بچے ہیں ایک بچے کی عمر ا سال ہے اور دوسرے بچے کی عمر ۳ سال ہے جو کہ ان کا والد چھین کر لے گیا ہے۔ اب بچی گھر سے نکال دی ہے اور سب جہیز زیورات رکھ لئے ہیں۔ مہربانی فرما کر فتویٰ دیں کہ نابالغ بچوں، زیور اور جہیز پر کس کا حق ہے۔　قمر دین خان ولد یوسف خان، ضلع سانگھڑ، سندھ

۷۸۶ الجواب: بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو۔ ہاں اگر ماں کا چال چلن واقعی قابل اطمینان نہ ہو وہ بچہ کی پرورش پر توجہ نہ دیتی ہو یا وہ بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لے تو اس کا حق پرورش جاتا رہتا ہے۔ پھر یہ حق پرورش بھی اسے اس وقت تک حاصل ہے کہ بچہ اس کا محتاج ہو۔ جب اسے حاجت نہ رہے یعنی اپنے آپ کھانے، پینے، پہننے اور استنجاء کرنے لگے اور اس کی مقدار لڑکے کے لئے سات برس کی عمر ہے۔ یا لڑکی ہو تو حد شہوت تک پہنچ جائے اور اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے۔ اس عمر کے بعد اس کے لئے حق پرورش نہیں رہتا اور پہلی صورت میں کہ مثلاً عورت پوری توجہ سے پرورش نہ کر پائے۔ بچہ ناسمجھی کی حد تک پہنچنے سے قبل ماں کے پاس رہے گا۔ جب کچھ سمجھنے لگے تو ماں سے جدا کر لیا جائے گا۔ بچہ ماں کو دیکھ وہی عادتیں اختیار کرتا ہے جو اس کی ماں کی ہیں۔ (عالمگیری درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جہیز کا جو سامان عورت کو اپنے ماں باپ سے ملا وہ خاص اسی کی ملکیت ہے۔ کسی اور کا اس پر کوئی حق نہیں۔ طلاق ہو گی تو وہ اپنا کل سامان واپس لے گی۔ فوت ہو گی تو جہیز کا سارا سامان اس کے ورثہ میں تقسیم ہو گا۔ ہاں جہیز کا جو سامان بنام دوسروں

کے آتا ہے جیسے ہمارے علاقوں میں پہناونی کے جوڑے یا دولہا کا جوڑا۔ وہ عورت واپس نہیں لے سکتی کہ جس کا تھا اسے دے دیا گیا۔ مہر بھی اس صورت میں پورا پائے گی۔ شوہر کو ادا کرنے پڑے گا اور جو زیور وغیرہ لڑکے والوں کی طرف سے عورت کو دیا گیا اس میں رواج دیکھا جائے گا۔ اگر وہ لڑکے والوں کی ملک سمجھا جاتا ہے تو اسے وہ روک سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ (درمختار، فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

جہیز، بہو کو دیا جانے والا مال

سوال: بخدمت جناب حضرت قبلہ مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

جناب عالی گزارش یہ ہے کہ مطلقہ عورت کے لئے ان حقوق کے متعلق جو کہ اسلام اور شریعت محمدی کے موجب حاصل ہوں مہربانی فرما کر فتویٰ صادر فرما دیجئے کہ کیا وہ عورت طلاق لینے کے بعد اپنے اس طلاق دینے والے خاوند سے حق مہر کے علاوہ اور کچھ حاصل کر سکتی ہے؟

۱۔ کیا اس عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ تمام طلائی زیورات جو اس کے خاوند نے شادی کی رات سے لے کر یا بعد میں اس کو بنوا کر پہنائے ہوں اور یہ کہا ہو کہ ان تمام تر زیورات کی مالکہ تم ہو۔ وہ اسے اس طلاق دینے والے خاوند سے لے سکتی ہے۔ ساتھ ہی وہ تمام پہننے کے کپڑے سلے یا بغیر سلے اور دوسرے تمام سامان؟

۲۔ وہ تمام تحائف جو اسے شادی کی رات یا بعد میں اپنے عزیز داروں سے یا اپنے سسرال والوں سے ملے ہوں، کیا وہ سب واپس لینے کا حق رکھتی ہے؟

۳۔ کیا وہ تمام جہیز جو اسے اپنے میکے والوں سے ملا ہو وہ بھی واپس مل سکتا ہے۔ کیا وہ مانگ سکتی ہے؟

۴۔ جس وقت عدت میں ہوگی وہ نان ونفقہ مانگ سکتی ہے یا نہیں؟

۵۔ حق مہر یا مذکورہ سامان لینے کے لئے کوئی مدت مقرر تو نہیں۔ یا وقت کی کوئی قید تو نہیں؟

زیادہ عرض یہ ہے کہ خصوصاً سندھ میں یہ اصول رہا ہے بلکہ رسم رواج میں شامل ہے کہ اپنی ہونے والی بیوی کو شادی کی رات سے لے کر جو عرصہ بھی وہ ان کے یہاں رہی ہو اس دوران جو بھی طلائی زیورات بیوی کو پہنایا ہو وہ اس کی اصل مالکہ کہلواتی ہے اور شریف آدمی اس سے قطعی واپس نہیں مانگتا۔

جناب عالی عرض یہ ہے کہ میری بچی کو طلاق ہوئی ہے۔ چھوڑتے وقت اس کے میاں نے صرف دو جوڑے کپڑوں کے۔ ایک تن پر تھا اور ایک عدد تھیلے میں تھا۔ خود آکر میرے گھر کی سیڑھیوں کے نیچے سے ہی چھوڑ کر چلا گیا اور تین روز بعد کسی وکیل کی معرفت بذریعہ رجسٹری میری بچی کے نام طلاق نامہ بھجوا دیا ہے۔ فقط غلام قادر شیخ

۷۸۶ الجواب: ۱۔ جہیز ہمارے ان علاقوں اور شہروں میں، تمام عوام وخواص کے نزدیک ملک زوجہ ہوتا ہے، جس میں شوہر کا کوئی حق نہیں۔ طلاق ہوئی تو مال تمام وکمال از قسم زیورات واسباب خانہ داری و پارچہ جات، کل لے گی اور مرگئی تو اسی

کے ورثہ پر تقسیم ہوگا۔ ردالمحتار میں ہے کل احد یعلم ان الجهاز للمرأة اذا طلقها تاخذه کله و اذاماتت یورث عنها۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ دولہن کا گہنا جوڑا جو بری میں جاتا ہے اگر صراحۃً یا بطور رسم ورواج اس میں بھی تملیک زوجہ یعنی زوجہ کو مالک کردینا ہی مقصود ہوتا ہے جیسے عطر پھلیل سرخی پاؤڈر وغیرہ سامان آرائش عروسہ۔ تو وہ بھی قبضہ منکوحہ کے بعد، منکوحہ ہی کی ملک ہوگا۔ ہمارے شرفاء میں یہی معمول ہے لہٰذا بعد رخصت اس کے واپس لینے کو سخت معیوب اور لعن طعن کا موجب جانتے ہیں اور اگر لڑکے والے، رخصتی کے بعد لے لیں تو طعنہ زن یہی کہتے ہیں کہ دے کر پھیر لیا یا صرف دکھانے کو دیا تھا جب دولہن آ گئی تو چھین لیا یعنی یہ ان کی رسم اور معمول کے خلاف ہے تو اس کے لئے بعینہ وہی حکم ہے کہ اب وہ واپس نہیں لے سکتے کہ وہ ہدیہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ زیور وغیرہ کہ شوہر کے والدین اپنی بہو کو پہننے برتنے کو دیتے ہیں اور صراحۃً یا رواجاً یا عرفاً کسی طرح مالک کردینا مقصود نہیں ہوتا وہ بدستور والدین کی ملک ہے۔ دلہن کا اس میں کوئی حق نہیں اور اگر رواج میں یہ ہو کہ جو کچھ چڑھاوا شوہر کے یہاں سے جائے عورت ہی اس کی مالک سمجھی جاتی ہے تو وہ بھی عورت کی ملک ہوگیا خواہ شوہر دینے والا ہو یا اس کے والد یا والدہ۔ یوہیں جو زیور شوہر نے بعد نکاح بنوایا اگر عورت کو تملیک کردی تھی یعنی یہ کہہ دیا تھا کہ میں نے یہ زیور تجھے دے ڈالا تجھے اس کا مالک کردیا اور قبضہ بھی عورت کا ہوگیا تو یہ زیور بھی عورت کی ملک ہوگیا اور اگر صراحۃً کہہ دیا تھا کہ تجھے پہننے کو دیا تو شوہر کی ملک رہا اور اگر کچھ نہ کہا تو رواج دیکھا جائے گا۔ اگر اس طرح زیور بنادینے کو عورت کی تملیک سمجھتے ہیں جیسا کہ سائل کا بیان ہے تو قبضہ کے بعد عورت مالک ہوگی ورنہ نہیں۔ تحفے تحائف جو دلہن کو دیئے گئے اور اس نے ان پر قبضہ کرلیا وہ بھی اس کی ملک ہیں۔ کوئی اور ان پر حق نہیں رکھتا۔ یہاں شریعت کا یہ قانون یاد رکھیں کہ المعروف کالمشروط۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ جس عورت کو طلاق دی گئی ہے بہر حال عدّت کے اندر نفقہ پائے گی۔ (خانیہ)۔ البتہ عدّت کے اندر نفقہ کا نہ دعویٰ کیا اور نہ حاکم اسلام نے مقرر کیا تو عدّت گزرنے کے بعد نفقہ ساقط ہوگیا۔ (خانیہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۵ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

جہیز اور بری کی ملکیت کا حکم / ترکہ تقسیم کا طریقہ

سوال: کیا کہتے ہیں علماء دین اس مسئلہ پر کہ

ا۔ میرا ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں۔ جن کی شادیاں میں نے کردی ہیں۔ لڑکیاں اپنے گھر بار کی ہیں۔ لڑکے کی شادی تقریباً دو ڈھائی سال ہوئے کی تھی۔ قضاء عنداللہ کہ اس کا انتقال مؤرخہ ۳؍اگست ۱۹۸۱ء بروز پیر کو ہوگیا۔ مرحوم کی بیوی موجود ہے اور میں باپ اور اس کی دو بہنیں حیات ہیں۔ لہٰذا غیر منقولہ ایک پلاٹ میں نے آج سے تیس سال قبل خود اپنے نام سے خریدا تھا۔ میرے لڑکے عارف مرحوم کی عمر جب چار سال تھی میں نے اس پلاٹ کو آج سے تقریباً دس سال بیشتر محمد عارف کے نام کردیا۔

ایک ہزار روپے میں اس پلاٹ کی تعمیر اب سے چار سال قبل میں نے کی۔ جس میں بیشتر حصہ کمائی کا میرا ہے۔ محمد عارف مرحوم نے میرا ہاتھ اس وقت سے بٹانا شروع کیا جب اس کی عمر سولہ سال ہوگئی۔ ہم دونوں باپ بیٹے مرحوم کے انتقال تک ساتھ رہے ہیں۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے لہٰذا اس کی بیوہ کا شرعی حق قرآن وسنت کی روشنی میں مفصل تحریر کیا جائے؟

۲۔ میں نے اپنے لڑکے کی شادی دوڈھائی سال قبل کی تھی۔ لڑکے کی دلہن کو کچھ زیور پہنایا تھا جبکہ زیور وغیرہ میرا ذاتی خرید کیا ہوا تھا۔ اس زیور میں مرحوم کی بیوہ کا شرعی حق بنتا ہے یا نہیں؟

۳۔ میرے لڑکے کے ذمہ کچھ قرض ہے اس کا شرعی فیصلہ کیا ہے۔ کہ اس کی ادائیگی میں کس کس کو حصہ لینا چاہئے؟

غلام احمد، حاجی عبدالرؤف، لیاقت کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جو پلاٹ، مبلغ ایک ہزار روپیہ کے عوض، محمد عارف کے نام کیا گیا اگرچہ اس کی قیمت وصول نہ کی، گویا معاف کردی تو وہ پلاٹ محمد عارف مرحوم کی ملک ہے۔ اس میں وراثت جاری ہوگی اور شرعاً اس کے ورثہ میں تقسیم ہوگا اور تقسیم کی صورت یہ ہے کہ محمد عارف متوفّٰی کا تمام مال متروکہ، خواہ جائیداد منقولہ ہو یا غیر منقولہ، نقدی یا زیوراتی اور کچھ، اس میں سب سے پہلے تجہیز وتکفین عمل میں آئے گی۔ پھر اس نے اپنے اوپر قرض چھوڑا ہے تو اس مال سے قرض ادا کیا جائے گا۔ پھر اس نے کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی مال میں وصیت جاری ہوگی۔ ان سب کے بعد محمد عارف کے ورثہ میں اس کا مال تقسیم ہوگا اس طرح

زوجہ	باپ	بہن	بہن
۳	۹	محروم	محروم

یعنی کل مال کے ۱۲ حصے کریں۔ ان میں ۳ حصے بیوی کو دیں اور بہنیں محروم اور باقی ۹ باپ کو۔

۲۔ شادی میں جو جہیز عورت کو باپ کے یہاں سے ملتا ہے وہ تمام عورت ہی کی ملکیت ہے۔ اس کے کسی حصہ میں کسی اور کا حق نہیں۔ تمام وکمال اسے واپس کیا جائے۔ (درمختار وغیرہ)۔

۳۔ چڑھاوے کا زیور، بری کے جوڑے وغیرہ میں حکم شرعی یہ ہے کہ اگر اس زیور کا عورت کو مالک کردیا گیا تھا۔ خواہ صراحۃً کہدیا تھا کہ میں نے اس کا تجھے مالک کیا، یا وہاں کے رسم ورواج سے ثابت ہو کہ وہ زیور وغیرہ تملیک ہی کے طور پر دیتے ہیں جیسا کہ ہمارے اطراف میں شرفاء کا دستور ہے کہ دے کر پھر نہیں پھیرتے۔ تو وہ بھی عورت ہی کی ملک ہے۔ ورنہ جس نے چڑھایا اس کی ملک ہے خواہ وہ شوہر کا باپ ہو، یا ماں ہو، یا خود شوہر اور جو زیور شوہر نے بنوا کر عورت کو دے دیا یعنی اس کے قبضہ میں دے کر اسے مالک بنا دیا اور عورت کا قبضہ بھی ہوگیا تو یہ زیور بھی عورت کی ملک ہے۔ غرض چڑھاوے وغیرہ میں دارومدار، وہاں کے رسم ورواج پر ہے۔ اگر عورت کی تملیک سمجھتے ہیں تو عورت مالک ہے ورنہ چڑھانے بنوانے والا۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ شوال ۱۴۰۱ھج

جہیز عورت کی ملکیت ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمی سیّد ذوالفقار علی نے اپنی بیوی مسماۃ زبیدہ بی بی کو تین طلاق دے کر فارغ کر دیا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زبیدہ بی بی کو جو زیورات سسرال سے ملے تھے آیا وہ واپس کرے گی یا نہیں؟ یا اس کی ملکیت قرار پائیں گے؟ ذوالفقار علی کی ایک لڑکی کی عمر تقریباً ایک سال جو اپنی والدہ کے ہی پاس ہے، وہ کب تک اپنی ماں کے ہی پاس رہے گی؟ آیا اس کا باپ اپنی کفالت میں لے سکتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ اپنی کفالت میں نہ لے تو لڑکی کا خرچ کس کے ذمہ ہوگا۔ اور کب تک؟ سیّد غلام محمد، مراد آباد شریف

(جواب از انوار العلوم ملتان) بر تقدیر صحت اگر مسمی ذوالفقار علی نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی تو وہ زیورات جو اسے سسرال نے مالکانہ حقوق کے ساتھ دیئے تھے ان کی حقدار وہ لڑکی زبیدہ ہی ہوگی۔ چھوٹی بچی اپنی والدہ کے پاس رہے گی۔ ہدایہ میں ہے **واذا وقعت الفرقة بين الزوجين فالام احق بالولد** اور بچی کا خرچہ والد کے ذمہ ہوگا۔ ہدایہ میں ہے **النفقة على الاب** والدہ کا یہ حق ضمانت، لڑکی کے بلوغ تک ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم مفتی مدرسہ انوار العلوم، ملتان

۷۸۶ الجواب: عورت کو سسرال کی جانب سے جو کچھ چڑھاوے میں دیا جاتا ہے اگر اس سے مقصود دلہن کو مالک کر دینا ہوتا ہو اور نصاً یا عرفاً اس کی تملیک مقصود ہوتی ہو جیسے شکر، میوہ، عطر، تیل، پھلیل اور دوسری زینت وآرائش کے سامان میں مطلقاً یہی تملیک ہوتی ہے تو منکوحہ کے قبضہ کر لینے کے بعد وہ عورت کی ملک ہوگیا۔ اب اس کے سسرال والوں کو اس کے واپس لینے کا حق نہیں۔ حضرت مجیب کا جواب اس بنیاد پر جواب بالصواب ہے لیکن اگر تملیک نہ پائی گئی یعنی صراحۃً کہدیا کہ یہ برتنے کے لئے ہے یا وہاں کا رواج ہی یہ ہو کہ تملیک مقصود نہیں ہوتی تو جس نے چڑھایا اسی کی ملک رہے گی۔ عورت اس کی ملک تصور نہیں کی جائے گی، اس کی واپسی ضروری ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ فرقت کے بعد جس عورت کو حق پرورش حاصل ہے اس کی پرورش میں لڑکی اس وقت تک رہے گی جب تک حد شہوت کو پہنچ جائے۔ اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے۔ ہاں اگر لڑکی خواہ لڑکا ماں کی پرورش میں ہو اور بچہ کی ماں بچہ کے غیر محرم سے نکاح کرلے تو اسے پرورش کا حق نہ رہے گا۔ (درمختار وغیرہ) اور بچہ ماں کی پرورش میں ہو تو وہ حق پرورش بھی لے سکتی ہے اور دودھ پلانے کی اجرت اور بچہ کا نفقہ وغیرہ بھی اور یہ سب اخراجات اگر بچہ کا مال ہو تو اس سے دیئے جائیں گے ورنہ جس پر بچہ کا نفقہ ہے اسی کے ذمہ یہ سب مصارف بھی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب حقوق زوجین

حیض ونفاس میں مباشرت فاحشہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے متعلق کہ: ایک آدمی اپنی منکوحہ کے ساتھ حالت حیض یا نفاس میں اس کے عضو خاص کے علاوہ کسی اور عضو کے ساتھ اپنے آلہ کو لگا کر شہوت نکالتا ہے تو کیا یہ فعل جائز ہے؟ کتب فتاویٰ سے درج فرمائیں۔ فقط السائل گلاب حسین، ہالا، ۲۷۔۱۔ ۱۹۹۰ء

۷۸۶ الجواب: حالت حیض ونفاس میں ناف سے گھٹنے تک عورت کے بدن سے مرد کا اپنے کسی عضو مخصوص سے چھونا جائز نہیں جبکہ کپڑا وغیرہ حائل نہ ہو شہوت سے ہو یا بلا شہوت اور ایسا کپڑا حائل ہو کہ بدن کی گرمی محسوس ہی نہ ہو گی تو حرج نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ذی قعد ۱۳۸۰ھ

اگر یکے بعد دیگرے چند شوہر ہوئے تو جنت میں بیوی کس شوہر کے ساتھ ہو گی

سوال: بخدمت جناب المعظم مولانا مفتی محمد خلیل خان برکاتی مدظلہ العالی، السلام علیکم

عرض یہ ہے کہ: آپ کے رفیق کو اس مسئلہ میں آپ سے معلومات حاصل کرنی ہیں میں امید رکھتا ہوں کہ میری اس بات کو خلوص دل وقلب سلیم کے ساتھ سنیں گے اور جواب تحریر فرمائیں گے۔

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

۱۔ زید نے زینب کے ساتھ شادی کی۔ زید اپنی عمر گزار کر چلا گیا اور پھر زینب نے بکر سے شادی کی وہ بھی چلا گیا۔ پھر اس کے بعد زینب نے تیسرے کے ساتھ اور وہ بھی چلا گیا حتی کہ یہ عورت چار شوہروں کے ساتھ زندگی بسر کر کے چلی گئی۔ اب وہ عورت جنت میں کس خاوند کے ساتھ جائے گی اور دوسرے جو ہیں انہیں کونسی عورت کا شرف حاصل ہو گا۔

۲۔ جنت میں انسان کو صحبت کا عورت کے ساتھ اجازت ملے گا یا نہیں؟ آیا حوروں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو گا؟

۳۔ جنت میں بچے کی خواہش انسان کو ہو گی یا نہیں اگر ہو گی تو اس کے لئے کوئی مدت درکار ہے یا نہیں؟ اگر چہ وہ بچہ بچہ رہے گا یا نوجوان یا بوڑھا تو پھر زندگی کیسی ہو گی؟

آپ حضور اس کا جواب ذرا تفصیل سے قرآن وحدیث وکتب فقہ کی روشنی میں صادر فرمائیں۔ السائل غلام عباس ولد نور دین

۷۸۶ الجواب: ۱۔ سوالات ایسے کریں کہ جن کے جوابات سے آپ اپنے دین وایمان وعمل میں ترقی کر سکیں۔ حیات اخروی سے متعلق سوالات آپ جیسے لوگوں کو زیب نہیں دیتے۔ بہر حال جواباً عرض ہے کہ عورت کے چند شوہروں میں جو شوہر

اسے اخلاق و عادات و اعمال کے لحاظ سے زیادہ پسند و محبوب ہو گا وہ اس کی زوجیت میں رہے گی۔ (طبرانی و خطیب وغیرہما)
واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ ایمان سلامت ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ دونوں سے قربت ہو گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ اگر کسی جنتی کو اولاد کی خواہش ہو گی تو اس کا حمل اور وضع اور پوری عمر یعنی تیس سال خواہش کرتے ہی ایک ساعت میں ہو جائے گی۔ (کتب عقائد) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری لبرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شعبان ۱۳۹۷ھ

حقوق شوہر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو کہا تم میری اجازت کے بغیر کہیں نہیں جا سکتی اس پر ہندہ نے اپنے شوہر زید کو کہا کہ میری مرضی ہے میں جہاں چاہوں جا سکتی ہوں تم کون ہو مجھے منع کرنے والے۔ زید کے بیٹوں نے بھی والدہ کا ساتھ دیا اور اپنے والد کو کہا کہ ہماری والدہ جہاں چاہیں جا سکتی ہیں تم کون ہو منع کرنے والے اگر تم زیادہ شور کرتے ہو اپنے گھر سے نکل جاؤ۔ لہٰذا برائے کرم شریعت محمدیہ کے مطابق فیصلہ فرمائیں کہ حق پر کون ہے؟ السائل محمد رمضان، کوٹری

۷۸۶ **الجواب:** رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ شوہر کا حق عورت پر یہ ہے کہ اپنے نفس کو اس سے نہ روکے اور سوائے فرض کے کسی دن بغیر اجازت اس کے روزہ نہ رکھے اگر ایسا کیا تو گناہگار ہوئی اور بغیر اجازت کوئی عمل مقبول نہیں اگر عورت نے کر لیا تو شوہر کو ثواب ملے گا اور عورت پر گناہ اور بغیر اجازت اس کے گھر سے نہ جائے اگر ایسا کیا تو جب تک توبہ نہ کرے تو اللہ اور فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔ عرض کی گئی اگر چہ شوہر ظالم ہو فرمایا اگر چہ ظالم ہو۔ (ابو داؤد و ابن عساکر) ایک حدیث شریف میں ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ عورت پر شوہر کا حق یہ ہے کہ اس کے بچھونے کو نہ چھوڑے اور اس کی قسم کو پورا کرے اور بغیر اس کی اجازت کے باہر نہ جائے اور ایسے شخص کو مکان میں نہ آنے دے جس کا آنا شوہر کو پسند نہ ہو (طبرانی) ان احادیث سے معلوم ہوا کہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جانے والی عورت سخت گناہگار اور مستحق لعنت الٰہی رکھی گئی ہے اب اس گناہ پر جو اس کی مدد کریں گے وہ بھی گناہ گار ہوں گے صورت مسئولہ میں شوہر حق پر ہے اور عورت اور اس کی اولاد ناحق پر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۸۵ھ

پیر و مریدہ کے درمیان پردہ اور مریدہ کا پیر کے ہاتھ پیر دبانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے
عرصہ چار سال قبل بکر کی شادی ماموں زاد مسمات کے ساتھ ہوئی تھی مہر کی رقم اندازاً بارہ ہزار روپے مقرر ہوئی جو کہ

بروقت نکاح، بہ شکل نقرئی زیورات مسمات زلیخا کو ادا کر دی گئی تھی اور کوئی شرط نکاح نامہ میں نہیں ہے۔ بعد رخصتی مسمات زلیخا بکر کے یہاں پر ۷ سال تک رہی۔ ایک پیر بھی میری سسرال میں ہی رہائش پذیر تھا کیونکہ میری منکوحہ مسمات زلیخا کے والدین و بھائی و رشتہ دار بھی ان سے بیعت ہیں میری منکوحہ مسمات زلیخا بھی ان سے بیعت ہے۔ جب میرا آنا جانا سسرال میں ہوا تو میں نے جو حالات اس پیر کے اس گھر میں دیکھے تو میرا دل ان سے نفرت کرنے لگا۔ میں ان کی پوری تفصیل تو لکھنے سے قاصر ہوں مختصر طور پر عرض ہے ان پیر صاحب کی غیر شرعی حرکات دیکھی ہیں۔ اوّل تو حضرت نوجوان عورتوں سے اپنے پیر دسر و ہاتھ وغیرہ دبواتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ خود بھی جوان العمر ہیں نوجوان عورتوں سے پردہ بھی نہیں کراتے ہیں بلکہ یہ کہتے ہیں کہ یہ سب ہماری مرید ہیں اس لئے پردہ کرنا ہم سے لازم نہیں ہے۔ نیز مجلس قوالی میں بھی نوجوان عورتوں کو مدعو کیا جاتا ہے اور بعد میں اپنے کمرے (آستانہ) میں پیر ہاتھ دبواتے ہیں نیز جہاں کہیں بھی اور کسی شہر میں بھی اگر محفل ہو تو ان عورتوں کو اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ اپنے وطن آزاد کشمیر تک لے جاتے ہیں۔ جناب بکر ایک سنی صحیح العقیدہ نمازی پرہیزگار ہے اور بریلوی مسلک رکھتا ہے۔ انہوں نے غیر شرعی حرکات دیکھتے ہوئے اپنی منکوحہ مسمات زلیخا کو منع کیا اور کہا کہ وہ اب آئندہ اس پیر سے پردہ کرے دیگر حرکات سے بھی سختی سے منع کیا تو پیر میرا دشمن بن گیا یہ حضرت کچھ نقلی علم و جادو ٹونہ جانتے ہیں مجھ کو رام کرنے کے لئے ہر حیلہ حربہ آزمایا اور دباؤ ڈالا کہ میں خود بیعت ہو جاؤں اور غیر شرعی حرکات پر منکوحہ کو منع نہ کروں کیوں کہ منکوحہ کے والدین پر کافی اثر رسوخ ہے یہ حضرت ان کی مالی مدد بھی کرتے رہتے ہیں اور ان کے پاس منکوحہ و اس کی والدہ و دیگر عورتوں کے باقاعدہ فوٹوز ہیں جو کہ انہوں نے خود کیمرہ سے کھینچے ہیں۔ اس کے علاوہ وی. سی. آر پر مستورات کی فلم وغیرہ بھی دیکھتے رہتے ہیں جب میں قابو نہ آیا تو میرے ساتھ سازش کی اور میرے مکان پر منکوحہ کی والدہ اور اس کے بھائی کو بھجوا دیا اور کہا کہ ایک تقریب ہے اس میں جانا ہے اس لئے آپ مسمات زلیخا کو ایک ہفتے کے لئے بھجوا دیں۔ میں نے وہی شرائط رکھی کہ پیر سے پردہ کرانا اور کسی بھی محفل میں نہ بھجوانا اور نہ ہی اس کے ملک آزاد کشمیر بھجوانا وعدہ کر کے لے گئے مسمات زلیخا تمام زیورات و پارچہ جات لے کر گئی لیکن وہ تو لے جانے کا بہانہ تھا واپسی نہیں بھجوائی حالانکہ میں بارہا مرتبہ لینے کو گیا اسی دوران منکوحہ کو لڑکا پیدا ہوا۔ اس چار سال کے عرصہ کے دوران بارہا مرتبہ برادری کے معزز حضرات نے بھرپور کوشش کی کہ وہ بھجوا دیں اس نام نہاد پیر سے بھی ملاقاتیں کیں تو اس نے شرائط پیش کر دیں، جب مسمات زلیخا کے والدین کو زور و دباؤ برادری نے دیا تو وہ لوگ یہی کہتے ہیں کہ ہمارا تو سب کچھ پیر ہے اس کی شرائط مان لو تو لیجاؤ ورنہ ہم کچھ نہیں کر سکتے ہیں پیر کی شرائط حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مسمات زلیخا منکوحہ پردہ نہیں کرے گی میرا سر اور پیر و ہاتھ دباتی رہے گی۔

۲۔ میرا حکم ماننے گی خاوند کے حکم پر عمل نہیں کرے گی میرے حکم کو مقدم سمجھے گی اس پر خاوند کو اعتراض نہ ہوگا۔

۳۔ نیز جب بھی ہم حیدر آباد آئیں گے منکوحہ کو سسرال سے ہمارے پاس بھجوانا پڑے گا اور جہاں پر جس بھی شہر میں یا میرے ملک آزاد کشمیر میں کوئی محفل و عرس ہوگا میرے ساتھ بھجوانا پڑے گا۔

۴۔ یہ تمام شرائط اسٹامپ پر لکھ کر مجسٹریٹ کے پاس تصدیق کرا کر بکر اقرار و قبول کرے تو بھجوائیں گے ورنہ نہیں۔ مجبور ہو کر میں نے عدالت سے رجوع کیا اور حق زوجیت کا دعویٰ دائر کیا ہوا ہے عرصہ ۳ سال ہو گیا ہے یہ دیوانی کیس ہے نہ معلوم کب تک چلے اس لئے میں نے ایک درخواست حلقہ کونسلر کے یہاں پر برائے سرٹیفکیٹ دوسری شادی کی ہے۔ کیس زیر سماعت ہے اب اپنے جواب میں بھی تحریری طور پر وہی شرائط پیر والی رکھی ہیں ان حالات کے تحت ان شرائط کو قبول کروں تو بھجواتے ہیں ورنہ نہیں ایسی صورت میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

۱۔ مندرجہ بالا چاروں شرائط جو پیر نے دی ہیں کیا حکم ہے؟

۲۔ ایسے پیر کے متعلق کیا حکم ہے کیا واقعی وہ پیر ہے؟

۳۔ منکوحہ مسمات زلیخا کے لئے کیا حکم ہے؟

۴۔ منکوحہ کے والدین و بھائیوں کے اور ان کے عزیز جو ان سے بیعت ہیں ان کے ہم نوا ہیں کیا حکم ہے۔ برائے کرم تفصیل سے واضح طور پر جواب عنایت فرمائیں۔ بینوا، توجروا فقط والسلام ایک سائل

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: بیویاں اگر ناشائستہ، ناشزہ، نافرمان اور حقوق شوہر سے لاپرواہ ہوں تو ایسی صورت میں اصلاح احوال کے لئے قرآن کریم نے مردوں کو تین تدبیریں بتائیں۔ فَعِظُوهُنَّ (النساء:34) انہیں سمجھاؤ اور بتاؤ کہ شوہر کی نافرمانی اور اس کی اطاعت نہ کرنے میں دنیا و آخرت دونوں میں خسران و وبال کے سوا کچھ نہیں۔ اب بھی اگر اصلاح نہ ہو تو دوسری منزل سزا کی یہ ہے کہ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ (النساء:34) انہیں خواب گاہوں میں تنہا چھوڑ دیں۔ یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہو تو تیسرا اعلاج یہ ہے کہ وَاضْرِبُوهُنَّ تادیب کے طور پر ہلکی سی مار ماری جائے۔ پیر صاحب نے جو شرائط رکھی ہیں وہ کلیۃً طور پر خلاف شریعت ہیں کوئی بھی سچا مسلمان انہیں قبول نہیں کر سکتا۔ آزاد عورت کو حرام ہے کہ کسی نامحرم مرد کے بدن کو ہاتھ لگائے اگرچہ ہاتھ پاؤں کو۔ اور مرد پر حرام ہے کہ اسے اس کی اجازت دے۔ ہاتھ پیر دبوانا تو کجا، پیر کو یہ بھی حرام ہے کہ اجنبی عورت کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کرے۔ (فتاویٰ رضویہ، سنی بہشتی زیور) اس قسم کے نام نہاد پیروں و صوفیوں سے اللہ تعالیٰ اپنی عافیت میں رکھے۔ منکوحہ مسمات بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے۔ شوہر کو چاہئے کہ کسی بھی طریقہ سے اسے گھر میں لا کر رکھے۔ یوہیں عورت پر بھی لازم ہے کہ وہ ایسے پیر سے دور رہے اور ہرگز ہرگز اس معاملہ میں حقیقی بہن بھائی بلکہ ماں باپ کی بھی رعایت و مروت نہ رکھے کہ شوہر کی نافرمانی خدا کو پسند نہیں ہے اور جس چیز سے خدا راضی ہو اس سے بچنا بہت ضروری ہے۔ واللہ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲/۱۹ /۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

عورت اگر بغیر اجازت گھر سے چلی جائے تو نکاح نہیں ٹوٹتا

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم

میں یہ بیان حلفیہ دیتا ہوں کہ: میرے گھر میں میری بیوی سے لڑائی ہوئی اور جب وہ گھر سے گئی تو میں نے کہا کہ تم جا رہی ہو میری اجازت کے بغیر یہ شرع کے خلاف ہے۔ میں نے کہا کہ ممکن ہے کہ تم نکاح سے باہر ہو جاؤ جب یہ نکل گئی اپنے چھوٹے لڑکے کے یہاں، اس کے بعد یہ گئی اپنے سمدھی کے یہاں، اور اس کے بعد اپنے بڑے لڑکے کے پاس، اس کے گھر میں تقریباً ایک ماہ رہیں اس کے بعد وہ اپنے مکان پر آگئیں اب میں چاہتا ہوں کہ اپنا فیصلہ شرع اور اسلام کے مطابق فتویٰ جاری کریں۔ علی حسین، لطیف آباد ۸

۷۸۶ الجواب: عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر، گھر سے نکل جائے تو اس سے نکاح نہیں جاتا۔ وہ دونوں بدستور میاں بیوی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

عمل لواطت سے (معاذ اللہ) طلاق نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید نے اپنی منکوحہ بیوی سے بمقام دبر (پاخانہ کی جگہ) جماع کیا ہے۔ اس صورت میں طلاق ہو جائے گی یا کہ نہیں؟ برائے کرم شرع کے مطابق جواب دیکر شکریہ کا موقع دیں۔ خادم الاحناف حاجی اللہ دتہ قادری، خطیب جامع مدینہ مسجد لیاقت کالونی حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: زوجہ سے یہ فعل، اگرچہ بدفعلی اور باعث اذیت ہے مگر اس سے طلاق ہرگز واقع نہیں ہوتی۔ آخر وقوع طلاق کی کوئی وجہ تو ہو۔ گناہ وہ اپنی جگہ گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

اگر شوہر نامرد ہو تو اس سے طلاق لی جاسکتی ہے؟

سوال: قبلہ مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں مفتیان دین اس مسئلہ میں کہ

اگر کوئی مسلمان شخص پیدائشی طور پر نامرد ہو اور دھوکہ وفریب سے کسی مسلمان عورت سے نکاح کر لے۔ نکاح کے بعد پہلی رات کو اپنی نامردی کا اقرار بھی کرتا ہے اور اپنی کمزوری کو چھپانے کے لئے اپنی بیوی کو مجبور کرتا ہے اور کہتا ہے میرے فلاں دوست سے تعلقات پیدا کرلو اگر ناجائز اولاد پیدا ہو جائے تو اس کا باپ بننے کو تیار ہوں۔ لڑکی طلاق مانگتی ہے اور خدا اور رسول کا واسطہ دیتی ہے مگر اس شوہر پر ذرا اثر نہیں ہوتا۔ جناب والا کیا ایسے مرد کے ساتھ کسی لڑکی کا نکاح جائز ہے؟ کیا یہ نکاح ازروئے شریعت فسخ نہیں ہو جاتا؟ سیّد مبارک علی قادری ولد سیّد وزیر علی، سٹلائٹ ٹاؤن، میرپور خاص

۷۸۶ الجواب: اگر واقعی شوہر اپنی بیوی سے جماع نہیں کر سکتا تو شوہر اس عورت کے حق میں عنین (نامرد) ہے اگر طلاق نہیں دیتا تو حکومت سے درخواست کرنی چاہئے تاکہ اس مقدمے کی کاروائی کسی مسلمان جج کے سپرد کی جائے۔ جب اس میں کامیابی ہو جائے تو مسلمان حاکم اس شوہر کو علاج کے لئے ایک سال کی مہلت دے اس کے بعد بھی مرد کامیاب نہ ہو سکے اور

طلاق بھی نہ دے اور عورت طلاق کی خواستگار ہو تو حاکم شوہر سے بیوی کو طلاق دینے کے لئے کہے اگر طلاق دے دے تو فبہا اگر طلاق نہ دے تو حاکم وقت حکماً اس سے طلاق دلائے۔ اب طلاق کے بعد عورت عدت گزارے اور جس مرد سے چاہے نکاح ثانی کر لے۔ مہلت کے اس ایک سال کی مدت میں عورت ہرگز نکاح نہیں کر سکتی۔ (درمختار۔ فتاوی مظہریہ وغیرہ)

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۵ ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ

ولیمہ مسنونہ کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کے مرحوم والدین نے چھ (۶) سال کی عمر میں زید کو رشتہ ازدواج میں منسلک کیا تقریباً اکیس سال بعد دلہن کی رخصتی ہوئی۔ واضح ہو کہ بچپن کی اس شادی میں باقاعدہ نکاح و ولیمہ وغیرہ کی انجام دہی ہو چکی ہے دلہن کے گھر پر آنے کے بعد دوست احباب کا اصرار ہے کہ ولیمہ کیا جانا چاہیے مختصر ہو۔ فی الوقت زید کی مالی پوزیشن اس کی متحمل نہیں کہ وہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ولیمہ کر سکے تاہم مالی حالت بہتر ہوتے ہی زید کا پروگرام یہ ہے کہ ایک محفل نعت یا کسی عالم کی تقریر کا اہتمام کیا جائے جس میں جملہ احباب شرکت کر سکیں بعد ازاں مختصر خورد و نوش ہو۔ کیا یہ دعوت ولیمہ کے متبادل ہو سکتی ہے۔ تفصیلی جواب مرحمت فرما کر مشکور فرمائیں۔ سائل۔ سید منیر احمد، خواجہ چوک حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** ولیمہ یہ ہے کہ شب زفاف کی صبح کو اپنے دوست احباب و عزیز اقارب اور محلے کے لوگوں کی حسب استطاعت ضیافت کرے۔ اسی کے لئے حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری کے گھر سے۔ یا ایک ہی بکری سے۔ یہی ضیافت، دعوت مسنونہ ہے جتنا بآسانی بن پڑے کر گزرے۔ ہاں اس میں دنیاوی واہ واہ مقصود نہ ہو، ورنہ ادائے سنت کا ثواب نہیں ملے گا۔ اور اب کہ وہ وقت گزر گیا ادائے سنت کی نیت سے جب بھی اس ضیافت کا اہتمام کرے گا، امید رکھنی چاہئے کہ اس پر ولیمہ کا ہی ثواب مرتب ہوگا۔ خلوص شرط ہے اور امید قبولیت، ایمان کی علامت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۶ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب النفقہ

شوہر پر کتنا خرچہ واجب ہے؟

سوال: جناب مولوی صاحب آداب ایک مسئلہ ہے اس کا شرعی احکامات کی روشنی میں جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔
کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میری شادی ۱۹۷۸ء میں ایک بزرگ نے کروائی۔ میں اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا ہے اور میں کالج میں معلمہ ہوں۔ میرے شوہر کے ماشاء اللہ ۹ بھائی اور ایک بہن ہے۔ ہم ان کے مقابلے میں غریب ہیں اور وہ لوگ کھاتے پیتے ہیں کیونکہ میرے خسر سعودی عرب میں برسر روزگار ہیں بہت عرصہ سے۔ ماشاء اللہ دو دو مکان، پیسہ، سونا سب کچھ اللہ نے دیا ہے۔ خیر شادی کے وقت ان بزرگ نے ہمیں عندیہ دیا تھا کہ لڑکا حیدرآباد میں یعنی میرے والدین کے پاس رہے گا۔ اور جہیز وغیرہ کراچی میں جائے گا کیونکہ لڑکی کو کراچی میں رہنا ہے۔ اور میرے شوہر کے والدین نے بھی یہی کہا تھا بہت سے لوگوں کے سامنے۔ لیکن صرف زبانی بات ہوئی تھی کوئی اسٹامپ وغیرہ نہیں لکھوایا تھا۔ کیونکہ شریفوں کی تو زبان کا ہی اعتبار ہوتا ہے اور شادی کے وقت میرے شوہر اسلام آباد میں عارضی ملازم بھی تھے۔ مگر شادی کے بعد وہ دیر سے اسلام آباد پہنچے اور کوئی چھٹی عرضی بھی نہیں دی تھی اس لئے وہ ملازمت ختم ہوگئی یعنی شادی کے بعد میں نے اپنے شوہر کو بیروزگار ہی دیکھا۔ دوسری بات یہ کہ شادی کے بعد وہ لوگ اپنی زبان سے بھی پھر گئے اور میرے شوہر نے حیدرآباد میں رہنے سے انکار کر دیا کہ میں نے وعدہ نہیں کیا تھا بلکہ میرے والدین نے کیا تھا۔ خیر میرے والدین چونکہ گھر بگاڑنا نہیں چاہتے تھے اس لئے انھوں نے کہہ دیا کہ جب تم برسر روزگار ہو جاؤ تو اپنی بیوی کو لے جانا اور میرے کراچی نہ جانے کی خاص وجہ یہ تھی کہ میرے شوہر بیروزگار اور میں روزگار سے لگی ہوئی تھی تو گزارا تو کرنا تھا کیوں کہ شادی کے بعد ہر سال اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد سے نوازرہا ہے۔ تین بچے ہو چکے ہیں اور چوتھے کی ولادت ہونے والی ہے۔ شادی کو پانچواں سال چل رہا ہے۔ اور ہماری خوش دامن نے بہو کو روزگار سے لگا دیکھ کر اپنے بیٹے یعنی میرے شوہر کے خرچے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اب میں جب سے میری شادی ہوئی ہے اپنا اپنے بچوں کا اور اپنے شوہر کا خرچہ برداشت کرتی آرہی ہوں بچوں کی ولادت کا خرچہ بھی میں ہی برداشت کرتی ہوں۔ شوہر اپنے والدین کے پاس کراچی میں رہتے ہیں۔ صرف میرے پاس وہ ۱۵ دن ایک مہینے میں ۲ دن کے لئے چکر لگاتے ہیں ان کے وہاں رہتے ہوئے میں ان کا تمام خرچ مثلاً کپڑے جوتے بستر مطلب چھوٹی چھوٹی سی چیز اور بڑی سی بڑی چیز کا خرچ میں برداشت کرتی اور ان کے کراچی حیدرآباد آنے جانے کا کرایہ بھی میں برداشت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ شادی کے شروع کے دنوں میں انہوں نے ۱۰۰

روپے مہینہ باندھا ہوا تھا۔ وہ دیتی تھی بعد میں انہوں نے ڈیڑھ سو=/150 روپیہ کر دیا وہ برابر دیتی ہوں کبھی کبھی کسی مہینے میں نہیں لیتے تھے ورنہ پابندی سے دیتی ہوں۔ یہ سب کچھ ان کے کراچی رہتے ہوئے کرتی تھی۔ بس وہ اپنے والدین کے پاس کھانا جو کھاتے تھے وہ کھا لیتے تھے۔ اور اب شادی کے بعد میں ایک مرد کی طرح ذمہ داری میں پھنس گئی ہوں کوئی خواہش کوئی آرزو میرے شوہر نے پوری نہیں کی۔ چلیں وہ تو صحیح تھا کہ بے روزگار ہیں مگر اب پانچویں سال میں میرے شوہر کراچی میں روزگار سے لگ گئے ہیں۔ اور میں ابھی حیدرآباد میں ہی رہتی ہوں کیوں کہ میرے یہاں بچے کی ولادت ہونے والی ہے، دوسرے ٹرانسفر بھی نہیں ہوا اور میں شوہر کی ناراضگی سے نہیں بلکہ ان کی رضامندی سے حیدرآباد میں ہوں۔ کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہے مگر ان کا کہنا ہے کہ میں پورے سال بھر یا اس سے زیادہ پوری تنخواہ میں اپنی ماں کو دوں گا اور اس کے بعد ۵۰۰ سو روپیہ مہینہ اور بھی کچھ ہو سکا تو وہ زندگی بھر ماں کو دوں گا۔ انہوں نے پہلی تنخواہ پوری پوری ماں کو دی ان کی سروس کے بعد پہلا تہوار تو عید کا تھا یعنی بقرعید کے تہوار سے ایک ہفتے پہلے ان کی تنخواہ ملی اور ایک ہفتے بعد تہوار آیا مگر میں اور بچے ان کی تنخواہ کی ایک پائی سے بھی محروم رہے۔ عیدی کے طور پر بچوں کے ہاتھ پر انہوں نے ایک روپیہ بھی نہیں رکھا۔ اور اپنی بیوی کو عیدی کے نام پر چوڑیوں کے لئے پانچ روپے تک نہیں دئے بلکہ الٹے پچاس روپے بھی لے گئے اور اب موٹر سائیکل دلانے کی فرمائش ہے کہ تم اتنے سال سے کما رہی ہو جبکہ میں اپنی تنخواہ ماں کو دے رہا ہوں۔ ٹھیک ہے ماں باپ کا حق ماں باپ کو دیں حالانکہ وہ ماشاء اللہ بہت صاحب حیثیت لوگ ہیں۔ مگر کیا میرے شوہر پر برسر روزگار ہونے کے بعد، بیوی بچوں کا نان نفقہ کا خرچ، اٹھانے کا فرض عائد نہیں ہوتا۔ اور وہ اپنی پوری تنخواہ ماں کو دینے میں حق بجانب ہیں بیوی بچوں کو ایک پائی بھی نہیں جبکہ ماں باپ صاحب حیثیت ہیں مجبور نہیں۔ کیا میں اپنے شوہر کے روزگار سے لگ جانے کے بعد بھی پہلے کی طرح تنگی سے اپنا اپنے بچوں کا خرچ اٹھاتی رہوں۔ جبکہ اب بچوں کو اسکول میں داخل کروانا ہے۔ جواب براہ کرم بند لفافے میں ہی دیجئے گا۔

۷۸۶۔ الجواب: ہر چند کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی اور صاف فرمایا **اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ** (النساء:34) (یعنی مرد عورتوں پر حاکم، ان کے امور کا انتظام کرنے والے اور ان پر احکام نافذ کرنے والے ہیں اور دنیا کے انتظامی معاملات اور خانگی نظام میں عورت مرد کے ماتحت ہے)۔ مگر قرآن کریم یہ بھی ارشاد فرماتا ہے کہ **ولھن مثل الذی علیھن** (یعنی جس طرح مردوں کا حق عورتوں پر ہے اسی طرح عورتوں کا حق مردوں پر ہے)۔ تو عورتیں جانور یا جائیداد نہیں کہ مال موروثہ کی طرح ان پر مردوں کو تصرف کا حق حاصل ہو۔ صاف صاف ارشاد فرمایا **وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ** (النساء:19) عورتوں کے ساتھ خوش اسلوبی سے پیش آؤ اور گزر بسر کرو۔ اور وہ خوش اسلوبی کیا ہے۔ خود قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے **هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ** (البقرہ:187) وہ تمہاری پوشاک ہیں اور اے مردو تم ان کی پوشاک۔ جس کا صریح مفاد یہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں ایک دوسرے کے لئے مخلص اور وفادار ہوں۔ ایک دوسرے کے پردہ پوش، ایک دوسرے کے لئے باعث زینت اور ایک دوسرے کی تکمیل کا ذریعہ ہوں اور ایک دوسرے کی معاشرتی اور معاشی کمی میں، کمال کا وسیلہ بن کر رہیں۔ صاف ارشاد فرمایا: **اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا**

عَلَیْهِنَّ (طلاق:6) (یعنی عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہو اپنی طاقت بھر۔ اور انھیں ضرر نہ دو کہ ان پر تنگی کرو)۔ اسی آیت کریمہ کے تحت علماء کرام تصریح فرماتے ہیں کہ جس عورت سے نکاح صحیح ہوا اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے۔ اور نفقہ سے مراد ہے۔ کھانا کپڑا اور رہنے کا مکان۔ اور تینوں چیزیں، مرد اور عورت کی مالی حیثیت کے مطابق، شوہر پر مہیا کرنا واجب ہے۔ سال میں کم از کم دو جوڑے کپڑے دینا بھی، شوہر کی ذمہ داری ہے، جاڑوں میں جاڑے کے مناسب اور گرمیوں میں گرمیوں کے مناسب۔ یو ہیں عورت اگر شوہر کے متعلقین کے ساتھ بسر نہ کر سکے تو حسب حیثیت اسے مکان فراہم کرنا بھی شوہر کی ذمہ داری ہے۔ حیرت ہے کہ شوہر اپنی ذمہ داریوں سے بالکل غافل، عورتوں کے حقوق سے قطعی جاہل بنا ہوا، عورت کو ناحق ایذا پر ایذا دے کر، آخرت کا وبال خرید رہا ہے اور اس میں اعانت کرنے والی ہیں شوہر سے متعلق عورتیں۔ ماں اور بہنیں۔ پھر اولاد کی ذمہ داری ان کے مصارف، ان کی کفالت سے جی چرانا، کریلا اور نیم چڑھا کے مصداق ہے۔ اولاد کی جانب سے یہ لاپرواہی، وبال دنیا بھی ہے اور عذاب آخرت کا موجب بھی۔ مولائے کریم ہدایت بخشے آمین۔ ایسی مثالیں، بہت کم دیکھنے میں آتی ہیں کہ شوہر پورا بے غیرت و بے حمیت بن کر، عورت کی کمائی کو اپنی کمائی سمجھ کر اڑائے اور اسے ناحق ایذا دے اور اپنی کمائی کو مستحقین سے روکے رکھے۔ ماں باپ کا حق سر آنکھوں پر مگر، اہل و عیال کے حقوق کو پامال کرنا کونسی دینداری یا عقل و شعور کی سند ہے۔ عذاب آخرت اور پرسش اعمال سے یوں بھی آنکھیں بند نہیں کرنا چاہئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۳۰ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

جب بیوی تمام حقوق پورے کر رہی ہے تو نفقہ کی حقدار ہے

سوال: محترم قبلہ مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نہایت مؤدبانہ التماس ہے کہ از راہ کرم مندرجہ ذیل مسئلہ کے متعلق شریعت محمدی کی روشنی میں علماء کرام کی رائے سے آگاہ فرمائیں۔ مشکور ہوں گا۔

مسئلہ یہ ہے کہ: زید نے بکر کی بیوہ کی لڑکی سے تقریباً ایک سال سے زائد ہوا شادی کی تھی۔ اور یہ تحریری معاہدہ ہوا تھا کہ منکوحہ کا ایک ہزار روپیہ مہر عند الطلب ہوگا اور بصورت نا اتفاقی ۳۵ روپیہ ماہانہ نان نفقہ دینا ہوگا۔ اب زید کا یہ رویہ ہے کہ وہ اپنی منکوحہ سے ٹھیک برتاؤ نہیں کرتا۔ اور گھر بٹھا دیتا ہے۔ ایسا کئی بار ہو چکا ہے۔ پچھلی بار بھی تقریباً ۷ ماہ رکھ کر بکر نے اپنی لڑکی کو بغیر کوئی نان نفقہ طلب کئے زید کے گھر بھیج دیا لیکن اس پر بھی اس کا رویہ درست نہیں ہوا لہٰذا اب مجبوراً بکر نے نان نفقہ کا مطالبہ کیا لیکن زید صاف انکار کر رہا ہے۔ ایسی صورت میں کیا منکوحہ کی طرف سے مہر و نان نفقہ کا مطالبہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا زید کی طرف سے اس کی ادائیگی سے انکار درست ہے یا نہیں؟　　السائل ایک خادم

۷۸۶ الجواب: جس عورت سے نکاح صحیح ہوا اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے۔ عورت خواہ محتاج ہو یا مالدار بلکہ جب عورت کا مہر معجل عند الطلب ہے اور اس مہر کا مطالبہ کرتی ہے کہ دیدو تو تمہارے گھر چلوں تب بھی نفقہ کی حقدار ہے بلکہ اگر وہ یہ کہتی ہے کہ جب تک مہر معجل نہ دو گے نہیں جاؤں گی تب بھی نفقہ پائے گی کہ اس کا انکار ناحق نہیں (عالمگیری۔ درمختار) اور جب کہ

بیوی جانے کو تیار ہے اور شوہر کو اس پر انکار ہے تو عورت کا کوئی قصور نہیں بلکہ سراسر شوہر کا قصور بلکہ ظلم ہے۔ بہر حال عورت اپنے نان نفقہ کی مستحق ہے اور جب چاہے اپنے مہر اور نان نفقہ کا مطالبہ کر سکتی ہے اور زید پر اس کا ادا کرنا لازم وضروری ہے۔

واللہ اعلم　العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۸ ربیع الاول شریف ۱۳۸۹ھ

نافرمان عورت نفقہ کی حقدار نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ

۱۔ بیوی کا خود ہی گھر چھوڑ کر میکے چلے جانا اور حق زوجیت ادا کرنے سے انکار کرنا اور شوہر کے گھر رہنے سے انکار کرنا جس کو دو برس ۸ ماہ گزر گئے اس صورت میں صلح صفائی کرنے کے باوجود، عورت کا اپنی ضد پر قائم رہنا اس صورت میں اسے بیٹا بھی تولد ہو گیا ہے مذکورہ عورت کو شرعاً نان نفقہ مانگنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

۲۔ بیوی اپنے شوہر کی بے عزتی کرے اور اپنے رشتے داروں سے بھی اس خاوند کی توہین کرائے اور قاتلانہ حملہ کرائے۔ کیا ایسی عورت مجرم ہے یا نہیں؟ اسے شرعی اعتبار سے کیا سزا دی جائے؟

عرض گزار سہراب علی ولد محمد امین بھٹی قادری، ساکن بھٹی محلہ پھلیلی پار، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** عورت اگر شوہر کے یہاں سے ناحق چلی گئی تو نفقہ نہیں پائے گی۔ جب تک واپس نہ آئے۔ درمختار میں ہے **(لانفقه) لخارجة من بيته بغير حق وهى الناشزة حتى تعود۔** واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ ایسی عورت سخت گناہ گار اور مستحق غضب جبار ہے۔ ایسی کے لئے وہی سزا ہے کہ اولاً اس کو چھوڑ دیا جائے یعنی ترک صحبت۔ پھر اس سے باز نہ آئے تو جسمانی سزا، کہ اس کے مناسب ہو اور پھر مجبوراً طلاق۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۱ جمادی الاولی ۱۴۰۳ھ

حق پرورش عورت کو ہے

سوال: اعلیٰ حضرت قبلہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، ناظم اعلیٰ دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میری زوجہ مسمات وفات بانو بنت سیّد ظہور علی جو کہ صرف گھریلو ضد اور آپس کی معمولی ناچاقی کی بنا پر تقریباً ڈھائی سال سے اپنے تمام ملبوسات قیمتی زیورات کے ساتھ بغیر میری اجازت کے گھر سے چلی گئی اور قطعی غیر محرم کے ساتھ اپنی زندگی گزار رہی ہے جو کہ شرعاً اور حدود قانون کے خلاف ہے۔ یہاں تک کہ اس کی ۱۰ اولاد بھی ہیں جس میں چھ لڑکیاں اور چار لڑکے ہیں۔ مگر مسمات نے اپنی کم سن اولاد کا بھی قطعی کوئی خیال اور محبت نہیں کی۔ اس حالت میں کیا اس عورت کو بطور زوجہ کے قبول کیا جا سکتا ہے۔ اس نے مجھ پر الزام لگایا ہے کہ میں نے اس کو طلاق دے دی ہے حالانکہ میں نے اب تک طلاق نہیں دی۔ اگر اب اسے طلاق دی جائے تو کیا وہ اپنا مہر لینے کا حق رکھتی ہے یا نہیں؟ کیا وہ میرے نکاح سے خارج ہو گئی ہے یا نہیں؟ کیا اتنے عرصہ تک کا وہ اپنے نان نفقہ لینے کا حق رکھتی ہے یا نہیں؟ کیا وہ اپنی کسی بھی

اولاد کو لینے کا حق رکھتی ہے یا نہیں؟ جبکہ سب سے چھوٹی لڑکی کی عمر آٹھ سال ہے اور یہ تمام بچے اپنی ماں کی محبت سے اتنے عرصے سے محروم ہیں۔ اور قطعی نامانوس ہو گئے ہیں جبکہ ان بچوں کے نانا اور نانی کا بھی انتقال ہو گیا ہے۔ غیر شخص جس کے ساتھ یہ اب تک رہ رہی ہے وہ بھی اس قابل نہیں کہ ان بچوں کا کفیل ہو سکے۔ اس کا نام عبد الرشید ولد منا ہے۔ یہ شخص نہ ہی خاندان سے ہے اور نہ ہی کسی قسم کی رشتے داری ہے۔ اس کے بارے میں آپ ہمیں فتویٰ دیں۔ عین نوازش ہو گی۔

سید سرفراز علی ولد ممتاز علی، ساکن پلاٹ حلقہ ۱۰۔ میر پور خاص، مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۸۴ء

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں نکاح و مہر بدستور قائم ہے۔ ہاں بے اجازتِ شوہر، چلے جانے کے باعث نفقہ ساقط ہو گیا اب اگر وہ شوہر کے بلانے پر بھی نہ آئے تو نان نفقہ کی اصلاً مستحق نہیں جب تک شوہر کے گھر میں نہ آئے۔ درمختار میں ہے لا نفقة لخارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة حتى تعود به۔ گھر سے نکل جانے سے نکاح ختم نہیں ہوتا اور مہر تو صحبت کے ساتھ ہی شوہر پر لازم ہو جاتا ہے۔ اس وقت عورت چونکہ نکاح میں ہے اس لئے حق پرورش بھی اسے حاصل ہے۔ ہاں اگر شوہر طلاق دے دے اور وہ بچے کے غیر محرم سے نکاح کر لے تو عورت کو حق پرورش نہ رہے گا اور اگر محرم سے نکاح کر لے تو حق پرورش باطل نہ ہو گا (درمختار وغیرہ۔) جہاں تک ممکن ہو عورت کے ساتھ نباہ کی کوشش کرے کہ حدیث شریف میں فرمایا عورت ٹیڑھی پسلی سے بنائی گئی ہے تو اسے اسی طرح استعمال کر، اگر سیدھی کرنا چاہے گا تو اسے توڑ دے گا اور اسے توڑنا طلاق دینا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۵/۲۴/ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ساتویں ماہ میں پیدا ہونے والا بچہ شوہر کا ہے / نفقہ اور بچہ کا خرچہ

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و علماء کرام مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ: عرصہ چار سال قبل زید کا عقد مسمات کے ساتھ ہوا۔ دونوں بالغ اور جوان تھے۔ مسمات کو حمل قرار پا گیا تھا۔ رخصتی کر دی گئی تھی۔ چار یوم بعد واپس مسمات میکے آ گئی اور پھر سسرال چلی گئی اور شادی کی رخصتی کی تاریخ سے عرصہ سات ماہ کے اندر اندر مسمات کے سسرال میں بچی پیدا ہوئی جو کہ بالکل کمزور اور لاغر تھی ایک ہفتہ تک اس کو روئی میں رکھا گیا اور اللہ تعالیٰ نے زندگی دیدی۔ زید نے مسمات پر بہتان لگایا کہ یہ بچی ساتویں ماہ میں ہوئی ہے اس لئے یہ میری نہیں ہے۔ مسمات کو اس کے والدین گھر لے آئے اور زید و اس کے والد عزیز اقارب سے کہا گیا تو انہوں نے زید کو سمجھایا کہ کیا بچے ساتویں ماہ میں نہیں ہوتے ہیں اور اس لئے تم غلط فہمی دور کرو اور بلاوجہ بہتان نہ لگاؤ بہت بڑا گناہ ہے۔ اس پر کلمہ پڑھ کر زید نے یقین دلایا کہ میری صفائی ہو گئی اب میں بہتان نہیں لگاؤں گا اور اس یقین دہانی پر مسمات کے والدین نے مسمات کو زید کے یہاں پر بھجوا دیا ایک دو بار میکے آئی اور سسرال جاتی رہی لیکن وہ بدبخت پھر بہتان لگاتا رہا اور طعنہ دیتا رہا جب مسمات کے والدین کو پتا چلا کہ مسمات سخت اذیت میں ہے اور کئی ماہ سے اس کو طعنہ بازی دی جا رہی ہے تو اس کی والدہ اس کو یعنی مسمات کو دو یوم کے لئے میکے لے آئیں پھر زید لینے کو نہیں آیا

بلکہ دھمکی دیتا رہا کہ میں طلاق دے دوں گا۔ مسمات کئی ماہ سے سسرال میں تھی جب اس کی والدہ لے کر آئی تو عرصہ قریب چھ ماہ بعد مسمات کو اس کے میکے میں لڑکا پیدا ہوا اطلاع دی زید نہیں آیا کئی مرتبہ بات کی کہ تم اپنے بچوں کو لے جاؤ عرصہ دو سال سے اوپر ہو گیا ہے مسمات اپنے میکے میں ہی ہے۔ دو بچے ہیں ایک لڑکی چار سال کی اور لڑکا قریباً ڈیڑھ سال کا ہو گیا ہے۔ مسمات کو جو جہیز دیا تھا اور والدین نے جو زیور دیا تھا اور جو نکاح کے وقت زید نے زیور دیا تھا وہ بھی سب زید کے پاس ہے نہیں دیتا ہے۔ براہ کرم مندرجہ ذیل امور پر آگاہ فرمائیں۔

۱۔ زید نے جو مسمات پر بہتان لگایا ہے کہ ساتویں مہینے میں بچی پیدا ہوئی ہے وہ میری نہیں ہے۔ از روئے شریعت کیا حکم ہے؟ سنا ہے کہ ایسے ہی کیس کا فیصلہ جناب حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی فرمایا تھا؟

۲۔ مسمات عرصہ دو سال سے اوپر اپنے میکے میں ہی ہے اس کے ساتھ اس کی ساڑھے تین سال کی بچی اور ڈیڑھ سال کا بچہ بھی ہے۔ لڑکے کی زچگی بھی میکے میں ہوئی ہے۔ کیا عدالت عالیہ سے اپنے نان نفقہ اور زیور جو کہ اس کے والدین نے دیا تھا اور بوقت نکاح جو زیور زید نے دیا تھا اور جہیز کے سامان وغیرہ لینے اور ماہانہ خرچہ کے لئے رجوع کر سکتی ہے؟

۳۔ مسمات یہ کہتی ہے کہ جو زیور بوقت نکاح میرے سسرال والوں نے دیا تھا وہ بھی میری ملک ہے کیا یہ صحیح ہے؟

۴۔ جیسا کہ زید طلاق کی دھمکی دے رہا ہے اور لے جانے کو تیار ہی نہیں ہے تو ایسی صورت میں مسمات کیا از روئے شریعت دو سال کا جو کہ گزر چکے ہیں اس کا خرچہ لینے میں حق بجانب ہے؟

۵۔ اگر خدانخواستہ طلاق مغلظہ دے دی تو لڑکی و لڑکے کو کتنے سال تک اپنے پاس رکھ سکتی ہے اور کیا خرچہ ماہانہ لے سکتی ہے؟

بینوا، توجروا

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینے اور زیادہ سے زیادہ دو برس ہے لہٰذا ساتویں ماہ میں پیدا ہونے والا بچہ یقیناً اس شوہر کا ہے۔ (درمختار، عامہ کتب وغیرہ)

۲۔ جس عورت سے نکاح صحیح ہو اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے (عالمگیری۔ درمختار) نفقہ سے مراد کھانا کپڑا رہنے کا مکان ہے (جوہرہ۔ درمختار) شوہر کے ہاں سے ناحق چلی گئی تو نفقہ نہیں پائے گی جب تک واپس نہ آئے (درمختار۔ ردالمحتار) اگر مسمات مذکورہ ناراض ہو کر اپنے میکے چلی گئی اور بلانے سے نہ آئے تو اس کا نان و نفقہ شوہر پر سے ساقط ہے جب تک وہ شوہر کے ہاں واپس نہ آ جائے۔ ہاں اگر لڑکی نے جانے سے انکار نہ کیا بلکہ باپ کے یہاں آئی تھی پھر شوہر کے بلانے کی منتظر رہی اور اس نے نہ بلایا تو اس صورت میں نفقہ کی حقدار ہوگی۔

۳۔ بوقت نکاح اگر سسرال والوں نے اس زیور کا مالک لڑکی کو بنا دیا تھا تو زیور کی مالک ہے ورنہ نہیں۔

۴۔ اس کا جواب نمبر (دو) میں موجود ہے۔

۵۔ خدانخواستہ طلاق ہو جائے پھر معلوم کریں۔ (یا سنی بہشتی زیور مؤلفہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی کا مطالعہ کریں)

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　۱۶/۴/۱۹۸۵ء

ساتویں ماہ ولادت ہو تو نسب درست ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میں مسمّی صلاح الدین ولد محبوب شاہ حلفیہ کہتا ہوں جو کہ میں اس تحریر میں لکھوا رہا ہوں وہ بالکل حلفیہ لکھوا رہا ہوں۔

میرا نکاح ۲۳ /ستمبر ۱۹۸۴ کو ہاجرہ ولد مانو شاہ سے ہوا میرے نکاح کے سات ماہ بعد ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کی تاریخ پیدائش ۱۴-۷-۸۵ ہے۔ جس کی رسید (پیدائشی سرٹیفکیٹ) مجھے ۱۴-۷-۸۵ کو ملا۔ میری برادری والوں نے اس لڑکی کے پیدا ہونے پر شک وشبہات پیدا کیے ہیں۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ بچہ سات ماہ میں بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ آٹھ ماہ یا نو ماہ بعد بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں علماء دین سے فتویٰ لینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کیا سات ماہ بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ کہ میں یہ حلفیہ کہتا ہوں تین آدمیوں کے سامنے میری بیوی ہاجرہ سے نکاح سے پہلے میرے کوئی ناجائز تعلقات نہیں تھے۔ علماء دین سے گزارش ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ دیں اگر ہم پر کوئی کفارہ لگتا ہے وہ ہم دینے کے لئے تیار ہیں۔

گواہوں کے نام　۱۔ شبیر احمد،　۲۔ حاجی رحمت علی،۔　۳۔ غلام رسول

صلاح الدین، مکان نمبر ۴۵۹، نزد بغدادی مسجد پریٹ آباد، حیدر آباد

میں مسمات ہاجرہ ولد مانو شاہ حلفیہ کہتی ہوں جو کہ میں اس تحریر میں لکھوا رہی ہوں وہ بالکل حلفیہ رکھوا رہی ہوں۔

میرا نکاح ۲۳، ستمبر ۱۹۸۴ کو صلاح الدین ولد محبوب شاہ سے ہوا۔ نکاح کے سات ماہ بعد ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا پیدائشی سرٹیفکیٹ ۱۴-۷-۸۵ کو بنا ہے۔ میری برادری والوں نے اس لڑکی کے پیدا ہونے پر شک وشبہات پیدا کئے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ بچہ سات یا آٹھ یا نو ماہ میں بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ اس مسئلہ پر علماء دین سے فتوی لینا ضروری سمجھتی ہوں۔ کیا سات ماہ بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ میں یہ حلفیہ کہتی ہوں تین آدمیوں کے سامنے کہ میرے شوہر صلاح الدین یا کسی اور سے نکاح سے پہلے کوئی ناجائز تعلقات نہیں تھے۔

علمائے دین سے گزارش ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں فتوی دیں یا اگر ہم پر کوئی کفارہ لگتا یہ تو ہم دینے کو تیار ہیں۔

گواہوں کے نام:　۱۔ شبیر احمد　۲۔ حاجی رحمت علی　۳۔ غلام رسول

ہاجرہ زوجہ صلاح الدین

۷۸۲ الجواب ھو الموفق للصواب: حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینے اور زیادہ سے زیادہ دو سال ہے۔ لہٰذا وقت نکاح سے چھ ماہ یا زیادہ پر بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہوا۔ اور اب جب کہ صورت مسئولہ میں یہ مدت سات ماہ یا اس سے زیادہ بنتی ہے تو اس صورت میں اس لڑکی کا نسب مسمّی صلاح الدین سے ثابت ہوگا اور شرعاً یہ لڑکی اس کی جائز لڑکی کہلائے گی۔ (درمختار۔ عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۲۳ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ، ۷ دسمبر ۱۹۸۴ء

دو سال کے اندر اندر صحبت نہ ہو اور بچہ پیدا ہو تو نسب ثابت ہے

سوال: جناب قبلہ محترم مولانا صاحب، السلام علیکم

ایک فتوی درکار ہے اس مسئلہ میں علماء دین کیا فرماتے ہیں

زید کی بیوی خاوند کی کشیدگی کی وجہ سے تقریباً دوڈھائی سال تک اپنے میکے میں رہ گئی زید نے کئی مرتبہ کوشش کی کہ بیوی گھر آ جائے مگر تمام کوشش بیکار گئی۔ مندرجہ بالا بیان کے بعد ایک روز زید کی بیوی کے والدین نے لڑکی کو بھیج دیا پندرہ دن کے بعد معلوم ہوا کہ لڑکی حاملہ ہے پہلے دائی سے اور پھر ڈاکٹر سے معلوم کیا گیا تو دونوں نے یہ کہا کہ لڑکی کم از کم چھ ماہ کی حاملہ ہے۔ لڑکی کے والدین سے کہا گیا اپنی برادری کے چند لوگ لڑکی کے پاس گئے اور اس سے ماجرا معلوم کیا پہلے تو لڑکی نے صاف انکار کیا اور یہ کہا کہ اگر میرے اس گھر میں آنے سے بچہ نو ماہ پہلے پیدا ہوگا تو وہ ناجائز تصور کیا جائے گا اور پھر آٹھ ماہ دس دن میں لڑکی پیدا ہوگئی۔ بعد میں مندرجہ بالا افراد کے سامنے یہ اقرار کیا کہ میرے ایک لڑکے بکر سے جو کہ میرے والد کے مکان کی چھت پہ رہتا ہے تعلقات ہیں اور یہ لڑکی بھی بکر کی ہے لڑکی زید کی ہوگی یا بکر کی یا حرام تصور ہوگی یا حلال۔

۷۸۶ الجواب: حمل کی مدت کم از کم چھ ماہ ہے اور زیادہ سے زیادہ دو سال (عامۂ کتب) لہٰذا اگر زوجین میں کشیدگی کے باعث زوجہ اپنے والدین کے گھر بیٹھی رہی اور ولادت سے دو سال قبل تک زوجین میں خلوت صحیحہ نہ پائی گئی یعنی دو سال تک شوہر اور بیوی ایک دوسرے سے بے تعلق رہے اور شوہر شب باش نہ ہوا تو بعد ولادت یہ بچہ شوہر کا قرار نہ پائے گا اور نہ نسب ثابت ہوگا۔ اور اگر ولادت سے قبل دو سال کی مدت میں کسی وقت بھی شب باشی وخلوت صحیحہ پائی گئی تو بچہ زید کا قرار پائے گا اور عورت کے اقرار زنا سے نسب میں کوئی فرق نہ پڑے گا اور نہ اس اقرار سے عورت نکاح سے خارج ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان البرکاتی القادری النوری عفی عنہ ۱۱ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ

نان ونفقہ وحق پرورش سے متعلق فتوی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میری بیوی زہرہ خاتون نے شادی کے بعد مجھے بتایا کہ اس کو دل کا مرض ہے اور ایک کان سے سنائی بھی نہیں دیتا۔ اس کے والدین نے شادی سے قبل ایسی کوئی بات نہیں بتائی تھی۔ بہر حال اس کے والدین سے پرسش احوال کی گئی تو انہوں نے بے تکلف تسلیم کیا کہ حقیقتاً ایسا ہی ہے۔ سابقہ معالج کی تجویز دوا پرہیز و احتیاط کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ دل کا مرض بہت معمولی نوعیت کا تھا لہٰذا نہ کسی دوا وغیرہ کی ضرورت ہے، نہ پرہیز واحتیاط کی احتیاج ہے۔ لیکن جلد ہی ظاہر ہوگیا کہ حقیقت اس کے برعکس ہے کیوں کہ میری بیوی بتدریج کمزور ہوتی چلی گئی۔ حیدرآباد اور کراچی میں ڈاکٹروں کو دکھایا گیا۔ انہوں نے کمزوری کا سبب دل اور پھیپھڑے کا پرانا مرض بتایا۔ میری بیوی جب تک میرے پاس حیدرآباد میں رہی دوائیں بے دریغ مہیا کی گئیں غذا حسب طلب اور جتنی کسب حلال نے اجازت دی۔ بہم پہنچائی گئیں۔ آرام اس قدر کہ (ڈاکٹر کی اجازت سے) کھانا پکاتی تھی۔ گھر کے جملہ امور میں خود

سرانجام دیتا تھا۔ اس سلسلے میں بیوی کے والدین نے بھی کوئی تعاون نہیں کیا۔ البتہ علاج کے دوران میرے سسر اور سالی حیدرآباد اچانک اسے لینے آ پہنچے۔ میں نے اس شرط پر جانے کی اجازت دی کہ سرجن جتوئی سے مرض کی تشخیص تو ضرور کرائیں لیکن علاج ہومیوپیتھی کا کرائیں۔ یہ شرط میں نے اس لئے رکھی تھی کہ میں آپریشن کے حق میں نہیں تھا۔ میرے علم و یقین کے مطابق دو چار دن ہومیوپیتھک کی ادویات کسی غیر معروف ڈاکٹروں کی استعمال کی گئیں لیکن پھر مستقل طور پر سرجن جتوئی کا ہی علاج شروع کردیا گیا۔ اس ڈاکٹر جتوئی کے زیر علاج آنے کے بعد میری بیوی کی حالت اور خراب ہوگئی تو میں نے اس کو حیدرآباد لانا چاہا لیکن اس کے والدین نے حیلے بہانوں اور دھمکیوں سے کام لے کر اسے حیدرآباد نہ آنے دیا اور بالا ہی بالا اس کے آپریشن کا فیصلہ کرلیا۔ سرجن جتوئی کی مہارت کی ایسی ہوا باندھی کہ مریضہ بھی اس موت کے کھیل پر تیار ہوگئی۔ مجھے اس فیصلہ کا علم ہوا تو میں نے اس کی مخالفت کی لیکن لڑکی چونکہ اپنے والدین کے گھر تھی اور اس سلسلے میں بڑی حد تک اس کو زیر اثر لیا جاچکا تھا۔ خود والدین کے دماغوں میں تو ہوا ہی اور سمائی تھی۔ لہٰذا میری مُخالفت بے نتیجہ ثابت ہوئی۔ میں نے بیوی کو والدین کی مرضی کے آگے بے بس پا کر خاموشی اختیار کرلی۔

دل کے آپریشن پر زرکثیر خرچ ہونا تھا اور میں اس کا متحمل نہیں ہوسکتا تھا لہٰذا میں نے اپنے محکمے سے رجوع کیا اور تین ماہ کی جان توڑ کوشش کے بعد بالآخر آپریشن کے لئے پچاس ہزار روپے منظور کرانے میں کامیاب ہوگیا لیکن میرے سسر وغیرہ نے اس سہولت سے فائدہ اٹھانے کے بجائے میری بیوی کے واحد ملکیتی رہائشی پلاٹ کو فروخت کرکے آپریشن کے مصارف پورے کرنے کو ترجیح دی۔ میری بیوی آپریشن کے بعد جانبر نہ ہوسکی۔ خداوند کریم اس کی مغفرت فرمائے۔ (آمین) اور سرجن جتوئی (معاذ اللہ) کو خدا سمجھنے والوں کو نیک توفیق دے۔

میری بیوی مرحومہ کی یادگار ایک فرزند بعمر چار سال (تقریباً) بنام محمد ذیشان خان میرے پاس ہے اور میرے ساتھ مقیم میری چھوٹی بہن کے بچوں میں گھل مل کر ہنسی خوشی رہ رہا ہے۔ براہ کرم ارشاد فرمائیں کہ

ا۔(الف)۔ والد کے ہوتے ہوئے کوئی اور رشتہ دار بچے کی پرورش کا حق رکھتا ہے؟ خصوصاً جبکہ والد ہر طرح بچے کا خیال رکھتا ہو اور بچہ بھی باپ سے خوش ہو اور سگی پھوپی اور اس کے بچوں میں گھل مل گیا ہے۔

ب۔ کیا بچے کو پرورش کے لئے ایسے رشتہ دار کے پاس چھوڑا جاسکتا ہے۔ جہاں یقین کی حد تک یہ گمان ہو کہ ان کے یہاں ناجائز آمدنی بھی آتی ہے؟ اس یقین و گمان کی بنیاد گھر والوں کا معیار زندگی اور ان کے قریبی رشتہ داروں کی رائے ہے۔

ج۔ اگر بچے کا والد اور قریبی دودھیالی رشتہ داروں کے ہوتے ہوئے بھی بچے کے ننھیال رشتہ داروں کو حق پرورش ہے تو کتنی مدت تک ہے۔ نیز بچے کی کفالت کس کے ذمے ہوگی؟ اور خرچ کی شرح والد کی حیثیت و منشا کے بموجب ہوگی یا دعویداروں کے مطالبے کے مطابق؟

۲۔ مرحومہ کا مہر مبلغ گیارہ ہزار روپے تھا جو اس نے شادی کے کچھ عرصہ بعد مشروط طور پر معاف کردیا تھا۔ شرط اس لحاظ سے لغو اور بے معنی تھی کہ اس کی بنیاد ایک حد تک شکوک اور بڑی حد تک مذاق پر تھی لہٰذا اسے پورا نہیں کیا گیا نہ مرحومہ نے اپنی باقی

زندگی میں اس شرط کو پورا کرنے کا ذکر کیا نہ مطالبہ کیا۔ مہر کے دعویدار لڑکی کے والدین کے لئے کسی خاص مالی حیثیت کی شرط ہے یا ہر حیثیت کے لوگ یہ مطالبہ کر سکتے ہیں؟

۳۔ مرحومہ کا جہیز والدین کی زرخرید اشیاء اور تحائف پر مشتمل تھا۔ کچھ تحائف اس کے والدین نے از خود اپنے گھر رکھ لئے تھے۔ اس قسم کی قطع و برید نیز ان زرخرید اشیاء اور تحائف کے لئے کیا حکم ہے؟ ہمارے خاندان میں بیوی کے انتقال کے بعد جہیز وغیرہ کی واپسی کا رواج نہیں ہے۔ شادی کے وقت ایسا کوئی معاہدہ بھی زبانی یا تحریری لڑکی کے والدین سے نہیں ہوا تھا۔ نیز میری بیوی کی دو سگی خالائیں وفات پا گئیں تو ان کا بھی جہیز وغیرہ واپس نہیں ہوا تھا۔

۴۔ (الف)۔ مرحومہ کا ملکیتی پلاٹ (عطیہ والد) مبلغ ساٹھ ہزار روپے میں فروخت ہوا تھا۔ آپریشن پر =/۳۲۸۸۶ روپے خرچ ہوئے تھے۔ باقی ماندہ رقم =/ ۲۶۱۱۴ روپے کے لئے کیا حکم ہے۔ یہ رقم اس کے والدین کے قبضے میں ہے۔

(ب)۔ کیا کوئی شخص جس کی تحویل میں باقیماندہ رقم =/ ۲۶۱۱۴ روپے آ گئی ہو۔ اپنی مرضی سے بے جا خرچ کر سکتا ہے؟

۵۔ مرحومہ کی شادی کے وقت دئے گئے ہماری طرف کے زیورات میں چار عدد طلائی چوڑیاں اور دو عدد انگوٹھیاں نیز اس کے والدین کی طرف سے ملے ہوئے زیور ایک عدد طلائی ہار، کانوں کے دو عدد طلائی آویزے اور ایک عدد انگوٹھی اس کے والدین کے قبضے میں ہے؟ اس زیور کے سلسلے میں حکم شرعی سے آگاہ فرمادیں۔ احقر نصیر محمد، تھل مل کالونی، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: ماں نہ ہو تو حق پرورش نانی کے لئے ہے۔ یہ بھی نہ ہو تو نانی کی ماں۔ یہ بھی نہ ہو تو اب یہ حق پرورش دادی پردادی، وغیرہما دوھیال والوں کے لئے ہے اور جس عورت کے لئے حق پرورش ہے اس کے پاس لڑکے کو سات برس کی عمر تک اور لڑکی کو نو برس کی عمر تک رہنے دیا جائے گا۔ (درمختار ردالمحتار)

۲۔ نابالغ بچہ کا نفقہ اور ضروریات زندگی مہیا کرنا باپ کے ذمہ واجب ہے۔ جبکہ خود اولاد کی ملک میں مال نہ ہو۔ اور اگر نابالغ کی ملک میں مال ہے تو باپ پر نفقہ نہیں (جوہرہ وغیرہ) اور ظاہر ہے کہ نابالغ اولاد کے نفقہ وغیرہ میں باپ کی حیثیت کا لحاظ رکھا جائے گا نہ کہ پرورش کرنے والوں کے اندھادھند مطالبہ کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ مہر عورت کا خالص حق ہے اور مال متروکہ، اگر شوہر نے ادا نہ کیا تو اس میں وراثت جاری ہوگی اور دوسرے مال متروکہ کی طرح اس میں بھی ماں باپ کا حق ہے یعنی ہر ایک کا چھٹا حصہ۔ بشرطیکہ وہ اس کی موت کے وقت زندہ ہوں اور چونکہ مہر مال متروکہ ہے لہٰذا اولاد یعنی لڑکے کی موجودگی میں شوہر کا کل مال سے ۱/۴۔ اور باقی مرحومہ کے بیٹے کا۔ اگرچہ وہ نابالغ ہے۔ جہیز میں سے حصہ مقررہ کا مطالبہ والدین کر سکتے ہیں۔ اپنی مرضی سے یا کسی کی حیثیت کے مطابق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ جہیز کا تمام سامان عورت کی ملک ہے یعنی جو اسے دیا گیا خاص اس کے لئے اور جب وہ مال عورت کی ملکیت ہے تو اس میں بھی وراثت جاری ہوگی اور ہر وارث کا جو حصہ شرعاً بنتا ہے وہ پائے گا۔ جہیز میں رسم کا اعتبار نہیں۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ شرفاء میں اس کی واپسی کا دستور نہیں۔ (درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ اوپر مذکور ہوا کہ میت کا تمام مال متروکہ اس کے وارثوں کا حق ہے اور ہر وارث اپنے حق کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ خواہ وہ مال

متروکہ جائیداد منقولہ کی صورت میں ہو یا زیورات وقیمتی پارچہ جات واسباب خانہ داری اور نقد کی صورت میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
۶۔ شوہر کے یہاں سے جو کچھ چڑھاوا گیا تھا اس میں رواج دیکھا جائے گا۔ اگر رواج یہ ہو کہ عورت ہی اس کی مالک سمجھی جاتی ہے تو وہ سب ہی عورت کی ملک ہو گیا اور اگر عورت مالک نہیں سمجھی جاتی تو وہ جس نے چڑھایا تھا اسی کی ملک ہے۔ خواہ شوہر کا والد ہو یا والدہ یا خود شوہر۔ یہ اس صورت میں شوہر یا اس کے والدین کو واپس کیا جائے گا۔ اس میں وراثت جاری نہ ہوگی۔ برخلاف اس زیور کے جو والدین نے اپنی بیٹی کو جہیز میں دیا کہ وہ عورت ہی کی ملک ہے۔ عورت ہی اس کی مالک ہے اور اس کی موت کے بعد اس میں وراثت جاری ہوگی اور بقدر حصہ شرعی، ہر وارث اپنا حق پائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۲ ر رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب النسب

نکاح نامہ میں اصل ولدیت لکھی جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ: مساۃ زمرد سلطانہ بنت محمد صدیق کی شادی ہوئی جبکہ مساۃ زمرد سلطانہ کی عمر تین سال کی تھی۔ مسمی شفیق احمد نے جو کہ محمد صدیق کے حقیقی ماموں ہیں، اب تک زمرد سلطانہ کی پرورش کی ہے اور شفیق احمد نے والد کی حیثیت سے اپنی طرف سے زمرد سلطانہ کی شادی کی تاریخ مقرر کردی ہے لہٰذا نکاح میں لڑکی کے والد محمد صدیق کی ولدیت لازمی ہے یا کہ شفیق احمد کی جنہوں نے بچی کی پرورش کی ہے اور نہ ہی زمرد سلطانہ کے علاوہ ان کی کوئی اولاد ہے یعنی شفیق احمد کی ولدیت تحریر کردی جائے بروئے شرع شریف جواب عطا فرمائیں۔

خادم۔ بشیر احمد، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب: زمرد سلطانہ بنت محمد صدیق، کی پرورش اگرچہ محمد شفیق نے کی اور فرض کر لیجئے کہ از اوّل تا آخر وہی اس کے تمام مصارف برداشت کرتا رہا اور برداشت کرے گا اس کے باوجود زمرد سلطانہ اپنے باپ محمد صدیق ہی کی بیٹی ہے۔ نکاح میں ایجاب وقبول کے وقت زمرد سلطانہ بنت محمد صدیق ہی کہی جائے گی اور یہی لکھی جائے گی۔ محمد شفیق کو ہرگز ہرگز یہ اختیار نہیں کہ وہ زمرد سلطانہ کو اپنی طرف نسبت کرے۔ خاندان کے بااثر حضرات اس حرکت سے بالجبر انہیں روکیں۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۵ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

شادی کے بغیر اگر اولاد ہوئی تو وہ صرف ماں کی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مساۃ صابرہ بالغہ وناکتخدا کے جب کچھ آثار حمل نظر آنے لگے تو اس کے اہل خانہ وعزیزوں نے اس سے پوچھ گچھ کی کہ یہ کیا اور کیسے ہوا تو اس نے سب کے استفسار پر کہا کہ مجھ کو میرے منگیتر اقبال نے جبرا کیا اس کا یہ نتیجہ ہے۔ چنانچہ جب اقبال سے دریافت کیا تو اس نے قطعاً انکار کیا اور کہا کہ یہ مجھ پر بہتان ہے اور میں ہر قسم کی قسم کھانے کو تیار ہوں کہ یہ میرا فعل نہیں ہے۔ مساۃ صابرہ اب اسی حمل سے بچہ بھی جن چکی ہے۔ لہٰذا از روئے شریعت مطہرہ اقبال اور صابرہ کی قسموں کا اعتبار کس طرح کیا جائے دونوں فریق اپنے صدق پر قسم کھانے کو تیار ہیں اور اس اولاد کو کس سے منسوب کیا جائے؟ بینوا، توجروا　　فقط السائل، محمد صابر علی عفی عنہ، رکشہ چوک، ضلع ٹھٹھہ

۷۸۶ الجواب: صاف ظاہر ہے کہ اس صورت میں قصور مساۃ صابرہ کا ہے کہ اگر وہ اپنی بات میں سچی ہے تو وہ اپنے منگیتر سے اس طرح کیوں ملی کہ نوبت یہاں تک پہنچی اور ماں باپ کی اجازت سے ملی تو وہ بھی بری الذمہ نہیں۔ بہرحال بچہ صرف

ماں کا ہے۔ اقبال سے اس کا نسب نہ مانا جائے گا اگر چہ وہ اسی کے نطفہ سے ہو کہ الولد للفراش و للعاهر الحجر ہاں اگر نکاح ہو چکا ہے اور رخصتی عمل میں نہ آئی تو شرعاً نہ یہ جرم ہے نہ بچہ ولد الزنا بلکہ ثابت النسب ہے اور اقبال اب بھی انکار کرے تو لعان واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

اصل باپ کے علاوہ کسی اور کو باپ کہلانا گناہ ہے

سوال: جناب کیا بالغ لڑکے کے نکاح کے وقت اگر اس کے والد کا نام نہ لکھا جائے اور دوسرے یعنی سوتیلے والد کا نام لکھا جائے تو ایسی صورت میں نکاح جائز ہے اگر جائز ہے تو گناہ تو نہیں اور اس میں شریک ہونے والے حضرات تو گناہ گار نہیں۔ تفصیل سے جواب دے کر مہربانی فرمائیں۔ نکاح میں شریک ہونے والوں کو اگر علم ہو تو کیا وہ گناہ گار ہوں گے؟ جواب عنایت فرمائیں۔ یوسف علی، سرفراز کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اپنے باپ یعنی جس کی صلب سے پیدا ہوا، اس کے علاوہ کسی اور کو اپنا باپ بتانا، کہلانا، لکھوانا، سب گناہ و حرام ہیں۔ حدیث شریف میں ایسے کو ملعون فرمایا۔ اور بوقت نکاح جبکہ صرف زوج کا نام لینے ہی سے گواہوں کو معلوم ہو جائے کہ فلاں بن فلاں ہے اور سوتیلے باپ کی طرف اس کی نسبت کر کے ایجاب و قبول عمل میں آیا تو نکاح ہو جائے گا اور شرکاء محفل نکاح پر بھی کوئی گناہ نہ ہوگا کہ نکاح یوں بھی صحیح ہے۔ یوہیں عورت کے نام سے اسے جانا جائے کہ کون ہے۔ تب بھی نکاح میں کوئی خرابی لازم نہ آئے گی اور عموماً یہ بات سب کو معلوم ہی ہوتی ہے یہ فلاں بن فلاں ہے۔ جو اپنے سوتیلے باپ کے ساتھ ہے۔ تو گناہ کی کوئی بات بظاہر معلوم نہیں ہوتی۔ مگر قصداً منسوب کرنا، اور دھوکہ دینا گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

کسی مسلمان کی برہمن عورت سے اولاد ہوئی تو وہ مسلمان کہلائے گی

سوال: مکرمی و محترمی جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیا فرماتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلے کے کہ: ایک مسلمان شخص کی داشتہ برہمن عورت تھی بعد میں مسلمان ہوگئی۔ اور اس سے چار لڑکے پیدا ہوئے تھے۔ ان چار لڑکوں نے شادی کی تو ان کی اولاد سے بیٹا یا بیٹی سے شادی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط آپ کا مخلص خادم، الحاج عبد الرحمٰن خان ولد حاجی جان محمد خان، حیدرآباد، سندھ، ۱۹۸۰ء/۱۱/ ۷

۷۸۶ الجواب: برہمن عورت کی اولاد، جو مسلمان سے ہوئی اگر چہ قبل از نکاح، وہ یقیناً مسلمان ہے اور ان کا نکاح جن مسلمان عورتوں سے ہوا وہ بھی یقیناً شرعاً صحیح اور ان صحیح نکاحوں سے ان کے یہاں جو اولاد ہوئی وہ یقیناً ثابت النسب اور شرعاً انہیں کی اولاد ہے۔ ان میں سے لڑکے خواہ لڑکی کسی کا بھی نکاح دوسرے مسلمان مرد و عورت سے یقیناً جائز ہے۔ حیث لامنع۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

کسی اور کا بچہ پالا تب بھی اس کی ولدیت کے خانہ میں اصل باپ کا نام لکھا جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ میں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین کہ: ایک شخص جو بدقسمتی سے شروع سے بے اولاد ہے اس نے اپنے ایک عزیز یا بھائی کی بچی کو گود لیکر پرورش کیا اور بچی اب جوان اور بالغ ہوگئی تو اس نے اس کی شادی مقرر کر دی اور دعوت نامے میں لڑکی کو اپنی ولدیت سے منسوب کیا۔ کیا یہ بات از روئے شریعت جائز ہے کہ نکاح کے دن وہ شخص اپنی ولدیت لکھوائے یا اس کو اصل باپ کی طرف منسوب کر کے ولدیت ظاہر کرے۔ فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** قرآن کریم کا ارشاد گرامی ہے اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ (احزاب:5) (لوگوں کو ان کے باپوں کے نام سے پکارو) اس سے صاف صاف ظاہر واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اولاد اسی کی مانی جائے گی جس کے نطفہ سے وہ پیدا ہے۔ لہٰذا ولدیت کے خانہ میں اس کے باپ ہی کا نام لکھا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

نسب باپ سے چلتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید و بکر دونوں سگے بھائی ہیں۔ زید قضاء الٰہی سے فوت ہو جاتا ہے۔ اس کی بیوی اور ایک شیر خوار بچہ ہے۔ خاندان کے بزرگ چاہتے ہیں کہ بیوہ اور بچہ کسی دوسرے خاندان میں نہ جائیں لہٰذا بیوہ کا عقد (نکاح) بکر سے کر دیتے ہیں، اب بچے کی ولدیت کس کے نام سے چلے گی نئے یا پرانے اصل والد، اور بچہ کس خاندان میں شمار کیا جائے گا۔ ایس۔ اے منور، تلک چاڑی حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** قرآن کریم کا ارشاد گرامی ہے اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ (احزاب:5) (لوگوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارو)۔ اور ظاہر ہے کہ نسب باپ سے چلتا ہے۔ تو بچہ جس کے نطفے سے پیدا ہوا اسی کا کہلائے گا۔ جس کی پرورش میں ہے وہ اس کا سوتیلا باپ ہے۔ ولدیت میں اس کا کوئی دخل نہیں۔ پھر زید و بکر حقیقی بھائی ہیں تو خاندان دونوں کا ایک ہوا۔ بچہ کا خاندان اس کے باپ دادا کا خاندان مانا جاتا ہے۔ کہ نسب میں شرعاً شجرہ پدری معتبر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

غیر سیّد کا خود کو سیّد کہلوانا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمّی زید جس کے حسب ونسب نکاح کا کسی کو علم نہیں ہے۔ اپنے چار یا پانچ سالہ بیٹے مسمّی پیر بخش کو ایک سیّد صاحب بزرگ کی خدمت میں بطور نذر پیش کرتا ہے سیّد صاحب موصوف یہ نذرانہ قبول کر کے پیر بخش کو گود لے لیتے ہیں۔ سیّد صاحب موصوف کی اپنی کوئی اولاد نہیں تھی۔ سیّد صاحب کے انتقال کو تقریباً ساٹھ ستر سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ پیر بخش کے پوتا پوتی اس وقت موجود ہیں۔ سوال طلب امر یہ ہے کہ پیر بخش کے پوتا پوتی کو یہ حق از روئے شریعت حاصل ہے کہ وہ اپنے آپ کو اولاد سیّد صاحب موصوف بتاتے ہوئے اپنے نسب نامے کو ان سیّد

صاحب کے واسطہ سے امام موسیٰ کاظم تک پہنچادے اور اپنے آپ کو سیّد کہیں اور لوگوں سے سیّد کہلوائیں۔ تو کیا انہیں سیّد کہنا ٹھیک ہے؟ آیات قرآنیہ اور احادیث واقوال ائمہ سے جواب عنایت فرمائیں۔

سیّد شہاب الدین ولد سیّد مظہر الدین، فقیر کا پڑ حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** زمانہ جاہلیت میں معمول تھا کہ اگر کوئی شخص بیوی کو ماں کہہ دیتا تو ساری عمر کے لئے وہ اس سے جدا ہو جاتی گویا کہ لفظ سے وہ حقیقی ماں بن گئی۔ یوں ہی کسی کو منہ بولا بیٹا بنالیتا تو وہ سچ مچ بیٹا سمجھا جاتا اور سب احکام اس پر بیٹے کے جاری ہوتے تھے قرآن کریم نے اس لفظی مصنوعی تعلق کو حقیقی اور قدرتی تعلق سے جدا کرنے کے لئے، ان رسوم و مفروضات کی بڑی شد و مد سے تردید فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ (احزاب:4) ''یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہاری ان عورتوں کو جنہیں تم ماں کے برابر کہہ دو تمہاری ماں نہ بنایا اور نہ تمہارے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا'' پھر اتنا ہی نہیں صاف صریح حکم دیا کہ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو جن سے وہ پیدا ہوئے۔ مفسرین کرام آیہ کریمہ کی تفسیر میں شان نزول بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت زید بن حارثہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زرخرید تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں حضور سرور عالم کی خدمت میں دیا اور حضور نے انہیں آزاد کر دیا۔ تب بھی وہ اپنے باپ کے پاس نہ گئے حضور ہی کی خدمت میں رہے حضور ان پر شفقت و کرم فرماتے تھے اس لئے لوگ انھیں دستور کے موافق حضور کا فرزند کہنے لگے۔ اس پر آیہ کریمہ نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ ٹھیک بات یہ ہے کہ ہر شخص کی نسبت اس کے حقیقی باپ کی طرف کی جائے کسی نے لے پالک بنالیا تو وہ واقعی باپ نہیں بن گیا۔ غرض یہ ہے کہ نسبی تعلقات اور ان کے احکام میں اشتباہ والتباس واقع نہ ہونے پائے اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مسعود ہماری ہستی سے بھی زیادہ ہم سے قریب ہے اور اگر اس روحانی تعلق کی بناء پر کہلوایا جائے کہ مومنین کے حق میں نبی بمنزلہ باپ کے بلکہ اس سے بھی ہزار ہا مراتب بڑی ہے تو بالکل بجا ہوگا لیکن جب حضرت زید بن حارثہ کو زید بن احمد کہنا ناجائز و حرام ٹھہرایا گیا حالانکہ وہ حضور کے پروردہ اور لے پالک بھی تھے تو جو شخص اپنے کو سیّد کہہ کر حضور کی اولاد کہے حالانکہ وہ سیّد نہ ہو تو وہ آیت کریمہ کی رو سے کتنا بڑا جرم ہوگا اس کا اندازہ ان احادیث کریمہ سے کیجئے کہ من ادعیٰ الی غیرا بیه وهو یعلم انه غیرابیه فالجنة علیه حرام یعنی دیدہ و دانستہ اپنے باپ کے علاوہ اور کسی کی طرف نسب کرے تو جنت اس پر حرام ہے۔ (مسلم شریف) بلکہ ایک اور حدیث شریف کا ارشاد ہے کہ ملعون من ادعیٰ الی غیر ابیه یعنی ملعون ہے وہ شخص جو اپنے خاندان کے علاوہ کسی اور سے منسوب کرے بالجملہ جو شخص سیّد نہ ہو اور سیّد بنے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کا مستحق ہے اور جنت اس پر حرام ہے نیز وہ در پردہ اپنی ماں کو گالی دیتا ہے کہ اس کا نکاح غیر سیّد سے ہوا اور وہ سیّد کو اپنی ماں کا خاوند بتاتا ہے ولا حول ولا قوة الا با الله العلی العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الحضانۃ (پرورش کا بیان)

پرورش میں والدین کی ذمہ داری

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت مطلقہ بائنہ کی عدت ختم ہو چکی ہے اور سابق شوہر سے ایک شیر خوار بچہ ہے۔ اس بچہ کو دودھ پلانے کے لئے عورت مذکورہ اجرت مانگتی ہے اور بچہ کو حقیقی پھوپیاں وغیرہ مفت دودھ پلانے کے لئے تیار ہیں۔ صورت مذکورہ میں کون مستحق ہے؟ حکم شرعی بحوالہ کتاب تحریر فرمائیں۔ عبدالحئی خان

۷۸۶ الجواب: بچہ کی پرورش کا حق، ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو۔ ہاں اگر بچہ کی ماں نے بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اس کو پرورش کا حق نہ رہا اور اس کے محرم سے نکاح کیا تو حق پرورش باطل نہ ہوا۔ اور ماں اگر مفت پرورش کرنا نہیں چاہتی اور باپ اجرت دے سکتا ہے تو اجرت دے اور اگر تنگدست ہے، اور ماں کے بعد جن کو حق پرورش ہے اگر ان میں کوئی پرورش مفت کرے تو اس کی پرورش میں دیا جائے شرط یہ کہ وہ عورت بچہ کے غیر محرم کے نکاح میں نہ ہو (عالمگیری ردالمحتار، درمختار) اور ماں کے بعد حق پرورش نانی کو، دادی کو، بہن کو، پھر خالہ کو، ہے پھر پھوپی کو۔ (درمختار۔ ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ذی قعد ۱۳۸۶ھ

ناک سے دودھ ٹپکانا رضاعت ثابت کرے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی والدہ نے اپنا دودھ عمرو کی ناک میں ڈالا ہے کیا اس سے رضاعت ثابت ہو گئی یا نہیں؟ کیا زید اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے جس کی ناک میں اسی کی ماں نے دودھ ڈالا ہے؟ بینوا بالبرھان، توجروا عنداالرحمن

۷۸۶ الجواب: دودھ پینے سے مراد یہی معروف طریقہ نہیں بلکہ اگر حلق یا ناک میں ٹپکایا گیا جب بھی یہی حکم ہے یعنی رضاعت ثابت ہو جائے گی (ہدایہ جواہر وغیرہ) اور جب رضاعت ثابت ہو گئی تو یہاں نکاح جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

صلہ رحمی مستحسن امر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص مسمی مداری خان ولد نور خان اپنی بیوہ سالی مسمات بندو بی بی بیوہ نواب الدین (اور اس کے دو یتیم بچوں جن کی عمر ۱۴ سال، ۱۱ سال کی ہوگی) کی پرورش اور دیکھ

بھال کرتا ہے۔اور اپنی طرف سے ان کی پوری پوری کفالت کر رہا ہے۔مگر برادری کے کچھ لوگ مسمی مداری خان کی اس کفالت اور دیکھ بھال کو مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور اس پر ناجائز تعلقات کا الزام لگا کر اس کو برادری سے خارج کر کے اس سے کھانا پینا لین دین قطعی بند کر دیا ہے۔کیا شرع شریف کی نظر میں مداری خان مجرم ہے۔اور اس کا برادری سے اخراج جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا عند اللہ　المستفتی عبدالوحید خان احقر سلمانی، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: بندو بی بی اگر کسی علیحدہ مکان میں مقیم ہے۔اور مداری خان دوسرے مکان میں اقامت گزین ہے۔اور یہ دونوں ایک دوسرے سے تنہائی میں نہیں ملتے۔اور اب مداری خان بندو بی بی کی پرورش محض لوجہ الکریم کرتا ہے۔اور صلہ رحمی کے ماتحت اس کی نگرانی اور کفالت کرتا ہے۔تو شرعاً یہ کوئی معیوب نہیں۔بلکہ مستحسن و مطلوب ہے۔جس کا اجر انشاء اللہ تعالیٰ آخرت میں مداری خان کو ملے گا اور اگر دونوں ایک ہی مکان میں رہتے ہیں۔تو یہ بلا شبہ ناجائز و حرام ہے کہ ایک کی نگاہیں دوسرے پر پڑیں گی اور مرد کا اجنبیہ عورت کو دیکھنا جبکہ کوئی ضرورت شرعیہ نہیں۔جائز نہیں۔اور عورت کا مرد اجنبی کی طرف نظر کرنے کا بھی حکم یہ ہی ہے کہ بلا ضرورت شرعیہ جائز نہیں۔تو یہ خلوت یعنی اجنبیہ عورت کے ساتھ مرد کا ایک مکان میں تنہا ہونا حرام ہے۔صحیح حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب مرد عورت ایک ساتھ تنہائی میں ہوتے ہیں تو تیسرا شیطان ہوتا ہے۔(ترمذی) لیکن بایں ہمہ بلا شہادت شرعیہ ان دونوں پر ناجائز تعلقات کا الزام لگانا حرام اور اشد حرام ہے۔اور بلا شہادت شرعیہ دو مسلموں پر اس قسم کا الزام لگانے والے ان دونوں سے بڑھ کر مجرم اور مستحق تعزیر ہیں کہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں۔اللہ عزوجل فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا (احزاب:58) یعنی جو لوگ مسلمان مرد اور عورت کو نا کردہ باتوں پر ایذا دیتے ہیں۔انہوں نے بہتان اور کھلا ہوا گناہ اٹھایا حدیث شریف میں فرمایا کہ بدگمانی سے بچو۔قرآن کریم نے حکم دیا کہ مسلمانوں کے بارے میں نیک گمان رکھو۔بالجملہ جو لوگ ان دونوں پر ناجائز تعلقات کا الزام لگاتے ہیں۔ان پر لازم ہے کہ اس حرکت سے باز آئیں۔ توبہ کریں۔اور ان دونوں سے معافی کے خواستگار ہوں۔اور ان دونوں پر ضروری ہے کہ لوگوں کو بدگمانی کا موقع نہ دیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۵ ربیع الآخر ۱۳۸۳ھ

حق پرورش کی تفصیل

سوال: محترمی مکرمی جناب مولانا صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام شریعت محمدی کے مطابق اس مسئلہ میں کہ: جلال بن احمد گاؤں میں فوت ہو گیا جس نے پیچھے یہ ورثہ چھوڑے ایک زوجہ مسمات عنایت اور دو لڑکیاں جس میں ایک لڑکی شادی شدہ اور دوسری لڑکی جس کی عمر ساڑھے چھ سال ہے اور تین لڑکے ہیں ایک احمد، دوسرا اصدیق اور تیسرا جانی۔مسمات عنایت جلال خاوند کے فوت ہونے کے بعد اس کے گھر میں تین سال بیٹھی تھی بعد آپ کے بھائیوں کے پاس بیٹھی تھی جلال کے فوت ہونے کے بعد اس نے دوسرا نکاح کر لیا چار سال کے بعد پھر انہوں نے ورثاء پر زور ڈالا کہ لڑکی ابھی ہم کو دے دو تو اس مسمات عنایت اور اس کے بھائیوں نے بولا جب بالغ

ہو جائے گی تو اس وقت دے دیں گے پھر ان کو انہوں نے مجبور کیا۔ مجبور ہو کر برادری کا فیصلہ کیا کہ تین سال کے بعد، جس میں دو سال گزر چکے ہیں باقی ایک سال اور ہے۔ تو ابھی پھر مجبور کر رہے ہیں تو آپ علماء کرام کو التماس ہے کہ شریعت محمدی اس حق میں کیا فیصلہ دیتی ہے لڑکی ان کو ابھی دی جائے گی یا بالغ ہونے کے بعد۔ اور اس لڑکی کے نکاح کے وارث کون ہو سکتے ہیں۔

اور ایک اور عالم بولتا ہے کہ جب بچہ روٹی کھانے کا سمجھ رکھے تو ماں سے چھین لیا جائے، دوسرا کہ بچہ جب ماں کا دودھ پینا بند کر دے تو اس کو ماں (والدہ) سے چھین لینا چاہئے۔ اور اس جگہ پر تو لڑکی یتیم ہے اور دوسرا یہ کہ کیا اس عمر کی لڑکی کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر ہو سکتا ہے تو لڑکی بالغ ہونے کے بعد کہتی ہے کہ مجھے یہ نکاح قبول نہیں ہے۔ ان مسائل کا جواب شریعت محمدی سے دے کر ہماری مشکل آسان فرمائیں۔ سائل۔ صوفی نثار احمد، یونٹ نمبر ۱۱، ایوب کالونی لطیف آباد

۷۸۶ الجواب: ۱۔ بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے۔ خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو۔ لیکن لڑکی کی پرورش کا حق، ماں کو اس وقت تک ہے جب تک کہ وہ حد شہوت تک نہ پہنچے۔ جب وہ حد شہوت تک پہنچ جائے تو اس کے باپ دادا وغیرہم کو حق پرورش حاصل ہو جاتا ہے اور مقدار اس کی نو برس ہے۔ بالغ ہو جانا ضروری نہیں۔ لڑکی اس عمر کی ہو جائے تو ماں سے واپس لے جا سکتی ہے۔ (خانیہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ نابالغ لڑکی، خواہ لڑکے کی جانب سے اس کے ولی نے نکاح کر دیا یعنی ایجاب وقبول کیا تو یہ نکاح صحیح و نافذ ہے۔ اگر چہ یہ نہ چاہیں مگر ولی نے نکاح کر دیا ہو گیا۔ پھر اگر باپ دادا نے اس لڑکی کی جانب سے ایجاب وقبول کیا ہے تو یہ نکاح لازم ہو جائے گا کہ اسے بالغ ہونے کے بعد اس نکاح کے توڑنے کا اختیار نہیں۔ اور اگر باپ دادا کے علاوہ کسی اور ولی نے، اس کی جانب سے ایجاب وقبول کیا اور نکاح اپنے کفو میں مہر مثل کے ساتھ کیا ہو تو بالغ ہوتے ہی اس پر واجب ہے کہ گواہوں کے روبرو، نکاح فسخ کر دے۔ اگر کچھ بھی وقفہ ہوا تو فسخ کا اختیار جاتا رہا۔ اس لئے اس کے حق میں بہتر یہ ہے کہ اگر یہ نکاح منظور نہیں تو جیسے بھی بن پڑے شوہر سے طلاق حاصل کرے۔ تا کہ ان الجھنوں میں نہ پھنسے جو اس صورت میں پیش آتی ہیں۔ (درمختار، خانیہ، جوہرہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۲ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

حق پرورش سب سے پہلے ماں کو ہے

سوال: بخدمت مکرمی جناب حضرت مولانا مفتی صاحب مدظلہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی! دین مبین وشرع متین کا مسائل ذیل کے بارے میں کیا حکم ہے کہ

۱۔ زید کا لڑکا بکر فوت ہو گیا، بکر کی بیوی عدت گزارنے کے بعد اپنے والدین کے پاس گئی اور سسرال وقوم کو اطلاع دیئے بغیر دوسرا نکاح کر کیا، یہ نکاح صحیح ہے؟

۲۔ بکر کے دو بچے بیوہ اپنے ساتھ لے گئی اور دینے سے انکار کر رہی ہے، ایک بچے کی عمر ۴ سال ہے اور دوسرے بچے کی عمر ۲ سال ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟

۳۔ بکر نے بیوہ کو جو زیور پہنایا تھا وہ زید کی ملکیت ہے اور زید نے بکر (بیٹے) کو عاریۃً دیا تھا، اگرچہ صراحۃً عاریت کا نام نہیں لیا گیا تھا، لیکن اس قوم کا عرف یہی ہے، دریافت طلب امر یہ ہے وہ زیور بیوہ کے پاس ہے اور وہ دینے سے انکار کر رہی ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟

۴۔ شوہر کے مال متروکہ میں بیوی کا شرعاً حصہ ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو اس کی تفصیل بیان کریں۔ بینوا توجروا

المستفتی جمال الدین، ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

۷۸۶ الجواب: ا۔ عدت گزارنے کے بعد عورت کو اختیار ہے، کہ جہاں چاہے نکاح کرے وہ جائز ہوگا، سسرال یا قوم کو اطلاع دینا ضروری نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر (عالمگیری) حق پرورش میں لڑکے کو اس وقت تک ماں کے پاس رہنے دیں کہ اب اسے اس کی حاجت نہ رہے اس کی مقدار سات برس کی عمر ہے، اور لڑکی اس وقت تک عورت کی پرورش میں رہے گی کہ حد شہوت کو پہنچ جائے اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے (خانیہ، بحر) اور اگر بچے کی ماں نے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اسے حق پرورش نہ رہا، اور اگر اس کے محرم سے نکاح کر لیا تو حق پرورش باطل نہ ہوا۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ شادی کے قبل جس کو چڑھاوا کہتے ہیں یعنی دولہن کو کچھ زیورات کپڑا وغیرہ پہنایا جاتا ہے، اگر اس سے مقصود دولہن کو مالک کر دینا ہوتا ہو تو قبضہ کے بعد دولہن مالک ہو جائے گی اور مقصود مالک کرنا نہ ہو تو جس نے چڑھایا اس کی ملک رہے گی اور دولہن سے واپس لیا جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ تجہیز و تکفین و بعد ادائے قرض و اجرائے وصیت در ثلث، اگر مرنے والے کی اولاد موجود ہے تو بیوہ کو مال کا آٹھواں حصہ دیا جائے گا۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ (النساء:12)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲/۱۵/ ۱۹۸۸ء

حق پرورش پہلے ماں کو ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ: ایک شادی ہوئی ہے۔ اس کو عرصہ ایک سال ہو چکا ہے، اس ایک سال میں دو چار مرتبہ میاں بیوی میں کچھ نااتفاقی ہو چکی ہے۔ ایک لڑکی پیدا ہو گئی ظاہراً کوئی تکلیف نہیں ہے لڑکا جواری یا شرابی نہیں ہے اور بدکار بھی نہیں ہے اور دنیا کے کسی فعل میں نہیں ہے۔ اب کہ وہ لڑکی ماں کے ہاں بیٹھ گئی ہے اس لڑکی کے بھائی ایک آدھ مرتبہ طلاق کا لفظ زبان پر لا چکے ہیں یہ معلوم نہیں کہ وہ لوگ لڑکی کے کہنے پر طلاق مانگ رہے ہیں یا وہ لوگ اپنی مرضی سے ہی طلاق مانگتے ہیں اور اگر طلاق دینی ہی پڑی تو وہ لڑکی مہر لے سکتی ہے یا نہیں اور وہ بچی جو کہ پیدا ہو گئی ہے وہ بچی کس کی ہے۔ اس کو بیان کیا جائے وہ لڑکا اپنی اولاد کو مانگتا ہے اور فی الحال ہی، مانگتا ہے اور بچی دو مہینے کی ہے اگر وقت آ جائے اور طلاق دینی ہی پڑی تو اس عورت کو عدت پوری کرنی پڑے گی یا نہیں؟ اور عدت میں شوہر پر کچھ خرچہ واجب ہے یا نہیں؟ روٹی و کپڑے کی کوئی شکایت نہیں ہے، بدکلامی یا مار پیٹ اس کی بھی کوئی شکایت نہیں ہے۔ بھیجنے کی کوئی شکایت نہیں

ہے۔اب تک شوہر نے لڑکی کو اپنے والدین کے گھر جانے سے نہیں روکا اپنی اولاد کو اسی وقت مانگتا ہے۔لڑکے کے والدین نے سمجھایا کہ بچی ابھی چھوٹی ہے تم نہیں پال سکتے تو لڑکا کہتا ہے کہ میں اس کے لئے دایا رکھ لوں گا لڑکا اس قابل بھی ہے کہ دایا رکھ سکتا ہے۔برائے مہربانی اس کا جواب عنایت فرمائیں۔ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: عورت جب شوہر کے یہاں سے ناحق چلی گئی تو نفقہ نہیں پائے گی جب تک واپس نہ آجائے البتہ یہ عورت اپنا مہر پورا پائے گی عدت اس پر واجب ہوگی۔اگر شوہر طلاق دیدے تو بچی کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے۔خواہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہوگئی ہو البتہ بعض صورتوں میں حق پرورش ختم ہو جاتا ہے۔(عالمگیری درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شوال ۱۴۰۰ھ

پرورش کا حق مردوں اور عورتوں میں کس کو زیادہ ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص محمد اسحاق ولد محمد خان کا انتقال مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۶۵ء کو ہوا اور محمد اسحاق مرحوم نے اپنی ذریت میں صرف ایک دختر مسماۃ نسیمہ بانو نابالغہ عمر ۸ سال چھوڑے اور ایک والدہ اور چار بھائی حقیقی چھوڑے لیکن والدہ اور بھائیوں پر بے اعتمادی اور لاپرواہی کا اظہار کرتے ہوئے وصیت نامہ مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۶۵ء کو لکھا کہ ''مسماۃ نسیم بانو کی پرورش کا حق اپنے محسن وقریبی دوست سید خیر الدین ولد فخر الدین کو دیا''۔

اب از روئے شرع شریف مسماۃ نسیمہ بانو کا حق پرورش محمد اسحاق مرحوم کے لواحقین کو پہنچتا ہے۔یا سید خیر الدین کو پہنچتا ہے۔جواب بالصواب فرمایا جائے۔ خواستگار سید خیر الدین ولد فخر الدین، ۱۰ جون ۱۹۶۵ء

۷۸۶ الجواب: بچہ کی پرورش کا حق سب سے پہلے ماں کے لئے ہے،اگر ماں نہ ہو تو حق پرورش نانی کے لئے ہے، یہ بھی نہ ہو تو نانی کی ماں، ان کے بعد دادی، پردادی وعلی ہذا اور اگر کوئی عورت پرورش کرنے والی نہ ہو یا ہو مگر اس کا حق ساقط ہو تو پہلے باپ، پھر دادا، پھر حقیقی بھائی، کو حق پرورش حاصل ہے اور دادا کے ہوتے ہوئے اوروں کو یہ حق نہیں پہنچتا اور وصیت جو اس بارے میں کی گئی ہے وہ نافذ نہیں ہوگی کہ خلاف شرع ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ صفر المظفر ۱۳۸۹ھ

سب سے پہلے پرورش کا حق ماں کو ہے، مردوں میں پرورش کے حق والے کی تفصیل

سوال: عرض یہ ہے کہ: سوتیلی ماں بنام مسماۃ مریم نے بنام اللہ ڈنہ شیخ سے شادی کی اس سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔دو لڑکیاں جو تھیں وہ فوت ہو گئیں۔اب اس سے دو لڑکے بنام محمد صدیق اور [illegible] ہیں۔جب اللہ ڈنہ شیخ وفات پا گیا تو مسماۃ مریم نے میرے باپ بنام محمد اسحاق ولد صالح محمد سے نکاح کیا اس سے تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔جو ابھی تک حیات ہیں۔جب میرے والد محمد اسحاق وفات پا گئے تب مسماۃ مریم نے تیسرے آدمی مصری سے نکاح پڑھالیا ہے۔میرے والد سے [illegible] لڑکیاں پیدا [illegible] تھیں ان کو میں اپنے گھر بلانا چاہتا ہوں اور ان کو اپنی بہنوں کی طرح رکھنا چاہتا ہوں مگر پہلے اللہ ڈنہ

کے دولڑکے بنام محمد صدیق اور محمد مع ان کی والدہ مریم یہ کہتے ہیں کہ ان لڑکیوں پر آپ کا کچھ حق نہیں پہنچتا، یہ ہمارے قبضہ میں رہیں گی اور میں یہ کہتا ہوں کہ میرا حق ان پر ہے کیوں کہ یہ میرے باپ سے پیدا ہوئی ہیں۔ لہٰذا ہمارا حدیث کے مطابق فیصلہ کیا جاوے کہ آیا! ان پر میرا حق پڑتا ہے یا نہیں؟ ان کو اپنے گھر بلا سکتا ہوں یا نہیں؟

آپ کا خادم اللہ ودایا ولد محمد اسحاق، نصر داد ضلع حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے۔ خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہوگئی ہو۔ ہاں اگر بچہ کی ماں نے بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو ماں کو حق پرورش نہ رہا۔ (عالمگیری۔ درمختار وغیرہ) اور جب ماں نے کسی اجنبی سے نکاح کر لیا تو اب حق پرورش نانی کے لئے ہے، پھر حقیقی بہن، پھر ماں شریک بہن، پھر باپ شریک بہن، وغیرہ اور اگر کوئی عورت پرورش کرنے والی تو ہو مگر اس کا حق باقی نہ رہا ہو تو اب پرورش کا حق باپ، دادا کو، پھر حقیقی بھائی، پھر سوتیلے بھائی، اور چچا، وغیرہ کو ہے اور یہ بھی نہ ہوں تو اب حق پرورش اخیافی بھائیوں یعنی ماں شریک بھائیوں کو ہوتا ہے۔ (درمختار وغیرہ)۔ اب صورت مسئولہ میں چونکہ مسماۃ مریم نے مسمی محمد اسحاق سے پیدا ہونے والے کے غیر محرم یعنی مصری سے نکاح کر لیا ہے تو ماں کا حق پرورش جاتا رہا اور عورتوں میں کوئی پرورش کرنے والا نہیں ہے، تو حق پرورش کے مدعی اللہ دینوں کے دونوں بیٹے اور محمد اسحاق کا بیٹا ہے لیکن اللہ دینو کے بیٹے چونکہ صرف اخیافی بھائی ہوئے ہیں یعنی ماں شریک بھائی اور مسمی محمد اسحاق کا بیٹا ان لڑکیوں کا علاتی یعنی باپ شریک بھائی اور عصبہ ہے تو حق پرورش بھی محمد اسحاق کے بیٹے کو حاصل ہے۔ محمد صدیق وغیرہ کو نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۸۹ھ

لے پالک بیٹا حقیقی کی طرح نہیں ہے، اس سے پردہ لازم ہے

سوال: متبنی کے بارے میں قرآن شریف میں سورۃ احزاب میں فرمایا گیا مَاجَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَ مَاجَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓئِیْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَاجَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِی السَّبِيْلَ ۝ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ۔ (احزاب: 4-5) خطبہ حجۃ الوداع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الولد للفراش وللعاهر الحجر، وقال من ادعى الى غير ابيه او تولى غير مواليه فعليه لعنة الله و الملائكة والناس اجمعين والسلام علیکم۔

ہدایات تو واضح ہیں مگر فقہی مسائل کا حل اور قرآن و حدیث کی عبارات کو علماء کرام ہی سمجھ سکتے ہیں۔ درج ذیل امور کی وضاحت کی طالب ہوں۔

۱۔ کسی یتیم بچہ کو بیٹا یا اس کے نسبی رشتے کو اپنی طرف منسوب کرنا آیا! گناہ ہے صغیرہ یا کبیرہ؟

۲۔ ایک خاتون جس نے متبنی بیٹے سے اپنے رشتہ کو (ماں) اور اپنی لڑکی کے رشتہ کو (بہن) کی حیثیت سے استوار کیا۔ کیا وہ خاتون اور اس کی لڑکی متبنی بیٹے کے لئے محرم بن جائیں گی یا نامحرم رہیں گی؟

۳۔ جس یتیم بچہ کو بیٹا بنا کر خاتون نے پالا، ماں کی محبت و شفقت پیش کی، وہ بچہ اب اس ماحول میں بالغ اور جوان ہو چکا

ہے۔ خاتون شریعت مطہرہ کی روشنی میں وہ کیا رویہ اختیار کرے جس سے اسے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہو۔

۴۔ زیر بحث خاتون کے لئے از روئے شریعت محمدی کیا یہ درست ہے کہ وہ اپنی لڑکی کو اپنے متبنی بیٹے سے بھائی کے رشتہ کو استوار کرنے کی طالب ہو؟

۵۔ یتیم بچہ، کس عمر تک یتیم کہلانے کا مستحق ہے؟

۶۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارحم الراحمین نے متبنی بنانے کے طریقہ کو کیوں ختم فرمایا، یتیم بچہ کو دوسرے لوگوں کی پدری و مادری محبت وشفقت سے محروم رکھنے میں کیا حکمت ہے۔ بے سہارا بچے کو منہ بولا بیٹا بنالینا تو بظاہر رحمت وشفقت کا معاملہ ہے۔ آخر رحمۃ للعالمین ﷺ نے ایسے شخص پر خدا، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت کیوں بھیجی؟ السائلہ زاہدہ اقبال

۷۸۶ الجواب: کسی لڑکے یا لڑکی کو متبنی بنانے کا مطلب یہ ہے کہ اسے غیر کی اولاد تسلیم کرتے ہوئے اپنی اولاد کے قائم مقام بنالینا اور اپنی اولاد کی طرح اس کی تربیت و پرورش کرنا۔ یہ امر اگر چہ بجائے خود ایک کار ثواب ہے لیکن وہ بچہ شرعاً اس کی اولاد قرار نہ پائے گا اور نہ اس بچے کو وہ حقوق حاصل ہوں گے جو حقیقی اولاد کو ہوتے ہیں۔ اسی لئے یہ بات باعث لعنت قرار دی گئی کہ آدمی دوسرے کے بچے کو اپنی طرف منسوب کرے اور اسے اپنے نسب میں داخل کرلے یا کوئی شخص خود اپنے آپ کسی دوسرے کی طرف منسوب کرے۔ تو وہ بچہ اس خاتون کے لئے بھی اجنبی ہے اور اس کی لڑکی کے لئے بھی اور دوسرے اہل خاندان کے لئے بھی۔ وہ تمام احکام جو کسی اجنبی کے لئے ہیں وہ اس بچہ پر بھی عائد ہوں گے۔ خاتون کی بیٹی اسے اپنے بھائی کی طرح سمجھے جیسے اور اجنبیوں کو سمجھتی ہے لیکن وہ اس کا حقیقی بھائی نہیں، یہ اس کی حقیقی بہن نہیں لہٰذا تنہائی میں ایک گھر میں نہیں رہ سکتے بلکہ خاتون خواہ دوسرے اعزاء کی موجودگی میں بھی اس پر شرعی پردہ لازم ہے اور بہ حالات موجودہ اس خاتون کو چاہئے کہ وہ اس بچے کو جو کہ اب جوان ہو چکا ہے اپنے سے جدا کردے۔ خواہ اپنی زندگی میں کچھ دے دلا کر یا مقدرت نہیں تو خالی ہاتھ۔ اہل قرابت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ان خاتون کو اس پر آمادہ کریں کہ وہ اسے علیحدہ کردے تاکہ خاندان میں مناقشہ پیدا نہ ہو بالخصوص اگر وہ اپنا کفو نہ ہو۔ قرآن کریم کے مختصر الفاظ ان تمام وضاحتوں کو متضمن ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ جمادی الاولی ۱۳۹۰ھ

ماں اگر غیر محرم سے نکاح کرلے، تو پرورش کا حق نہ رہے گا

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب گزارش عرض ہے کہ: اگر کسی مسلمان عورت کو طلاق ہو چکی ہو اور اس سے ایک ڈیڑھ سال کا بچہ ہے۔ تو وہ عورت اس بچے کو کن حالات میں رکھ سکتی ہے اور کن حالات میں نہیں رکھ سکتی؟ اور بچے کی شیر خواری کی مدت کیا ہے؟ لہٰذا آپ مہربانی فرما کر شریعت کی رو سے اس کا فتویٰ مرحمت فرمائیں۔

آپ کی دعا کا طالب۔ سرفراز علی خان ولد چھمی خان، لطیف آباد نمبر ۱۰، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو۔ ہاں اگر وہ کسی فسق میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے بچہ کی تربیت میں فرق آئے مثلاً بدچلن یا چور ہے تو اس کی پرورش میں نہ دیا جائے کہ بچہ ماں کو دیکھ کر

وہی عادات اختیار کرے گا جو اس کی ہیں۔ یوہیں ماں کی پرورش میں اس وقت بھی نہ دیا جائے جب کہ بکثرت بچہ کو چھوڑ کر ادہر ادہر چلی جاتی ہو۔ یوہیں اگر بچہ کی ماں نے بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اسے پرورش کا حق نہ رہا۔ بچہ کو دو برس تک دودھ پلانے کی اجازت ہے اس سے زیادہ کی نہیں۔ (عالمگیری۔ درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۹ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

پرورش کا حق کس عمر تک ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میاں بیوی کی آپس میں نااتفاقی ہوگئی ہے۔ اس بنا پر لڑکا اپنی عورت کو طلاق دینا چاہتا ہے اور سب نے مل کر دونوں پارٹیوں کو سمجھایا مگر لڑکا نہیں مانتا ہے اور وہ طلاق دینا چاہتا ہے۔ اس کے متعلق کچھ معلومات چاہتے ہیں کہ

۱۔ لڑکی کے دو بچے ہیں ایک پانچ سال کی لڑکی ہے اور ایک لڑکا ہے قریباً ڈھائی سال کا۔ سو اس کی کفالت کون کرے گا اور یہ بچے ماں کے پاس رہیں گے۔ یا باپ کے پاس۔ اگر ماں کے پاس رہیں گے تو کب تک؟

۲۔ لڑکی کو اس وقت دو یا تین ماہ کا حمل ہے اس کی کفالت کون کرے گا؟

۳۔ حمل ہونے کی حالت میں طلاق ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اور جو کچھ بھی حدیث کا معاملہ ہے۔ آپ ہمیں اس کی تفصیل لکھ کر دیں تاکہ حدیث کے تحت اس کو انجام دیا جائے؟　فقط عبدالغنی

۷۸۶ الجواب: بچے کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہوگئی ہو۔ ہاں اگر وہ کسی فسق میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے بچہ کی تربیت میں فرق آئے گا مثلاً زانیہ یا چور ہے تو اس کی پرورش میں نہ دیا جائے گا یعنی جب وہ کچھ سمجھنے لگے تو علیحدہ کرلیں۔ (عالمگیری وغیرہ) یوہیں اگر بچہ کی ماں نے بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اسے پرورش کا حق نہ رہا۔ پرورش کی مقدار لڑکے کے حق میں سات برس کی عمر ہے اور لڑکی کے حق میں نو برس۔ یعنی اس عمر کے بعد باپ دادا کو حق ہے کہ وہ اولاد کو اپنی پرورش میں لے لیں۔ (خانیہ بحرائق وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ عورت کا حاملہ ہونا وقوع طلاق کے لئے رکاوٹ نہیں۔ البتہ اس کی عدت وضع حمل ہے کہ ادھر بچہ کی پیدائش ہوئی ادھر عدت ختم۔ (درمختار وغیرہ)

۳۔ جس عورت کو طلاق دی گئی ہے بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائے گی۔ (خانیہ) اور اولاد نابالغ ہو تو اس کا نفقہ بھی باپ پر ہے۔ جب تک یہ اپنی ماں کی پرورش میں رہیں گے عورت کو ان کا اور اس کا نفقہ عدت، دیا جائے گا۔ (جوہرہ نیرہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ

ماں اگر فاسق ہو تو پرورش کا حق ساقط ہے

سوال: گذارش یہ ہے کہ: میری بیوی پانچ سال سے اپنے والدین کے گھر چلی گئی ہے۔ محض اس بنیاد پر کہ مجھ سے چند

غیر شرعی شرائط منوانے اور مجبور کرنے کے لئے یہ اقدام اختیار کیا ہے۔ جبکہ اس پر کسی قسم کا کوئی تشدد نہیں کیا گیا، نہ اس کو گھر سے نکالا گیا ہے۔ گھر کا سب سامان مع زیور کے لے گئی ہے۔ پانچ سال سے بچوں کو بھی نہیں ملنے دیتی۔ یہاں تک کہ کورٹ میں طلاق حاصل کرنے کے لئے کیس داخل کرایا ہے۔ اب جب کہ اس نے پردہ اتار دیا ہے اور آزادانہ غیر محرموں سے بات چیت کرتی ہے۔ ان حالات میں اس کو شرعاً یہ اختیار ہے کہ بچوں کو اپنے پاس رکھے۔ اور بچوں کو باپ سے نہ ملنے دے اور بچوں سے محروم کرنا چاہتی ہے؟ براہ کرم شرعی فیصلہ فرمائیں۔ شکریہ　السائل نثار احمد، کاشانہ شان، خواجہ چوک، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: بچہ کی پرورش کا حق ماں کیلئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر۔ (عالمگیری)۔ جس عورت کے لئے پرورش کا حق ہے، اس کے پاس لڑکے کو اس وقت تک رہنے دیں کہ اب اسے اس کی حاجت نہ رہے یعنی اپنے آپ کھاتا، پیتا، استنجاء کر لیتا ہو، اس کی مقدار سات برس کی عمر ہے اور لڑکی اس وقت تک عورت کی پرورش میں رہے گی کہ حد شہوت کو پہنچ جائے اس کی مقدار نو برس ہے۔ (خانیہ۔ بحر وغیرہ) ہاں اگر عورت کسی فسق میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے بچہ کی تربیت میں فرق آئے مثلاً بے پردہ رہتی ہے، آزادانہ غیر محرموں سے ملتی اور بات چیت کرتی ہے تو اس کی پرورش میں نہ دیا جائے کہ بچہ ماں کو دیکھ کر وہی عادات اختیار کرے گا جو اس کی ہیں۔ (عالمگیری۔ درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ) اور عورت کو یہ حق تو کبھی بھی حاصل نہیں کہ شوہر کو بچوں سے ملنے سے روکے کہ والدین اگر اولاد کو دیکھنا چاہیں تو انہیں کسی وقت منع نہیں کیا جاسکتا۔ (درمختار۔ عالمگیری۔) واللہ تعالیٰ اعلم　احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۲۸.۹.۱۹۸۱ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۸ ذی القعد ۱۴۰۱ھ

لڑکی کے لئے حق پرورش نو سال کی عمر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور اس کو عرصہ تین ماہ سے زائد ہو چکا ہے۔ طلاق کی توثیق علماء دین کے فتووں سے ہو چکی ہے اور اب لڑکی (بیوی) کے حقوق کا معاملہ برادری میں طے ہو رہا ہے۔ نکاح کے وقت طے شدہ مہر اور جہیز وغیرہ میں دینے کو تیار رہوں لیکن میری ایک لڑکی عمر دو سال کے بارے میں تنازعہ ہے کہ اس لڑکی پر کس کا شرعی حق ہے؟ لہٰذا قرآن وسنت کی روشنی میں مسئلہ حل فرمائیں۔ شکریہ

فقط عبدالمجید، پھلیلی پریٹ آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو۔ البتہ لڑکی صرف اس وقت تک عورت کی پرورش میں رہے گی کہ حد شہوت کو پہنچ جائے۔ اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے۔ ہاں اگر عورت بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لے گی تو اب اسے حق پرورش نہ رہے گا۔ باپ جب بھی چاہے اپنی پرورش میں لے سکتا ہے۔ (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۶ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

لڑکی کے لئے حد شہوت ۹ برس ہے

سوال: گزارش عرض یہ ہے کہ: میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ ۴ فروری ۱۹۸۲ء کو طلاق دینے کے بعد میں نے ان کا تمام سامان مہر وغیرہ بھی دے دیا اور میری دو بچیاں بھی ہیں۔ جن میں ایک کی عمر ۲ سال ہے جبکہ دوسری کی عمر ۹ ہونے کے قریب ہے۔ ان لوگوں نے مجھ پر مارشل لاء کا فورس ڈلوا کر دونوں بچیاں مجھ سے لے لیں جبکہ میں چاہتا تھا کہ جو بڑی بچی ہے وہ میرے پاس رہے اور دوسری دودھ پیتی بچی ہے وہ میں خود ماں کو دینے کے لئے تیار تھا۔ مگر قانونی طور پر جیسا کہ سب لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ بچے جب تک چھوٹے ہیں ماں کے پاس رہیں گے۔ تو میں آپ سے اس ضمن میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ شرعی طور پر بچے کس کے پاس رہنا چاہئیں۔ جبکہ میری ایک بڑی بچی یہاں پر ہم سب سے بہت مانوس ہے۔ اس سلسلے میں آپ ہماری رہنمائی فرمائیں اور شرعی فتویٰ عنایت فرمائیں۔ آپ کی عین نوازش ہوگی۔

فقط نثار محمد ولد سردار خان، جام شورو کالونی

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو۔ ہاں اگر وہ مرتد ہو گئی ہو (معاذ اللہ) تو پرورش نہیں کر سکتی۔ یا کسی فسق میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے بچہ کی تربیت میں فرق آئے تو اس کی پرورش میں نہ دیا جائے (عالمگیری) اگر بچہ کی ماں نے بچے کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اسے حق پرورش نہ رہا (درمختار وغیرہ) جس عورت کے لئے حق پرورش ہے اس کے پاس، دونوں لڑکیوں کو اس وقت تک عورت کی پرورش میں رہنے دیں کہ دونوں لڑکیاں حد شہوت تک پہنچ جائیں اور اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے۔ (خانیہ بحر وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۳.۲.۱۹۸۲ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۶ محرم الحرام ۱۴۰۳ ھج

حق پرورش کا وقت نکل جائے تو باپ دادا نگہداشت کریں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت اپنا سات روز کا نومولود بچہ اپنے شوہر کے یہاں چھوڑ کر والدین کے گھر چلی گئی۔ شوہر کے بلانے پر عورت واپس نہ آئی۔ آخر شوہر نے طلاق دے دی اور بچہ کی پرورش والد کرتا رہا اور اس وقت بچہ کی عمر ۹ سال ہے۔ از روئے شریعت یہ بچہ کس کے پاس رہے گا؟

فقط والسلام محمد جمیل، محلہ اسلام آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** جس عورت کو حق پرورش ہے اس کی میعاد لڑکے کے حق میں سات سال ہے اور لڑکی کے حق میں نو سال۔ یہ عمر گزر جائے تو اب اس کی ماں یا نانی خالہ وغیرہ کا کوئی حق نہیں۔ اب یہ بچہ صرف باپ دادا کی پرورش ونگہداشت میں رہے گا۔ (عالمگیری۔ درمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی عفی عنہ ۱۶ محرم الحرام ۱۴۰۳ ھج

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب فسخ نکاح

فسخ نکاح/خلع

مکرمی و معظمی قبلہ جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال: حضور والا سے عرض ہے کہ چند مسائل ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں ان کی آپ اصلاح کر دیں عین نوازش ہوگی۔

۱۔ اگر بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے چلی جائے۔

۲۔ اگر وہ خود شوہر سے طلاق مانگے۔

۳۔ اور مہر کے عوض میں بچے مانگے جس کی عمر ۵ یا ۶ ماہ کی ہے۔

ان سوالوں کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے؟ الراقم ریاض حسین

۷۸۶ الجواب: عورت بلا اجازت شوہر اگر گھر سے باہر آ جائے تو اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا شوہر کو بدستور اختیار ہے کہ چاہے اسے رکھے، چاہے اسے طلاق دے کر جدا کر دے، اور جب عورت خود طلاق کا مطالبہ کرتی ہے تو جب بھی شوہر خود مختار ہے اور اگر عورت مہر کی رقم معاف کرنے اور طلاق لینے پر آمادہ ہے تو اسے شریعت میں خلع کہتے ہیں۔ زوجین میں نا اتفاقی رہتی ہو اور پھر اندیشہ ہو کہ احکام شریعہ کے پابند نہ رہ سکیں تو خلع میں مضائقہ نہیں۔ اور جو مال یہاں باہم ٹھہرا ہے۔ عورت پر اس کا دینا لازم ہے عورت کا جو مہر شوہر پر ہے۔ اس کے بدلے میں بھی خلع ہو سکتا ہے اور اگر یہ ٹھہرا ہے کہ عورت بچے کو اپنے پاس رکھے گی۔ تو لڑکی کو اس وقت تک اپنے پاس رکھ سکتی ہے۔ جب تک وہ بالغ نہ ہو لڑکے میں یہ بھی نہیں بلکہ جب لڑکا سات برس کا ہو جائے کہ اپنے آپ کھانے پینے لگے تو اب عورت کا حق پرورش باقی نہ رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ شوال المکرم ۱۳۸۸ھ

فسخ نکاح کا اختیار کب ہوتا ہے؟

سوال: مکرمی جناب مفتی صاحب، دار العلوم احسن البرکات حیدر آباد، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

جناب والا! ہماری جماعت میں ایک کیس مندرجہ ذیل قسم کا آیا ہے۔ مہربانی فرما کر ذرا شرعی طور پر ہماری رہنمائی فرمائیں۔

مسمات سعیدہ کی شادی، آٹھ ماہ کی عمر میں اس کے دادا جان نے عبد الحفیظ سے کر دی تھی بوقت نکاح باپ کے ہوتے ہوئے دادا جان نے اقرار کیا تھا۔ مسمات سعیدہ جب بالغ ہوئی تو اس کے علم میں آیا کہ لڑکے کے چال چلن اچھے نہیں

ہیں تو اس کے والدین کے ساتھ ساتھ اس نے بھی سسرال جانے سے انکار کر دیا۔ اور اس کے والد نے جماعت میں ایک درخواست دی جس پر جماعت نے تحقیقات کی اور کہا کہ اگر کوئی شرعی رکاوٹ نہ ہو تو وہ اپنی لڑکی کی دوسری شادی کر سکتا ہے۔ یہ فیصلہ مؤرخہ گیارہ اکتوبر ۱۹۷۹ء میں دیا گیا اس کے بعد لڑکی شادی کرنا چاہتی ہے تو لڑکا عبدالحفیظ رخنہ اندازی کر رہا ہے۔

اس وقت سعیدہ کی عمر ۲۲ سال ہے لہذا یہ بتائیں کہ

کیا لڑکی کو حق ہے کہ وہ نکاح فسخ کر دے؟

کیا لڑکے سے طلاق لینا ضروری ہے؟

کیا طلاق کے بعد عدت پوری کرنا ضروری ہے؟ عبدالرحمٰن قریشی، نائب صدر اجمیر جمعیت القریش

۷۸۶ **الجواب:** مذکورہ بالا صورت میں لڑکی کو نکاح فسخ کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔ باپ دادا کا کیا ہوا نکاح لازم ہو جاتا ہے۔ یعنی نابالغ کو بالغ ہونے کے بعد اس نکاح کے توڑنے کا اختیار نہیں۔ اس کے شوہر سے طلاق لینا ضروری ہے۔ اگرچہ کچھ مال کے عوض۔ اس کے بغیر، لڑکی کا دوسرا نکاح اگر کر بھی دیا گیا تو وہ نکاح نہ ہوگا بلکہ زناء و حرام کاری کا ایک حیلہ ہوگا۔ جس کا وبال، لڑکی پر، ماں باپ پر، اس نکاح کے حامیوں اور شریک کاروں پر پڑے گا۔ شوہر کو چاہئے کہ وہ طلاق دے اور ناحق عورت کو ایذا دے کر، آخرت کا وبال نہ خریدے۔ اور جب طلاق ہو جائے تو کسی عدت کی حاجت نہیں۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الطلاق

نکاح ہوتے ہوئے دوسری جگہ نکاح کرنا حرام ہے

سوال: جناب عالی!

دومیاں بیوی آپس میں بہت پیارومحبت سے اپنی زندگی گزاررہے تھے۔اتفاق سے بیوی اپنے ماں باپ کے گھر آتی ہے اور چند دنوں رہتی ہے۔ بیوی کے باپ نے اس کے شوہر کونوٹس دیااس نوٹس کی روشنی میں اس نے کہا کہ میں اپنی بیوی کو ہر حالت میں اپنے پاس رکھوں گا میں جس جگہ ملازم ہوں وہ ملازمت بھی چھوڑ دوں گا اگر آپ یہ کہیں کہ ہمارے پاس رہو یا کسی اور جگہ رہو یہ بھی کرنے کو تیار ہوں لیکن اپنی بیوی کو نہیں چھوڑ سکتا۔اس پر ماں باپ نے عدالت میں میری بیوی کی طرف سے مجھ پر کیس کردیا جب عدالت میں پیشی پر حاضر ہوا میں نے بیان دیا کہ میں طلاق نہیں دینا چاہتا ہوں لڑکی سے وجہ پوچھی گئی کہ تم کیوں طلاق چاہتی ہو تو اس نے الزام لگایا کہ یہ شخص یعنی میرا شوہر شراب وجوئے کا عادی ہے اس الزام کے جواب میں لڑکے نے کہا کہ یہ الزام اگر کوئی شخص بھی ثابت کردے کہ میں ہر دو افعال میں سے کسی ایک فعل میں رہتا تھا یا رہتا ہوں تو عدالت کو اختیار ہے جو سزا میرے لئے تجویز ہوگی میں قبول کروں گا۔ بہر حال عدالت سے طلاق ہوگئی لیکن لڑکے نے نہ تو اپنی زبان سے اور نہ تحریر سے طلاق دی ہے۔ان حقائق کی روشنی میں معلوم یہ کرنا ہے کہ لڑکی کا جب نکاح ثانی کا وقت آیا اور جو لوگ اس نکاح ثانی میں شریک ہوئے کیا ان کا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ جناب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین   محمد یونس

۷۸۶ **الجواب:** اگر شوہر نے واقعی طلاق نہ دی تھی۔تو اس عورت کو جو اس کے نکاح میں ہے،دوسری جگہ نکاح کرنا قطعی حرام ہے اگر کیا تو زنا ہوگا۔قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ(النساء:24)(الآیۃ) ایسے نکاح میں محض شرکت سے کسی کا نکاح نہیں ٹوٹتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم   احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید   ۳/۱۰/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب والمجیب نجیح ومثاب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

شوہر نے طلاق دی اور مکر گیا اور کوئی گواہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو بلا اجازت، پڑوس میں قرآن خوانی میں اپنی جیٹھانی سے اجازت لے کر چلے جانے پر ایک ہی جلسے میں، ایک سانس میں، تین طلاقیں دے دیں۔ یہ بات لڑکی نے اپنے میکے میں آنے کے بعد اپنے گھر والوں کو بتائی۔ سسرال والوں کی طرف سے دو معتبر آدمی بلائے گئے اور تین آدمی میکے والوں کی طرف سے بلائے گئے ان پانچوں آدمیوں کے سامنے اسی لڑکی نے قرآن کی قسم کھا کر بتلائی کہ مجھ کو

میرے شوہر نے تین طلاقیں دے دی ہیں۔ جب اس سے گواہ کے لئے پوچھا گیا تو لڑکی نے کہا کہ پڑوس کی صرف ایک عورت تھی۔ باقی سب گھر والے تھے مگر لڑکی کا شوہر یہیں قرآن کی قسم کھانے کو تیار ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی۔ ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں۔ لڑکے کا باپ، بھائی اور بہن یہ کہتے ہیں کہ لڑکے نے ہمارے سامنے کالی موری کی مسجد میں قرآن اٹھا کر قسم کھائی ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی۔ اب لڑکی کو لڑکے کے ساتھ بھیجا جا سکتا ہے یا نہیں؟

نیاز مند محمد رفیق، حاجی نواب احمد قریشی، خانپور ضلع رحیم یار خان

۷۸۶ الجواب ھوالموفق للصواب: عورت کا قسم کھانا محض نا معتبر ہے کہ وہ مدعیہ ہے اور مدعی کا حلف نہیں سنا جاتا اس سے گواہ مانگے جاتے ہیں اور عورت کے پاس گواہوں میں صرف ایک عورت ہے لہٰذا اس کا دعویٰ غلط ہے چنانچہ صورت مسئول عنہا میں طلاق کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ لیکن اگر عورت یقین سے جانتی ہے کہ شوہر نے مجھے تین طلاقیں دی ہیں تو اس پر فرض ہوگا کہ جس طرح جانے اس سے دور رہے یا علانیہ طلاق حاصل کرے اگرچہ اپنے مہر کے بدلے یا مال دے کر۔ (فتاویٰ رضویہ)

واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۰ا۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح و مُصاب والمجیب نجیح ومثاب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

شوہر نے طلاق دی پھر مکر گیا

سوال: مجھ میں اور میری بیوی میں بچوں کی بات پر جھگڑا ہو گیا اور میں نے اپنی بیوی کو مارا پیٹا میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ میرا فیصلہ کر دو میں نے اس کے بھائیوں کو بلانے کی کوشش کی، مگر میری بیوی کے بھائی نہیں آئے، تو میں نے عزیز نامی شخص کو کہا کہ میری بیوی کے بھائیوں کو جا کر کہیں کہ اپنی بہن کو لے جائیں، کیوں کہ میں نے اسے طلاق دے دی ہے لیکن اس کے بھائی نہیں آئے نہ ہی میری بیوی میرے گھر سے گئی، شام کو کچھ لوگ جمع ہوئے انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم نے یہ کیا کیا۔ میں نے کہا کہ جو ہونا تھا وہ ہو گیا میری بیوی نے کہا کہ میری طلاق نہیں ہوئی ہے نہ ہی میں یہاں سے جانا چاہتی ہوں۔ اسی طریقے سے یہ سلسلہ دو روز تک چلتا رہا تین دن کے بعد ایک اسٹامپ لکھا گیا، گواہوں کے سامنے، اسٹامپ پر گواہوں کے بھی دستخط ہیں اور میرے بھی دستخط ہیں لیکن میں نے لفظ طلاق اپنی زبان سے نہ کہا ہے نہ ہی گواہوں نے مجھ سے اسٹامپ لکھتے وقت پوچھا کہ تو نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے یا نہیں؟ جو کچھ میں لکھ رہا ہوں اللہ کو حاضر ناظر جان کر لکھ رہا ہوں۔ علمائے دین حدیث مبارک سے فتویٰ دیں کہ آیا یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب ھوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں شوہر کا بیان ہے کہ "میں نے عزیز نامی شخص کو کہا کہ میری بیوی کے بھائیوں کو جا کر کہو کہ میرے گھر سے اپنی بہن کو لے جائیں کیوں کہ "میں نے اس کو طلاق دے دی ہے"۔ شوہر کے بیان ھذا سے طلاق کا ثبوت ملتا ہے پھر بعد میں شوہر کا کہنا ہے کہ "میں نے زبان سے لفظ طلاق نہیں کہا" غلط ہے۔ پھر سائل نے فقیر کے استفسار پر، زبانی بتایا کہ جب شوہر نے طلاق نامہ پر دستخط کئے تو اسے بتایا گیا تھا کہ اس میں طلاق کا تذکرہ ہے پھر

اس نے دستخط کئے۔ لہٰذا صورت مسئولہ عنہا میں عورت پر تین طلاق مغلظہ واقع ہو گئیں اب یہ عورت بغیر حلالہ کے اپنے سابق شوہر کے لئے حرام اور اجنبیہ ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ (بقرہ:230) (القرآن) اگر کسی کے کہنے سننے میں آ کر دوبارہ بغیر حلالہ، جھوٹا نکاح کر بھی لیا تو عمر بھر حرام کاری کے مرتکب ہوں گے اور اولاد ولد الحرام ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۳۔۱۰۔۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح ومصاب والمجیب نجیح ومثاب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

رقم کے عوض خلع کیا تو خلع درست ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک آدمی نے اپنی لڑکی کی ایک جگہ پر شادی کر دی۔ بعد شادی کے لڑکی کے والدین اور لڑکے کے والدین کے درمیان کچھ ناچاقی ہوگئی جس کی بناء پر لڑکی والوں نے اپنی لڑکی کو خلع دے کر آزاد کرا لیا اب لڑکی کی دوسری جگہ پر شادی کرانا چاہتے ہیں۔ وہ خلع جو پہلے دے کر آزاد کرائی گئی تھی وہ رقم وصول کر سکتے ہیں یا نہیں از روئے شرع کیا حکم ہے۔ جب کہ لڑکی بھی شادی کرنے کے لئے رضامند نہیں ہے۔ لڑکی کا والد زبردستی دینا چاہتا ہے آیا اس طرح اور اس صورت میں لڑکی کا نکاح ہو جائے گا یا نہیں۔ اگر خلع وصول کر لیا ہے تو اب واپس کرنا چاہئے کہ نہیں۔ شریعت کے اندر خلع لینے والے کے لئے کیا سزا اور کیا حد مقرر ہے جو لڑکی کے عوض میں رقم یا مال حاصل کرتے ہیں ان کے لئے قرآن وحدیث اور فقہ کی کتابوں کے جوابات درج فرما کر ہمیں روشناس فرمائیں۔

السائل محمد حکیم قریشی، چائنز ہوٹل گاڑی کھاتہ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: عورت نے روپے دے کر طلاق لی یا اس کی طرف سے کسی اور نے دی تو یہ صورت خلع ہے، اب اگر یہ رقم دینے والا اپنی رقم واپس لینا چاہتا ہے تو اس کو ممانعت نہیں لیکن پھر مانگنا برا ہے۔ خلع جائز ہے خلع کے بعد اگر لڑکی کہیں اور نکاح کرنا چاہتی ہے اور بالغہ عاقلہ ہے تو اس کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کوئی نہیں کر سکتا۔

(عالمگیری درمختار، فتاویٰ رضویہ)

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۱/۳/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

طلاق دے دی اور گواہ بھی موجود ہیں تو طلاق ہوگئی

سوال: مکرمی جناب مفتی صاحب، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید نے تین گواہوں کے روبرو اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دے دیں اور مبلغ پندرہ روپے کے اسٹامپ پر طلاق نامہ تحریر کر کے گواہوں کے دستخط اور خود اس نے بھی دستخط کر دیئے ہیں۔ آیا طلاق ہوئی ہے کہ نہیں؟ مشتاق ولد محمد اصغر، گجراتی پاڑہ، ٹنڈو یوسف روڈ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: تحریری طلاق کی صورت میں یا تو خود شوہر لکھوائے، یا لکھنے کا، اقرار کرے یا شرعی

گواہوں سے تحریر کا ثبوت ہو تو طلاق واقع ہونا مانی جاتی ہے۔ صورت مسئولہ میں منسلکہ طلاق نامہ سے عورت پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئیں اب یہ عورت شوہر مذکور کے لئے بغیر حلالہ کے حرام ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعْدُ (بقرہ:230)(القرآن) واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۰۳ /۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

اگر صحبت نہ ہوئی تو پہلی طلاق سے عورت بائنہ ہوگئی اور بقیہ طلاق لغو ہوئیں

سوال: قبلہ مفتی صاحب السلام علیکم، گذارش عرض یہ ہے کہ: ایک لڑکے نے اپنی بیوی کو واضح طور پر تین یا چار دفعہ الگ الگ لکھ کر طلاق دے دی۔ لڑکی کی ابھی تک ودائی (رخصتی) نہیں ہوئی تھی لیکن ان کے درمیان ملاقاتیں ہوئیں تھیں۔ انہوں نے کل چھ ملاقاتیں کیں۔ جن میں مکمل طور پر تنہائی میسر تھی اور وہ چاہتے تو مباشرت بھی کر سکتے تھے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ چھ ملاقاتوں میں سے ایک ملاقات کے دوران لڑکی کو حیض تھا اور ممکن کہ لڑکی کو ان ملاقاتوں کے دوران اپنے گھر والوں کا خوف بھی ہو کیوں کہ یہ ملاقاتیں گھر والوں سے چھپ کر ہوتی تھیں لیکن آخری اور چھٹی ملاقات بغیر کسی خوف وخطرے کے ہوئی تھی کیوں کہ اس میں گھر والوں کی رضا شامل تھی لیکن لڑکے نے کچھ دیر کے بعد بغیر کسی مباشرت کے لڑکی کو واپس کر دیا۔

قبلہ مفتی صاحب!

لڑکا میڈیکل کا اسٹوڈنٹ ہے۔ اس نے یہ ملاقاتیں صرف ایک دوسرے کو سمجھنے کے نقطۂ نظر سے کیں اور لڑکا قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر اس بات کی شہادت دے سکتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی سے مباشرت نہیں کی ہاں البتہ معمولی بوس وکنار کئے ہیں۔ تو برائے مہربانی اس صورت حال میں موجودہ سوالات کا جواب دیں۔

۱۔ کیا لڑکا اور لڑکی کی تنہائی یا ملاقاتیں معتبر ہیں؟

۲۔ کیا لڑکا اور لڑکی میں دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے اور کس صورت میں ہوسکتا ہے۔ حلالہ کے بعد یا بغیر حلالہ کے؟

امجد ولد فخر الدین معرفت خورشید احمد، لیاقت کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** اولاً یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ شوہر و بیوی کے مابین تنہائی کے باوجود، جماع وہم بستری کی نوبت نہ آئی جیسا کہ زن وشوہر دونوں اس امر پر متفق ہیں اور مسئلہ شرعیہ یہ ہے کہ غیر مدخولہ کا (یعنی وہ عورت جس سے وطی عمل میں نہ آئی اس کا) شوہر اگر اس سے کہے کہ تجھے تین طلاقیں تو تین ہوں گی اور اگر شوہر نے کہا تجھے طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق، غرض الگ الگ الفاظ طلاق ادا کرے تو چند لفظوں میں طلاق دینے سے، غیر مدخولہ پہلی ہی طلاق سے مطلقہ ہو جائے گی۔ باقی الفاظ طلاق کے لئے وہ محل نہ رہے گی اور یہ طلاق، طلاق بائن ہوگی۔ (درمختار وغیرہ) اور طلاق بائن میں عدت کے اندر اور عدت گزرنے کے بعد بھی شوہر اس سے نکاح ثانی کر سکتا ہے جبکہ عورت بھی راضی ہو۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں شوہر کو اختیار ہے کہ وہ اس عورت سے نکاح کرنا چاہے اور عورت بھی اس پر راضی ہو تو کسی حلالہ کے بغیر دونوں باہم نکاح کر سکتے ہیں۔ اور یہاں تو

عدّت بھی نہیں تو دونوں جب باہمی رضا مندی سے نکاح کریں گے نکاح صحیح ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ذی قعد ۱۴۰۳ھ

عدت میں پیغام نکاح دینا حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کی بیوی اس کے گھر سے فرار ہوگئی جو چار روز کے بعد آئی لیکن زید اس عرصے میں اپنی زوجہ کو طلاق دے چکا تھا اس کے بعد عدت مکمل کر کے زید کے بہنوئی کے ساتھ میعادی نکاح بطور حلالہ کیا گیا لیکن حلالے کے بعد بھی کئی روز زید کے گھر پر رہی پھر اپنے والدین کے گھر پر عدّت گزارنے کے لئے چلی گئی لیکن حلالے کو ابھی تک دو ماہ کا عرصہ گزرا تھا کہ پھر زید کے ساتھ نکاح کر لیا نکاح خواں ایک مسجد کے امام ہیں جنہوں نے دونوں مرتبہ نکاح پڑھایا نیز نکاح خواں وکیل اور شاہدین کے علم میں یہ بات تھی کہ ہندہ کی عدّت مکمل نہیں ہوئی تو ایسی صورت میں زید اور اس کی بیوی نیز دیگر مذکورہ افراد کے لئے از شرع شریف کیا حکم ہوگا؟ السائل حافظ نور محمد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: عدت میں نکاح حرام قطعی ہے بلکہ نکاح تو بڑی چیز ہے، قرآن عظیم نے عدت میں نکاح کے صریح پیام کو بھی حرام فرمایا۔ صرف اس کی اجازت دی ہے کہ عورت عدّت وفات میں ہو تو ایسی پہلو دار بات کہہ دی جائے، جس سے عدّت گزرنے پر نکاح کا اشارہ نہ ہوتا ہو اور عورت عدت طلاق میں ہے تو باجماع امت یہ بھی جائز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ **وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ** (بقرہ:235) یعنی جب تک عدت پوری نہ ہو نکاح کا قصد بھی نہ کرو۔ شوہر ثانی کے طلاق کے بعد عورت پر عدت میں بیٹھنا لازم تھا مگر ان دونوں نے باہمی نکاح کر لیا تو دونوں زنا وبدکاری کے مرتکب ہوئے۔ اور دونوں نے اپنا منہ کالا کیا۔ ان دونوں پر تو وبال تھا ہی مگر اس امام نافرجام کی کیا مت ماری گئی تھی کہ وہ اس کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا اور زنا کی دلالی میں ہاتھ کالے کئے۔ زانی وزانیہ کا دلال بنا اور ان دونوں کے ساتھ اپنی عاقبت تباہ کی مگر یہ بھی اس وقت ہے کہ اس نکاح کو حرام جان کر پڑھایا اور اگر اسے جائز وحلال مان کر پڑھایا تو اس کا اپنا نکاح بھی گیا اور ایمان بھی ہاتھ سے چھوٹا۔ ان سب پر فرض ہے کہ فوراً توبہ کریں۔ عورت پھر عدت میں بیٹھے اور امام نے حلال جان کر نکاح پڑھایا تو وہ از سرِ نو اسلام لائے اور اگر نکاح والا ہے تو دوبارہ اپنے نکاح پڑھائے فی الحال وہ امامت کا ہرگز اہل نہیں بلکہ جتنی نمازیں اس واقعہ کے بعد اس کی اقتداء میں پڑھی گئیں ان کا دوبارہ پڑھنا فرض ورنہ کم از کم واجب ضرور ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

مسئلہ مذکورہ میں عورت کا دعویٰ ہے کہ اسے دو ماہ میں تین حیض آچکے تھے

سوال: عورت یہ کہتی ہے کہ مجھے دو ماہ میں تین حیض آچکے تھے۔ یہی بات عورت قسمیہ کہنے کو تیار ہے آیا اس صورت میں جواب کی نوعیت بدل جائے گی یا یہی رہے گی؟

۷۸۶ الجواب: شوہر نے عورت کو تین طلاقیں دیں۔ اب وہ آکر شوہر اوّل سے کہتی ہے کہ عدت پوری ہونے کے بعد

میں نے نکاح ثانی کیا اور اس دوسرے شوہر نے مجھ سے ہم بستری بھی کی اور پھر طلاق دے دی اور یہ عدت بھی پوری ہو چکی۔ تو اگر اتنا زمانہ گزر چکا ہے کہ یہ سب باتیں ہو سکتی ہیں تو اب سارا دارومدار شوہر اوّل پر ہے۔ اگر وہ سمجھتا ہے کہ عورت اپنے بیان میں سچی ہے اور واقعی دو ماہ کے عرصے میں تین حیض گزر چکے ہیں تو اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ اور اس صورت میں مذکورہ بالا احکام یک لخت بدل جائیں گے۔ اب شوہر اوّل سے نکاح، عدت میں نہ ہوا بلکہ وطی و عدت کے بعد ہوا۔ اور یہ جائز ہے۔ (ہدایہ، بہار شریعت) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

عورت اگر شوہر کے گھر نہ جائے تو اس سے طلاق نہیں ہوتی

سوال: محترم جناب حضرت مفتی محمد خلیل خان صاحب السلام علیکم، حضرت مندرجہ ذیل حقائق آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں اور اسلامی قوانین و حدیث نبوی کے تحت اس کا جواب چاہتے ہیں۔

دو افراد میں آج سے تقریباً پندرہ سال قبل شادی ہوئی۔ اس جوڑے میں آپس میں محبت نہیں تھی لڑکی شوہر کو ناپسند کرتی تھی۔ کلام پاک پڑھی ہوئی تھی اسی لئے شوہر کو نبھانے کا فیصلہ بھی کر لیا اور کہا کہ جیسا بھی ہے اب نبھانا تو ہے۔ ان کے شرعی ملاپ سے تین بچے ہوئے ۱۴ سالہ بچی مر گئی۔ ۱۳ سالہ ایک لڑکا ہے جبکہ ۱۱ سالہ ایک بچی بھی ہے۔ شوہر غلط کاریوں میں مصروف ہوا تو آج سے دس سال پہلے بیوی اپنے والدین کے گھر آ گئی۔ شوہر شراب نوشی، عورت بازی اور دیگر مجرمانہ کاروائیوں میں مصروف رہا اور اپنی عورت کے سامنے دوسری عورتوں کو لانا۔ غیر مردوں کو لا کر گھر میں جوا کھلاتا تھا۔ عورت کو گھر بیٹھے ہوئے دس سال سے زائد ہو گئے ہیں مگر ان کے درمیان کوئی تصفیہ نہ ہو سکا۔ مختلف عدالتوں میں مقدمات رہے مگر نہ بن سکے۔ اب دیکھا جائے تو عورت کی زندگی خراب ہو رہی ہے اور عورت یہ چاہتی ہے کہ وہ کسی قیمت پر اس کے گھر نہ جائے اور دوسری جگہ نکاح کرے۔ اس سلسلے میں اسلامی احکامات کیا ہیں۔ صادر فرمائیں۔ محمود علی قائم خانی

۷۸۶ الجواب: عورت کے گھر بیٹھ جانے سے نہ تو نکاح ختم ہوتا ہے اور نہ طلاق پڑتی ہے، نکاح و مہر بدستور قائم ہے اور جب نکاح باقی ہے تو اس صورت میں عورت کہیں اور نکاح نہیں کر سکتی، اگر تصفیہ نہیں ہو رہا اور عورت علیحدگی چاہتی ہے تو جس طرح پر بن پڑے، مار پیٹ، دھمکی، جبر و دباؤ سے شوہر سے طلاق لے، اگر اس طرح طلاق نہ دے تو مال کے بدلے طلاق لے۔ بغیر طلاق دئے یہ عورت اسی شوہر کی منکوحہ ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (بقرہ: 237) نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھوں میں ہے۔ اگر بغیر طلاق لئے عورت نے کہیں اور نکاح کر لیا تو بے معنی ہوگا اور دونوں مبتلائے زنا رہیں گے۔ لہٰذا جب شوہر طلاق دے دے تو اب تین حیض کامل گزرنے کے بعد عورت کو حلال ہوگا کہ جس سے چاہے نکاح کرے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ (بقرہ: 228) (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۵/۵/ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

عورت گھر سے بغیر اجازت چلی جائے تو اس سے طلاق نہیں ہوتی

سوال: محترمی ومکرمی جناب مولانا صاحب السلام علیکم

ایک شخص کی شادی شدہ بیوی جس کی شادی کو پانچ سال ہو چکے تھے اور ایک بچی کی ولادت بھی ہوئی تھی، اپنے خاوند کو چھوڑ کر چلی گئی تھی اور تقریباً دس سال تک غائب رہی۔ لڑکا اپنے باپ کے پاس رہا۔ شوہر نے بیوی کو تلاش کیا مگر کوئی پتہ نہیں چلا۔ اور دس سال بعد بیوی واپس آ گئی ہے۔ خاوند نے اس عرصے میں کسی قسم کے کوئی کلمات فسخ نکاح وغیرہ ادا نہیں کئے۔ اب خاوند نے بیوی کو اپنے پاس رکھ لیا ہے۔ کیا مذکورہ بیوی اب بھی اس شوہر کی بیوی ہے اور کیا دونوں شوہر اور بیوی کی حیثیت سے رہ سکتے ہیں؟ احمد علی، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ عورت، شوہر کی اجازت کے بغیر، گھر سے نکل جائے تو نکاح سے نکل جاتی ہے، محض غلط ہے۔ شریعت مطہرہ نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ اسی لئے عیاذاً باللہ عورت کی بدچلنی سے بھی نکاح نہیں جاتا۔ جب تک شوہر طلاق نہ دے۔ اور شوہر نے تو طلاق بھی نہیں دی تو وہ عورت بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

جب تک شوہر طلاق نہ دے طلاق نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسمی صادق علی ولد محمد سلیمان قوم جوگی ساکن ٹنڈو آدم کی شادی مسماۃ شوقینہ عرف شوقیہ سے ۹۸- سال قبل ہوئی تھی مسمی صادق علی کا ایکسیڈینٹ ہو گیا کافی چوٹیں آئیں جس کی وجہ سے وہ ہسپتال میں رہا پھر فارغ ہو کر گھر آ گیا چلنے پھرنے سے معذور تھا اس دوران اس کی بیوی مسماۃ شوقینہ گھر سے بھاگ گئی۔ جب اس کا کوئی پتہ نہ چلا تو پولیس میں رپورٹ درج کرا دی بعد میں معلوم ہوا کہ اس نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا ہے۔ جب کہ میں نے کوئی طلاق وغیرہ نہیں دی اب مسئلہ جواب طلب یہ ہے کہ آیا یہ نکاح ہوا یا کہ نہیں؟ السائل صادق علی معرفت حافظ محمد مشتاق احمد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: قرآن کریم نے نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں رکھی ہے قال اللہ تعالیٰ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (البقرہ: 237) تو جب تک شوہر طلاق نہ دے بیوی کسی دوسرے کے لئے حرام ہے، صورت مسئول عنہا میں عورت بدستور اپنے شوہر کی بیوی ہے، کسی دوسرے کے ساتھ یہ جھوٹا نام نکاح بیکار ہے، دونوں مبتلائے زنا ہیں۔ اور ان دونوں میں فوری تفریق لازمی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۷ انومبر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

خلع کی رقم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک لڑکی کی والدین نے ایک جگہ پر شادی کرادی۔شادی ہونے کے بعد لڑکی کے والدین اورلڑکے کے والدین میں کچھ ناچاقی ہوگئی اس ناچاقی کی بنا پرلڑکی والوں نے خلع دے کرلڑکی کو آزاد کرایااس کے بعداس مطلقہ لڑکی کواس کے والدین دوسری جگہ پر شادی دینا چاہتے ہیں۔جو خلع دے کر مذکورہ کو آزاد کرایاوہ خلع دوسری جگہ سے جہاں لڑکی اب دینا چاہتے ہیں ان سے وہ خلع حاصل کرسکتے ہیں یا کہ نہیں؟ لڑکی والے وہ رقم وصول کریں تو گناہگار ہوں گے یا نہیں۔شریعت کے مطابق ان کے لئے کیا حد مقرر ہے اس کا جواب عنایت فرمائیں کہ ازروئے شرع کیا حکم ہے۔لڑکی کے وارث اگر رقم وصول کرچکے ہیں تو اب ان کو واپس کرنے چاہئیں یانہیں؟ جب کہ لڑکی بھی دوسری جگہ پر شادی کرنے پر راضی نہیں اوراس کے والدین زبردستی اس کا نکاح کرادیں تو کیا وہ نکاح ہوگا یانہیں؟ برائے مہربانی اس کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔ السائل محمد کلیم قریشی

۷۸۶ الجواب ہوالموفق للصواب: خلع شرع میں اسے کہتے ہیں کہ شوہر برضائے خودمہر وغیرہ مال کے عوض عورت کو نکاح سے جدا کردے یہ طلاق اس معافی مہر کے عوض دی گئی تو طلاق بائن ہوئی۔جورقم شوہر کوخلع کے عوض دی تھی اس رقم کو دوسری جگہ سے نکاح کے عوض نہیں لے سکتے اگر لے لی تو واپس کرنا ضروری ہے کہ یہ رشوت ہے اور رشوت لینا شرعاً حرام۔ (فتاویٰ رضویہ) جب کہ عورت بالغہ ہواوراس سے اذن لئے بغیر نکاح کردیا تو وہ نکاح موقوف رہے گا اگرعورت نکاح کی خبر سن کر جائز رکھے تو جائز ہوگا اوراگر رد کردے تو رد ہوجائے گا کہ بے اذن نکاح، نکاح فضولی ہے اجازت زن پر موقوف ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۴ جمادی الاولیٰ ۲۶ جنوری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

شوہر کے سوا دوسرے کا طلاق دینا معتبر نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: زید کی شادی ہندہ سے ہوئی، عرصہ ڈیڑھ سال بعد کسی وجہ سے زید کا دماغ خراب ہوگیا اس کی یہ حالت اڑھائی سال تک رہی اور گھر سے نکل کر علاقہ بدین میں رہتا رہا اس عرصے میں ہندہ کے ورثا نے فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کرکے جج سے طلاق حاصل کی اور جج نے یہ فیصلہ دے دیا کہ ہندہ دوسرے مقام پر نکاح کرسکتی ہے۔آیا ایسی صورت میں کیا ہندہ دوسرے مقام پر نکاح کرسکتی ہے یانہیں؟ اب جبکہ اس کا شوہر بالکل تندرست اورصحیح حالت میں ہے۔ فقط۔ ایک سائل

۷۸۶ الجواب: اللہ تعالیٰ نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔قال اللہ تعالیٰ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ یعنی الزوج فی قول علی و سعید ابن المسیب و سعید ابن جبیر و غیرھم رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔یہی وجہ ہے کہ عورت کے فسق فجور سے بھی نکاح نہیں جاتا اوراگر ایسا ہوکہ نکاح کی گرہ زنان ناقصات العقل والدین کے ہاتھ میں

پڑ جائے تو جو عورت چاہے بے ارادہ شوہر مکمل طور پر قید نکاح سے آزادی حاصل کرے۔اور ازدواجی نظام درہم برہم ہوجائے۔جیسے کہ مشاہدہ ہے پھر بھی طلاق کے لئے شرط یہ ہے کہ شوہر عاقل بالغ ہو۔نابالغ یا مجنوں نہ خود طلاق دے سکتا ہے نہ اس کی طرف سے کوئی ولی۔(درمختار، عالمگیری)اور جب صورت مسئولہ میں شوہر مجنون ہوگیا تو خود بھی اگر حالت جنون میں طلاق دیتا تو شرعاً طلاق واقع نہ ہوتی یوں ہی اس کی طرف سے اس کے ولی کو یہ حق حاصل نہ تھا کہ مجنون کی منکوحہ کو طلاق دے سکے ہر حال یہ طلاق واقع نہ ہوئی اور مسماۃ مذکورہ بدستور اس کے نکاح میں ہے اور مسماۃ شرعاً کسی دوسرے سے نکاح کی مجاز نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

بغیر طلاق لئے دوسرے سے نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ: زید نے شادی کی۔پانچ سال تک میاں بیوی ایک دوسرے سے راضی اور خوش رہے۔اس کے بعد ان میں کچھ بات ہوگئی جس کی بناء پر لڑکی اپنے والدین کے پاس چلی گئی۔پھر لڑکی کی والدہ نے مقدمہ درج کرایا کہ یا تو نکاح فسخ کرایا جائے یا اس کو خرچہ دے تو جج نے لڑکی کے حق میں فیصلہ دیا لیکن جج نے نہ تو کسی چیز کا تقرر کیا اور نہ لڑکے سے طلاق لی۔دو سال کے بعد لڑکی کی والدہ نے لڑکی کا نکاح ایک شیعہ لڑکے سے کرادیا اور اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔کیا یہ نکاح درست ہے یا کہ نہیں؟اور جو بچہ پیدا ہوا ہے یہ حلال ہے یا حرام ہے؟ کمترین احمد یار

۷۸۶الجواب: اللہ تعالیٰ نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔قال اللہ تعالیٰ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ پس جبکہ زید نے ہنوز طلاق نہ دی مسماۃ بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے۔کسی کو ہرگز اس سے نکاح حلال نہیں اگر کر بھی لیا تو اس نکاح بے معنی کے بعد وہ دونوں زانی وزانیہ رہیں گے۔اور یہ جھوٹا نام نکاح کا کچھ مفید نہ ہوگا۔قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (النساء:24) چارہ کار یہاں یہ ہے کہ اگر مسماۃ اپنے حقیقی شوہر زید کے پاس رہنا نہیں چاہتی تو زید کو طلاق کے بدلے مال، دے کر خواہ بغیر مال دیئے، طلاق حاصل کرے۔قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ (بقرہ:229) جب زید طلاق دے دے تو اب تین حیض کامل گزرنے کے بعد مسماۃ مذکورہ کو حلال ہوگا کہ جس سے چاہے نکاح کرلے اور آج کل کے نام شیعہ رافضی منکرین ضروریات دین، اور باجماع امت، کفار مرتدین ہیں۔شاید شاذ ونادر ان میں کوئی مسلمان نکل سکے۔جیسے کوؤں میں سفید رنگ کا کوا۔جو شخص اپنی دختر ایسے کے نکاح میں دے تو یقیناً دیوث ہے۔وہ اپنی بہن بیٹی صریح زنا کے لئے دینے والا ہے۔حدیث ارشاد فرماتی ہے کہ اس پر جنت حرام ہے۔اللہ تعالیٰ اس پر روز محشر نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔(طبرانی شریف، فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ذی قعد ۱۳۸۴ھ

تین طلاق کے بعد حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص مسمی نعیم بیگ نے متعدد گواہوں کے روبرو اپنی بیوی مسماۃ

جنت کو تین چار مرتبہ بلند آواز سے طلاق دے دی۔ اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ عبدالکریم

۷۸۶ **الجواب:** صورت مذکورہ میں تین طلاقیں ہوگئیں۔ عورت اب بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آسکتی یعنی اس کی عدت گزرے پھر دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستری بھی ہو۔ پھر وہ اسے طلاق دے دے یا مر جائے اور عدت گزر جائے اس کے بعد اس عورت سے اس شخص کا نکاح جائز ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعْدُ (بقرہ:230) الآیۃ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ صفر المظفر ۱۳۹۹ھ

شوہر کے علاوہ کسی دوسرے کا، فسخ نکاح کرنا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت مسماۃ صابرہ بیگم بنت نور احمد نے وجوہات ذیل کی بناء پر عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا کہ مجھے میرے شوہر بنام عبدالرشید ولد عبدالحکیم سے طلاق دلوائی جائے یا عدالت تفریق کر دے۔ مدعیٰ علیہ کو عدالت نے کئی بار اس کے حاضری کے نوٹس دئے اور اخبار میں بھی اس کی اشاعت کی لیکن وہ حاضر عدالت نہیں ہوا۔ پھر عدالت نے اپنے مخصوص اختیارات کی وجہ سے فیصلہ کر دیا کہ مسماۃ صابرہ بیگم کی عبدالرشید سے تفریق کر دی ہے اور طلاق دے دی ہے۔ جس کو آج ۴ ماہ پچیس روز گزر چکے ہیں۔ اب صورت مسئولہ میں یہ عورت نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں۔ اور عدالت کی یہ طلاق یا تفریق شرعاً نافذ سمجھ لی جائے یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** نکاح کی گرہ اللہ تعالیٰ نے مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (بقرہ:237) پس جبکہ عبدالرشید نے مسماۃ کو ہنوز طلاق نہیں دی تو صابرہ بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے اور کسی مرد مسلمان کو اس سے نکاح حلال نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (النساء:24) تم پر حرام کی گئیں شوہر والی بی بیاں۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۶ ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ

مطلقہ کا نکاح بغیر عدت گزارے دوسری جگہ کیا تو حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ پر جو کہ درپیش ہے کہ: ایک شادی شدہ لڑکی کی بغیر طلاق دئے ہوئے دوسری جگہ شادی کر دی گئی اور نکاح کے وقت قاضی صاحب کو غلط بیان دیا کہ لڑکی کنواری ہے۔ اس مسئلہ میں شریعت کا حکم فرمائیے کہ اس کا حکم کیا ہے۔ اور اس لڑکی کے والدین اور دوسری جگہ نکاح کروانے والوں اور اس نکاح میں شریک ہونے والوں کے لئے شرعی حکم صادر فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** اگر یہ واقعہ ہے کہ لڑکی کی طلاق لئے اور عدت گزارے بغیر اس کا نکاح کر دیا گیا تو نکاح ثانی محض باطل ہوگا اور زوجِ ثانی سے وطی نری زنا ہوگی، اور جتنے لوگ اس سخت کبیرہ گناہ میں اس بات سے آگاہ ہو کر شریک ہونگے سب سخت گناہگار اور جہنم کے مستحق ہوں گے اور زنا کے دلال قرار پائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ

شوہر کے باپ کا اپنی طرف سے نکاح توڑ دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: عبدالرحمٰن ولد مانگیا کی لڑکی رشیدن کا نکاح محمد عمر ولد عبدالرحمٰن سے نابالغی میں ہوا۔ دوسری بات یہ کہ رشیدن کے نکاح کی اجازت رشیدن کے چچا نے دی تھی۔ والد نے نہیں دی تھی اب عبدالرحمٰن ولد مانگیا کہتے ہیں کہ یہ نکاح میری مرضی کے بغیر ہوا لہٰذا یہ نکاح میں نے رد کیا دو گواہوں کے سامنے لڑکی نابالغ ہے۔ گواہ رمضانی، گواہ نثار احمد، لہٰذا یہ نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں؟

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جب تک مسمٰی محمد عمر اپنی منکوحہ رشیدن کو طلاق نہ دے دے رشیدن کو نکاح ثانی کا اختیار نہیں۔ اور وقت نکاح باپ کے خاموشی رضامندی کی دلیل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک طلاق کا حکم اور رجوع کے الفاظ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: گلزار احمد نے اپنی بیوی کو اوروں کی زبردستی پر طلاق دے دی ہے۔ جس میں صرف یہ کہا ہے کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہوں صرف ایک مرتبہ طلاق کہا ہے نہ کہ تین مرتبہ۔ جس کو کہے ہوئے صرف بارہ روز ہوئے ہیں۔ کیا یہ طلاق ہو گی یا بائن یا بالکل مغلظہ۔ اس میں اور یہ بات بھی ہے کہ گلزار کو گلزار کے سسر نے اپنی لڑکی کو آزاد کرانے کے لئے ۳۰۰۰=/ تین ہزار روپے کہے ہیں جن میں سے ۲۵۰۰ یعنی ڈھائی ہزار گلزار کو معجل زبردستی کے طور پر دے کر پھر یہ طلاق نامہ لکھوایا جس پر گلزار نے دستخط بھی کیے ہیں۔

براہ کرم اس مسئلہ کو قرآن وسنت کی روشنی میں بیان فرما کر ہمیں شکریہ کا موقع دیں۔ سائل مسئلہ گلزار احمد

۷۸۶ الجواب: سائل کا بیان ہے کہ طلاق نامے میں صرف یہی الفاظ لکھے گئے ہیں کہ جو اوپر مذکور ہیں یعنی یہ کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں۔ اور یہ الفاظ بھی صرف ایک مرتبہ ادا کیے گئے یہ طلاق، طلاق رجعی ہوئی۔ نہ بائن نہ مغلظہ۔ اور طلاق رجعی کا حکم یہ ہے کہ شوہر، عدت کے اندر اس سے رجعت کرسکتا ہے اور عدت گزر جائے تو نکاح کرسکتا ہے۔ حلالہ کی یہاں حاجت نہیں۔ اور رجعت میں صرف اتنا کہہ لینا بھی کافی ہے کہ میں اسے واپس اپنے نکاح میں لیتا ہوں۔ قال اللّٰہ تعالیٰ

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ (بقرہ: 229) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

تحریر سے طلاق

سوال: بخدمت جناب علامہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی صاحب السلام علیکم، جناب عالی! گذارش یہ ہے کہ

میری بیٹی بلقیس بانو کو میرے داماد نے چاندرات کو طلاق دے دی تھی۔ جس کی رو سے میری بیٹی عدت کے دن بھی پورے کر چکی ہے مگر طلاق دینے کے بعد میرے داماد صاحب نے کراچی میں میری بیٹی بلقیس بانو پر حق زوجیت کا دعویٰ دائر کر

دیا ہے جبکہ طلاق نہیں دینے کی صورت میں پہلے حیدر آباد میں طلاق کا دعویٰ دائر کر دیا تھا مگر اس کے بعد میرا داماد حیدر آباد آیا اور چاند رات کو میری بیٹی بلقیس کو طلاق لکھ کر دے گیا جس پر دو گواہوں کے دستخط بھی موجود ہیں۔ مگر اس کے بعد اس نے کراچی میں حق زوجیت کا کیس داخل کیا ہے۔ مہربانی فرما کر آپ اپنے فتوے کی روشنی میں آگاہ کیجئے کہ کیا میری بیٹی کو طلاق ہوگئی ہے؟ اور میں طلاق کے پرچہ کی فوٹو کاپی اپنی بیٹی کے کیس میں جمع کرا کر کیس واپس لے لوں کیوں کہ طلاق ہوگئی ہے؟ اب کیس بے کار ہے اور یہی کاپی، جو کیس میرے داماد نے کراچی میں کیا ہے وہاں بھی دے دوں کہ طلاق ہونے کے بعد حق زوجیت کا کیس کیا تعلق رکھتا ہے۔ مہربانی فرما کر فتویٰ صادر فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔　فقط ایک سائل عبدالقیوم

۷۸۶ الجواب: اگر شوہر اس تحریر کو اپنی تحریر بتاتا اور بیوی کو طلاق دینے کا اقرار کرتا ہے، یا دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں جن کی گواہی شرع میں مقبول ہو، اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے فلاں نے اپنی بیوی کو طلاق دی تو بیشک طلاق پڑ جائے گی اور اتنی ہی طلاقیں پڑیں گی جتنی طلاقوں کا وہ اقرار کرے گا یا گواہ گواہی دیں گے۔ پھر طلاقیں اگر تین تک پہنچ جائیں تو عورت بلا حلالہ، مرد کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔ اور تین سے کم ہوں اور عدت گزر جائے تو مرد اسے نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۸ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ

کسی بھی فرد کا خلاف شرع فیصلہ، نافذ نہیں ہو سکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلے کے بیچ میں کہ: زید نے اپنی لڑکی کا نکاح عمرو کے لڑکے سے کیا جبکہ دونوں بچے شیر خوار تھے اور دونوں بچوں کی پیدائش پاکستان میں ہوئی ہے اب زید کا مطالبہ ہے کہ چونکہ عمرو کا لڑکا بہت ہلکا ہے۔ لہٰذا اسے طلاق دی جائے جبکہ لڑکا ابھی تک نابالغ ہے اور لڑکی بالغ ہوگئی ہے۔ لہٰذا اس سے طلاق لے کر عمرو کے دوسرے کسی بڑے لڑکے سے نکاح پڑھا دیا جائے لڑکی کی عمر تقریباً چودہ سال کی ہوگئی ہے۔ جبکہ لڑکا لڑکی سے ایک سال بڑا ہے۔

۱۔ مندرجہ بالا صورت میں نابالغ لڑکے کی طلاق معتبر ہوگی یا لڑکے کا والد عمرو طلاق دے سکتا ہے؟

۲۔ کیا زید کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اس طرح جبراً طلاق لے کر دوسری جگہ لڑکی کا نکاح کر دے؟

۳۔ قانوناً سولہ سال کی جب تک عمر نہ ہو جائے دوسرا نکاح نہیں ہو سکتا تو کیا زید ایک یا دو سال تک مزید انتظار نہیں کر سکتا تاکہ لڑکا بالغ ہو جائے؟

۴۔ کیا قوم کے سربرآوردہ یعنی چوہدری صاحبان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ شریعت کا لحاظ کئے بغیر دوسری جگہ نکاح پڑھا دیں جبکہ شریعت کے واضح احکام انہیں معلوم ہو جائیں؟

۵۔ کیا ایسی صورت میں جبکہ شریعت کے احکام معلوم ہو جائیں اور اس کے خلاف عمل پر مصر ہوں ایسے لوگوں کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟

مندرجہ بالا مسئلہ ایک نزاعی مرحلہ ہے امید ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے مطابق واضح طور پر مطلع فرمائیں گے تا کہ اس تصفیہ کا حل نکل آئے؟　　السائل حکیم الدین ولعل محمد

۷۸٦ **الجواب:** ا۔ نابالغ لڑکے اور لڑکی کے باپ نے جبکہ ان دونوں کی طرف سے ایجاب وقبول کیا تو یہ نکاح شرعاً منعقد ہو گیا۔ (ردالمحتار) اور جبکہ یہ نکاح شرعاً جائز ومنعقد ہو گیا تو نابالغ لڑکے کا باپ یا خود یہ نابالغ شوہر اب ذریعہ طلاق اسے ختم بھی نہیں کرسکتا کہ نابالغ نہ خود اسے طلاق دے سکتا ہے اور نہ اس کی طرف سے کوئی ولی۔ (درمختار، عالمگیری) لہٰذا نکاح ثانی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ لڑکا اور لڑکی شرعاً پندرہ سال کامل کی عمر میں بالغ قرار پاتے ہیں تو اگر لڑکا پندرہ سال کا ہو چکا تو شرعاً وہ بالغ ہے اور اپنے امور کا مختار وہ چاہے تو طلاق دے چاہے تو اپنے نکاح میں رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ قوم کے کسی فرد یا جماعت یا چوہدریوں کو خلاف شرع کوئی فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو ان کا فیصلہ نافذ نہیں۔ دوسرے لوگوں پر فرض ہے کہ ایسے لوگوں سے قطع تعلق کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۸۳ھ

غیر شوہر کی جانب سے نکاح منسوخ کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلے کے بارے میں کہ: فیض محمد کا عقد مسماۃ خاتون سے بعمر ۱۸ سال ہوا۔ اور باہمی نفاق یعنی مار پیٹ کی وجہ سے نوبت عدالت تک ہوئی اور عدالت نے بہ سبب غیر موجودگی شوہر مذکور کے نکاح کینسل کر دیا اور طلاق کا فیصلہ دیا اب مسماۃ خاتون نے اپنا عقد ثانی بہ ہمراہ محمد رمضان کے پندرہ دسمبر کو کرلیا ہے شرعاً یہ فتویٰ دیا جائے کہ یہ نکاح جائز ہے یا ناجائز ہے؟　　فدوی شمس الدین ولد عبدالکریم، ساکن پھلیلی پریٹ آباد، حیدرآباد

۷۸٦ **الجواب:** اللہ عزوجل نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ **بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ** (البقرہ: 237) تو جب تک شوہر طلاق نہ دے یا شوہر کی موت واقع نہ ہو مسماۃ خاتون بدستور فیض محمد کے نکاح میں رہے گی۔ اور جبکہ خاتون فیض محمد کی زوجیت ہی میں ہے تو خاتون کا نکاح محمد رمضان کے ساتھ منعقد ہی نہ ہوا۔ قال عزوجل **وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ** (النساء: 24) اور نام کا یہ نکاح اس صریح حرام کو حلال نہیں کر دے گا۔ بلکہ زنائے خالص ہوگا۔ یہی فتویٰ ہے اہلسنّت کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۵ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ

عورت کا دعویٰ کہ شوہر نامرد ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: پیر بھورے خان سکنہ نواب شاہ کی شادی مسماۃ تسکین دختر رمضان سے ٦ سال ہوئے جب ہوئی تھی اور اب وہ اپنے میکے میں رک گئی ہے اور کہتی ہے کہ میں اس مرد

کے پاس رہنا نہیں چاہتی ہوں کیوں کہ یہ نامرد ہے اس لئے اس کے شوہر نے سرجن ڈاکٹر سے اپنی مردی کا معائنہ کرا کر ڈاکٹری سرٹیفکیٹ حاصل کرلیا ہے کہ وہ مرد ہے اور عورت پاگل ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک فتویٰ بھی عدالت ہذا میں اس بابت پیش کیا ہے۔ اس لئے ازروئے شریعت فتویٰ صادر فرمایا جائے کہ آیا اس کی طلاق ہوگی یا نہیں؟ اور کیا عورت دوسری شادی کرسکتی ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی فتویٰ صادر فرمائیں۔　فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: شادی کے چھ سال گزرنے کے بعد عورت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ شوہر نامرد ہے قابل قبول نہیں اور عورت اگر کنواری نہیں تو شوہر سے قسم لی جائے گی۔ اس نے اس عورت سے وطی کی ہے اگر شوہر قسم کھالے تو عورت کا حق جاتا رہے گا۔ (عالمگیری وغیرہ) بلکہ جب مرد سرجن کا سرٹیفکیٹ پیش کرتا ہے اور عموماً سرجن کے سرٹیفکیٹ پر اعتبار کیا جاتا ہے تو بھی عورت کا حق ساقط ہوگیا بہرحال مسماۃ تسکین اسی کی منکوحہ ہے اور اس کی بیوی۔ جب تک شوہر مذکور، طلاق نہ دے اس کے جیتے جی عورت اپنا نکاح فسخ نہیں کرسکتی اگر کر بھی لیا تو یہ نام نکاح اس مرد اور عورت کو زنا سے بچا نہیں سکے گا، بلکہ زنا کے معاون قرار پائیں گے وہ جو حالات جاننے کے باوجود بھی اس عورت سے نکاح کی کوشش کریں گے یا نکاح میں شریک ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم　العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۵ شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

جب تک شوہر طلاق نہ دے عورت نکاح میں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: محمد علی نے اپنی زوجہ مسماۃ بانو بیگم دختر نصیر خان کو تاریخ امروز تک کوئی طلاق زبانی یا تحریری نہیں دی ہے اور مابین کشیدگی کی وجہ سے گزشتہ شب کو ایک محدود جگہ پر پوشیدہ طور سے سنا گیا ہے کہ فرضی طور سے بانو کا نکاح کہیں اور عمل میں لایا گیا ہے۔

۱۔ کیا کسی کے زبانی کہہ دینے پر مسماۃ مطلقہ ہوگئی جبکہ شوہر کو اس کا کوئی علم نہ ہوا اور نہ ہے؟

۲۔ وکیل نکاح اور شاہدین نکاح کے کہہ دینے سے مسماۃ بانو بیگم مطلقہ قرار دی جاسکتی ہے؟

۳۔ اس جلسہ میں شرکا قاضی صاحب شاہدین نکاح صاحبان ودیگر حاضرین جلسہ والے کے لئے حکم شرعی کیا اجازت دیتا ہے؟

فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: جبکہ مسمی محمد علی نے آج تک تحریری یا زبانی اپنی منکوحہ کو طلاق نہیں دی تو مسماۃ بانو بیگم اس کے نکاح میں باقی ہے اور جبکہ بانو بیگم مسمی محمد علی کے نکاح میں ہے تو یہ نام کا نکاح اس حرام کو حلال نہیں کرے گا۔ یہ نکاح نہ ہوا بلکہ زنا ہوا۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (النساء: 24) اور تم پر حرام کی گئیں شوہر والی عورتیں۔ عورت اب جس کے پاس ہے اس پر فرض قطعی ہے کہ عورت کو اپنے پاس سے جدا کرے اور نکال دے اور عورت پر فرض قطعی ہے کہ اس سے جدا ہوجائے اور اپنے خاوند محمد علی کے پاس آجائے۔ جو لوگ یہ جانتے ہوئے کہ عورت کو طلاق نہیں ہوئی اس کے معاون ہیں سب زنا کے دلال قرار پائیں گے اور جو شخص ان میں سے باز نہ آئے مسلمان اس سے الگ ہوجائیں اور اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ترک

کردیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ذی قعدہ ۱۳۸۷ھ

نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک عورت مسماۃ صابرہ بیگم بنت نور محمد نے وجوہات ذیل کی بناء پر دعویٰ دائر کردیا ہے کہ مجھے میرے شوہر بنام عبدالرشید ولد عبدالحکیم سے طلاق دلائی جائے یا عدالت تفریق کردے۔ مدعاعلیہ کو عدالت میں کئی باراس کی حاضری کے نوٹس دیئے اور اخبار میں بھی اس کی اشاعت کی لیکن وہ حاضر عدالت نہ ہوا تو عدالت عالیہ نے تفریق کردی ہے اور طلاق دے دی جس کو آج چھ ماہ اور پچیس روز گزر چکے ہیں۔ اب صورت مسئلہ میں عورت نکاح ثانی کرسکتی ہے یا نہیں؟ اور عدالت کی یہ طلاق تفریق شرعاً نافذ سمجھی جائے گی یا نہیں؟ وجوہات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مدعی کی شادی مدعاعلیہ سے ۱۹ مئی ۱۹۶۲ء کو ٹنڈو جام میں ہوئی۔

۲۔ دو ہزار مہر مقرر ہوا۔

۳۔ شادی کے کچھ عرصے کے بعد شوہر نے لڑائی جھگڑا شروع کردیا معمولی معمولی باتوں پر لڑنا شروع کردیا۔

۴۔ مدعی نے اس امید سے صبر کیا کہ شاید اس کے حالات ٹھیک ہوجائیں یہاں تک کہ تقریباً ساڑھے چار سال کے بعد ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ لڑکی زندہ ہے۔

۵۔ مدعی مدعاعلیہ کے پاس نہیں رہتی تھی کیوں کہ وہ چرس وغیرہ پیتا تھا۔

۶۔ لڑکی کے پیدا ہونے کے بعد مدعی اپنے والد کے پاس رہی اور خوراک کپڑے مدعی کو والدین نے دیئے اور تمام قرضہ کیا۔

۷۔ مدعی کے والد خود اور ہمراہ معززین کے گھر گئے اور کوشش کی کہ شوہر اپنی بری عادتوں سے باز آجائے مگر یہ بے سود رہا۔

۸۔ مدعاعلیہ نہ کہیں ملازم ہے اور نہ ہی آمدنی کا اور کوئی ذریعہ معاش ہے کہ وہ اپنا اور اپنے بچوں کا گزارا کرسکے۔

۹۔ مدعاعلیہ نے قیمتی زیورات بھی کھیل جوئے میں فروخت کردیئے۔

۱۰۔ اسی دوران میں ڈھائی سال کے بعد دوسری لڑکی پیدا ہوئی اور ایک لڑکا نجم پیدا ہوا جس کے بعد مدعاعلیہ نے بالکل نظر انداز کردیا اور مدعی کو اور دونوں لڑکیوں کو کچھ نہیں سمجھتا تھا مدعی اور اس کے والدین کی طرف سے ہر ممکن کوشش کی گئی کہ وہ کمائے اپنی بری عادتیں چھوڑ دے مگر وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا۔ اس لئے کیا شریعت کی رو سے یہ طلاق ہوگئی یا نہیں اور مسماۃ دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** نکاح کی گرہ اللہ عزوجل نے شوہر کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ پس جبکہ عبدالرشید نے مسماۃ صابرہ کو طلاق نہ دی صابرہ بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے اور کسی مرد مسلمان کو اس سے نکاح حلال نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ تم پر حرام کی گئی شوہر والی بیویاں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ

حلالہ کے بعد، بغیر نکاح پہلے شوہر کے پاس رہنا حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بیچ میں کہ: ایک مرد مسلمان نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ طلاق ہونے کے بعد لڑکی اپنے والد کے گھر چلی گئی قریب ڈیڑھ سال بعد دوسرے مرد سے نکاح کر لیا کچھ عرصے کے بعد اس دوسرے مرد سے طلاق حاصل کر کے لڑکی پھر اپنے والدین کے گھر چلی گئی۔ اس کے بعد پھر اپنے پہلے خاوند کے پاس چلی آئی اب بغیر نکاح کے اپنے پہلے خاوند کے پاس رہتی ہے جبکہ بچے بھی برابر ہو رہے ہیں تو عرض یہ ہے کہ ہم سب محلے والوں پر کیا فرض عائد ہوتا ہے اور کیا ان دونوں کے ساتھ برتاؤ کیا جاوے ہمیں شرعی مسئلے سے بمعہ تفصیل آگاہ کریں۔ عین نوازش ہوگی۔ منجانب اہل محلّہ

۷۸۶ الجواب: پہلے شوہر کی تین طلاقوں کے بعد، عدت گزار کر دوسرے شوہر سے نکاح درست ہے اور دوسرے شوہر کی طلاق کے بعد عدت گزر جانے پر، عورت کو حق تھا کہ کسی بھی مسلمان سے نکاح شرعی کر کے اپنی گزر بسر کرے اگرچہ وہ اس کا پہلا شوہر ہو کہ عورت اب پہلے شوہر کے لئے اجنبیہ ہے اور بلا نکاح ان دونوں کا زن وشوہر کی طرح ہرگز جائز نہ تھا اور نہ اب جائز ہے۔ چارۂ کار یہی ہے کہ دونوں ایک دوسرے سے فوراً فوراً جدا ہو جائیں اور حکم شریعت کے مطابق نکاح شرعی کریں۔ اس کے لئے مزید کسی عدّت کی ضرورت نہیں اگر مرد وعورت اس حکم پر عمل کریں فبہا ورنہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ فوراً ان دونوں سے یکلخت قطع تعلق کر لیں اور تاوقتیکہ وہ توبہ کر کے دوبارہ نکاح نہ کریں ان سے دور ونفور رہیں ورنہ عذاب الٰہی سے نہ بچ سکیں گے۔

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ذی قعد ۱۳۹۷ھ

''وہ میرے نکاح سے خارج ہوگئی'' کے کلمات کا حکم

سوال: محترمی جناب مفتی صاحب السلام علیکم جناب عالی گذارش یہ ہے کہ:

میرے گھر میں میری بیوی سے تلخ کلامی ہوئی اور وہ اپنے ایک رشتے دار کے ہاں چلی گئی اور وہاں پر کچھ برادری کو اکھٹا کیا اور ان لوگوں نے مجھے یعنی میری بیوی کو لے جانے کے لئے کہا تو میں نے جواب دیا کہ وہ میری اجازت کے بغیر آئی ہے۔ وہ میرے نکاح سے خارج ہوگئی ہے اور اب وہ میرے پاس ہے۔ جس کی بناء پر برادری نے ہمیں برادری سے علیحدہ کر دیا ہے۔ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ عورت، اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکل جائے تو نکاح سے نکل جاتی ہے، بالکل غلط ہے۔ غالباً اس غلط بنیاد پر شوہر نے وہ لفظ ادا کئے کہ (وہ میرے نکاح سے خارج ہوگئی ہے) تو یہ ایک غلط بنیاد پر اقرار طلاق ہوا اور وہ محض لغو ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو نکاح دونوں کے مابین باقی ہے ایسی حالت میں بر بنائے غلط شوہر، ان دونوں کو برادری سے خارج کرنا سراسر ظلم ہے۔ برادری کو چاہئے کہ انہیں برادری میں قبول کرے اور دونوں کو میاں بیوی

کی طرح رہنے دیں۔ اور اگر واقعہ کچھ اور ہے تو بیان کریں تا کہ فتویٰ دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

طلاق رجعی

سوال: میں مسمی غضنفر علی ولد معصوم علی باہوش وحواس اپنی زوجہ منکوحہ عابدہ خاتون بنت مقصود علی کو طلاق دیتا ہوں۔ میں یہ فیصلہ کسی کے دباؤ یا مجبور کرنے پر نہیں کر رہا ہوں۔ یہ قطعی اور آخری فیصلہ ہے۔ فقط، غضنفر علی ولد معصوم علی

۷۸۶ الجواب: بظاہر یہ طلاق رجعی ہے جو عورت پر پڑ گئی البتہ شوہر کو حق رجعت اور بعد عدت نکاح دوبارہ کرنے کا اختیار ہے اور طلاق کی صورت میں عورت پورے مہر کی حقدار ہے۔ جہیز اسی کی ملک ہے جو واپس کرنا ہوگا اور شوہر نے جو زیور وغیرہ اس کی ملکیت میں دے دیا وہ عورت کی ملک ہے اور اس کا حق جس کا وہ مطالبہ کرسکتی ہے۔ قرآن کریم کا فیصلہ ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ الآیۃ۔ (بقرہ:229) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ رذی قعد ۱۳۹۹ھ

منکوحہ کا نکاح ثانی کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک آدمی مسمی رشید الدین جو انڈیا کا رہنے والا ہے اور مکمل سکونت انڈیا کی رکھتا ہے، مسمی رشید الدین نے پاکستان میں واقع ایک عورت سے شادی کر رکھی تھی جو عورت کچھ عرصے تک مسمی مذکور کے عقد نکاح میں رہی یا اس کے بعد جب مسمی مذکور واپس انڈیا جانے لگا تو لڑکی کے والدین و دیگر رشتہ داروں نے لڑکی جو کہ مسمی مذکور کی بیوی ہے کے ساتھ روانہ کر دی مگر راستے میں سے لڑکی بھاگ کر واپس اپنے والدین کے پاس آ گئی جب لڑکی واپس آ گئی تو مسمی مذکور بھی ساتھ ساتھ واپس آ گیا اور لڑکی کے والدین سے رابطہ قائم کیا جب مسمی مذکور نے لڑکی کے بارے میں حالات لڑکی کے والدین کو بتائے تو لڑکی کے والدین نے مسمی مذکور پر الزام لگایا کہ تو ہماری لڑکی کو فروخت کر رہا تھا اس لئے وہ بھاگ کر واپس آ گئی ہے لہٰذا لڑکی مسمی مذکور کے ساتھ بھیجنے سے انکار کر دیا بلکہ الٹی دھمکیاں دینے لگے کہ ہم تجھے پولیس کے حوالے کر دیں گے یا جان سے مار ڈالیں گے چنانچہ اسی اثناء میں لڑکی کے والدین نے اس لڑکی کو بغیر طلاق، لئے لڑکی کی شادی دوسری جگہ کر دی۔ تحقیق امر مسئلہ یہ ہے کہ اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہونا جائز ہے یا ناجائز ہے،؟ چونکہ مسمی مذکور نے نہ ہی زبانی اور نہ ہی تحریری طور پر لڑکی کو طلاق دی ہے۔ نوٹ: آیا محلّے والے یا دوسرے مسلمان ایسے آدمی سے میل جول رکھ سکتے ہیں یا کہ نہیں؟ اور جو لوگ نکاح ثانی میں شامل تھے ان کے لئے از روئے شرع کیا حد ہے؟

علیم الدین، مدینہ کالونی ٹنڈو الہیار

۷۸۶ الجواب: جبکہ شوہر نے ہنوز طلاق نہ دی، عورت بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے اور کسی مرد کو ہرگز ہرگز اس سے نکاح حلال نہیں۔ اگر کر بھی لیا تو اس نکاح بے معنی کے بعد بھی وہ زانی و زانیہ رہیں گے اور یہ جھوٹا نام، نکاح کا کچھ مفید نہ ہوگا۔

قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ تم پر حرام کی گئیں شوہر دار عورتیں۔ عورت اب جس مرد کے پاس ہے اس پر فرض قطعی ہے کہ عورت کو اپنے پاس سے جدا کر دے اور گھر سے نکال دے۔ اور عورت پر فرض قطعی ہے کہ وہ اپنے خاوند کے پاس جائے اور اس کے پاس نہ رہنا چاہے تو اسے اختیار ہے کہ شوہر کو طلاق کے بدلے مال دے کر، خواہ بغیر مال دیئے طلاق حاصل کر لے۔ جب وہ طلاق دے دے تو اس کی عدت گزرنے کے بعد جس سے چاہے نکاح کر لے۔ جو شخص ان احکام کی تعمیل نہ کرے مسلمان اسے اپنی صحبت سے نکال دیں اور اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا ترک کر دیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (البقرہ:68)۔ یاد آنے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

رخصتی سے پہلے طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع اس مسئلے کے بیچ میں کہ: لعل محمد عرف محمد قاسم ولد شرف الدین نے عصمت بنت عبدالرزاق کو چھ اشخاص کے روبرو تین بلکہ چار مرتبہ بڑے زوردار الفاظ میں کہا کہ بنت عبدالرزاق کو میری طرف سے طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے۔ اس کے الفاظ یہ تھے کہ (عبدالرزاق کی لڑکی کو طلاق دیتا ہوں۔) اس نے یہی الفاظ چار یا پانچ بار دھرائے جس کے دو گواہ یہاں موجود ہیں اور ایک نواب شاہ میں۔

۲۔ نکاح کے وقت لڑکی کی عمر ایک سال تھی۔ طلاق رخصتی سے پہلے دی گئی کیا رخصتی سے پہلے طلاق ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی تھی؟ السائل محمد ظفر

۷۸۶ الجواب: اگر واقعۃً رخصتی عمل میں نہیں آئی اور شوہر نے زبانی یا تحریری طور پر اس کے بارے میں یہ کہا کہ عصمت بنت عبدالرزاق کو میری طرف سے طلاق ہے یا اسے طلاق دیتا ہوں تو دونوں صورتوں میں عورت پر ایک طلاق بائن پڑ گئی یعنی پہلے ہی لفظ سے، اور باقی کے لئے وہ محل نہ رہی۔ عورت پہلے ہی لفظ سے نکاح سے باہر ہوگئی اور اسے اختیار ہے کہ عدت گزارے بغیر جس سے چاہے نکاح کر لے بلکہ اس کا شوہر بھی بے حلالہ اس سے نکاح کر سکتا ہے اور عدت اس پر نہیں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) و اللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

فسق وفجور سے نکاح نہیں جاتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید کی شادی کو عرصہ دو سال کا ہوا۔ شادی کے ایک سال کے بعد زید کی طبیعت سخت ناساز ہوگئی جو کہ اٹھنے بیٹھنے کے قابل نہ رہا اور اس کی بیوی اس کے علاج معالجہ کے لئے کسی امیر کے پاس کام کاج کرتی تھی۔ اور اس دوران زید کی بیوی سے زنا کا فعل سرزد ہوا اور اس امر کا علم خود زید کو ہوا۔ اب زید کہتا ہے کہ اس کا نکاح ٹوٹ گیا ہے، آیا اس عورت کا نکاح باقی ہے یا ٹوٹ گیا ہے اس برے فعل کی وجہ سے۔ احادیث اور فقہی مسائل کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔ فقط ایک سائل مقبول حسن

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: اللہ تعالیٰ نے نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں رکھی ہے۔قال اللہ تعالیٰ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (بقرہ: 237) اور چونکہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی ہے لہٰذا عورت اب بھی زید کے نکاح میں باقی ہے،عیاذاً باللہ عورت کے فسق وفجور سے نکاح نہیں جاتا۔قال اللہ تعالیٰ وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ (النساء:5) سماهن مع ذلك نساء هم، ہاں عورت کو چاہئے کہ وہ اللہ عزوجل کے غضب سے ڈر کر اپنے ان کبیرہ گناہوں سے توبہ کرے۔

(فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم　　احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　　۲۸ رجنوری ۱۹۸۱ء

الجواب صحیح ومصاب والمجیب نجیح ومثاب۔　العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مطلقہ عدت گزار کر جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس طلاق کے مسئلے کے بیچ میں کہ: مسمی محمد شریف ولد اصغر خان نے اپنی زوجہ منکوحہ زیب النساء بانو دختر نثار کو مورخہ ۸/۱۱/۱۹۸۰ء کو بذریعہ اسٹامپ مبلغ ۱۵ روپیہ پر طلاق تحریر میں دے کر آزاد کر دیا ہے اور یہی جملہ کاروائی روبرو فریقین عمل میں لائی گئی ہے جس کی مصدقہ نقل ہمراہ ارسال خدمت ہے،مزید براں بموجب شریعت محمدی ایام عدت ختم ہو چکے ہیں جس کی رُو سے مسماۃ اپنا عقد ثانی کر لینے کی مجاز ہے۔اس کے بارے میں کوئی قانون،شرع کوئی حوالہ کتب ہو تو اس سے مطلع فرمائیں۔لڑکی کے والدین کے مالی حالات نہایت ہی خراب اور کمزور ہیں اور مسماۃ کی تحویل میں ایک بچی بھی رہتی ہے جو کہ شیر خوار ہے۔　　مسماۃ زیب النساء بانو

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں جبکہ شوہر نے اپنی زوجہ کو تین طلاق مغلظ دے دی ہیں اور عورت عدت بھی پوری کر چکی ہے،تو اب اس عورت کا نکاح محمد شریف کے سوا کہیں بھی کیا جا سکتا ہے۔(عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم　　احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　　۲۳ فروری ۱۹۸۱ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔　العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

تین طلاق کے بعد عدت اور نکاح

سوال: عرض یہ ہے کہ میں آپ کی خدمت میں اپنی سرگزشت تحریر کر کے پیش کر رہی ہوں اور چاہتی ہوں کہ آپ شریعت کی روشنی (سنی فقہ) کے مطابق فتویٰ جاری کریں تاکہ میں اپنی زندگی صحیح اور جائز طور سے گزار سکوں۔

حقیقت حال یہ ہے کہ میری شادی دسمبر ۱۹۷۶ء میں اللہ بخش ولد رحیم بخش سے بخیر وخوبی انجام پائی تھی جبکہ میرے شوہر اللہ بخش کی بہن کی شادی میرے والد محمد بچل سے ہوئی تھی جو کچھ عرصہ بعد کسی ناچاقی کی بناء پر طلاق پر ختم ہوگئی۔چونکہ میرے والد کی شادی میرے شوہر کی بہن سے ہوئی تھی لہٰذا یہ طلاق والی بات میرے شوہر کو ناگوار گزری اور بعد میں میرے شوہر اللہ بخش نے انتقاماً مجھے طلاق دے دی جو چار روپے کے اسٹامپ پر تحریر ہے۔یہ طلاق ۱۳-۹-۱۹۷۷ء کو ہوئی۔اس طرح میں اپنے باپ کے یہاں آ گئی اور میرے شوہر کی بہن یعنی میرے باپ کی بیوی واپس اپنے بھائی کے پاس چلی گئی۔

تقریباً ۹_۸ ماہ بعد میرے والد میرے سابق شوہر کی بہن کو لے آئے اور اپنے گھر میں رکھ لیا اور مجھے میری مرضی اور رضامندی کے خلاف اپنے سابقہ شوہر کے حوالے کر دیا اور اس نے دوبارہ میرے ساتھ ازدواجی زندگی گزارنا شروع کر دی اور اس طرح کچھ عرصہ بعد میں نے ایک بچے کو جنم دیا۔ مجھے معلوم تھا کہ طلاق کے بعد میں اپنے شوہر کے لئے حرام ہوں اس لئے میں موقع پا کر اپنے باپ کے واپس چلی آئی اور اس کے بعد میرے والد وقتاً فوقتاً مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں اپنے سابقہ شوہر کے پاس واپس چلی جاؤں لہٰذا میں اسی بات پر ان سے علیحدہ ہوگئی اور اب علیحدہ رہ رہی ہوں کیوں کہ اگر میں اب اپنے باپ کے پاس واپس چلی گئی تو وہ پھر مجھے سابق اپنے شوہر کے پاس واپس جانے پر مجبور کریں گے۔ بہر حال اب میں چاہتی ہوں کہ شریعت کے مطابق نکاح ثانی کر کے اپنی زندگی جائز طور پر بسر کرسکوں۔ مہربانی فرما کر (سنی فقہ) کے مطابق فتویٰ جاری کیا جائے کہ کیا میں نکاح ثانی کرسکتی ہوں یا مجھے دوبارہ اس شوہر سے طلاق لینی ضروری ہے۔ جبکہ وہ پہلے ہی مجھے تین طلاقیں دے چکا ہے۔ اب میں اپنے باپ کے پاس بھی جانا نہیں جاتی اس لئے جلد از جلد شرعی فتویٰ دیا جائے۔ عین نوازش ہوگی۔

حسینہ ولد محمد بچل، وحدت کالونی، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں پھر وہ عورت اس مرد کے لئے، بے حلالہ کسی طرح حلال نہیں ہوسکتی۔ قال اللہ تعالیٰ **فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ**(البقرہ:230) بلکہ یہ عورت تو اس مرد پر ایسی حرام ہے کہ اب بے حلالہ ہرگز اس کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ اگر یوہیں رجوع کر لیا یا بلا حلالہ، باہمی رضامندی سے یا دوسرے کے دباؤ میں آکر نکاح جدید بھی کر لیا تب بھی یہ دونوں مبتلائے حرام کاری ہوں گے اور عمر بھر حرامکاری کریں گے۔ بلا نکاح تو مطلقہ بائن بھی حلال نہیں ہوسکتی ہے اور یہ تو نکاح سے بھی حرام محض رہے گی جب تک حلالہ نہ ہو۔ پھر جبکہ عدت گزر گئی تو عورت اپنی مرضی کی مختار ہے۔ اپنے ارادہ واختیار سے اپنے کفو میں جس مرد سے چاہے نکاح ثانی کرے۔ اس پر اب کوئی پابندی نہیں۔ پابندی صرف عدت کی تھی اور جب وہ عدت گزر گئی تو اب وہ عورت آزاد ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے **وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ**(بقرہ:235) یعنی جب تک عدت نہ گزر جائے نکاح کو عمل میں نہ لاؤ۔ تو جب عدت گزر چکی وہ پابندی خود بخود اٹھ گئی۔ خلاصہ کلام یہ کہ تین طلاقوں کی عدت گزر گئی تو اب وہ عورت بااختیار ہے۔ نکاح ثانی کرسکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی عفی عنہ　۵ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

عورت کی ماں کا اپنے داماد سے ظہار کے الفاظ کہنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک عورت کا نکاح ایک شخص سے ہوا تین بچے اس خاوند سے ہوئے عورت کی والدہ اپنی بیٹی کے گھر گئی گھریلو باتوں کی وجہ سے خاوند نے اپنی بیوی کو مارا۔ والدہ لڑکی کے گھر پر ہی تھی جب لڑکی کی والدہ نے دیکھا کہ میری بیٹی کو اس کے خاوند نے مارا ہے تو اس نے اپنے داماد کو بلا کر بولا کہ اگر میں اب اپنی لڑکی کو تیرے نکاح میں رہنے دوں تو میں خود تیرے گھر میں بسوں۔ اس کے بعد لڑکی کو وہ کسی

طریقے سے گھر لے آئی داماد کے اوپر مقدمہ دائر کر دیا۔ وہ دور رہتا ہے اس لئے وہ تاریخوں پر حاضر نہ ہو سکا۔ عدالت عالیہ نے فیصلہ لڑکی کے حق میں دے یا کہ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ جناب سے گزارش ہے کہ جب تک خاوند اپنی بیوی کو طلاق نہ دے اس فیصلے کے اوپر طلاق ہو سکتی ہے؟ فقط عبدالرحمٰن ہاشمی

۷۸۶ الجواب: رب عزوجل نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (بقرہ: 237) تو جب تک وہ خود اس گرہ کو نہ کھولے، یعنی عورت کو طلاق نہ دے وہ بدستور اس کی منکوحہ اور اس کے نکاح میں ہے۔ کسی مسلمان کو اس سے نکاح جائز نہیں۔ قرآن کریم کا فرمان ہے وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (النساء: 24) م پر حرام کی گئیں شوہر والی عورتیں۔ و اللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

مفتی محمد حسین صاحب قادری (سکھر) کے فتویٰ کی تصدیق دربارۂ طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: ایک شخص رمضان نے میری چھوٹی بہن عابدہ کو ورغلا کر بغیر ماں اور بھائیوں کی مرضی کے نکاح کر لیا۔ دو روز بعد اس نے بتایا کہ میں نے عابدہ سے نکاح کر لیا ہے کیوں کہ وہ غیر زبان تھا لہٰذا ہم نے اس کو برا بھلا کہا اور اس بات پر مجبور کیا کہ وہ عابدہ کو طلاق دے لہٰذا اس نے میرے، میرے ماموں، والدہ اور خود عابدہ کی موجودگی میں کہا کہ میں نے عابدہ کو طلاق دی، وقفہ۔ میں نے عابدہ کو طلاق دی، وقفہ۔ میں نے عابدہ کو طلاق دی۔ یعنی تین دفعہ وقفے کے ساتھ طلاق دی۔ اب رمضان کہتا ہے کہ میں نے لڑائی جھگڑے کے خوف سے طلاق دی تھی۔ جو کہ نہیں ہوئی لہٰذا آپ سے درخواست ہے اس کا فتویٰ دیں کہ آیا طلاق ہو گئی یا نہیں؟ عبدالقیوم ولد عبدالستار

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں تینوں طلاقیں واقع ہو چکیں اور عابدہ اپنے شوہر محمد رمضان پر حرام ہو چکی ہے چونکہ یہ طلاق مغلظہ ہے اس لئے محمد رمضان کو رجوع کرنے کا حق نہیں ہے اور بغیر حلالہ کے دوبارہ اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی اور حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عدت گزارنے کے بعد وہ عورت کسی دوسری جگہ شریعت کے مطابق نکاح کرے اور دوسرا شوہر اس سے ہمبستر ہو کر اگر طلاق دے دے پھر عدت بھی گزر جائے پھر عورت چاہے تو شوہر اول سے نکاح کر سکتی ہے اس کے بغیر شوہر اول کے لئے حلال نہیں جیسا کہ احادیث طیبہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔

فقیر ابوالخیر محمد حسین قادری رضوی مصطفوی غفرلہ، خادم دارالعلوم غوثیہ رضویہ، سکھر

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح انشاء اللہ تعالیٰ البتہ اتنی بات اور ذہن نشین رہے کہ تین طلاقوں کے بعد، بغیر حلالہ، خواہ دونوں کی مرضی سے، خواہ کسی کے دباؤ دھونس یا مجبوری سے نکاح کر بھی لیا تو یہ نام نکاح اس حرام کو حلال اور ناجائز کو جائز نہیں کر دے گا۔ یہی قرآنی فیصلہ ہے اور یہی فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اب جو اسے نہ مانے یا احکام شرع میں چوں و چرا کرے وہ خدا اور رسول سے لڑائی لے کہ اس نے کیوں ایسی شریعت اتاری۔ مولائے کریم قبول حق کی توفیق دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ

عائلی قوانین کے تحت تنسیخ نکاح کا فیصلہ، مفتی غلام نبی صاحب کے فتویٰ کی تصدیق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: ایک مسلمان مرد محمد عنایت نے ایک مسلمان عورت زبیدہ بی سے کوئی چودہ برس قبل شادی کی تھی۔ گاؤں کی مسجد کے امام مولوی عبدالعزیز صاحب نے نکاح پڑھایا تھا۔ مولوی عبدالعزیز آج بھی اسی گاؤں کی مسجد میں امام ہیں۔ کچھ آپس کی ناچاقی کی وجہ سے زبیدہ بی والدین کے گھر کوئی آٹھ سال سے غیر آباد بیٹھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ اب محمد عنایت نے دوسری شادی کر لی ہے۔ تو زبیدہ کے والد نے چند معزز آدمیوں کو محمد عنایت کے پاس بھیجا اور مطالبہ کیا کہ آپ نے دوسری شادی کر لی ہے تو مہربانی کر کے میری لڑکی زبیدہ بی کو تم طلاق دے دو۔ لیکن محمد عنایت نے طلاق دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ پہلی بیوی کو بھی پورے حقوق دے کر رکھوں گا۔ اور دوسری کو بھی رکھوں گا۔ مگر یہ بات زبیدہ اور اس کے والدین کو ناگوار گزری تو انہوں نے فیملی کورٹ جہلم میں تنسیخ نکاح کا کیس کر دیا۔ کوئی ایک سال کم وبیش یہ کیس عدالت عالیہ میں زیر غور رہا۔ آخر عدالت نے عائلی قوانین ۱۹۶۱ء کے مطابق یصلہ سناتے وقت محمد عنایت پر یہ جرم ثابت کئے۔

۱۔ محمد عنایت نے دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی سے اجازت طلب نہیں کی۔

۲۔ محمد عنایت نے دوسری شادی کر کے یونین کونسل میں نکاح رجسٹرڈ نہیں کرایا۔ جو کہ فیملی لاء ۱۹۶۱ء کی خلاف ورزی ہے۔ جس کو مدنظر رکھ کر عدالت تنسیخ نکاح کا فیصلہ دیتی ہے۔ اس فیصلے کے بعد زبیدہ نے عدت گزرنے کے بعد اسی گاؤں میں جہاں اس کا پہلا شوہر رہتا ہے۔ دوسرے ایک آدمی محمد اقبال سے نکاح کر لیا ہے۔ اور زبیدہ بی کا یہ دوسرا نکاح بھی اسی پیش امام مولوی عبدالعزیز نے پڑھایا ہے۔ جناب علماء کرام سے گزارش ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی کے حوالے کے ساتھ مفصل طور پر فتویٰ تحریر فرمائیں۔

۱۔ کیا مذکورہ بالا عدالت کے فیصلے پر عورت کو طلاق ہوئی کہ نہیں؟ جبکہ عورت کے سابقہ شوہر نے اسے طلاق نہیں دی۔

۲۔ دوسرا نکاح محمد اقبال کے ساتھ جائز ہوا یا ناجائز؟

۳۔ اگر ناجائز ہوا تو اس برائی کا وبال تمام علاقے پر پڑے گا۔ تو ایسا ناجائز نکاح پڑھنے والے مولوی عبدالعزیز کے لئے کیا حکم ہے۔ مسلمانوں کو ایسے مولوی کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہئے؟

۴۔ ایسے مولوی کی امامت ناجائز ہوئی کہ نہیں۔ اور مولوی عبدالعزیز نماز فرض جنازہ وغیرہ امام یا مقتدی کی حیثیت سے مسلمانوں کے ساتھ مل کر پڑھ سکتا ہے یا کہ نہیں؟

۵۔ اگر مذکورہ نکاح درست ہے تو پھر محمد عنایت حلال کو حرام کہہ کر لوگوں میں انتشار پھیلا کر مجرم ہوا کہ نہیں؟ اس کے واسطے شرعی حکم کیا ہے۔ معاشرے کو ناپاکی اور گناہوں سے بچانے کے لئے آپ اپنا یہ قلمی جہاد جاری رکھیں تاکہ آپ کی بھی اور عوام کی بھی بھلائی ہو۔

فقط السائل محمد اویس آگرہ تاج کالونی، کراچی ۲

۷۸۶ **الجواب:** مذکورہ عائلی قوانین سے نکاح فاسد نہیں ہوتا لہٰذا محمد عنایت کا نکاح باقی رہا اور دوسرے شوہر کا نکاح قطعاً نہیں ہوا۔ مولوی عبد العزیز نے اگر جان بوجھ کر غلطی کی ہے یعنی یہ سمجھ کر کہ عائلی قوانین سے نکاح فاسد ہوتا ہے پھر نکاح ثانی کر دیا تو وہ کافر ہوا کیوں یہ حکم شرعی کا انکار ہے اور اگر کم علمی کی وجہ سے دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کیا تو سخت گناہ گار ہوا اس کو اپنی خطا کا اقرار کر کے توبہ کرنی چاہئے اگر توبہ نہیں کرتا تو ترک معاملات کا حکم دیا جائے گا اور مسلمانوں کو اسے کسی تقریب دینی اور شادی کی تقریب میں شریک نہیں کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر ابو المعالی غلام نبی، خادم دار العلوم حامدیہ رضویہ کراچی

۷۸۶ **الجواب:** اللہ عزوجل نے نکاح کی گرہ، مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ یعنی الزوج فی قول علی و سعید بن المسیب و سعید بن جبیر وغیرہم رضی اللہ عنہم۔ پس جب تک محمد عنایت طلاق نہ دے یا اس کی موت واقع نہ ہو، زبیدہ بی بدستور اس کے نکاح میں ہے اور کسی مرد کو اس سے نکاح حلال نہیں۔ اگر کر بھی لیا تو اس نکاح بے معنی کے بعد وہ زانی وزانیہ رہیں گے اور یہ جھوٹا نام نکاح کا، اس حرام کو حلال، ناجائز کو جائز نہ کر دے گا۔ قال اللہ تعالیٰ وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ تم پر حرام کی گئیں شوہر والی بی بیاں۔ پس چارۂ کار یہی ہے کہ محمد اقبال اور زبیدہ فوراً جدا ہو جائیں۔ اور اللہ عزوجل کے غضب سے ڈر کر، اپنے ان کبیرہ گناہوں سے توبہ کریں۔ اب زبیدہ بی، محمد عنایت کے پاس نہ رہنا چاہے تو اسے اختیار ہے کہ محمد عنایت کو طلاق کے بدلے، مال دے کر، خواہ بغیر مال دیئے، طلاق حاصل کرے۔ جب وہ طلاق دے دے تو اب تین حیض کامل گزرنے کے بعد زبیدہ بی کو حلال ہوگا کہ جس سے چاہے نکاح کر لے۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ (بقرہ:228) اور نکاح خوان نے اگر یہ نکاح جائز وحلال سمجھ کر پڑھایا تو اس کا معاملہ بہت سخت ہو گیا۔ اسے امام بنانا حرام۔ اور اس سے تعلقات باقی رکھنا شرعاً جرم قبیح۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ جب تک وہ اس فعل سے توبہ نہ کرے۔ اس کے پاس نہ بیٹھیں۔ اس سے میل جول نہ کریں۔ ورنہ خوف کریں کہ اس کی آگ انہیں بھی نہ جھونک دے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾ (انعام) (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۴ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

عورت شوہر سے دور رہے تو بھی نکاح قائم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بیچ میں کہ: زید اپنی زوجہ کے بغیر چار مہینے سے بھی زائد عرصہ گزار چکا ہے وہ اپنے گھر نان ونفقہ اسی طریقے سے دیتا ہے جیسے پہلے گھر میں موجود تھا اب اسے پریشانی لاحق ہو گئی ہے کہ کہیں مجھ پہ عذاب تو نہیں نازل ہوگا اور مجھے یہ بھی خدشہ ہے کہ نکاح تو نہیں ٹوٹا۔ برائے مہربانی کر کے اس مسئلہ کو قرآن وحدیث اور کتب فقہ سے نقل کر کے میری راہنمائی فرمائیں۔　عابد علی ولد ظفر علی

۷۸۶ **الجواب:** اگر عورت سے کنارہ کش کہنے کی قسم نہیں کھائی تھی اور کسی مجبوری وضرورت کے ماتحت یا بلاضرورت عورت

سے دور رہا تو محض اس دوری سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔ البتہ بلاضرورت شرعیہ عورت کو یوں چھوڑے رکھنا کہ وہ نہ بیاہیوں میں ہو نہ کنواریوں میں، سخت گناہ کی بات ہے۔ قرآن کریم کا یہی ارشاد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

طلاق کب دی جائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بیچ میں کہ: زید اپنی بیوی کو نہایت مجبوری کی حالت میں طلاق دینا چاہتا ہے۔ زید کی بیوی حاملہ ہے۔ برائے مہربانی اہل سنت والجماعت کے شرعی طریقہ سے مفصل فتویٰ عنایت فرمایا جائے؟

فقط ایک سائل اللہ دین ولد کرم الٰہی

۷۸۲ **الجواب:** طلاق تو حالت حمل میں بھی واقع ہو جاتی ہے لیکن مسنون طریقہ یہ ہے کہ تین طہروں میں تین متفرق طلاقیں دی جائیں جبکہ ان طہروں میں وطی نہ کی ہو۔ (عامہ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

حق پرورش

سوال: میں نے اپنی لڑکی مریم کی (جو بالغ ہے) شادی محمد جمن (جو نابالغ ہے) ولد محمد چھٹل کے ساتھ کر دی اور اپنے لڑکے محمد اسماعیل ولد حبیب اللہ کے لئے محمد چھٹل کی لڑکی مسماۃ بچل کا رشتہ لیا، ابھی محمد چھٹل کی بناوٹ ہمارے ساتھ نہیں ہو رہی ہے۔ جس کی خاطر میں نے اپنی لڑکی مریم کو اپنے گھر روک رکھا ہے اور محمد چھٹل نے اپنی لڑکی مسماۃ بچل کو اپنے گھر روک رکھا ہے اور بچل کو تین بچے ہیں دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ محمد چھٹل کہتا ہے کہ اسماعیل ولد حبیب اللہ ہمیشہ تک کے لئے میرے پاس رہے گا۔ جس شرط کو میں حبیب اللہ قبول کرتا ہوں (جب کہ میرا لڑکا اسماعیل اس کے پاس رہنا نہیں چاہتا) اس تمام مخالفت کے بعد نتیجہ یہ نکلا ہے کہ دونوں فریق میں تفریق ہو جائے یعنی طلاق دلائی جائے اور اب یہ جو تین بچے محمد اسماعیل کے مسماۃ بچل سے ہیں وقوع طلاق کے بعد کس کے پاس رہیں گے ماں کے پاس یا باپ کے پاس اور کتنی مدت رہیں گے؟ بچوں کی عمریں مندرجہ ذیل ہیں

۱۔ غلام نبی عمر ۵ سال، ۲۔ غلام مصطفیٰ عمر ۳ سال، ۳۔ لڑکی جس کی عمر ۵ ماہ ہے

سائل حبیب اللہ ولد خان محمد

۷۸۲ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں جب عورت کو طلاق دے دی جائے تو بھی بچوں کی پرورش کا حق ماں کو حاصل رہے گا۔ لڑکے کو اس وقت تک ماں کے پاس رہنے دیں کہ جب تک اسے ماں کی حاجت نہ رہے یعنی آپ کھاتا، پیتا، استنجا کر لیتا ہو۔ اس کی مقدار سات برس کی عمر ہے اور لڑکی اس وقت تک عورت کی پرورش میں رہے گی کہ حد شہوت کو پہنچ جائے اس کی مقدار نو برس ہے۔ ہاں اگر بچہ کی ماں نے بچوں کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اب اسے پرورش کا

حق نہ رہے گا اور ماں کی پرورش میں جب تک بچے رہیں گے، حق پرورش بھی لے سکتی ہے اور دودھ پلانے کی اجرت اور بچہ کا نفقہ بھی۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۵.۶.۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح و مُصاب والمجیب ونجیح مثاب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مطلقہ کو بغیر حلالہ کے رکھا تو حرام کاری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکی مسماۃ شبیرا بنت نظام الدین کو اس کا خاوند محمد رمضان ولد کوڑے شاہ، سکنہ رسول پور، عرصہ تین سال پہلے طلاق دے چکا ہے، اور جن گواہان کے روبرو محمد رمضان، جب کہ لڑکی کا خاوند تھا طلاق دے چکا ہے، تین بار ہم گواہ حلفیہ، برادری کے سامنے بیان دے رہے ہیں کہ ہمارے روبرو طلاق دے دی ہے اور طلاق دینے کے بعد لڑکی خاوند کے پاس نہیں رہی ہے نہ تو بوس وکنار ہوا ہے اور نہ ہی ہم بستر ہوئے ہیں؟ السائل فتح محمد

۷۸۶ **الجواب:** جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں پھر وہ عورت اس کے لئے، بے حلالہ، کسی طرح حلال نہیں ہوسکتی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ (بقرہ:230) اور حلالہ کے معنی یہ ہیں کہ اس طلاق کی عدت گزر جائے۔ پھر عورت دوسرے سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستری بھی ہو پھر وہ طلاق دے یا مر جائے اور بہر حال اس کی بھی عدت گزر جائے اس کے بعد پہلے سے نکاح ہوسکتا ہے ورنہ ہرگز نہیں۔ تاہم اگر بغیر نکاح ثانی وحلالہ کے گھر رکھ لیا اگرچہ کسی کے جبر واکراہ یا زبردستی سے تب بھی صحبت جائز نہ ہوگی بلکہ زنا ہوگا۔ غرض لڑکی کو ہرگز بے حلالہ اس کے ساتھ نہ جانے دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

تین طلاقوں کے بعد حلالہ کے سوا کوئی راستہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے کر مغلظہ کر دیا تو یہ عورت حلالہ کے بغیر شوہر کے لئے حرام ہے۔ کیا اس کے سوا اور بھی صورت ہے جس میں حلالہ کی ضرورت نہ ہو؟

۷۸۶ **الجواب:** طلاق جب تین تک پہنچ جائے تو حلالہ کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ، وقال النبی ﷺ لا حتی تذوقی عسیلتہ ویذوق من عسیلتک الحدیث۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

''طلاق دے دوں گا'' سے طلاق نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں اپنی بیوی کو سسرال لینے گیا۔ میرے سسرال والوں نے میری بیوی کو بھیجنے سے انکار کر دیا۔ جس پر ان سے میری بڑی تلخ کلامی ہوئی میں نے اپنی بیوی کو غصہ میں یہ کہا کہ تم چلتی ہو

تو چلو ورنہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔ یہی الفاظ میں نے تین مرتبہ ادا کئے۔ کیا یہ الفاظ ادا کرنے سے طلاق ہوگئی؟

فقط السائل اعجاز الحق ولد انوار الحق

۷۸۶ الجواب: دل کا حال اللہ جانتا ہے اگر یہ بات واقعی ہے کہ شوہر نے صرف یہ ہی الفاظ ادا کئے کہ (میں تمہیں طلاق دے دوں گا) تو یہ ارادہ طلاق ہے اور ارادۂ طلاق، طلاق نہیں۔ وہ دونوں شرعاً میاں بیوی ہیں۔ اور اگر حقیقۃً شوہر نے تین طلاقیں دے دی ہیں اور اب بات بناتا ہے تو اس کا وبال اسی پر ہے۔ (درمختار فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

عورت کسی بھی حال میں ہو طلاق ہو جائے گی

سوال: عرض یہ ہے کہ میں نے طیش میں آکر اپنی زوجہ محترمہ کو طلاق دے دی۔ اس سلسلے میں آپ کو بتا کر یہ مسئلہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ جبکہ وہ تین ماہ پیٹ سے ہے اور ایک بچی کی ماں ہے۔ میری بیوی بڑی خوشی سے اپنی ماں کے گھر گئی کچھ عرصہ بعد میں نے اپنے چھوٹے بھائی کے ذریعے اس کو بلوایا مگر اس نے اپنی مجبوری بتا کر کچھ دن بعد آنے کو کہا۔ اس طرح میں نے تین مرتبہ اپنے بھائی کو روانہ کیا لیکن اس نے یہ ہی کہا کہ کچھ عرصے بعد آؤں گی۔ آخر میں نے اس سے فون پر بات کی لیکن اس نے میری کسی بات کا جواب نہیں دیا۔ آخر میں نے غصہ میں آکر فون پر یہ الفاظ کہے کہ (میں نے تجھے طلاق دی۔ طلاق دی۔ طلاق دی) لیکن اس کا کہنا ہے کہ میں نے جس وقت فون پر پہلی مرتبہ طلاق کا لفظ سنا تو فون نیچے کر دیا لیکن پھر جب دوبارہ فون کان سے لگایا تو ایک مرتبہ پھر یہ الفاظ سنا۔ پھر اس نے فون رکھ دیا۔ کیا اس واقعہ سے اس کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

فقط ایک سائل، عمر دراز

۷۸۶ الجواب: طلاق واقع ہونے کے لئے عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ حاملہ ہو خواہ نہ ہو، بالغہ ہو یا نابالغہ، طلاق قبول کرے یا رد کردے۔ بہرصورت جب اسے طلاق دی جائے گی طلاق پڑ جائے گی۔ پھر تین طلاقیں دی جائیں گی تو عورت اس پر بحرمت مغلظہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو وہ دونوں باہمی رضامندی، بلکہ دوسروں کے دباؤ سے بھی باہمی نکاح نہیں کر سکتے۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ لہٰذا صورت مسئولہ میں حلالہ کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ عورت کہ حاملہ ہے وضع حمل تک عدت گزارے۔ پھر کسی اور سے نکاح کرے اور وہ اس کے ساتھ ہمبستر بھی ہو اور اب طلاق دے دے تو اس طلاق کی عدت گزرنے پر عورت کو اختیار ہے کہ پہلے شوہر خواہ کسی اور سے اپنا نکاح ثانی کرے۔ قال النبی ﷺ لا حتی تذوقی عسیلته الحدیث۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

اقرارِ طلاق، سے طلاق ہو جاتی ہے

سوال: بخدمت جناب قبلہ مفتی صاحب، السلام علیکم، اس مسئلہ کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے

میں نے ۱۹۷۶ء کو کورٹ میں نکاح کیا تھا جس لڑکی سے نکاح ہوا وہ نکاح کے فوراً بعد اپنے گھر چلی گئی کیوں کہ اس کا کہنا تھا کہ میں نے اپنے گھر والوں کو کچھ نہیں بتایا اور جیسے ہی وقت آئے گا بتا دوں گی۔ تقریباً ایک ہفتہ بعد میں نے اس سے کہا کہ آ جاؤ مگر وہ ٹال گئی اور اسی طرح ایک سال گزر گیا مگر ملاقات کبھی راستے میں ہو جاتی غرض کہ ایک سال بعد میں نے اس کو کہا کہ اگر آنا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ میں دوسری شادی کر رہا ہوں جو کہ گھر والوں کی مرضی سے ہوگی اس نے کہا کہ وقت کا انتظار کرو۔ آخر میں نے اس سے جلدی کا کہا تو وہ نہ مانی میں نے اس کو طلاق دے دی (لوگ تو تین دفعہ کہتے ہیں میں نے اس کو کئی دفعہ کہا) اب سلسلہ یہ ہے کہ گھر والے کراچی میں اپنی پسند سے میری شادی کر رہے ہیں جس کے لئے میں بھی تیار ہوں مگر کراچی میں کوئی قاضی صاحب ہیں جو کہتے ہیں کہ مفتی صاحب سے فتویٰ لے کر آئیں تو میں نکاح پڑھاتا ہوں۔ ایسی صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ فقط فتویٰ کا طالب، مرزا سلیم انور ولد مرزا انور بیگ

۷۸۶ الجواب: اپنی منکوحہ کو جب شوہر نے تین بار بلکہ اس سے زیادہ بار طلاقیں دے دیں اور اس کا اسے خود اقرار ہے تو بیشک وہ تینوں طلاقیں پڑ گئیں اور عورت نکاح سے نکل گئی۔ اب حلالہ کے بغیر، یہ دونوں آپس میں نکاح بھی نہیں کر سکتے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

طلاق کے لفظ، نیت کے بغیر کام کرتے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: نسرین اور حسینہ کی شادی ادلے بدلے میں ہوئی۔ گھر کی ناچاقی کی وجہ سے نسرین کو اس کے شوہر نے کورٹ میں تین دفعہ الفاظ دہرا کر طلاق! طلاق! طلاق! کہہ دیا۔ اس کے بعد حسینہ کے والدین بھی مجبور کرتے ہیں کہ حسینہ کو بھی طلاق دی جائے جبکہ حسینہ کا شوہر پاکستان سے باہر ہے۔ جبکہ حسینہ کے بارے میں مجبور کیا جا رہا ہے۔ یہ بات سنکر نسرین کے شوہر نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ میں نے زوجہ نسرین کو طلاق نہیں دی جبکہ دو گواہوں کے سامنے طلاق دی ہے؟ محمد یاسین مستری

۷۸۶ الجواب: طلاق جبکہ دی جائے گی واقع ہو جائے گی اور صریح لفظ، محتاج نیت نہیں ہوتے ان سے نیت کرے یا نہ کرے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اب اگر شوہر اقرار طلاق نہیں کرتا مگر اسٹامپ پر اس کی جانب سے طلاق اور طلاق نامہ کو سن کر اس کی تصدیق اور گواہوں کے دستخط وغیرہ سب کچھ موجود ہے تو اب اس کا انکار، ہرگز قابل قبول نہیں۔ تین طلاقیں عورت پر پڑ گئیں اب بغیر حلالہ، یہ اس عورت سے، باہمی رضا یا کسی کے دباؤ میں آ کر بھی نکاح نہیں کر سکتا۔ تاہم کر بھی لیا تو یہ نام نکاح اس حرام کو حلال، ناجائز کو جائز نہیں کر سکتا۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

عورت سے "طلاق دے دوں گا" کہا تو طلاق نہیں ہوئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی سے دو مرتبہ کہا کہ میں تجھے طلاق دے دوں گا۔ جب زید نے اپنی زوجہ سے یہ کہا تو اس وقت سوائے اس کی زوجہ کے دوسرا کوئی شخص موجود نہ تھا تو از روئے شرع شریف طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔ اگر طلاق واقع ہو گئی ہے تو زید کو کیا صورت اختیار کرنی چاہئے کہ زوجہ اس کی اس کے پاس رہے۔

٧٨٦ الجواب: اگر واقعتہً شوہر نے اپنی بیوی سے یہ الفاظ کہے کہ (میں تجھے طلاق دے دوں گا) تو ارادہ طلاق ہے۔ اور ارادہ طلاق، طلاق نہیں۔ (درمختار وغیرہ) وہ عورت خواہ کتنے ہی عرصے شوہر سے جدا رہی ہنوز اس کے نکاح میں ہے۔ اور جب نکاح باقی ہے تو شوہر اسے واپس لانے اور اپنے ساتھ رکھنے کا شرعاً پورا اختیار رکھتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ (طلاق:6)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

رخصتی سے قبل طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ بلقیس بیگم بنت سیّد محمود علی کا نکاح جناب جمیل احمد عرف بندو ولد اکبر علی سے نابالغی کی عمر میں آج سے چھ سال قبل ہوا تھا۔ ایک دن کے لئے رسمی رخصتی ہو گئی تھی خلوت صحیحہ نابالغی کی وجہ سے نہیں ہوئی عرصہ چھ سال مسماۃ بلقیس بیگم اپنے والدین کے ہاں رہیں اس دوران ان کے شوہر کی جانب سے کسی قسم کا خرچہ وغیرہ بھی نہیں ملا اور اب ۲۷ اپریل کو جمیل احمد نے باہمی رضامندی سے مسماۃ بلقیس بیگم کو تین طلاقیں دے دی ہیں۔ کیا مسماۃ بلقیس بیگم کو عدت کرنا ہو گی یا نہیں؟ منجانب! فقط ایک سائل، سیّد انوار علی برادر مسماۃ بلقیس بیگم

٧٨٦ الجواب: اگر واقعتہً خلوت صحیحہ عمل میں نہیں آئی اور زن و شوہر کسی طور پر تنہائی میں یکجا نہ ہوئے تو شوہر کی جانب سے طلاق کی اس صورت میں، عورت پر کوئی عدت نہیں۔ وہ جب چاہے نکاح ثانی کر سکتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ (احزاب:49) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

تحریر سے طلاق کا حکم/حق پرورش کس کو ہے؟

سوال: بخدمت شریف جناب مفتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

۱۔ فدوی نے اپنی زوجہ کو ناگزیر حالات کی بناء پر سادہ کاغذ پر طلاق نامہ تحریر کیا جس میں طلاق دینے کی تفصیلی وجوہات بیان کیں اور تین مرتبہ (طلاق دیتا ہوں) کا لفظ تحریر کیا اور اس پر دو گواہوں کے دستخط کروا کر وہ طلاق نامہ بذریعہ ڈاک رجسٹرڈ اے۔ڈی روانہ کر دی جس کی رسید وصولیابی، جس پر میری بیوی کے دستخط موجود ہیں، چند روز میں بذریعہ ڈاک مجھے موصول

ہوئی۔ یہ طلاق نامہ میں نے بہت سوچ بچار کے بعد اور اپنے پورے ہوش وحواس میں تحریر کیا تھا۔ نہ تو کسی نے مجھے اس بارے میں مجبور کیا تھا اور نہ ہی میں نے غصے کی حالت میں ایسا کیا۔ اس واقعہ کو ایک سال اور آٹھ ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے اور اس عرصے میں میرا اور میری بیوی کا کوئی رابطہ نہیں رہا۔ لہٰذا شریعت کی رو سے آگاہ فرمائیں کہ طلاق ہو چکی یا نہیں؟

۲۔ میری بیوی سے میرا ایک بچہ ہے جو طلاق دینے کے وقت تقریباً ۲۰ دن کا تھا۔ وہ بچہ میری بیوی کے پاس ہی ہے۔ لہٰذا اگر شریعت کی رو سے طلاق ہو چکی ہے تو میں بچے (لڑکے) کو کتنی مدت میں لے سکتا ہوں اور اس کی کیا صورت ہوگی؟ برائے مہربانی ان مسائل کے بارے میں شریعت محمدیہ ﷺ کی رو سے آگاہ فرمائیں۔

فقط آپ کا خادم، فضل الرحمٰن ولد فیروز خان

۷۸۶ الجواب: طلاق پڑ جانے میں کیا شک وشبہ رہا۔ اس کی عدت بھی گزر چکی۔ البتہ بچے کی پرورش کا حق اس کی ماں کو ہے اگرچہ نکاح سے باہر ہوگئی ہو۔ لڑکے کو اس کے پاس اس وقت تک رہنے دیں کہ اب اس کی حاجت نہ رہے یعنی آپ کھاتا، پیتا، پہنتا، استنجاء کر لیتا ہو۔ اس کی مقدار سات برس کی عمر ہے۔ ہاں اگر بچہ کی ماں نے بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اب اسے پرورش کا حق نہ رہا۔ اور ماں کی پرورش میں جب تک بچہ رہے گا وہ حق پرورش بھی لے سکتی ہے اور دودھ پلانے کی اجرت اور نفقہ بھی۔ (درمختار ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

غصہ میں طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: حاجی خان ولد امجد خان نے اپنی منکوحہ کو غصہ میں آکر ایک سانس میں الفاظ صریحہ کے ساتھ طلاق! طلاق! طلاق! اپنی بیوی اور گھر کے چند افراد کے سامنے بول دیا لیکن گھر کے بعض افراد کہتے ہیں کہ غصہ کی حالت میں طلاق نہیں ہوتی۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا واقعی غصہ کی حالت میں طلاق ہوئی یا نہیں ہوئی؟

السائل حاجی خان ولد امجد خان

۷۸۶ الجواب: غصہ وقوع طلاق سے مانع نہیں بلکہ اکثر وہی طلاق پر آمادہ کرتا اور ترغیب دیتا ہے۔ تو یہ کہنا کہ غصہ کی حالت میں طلاق نہیں ہوئی حکم طلاق کو سرے سے باطل کرنا ہے لہٰذا جبکہ شوہر نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں تو وہ تینوں طلاقیں پڑ گئیں۔ اب بے حلالہ ان دونوں کے مابین نکاح بھی نہیں ہو سکتا۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ (بقرہ:230) وقال النبی ﷺ لا حتی تذوقی عسیلتہ الحدیث۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

پاگل کیسے طلاق دے سکتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: ایک آدمی کا دماغی توازن خراب ہو گیا اور اس نے اپنے سر میں خود

کلہاڑیاں لگائیں اس کے بعد اس کو کہا گیا کہ بیوی کو طلاق دے اس نے کہا کہ میں نے طلاق دی۔ کیا ابھی طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ فقط محمد حسن قلندرانی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: یہ بات ناقابل فہم ہے کہ جب اس کا دماغی توازن بگڑ گیا جس کے بظاہر معنی یہ ہیں کہ وہ پاگل و دیوانہ ہو گیا اس کے ہوش و حواس گم ہوگئے، تو اس نے یہ بات کیسے سمجھ لی کہ اس سے بیوی کو طلاق دینے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے اور اس نے جواب میں یہ بات کیسے کہہ دی کہ (میں نے طلاق دی) بات صاف اور صحیح لکھیں تا کہ جواب دینے میں آسانی ہو۔

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

تحریر سے طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنے سسر کے پاس خط لکھا۔ اس میں اس نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کے متعلق لکھا۔ اس خط میں شوہر نے اپنا نام نہیں لکھا۔ طلاق دینے والے، کا سسر کہتا ہے کہ میں نے اس سے معلوم کیا تو وہ کہتا ہے کہ میں نے پرچہ لکھا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ اس خط کا علم لڑکی کو بھی ہو چکا ہے۔ صورت مذکورہ میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور ہوئی تو کونسی ہوئی؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: تحریر سے طلاق کے ثبوت میں یہ ضروری ہے کہ شوہر اس کا اقرار کرے کہ میں نے یہ تحریر لکھی یا لکھوائی (خانیہ وغیرہ) تحریر پر دستخط نہ ہونا، وقوع طلاق سے مانع نہیں۔ جبکہ شوہر کو اقرار ہے، مذکورہ بالا صورت میں عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں۔ اب عورت اس پر بغیر حلالہ، کسی طرح حلال نہیں ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ، وقال النبی ﷺ حتی تذوقی عسیلته الحدیث۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

کسی کے ورغلانے پر طلاق دینا

سوال: جناب قبلہ مفتی صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: شوہر نے بیوی کے چچا اور چچی کے ورغلانے کے بعد شک وشبہ پر تین طلاق لکھ کر طلاق نامہ کی فوٹو کاپی کر کے بیوی کے چچا اور دوسرے آدمی کے ہاتھ اس طلاق نامہ کی فوٹو کاپی دے دی گئی۔ لیکن بعد میں شوہر نے تصدیق کی تو معلوم ہوا کہ شک وشبہ والی وورغلانے والی ساری باتیں غلط ہیں۔ اب جبکہ بیوی اپنے شوہر کے گھر اپنے بچوں کے ساتھ رہ رہی ہے۔ ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں۔ اور اگر طلاق ہوگئی ہے تو اب دوبارہ اس شوہر کے پاس بیوی بن کے کیسے رہ سکتی ہے۔ شوہر اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اس نے تین طلاقیں دی ہیں؟ سائل۔ محمد عثمان

۷۸۶ الجواب: شوہر نے جبکہ اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اگرچہ کسی کے ورغلانے یا دھمکانے کی وجہ سے یا کسی غلط فہمی کے باعث، بہر حال عورت پر تینوں طلاقیں پڑ گئیں۔ عورت اس مرد پر بحرمت مغلظہ حرام ہوگئی۔ بغیر حلالہ اس مرد کے لئے حلال

نہیں۔ دونوں میاں بیوی کی طرح ہرگز نہیں رہ سکتے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور حدیث میں فرمایا لا حتی تذوقی عسیلته الحدیث واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۰ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

اقرار طلاق کے بعد گواہ ضروری نہیں

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خان صاحب، السلام علیکم، جناب عالی!

گذارش یہ ہے کہ: میں نے اپنی بیوی فیروزہ کو تین طلاقیں دے دی ہیں۔ اس وقت میری بیوی کے علاوہ میری والدہ اور نثار احمد موجود تھے۔ اس صورت میں کیا طلاق ہوگئی؟　　فقط ایک سائل، احرار احمد خان

۷۸۶ الجواب: جب شوہر کو اقرار ہے تو کسی گواہ کی بھی ضرورت نہیں۔ طلاق پڑ گئی بلکہ عورت بحرمت مغلظہ اس پر حرام ہوگئی۔ اب حلالہ کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ قرآن کریم نے فرمایا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۱ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

دو طلاقوں کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میں (نذر محمد ولد فضل الٰہی) نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دیں۔ پانچ روز پہلے آیا اسی طلاق سے نکاح ٹوٹا یا نہیں۔ اور رجوع کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟　　فقط نذر محمد ولد فضل الٰہی

۷۸۶ الجواب: اگر مذکورہ بالا بیان واقعی ہے اور شوہر نے واقعتہً صرف دو ہی بار اپنی عورت کو طلاق دی ہے تو یہ دونوں طلاقیں رجعی ہیں۔ نکاح باقی ہے اور شوہر کو رجعت یعنی اپنے نکاح میں باقی رکھنے اور اس کے ساتھ بحیثیت شوہر رہنے کا حق حاصل ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ (بقرہ:229) (الآیہ) بہتر یہ ہے کہ چند دوسرے مسلمانوں کے روبرو یہ اعلان کردے کہ (میں نے اپنی زوجہ کو اپنے نکاح میں باقی رکھنے کا فیصلہ کیا ہے اور میں اس سے رجعت کرتا ہوں)۔ ہاں اس کے بعد اگر ایک بار بھی وہ طلاق دے دے گا تو اب عورت حرام ہوجائے گی اور حلالہ ضروری وفرض ہوگا اپنے نکاح میں پھر لانے کیلئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۲ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

''اگر نہیں آئی تو دو دن میں ہوجائے گی'' لکھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: نام عبدالشکور نے اپنی بیوی کو یہ تحریر جو کہ سوال کے ساتھ فوٹو کاپی کی حالت میں منسلک ہے، لکھی اور دو دن کے اندر اندر اپنے گھر بلانے پر طلاق کو معلق کیا اور وہ نہیں آئی آیا یہ طلاق واقع ہوگئی؟　　عبدالغفور، پنجرہ پول

(نوٹ) تحریر صاف نہ ہونے کی وجہ سے پڑھنے میں نہ آسکی اس لئے منسلک فتویٰ نہیں کی گئی۔

۷۸۶ الجواب: منسلک تحریر سے نہ یہ پتہ چلتا ہے کہ تحریر کس کی ہے۔ نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کس کے نام لکھی گئی ہے اور نہ یہ بات کھلتی ہے کہ طلاق کس کے آنے پر معلّق کی جارہی ہے۔ جب تک یہ باتیں صاف صاف نہ لکھی جائیں گی جواب کیسے دیا جاسکتا ہے۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۷۸۶ الجواب: پورا خط پڑھ کر معلوم ہوا کہ شوہر نے اپنی ساس کو خط میں اپنی بیوی کے متعلق وہ کلمات لکھے کہ اگر نہیں آئی تو دو دن میں ہوجائے گی۔) اور ظاہر ان کلمات سے تعلیق طلاق ہے یعنی دو دن میں نہیں آئی تو طلاق پڑ جائے گی اور اسی تحریر کی بنیاد پر اور ظاہر اً واحتیاطاً یہ ایک طلاق رجعی ہے۔ عدّت کے دوران شوہر کو رجعت کا حق حاصل تھا لیکن اب کہ عدّت گزر چکی نکاح ٹوٹ گیا۔ اب شوہر کو دوبارہ نکاح کا اختیار ہے۔ بغیر حلالہ، نکاح ہوسکتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ الآیہ۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوی عفی عنہ ۱۸ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

طلاق ثلاثہ کا حکم

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

بعد سلام گذارش یہ ہے کہ مندرجہ ذیل مسئلہ کا فتویٰ حدیث وقرآن کی رو سے صادر فرمایا جائے۔

زید نے اپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاق کہا وہ حاملہ تھی۔ کیا طلاق ہوگئی۔ بعد میں گھر والوں نے مصالحت کروا کر دوبارہ زید کا اپنی بیوی سے رابطہ پیدا کردیا اس کے بعد چار بچوں کی ولادت ہوئی۔ کیا یہ بچے زید کی جائز اولاد ہیں۔ اور اب بھی زید اپنی بیوی کے ساتھ زندگی گزار رہا ہے۔ کیا یہ زندگی جائز اور حلال ہے؟ برائے مہربانی اس مسئلہ کا حل پیش کیا جائے۔ نوازش ہوگی۔

(نوٹ) یہ بھی وضاحت فرمائیں کہ اگر یہ لوگ باز نہیں آئیں تو ان لوگوں کے ساتھ مسلمانوں کے روابط کیسے ہونے چاہئیں؟

فقط نیازمند حمید خان ولد حسین خان

۷۸۶ الجواب: جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں پھر وہ عورت اس کے لئے بے حلالہ، کسی طرح حلال نہیں ہوسکتی اگرچہ وقت طلاق وہ حاملہ ہو۔ اور تین طلاقوں کے بعد وہ ایسی حرام ہے کہ باہمی رضامندی یا کسی کے جبر واکراہ سے ان دونوں نے نکاح کر بھی لیا تو یہ نام نکاح کچھ مفید نہ ہوگا اور یہ جھوٹا نام نکاح کا، اس حرام کو حلال، ناجائز کو جائز نہ کردے گا۔ وہ صحبت زنا ہوگی اور اگر اسے مسئلہ معلوم ہے تو یہ زانی اور شرعاً سزائے زنا کے مستحق ہیں۔ اور جو اولاد اس صحبت سے ہوگی وہ ولد الزنا اور ترکہ پدری سے محروم ہوگی (درمختار وغیرہ) پس چارۂ کار یہی ہے کہ یہ دونوں فوراً ایک دوسرے سے جدا ہوجائیں اور اللہ عزوجل کے غضب سے ڈر کر اپنے ان کبیرہ گناہوں سے توبہ کریں۔ اگر یہ دونوں اس حکم شرعی پر عمل کریں فبہا۔ اور اگر نہ مانیں اور اسی حالت پر رہیں یا بے حلالہ، آپس میں یہ نکاح کرلیں تو ایمان والے مرد، ایمان والی بی بیاں، انہیں یک لخت چھوڑ دیں۔ نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں نہ خود ان کے پاس بیٹھیں۔ قال اللہ عزوجل فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۞ (انعام:68)، (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

بغیر نکاح، طلاق کے بعد دوبارہ رکھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: میرا سسر ایک شخص کا بھائی بنا ہوا تھا اور میری ساس مر چکی تھی۔ میرے سسر نے بنے ہوئے بھائی کی بیوی کو گھر میں ناجائز طور پر رکھا ہوا ہے۔ جبکہ شوہر نے اس کو طلاق نہیں دی اور نہ ہی کورٹ سے کوئی طلاق ہوئی۔ اس عورت کا شوہر غریب بھی بہت ہے کیس لڑ نہیں سکتا۔ شوہر کہتا ہے کہ یہ جو اولاد ہے میری نہیں ہے۔ اور بیوی کہتی ہے کہ میرے شوہر سے ہی اولاد ہو رہی ہے۔ جبکہ عورت اپنے شوہر سے ملتی بھی نہیں ہے۔ اب جواب طلب مسئلہ یہ ہے کہ

۱۔ اس عورت کے شوہر کو یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ جو اولاد ہو رہی ہے حرام ہے طلاق کا دینا ضروری ہے یا نہیں؟

۲۔ میرا سسر جو کہتا ہے کہ میں جو کر رہا ہوں وہ ٹھیک ہے۔ اس کے لئے کیا حکم ہے؟

۳۔ اس وقت جو اولاد ہو رہی ہے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

۴۔ میرا میری بیوی بچوں کا اپنے سسر کے گھر جانا یا کھانا پینا رہنا سلام کلام جائز ہے یا نہیں؟ اس لئے کہ حرام ہو رہا ہے؟

۵۔ اس عورت کا شوہر کو، جو پیسے سے، طاقت سے، ہر چیز سے کمزور ہے۔ طلاق دینا ضروری ہے یا کوئی اور قدم اٹھائے۔ اس کے کچھ نہ کرنے سے حرام ہوتا رہے گا؟ مہربانی فرما کر اس اہم مسئلہ کو جلد از جلد حل فرما کر ہم لوگوں کو اس گناہ عظیم سے نجات دلائیں۔　　　فقط والسلام عبد العزیز

۷۸۶ الجواب: عورت اگر واقعۃً ان افعال خبیثہ پر قائم ہے اور اس کا حقیقی شوہر باوجود قدرت اس کی روک تھام نہیں کرتا تو یہ خود دیوث ہے اور سخت کبیرہ گناہ کا مرتکب۔ مگر یہ حکم اس کی بے غیرتی پر ہے۔ نفس نکاح پر اس سے کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اور جب تک یہ اس عورت کو طلاق نہیں دیتا، وہ عورت بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے اور اسے خواہ کسی شخص کو اس سے نکاح بھی حلال نہیں۔ اگر کر بھی لیا تو جیسے اب تک وہ دونوں زنا میں مبتلا رہے، یونہی اس نکاح بے معنی کے بعد بھی زانی وزانیہ رہیں گے۔ اور یہ جھوٹا نام نکاح کا کچھ مفید نہ ہوگا۔ مرد کو چاہئے کہ وہ اس آوارگی کا سد باب نہیں کر سکتا تو عورت کو طلاق دے دے۔ اور اس مرد اور عورت دونوں پر فرض ہے کہ فوراً فوراً جدا ہو جائیں اور اللہ عزوجل کے غضب سے ڈر کر اپنے ان کبیرہ گناہوں سے توبہ کریں اور عورت اپنے شوہر کے ساتھ نہ رہنا چاہے تو اسے اختیار ہے کہ اپنے شوہر سے طلاق حاصل کرے جب وہ طلاق دے دے تو اب تین کامل حیض گزار کر جس سے چاہے نکاح کرے۔ اگر دونوں اس حکم الٰہی پر گردن رکھیں اور عمل میں لائیں فبہا۔ اگر نہ مانیں اور اسی حالت پر رہیں یا بے طلاق حاصل کئے، آپس میں نکاح کر لیں تو ایمان والے مرد اور ایمان والی بی بیاں انہیں یک لخت چھوڑ دیں۔ نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں نہ خود ان کے پاس بیٹھیں۔ قال اللہ عزوجل وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۶۸﴾ (انعام) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۶ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

تین طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص مسمی محمد صادق ولد حاجی محمد نے اپنی بیوی مسمات مہر النساء بنت بہرام کو تین مرتبہ طلاق دی اور ایک اسٹامپ بھی لکھ دیا جس پر اس کے گواہوں کے دستخط موجود ہیں۔ اب محمد صادق دوبارہ مہر النساء کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہے شرعاً ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط السائل خاتون مصری شاہ، حیدرآباد، سندھ

۷۸۲ الجواب: طلاق نامہ میں صاف طور پر لکھا ہے کہ آءُ محمد صديق پنهنجي رضا خوشي سان مسمات مهرالنساء دهي بهرام كي......طلاق ڏني طلاق ڏني طلاق ڏني الخ اور جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں تو وہ عورت اس شوہر کے لئے بے حلالہ کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی۔ قال الله تعالیٰ **فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ** (بقرہ:230) تاہم اگر کسی کے کہنے سننے سے یا مجبور کرنے سے عورت کو گھر میں رکھ بھی لیا تو اس سے صحبت زنا ہوگی۔ اور اس کے گناہ میں سب لوگ جو اس پر راضی ہوں گے سب شرعاً شریک اور اس کے عذاب کے مستحق ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

دماغی توازن درست نہ ہونے پر طلاق لینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میرا حقیقی بھائی احمد شاہ کا دماغی توازن درست نہیں ہے پہلے ٹھیک تھا۔ اس کی بیوی رمضانو اپنا نکاح کسی دوسرے سے کرنا چاہتی ہے۔ کیا دماغی توازن خراب ہونے کی صورت میں بغیر طلاق لئے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر اس صورت میں نکاح ہو سکتا ہے تو اس کے بعد میرے بھائی کے بچوں پر میرا حق ہے یا اس کی ماں کا حق ہے۔ آپ ہمیں قرآن اور حدیث پاک کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

منجانب! کالو شاہ بخاری ولد فجر علی شاہ بخاری

۷۸۳ الجواب: دماغی توازن درست نہیں ہے، یہ ایک مبہم اور گول مول بات ہے۔ بہر حال اگر شوہر واقعی مجنون یا پاگل ہے تو نہ خود وہ طلاق دے سکتا ہے نہ اس کی طرف سے اس کا ولی۔ اور جب طلاق نہیں تو نکاح باقی ہے۔ اور جب نکاح باقی اور عورت اس کی زوجیت میں ہے تو ظاہر ہے کہ اس عورت کا نکاح کسی اور مرد سے نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے **وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ** (تم پر حرام ہیں شوہر والی بی بیاں۔) تاہم اگر عورت نے نکاح کر بھی لیا تو یہ نام نکاح اس حرام کو حلال، اور ناجائز کو جائز نہیں کر سکتا۔ وہ بدستور شوہر کی زوجہ ہے اور رہے گی۔ درمختار میں ہے لا يتخيرا حدالزوجين بعيب الآخر ولو فاحشاً كجنون و جذام۔ (ص ۸۲۲، ج ۲ طبع قدیم وص ۵۶ ۷ طبع جدید، دمشق، سوریا) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

تین طلاقوں کے بعد حلالہ لازم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: مسمی خلیل احمد نے اپنی بیوی نسیم بنت محمد اقبال کو اسٹامپ پر طلاق نامہ لکھ کر دیا ہے۔ اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ سائل محمد اقبال، پھلیلی پریٹ آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب ہو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں مسماۃ نسیم بنت اقبال پر تین طلاق مغلظہ واقع ہو گئیں اور اب یہ عورت اپنے سابق شوہر خلیل احمد کے لئے بے حلالہ کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ (بقرہ:230) اور حلالہ کے معنی یہ ہیں کہ اس طلاق کی عدت گزر جائے پھر وہ عورت دوسرے سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستر بھی ہو پھر وہ طلاق دے یا مر جائے اور بہر حال اس کی بھی عدت گزر جائے اس کے بعد پہلے سے نکاح ہو سکتا ہے ورنہ نہیں، اگر بغیر نکاح ثانی و حلالہ کے گھر میں رکھ لیا اگرچہ کسی کے جبر و اکراہ یا زبردستی سے تب بھی صحبت جائز نہ ہو گی بلکہ زنا ہو گا، غرض یہ کہ بے حلالہ اس کے ساتھ نہ جانے دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۰.۱۲.۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، یکم شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

حلالہ کے مسئلہ سے ناواقف ہونا عذر نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید اور اس کی زوجہ ہندہ کے آپس میں اختلاف کی وجہ سے زید نے ہندہ کو غصہ کی حالت میں دھمکانے کے انداز میں کہا "میں تمہیں طلاق دیتا ہوں"۔ زید کہتا ہے کہ اب مجھے اتنا یاد نہیں کہ میں نے لفظ طلاق کتنی مرتبہ دہرایا ہے البتہ اتنا شک ضرور پڑتا ہے کہ میں نے اسے تین یا چار مرتبہ دہرایا مگر اس فقرے کی اہمیت کا مجھے علم نہ تھا اور نہ ہی میری بیوی کو۔ اس واقعہ کو تقریباً تین سال گزر چکے ہیں جبکہ تین سال کے عرصے میں میری زوجہ ہندہ سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ کہ اچانک ایک مولانا سے لفظ طلاق کی اہمیت کا علم ہوا تو میں خوف خدا سے کانپ اٹھا میں نے یہ مسئلہ یہاں کے کئی عالموں سے پوچھا لیکن مجھے کوئی مطمئن نہ کر سکا۔

۱۔ مجھے یہ خیال ہر وقت ستاتا ہے کہ کہیں میری بیوی کو طلاق تو نہیں ہو گئی؟

۲۔ اگر طلاق ہو گئی ہے تو اس صورت میں غیر دانستہ طور پر جو اس عرصہ میں اپنی بیوی کے ساتھ گزار چکا ہوں اس کا کیا حکم ہے؟

۳۔ اگر خدانخواستہ طلاق ہو گئی ہے تو دوبارہ میرا نکاح ہندہ سے کس صورت میں ہو گا؟

۴۔ اگر خدانخواستہ طلاق ہو گئی ہے تو اس دوران پیدا ہونے والی اولاد کے سلسلے میں از روئے شرع کیا حکم ہے؟

قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ فقط والسلام، السائل غلام سرور ٹیلر ماسٹر

۷۸۶ الجواب: جب آپ نے صاف صریح الفاظ میں اپنی بیوی سے کہا کہ (میں تمہیں طلاق دیتا ہوں) اگرچہ غصہ کی حالت میں، اور یقیناً تین چار مرتبہ کہا تو طلاقیں اسی وقت پڑ گئیں اور دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا۔ اب حلالہ کے بغیر عورت

شوہر کو حلال نہ رہی اگر چہ اسے اس کا علم نہ ہوا گر چہ وہ اس فقرے کی اہمیت سے واقف نہ ہو۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعۡدُ حَتّٰی تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ اور حدیث میں تصریح لا حتی تذوقی عسیلته (الحدیث)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مولائے کریم معاف فرمائے۔ تین طلاقوں کے بعد وہ صحبت زنا ہوگی اور اگر مسئلہ معلوم ہے کہ عورت حلال نہیں رہی جبکہ تین طلاقیں دے دی جائیں۔ پھر بھی زن و شوہر کے تعلقات رکھے تو شوہر زانی، اور شرعاً سزائے زنا کا مستحق اور اولا دولد الزناء لیکن سائل اس سے ناواقف ہونا بیان کرتا ہے تو چارہ کار فوراً علیحدگی اور سچی توبہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جب تک حلالہ نہ ہو، نکاح حلال نہیں۔ حلالہ یہ کہ عدت گزار کر، عورت دوسرے سے نکاح کرے اور وہ اس سے ہم بستر بھی ہو۔ پھر وہ طلاق دے یا مر جائے اور بہر حال اس کی عدت گزر جائے اس کے بعد پہلے سے نکاح ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

خلوت صحیحہ نہ ہوئی تو عدت نہیں ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خان صاحب، السلام علیکم، جناب عالی!

ایک لڑکی جس کی نابالغی میں شادی ہوئی، عمر تقریباً گیارہ سال میں یہ شادی ہوئی جبکہ نکاح ہوا اور نکاح کے بعد سے لڑکی اپنے والدین کے پاس ہی رہی اور کچھ عرصے کے بعد دونوں فریقین کی جانب سے اور لڑکے کی رضامندی سے طلاق ہوگئی۔ اب جناب سے گزارش عرض یہ ہے کہ جبکہ لڑکی اپنے شوہر کے پاس نہیں گئی اور کسی قسم کا لڑکی کا اپنے شوہر سے کوئی تعلق نہ ہوا تو اب اس صورت میں ہمیں یہ فتویٰ عنایت فرمائیں کہ لڑکی پر عدت واجب ہوتی ہے یا کہ نہیں۔ برائے کرم مہربانی فرما کر ہمیں صحیح فتویٰ عنایت کر دیا جائے تا کہ ہم لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کر سکیں؟ فقط والسلام السائل عاشق علی

۷۸۶ الجواب: جس وقت لڑکی کو طلاق دی گئی اس وقت اس کا شوہر اگر عاقل بالغ تھا تو طلاق پڑ گئی۔ پھر جبکہ خلوت صحیحہ کی نوبت نہ آئی اور تنہائی میں دونوں کبھی یکجا نہ ہوئے کہ طلاق دے دی گئی تو عدت بھی نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَمَا لَكُمۡ عَلَيۡهِنَّ مِنۡ عِدَّةٍ (احزاب:49) لڑکی اگر اب بالغ ہے تو وہ، ورنہ اس کے اولیاء اس کے نکاح ثانی کا اختیار رکھتے ہیں جب چاہیں دوسرے سے نکاح کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

طلاق رجعی کی صورت

سوال: میں اپنی خوشی اور ہوش و حواس قائم رکھتے ہوئے اپنی عورت کو طلاق دے رہا ہوں کیوں کہ اس سے میں بہت پریشان ہو چکا ہوں۔ یہ عورت بہت ہی بدزبان عورت ہے نہ میرا کہنا مانتی ہے، اور کہتی ہے کہ تم کون ہوتے ہو مجھ کو روکنے والے، میں اپنی مرضی کی مالک ہوں، لہٰذا میرا آج سے اس عورت سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور اس سے پہلے بھی میرے سے

کراچی میں جب میں عید پر گیا تب بھی وہ مجھ سے وہاں نہیں ملی جب میں نے اپنی ساس سے پوچھا کہ وہ کہاں گئی ہے؟ تو اس نے بھی کہا کہ، وہ اپنی مرضی کی مالک ہے۔ تم کون ہو۔ تو میں اپنے چاروں بچوں کو لے آیا۔ لیکن انہوں نے اپنی لڑکی کو نہیں بھیجا۔ اس کے بعد اس کی والدہ آتی ہیں اپنی لڑکی کو لے کر اور مجھ سے کہتی ہے کہ مجھے طلاق دے دو میں یہاں نہیں رہتی۔ اپنے چاروں بچے سنبھالو لہٰذا اب اس کا بچوں سے کوئی واسطہ نہیں ہے کیوں کہ اس کو میں طلاق دیتا ہوں۔ فقط والسلام سائل فتح محمد

۷۸۶ **الجواب:** یہ صورت طلاق مغلظہ کی نہیں۔ نہ اس خط سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شوہر نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ دو طلاقیں رجعی پڑیں اور طلاق رجعی میں عدت کے اندر رجعت اور عدت کے گزرنے پر نکاح ثانی کا اختیار ہے۔ شوہر اگر چاہے تو حلالہ کے بغیر اسے اپنے نکاح میں لا سکتا ہے۔ **قال اللہ تعالیٰ**
اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ (البقرہ:229)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۸ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

مہر۔ طلاق۔ پرورش

سوال: محترم جناب علامہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی صاحب، السلام علیکم، جناب عالی!

مؤدبانہ گذارش از طرف محرم علی ولد ولی محمد ذات شیخ، ساکن ضلع خیر پور میرس، طلاق مطلقہ کے لئے، مندرجہ حقائق کے متعلق فتویٰ کے لئے درخواست عرض ہے۔

۱۔ حق مہر فوراً ادا نہیں کیا گیا ہے اور نہ ہی ملا ہے۔

۲۔ مسٹر شہاب الدین جو کہ میرا داماد ہے اس نے خود رضا و خوشی سے ایک ماہ کے لئے اجازت دی تھی مگر وہ خود آج دن تک ہمارے پاس نہیں آیا ہے نہ ہی ہم نے خرچ وغیرہ لیا ہے۔

۳۔ گواہ بھائی نہیں ہو سکتے ہیں۔

۴۔ مسٹر شہاب الدین کا میں سسر ہوں لیکن اس نے طلاق نامہ میرے لڑکے فیض محمد کو روانہ کیا تھا۔

۵۔ ہم کو طلاق نامہ کا سچا نقل نہیں ملا ہے لیکن فوٹو اسٹیٹ کاپی ملی ہے۔

۶۔ اس لئے میری لڑکی طلاق لینا نہیں چاہتی ہے کیوں کہ وہ بے قصور ہے۔

۷۔ اسلام کی رو سے میری لڑکی کفارہ دینا چاہتی ہے اور طلاق لینا نہیں چاہتی۔

۸۔ طلاق نامہ کی فوٹو کاپی منسلک سوال ہے۔

مندرجہ ذیل بالا حقائق کے پیش نظر اس شہاب الدین کو دو لڑکیاں ہیں خدا کے واسطے جو صحیح فتویٰ ہے وہ دینا فرمائیں گے تو عین نوازش ہوگی۔　　محرم علی ولد ولی محمد شیخ

۷۸۶ **الجواب:** مہر، خالص عورت کا حق ہے۔ صورت مذکورہ بالا میں پورا مہر ادا کرنا شوہر پر واجب ہے اگر چہ عورت معاف

اللہ فسق وفجور میں مبتلا ہو۔ درمختار میں ہے یتاکد عند وطی او خلوة صحت او بموت احد هما۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ شوہر کو جب طلاق نامہ کا اقرار ہے تو یہاں نہ تو گواہوں کی حاجت نہ اس کی ضرورت کہ وہ طلاق نامہ کس نے وصول کیا۔ طلاقیں پڑ گئیں اور نکاح ٹوٹ گیا۔ اب بغیر حلالہ، عورت اپنے شوہر کے لئے حلال نہ رہی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ عورت کے چاہنے نہ چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ شوہر نے طلاق دے دی، عورت لاکھ رد کرے۔ طلاق واقع ہو جائے گی کہ طلاق ایک پتھر اور نکاح ایک شیشہ۔ پتھر شیشے پر پڑے گا تو اسے ٹوٹنا ہی ہے۔ خصوصاً جبکہ طلاقیں تین تک پہنچ جائیں۔ کفارہ اس کا کچھ نہیں۔ چارہ کار حلالہ ہے۔ کہ عورت، عدت گزار کر، کسی اور سے نکاح کرے اور وہ اس سے ہم بستری کرے۔ پھر چاہے تو اسے طلاق دے۔ اب اس طلاق کی عدت گزرنے پر، شوہر اوّل کے لئے حلال ہوگی۔ حدیث شریف میں ہے لا حتی تذوقی عسیلته انت۔ (الحدیث) اور یہی قرآنی فیصلہ ہے حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ (بقرہ:230) واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ بچہ کی پرورش کا حق، ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہوگئی ہو۔ اور بچہ ماں کی پرورش میں ہو تو ماں پرورش کا معاوضہ بھی لے سکتی ہے اور دودھ پلانے کی اجرت اور بچہ کا نفقہ بھی۔ اور لڑکی اس وقت تک عورت کی پرورش میں رہے گی کہ حد شہوت کو پہنچ جائے اور اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے۔ ہاں اگر بچہ کی ماں نے غیر محرم سے نکاح کرلیا تو اسے پرورش کا حق نہ رہا۔ (عالمگیری۔ درمختار وغیرہ۔) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

جبری طلاق کا حکم

سوال: بخدمت جناب عالی مرتبت مفتی دار العلوم احسن البرکات، السلام علیکم

گذارش یہ ہے کہ: میرا نکاح تقریباً ایک سال سے زیادہ ہوگیا مسماۃ بھوری بنت علی بخش سے ہوا تھا قاضی صاحب جوگاڑی کھاتہ میں ہیں میرا نکاح پڑھایا تھا جبکہ مسماۃ بھوری پہلے بھی طلاق شدہ تھی اور اسی دوران اس نے خود مختاری کا سرٹیفکیٹ کورٹ سے فرسٹ کلاس مجسٹریٹ سے لیا تھا۔ لیکن اسی رات تقریباً ۱۲ بجے مسماۃ بھوری کے گھر والوں نے میرے گھر آکر جھگڑا کیا اور میری بیوی کو اسی رات اپنے ساتھ لے کر میرپور خاص چلے گئے۔ چند روز یہ جھگڑا پولیس اور عدالت میں چلتا رہا اور میں ہر جگہ جیتتا رہا جبکہ اس کے رشتے داروں کی کچھ نہیں چلی اور میرا نکاح غلط ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ اب جبکہ ان کی کوئی کاروائی نہ چلی تو مجھ سے طلاق معرفت میونسپل کونسلر غلام رسول شاہ کے مانگنے لگے۔ میں نے اس پر انکار کیا اور میں نے کہا کہ اس نے حق زوجیت بھی ادا نہیں کیا ہے۔ اس پر وہ مجھے دھمکانے لگے اور ہر طرح دہشت زدہ کرنے لگے اور اس پر بھی میں نے طلاق نہیں دی تو غلام رسول شاہ میونسپل کونسلر نے مورخہ ۲۱.۴.۱۹۸۰ء کو مجھے بلا کر سادے کاغذ پر دستخط لئے

میں نے نہ تو زبان سے طلاق دی ہے اور نہ ہی کسی قسم کا ذکر کیا ہے، طلاق کا۔ مہربانی فرما کر مجھے اس شرعی حکم کا سرٹیفکیٹ عنایت فرمایا جائے کہ اس طرح طلاق ہوگئی ہے یا نہیں؟　فقط ایک سائل مقصود علی ولد عبدالوحید

۷۸۶ الجواب: سائل کا بیان اگر صحیح اور واقعی ہے تو سادہ کاغذ درکنار، اگر طلاق نامہ پر بھی کسی کے جبر و اکراہ سے دستخط کر دیئے مگر زبان سے الفاظِ طلاق ادا نہ کئے تو طلاق نہ پڑے گی۔ تنویر الابصار میں ہے **فلو اکرہ علی ان یکتب طلاق امراتہ فکتب لا تطلق الخ** مگر یہ اس صورت میں ہے کہ وہ اکراہ شرعی ہو کہ اس سے ضرر رسانی کا اندیشہ ہو اور وہ ایذاء پر قادر ہو۔ صرف اس قدر کہ اس نے اپنے سخت اصرار سے مجبور کر دیا اور اس کے لحاظ پاس سے اسے لکھتے بنی، اکراہ کے لئے کافی نہیں۔ یوں لکھے گا یا طلاق نامہ پر دستخط کر دے گا تو طلاق ہو جائے گی۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) اور سادہ کاغذ پر دستخط کر دینا یا کرالینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۰ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

شرائط کی خلاف ورزی پر طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے ایک اقرار نامہ یا مضمون، اسٹامپ پر اپنے خسر کو دیا کہ میری بیوی کو اختیار ہوگا کہ وہ چار آدمیوں میں جو میں نے اس اقرار نامہ میں لکھ کر دیا ہے اس کی رو سے جو بھی مذکورہ شرائط پوری نہ کر سکا تو میری بیوی کو اختیار ہوگا کہ بغیر کسی چون چرا کے مجھ سے طلاق لے لے۔ (چنانچہ ایک شرط کی پابندی بھی نہ کرنے کی صورت میں طلاق تصور کی جائے گی۔) لیکن زید نے اس اقرار نامہ میں درج ایک بھی شرط پوری نہ کی۔ آیا اس صورت میں اس پر طلاق پڑی یا نہیں؟　فقط والسلام، عبداللطیف

۷۸۶ الجواب: اگر واقعتہً زید نے اقرار نامہ میں مذکور شرائط یا ان میں سے کوئی ایک بھی شرط پوری نہ کی مثلاً اسے نان و نفقہ نہ دیا یا اسے الگ مکان مہیا نہ کیا یا کسی اور جائز شرط کی خلاف ورزی کی، تو اقرار نامہ کی رو سے، اس کی زوجہ پر ایک طلاق رجعی پڑ گئی۔ عدت کے اندر اسے رجوع کا اختیار ہے بشرطیکہ پہلے کبھی دو طلاقیں نہ دے چکا ہو۔ ورنہ تین طلاقیں ہو گئیں اور بے حلالہ ان کے مابین نکاح نہ ہو سکے گا اور عدت گزر جائے تو اب رجعت نہیں کر سکتا۔ دوبارہ نکاح ضروری ہے بشرطیکہ طلاق تین تک نہ پہنچیں۔ ہاں جو شرطیں خلاف شرع ہیں وہ سب باطل و مردود ہیں مثلاً یہ کہ میں اپنے والدین سے آئندہ کوئی واسطہ نہیں رکھوں گا اور نہ ان سے ملوں گا۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۹ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

طلاق واپس نہیں ہوتی

سوال: بخدمت جناب مفتی اعظم سندھ، مہتمم و سرپرست دار العلوم احسن البرکات، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: میری شادی تقریباً گیارہ سال پہلے یعنی ۱۹۶۹ء میں میرے خالہ زاد سے

ہوئی۔شومئی قسمت کہ ۹ سال سے زائد عرصہ گزرنے کے بعد بھی میرے ہاں اولاد نہیں ہوئی اور اس بناء پر وہ شخص (میرا شوہر) اکثر مجھے سخت وست کہا کرتا تھا اور دوسری شادی کا مطالبہ کرتا تھا۔جب اس بات پر میں نے رنج کا اظہار کیا تو اس نے بارہا مجھے چھوڑنے کی دھمکی دی اور میں اکثر خاموش اور خوفزدہ ہو جاتی۔آخر کیم اپریل ۱۹۷۹ء کو اس نے مجھے بغرض علاج گھر سے باہر نکالا اور چند دن ہسپتال میں رہی وہاں سے بہلا پھسلا کر میری والدہ کے پاس لطیف آباد چھوڑ دیا۔پھر جلد ہی معمولی سی بات پر جھگڑا کر کے مجھے کہا کہ (اب تم تمام عمر یہیں رہوگی) میں حیران رہ گئی۔یہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔میں نے جب بھی گھر لے جانے کے لئے اس کو پیغام بھیجا تو اس نے انکار کر دیا کہ (اب تم زندگی بھر میرے گھر میں داخل نہیں ہو سکتی ہو۔) کئی معزز لوگوں نے اس کو سمجھایا مگر وہ باز نہ آیا اور سب سے یہ کہا کہ (میں اس عورت کو چھوڑ چکا ہوں) تقریباً چار مرتبہ میں خود بزرگوں اور اپنے سرپرستوں کے ہمراہ اس کے گھر گئی تو بے عزت کر کے نکال دیا میں نے پیروں میں گر کر اپنے نادیدہ و نادانستہ غلطی کی معافی مانگی تو مجھے کہہ دیا کہ خبردار میرے جسم کو ہاتھ نہ لگانا (اب میرے تمہارے رشتے ختم ہو چکے ہیں۔) اور اس طرح چار پانچ مرتبہ ذلیل کر کے میں اپنی والدہ کے پاس روانہ کر دی گئی اور مورخہ ۱۹۸۰/۱/۸ کو اس نے مجھے اچانک طلاق دے دی اور طلاق نامہ بذریعہ عدالت گھر بھیج دیا۔اس انتہائی اقدام سے میں ٹپٹا گئی۔میں نے طلاق نامہ وصول کیا اور سنا اور اس کے گزشتہ رویہ کی روشنی میں حقیقت سمجھ کر قبول کر لیا۔آخر ۹۰ دن تک کوئی مصالحت نہ ہوسکی نہ ہی اس عرصہ میں ہماری گفت و شنید ہوئی۔اس نے طلاق کو مشتہر بھی کر دیا۔اور لوگوں نے سنا تو مجھ سے اظہار ہمدردی کی۔میں نے ذہنی اور قلبی طور پر اس کی دی ہوئی طلاق قبول کر لی اور صبر کیا۔اب اس شخص نے خدا جانے کیوں اور کس لئے عدالت سے اجازت لے کر دوسری شادی بھی کر لی ہے اور اپنا طلاق نامہ ۱۹۸۰/۸/۴ کو واپس لے لیا ہے اور مجھے عدالت کا فیصلہ بھجوا دیا ہے کہ تم میری زوجیت میں رہوگی۔لیکن اس وقت سے اپنے آپ کو مطلقہ تصور کرتی ہوں اور آپ سے معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ قرآن و سنت کی روشنی میں شرعی مسئلہ کیا ہے۔جلد تحریر فرمائیں فقط والسلام سائلہ، ضیاء خانم، دختر حکیم اعجاز الدین قریشی مرحوم

۷۸۶ الجواب: سائل کی تحریر بتاتی ہے کہ شوہر نے متعدد مجلسوں میں کہا کہ میں اس عورت کو چھوڑ چکا ہوں۔بیوی سے کہا کہ میرے تمہارے رشتے ختم ہو چکے ہیں۔(اور پھر سب سے آخر میں طلاق نامہ بھیج دیا)۔تو تین طلاقوں کے وقوع میں اب کونسا شبہ رہ گیا۔صورت مذکورہ میں تین طلاقیں ہو گئیں۔عورت بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آسکتی۔اگرچہ کوئی فرد یا جماعت بظاہر ان میں صلح کرا دے۔یا شوہر اپنا طلاق نامہ واپس لے لے کہ یہ ایک مہمل فعل ہے۔نکاح شیشہ ہے اور طلاق سنگ، شیشہ پر پتھر پڑے گا تو شیشہ ٹوٹ جائے گا۔پھر یہ فیصلہ، قرآنی فیصلہ ہے۔قال الله تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ۔اور یہ فیصلہ، بارگاہ رسالت کا فیصلہ ہے۔قال رسول الله ﷺ لا حتی تذوقی عسیلته ویذوق عسیلتك۔بہر حال اب رجعت کی کوئی گنجائش نہیں اور حلالہ کے بغیر عورت اس شوہر پر حلال نہیں۔اگر دوبارہ یہ دونوں زن و شوہر کی طرح رہیں گے تو اللہ کے گناہگار اور حرامکاری کے مرتکب ہوں گے۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ شوال ۱۴۰۰ھ

تحریری طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: میں نے اپنی بیوی زبیدہ کو تحریری طور پر طلاق دی جبکہ یہ طلاق لکھتے وقت، دیتے وقت، میری مراد تین طلاق کی تھی اور بیوی کو مکمل چھوڑنے کا ارادہ تھا۔ آیا یہ میرے نکاح سے نکل چکی ہے یا اب بھی کچھ گنجائش باقی ہے؟　　　نظام الدین

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں عورت پر تینوں طلاقیں پڑ گئیں دونوں ایک دوسرے پر حرام ہو گئے۔ اب بغیر حلالہ، نکاح بھی حلال نہیں۔ چارہ کار صرف حلالہ ہے۔ قال الله تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　　۲۰ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

تحریری طلاق کا حکم

سوال: محترم جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم، جناب عالی گزارش احوال یہ ہے کہ

مسمّٰی بنام عبدالسلیم ولد عبدالرحیم سکونت امیر شاہ لین شاہی بازار، حیدرآباد نے میری بہن مسماۃ سلطانہ ناز بنت بشیر خان صاحب سے مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۷۹ء کو نکاح کیا۔ جو نکاح خواں مولانا عبدالحفیظ قادری صاحب نے پڑھایا اور نکاح کے بعد سے تا حال، رخصتی عمل میں نہیں آئی ہے۔

جناب عالی!

نکاح کے بعد لڑکی کے علم میں اور ہمارے علم، میں جب یہ بات آئی کہ یہ شخص پہلے سے شادی شدہ ہے۔ اور نہ صرف شادی شدہ ہے بلکہ ۲ عدد بچیوں کا باپ بھی ہے۔ تو ہم نے اس سے طلاق کا مطالبہ کیا کیوں کہ اس نے ہم سے فراڈ کیا۔ اپنی پہلی بیوی سے اجازت لئے بغیر، اور ہمیں اس خبر سے آگاہ کئے بغیر اس نے یہ دوسرا نکاح کیا۔ اس کے بعد ہم نے شخص مذکور سے رابطہ قائم کیا اور طلاق کا مطالبہ کیا کافی تردد کے بعد اس نے ہمارا مطالبہ بالآخر مان لیا اور ایک اسٹامپ پر طلاق لکھ کر دی۔

قبلہ محترم!

طلاق اس نے اپنی تحریر میں لکھی ہے لیکن طلاق نامہ لکھنے کے بعد اس نے ہمارے سامنے یہ شرط رکھی کہ لڑکی سے میری ملاقات کراؤ تب میں اس پر دستخط کریں گا۔ یہ کہہ کر اس نے طلاق نامہ ہمارے حوالے کر دیا۔ جس وقت اس شخص نے طلاق لکھی تھی اس وقت چار آدمی موجود تھے۔ جن میں سے ایک نے اسی وقت بطور گواہ دستخط کر دئے تھے۔ اور جب دوسرے نے دستخط کرنا چاہا تو اس شخص نے منع کر دیا کہ دوسرا آدمی جب دستخط کرے گا جب میں دستخط کروں گا۔

محترم جناب!

ساری باتیں آپ کے سامنے موجود ہیں از راہ کرم آپ اس کا بغور مطالعہ فرمائیں اور اس پر اپنا فتوی صادر فرمائیں۔ طلاق ہو چکی ہے یا نہیں؟ اس کے علاوہ یہ بات بھی نوٹ کر لیں کہ لڑکی کا حلفیہ بیان ہے، جس میں اس نے اس

بات کی تصدیق کی ہے کہ نکاح کے بعد اب تک میری رخصتی نہیں ہوئی ہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی عبدالسلیم ولد عبدالرحیم سے میرا کوئی تعلق یا ربط نہیں رہا؟ عرض دار فرید خان

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جبکہ شوہر نے خود طلاق نامہ لکھا اور اسے اس تحریر سے انکار بھی نہیں بلکہ جب یہ طلاق نامہ تحریر میں آیا تو چار گواہ موجود تھے تو اس صورت میں عورت پر یقیناً طلاق واقع ہوگئی اگر چہ طلاق نامہ پر اس کے دستخط نہیں۔ اگر چہ وہ طلاق نامہ نہیں لکھتا صرف زبان سے کہتا کہ میں نے سلطانہ ناز کو طلاق دی۔ پھر چونکہ سلطانہ ناز کی رخصتی عمل میں نہیں آئی اور وہ دونوں کسی وقت بھی یکجا نہیں ہوئے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے اور چند لفظوں میں شوہر نے طلاق دی تو صرف پہلے لفظ سے طلاق واقع ہوئی اور یہ طلاق، طلاق بائن ہے کہ باقی کے لئے وہ محل نہ رہی۔ اور طلاق بائن کا حکم یہ ہے کہ دونوں کے مابین، نکاح ٹوٹ جاتا ہے البتہ حلالہ کی ضرورت نہیں ہوتی، بغیر حلالہ، دونوں کی رضامندی سے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے اور عورت چونکہ غیر مدخولہ ہے لہٰذا اس پر عدت بھی نہیں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ عبدالسلیم اور سلطانہ ناز کے درمیان، عبدالسلیم کی اس تحریر کی روشنی میں علاقہ زوجیت ختم ہوگیا۔ عورت عدت گزارے بغیر جب چاہے جس سے چاہے نکاح ثانی کرسکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

پاگل پن کیسا ہوتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: زید اپنے بالغ بچے کو غصے میں مار رہا تھا بچے نے جواب میں اپنے باپ کی ٹانگ کھینچی اور پھکنی سے مارنا چاہا زید کی بیوی نے بھی بچہ کو نہ سمجھایا زید اپنی ٹانگ چھڑا کر باہر گلی میں بھاگا اور وہاں جاکر دیوانوں کی طرح چلاتا رہا اور اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھا اس کی حالت دیکھ کر لوگ اکھٹے ہوگئے اسے سمجھانے اور غصہ کم کرنے کی کوشش کی مگر یہ دیوانگی کے عالم میں یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ میں نے بیوی کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی۔ جب ہوش وحواس درست ہوئے گھر واپس آنے لگا تھا تو محلے والوں نے منع کیا کہ اب تم نہ اس گھر میں جاؤ اور نہ تمہارا بیوی سے کوئی رشتہ باقی ہے۔

زید اس وقت سے مسلسل رو رہا ہے۔ بیوی بچوں کو یاد کرتا ہے بیوی سے معلومات کی گئی جو ٹی بی کی مریضہ ہے اور حالت بھی نازک ہے۔ اس نے کہا کہ میرے شوہر نے میرے سامنے تو طلاق نہیں دی مجھ سے تو محلے والوں نے آ کر کہا کہ تمہارا شوہر طلاق دے کر کہیں چلا گیا ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ آٹھ لڑکیاں اور چار لڑکے جس میں کچھ جوان ہیں اور بیوی کا کوئی سرپرست بھی نہیں۔ خطرہ ہے کہ وہ صدمے سے جان بحق نہ ہوجائے اور شوہر بھی تقریباً ہوش وحواس کھو بیٹھا ہے پاگل نہ ہوجائے۔ ایسی صورت میں کیا شرعی طور پر وہ بیوی سے بغیر حلالہ رجوع کرسکتا ہے یا نہیں۔ اور یہ طلاق شرعی طور پر مکمل ہوگئی یا نہیں؟ شرعی فیصلہ سے مطلع کریں۔ حلقہ نمبر ۱۵، یونین کمیٹی، اراکین لطیف آباد ۱۱، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: سوال میں شوہر کی جو حالت بیان کی گئی ہے اسے گھبراہٹ، جھنجلاہٹ، اور دماغ کی گرمی کا نام تو دیا جاسکتا ہے۔ جنون یا پاگل پن یا دیوانگی نہیں کہا جاسکتا۔ اور اس حالت میں ہوش وحواس ختم نہیں بلکہ مغلوب ہو جاتے ہیں اور غصہ ان پر غالب آجاتا ہے جس کے باعث آدمی صحیح فیصلہ پر قادر نہیں رہتا۔ اور اس حالت میں جو طلاق دی جائے وہ واقع ہو جاتی ہے اگر تین بار، الفاظ طلاق کہے تو تین بار طلاقیں واقع ہو گئیں اور اب حلالہ کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ **فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ** (بقرہ:230)۔ ہاں اگر شدت غیظ و جوش غضب، اس حد کو پہنچ جائے کہ اس کی عقل زائل ہو جائے۔ خبر نہ رہے کہ کیا کہتا ہوں زبان سے کیا نکلتا ہے تو بیشک ایسی حالت کی طلاق ہرگز واقع نہ ہوگی لیکن اس کے ثبوت کے لئے گواہان عادل درکار ہیں وہ گواہی دیں کہ واقعی اس کی حالت ایسی ہی تھی کہ اس کی عقل جاتی رہی لیکن یہ گواہی اس وقت معتبر ہوگی جب شوہر دعویٰ کرے کہ میرا غصہ ایسی ہی حالت کو پہنچا ہوا تھا کہ میری عقل بالکل زائل ہو گئی تھی اور مجھے معلوم نہ تھا (میں کیا کہتا ہوں اور میرے منہ سے کیا نکلتا ہے۔) اب اس دعویٰ کی توثیق شرعی گواہوں کی شرعی گواہی سے ہوگی اور طلاق کا حکم نہ دیا جائے گا۔ یا اگر معلوم و معروف ہے کہ اس سے پہلے بھی کبھی اس کی ایسی حالت ہوئی تھی تو گواہوں کی کچھ حاجت نہیں صرف قسم کھا کر بیان کرے اور اس کی قسم پر فیصلہ دیا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ) اور اگر جھوٹی قسم کھا جائے تو اس کا وبال اس پر ہے۔ یوہیں اگر معلوم ہے کہ وہ جھوٹی قسمیں کھا جایا کرتا ہے تب بھی اس کی قسم معتبر نہیں۔ یہ معاملہ عمر بھر کے حلال و حرام اور اولاد کے حرامی حلالی ہونے کا ہے۔ فیصلہ خوب سوچ سمجھ کر کیا جائے۔ واللہ الموفق وہو اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۶ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

غصے اور پاگل پن میں طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: ننّے خان کا کہنا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو مندرجہ ذیل الفاظ کہے وہ الفاظ یہ ہیں کہ ''میں طلاق دیتا ہوں سنو بستی والوں! میں طلاق دیتا ہوں'' جب میں نے یہ الفاظ کہے تو اس وقت میرے پاس کوئی بھی نہیں تھا۔ ایک عورت گواہی دینے کو تیار ہے وہ کہتی ہے کہ میں اس وقت طلاق دینے والے کے گھر میں تھی اور گھر سے باہر میں نے ننّے خاں کو یہ کہتے ہوئے ایک مرتبہ سنا کہ اے محلے والو! ''میں طلاق دیتا ہوں''۔ طلاق والے کی ماں کہتی ہے کہ میں نے اپنے گھر سے سنا کہ میرے بیٹے نے دو مرتبہ کہا کہ محلے والو! ''میں طلاق دے رہا ہوں''، محلے والو! ''میں طلاق دے رہا ہوں''۔ عبدالعزیز کہتا ہے کہ میرے سامنے ننّے خاں نے کہا کہ اے بستی والوں سنو! میں اس کو طلاق دے رہا ہوں۔ اس کے بعد ننّے خاں نے کہا کہ ''میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی''۔ بشیر الدین نے کہا کہ میرے سامنے ننّے خاں نے کہا کہ اے محلے والوں سنو! میں طلاق دے رہا ہوں۔ میں نے اس کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی۔ شفیق حسن کہتا ہے کہ میں نے ننّے خاں کو کہتے سنا کہ اے محلّے والو! میں نے اس کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی۔ نورے کہتا ہے کہ میرے سامنے ننّے خاں نے کہا کہ اے محلّے والوسنو! میں اس کو طلاق دے رہا ہوں۔ میں نے طلاق دی، طلاق دی،

طلاق دی۔ مندرجہ بالا صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی ہے تو کونسی؟

فقط والسلام حکیم نصیر الدین

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جو گواہ تین طلاقوں کی گواہی دے رہے ہیں اگر انہوں نے شوہر کو اس حالت میں اپنی آنکھ سے دیکھا اور اس کے قول مذکور کو اپنے کانوں سے سنا تو بے شک عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں۔ عورت بے حلالہ نکاح میں نہیں آسکتی۔ قال الله تعالیٰ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ اور اگر لوگ اپنے اپنے گھروں میں تھے کہ انہوں نے شوہر کو اس حالت میں نہ دیکھا محض آواز پہچانی تو شناخت آواز پر شہادت نہیں۔ اور طلاق مغلظہ ثابت نہ ہوگی بلکہ شوہر سے قسم لی جائے گی۔ اگر اس نے قسم کھانے سے انکار کر دیا جب بھی تین طلاقیں ثابت ہو جائیں گی اور اگر قسم کھالے گا کہ میں نے صرف ایک یا دو ہی طلاقیں دی ہیں تیسری طلاق نہیں دی تو اتنی ہی ثابت ہوں گی۔ البتہ اگر جھوٹی قسم کھالی تو اس کا وبال اس پر ہوگا عورت پر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

غصے اور پاگل پن میں طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنے بالغ بیٹے کو فہمائش کی۔ لڑکے نے جواب میں باپ کی ٹانگ کھینچی اور قینچی سے مارنا چاہا۔ بہنوں نے بیچ بچاؤ کرا دیا۔ زید غصے میں اوپر جا کر بیٹھ گیا جب غصہ تھوڑا کم ہوا تو نیچے آیا اور دوبارہ بیٹے سے جھگڑنے لگا اور دروازے کے باہر جا کر چلانے لگا کہ بستی والو سن لو! میں نے بیوی کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی۔ یہ واقع بستی کے لوگوں نے علاقہ کے ایک شخص عمرو کو سنایا جو بستی کا معزز ہے اس نے زید کو بلا کر معلومات کیں۔ زید نے حلفیہ بیان کیا کہ غصہ میں ہمیشہ ذہنی توازن بگڑ جاتا ہے یہاں تک کہ وہ غصے میں اپنے بدن کو کاٹ لیتا ہے اور وہ نشانات بھی دکھائے طلاق کے واقع کا معلوم کیا تو اس نے کہا کہ لڑکے نے چونکہ مجھ پر ہاتھ اٹھایا اور اس کی ماں سے اس کا کوئی تعلق بھی نہ تھا اور نہ میں نے بیوی سے کوئی جھگڑا کیا لیکن غیر ارادی طور پر میں نے جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے میں نے لفظ طلاق تین مرتبہ استعمال نہیں کیا ٹھہر ٹھہر کر تین مرتبہ استعمال کیا ہے۔ لڑکے کی ماں اور محلے کی چند بزرگ خواتین جو صوم صلوٰۃ کی پابند ہیں انھوں نے بھی اس کی تائید کی کہ ہم نے دو مرتبہ سنا اور حقیقتاً غصہ میں اس کی جنونی کیفیت ہو جاتی ہے یہ اپنا بدن بھی کاٹتا ہے اور کپڑے بھی پھاڑ دیتا ہے۔ محلّے کے چند باشرع لوگوں سے عمرو نے معلومات کیں تو انہوں نے بتایا کہ ان کے سامنے یہ واقع نہیں ہوا البتہ ہمیں جب محلے کے کچھ لوگوں نے بتایا کہ زید بیوی کو طلاق دے کر اور دس ہزار کی رقم لے کر باغیچے میں چلا گیا ہے ہم نے اسے وہاں سے بلایا اور دریافت کیا کہ تو نے یہ کیا کیا تو اس نے اقرار کیا کہ اس نے طلاق دی ہے اور دس ہزار کی رقم بھی اس کے پاس ہے محلّے کے باشرع لوگوں نے اس بات کی تشریح نہیں کی کہ اس نے کتنی مرتبہ طلاق دی زید چونکہ اس وقت بھی غصے کی حالت میں تھا اس لئے باشرع لوگوں نے یہ خیال کیا کہ غصہ ٹھنڈا ہو جائے تب مزید بات ہو البتہ اس سے دس ہزار

روپے اس خیال سے کہ اس کے ہوش وحواس صحیح نہیں کوئی چھین لے یا نقصان نہ پہنچادے اور اس سے پوچھا کہ یہ کس لئے ہیں زید نے بتایا کہ بچیاں ہوشیار ہیں ان کی شادی پر خرچ کرنی ہے ان لوگوں نے وہ رقم لے کر زید کی بیوی کو پہنچادی زید کے ہوش وحواس جب صحیح ہوئے تو وہ گھر جانے لگا بستی کے لوگوں نے منع کیا کہ اب تیرا بیوی سے کیا واسطہ تو اسے طلاق دے چکا ہے اس کے بعد سے زید بہکی بہکی باتیں کررہا ہے کبھی چلاتا ہے بیوی ٹی. بی کی مریضہ ہے۔ اس کا حال بھی خراب ہے بستی کے لوگ جس میں عینی شاہد بھی بے شرع ہیں وہ کہتے ہیں کہ زید نے تین مرتبہ طلاق دی جب کہ زید کی والدہ اور دوسری پڑوس کی بزرگ مستورات دو مرتبہ سننے کا بتاتی ہیں اور زید بھی حلفیہ کہتا ہے کہ اسے اوّل تو اس وقت قطعی ہوش نہ تھا کہ وہ غصے میں کیا کہہ رہا ہے شاید ایک مرتبہ دروازہ پر میں نے کہا کہ بستی والو سن لو! میں طلاق دے رہا ہوں اور ایک مرتبہ جب بستی سے جانے لگا تب کہا ہے یہ بھی مجھے اچھی طرح یاد نہیں؟

مہربانی فرما کر شرع شریف کے مطابق حالات وواقعات کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں تا کہ میاں بیوی کے درمیان قطعی فیصلہ ہوسکے۔ حکیم سیّد نصیر احمد اشرفی، کونسلر حلقہ ۱۵ یونین کمیٹی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: حلقہ ۱۵ یونین کمیٹی ۱۱ کی جانب سے یہی مسئلہ ۱۹۸۰ء۔۱۲۔۸ء کو یہاں لایا گیا۔ جس کا جواب ۱۴ اگست ۱۹۸۰ء کو دیا گیا۔ پھر یہی مسئلہ حکیم سیّد نصیر الدین صاحب کے نام سے ۲۸ اگست ۱۹۸۰ء کو لایا گیا جس کا جواب ۳ ستمبر کو دیا گیا لیکن اس کے باوجود شوہر کی جنونی کیفیت کا کوئی بیان نہ تھا۔ فتویٰ ہنوز مدرسہ میں محفوظ ہے۔ یہی سوال لے کر خود شوہر اور اس کے ہمراہ چند اور باشرع اشخاص آئے لیکن گواہوں سے یہ ثابت نہ ہوسکا کہ واقعی وہ غصے میں آپے سے باہر تھا اور یہ کہ اس کی غصہ میں یہی حالت ہوجاتی ہے۔ اور اب یہ مسئلہ تفصیلاً پھر لایا گیا ہے۔ سچ اور جھوٹ کا حال اللہ تعالیٰ جانتا ہے یہ حلال و حرام اور قبر وحشر کا معاملہ ہے۔ بناوٹ سے حرام، حلال نہ ہوجائے گا۔ نہ اللہ تعالیٰ کے یہاں بناوٹ کام دے گی جو دلوں کی چھپی بات خوب جانتا ہے۔ اگر واقعی شدت غیظ وجوش غضب اس حد کو پہنچ جائے کہ اس سے عقل زائل ہوجائے خبر نہ رہے کیا کہتا ہوں زبان سے کیا نکلتا ہے تو بیشک ایسی حالت کی طلاق ہرگز واقع نہ ہوگی۔ پس صورت مذکورہ میں اگر زید ایسی حالت کو نہ پہنچا تھا تو صرف غصہ ہونا اسے مفید نہیں۔ اور نہ گھبراہٹ یا دماغ پر گرمی کا نام جنون ہے۔ لہٰذا اگر تین بار وہ الفاظ اس نے ادا کئے تو تین طلاقیں پڑ گئیں اور اب حلالہ کے سوا عورت کسی طور سے اسے حلال نہیں۔ قال الله تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ اور اگر شوہر دعویٰ کرے کہ یہ الفاظ ادا کرتے وقت میرا غصہ، ایسی ہی حالت کو پہنچا ہوا تھا کہ میری عقل بالکل زائل ہوگئی تھی۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ میں کیا کہتا ہوں اور کیا میرے منہ سے نکلتا ہے تو ضرور ہوا کہ زید اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کرے کہ واقعی وہ اس وقت حالت جنون میں تھا۔ یا یہ بات معلوم ومشہور ہو کہ اسے جب غصہ آتا ہے عقل سے باہر ہوجاتا ہے اور حرکات مجنونہ اس سے صادر ہوتی ہیں اس حالت میں اگر وہ قسم کھا کر کہہ دے گا کہ اس وقت میرا یہی حال تھا اور میں عقل سے بالکل خالی تھا تو قبول کرلیں گے اور حکم طلاق نہ دیں گے۔ اگر جھوٹا حلف کرے گا وبال اس پر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ذی قعد ۱۴۰۰ھ

طلاق کا حکم کب دیا جائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

ا۔ مسمی عبدالصغیر ولد عبدالشریف کے بیان کے مطابق کہ اس نے ایک عدد طلاق نامہ جو کہ جوڈیشنل اسٹامپ پر تھا۔ ایک کاتب منشی روشن علی ولد مختار علی سے تحریر کرایا کہ میری زوجہ کو اس کے والدین نے ایک عرصہ سے روکا ہوا ہے۔ کئی بار میں نے لانا چاہا مگر ہر بار ان لوگوں نے مزاحمت کی۔ اس عرصہ میں ہم لوگوں کے درمیان کافی ناچاقی اور کشیدگی پیدا ہوگئی ہے۔ لہٰذا اب میں چاہتا ہوں کہ اپنی زوجہ کو طلاق نامہ بھجوادوں۔ اس پر منشی صاحب نے رفع ملال کرتے ہوئے۔ عبدالصغیر کو سمجھایا کہ بجائے طلاق کے نوٹس لکھوالو لیکن مسمی مذکورہ نے باصرار کہا کہ اسٹامپ پر طلاق نامہ لکھدو۔ منشی مذکور نے طلاق نامہ لکھ دیا لیکن اس پر نہ گواہ اور نہ ہی عبدالصغیر کے کوئی دستخط تھے۔ اسی طلاق نامے کو مسمی مذکور نے ایک اور شخص عبدالقدوس خان ولد عبدالظہور خان کو بھی بتایا۔ گواہ عبدالقدوس نے دریافت کیا تو اسے بتایا کہ یہ طلاق نامہ لکھوایا ہے۔ عبدالقدوس نے طلاق نامہ صرف دیکھا نہ تو کاغذ کھول کر پڑھا اور نہ ہی سنا۔

۲۔ میرے داماد عبدالصغیر نے میری لڑکی کو بمعہ تین بچوں کے میرے گھر پر سخت بیماری کے عالم میں لاکر چھوڑا کیوں کہ وہ معاشی حیثیت سے کبھی مضبوط نہ تھا۔ اس دوران علاج کراتے ہوئے۔ کئی بار لے جانا چاہا اور بضد ہوا۔ ایک بار اس نے سخت مشتعل ہوکر دشنام طرازی کرتے ہوئے۔ میرے لڑکے کے سامنے میری موجودگی میں دو طلاقیں دیں۔ تیسری پر لڑکے نے اس کا منہ بند کردیا۔ چند یوم کے بعد پھر آیا۔ اور دونوں زن وشوہر تین یوم تک ساتھ رہے اور مسمی مذکور واپس چلا گیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد آ کر اپنا مطالبہ رکھا۔ حالانکہ اس وقت بھی لڑکی کا علاج جاری تھا۔ اسی دوران مجھے منشی روشن علی سے معلوم ہوا کہ تمہارا داماد مجھ سے طلاق نامہ لکھوا کر لے گیا تھا۔ جس پر نہ تو گواہ کے دستخط تھے۔ اور نہ عبدالصغیر کے۔ بعد ازاں عبدالقدوس سے ملنے پر پتہ چلا کہ مجھے بھی تمہارے داماد نے ایک طلاق نامہ بتایا تھا۔ جسے اس نے نہ تو پڑھا اور نہ ہی سنا۔ جب مجھے تمام معاملات کا پتہ چلا تو میں نے عبدالصغیر سے کہا کہ تم ایک طرف تو اپنی زوجہ کو لینے آتے ہو۔ تو دوسری طرف اس کو طلاق دیتے ہو۔ ایسی حالت میں۔ میں اپنی لڑکی کو کیسے تمہارے ہمراہ کردوں کیوں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق تم اپنا حق کھو چکے ہو لہٰذا تم جب تک کہ شرعی فیصلہ نہ ہوجائے۔ لڑکی کو نہیں لے جاسکتے۔ یہ سب سن کر پہلے تو اس نے انکار کیا۔ پھر بعد میں کہنے لگا کہ میں نے صرف سادہ کاغذ پر طلاق کی وارننگ لکھوائی تھی۔ جب میں نے دونوں گواہ منشی روشن علی اور عبدالقدوس کو ایک اور شخص بدر علی ولد آفتاب علی کی موجودگی میں پیش کیا۔ تو پھر تمام باتوں کا اقرار کیا اور کہا کہ میں نے طلاق دی ہے۔ ان تمام حالات کی روشنی میں آپ سے التماس ہے کہ ہمیں شرعی طور پر آگاہ فرمائیں کہ مسمی عبدالصغیر اپنی زوجہ کو شرعی حیثیت کے مطابق اپنی زوجہ بنا سکتا ہے یا نہیں۔ آیا میری لڑکی اب شریعت کی روشنی میں زوجہ رہی یا نہیں۔ طلاق مغلظہ واقع ہوئی یا نہیں؟

استفسار کنندہ، نبی بیگ ولد قادر بیگ

۷۸۶ **الجواب:** جبکہ شوہر اقراری ہے کہ "میں نے طلاق دی ہے" تو اتنا اور معلوم کریں کہ کتنی بار طلاق دی ہے۔ یا کم از کم وہ طلاق نامہ کا مضمون پیش کرے اس کی روشنی میں جواب دیا جائے۔ اتنی بات البتہ واضح ہے کہ جب عدت گزر چکی تو دونوں کے مابین نکاح نہ رہا۔ مغلظہ وغیرہ کا تفصیلی حکم، طلاق نامہ دیکھنے، یا اس کے حلفیہ بیان کی روشنی میں دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

طلاق درجنوں بار دینے کا حکم

سوال: دیسے تو صبح سوتے ہوئے جگانے پر جھڑکنا، برا، بھلا کہنا روزانہ کا معمول تھا جگانے پر گھڑی دیکھ کر واپس سو جانا یا سستی میں پڑے رہنا وغیرہ۔ تھوڑی دیر بعد پھر جگانا پڑتا کیوں کہ ڈیوٹی پر جانے کے وقت کا بھی خیال ہے۔ بیت الخلاء جانا الختصر ناشتے سے فارغ ہو جانے کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ میرا سوٹ آج دھل جانا چاہئے۔ جواب۔ بہت اچھا۔ پھر دوبارہ ہاتھ مروڑ کر ارشاد ہوتا ہے کہ سن لیا! آج سوٹ دھل جانا چاہئے۔ جواب۔ کہہ تو دیا! اچھا۔ پھر ہاتھ مروڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس زور سے ہاتھ مروڑا کہ چیخ نکل گئی۔ گھر کے دیگر لوگ بھی جاگ گئے حکم ہوتا ہے کہ آواز مت نکالو ورنہ جان سے مار دونگا مگر ہاتھ مروڑنے سے جو چیخ نکلی اس نے سب کو اٹھا دیا۔ پھر کیا تھا لات، گھونسے، بکواس عروج پر ہوگئی اور نوبت طلاق تک پہنچی۔ بڑے فخر سے واضح طور پر کئی بار طلاق کا لفظ استعمال کرنا اور کہنا کہ دفع ہو جاؤ میرے سامنے سے میں تمہیں دیکھنا نہیں چاہتا، چلی جاؤ، غرق ہو جاؤ، جلدی کرو وغیرہ۔ تہا گئی تو ٹانگیں توڑ دوں گا وغیرہ۔ تذبذب میں تھی کہ کیا کرے اپنے جیٹھ سے کہا کہ مجھے خالہ کے گھر چھوڑ آئیں۔ تو جیٹھ صاحب کا ارشاد ہوتا ہے کہ میں تیرے باپ کا نوکر نہیں ہوں۔ پھر دیور سے کہا کہ آپ چھوڑ آئیں چونکہ ادھر سے نادر شاہی حکم ہو رہا تھا کہ جلدی کرو اس صورت حال پر لڑکی کا دیور اپنی خالہ اور لڑکی کی پھوپی جو کہ ان کے گھر سے قریب رہتی ہیں۔ بلا کر لایا۔ وہ آئیں معاملے کو سمجھا اور افسوس کر کے رہ گئیں۔ ان سے کہا کہ اس کو اس کی خالہ کے گھر چھوڑ آئیں۔ اس پر انھوں نے ایسا کرنے سے انکار یہ کہکر کیا کہ میں کس منہ سے لے کر جاؤں وہ کیا یہ نہیں کہیں گے کہ بھتیجی کو طلاق دلا کر چھوڑنے آئی ہو۔ وہ اسے اپنے گھر لے گئیں۔ دوسرے روز صبح دس "۱۰" بجے کے قریب خالہ کے گھر پہنچتا ہے اور کہتا ہے اس کو یہاں کیوں رکھا ہے۔ اب تک وہاں کیوں نہیں پہنچایا۔ اس پر خالہ نے کہا کہ اب تو یہاں کس لئے آیا اور اب تم کو اس معاملے میں کہنے کا کچھ حق نہیں۔ چلا جا یہاں سے۔ کہنے لگا کہ ایسے تھوڑی جاؤں گا میں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ دھمکیوں پر دھمکیاں دیتا رہا۔ شام کو قریب چار پانچ بجے لڑکی کا خالو پتہ لگنے پر وہاں بھیجا اور حالات معلوم کئے بڑا افسوس کیا بکواس جاری تھی۔ خالو نے ان کے گھر والوں کو بلایا۔ اس کے دونوں بھائی آئے ان سے پوچھا انہوں نے یہی کہا کہ بکواس سنکر ہم لوگ آئے تھے تو مار پیٹ اور طلاق طلاق! کے الفاظ سنے تھے اور وجہ وغیرہ معلوم نہیں۔

دیور نے کہا کہ مجھے مر کر جواب دینا ہے اس لئے میرے سامنے تین بار طلاق دی ہے۔

جیٹھ نے کہا کہ یہ تو یہ الفاظ درجنوں بار کہہ چکا ہے۔
خالو نے جب دیکھا کہ معاملہ ختم ہے تب کہا اچھا میں لڑکی کو لے جاتا ہوں۔
تو لڑکا کہتا ہے میں دیکھتا ہوں کہ کون لے جاتا ہے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔
وہ اپنے ہمراہ چند لڑکے لایا تھا ان کے بل پر دھمکیاں دے رہا تھا خالو چونکہ تنہا آئے تھے مگر پھر بھی انہوں نے اس کا چیلنج قبول کیا اور للکار کر کہا کہ ہوش میں ہے۔ اب تم کو کوئی حق نہیں ایک بھی لفظ کہنے کا اور لیکر جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ کون کیا کرے گا؟
انھوں نے لڑکی سے کہا کہ برقعہ پہنو اور چلو۔
گھر سے بس اسٹاپ کا فاصلہ کافی تھا مگر کوئی حادثہ پیش نہ آیا اور وہ لڑکی کو لے کر بحفاظت گھر پہنچے اور انہوں نے لڑکی کو اس کی والدہ اور نانا ماموں کے پاس پہنچا دیا۔ یہ ہے موقع واردات کی مکمل تفصیل۔ ہم اہل السنت والجماعت حنفی بریلوی المذہب ہیں۔ اب اس مسئلہ کے بارے میں مفتیان دین وشرع متین کیا فرماتے ہیں۔ سائل محمد شفیع

۷۸۶ الجواب: سائل تحریر کرتا ہے اور موقع پر موجود لوگوں کی گواہی سے لکھتا ہے کہ شوہر نے تین بار بلکہ ''درجنوں بار'' اپنی منکوحہ کو طلاق دی اگر ایسا ہے تو عورت اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو یہ دونوں اپنی باہمی رضامندی، یا کسی کے دباؤ میں آ کر، دوبارہ نکاح بھی نہیں کر سکتے۔ حلالہ کے بعد ہی ایسا ہو سکتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور حدیث شریف میں ہے لاحتی تذوقی عسیلته (الحدیث)۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

''جا میں نے تجھے چھوڑا'' طلاق صریح کے الفاظ ہیں

سوال: جناب مولانا صاحب، السلام علیکم، عرض خدمت شریف میں یہ ہے کہ:
ہم دونوں میاں بیوی میں تکرار ہوگئی اور اس کے بعد میں نے اپنی بیوی سے تین مرتبہ یہ کہا کہ ''جا میں نے تجھے چھوڑا'' اور اس نے بھی منظور کیا۔ پھر بعد میں محلہ والے جمع ہوئے تو مجھے یہ کہنے لگے کہ یہ صاف صاف بیان کرو کہ یہ کہا۔ میں نے ان سب کے کہنے پر صرف ایک بار یہ کہا کہ ''میں نے تجھے طلاق دے دی'' اور ہمارا دونوں میاں بیوی کا اس وقت دل ایک ہے۔ پھر بیوی سے آدمیوں نے پوچھا کہ تمھارا دل کیا چاہتا ہے۔ تو اس نے خود سب کے روبرو کہا کہ ہم دونوں میاں بیوی ایک جگہ رہنا چاہتے ہیں اور مجھ سے بھی پوچھا تو میں نے بھی یہی کہا کہ ہم دونوں ایک جگہ رہنا چاہتے ہیں اور اس پر محلے والے لوگوں نے کہا کہ اب تو مولانا صاحب جو کہیں گے وہ ہی ہوگا اور ہم سب اس مسئلہ میں مولانا صاحب کی بات کو مانیں گے اور یہ پرچہ خود مجھ سے لکھوایا گیا ہے اور میں نے سب کے سامنے لکھا ہے اور جو بیان سب کے سامنے میں نے دیئے تھے وہ ہی اس پرچہ میں حسب ذیل ہیں اور ان بیانوں کو محلے والوں نے بھی سنا ہے۔ فقط والسلام السائل بقلم خود محمد منیر

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں مذکور شوہر کی، مذکورہ بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں اور یہ تین طلاقیں اس کے حق میں مغلظہ ہی شمار ہوں گی لہٰذا اس شوہر کو کسی صورت میں رجوع کرنے کا حق نہیں اور نہ بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ یعنی وہ طلاقیں کہ جس کے بعد رجوع ہو سکے دو ہیں اور اس کے بعد ارشاد فرمایا فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ یعنی دو طلاقوں کے بعد تیسری طلاق بھی دے دی تو وہ اس کے لئے حلال نہیں جب تک دوسرا شوہر نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، نقل بقلم فقیر محمد حسین قلندرانی

الجواب صحیح بالصواب وعندہ ام الکتاب واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

شوہر والی عورتوں کے نکاح میں شرکت

سوال: محترم ومکرمی مولانا صاحب، السلام علیکم، بعد سلام دست بستہ عرض ہے کہ: کسی ایسی لڑکی کی شادی میں شریک ہونے سے نکاح میں شریک ہونے والوں کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے جس کی پہلے سے شادی ہو چکی ہو اور طلاق نہیں ہوئی ہو۔ مذکورہ دونوں صورتوں میں معلوم نہیں کہ شریک ہونے والوں کو طلاق ہونے نہ ہونے کا علم تھا یا نہ تھا اور وہ شریک ہوئے ہیں۔ جس شادی میں ہم شریک ہوئے ہیں اس لڑکی کو طلاق نہیں ہوئی تھی مگر شوہر دوسرے ملک میں کافی عرصہ سے رہتا ہے اور لڑکی اس تک نہ پہنچے تو کیا شرعی طور سے طلاق ہو گئی یا نہیں۔ شوہر کے کتنے عرصہ گم رہنے سے طلاق ہو جاتی ہے۔ اگر واقعی شریک ہونے والوں کے نکاح ٹوٹ گئے تو وہ کیا کریں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: ا۔ شوہر والی عورت کا نکاح کسی سے جائز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ۔ دیدہ ودانستہ ایسے نام نہاد نکاح میں شرکت کرنے والا سخت فاسق وگناہگار ہے جبکہ اسے حرام جان کر شریک ہوا اور جو نہ جانتا تھا کہ یہ نکاحی عورت کا نکاح ہو رہا ہے اس پر کچھ الزام نہیں۔ ہاں وہ شخص جو جانتا ہے کہ یہ عورت کسی کے نکاح میں ہے اور ہنوز اس نے طلاق نہیں دی ہے اور پھر اس نکاح کو حلال جان کر شرکت کر رہا ہے تو خود اس کا بھی نکاح گیا اور اسلام بھی گیا۔ اس پر فرض ولازم ہے کہ از سر نو اسلام لائے اور تجدید نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ شوہر کا عورت سے دور کسی اور ملک میں مقیم ہونا، طلاق کا موجب نہیں۔ تاوقتیکہ وہ طلاق نہ دے یا اس کی موت واقع نہ ہولے عورت اس کی منکوحہ ہے۔ ہرگز کسی اور سے نکاح نہیں کر سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ کتنی ہی مدت کیوں نہ گزر جائے عورت مطلقہ قرار نہ پائے گی۔ ہاں اگر مرد کی عمر سے ستر برس گزر جائیں یعنی اگر اب تک زندہ ہو تو ستر برس کا ہو مثلاً تیس برس کی عمر میں گم ہو تو چالیس سال گزر جائیں تو اس مدت کے گزرنے پر قاضی اسلام اس کی موت کا حکم کرے گا اور بعد حکم، عورت چار مہینے دس دن عدت میں بیٹھے۔ پھر عدت گزرنے پر جس سے چاہے نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ شوال المکرم ۱۳۸۳ھ

غصہ میں طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید اپنی دکان سے اپنے گھر آتا ہے اور اپنے بچے سے کہتا ہے کہ تم

دکان پر کیوں نہیں آئے اور اس کو مارنے لگتا ہے۔ ماں نے بچے کو چھڑوانا چاہا اس پر زید کو غصہ آجاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے تم کو طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! یہ کہہ کر گھر سے باہر چلا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کونسی؟ اب زید اس عورت کو اپنے گھر میں رکھنا چاہتا ہے تو اس کا طریقہ کیا ہوگا؟

فقط والسلام راقم قاری محمد ایوب ٹونکی، المستفتی محمد ایوب

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ بالا میں زید کی منکوحہ پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت ہمیشہ کے لئے زید پر حرام ہوگئی۔ تاوقتیکہ حلالہ نہ ہولے زید دوبارہ اسے اپنے نکاح میں نہیں لاسکتا۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۳ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ

تین سے زیادہ طلاقیں دینا

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، گزارش عرض یہ ہے کہ: نیازمند چھوٹو خان نے عرصہ پانچ یا چھ سال ہوئے، جب میں مزدوری سے اپنے گھر آیا۔ تو میری بیوی مسمات بسم اللہ نے مجھ کو برا بھلا کہا اس پر میں نے اپنی بیوی کو بیٹھے بیٹھے اور کھڑے ہو کر کہا کہ "جا میں نے تجھے طلاق دی!" تقریباً پانچ یا چھ دفعہ کہا۔ اس وقت مسمّی اللہ دین خان ولد جمال خان میرا پڑوسی بھی میرے گھر میں موجود تھا۔ جب مجھ سے محلّے کے لوگوں نے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا تو میں نے جواب دیا کہ میری مرضی۔ لہٰذا اب میں اپنی بیوی کو رکھنا چاہتا ہے۔ علماء دین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ میں اپنی بیوی سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہوں یا نہیں؟　چھوٹو خان ولد شیر داد خان، محلہ ملت آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** قال اللہ تعالیٰ

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (البقرہ: 230)۔ ترجمہ! پھر اگر شوہر نے بیوی کو تیسری طلاق دے دی۔ تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی۔ جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے۔ صورت مسئولہ بالا میں جبکہ چھوٹو خان نے اپنی منکوحہ مسمات بسم اللہ کو تین سے زائد طلاقیں دیں اور تین سے زیادہ طلاقیں ہیں نہیں تو قطعاً تین طلاقیں واقع ہوگئیں اور عورت اس کے نکاح سے نکل کر ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہوگئی۔ جب تک حلالہ واقع نہ ہولے چھوٹو خان کے لئے مسمات بسم اللہ حلال نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۳ ربیع الآخر ۱۳۸۳ھ

کنایہ طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید اور ہندہ کا نکاح پندرہ سال بیشتر منعقد ہوا تھا۔ اب تقریباً تین سال سے دونوں میں اَن بَن اور جدائی سے رہتی ہے یعنی شوہر کراچی میں مقیم ہے اور عورت حیدر آباد میں۔

شوہر اس کے نان ونفقہ کے مطالبے کو بھی اس عرصے میں پورا نہیں کرتا بلکہ جب بھی عورت نے مطالبہ کیا نان ونفقہ بلکہ طلاق بھی تو اس نے یہی جواب دیا تیرا میرا کوئی واسطہ نہیں۔ ''جو طبیعت چاہے سو کر چاہے شوہر کر یا کچھ اور'' برائے کرم مطلع فرمائیں کہ اس صورت میں عورت شرعی نکاح ثانی کرنے کی مجاز ہے یا نہیں؟　المستفتی احمد حسین، لطیف آباد نمبر ۱۱، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** عورت اور اس کے شوہر کے درمیان سالوں سے اس نزاع کا جاری رہنا، شوہر کا کراچی میں قیام کرنا اور عورت کا حیدر آباد میں مقیم رہ کر تنگدستی سے گزر بسر کرنا اور شوہر کا نان ونفقہ سے لاپرواہ رہنا اور عورت کے مطالبہ طلاق پر شوہر کا ہر بار اسے جواب دینا کہ ''تیرا میرا کوئی واسطہ نہیں۔ جو چاہے سو کر۔ شوہر کر یا کچھ اور'' صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ شوہر اس عورت کو اپنی زوجیت سے خارج کر چکا اور یہ الفاظ چوں کہ کنایات سے ہیں لہٰذا پہلی ہی مرتبہ جب کہ شوہر نے عورت کو جواب مذکور، دیا عورت پر طلاق بائنہ پڑ گئی۔ عدت گزار کر عورت کو شرعاً نکاح ثانی کا اختیار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۹ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ

حاملہ کو تین طلاق دیں تو کیا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص عبد الرحیم نے اپنی زوجہ کو جو کہ حاملہ تھی۔ بحالت غصہ تین بار طلاق دی۔ ایسی صورت میں طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں۔ اگر طلاق واقع ہوئی تو دوبارہ رجعت کی کیا صورت ہوگی؟ جو شرعی صورت ہے اس سے مطلع فرمادیں۔ عین نوازش ہوگی۔　فقط الراقم، سیّد عباس علی، ۳۱ جولائی ۱۹۶۳ء

۷۸۶ **الجواب:** طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ حاملہ ہو یا غیر حاملہ۔ بہر حال طلاق واقع ہو جائے گی۔ (درمختار۔ عالمگیری وغیرہ۔) صورت مسئولہ میں جبکہ عبد الرحیم نے اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دے دیں اگر چہ عورت حاملہ تھی۔ تو یہ تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں اور عورت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عبد الرحیم پر حرام ہوگئی۔ جب تک کہ حلالہ نہ ہولے۔ رجعت کی یہاں کوئی صورت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۵ ربیع الاوّل شریف ۱۳۸۳ھ

خلوت صحیحہ کے بغیر طلاق میں عدّت نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمات ملکہ کا عقد علی محمد کے ساتھ ہوا۔ جس کو عرصہ تقریباً پانچ سال کا ہوا۔ اور اس دوران میں میاں اور بیوی کے درمیان کوئی خلوت وغیرہ نہیں ہوئی۔ وقت نکاح لڑکی کی عمر گیارہ سال کی تھی۔ اور لڑکے کی عمر سترہ سال تھی۔ عورت نابالغی کے باعث خلوت سے محفوظ رہی۔ ابھی تک ہے۔ بتاریخ ۲۴ ستمبر کو علی محمد نے اپنی عورت کو طلاق دے دی۔ تحریر میں مسمات نے مہر معاف کر دیا۔ ایسی صورت میں عورت کے ذمّے عدّت واجب ہے یا نہیں؟ اس کے علاوہ دوسری جگہ قریب وقت، میں عقد کر سکتی ہے یا نہیں؟ یا اس کو عدّت پوری کرنا لازمی ہے؟ بعد نکاح مسمات اپنے شوہر کے گھر پر نہیں رہی۔ دونوں میں نااتفاقی کے باعث تین سال تک لڑکی اپنے والدین کے پاس

رہی۔ نابالغی میں نکاح ہوا اور نا اتفاقی بھی، اب مسمات کی عمر ۱۶ سال ہے۔ فقط ایک السائل، بتاریخ ۲۶ ستمبر ۱۹۶۳ء

۷۸۶ الجواب: نکاح زائل ہونے کے بعد عدت اس وقت ہے جب کہ خلوت صحیحہ ہو (عامۂ کتب) اور خلوت صحیحہ یہ ہے کہ زوج اور زوجہ ایک مکان میں جمع ہوں۔ اور کوئی چیز مانع جماع نہ ہو (عالمگیری۔ درمختار) صورت مذکورہ بالا میں چونکہ ملکہ کی نابالغی کے باعث اس کا شوہر علی محمد اس کے پاس نہ گیا۔ تو خلوت صحیحہ نہ پائی گئی۔ اور جبکہ زوج اور زوجہ کے درمیان خلوت صحیحہ نہ پائی گئی۔ اور علی محمد نے ۲۴ ستمبر ۱۹۶۳ء کو ملکہ کو طلاق دے دی۔ تو اس تاریخ کے بعد ہی اسے نکاح ثانی کا اختیار حاصل ہو گیا۔ یہاں کوئی عدت نہیں۔ جس کے گزرنے کا انتظار کیا جائے۔ مسماۃ مذکورہ کے والدین سرپرست جب چاہیں اس کا نکاح کر سکتے ہیں۔ شرعاً کوئی ممانعت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۳ھ

مدرسہ مفتاح العلوم حیدرآباد کے فتویٰ کی غلطی اور اس کا رد

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زبیدہ جب سات سال کی تھی تو اس کا نکاح فقیر محمد ولد نبی بخش کے ساتھ جس کی عمر تقریباً دس سال تھی اس کے چچا عبدالشکور نے جودھپور میں ۱۹۴۵ء میں کرا دیا تھا۔ اس کے بعد ہندوستان، پاکستان بن گیا تو لڑکی اپنے چچا عبدالشکور کے ہمراہ پاکستان آ گئی اور لڑکا ہندوستان میں ہی رہا۔ لڑکی کے چچا جو کہ حیدرآباد پاکستان میں مقیم تھے لڑکے کے والد سے خط و کتابت کرتے رہتے تھے مگر لڑکی لے جانے کے بارے میں کوئی تحریر نہیں آئی تھی۔ اس دوران میں لڑکی بالغ ہو گئی۔ لڑکی اور اس کی والدہ جو کہ بیوہ تھی۔ یہ دونوں عبدالشکور کے پاس حیدرآباد میں رہتے تھے۔ لڑکی کی والدہ نے کراچی جا کر ایک شخص مسمیٰ چھوٹو جی سے نکاح کر لیا۔ لڑکی اپنے چچا کے پاس ہی رہی۔ چھوٹو جی کا ایک لڑکا جو کہ پہلی بیوی سے تھا جس کا نام چاند علی تھا۔ کچھ عرصے کے بعد لڑکی کو اس کی والدہ اس کے چچا کے پاس سے کراچی لے گئی۔ اور وہاں عدالت میں لڑکی کے بیانات اور حالات بتا کر طلاق نامہ ۳۰ دسمبر ۱۹۵۳ء کو حاصل کر لیا۔ ہندوستان سے لڑکے کے والد کے یہاں سے ایک ہندی میں تحریر کردہ مورخہ ۱۰/ اپریل ۱۹۵۹ء کو آیا۔ جس میں تحریر تھا کہ ہم نے اپنے لڑکے فقیر محمد کی شادی کر دی ہے تم کو اختیار ہے کہ تم بھی اپنی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر سکتے ہو۔ اس خط کے آنے سے پہلے اور عدالت سے طلاق نامہ حاصل کرنے کے بعد ۱۹۵۳ء میں لڑکی کی والدہ نے اپنے خاوند کی پہلی بیوی کے لڑکے چاند علی سے زبیدہ کا نکاح کر دیا۔ لڑکا لیاقت علی صاحب کی بیوی کے یہاں نوکر تھا اور ہمیشہ باہر ہی رہتا تھا اس دوران وہ ایک یا دو مرتبہ ہی پاکستان آیا۔ خط و کتابت سے لڑکی زبیدہ، سے چاند علی کے حالات کچھ ناخوشگوار ہو گئے۔ جو کہ چاند علی کو پسند نہ آئے۔ اس نے خوشی سے اپنی بیوی زبیدہ کو ۲۶ جون ۱۹۶۱ء کو طلاق نامہ تحریر کیا اور اس کے ہمراہ اس کا مہر بھی پونڈ اور شلنگ میں روانہ کر دیا۔ جو کہ طلاق نامہ میں درج ہے۔ میں نے تم کو خوشی سے طلاق دی ہے اور اب تم آزاد ہو جہاں چاہو شادی کر سکتی ہو۔ عرصہ چھ ماہ کے بعد لڑکی کے چچا نے زبیدہ کا نکاح محمد حسین ولد فخرالدین سے مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۶۱ء کو کر دیا۔ اب محمد حسین

کے ایک لڑکی بھی ہے۔ برادری والوں کا یہ کہنا ہے کہ لڑکی کے پہلے خاوند فقیر محمد ولد نبی بخش کا کوئی تحریری طلاق نامہ نہیں ہے اس وجہ سے نہ تو پہلا نکاح جائز تھا اور نہ ہی دوسرا نکاح جائز ہے۔ اس دوران لڑکے محمد حسین کے والد انڈیا گئے اور زبیدہ کے پہلے خاوند فقیر محمد ولد نبی بخش سے تحریری طلاق نامہ حاصل کر لائے۔ جس میں قوم کے چار آدمیوں کے دستخط ہیں۔ اس کے بعد قوم کے پاس دو خط ایک ہی مضمون کے آئے جو ہم استفتاء کے ساتھ منسلک کر رہے ہیں۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ آیا یہ جو نکاح ہوئے درست تھے یا نہیں؟ فقط، ایک سائل و برادری

۷۸۶ الجواب: زبیدہ کے پہلے خاوند کے تحریری طلاق نامہ سے صراحۃً یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ۱۹۵۶ء میں زبیدہ کو طلاق دے دی ہے اگر یہ بات اس کی واقعی میں صحیح ہے تو یہ اس کی طرف سے طلاق کی خبر ہوگی جو کہ شریعت میں معتبر ہے۔ اس عبارت سے زبیدہ کے پہلے خاوند کی ۱۹۵۶ء والی طلاق معتبر سمجھی جائے گی۔ شامی ۲ صفحہ ۴۶۹ میں ہے **ففی واحدۃ قبل واحدۃ اوقع الاولی قبل الثانیۃ فبانت بھا فلا تقع الثانیۃ**۔ شامی کی اس عبارت کا بھی مفہوم یہی ہے کہ اس کی پہلی طلاق ہی معتبر ہے لہٰذا زبیدہ کا نکاح ثانی چاند علی سے شرعاً جائز اس میں شرعی کوئی قباحت ثابت نہیں ہوئی۔ پھر چاند علی کے طلاق دینے کے بعد عدّت گزار کر زبیدہ نے جو نکاح ثالث محمد حسین ولد فخر الدین سے ۱۹۶۱ء میں کیا وہ بھی درست ہے اور جو اولاد اس سے پیدا ہوئی ہے وہ شرعاً حلال کی اولاد ہے شرعاً زبیدہ اور اس کے موجودہ خاوند اور اولاد پر کسی قسم کا کوئی عار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

محمد عبدالرؤف، مدرس مدرسہ عربیہ مفتاح العلوم، گھاس مارکیٹ، حیدرآباد،
ھذا الجواب مصیب، شمس الدین مدرس مدرسہ عربیہ مفتاح العلوم

۷۸۶ الجواب: اللہ عزوجل نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ **قال اللہ تعالیٰ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ** (بقرہ: 237) تو جب تک فقیر محمد نے اپنی منکوحہ زبیدہ کو طلاق نہ دی۔ زبیدہ بدستور فقیر محمد کے نکاح میں رہی اور چاند علی خواہ کسی کو اس سے نکاح حلال نہ ہوا۔ اس نکاح بے معنی کے بعد بھی وہ دونوں زانی و زانیہ رہے اور جھوٹا نام نکاح کا کچھ مفید نہ ہوا۔ **قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ**۔ تم پر حرام ہیں شوہر والی بی بیاں۔ ہاں جب کہ فقیر محمد نے اپنی شادی کے وقت ۱۹۵۶ء میں زبانی اور پھر ۱۰ اپریل ۱۹۵۹ء کو تحریری طلاق دے دی تو اب زبیدہ کا نکاح جو کہ محمد حسین کے ساتھ ۷ دسمبر ۱۹۶۱ء کو قرار پایا وہ اس زبانی طلاق کے باعث جس کا اقرار خود فقیر محمد نے اپنی تحریر میں کیا ہے جائز و صحیح ہوا اور وہ اولاد بھی محمد حسین کی قرار پائی جو اس نکاح کے بعد تولد ہوئی۔ پھر جبکہ طلاق کے لئے تحریر شرط نہیں تو برادری والوں کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ دوسرا نکاح صحیح نہ ہوا۔ مفتی مدرسہ مفتاح العلوم کا فتویٰ جو اس نے نکاح اوّل کے جواز پر دیا اور پھر اس پر طلاق کو صحیح قرار دیا اور اپنی تائید میں جو عبارت شامی کی نقل کی یہ سب امور اس کی جہالت کے آئینہ دار ہیں۔ ایسے مفتیوں سے فتویٰ لینا بھی حرام ہے جنہیں کتاب سمجھنے کی لیاقت نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۸۳ھ

عورت کے نفقہ اور جہیز کا بیان

سوال: جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، طلاق دیتے وقت لڑکے والوں پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان سے آگاہ کیا جائے۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل چیزوں کے لئے بھی شرعی احکامات سے آگاہ کریں۔ ا۔ لڑکی کو جہیز واپس کیا جائے یا نہیں؟ (وہ جو لڑکی والوں نے لڑکی کو دیا ہے)؟

۲۔ زیور، برتن، اور پہننے کے کپڑے واپس کئے جائیں یا نہیں۔ وہ کپڑے جو کہ لڑکی نے استعمال کر لئے ہیں۔ ان کپڑوں کو دوبارہ بنوا کر دینا چاہئے یا نہیں۔ اس کے علاوہ بستر، تکیہ، اور پلنگ جو کہ اب ضائع ہونے کے لائق ہیں لڑکی کو دوبارہ نئے بنوا کر دیئے جائیں یا نہیں؟

امید ہے کہ جناب والا شرعی احکامات سے روشناس کریں گے تا کہ ان چیزوں کا صحیح اسلامی تصفیہ ہو سکے۔ عین نوازش ہوگی۔

نیاز مند، عبدالستار غوری

۷۸۶ الجواب: ا۔ جس عورت کو طلاق دی گئی ہے اس کے نان ونفقہ کا حسب حیثیت بند وبست کرنا، رہنے کے لئے مکان دینا تا کہ وہ ایام عدت گزار سکے۔ شوہر پر واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ زیور وغیرہ جہیز جو بیٹی والوں نے اپنی بیٹی کو دیا اس کی مالک عورت ہی ہے۔ شوہر کا اس میں کچھ حق نہیں۔ اب کہ طلاق دی گئی ہے اس عورت کو اپنا وہ مال واپس لینے کا پورا پورا اختیار ہے جیسے کہ اس کے استعمال کا پورا اختیار تھا۔ اور جب کہ عورت اپنی چیزیں اپنے اختیار سے استعمال کرتی رہی یا اس عورت کی رضا سے وہ سامان بحالت ہم آہنگی مرد یا اس کے اعزاء استعمال کرتے رہے اور وہ چیزیں پرانی یا نا قابل استعمال ہوگئیں تو شوہر یا شوہر کے والدین پر کوئی ذمہ داری نہیں کہ وہ یہ سامان نیا خرید کر یا بنوا کر دیں نہ یہ آج تک سننے میں آیا اور نہ کسی ذی ہوش نے لڑکے والوں سے ایسا لغو ونا قابل سماع مطالبہ کیا۔ بہر حال سامان جہیز میں جو سامان جس حالت میں موجود ہے اس کی مالک لڑکی ہے اور اس مال پر اس کا حق ثابت ہے۔ نئے اسباب کا نہ وہ مطالبہ کر سکتی ہے نہ اس کا حق ہے نہ اس مطالبہ کو پورا کرنا لڑکے والوں پر لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   یکم ربیع الاوّل شریف ۱۳۸۳ھ

نکاح صحیح کے بعد خلوت اور تین طلاق کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ: عبدالغفور ولد مداری نے اپنی زوجہ مسمات بسوان بنت عبدالرحمٰن کو تین طلاقیں دیں اور زوجہ سے صحبت بھی نہیں کی۔ طلاق ہونے کے بعد مسمات مذکورہ کو عدت گزارنا واجب ہے یا نہیں؟ اور نان ونفقہ کے بارے میں کیا حکم ہے؟   فقط والسلام السائل، عظیم اللہ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ بالا میں چونکہ نکاح صحیح کے بعد زوج زوجہ ایک مکان میں جمع ہو چکے تو یہ خلوت، خلوتِ صحیحہ ہے اور اگر خلوت صحیحہ کے بعد شوہر نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو عورت پر عدت واجب ہے بلکہ عدت میں نان ونفقہ

اور رہنے کو مکان دینا بھی واجب ہے۔ (جوہرہ۔ عالمگیری۔ درمختار وغیرہ۔) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷صفر المظفر ۱۳۸۳ھ

زبانی اور تحریری طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کو اپنی بیوی کے طرزِ عمل سے دیرینہ شکایات تھیں۔ جس کی وجہ سے ان کے باہمی تعلقات دودرجہ ہو چکے تھے۔ زید اپنی منکوحہ کو مسلسل فہمائش وتنبیہ کرتا رہا۔ لیکن مذکورہ بیوی نے اپنا طرزِ عمل نہیں بدلا۔ بالآخر مجبور ہو کر زید نے اپنی منکوحہ کو طلاق دے دی۔ وہ اس طرح کہ اس نے اپنی منکوحہ کو مخاطب کرتے ہوئے آواز بلند کرتے ہوئے اپنے ہوش وحواس میں تین دفعہ کہا۔ میں تجھے طلاق دیتا ہوں۔ اس کے بعد زید نے اپنے اس اقدام سے یونین کمیٹی کے چیئرمین کو بھی تحریری طور پر مطلع کر دیا۔ اس اطلاع نامہ کی ایک کاپی بذریعہ ڈاک اپنی منکوحہ کے پتہ پر ارسال کردی۔ برائے کرم از روئے حوالہ جات مطلع فرمائیں کہ طلاق مذکورہ بالا ہوئی یا نہیں؟ نیز یہ کہ حالات بالا کی موجودگی میں رشتہ مناکحت پھر سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟ محمد سلیمان، ریشم گلی، حیدرآباد

۷۸۲ الجواب: صورت مذکورہ بالا میں جب کہ زید نے اپنی منکوحہ وموطوءہ کو تین طلاقیں دیں تو یہ تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں اور وہ عورت زید پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی۔ تاوقتیکہ حلالہ نہ ہولے۔ اس سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ اب زید کا اس عورت سے نکاح کرنا حرام ہے! حرام ہے! حرام ہے! اور اس کی حرمت ایسی نہیں کہ کسی امام نے اپنے اجتہاد سے نکالی ہو۔ نہ اس کی حرمت کسی حدیث احاد سے ثابت ہے کہ جسے وہ حدیث نہ پہنچے یا اس کی صحت اسے ثابت نہ ہوئی وہ انکار کر سکے بلکہ اس کی حرمت قرآن عظیم نے خاص اپنی نص واضح صریح سے ارشاد فرمائی ہے کہ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ پھر اگر تیسری طلاق دے دی، تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی، جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے (اور صحبت نہ ہوجائے)۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

بغیر اجازت گھر سے نکلنے پر طلاق کی تعلیق کا حکم

سوال: مکرمی جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید کی زوجہ نہایت درجہ بدزبان اور انتہائی نافرمان ہے اور ہمیشہ اپنی بدزبانی اور بدگوئی کی وجہ سے اپنے شوہر کو پریشان کرتی ہے اور اگر شرعی احکام کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے تو اور زیادہ بدگوئی کرتی اور شوہر کے منع کرنے کے باوجود شوہر کے گھر سے بلا اجازت چلی جاتی ہے جبکہ شوہر یعنی زید نے اس طرح بھی منع کیا کہ اگر گھر سے باہر بغیر میری مرضی اور اطلاع کے گئیں تو شرعی طور پر تم پر طلاق عائد ہو جائے گی اس کے باوجود بیوی یہ کہکر چلی جاتی ہے کہ پرواہ نہیں۔ لہٰذا مجھے امید ہے کہ اس مسئلہ پر شرعی اصول سے روشنی ڈال کر شرعی حکم صادر فرمائیں گے؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: زید اپنی منکوحہ سے یہ کہتا ہے کہ اگر تم گھر سے باہر بغیر میری مرضی و اطلاع کے چلی گئیں۔ تو شرعی اصول سے تم پر طلاق عائد ہو جائے گی۔ تعلیق طلاق ہے یعنی وقوع طلاق کو گھر سے نکلنے پر موقوف کرنا ہے۔ اب اس تعلیق کے بعد اگر عورت اپنے گھر سے باہر چلی گئی۔ تو عورت پر اس وقت ایک طلاق رجعی پڑ گئی۔ اب اگر شوہر نے زمانہ عدّت میں قولاً یا عملاً اس سے رجعت کر لی فبہا۔ ورنہ بعد انقضائے عدّت اس سے دوبارہ نکاح کرنا شوہر کے اختیار میں ہے۔ اس پر جبر نہیں کیا جاسکتا۔ پھر جو عورت بے اجازت شوہر کے گھر سے چلی جایا کرتی ہے اور اس بناء پر اس کو طلاق دے دی گئی۔ تو وہ عدّت کا نفقہ نہیں پائے گی۔ اور عورت کے لئے یہ بڑی بدبختی کی بات ہے کہ اس سے اس کا شوہر ناراض ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ''عورت بغیر اجازت، شوہر کے گھر سے نہ جائے اور ایسا کیا تو جب تک نہ لوٹے۔ اللہ اور اس کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔'' عرض کی گئی'' اگر چہ شوہر ظالم ہو۔ فرمایا اگر چہ شوہر ظالم ہو۔'' واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۴ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

''میں طلاق دے چکا'' بھی طلاق ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ مسمات منّی ولد منیر جس کی شادی نابالغی میں معین (سنی) ولد محمد جی سے کر دی گئی اور ایجاب و قبول اُس کے والد نے کیا۔

۲۔ جب کہ منّی بالغ ہوئی اور اپنے سسرال گئی ان کے خاوند معین کو ناپسند ہوئی اور اس کو بدشکل اور بدصورت تصوّر کر کے مارا پیٹا اور اس کو کھانے پینے کو نہ دیا اور اس کو جسمانی نقصان پہنچایا اور ہر طرح کی تکلیف دے کر اس کو گھر سے نکال دیا۔ چار مرتبہ یہ کہہ کر، کہ منّی کو میری طرف سے طلاق ہے۔ ایسے حالات میں منّی کے چچا نے اہل پنچائیت سے کہا اور چند آدمی اس کے پاس گئے کہ وجوہات دریافت کریں تو اس کے خاوند نے کہا کہ میں اس کو طلاق دے چکا ہوں اور یہ میرے کسی کام کی نہیں میں اب بھی تمہارے سامنے طلاق دیتا ہوں طلاق! طلاق! طلاق! تین طلاقیں دے دیں ایسی حالت میں منّی اپنے مہر اور نفقہ عدّت اور جو اس کے باپ نے بوقت نکاح جہیز دیا تھا وہ لینے کی حقدار ہے یا نہیں؟　فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: اگر یہ واقعات درست ہیں تو منّی مطلقہ ہو گئی اور خلوت صحیحہ واقع ہو چکی ہے تو جتنا مہر مقرر ہوا تھا عورت اس کی حقدار ہو گئی۔ شوہر پر لازم ہے کہ اسے مہر کی رقم ادا کرے۔ یو ہیں عورت عدت کے اندر نفقہ پائے گی اور وقت رخصت جو کچھ کپڑا، زیور، برتن، وغیرہ عورت کو جہیز میں ملا تھا ان کی مالک خاص عورت ہے۔ طلاق کے بعد وہ اپنی ان اشیاء کا مطالبہ کرے تو شوہر پر لازم ہے کہ کپڑا، زیور، برتن، وغیرہ جو خاص عورت کے جہیز میں ہیں وہ واپس کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۳ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

طلاق ثلاثہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مستری لال محمد ولد خدا بخش میں اپنے ہوش و حواس کے

ساتھ اپنی زوجہ خاتون ولد سونی خان کو بخوشی طلاق لکھ رہا ہوں جو کہ تین آدمیوں کے سامنے تحریر کیا گیا۔ ان گواہان کے سامنے تین بار اقرار کرتا ہوں کہ میں نے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! خاتون کے کہنے سے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی!　　فقط لال محمد مستری

۷۸۶ الجواب: جبکہ مستری لال محمد ولد خدا بخش نے اپنی بیوی کے کہنے پر تین طلاقیں دیں تو تو عورت اس کے نکاح سے باہر ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍ (بقرہ:229)۔ یعنی طلاق جس کے بعد رجعت ہو سکے وہ دو بار ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نیکی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے پھر فرمایا فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ پھر اگر تیسری طلاق دی تو اس کے بعد عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے۔ آیت بالا سے معلوم ہوا کہ تین طلاقیں دینے کے بعد عورت شوہر پر حرام ہو جاتی ہے، ساتھ حرمت مغلظہ کے، حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر رجوع نہیں کر سکتا اور بعد از عدت اس سے نکاح نہیں کر سکتا جب تک کہ دوسرے شوہر سے شادی نہ کر لے اور صحبت نہ ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔　　سید محمد واصل شاہ عفی عنہ

الجواب صحیح وصواب والمجیب مثاب واللہ تعالیٰ اعلم۔　العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

شادی شدہ عورت کا نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: شمس الدین ولد اسحاق شاہ کا نکاح مسمات خاتون جنت بنت ناتھو شاہ سے کراچی میں ہوا تھا۔ اور میری دختر آمنہ بنت اسحاق شاہ کا نکاح عبدالغفور ولد ناتھو شاہ سے ہوا تھا جو کہ اپنے خاوند کے ساتھ ہے۔ لیکن نکاح کے بعد عبدالغفور ولد ناتھو شاہ نے مل کر میرے لڑکے شمس الدین اور اس کی بیوی خاتون بنت ناتھو شاہ کو اغوا کر کے ہندوستان لے گئے اور وہاں پہنچ کر پندرہ دن بعد شمس الدین کو گھر سے نکال دیا اور اس کی بیوی کو بھیجنے سے انکار کر دیا۔ لیکن جب شمس الدین گھر سے نکلنے لگا۔ تب اس کی بیوی خاتون بنت ناتھو شاہ نے کہا کہ تم مجھے کب لینے آؤ گے۔ اس پر شمس الدین نے کہا کہ بہت جلد لینے آؤں گا۔ شمس الدین اپنی بیوی کی اس خواہش پر ایک سال تک ہندوستان میں رکا اور بار بار سسرال جا کر کوشش کرتا رہا کہ میری بیوی کو بھیج دیں لیکن انکار کرتے رہے۔ آخر کار ناتھو شاہ نے مجھے یعنی اسحاق شاہ کو لکھا کہ تم آ کر اپنے لڑکے کی بیوی کو لے جاؤ۔ اس پر میں پاسپورٹ اور ایمرجنسی فارم لیکر ہندوستان گیا۔ لیکن مجھے بھی انکار کر دیا۔ میں بھی کوشش کرتا رہا۔ آخر پاسپورٹ کی مدت ختم ہونے پر واپس پاکستان آ گیا۔ یہاں پر بھی آ کر کوشش جاری رکھی۔ یہاں تک کہ دوبارہ پھر گیا لیکن انہوں نے نہیں بھیجا۔ آخر عبدالغفور شاہ کے تحریری مشورہ پر ناتھو شاہ نے اپنی لڑکی مسمات خاتون کو بغیر طلاق لئے دوسرے کے ساتھ نکاح کر کے بھیج دیا۔ جہاں اس کے بطن سے بچے بھی ہوئے ہیں۔ اب علماء دین عبدالغفور شاہ اور ناتھو شاہ کے متعلق کیا حکم فرماتے ہیں۔ جنہوں نے بغیر طلاق خاتون بنت ناتھو شاہ کو دوسرے کے ساتھ نکاح کر دیا؟　　فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: اگر مذکورہ بالا واقعات صحیح ہیں تو مسمات خاتون کا نکاح اس دوسرے شخص سے منعقد نہ ہوا۔ اللہ عزوجل نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ عزوجل بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (بقرہ: 237)۔ پس جبکہ شمس الدین نے ہنوز طلاق نہ دی خاتون بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے۔ اور کسی کو ہرگز اس سے نکاح حلال نہیں۔ اگر کر بھی لیا یہ جھوٹا نام نکاح کا کچھ مفید نہ ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ یعنی تم پر حرام کی گئیں شوہر والی بی بیاں۔ عورت اب جس کے پاس ہے اس پر فرض قطعی ہے کہ عورت کو اپنے پاس سے جدا کرے اور نکال دے اور عورت پر فرض قطعی ہے کہ اس سے جدا ہو جائے اور اپنے خاوند شمس الدین کے پاس آئے ناتھو شاہ اور عبدالغفور شاہ اور وہ عورت اور وہ شخص جس کے ساتھ یہ عورت بنام نکاح دی گئی ان میں سے جو شخص ان احکام کی تعمیل نہ کرے۔ مسلمان اسے اپنی صحبت سے نکال دیں اور اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا ترک کر دیں۔ ایمان والے مرد اور ایمان والی بی بیاں انہیں یک لخت چھوڑ دیں۔ نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں اور نہ خود ان کے پاس بیٹھیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (انعام)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — یکم محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

اعتراف طلاق سے طلاق ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ع کی بہن سے م کی شادی تقریباً تیس سال پہلے ہوئی اور اس شادی کے چند دن بعد نا اتفاقی ہوئی۔ قریباً نو سال تک ع نے اپنی بہن کو م کے پاس نہیں بھیجا اور شرع کے مطابق فتوے وغیرہ بھی منگوائے لیکن شریعت نے اس کو اجازت نہیں دی جس سے کہ وہ اپنی بہن کی شادی دوسرے جگہ کرتا اور ع کی بہن جب بالغ ہوئی تو وہ اپنے شوہر کے پاس آ گئی اور ع نے بھی اس کو اس کے شوہر کے حوالے کر دیا اور اب زندگی گزارتے ہوئے تقریباً بیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ پہلے والی نا اتفاقی پر شروع میں خط و کتابت سے جھگڑا شروع ہوا۔ دونوں طرف سے یعنی ع اور م کی اس سے زیادہ بگڑ گئی اور خطوں میں اس قدر نازیبا الفاظ استعمال ہوئے کہ م نے ع کو لکھ دیا کہ میں نے تیری بہن کو رنڈی سمجھ کر رکھ ہوا ہے۔ ''میں نے پہلے ہی طلاق دے دی تھی''۔ لیکن یہ بالکل غلط تھا صرف جھوٹ تھا کوئی طلاق نہیں دی تھی۔ م نے صلح کا ہاتھ بڑھایا مگر ع نے کہا تم گناہ کی زندگی بسر کر رہے ہو تم اس قسم کا خط لکھ چکے ہو۔ تو م کو یاد نہیں کہ لکھا ہے یا نہیں کہ اس وقت گالی وغیرہ خوب لکھی جا رہی تھی۔ م نے اپنی بیوی سے کہا کہ شریعت نہ تمہاری نہ ہماری اس کا فیصلہ علماء دین فرمائیں گے مگر م کی بیوی کہتی ہے کہ اگر تم نے ایسے الفاظ لکھے تو میرے بھائی کو لکھے ہیں طلاق اگر دینی ہے تو مجھے دو بھائی کو نہیں اگر بھائی کو طلاق کے متعلق لکھا ہے تو تم نے تو جھوٹ لکھا ہے اگر مجھ کو طلاق دے کر لکھتے تو صحیح تھا کہ اب اس مسئلہ میں آ گاہی بخش کر اس گناہ عظیم سے نجات دلائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ فقط والسلام سائل۔ م عین

۷۸۶ الجواب: شوہر کا یہ لکھنا کہ میں نے پہلے طلاق دے دی تھی یہ ایقاع طلاق کا اعتراف ہے اور اس اعتراف کے باعث عورت پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی اگر چہ یہ بات شوہر نے لکھی ہو اور جب کہ عورت شوہر ہی کے یہاں موجود رہی تو

ایام عدت میں ہم بستری پائے جانے پر رجوع واقع ہوگیا اور عورت بدستور حلال ہوگئی یہ حکم تازیست باقی رہے گا جب تک شوہر اسے اور طلاق نہ دے اور آئندہ عورت پر دو طلاقیں پڑنے سے نکاح زائل ہوگا کہ بغیر حلالہ عورت حلال نہ ہوگی بہر حال فی الحال یہ دونوں زن وشوہر کی طرح رہیں اور ہنسی خوشی زندگی بسر کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

طلاق بائن کی صورت

سوال: برادرم محمد سلطان! میری یہ آخری کوشش تھی کہ اگر بشیرہ پاگل ہوتی تو میں بھگت لیتا مگر اب میرے اندر برداشت کا مادہ نہیں ہے۔ اس لئے میں نے اس کو طلاق دے دیا اب میری طرف سے رشتہ ختم ہوگیا اگر تم اس کو رکھتے ہو تو تمہاری خالہ زاد ہمشیرہ ہے میرے کو کوئی اعتراض نہیں اگر نہیں رکھتے تو میرے کو کوئی شکایت نہیں ہوگی ذاکرہ جلیل اگر لیجاتے ہیں تو لیجانے دینا اگر میرے خدا نے میرا ساتھ دیا تو میں بچوں کو حاصل کرلوں گا نہیں تو صبر کے سوا میں کچھ نہیں کرسکتا۔

قبلہ مفتی صاحب! اس تحریر کو لکھنے والے نے آج سے تین سال پہلے اپنی بیوی کو طلاق دیا تھا۔ طلاق دینے کے ایک ہفتے بعد انکاری ہوگیا کہ میں نے طلاق نہیں دیا اور تین سال کے عرصے میں خرچ لینے کی کوشش بھی کی مگر لڑکے والوں نے کوئی خرچ نہیں دیا۔ اب دونوں دوبارہ میاں بیوی کی حیثیت سے رہ سکتے ہیں یا نہیں؟ شوہر یہ تحریر گھر میں ڈال کر چلا گیا یہ تحریر اس کے ہاتھ کی بھی نہ تھی اور دوسروں کے ہاتھ کی تھی۔ فقط والسلام عبداللہ، لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۱، کواٹر ۱۶۷، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مذکورہ بالا تحریر جبکہ شوہر خود گھر میں دے کر گیا اور وہ بھی تعلیم یافتہ۔ تو اس تحریر کے بعد اس کا انکار طلاق محض بے معنی ہے البتہ اس تحریر سے زیادہ سے زیادہ جو چیز ثابت کی جاسکتی ہے وہ طلاق بائنہ "میری طرف سے رشتہ ختم ہوگیا ہے۔" جبکہ اس جملے سے طلاق دینا مقصود ہو۔ بہر حال احتیاط اس میں ہے کہ زوجین چند شاہدوں کے روبرو دوبارہ ایجاب وقبول کرلیں اور حسب سابق میاں بیوی کی طرح رہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَبُعُولَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا (بقرہ:228)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ شوال ۱۳۸۳ھ

ظہار کے الفاظ استعمال کئے اور عورت نے اس کو طلاق سمجھ کر، طلاق کا اعلان کردیا شوہر نے پھر بھی اس معنی کی مخالفت نہ کی تو اس عمل سے طلاق بائن ہوگئی۔ کورٹ کے کہنے سے نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین حنفی المذہب اس مسئلہ میں کہ: زید اپنی عورت کی ہر وقت مار پیٹ کرتا رہتا تھا اور نان ونفقہ بھی جو کہ اس کے ذمہ تھا وہ بھی برابر لاکر نہیں دیتا تھا بلکہ عورت خود دستکاری کر کے اپنا پیٹ پالتی اور زید کا بھی گزارا کرتی اور قریباً دس سال عورت نے شوہر کے ظلم برداشت کئے پھر بھی زید اپنی عورت سے خوش نہیں تھا دونوں میاں بیوی میں موافقت نہیں ہوئی۔ آخر ایک روز مورخہ ۲۱.۱۲.۱۹۵۸ء کو زید نے اپنی بیوی سے کچھ خرچ طلب کیا اور بیوی کے پاس کچھ

موجود نہ تھا۔ اس پر اپنی بیوی کو بہت بری طرح سے لکڑی سے جسمانی سزا دی جو کہ قابل برداشت نہ تھی اور زید کو مظلوم و بے بس بیوی پر رحم نہ آیا اور مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا اور کہا کہ تم واپس میرے گھر نہ آنا آخر وہ اپنے والدین کے مکان پر پولیس کے ذریعہ چلی گئی اور وہاں جا کر شوہر کے نان ونفقہ اور خبر گیری کا انتظار کیا اور دو سال تک شوہر نے بیوی کی کوئی خبر گیری نہ کی اور آخر مجبور ہو کر بیوی نے شوہر کے خلاف دعویٰ تنسیخ نکاح کر دیا تھا اور حلفیہ بیان دیئے۔ حلف نامہ بھی داخل کیا جو کہ شوہر، زید نے ظلم کیے تھے۔ عدالت نے سب حقیقت پر غور فرما کر بیوی کا یہ دعویٰ، شوہر پر صحیح تسلیم کیا کیوں کہ زید نے بیوی کے بیان وحلف نامے کی کوئی بھی مخالفت نہ کی اور نہ گواہ پیش کیے اور نہ نان ونفقہ دیا نہ طلاق دی نہ کسی قسم کی ضمانت دی جب سب سول کورٹ کے مسلمان سب جج جناب سیّد محمود علی شاہ بخاری صاحب نے مورخہ ۵ جولائی ۱۹۶۱ء کو عورت کا نکاح شوہر سے منسوخ کر دیا آرڈر فیصلہ کا حکم صادر فرما دیا تھا اور زید نے اپنی بیوی کے خلاف ڈھائی سال تک آرڈر فیصلہ نکاح کے منسوخ ہونے پر اپیل نہ کی اور عورت کی طلاق عدالت سے مسلمان حاکم نے دی دے تھی اس عورت نے منسوخی نکاح کے فیصلے کے ڈھائی سال بعد دوسرے شخص سے مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۶۳ء ۲۶ رجب المرجب ۱۳۸۲ھ کو نکاح کر لیا۔ عدالت سے منسوخ نکاح یعنی طلاق ہو گیا۔ کیا یہ شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ اور اس عورت کا دوسرے شخص سے نکاح جائز ہے یا یا ناجائز؟ اور اس نکاح میں شریک ہونے والے کی شرکت جائز ہے یا ناجائز؟ قرآن وحدیث شریف وفقہاء حنفیہ کے اقوال سے جواب عنایت فرمائیں۔

بقلم خود عبدالکریم ولد عبدالعزیز، شیخ پھلیلی پار، حیدرآباد، مورخہ ۲ فروری ۱۹۶۴ء

۷۸۶۔ الجواب: کورٹ کی جملہ کاروائی کے کاغذات کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مدعیہ کے ''شوہر زید'' نے مدعیہ کو بری طرح مارا اور زخمی کر کے نکال دیا یہ کہتے ہوئے کہ ''تم میری ماں اور بہن کے برابر ہو'' مزید یہ کہ وہ واپس اس مدعا علیہ کے گواہ کے گھر نہ آئے ورنہ وہ جان سے مار ڈالے گا۔ (پیراگراف نمبر ۲)

مدعیہ کے دعویٰ کے خلاف مدعا علیہ نے کوئی ثبوت پیش نہ کیا اور نہ مدعیہ کے حلفیہ بیان کی کوئی مخالفت کی۔ (پیراگراف نمبر ۱)

ان وجوہ کی بنا پر فاضل مجسٹریٹ نے لکھا وہ تمام الزامات جو ''مدعیہ عورت نے'' مدعا علیہ ''شوہر'' پر لگائے ہیں قائم رہے ہیں۔ (پیراگراف نمبر ۱۰)

فقیر حقیر بھی ان ہی حقائق کی بناء پر بعونہ تعالیٰ یہ فتویٰ دیتا ہے کہ اگر شوہر نے واقعتہً وہی الفاظ استعمال کیے کہ ''تم میری ماں بہن کے برابر ہو'' اور گھر سے نکال دیا اور پھر عورت مذکورہ نے کورٹ سے تنسیخ نکاح کی اجازت بھی حاصل کر لی اور پھر ڈھائی سال کے بعد کسی اور سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح ثانی شرعاً صحیح و درست ہے کہ اب یہ عورت زید کی منکوحہ نہ رہی بلکہ ظہار کے ان کلمات کو بجائے طلاق کے سمجھنے سے، اس کے نکاح سے نکل گئی اور آزاد عاقل بالغ اپنے فعل کی مختار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ شوال المکرم ۱۳۸۳ھ

زنا سے حاملہ عورت سے نکاح درست ہے

سوال: ایک شخص نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا۔ جس کے شوہر کے انتقال کو کئی سال گزر گئے تھے۔ بعد نکاح معلوم ہوا

کہ اس عورت کو حمل ہے تو قوم والوں نے اس پر اعتراض کیا تو اس پر دونوں میں نا اتفاقی پیدا ہوگئی تو اس عورت کے خاوند نے اس عورت کو اپنے میکے پہنچا دیا تو کچھ دن بعد اس کو لڑکا پیدا ہوا تو اس کے بعد خاوند عورت کے گھر گیا اور نا اتفاقی زیادہ بڑھ گئی تو اس مضمون کے زیر تحت شوہر نے اس عورت کو کہا کہ تو میرے نکاح سے باہر ہے۔ تو اس عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دے دو تو اس نے اسے طلاق دے دی۔ کچھ دنوں بعد دونوں میاں بیوی میں محبت اور اخلاق پیدا ہو گیا تو وہ دونوں نکاح پر رضامند گئے تو اب کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ ان دونوں میں نکاح اب ہو سکتا ہے یا نہیں؟

فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: جو عورت زنا سے حاملہ ہو۔ اس کا نکاح درست ہے اور نکاح درست ہو تو پھر اس پر طلاق بھی واقع ہوگی۔ اب اگر شوہر نے اپنی منکوحہ کو ایک طلاق یا دو طلاقیں اگر چہ بائن دیں تو دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے باہمی رضامندی سے اور اگر شوہر نے تین طلاقیں دے دیں تو دوبارہ نکاح بغیر حلالہ کے نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۴ ذی قعد ۱۳۸۳ ھ

مطلقہ کے ساتھ رہنا حرام ہے

سوال: محمد بخش کی عمر تقریباً ستر ''۷۰'' سال ہے۔ محمد بخش کی بیوی فاطمہ بھی زندہ ہے اور ان کی دو لڑکیاں ہیں جو شادی شدہ ہیں۔ محمد بخش نے اپنی بیوی فاطمہ بی کی سگی ہمشیرہ کی لڑکی سے شادی کر لی۔ شادی کے دوسرے تیسرے دن محمد بخش کے گاؤں کے مشہور قاضی کو اس شادی کی اطلاع ملی۔ تو قاضی صاحب نے محمد بخش کو کہا کہ تم نے یہ شادی شرع کے خلاف کی ہے۔ یہ تمہاری منکوحہ بیوی کی سگی بھانجی ہے۔ شرع میں جس طرح بہن کے اوپر بہن نکاح میں نہیں آ سکتی اسی طرح خالہ پر بھانجی خلاف شرع ہے۔ اس لڑکی کو ہم یہاں نہیں رہنے دیں گے۔ اس پر محمد بخش کے گھر و رشتہ کے تمام افراد نے قاضی صاحب سے اپیل کی کہ اب یہ شادی ہو چکی ہے۔ ہماری بے عزتی ہوگی۔ کسی طرح اس کو جائز ہونے کا طریقہ فرمائیں۔ قاضی صاحب کی تجویز پر محمد بخش نے اپنی منکوحہ فاطمہ بی کو طلاق دے دی۔ اس بات کو تقریباً نو سال کا عرصہ گزر چکا ہے کہ فاطمہ کی طلاق کی میعاد کے بعد پھر دوبارہ لڑکی سے نکاح ہوا۔ لیکن اتنے عرصے سے محمد بخش کے ساتھ دونوں بیویاں اور سب اکٹھے ایک ہی مکان (کمرہ) میں رہتے ہیں۔ اور گھر کے تمام اختیارات طلاق شدہ سابقہ بیوی کو ہیں۔ روٹی، کپڑا، سیاہ، سفید، کرنا بلکہ گھر کے سب افراد کی زندگی و موت فاطمہ کے قبضے میں ہے۔ فاطمہ نے گھر کے تمام ترکہ سے نصف حصہ اپنے قبضے میں لے لیا ہے اور محمد بخش باہر ملازمت کرتا ہے اس کی دوسری نکاح شدہ بیوی اپنے پاس ہو تب بھی فاطمہ محمد بخش سے تنخواہ کا نصف حصہ منگوا لیتی ہے۔ تمام گھر پر اتنا رعب اور اتنی حاوی ہے کہ کئی بار محمد بخش گھر پر چھٹی لے کر آیا اور فاطمہ نے لڑائی جھگڑا اور ڈنڈا جوتا چلا کر محمد بخش کو گھر سے نکال دیا اور محمد بخش مسجد میں چھٹی کاٹ کر پھر ملازمت کے لئے روانہ ہو گیا حالانکہ رہائشی مکان محمد بخش کا خود کا ہے۔ ۱۔ کیا طلاق شدہ عورت اپنے سابقہ شوہر کے ساتھ رہ سکتی ہے اور مندرجہ بالا طریقہ پر اس کے اختیارات اور حقوق جائز ہیں یا نہیں؟

۲۔ کیا ایسے شخص کے ساتھ برادری یا دیگر سب مسلمان اسلامی تعلقات قائم رکھ سکتے ہیں؟

۳۔ کیا ایسے حالات میں دوسری بیوی پر شرعاً کوئی اثر پڑتا ہے۔ اور ایسے شخص پر شرعاً کیا تعزیرات اور فتویٰ عائد کئے جا سکتے ہیں؟ اللہ دتہ خان، ہیڈ کانسٹیبل C.I.D.، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: جس عورت کو طلاق دی گئی ہے وہ صرف ایام عدت کے نفقہ کی مستحق ہے۔ انقضائے ایام عدت پر شوہر کے ذمہ کوئی نفقہ واجب نہیں۔ اور سکنہ یعنی رہنے کا مکان جو کہ نفقہ کا تیسرا جزء ہے۔ یہ بھی شوہر سے قطعاً ساقط ہے۔ مسمّی محمد بخش نے جبکہ فاطمہ بی کو طلاق دے دی تو ایام عدت گزرنے پر وہ تمام حقوق ساقط ہو گئے جو بربنائے نکاح محمد بخش پر شرعاً لازم تھے اور فاطمہ بی اب محمد بخش کے لئے محض اجنبیہ ہو گئی اور محمد بخش اور فاطمہ بی کا ایک مکان میں دوسرے متعلقین کے ساتھ رہنا درکنار۔ وہ ایک دوسرے کی طرف نظر بھی نہیں کر سکتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ صورت مذکورہ بالا میں جبکہ بالادستی محمد بخش کی مطلقہ فاطمہ بی کو حاصل ہے تو ضرور محمد بخش کی منکوحہ، اور دیگر متعلقین کی حق تلفی ہوتی ہے تو وہ یقیناً مظلوم ٹھہرے اور فاطمہ بی کہ ان کے حقوق پر اثر انداز ہے۔ شرعاً اور قانوناً ظالم قرار پائی۔ ایسی حالت میں بااثر حضرات کو اپنے اثر ورسوخ کو کام میں لا کر فاطمہ بی کو ان مظالم سے باز رکھنا چاہئے۔ اور محمد بخش تو بیچارہ خود ہی مظلوم ہے۔ ہاں اگر محمد بخش خود ہی فاطمہ بی کو اپنے سے جدا نہیں کرتا تو بلاشبہ مسلمان اسے مجبور کر سکتے ہیں اور جب تک وہ حق کی طرف نہ آئے یہاں اس کے سوا اور کیا چارہ کار ہے کہ سلام کلام وغیرہ ترک کر دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ محمد بخش کی دوسری بیوی اپنے حقوق کے لئے شرعاً ہر جائز کاروائی کر سکتی ہے اور محمد بخش اگر اس کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے تو وہ اپنے حقوق اس سے بھی منوا سکتی ہے۔ فاطمہ بی کے رہنے کے باعث اگر مکان میں تنگی ہے تو وہ فاطمہ بی سے بھی مکان خالی کرا سکتی ہے لیکن اس کا مطالبہ وہ صرف محمد بخش سے کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ذی قعد ۱۳۸۳ھ

طلاق بائن کے الفاظ

سوال: بخدمت جناب خلیل العلماء مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی زوجہ کو یہ کہہ کر نکال دیا کہ "جا میں نے تجھے طلاق دی چلی جا میرے گھر سے" جس پر وہ چلی گئی۔ اب چار ماہ کے بعد دونوں کی صلح ہو گئی اب فریقین دوبارہ نکاح کرنا چاہتے ہیں کیا نکاح درست ہے؟

نوٹ:۔ زید سے حلفیہ بیان لیا گیا۔ اس نے حلفیہ بیان دیتے ہوئے محلّے والوں کو یقین دلایا ہے کہ اس نے ایک مرتبہ طلاق دی۔ سائل عبدالشکور

۷۸۶ الجواب: اگر یہ واقعہ ہے کہ شوہر نے صرف یہ کہہ کر گھر سے نکال دیا کہ "میں نے تجھے طلاق دی جا میرے گھر سے" اور عورت گھر سے نکل بھی گئی۔ تو اگرچہ اب عدت گذر چکی ہے۔ جانبین باہم نکاح کر سکتے ہیں۔ فقہا کرام تصریح فرماتے ہیں کہ جس عورت کو تین سے کم طلاق بائن دی ہے۔ اس سے عدت میں بھی نکاح کر سکتا ہے اور بعد عدت بھی۔ (عامہ کتب)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ذی قعد ۱۳۸۳ھ

مضمون طلاق پر دستخط کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: شرف الدین ولد عبدالرزاق نے حسب ذیل مضمون پر مشتمل دوروپیہ کے فارم پر نشان انگوٹھا ثبت کیا۔ شرف الدین ولد عبدالرزاق رئیسہ خاتون یعنی میری بیوی کو میں طلاق دیتا ہوں اور میں خوشی سے طلاق دے رہا ہوں اور رئیسہ خاتون خود بھی چاہ رہی ہے۔

گواہ۔ نواب الدین گواہ۔ بشیر الدین

دستخط۔ شرف الدین

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اب جانبین شرعاً نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں؟

حافظ عبداللطیف قریشی اشرفی، مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۶۴ء

۷۸۶ **الجواب:** شرف الدین ولد عبدالرزاق کا مذکورہ بالا تحریر پر دستخط کر دینا اقرار طلاق ہے۔ اور شوہر کا اپنی منکوحہ سے یہ کہنا کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں۔ ان الفاظ کا حکم یہ ہے کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اگرچہ کچھ نیت نہ کی ہو یا بائن کی نیت کی ہو یا ایک سے زیادہ کی نیت کی ہو۔ (درمختار وغیرہ) اور عورت کو اگر تین سے کم طلاق بائن دی ہیں۔ یا طلاق رجعی دی اور عدت گزر چکی۔ اب دوبارہ اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ یہاں حلالے کی بھی حاجت نہیں۔ (عامۂ کتب)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی قعد ۱۳۸۳ھ

حاملہ کو بھی طلاق ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو بحالت غصہ طلاق دے دی اور طلاق دیتے وقت اس کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اس کی بیوی حاملہ تھی۔ مگر چند روز بعد جب کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے چکا تھا۔ اس وقت اس کو معلوم ہوا کہ اس کی بیوی حاملہ ہے۔ لہٰذا بروئے شریعت یہ بتایا جائے کہ آیا بیوی حاملہ ہونے کی صورت میں اس کو طلاق ہو سکتی ہے یا نہیں؟ حکیم سید محمد محفوظ علی، جنرل سیکریٹری اہل سنت وجماعت، حیدرآباد سندھ، ۲۱ مارچ ۱۹۶۴ء

۷۸۶ **الجواب:** طلاق میں عورت کی جانب کوئی شرط نہیں۔ حاملہ ہو خواہ نہ ہو۔ بہر حال طلاق واقع ہوگی۔ البتہ عورت حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ (درمختار۔ عالمگیری وغیرہ)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی قعد ۱۳۸۳ھ

طلاق کے بعد انکار معتبر نہیں ہے

سوال: بخدمت شریف جناب مفتی صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد

کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی منکوحہ کو تین طلاقیں اپنے ہوش وحواس میں بہت سے مردوں کے سامنے یہ کہتے ہوئے دیں کہ ''لوگ گواہ رہنا میں اس لڑکی کو طلاق دیتا ہوں'' منکوحہ کے وارثین کی طرف سے

قانونی چارہ جوئی کرنے کی وجہ سے زید اب انکار کرتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دیا۔لہٰذا علماء ملت فتویٰ صادر فرمائیں؟
فقط طالب فتویٰ، محمود علی، لطیف آباد یونٹ نمبر ۲، حیدرآباد

۷۸۷ **الجواب**: زید نے جبکہ اپنی منکوحہ کو باقائی ہوش وحواس دوسرے لوگوں کو جن میں مرد بھی عورتیں بھی، گواہ بناتے ہوئے تین طلاقیں دے دیں تو وہ طلاقیں ضرور واقع ہوگئیں۔اور عورت فی الفور اس کے نکاح سے نکل کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہوگئی اب زید اس عورت سے نکاح بھی نہیں کرسکتا جب تک کہ حلالہ نہ ہوجائے۔قال الله تعالیٰ فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ (بقرہ:230) زید کا انکار گواہوں کے ہوتے ہوئے محض بے معنی ہے اور ناقابل قبول۔گواہوں کے ہوتے ہوئے وہ کاذب قرار دیا جائے گا۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ربیع الاوّل شریف ۱۳۸۴ھ

غیر مدخولہ پر عدّت نہیں ہے

سوال: منکہ مسمی عبد الجبار ولد محمد شفیع ساکن حیدرآباد جامشورو کالونی قوم پٹھان میں باہوش وحواس درست، بلا کسی جبر وتشدد کے مسمات نجمہ ولد عبد الرشید، ساکن سرفراز کالونی حیدرآباد کو طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! مسمات میرے نکاح میں آٹھ نو سال قبل جب کہ وہ نابالغ تھی دی گئی تھی۔اب جبکہ بالغ ہے اور مجھے قطعی طور پر پسند نہیں کرتی اور کسی قیمت پر میرے ساتھ رہنے کو تیار نہیں ہے میں اس کو بڑی خوشی سے طلاق دیتا ہوں۔میرا لڑکی یا اس کے متعلقین شفیق الحسن الدین وغیرہ سے کوئی جھگڑا نہیں ہے۔نہ میرا ان کے ذمہ واجب الادا رقم وروپیہ وغیرہ ہے۔غرض یہ ہے کہ کسی چیز یا زیور کا اور کپڑے وغیرہ کا کوئی دعویٰ نہیں کرتا ہوں اور نہ رکھتا ہوں اس وقت میرے فیصلے میں، حاجی مشیت اللہ، چاند خان، شفیق الحسن، للّو، نجمہ گوہر جہاں وغیرہ موجود ہیں جن کے سامنے میں نے یہ مذکورہ طلاق دی اور تحریر لکھ دی تاکہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آسکے۔
راقم: شفیق الحسن جنرل سیکریٹری محلّہ کمیٹی سرفراز کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب**: صورت مسئولہ میں جبکہ شوہر یعنی عبد الجبار نے اپنی منکوحہ مسمات نجمہ کو تین طلاقیں دے دیں تو عورت اس کے نکاح سے نکل گئی اور جبکہ سائل کا بیان ہے کہ عورت کی رخصتی عمل میں نہ آئی اور عورت کبھی شوہر کے یہاں بھی نہیں گئی اور نہ دونوں کبھی یکجا ہوئے تو اس صورت میں عدّت بھی نہیں ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ربیع الاول شریف ۱۳۸۴ھ

غصہ میں تین طلاقیں دیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص محمد صدیق نے اپنی زوجہ جمیلہ کو گھریلو بات پر غصہ کی حالت میں کہہ دیا کہ میں نے تجھے طلاق دی اور تین بار کہہ دیا مگر غصہ کی حالت میں؟ تو اب کیا مسئلہ ہے؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب**: صورت مسئولہ میں اس عورت پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں۔عورت فوراً نکاح سے نکل کر مرد کے لئے ہمیشہ

ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی۔ اب اس عورت کو اس وقت تک یہ شوہر اپنے نکاح میں نہیں لاسکتا جب تک حلالہ نہ ہولے۔ واللہ تعالیٰ اعلم　　العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۷ ذی قعدہ ۱۳۸۴ھ

سالی کے ساتھ زنا سے منکوحہ حرام نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید نے اپنی حقیقی سالی سے باہمی رضامندی سے زنا کیا۔ اور حمل قائم ہوا اور جب یہ حمل واضح طور پر ظاہر ہوگیا باوجود کوشش کے ضائع نہ ہوسکا تو سالی کو زید کے ساتھ بھیج دیا گیا۔ جب کہ وہ سالی پہلے سے ایک شخص کی منکوحہ تھی۔ اسی دوران میں زید کی اپنی منکوحہ بھی حاملہ ہوئی۔ اور معمولی فرق کے ساتھ دونوں کا وضع حمل ہوا۔ ایسی صورت میں منکوحہ اور زانیہ وزانی ہر سہ فریق کے لئے علماء دین کیا فرماتے ہیں۔

المعروض امام الدین ولد حسن

۷۸۶ **الجواب:** زنا تو ہر حال میں حرام ہے، مگر سالی سے زنا اگرچہ بارہا ہو عورت کو اصلاً حرام نہیں کرتا۔ اور سالی سے زنا کرنے سے زوجہ مطلقہ نہیں ہوتی۔ لہٰذا زید کی منکوحہ سے جو اولاد ہوگی وہ ثابت النسب ہوگی زید کی اولاد قرار پائے گی۔ اور اب کہ اسلامی حکومت نہیں احکام شرع رائج نہیں زانی وزانیہ پر توبہ واستغفار فرض ہے۔ اہل خاندان پر لازم کہ ان سے مقاطعہ کرلیں ہاں بعد توبہ صحیح شرعیہ، پھر اپنے معاملات میں شریک کرلیں۔ درمختار میں ہے **فی الخلاصة وطی اخت امراته لا تحرم علیه امراته**۔ واللہ تعالیٰ اعلم　　العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۱ ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ

زانیہ کا نکاح جائز ہے

سوال: بخدمت جناب مولانا مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم، بعد آداب گذارش ہے کہ: حسب ذیل واقعات پر مسئلہ دریافت طلب ہے کہ

۱۔ ایک شادی شدہ شخص کا تعلق ایک غیر شادی شدہ لڑکی سے ہو جاتا ہے اور حمل قرار پاتا ہے۔ بات ظاہر ہونے پر لڑکی کے والدین بخوشی ورضامندی بحالت حمل اسی شخص سے نکاح کردیے ہیں اور لڑکی اس کے ساتھ رہنے لگتی ہے۔ کچھ عرصے بعد مردہ لڑکی پیدا ہوتی ہے۔

۲۔ نکاح لڑکی اس کے والدین اور دو اشخاص غیر کے سامنے قاضی نے پڑھایا۔ مسئلہ ارشاد فرمائیں کہ نکاح جائز ہے یا ناجائز؟ اور کیا نکاح کی دوبارہ ضرورت ہے؟　　فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** جو عورت معاذ اللہ زنا سے حاملہ ہو اس کا نکاح صحیح ہے۔ خواہ اس زانی سے ہو یا اس کے غیر سے۔ فرق اتنا ہے کہ زانی جس کا حمل ہے وہ اس سے قربت بھی کرسکتا ہے اور غیر زانی اگر نکاح کرے تو تا وضع حمل قربت نہیں کرسکتا **لئلا یسقی مائه زرع غیرہ**۔ (درمختار) **وصح نکاح حبلی من زنا** (تنویر الابصار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۵ ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ

بار بار طلاق دی، گنتی تین تک ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں مسمی عبدالحمید نے اپنی منکوحہ زرینہ خانم کو لڑائی جھگڑے کے دوران متعدد مرتبہ یہ لفظ کہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ میں اپنی بیوی کو طلاق دے چکا۔ یہ الفاظ گواہوں کے روبرو کہے اور پھر تحریر بھی دے دی جو ہمراہ ھٰذا منسلک ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا مسمات زرینہ پر طلاق واقع ہوگئی؟

سعید الدین، سرے گھاٹ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اگر بیان مذکور درست ہے تو مسمات زرینہ بیگم پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں اور مسمات مذکورہ مسمی عبدالحمید پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی۔ مسمی عبدالحمید اب دوبارہ اسے اپنے نکاح میں بھی نہیں لاسکتا تاوقتیکہ حلالہ نہ ہولے۔ قال اللہ تعالیٰ فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ

مطلقہ کا نان نفقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک عورت کو اس کا خاوند اپنی اصلی حالت میں تین دفعہ طلاق دیتا ہے اور ہر وقت اسی طرح طلاق دیتا رہتا ہے۔ لہٰذا ایسی حالت میں طلاق ہوگئی یا نہیں؟ ایسی صورت میں عورت عدت اور مہر کا حق رکھتی ہے یا نہیں۔ وہ عورت اپنے بچوں کی پرورش کے لئے نان ونفقہ کا حق رکھتی ہے یا نہیں؟ تاوقت وہ بچے بالغ نہ ہوں وہ عورت اپنے میکے میں آجاتی ہے اس کو اپنے بچوں کے نان ونفقہ کا حق ہے یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: اگر یہ صورت واقعی ہے کہ شوہر نے اپنی منکوحہ کو تین بار طلاق دے دی تو وہ تینوں طلاقیں عورت پر واقع ہوگئیں اور عورت اسی وقت سے اس کے نکاح سے نکل گئی اور تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو وہ عورت کے ساتھ دوبارہ نکاح نہیں کرسکتا۔ قال اللہ تعالیٰ فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ اور جس عورت کو طلاق دے دی گئی ہے وہ عدت کے اندر نفقہ پائے گی بشرطیکہ ناشزہ اور نافرمان نہ ہو ولہٰذا وہ عورت جو بے اجازت شوہر کے گھر سے چلی جایا کرتی ہے اس بنا پر اسے طلاق دے دی تو عدت کا نفقہ نہیں پائے گی۔ (عالمگیری، خانیہ وغیرہ) اور مہر تو اس کا خالص حق ہے اور اسے اس کے مطالبہ کا حق ہمہ اوقات حاصل ہے۔ (عامۂ کتب) اور بچے کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہوگئی ہو۔ (عالمگیری، درمختار وغیرہ) بچے کی پرورش کے اخراجات باپ کے ذمہ ہیں۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ ذی قعدہ ۱۳۸۴ھ

مُطلقہ ثلاثہ

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمات رشید بیگم ولد عالمگیر خان کے شوہر محمد رفیق ولد نذیر محمد نے شرع کے مطابق زبانی اپنی زبان سے محلہ کی چند عورتوں اور مردوں کے روبرو تین مرتبہ

طلاق دے دی ہے مسماۃ کا ایک لڑکا ۵ سال کا ہے۔ محمد رفیق نے لڑکے کو چھین کر دروازہ پر پہنچ کر دوبارہ یہی کلام دہرادیا میں نے اس عورت کو طلاق دے دی ہے اور لوگوں سے کہا کہ تم لوگ گواہ رہنا کہ میں نے طلاق دے دی ہے۔ میں تحریر بھی روانہ کردوں گا۔ اس عورت کو میرے گھر لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تم آنا اور اپنا سامان لے کر چلی جانا۔

فقط: عالمگیر خان ولد جہانگیر خان، پختہ قلعہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مسمی محمد رفیق نے جبکہ اپنی بیوی مسمات رشید بیگم کو تین مرتبہ طلاق دے دی جیسا کہ گواہ بیان کرتے ہیں۔ تو مسمات رشید بیگم مسمی محمد رفیق کے نکاح سے فوراً نکل گئی اور اس پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی۔ اب مسمی محمد رفیق دوبارہ اسے اپنے نکاح میں نہیں لاسکتا تاوقتیکہ حلالہ نہ ہولے۔ قال اللہ تعالیٰ **فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ**۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ

مطلقہ عدّت کے بعد دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے

سوال: مکرمی جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم

میری لڑکی نذیراں بیگم کی شادی عرصہ ۱۰ سال پہلے مختار احمد ولد نعمت علی سے ہوئی، مگر اس دن سے لیکر آج تک وہ اپنے گھر میں مکمل آباد نہیں ہوئی، کیوں کہ مسمی مذکور میں کئی ایک بدچلنی کی عادتیں پائی جاتی تھیں، جس سے تمام کنبہ کی آبرو خاک میں مل گئی اس بناء پر میرا لڑکا نیاز محمد شیخ غلام قادر کو ساتھ لے کر اس کو اپنی حرکتوں سے باز آنے کے لئے ہدایت کرنے گیا، مگر اس گمراہ نے نصیحت تو کیا مانی تھی سخت اور بلند آواز سے میری لڑکی کو تین دفعہ طلاق اپنی زبان سے دے دی اور میرے لڑکے کو کہہ دیا کہ اب میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اب آپ براہ کرم فیصلہ بموجب شریعت لکھ دیں کہ میں لڑکی کا نکاح کرسکتا ہوں یا نہیں؟ اور اس وقت غلام قادر، مہردین، نیاز محمد تین شخص بطور گواہ موجود تھے۔

فقط حسن محمد ولد قطب الدین، کھائی روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں مسمات نذیراں پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں اب کسی دوسرے سے شرعاً اس کا نکاح کرنا بعد عدت کے جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شوال المکرم ۱۳۸۴ھ

غیر مدخولہ پر عدّت نہیں ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، عرض خدمت میں یہ ہے کہ: مسمات انوری بیگم دختر جبین شاہ، جس کا عقد ہمراہ بابو کے ہندوستان میں ہوا تھا۔ بروقت عقد مسمات کی عمر قریباً ایک سال تھی اور پاکستان میں اب مسمات انوری سن بلوغ کو پہنچی ہے اور کسی وجوہات کے تحت عرصہ دو ماہ ہوئے مسمی بابو نے طلاق دے دی۔ ایسی صورت میں علماء دین ایام

عدت کے بارے میں اپنا کیا فیصلہ دیتے ہیں۔ مسمات انوری بیگم اپنے شوہر کے گھر کبھی نہیں گئی اپنے والدین کے یہاں رہی شرعی مسئلہ وفتویٰ مرحمت فرمائیں کہ ایام عدت واجب ہوتے ہیں یا نہیں؟　فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ بالغہ ہو یا نابالغہ، طلاق بہرصورت واقع ہو جائے گی۔ (درمختار، عالمگیری وغیرہ) اور جبکہ یہ طلاق ہم بستری وخلوت صحیحہ سے پہلے دی گئی اس لئے مسمات انوری بیگم پر عدت واجب نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ **يَآأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا اِذَا نَكَحۡتُمُ الۡمُؤۡمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقۡتُمُوۡهُنَّ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَمَسُّوۡهُنَّ فَمَا لَكُمۡ عَلَيۡهِنَّ مِنۡ عِدَّةٍ** (احزاب:49) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۹ رجب المرجب ۱۳۸۴ھ

سسرال والوں کے اصرار پر تین طلاقیں

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم، گذارش یہ ہے کہ: میں اپنے سسرال اپنی بیوی کو لینے گیا۔ بعد سلام کے میں نے اپنی ساس سے کہا کہ وہ اپنی لڑکی کو بھیج دیں تو انہوں نے جواب دیا، کہ تم اسے لینے جلدی آئے ہو۔ جب کہ میں نو دن بعد گیا تھا میں نے انہیں سمجھایا کہ تمہاری لڑکی جب یہاں آجاتی ہے تو مجھے ہوٹلوں میں کھانا کھانا پڑتا ہے، تو انہوں نے جواب دیا کہ تمہاری یہ تکلیف ساری عمر کی ہے دنیا کی بہنیں بیٹیاں، مہینوں میکے رہ کر جاتی ہیں، میں نے جواب دیا کہ اگر تمہاری لڑکی کی غیر موجودگی میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی تو میں بھی ایسا کرسکتا تھا لیکن انہوں نے اسے پھر وہیں رکھنے کو کہا تو میں نے جواب دیا کہ آپ مجھے پریشانیوں میں مبتلا رکھ کر اپنی لڑکی کو یہاں رکھنا چاہتی ہیں تو شوق سے رکھیں اب تک میں لینے آیا لیکن اب نہ آیا کروں گا تو میری ساس نے کہا کہ بیٹا تم میں لعل نہیں لگے ہیں پھر میرے چھوٹے سالے صابر نے کہا کہ تم جو میری بہن کو یہیں رکھنے کا طعنہ دیتے ہو تو ہم اسے ایک سال تک رکھیں گے ہمارے بازوؤں میں اتنی قوت ہے کہ ہم تمہارے لواحقین کو بھی روٹی کھلا سکتے ہیں میرے سسر نے مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ میرا ''ل'' کا ٹھیک کہتا ہے، اگر تم سرکاری کاروائی کے ذریعہ بھی اسے لے جانا چاہو تو بھی نہیں لے جاسکتے ہو پھر میرے سامنے صابر نے کہا کہ اب آپ مکان سے نیچے فوراً اتر جائیں ان الفاظ پر میں اس سے لڑنے کھڑا ہو گیا میرے سسر نے ہم دونوں کو الگ الگ کرتے ہوئے مجھ سے کہا کہ اگر تم اپنے باپ سے پیدا ہوئے ہو تو ابھی فیصلہ دے دو، یا تمہیں تمہارے باپ کا جب سمجھوں گا کہ تم ابھی فیصلہ دے دو گے۔ جب میرے سسر نے تیسری بار یہ الفاظ دہرائے تو میری قوت برداشت بھی جواب دے چکی تھی اور میری زبان سے بیساختہ یہ الفاظ نکلے کہ میں نے اسے طلاق دی! میں نے اسے طلاق دی! میں نے اسے طلاق دی! میری بیوی جو میرے سامنے بیٹھی تھی اٹھکر چلی گئی۔ کچھ دیر کے لئے تمام لوگ خاموش ہو گئے پھر پڑوسیوں نے مجھ سے کہا کہ اپنی بیوی کو لے جاؤ چاہے اب کبھی نہ بھیجنا اب سسرال والے بھی یہی چاہتے ہیں لیکن میں اس مسئلے کے بارے میں علماء دین کی رائے جاننا ضروری سمجھتے ہوئے نہیں لایا گزارش عرض ہے کہ مذکورہ بالا مسئلہ کو مدنظر رکھتے ہوئے شریعت کے مطابق فیصلہ صادر فرمائیں کہ

طلاق ہوئی یا نہیں ہوئی؟ عبداللطیف

۷۸۲ الجواب:

قال الله تعالیٰ فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ ؕ یعنی پھر اگر تیسری طلاق شوہر نے دے دی تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرلے۔ یہ آیت کریمہ صاف ارشاد فرما رہی ہے کہ جس عورت کو شوہر نے تین طلاقیں دے دیں وہ عورت اسے حلال نہ رہی اور بغیر حلالہ اس سے نکاح نہیں کرسکتا۔ حلالہ کی صورت یہاں یہ ہے کہ طلاق کی عدّت پوری ہونے کے بعد عورت کسی اور سے نکاح صحیح کرلے، یہ شوہر ثانی اس سے وطی بھی کرے اس شوہر ثانی کے طلاق دینے یا موت کے بعد، عدّت پوری ہونے پر شوہر اوّل سے نکاح کرنا چاہے تو ہوسکتا ہے۔ (درمختار وغیرہ)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ

زبانی یا تحریری طلاق میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میں نے اپنی زوجہ مسمات خاتون بیگم دختر مبین خاں جو کہ میرے عقد میں تھی بتاریخ ۱۹۶۴ء ۱۲۔۷ کو طلاق بائن "تین بار" بہ صورت تحریر دے کر طلاق نامہ ہذا کی تحریر، چیئر مین اور خاتون بیگم اور چیئر مین برائے اطلاع ہر دو چیئر مین لطیف آباد اور لالوکھیت کراچی کو ارسال کردیں۔ پھر پنچوں نے مجبور کیا اور چند افراد نے کہا کہ طلاق نہیں ہوئی لڑکی کو واپس رکھ لو تب موجودگی پنچان (تقریباً ۲۵۔۳۰ افراد) پھر بھی تین بار طلاق زبانی دے دی تب بھی چند افراد قانونی طلاق کے متعلق شک میں مبتلا ہیں کہ قانونی طلاق نہیں ہوئی بوقت تحریر استفتاء ہذا بھی تین بار طلاق دیتے ہوئے بموجودگی دو گواہوں کے استفتاء تحریر کرایا ہے لہٰذا حکم شریعت سے مطلع فرمائیں طلاق ہوئی یا نہیں؟

جواب کا طالب، محمد اسحاق ولد دین محمد، لطیف آباد نمبر ۱۰، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں مسمات خاتون بیگم پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں مسمات مذکورہ، مسمی محمد اسحاق کے نکاح سے نکل کر، اس پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی۔ اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہولے اسے اپنے نکاح میں بھی نہیں لاسکتا چہ جائیکہ لوگوں کے اغوا سے اپنے یہاں دوبارہ رکھنا۔ قال الله تعالیٰ فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ ؕ۔ یعنی اگر تیسری طلاق دے دی تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرلے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ

بیوی کی نافرمانی پر تین طلاق

سوال: منکہ محمد مصطفیٰ خان ولد نظیر خان ساکن حیدرآباد جیسا کہ میرا عقد تمہارے ساتھ سرگودھا میں عرصہ ڈیڑھ سال گزرا ہوا تھا۔ عقد کے بعد تم کچھ عرصے شریعت کی پابند رہیں اور میری اطاعت فرمانبرداری بھی کرتی رہیں لیکن عرصہ تقریباً چھ، سات ماہ

سے تم نے اپنا رویہ قطعی تبدیل کر دیا جس میں مندرجہ ذیل باتیں خصوصاً قابل ذکر ہیں۔

۱۔ میرے ہر جائز حکم کی نافرمانی۔

۲۔ میری اجازت کے بغیر بازار وغیرہ جانا اور دوسری سیر و تفریح کی جگہ پر جانا۔

۳۔ فرائض زوجیت سے انکار کرنا اور بات بات پر لڑائی جھگڑا کرنا اور میرے والدین کی شان میں گستاخی کرنا اور بدزبانی کرنا۔

۴۔ اپنی مرضی کے مطابق اپنے والدین کے پاس کراچی جانا، اس عرصہ میں میرا تبادلہ سعودی عرب بحیثیت ڈاکٹر کے ہوا تو پھر میری خواہش تھی کہ میری غیر موجودگی میں تم میرے والدین کے پاس رہو کیوں کہ پہلے چند دن تمہارے خاندان میں تمہیں چھوڑنے کے سبب تمہارے تایا نے تم پر الزام لگا دیا تھا میں نے دوبارہ سمجھایا تھا کہ میری غیر موجودگی میں یہ ہی مناسب ہے کہ تم میرے والدین کے یہاں رہو جو تمہارے خرچ اور نان و نفقہ کے ہر صورت سے ذمہ دار ہوں گے میں نے تم سے شادی تمہاری خواہش پوری کرنے کو کی تھی، اور خود چاہتا تھا کہ ہر صورت تم سے نباہ رہے مگر ہر بات تمہاری مجھے یہ احساس دلاتی تھی، کہ تم میرے پاس رہنا نہیں چاہتی ہو، تم نے اس پر نہ صرف یہ کہا کہ میں اپنی والدہ کے یہاں رہوں گی بلکہ کہا کہ میرا اس گھر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میرے انکار پر تم نے غصہ میں علیحدگی کا مطالبہ کیا اس پورے ڈیڑھ سال کے عرصے میں وعدہ کے مطابق تم مجھ کو کوئی سکون نہیں پہنچا سکیں۔ طلاق میں خود نہیں دینا چاہتا تھا لیکن تم نے چونکہ مطالبہ کیا اور ساتھ ہی ساتھ اپنا مہر معاف کیا لہٰذا گواہوں کی موجودگی میں اپنے ہوش و حواس قائم رکھتے ہوئے ہر معاملے کو سمجھ کر میں نے بغیر کسی کے دباؤ کے تم کو تین دفعہ طلاق دی لہٰذا آج کی تاریخ ۲۱.۲.۱۹۶۵ء سے تم میرے نکاح سے خارج ہوگئیں۔ مفتی صاحب فتویٰ دیں کہ اس وقت کیا مسئلہ ہے۔　فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جبکہ مسمی مصطفیٰ خان ولد نظیر خان صاحب نے اپنی منکوحہ کو تین بار طلاق دی تو وہ تینوں طلاقیں مسمات مذکورہ پر واقع ہوگئیں اور مسمات مذکورہ مصطفیٰ خان کے نکاح سے خارج ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہوگئی۔ اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہولے مسمات مذکورہ، مصطفیٰ خان کے لئے حلال نہ ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۴ شوال المکرم ۱۳۸۴ھ

طلاق بغیر گواہ کے ہو جاتی ہے

سوال: زید نے خانگی تنازعات سے متاثر ہو کر طیش کی حالت میں اپنی زوجہ کو زبانی تین مرتبہ '' میں نے تجھے طلاق دی!'' کہہ دیا۔ مردوں میں صرف زید کا بھائی گواہ ہے۔ کیا شرعاً طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟　فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: زید نے جب اپنی منکوحہ کو تین طلاقیں دے دیں تو تینوں واقع ہوگئیں اور عورت ہمیشہ کیلئے اس پر حرام ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔ طلاق غصہ میں بھی واقع ہو جاتی ہے۔ (درمختار وغیرہ) گواہ کی ضرورت وہاں

ہوتی ہے جہاں انکار پایا جائے، اگر شوہر کو اقرار ہے تو طلاق ثابت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۹ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ

زبانی اور تحریری طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص رحیم داد خان نے اپنی بیوی مسمات رئیس بیگم کو زبانی اور تحریری طور پر تین طلاقیں دے دیں ہیں۔ (نقول ہمراہ ہیں) شرعاً مسمات رئیس بیگم اب دوبارہ رحیم داد خاں کے نکاح میں جا سکتی ہے یا نہیں؟　فقط عبدالحکیم، ۲۱ اکتوبر ۱۹۶۴ء

۷۸۶ **الجواب:** جبکہ رحیم داد خان نے اپنی منکوحہ مسمات رئیس بیگم کو تین طلاقیں دے دی ہیں تو عورت قطعی طور پر اس کے نکاح سے نکل گئی اور وہ ہمیشہ کے لئے رحیم داد خان پر حرام ہوگئی۔ اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہولے رحیم داد خان اسے اپنے نکاح میں نہیں لا سکتا۔ قال اللہ تعالیٰ فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ۔ یعنی اگر شوہر نے تیسری طلاق دے دی تو اس کے بعد وہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے اور ہم بستری ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم　　العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۶ رجب المرجب ۱۳۸۴ھ

غصہ میں طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے یہ الفاظ اپنی زوجہ کیلئے کہے کہ میں اپنے روح ایمان سے کہتا ہوں کہ میں نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں کہا کہ میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! اب ایسی حالت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟　　السائل امام علی، پریٹ آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں عورت پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں اور وہ شوہر کے نکاح سے خارج ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ اس کے لئے حلال نہیں ہوگی۔ (ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۱ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ

تین مرتبہ لفظ طلاق ادا کیا تو طلاق ہوگئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص نے اپنی منکوحہ زوجہ کو طلاق تحریری دی جس کی نقل لفظ بلفظ مندرجہ ذیل ہے۔ یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

بنام شریفہ بیگم دختر نظام الدین ولد فیض محمد تم کو مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر جو کہ یہ ہیں۔

۱۔ تم نے سلامت اللہ کے سامنے یہ کہا کہ میں تمہارے لئے اپنے رشتے داروں کو نہیں چھوڑ سکتی چاہے کچھ ہو میں تم کو چھوڑ سکتی ہوں۔

۲۔ خانگی امور میں تم کو دو سال سے ہر طریقہ کی تنبیہ کے باوجود تم نے اپنے رویہ میں تبدیلی نہیں کی اور اس سلسلے میں کئی مرتبہ

تمہارے والدین نے سختی تمہارے ساتھ کی اور میں نے بہت بار سمجھایا تم کو دھمکی دی لیکن تم نے ہمیشہ لا پرواہی برتی اور کئی مرتبہ میں نے تمہارے اس برتاؤ کے خلاف اپنے آپ کو مارا پیٹا مگر تم نے اس کا کوئی اثر نہ لیا لہٰذا مجھے ڈر ہو گیا کہ کہیں غصہ کی حالت میں تم کوئی جانی نقصان نہ اٹھا جاؤ۔ اس لئے میں نے بہت سوچنے سمجھنے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ تم سے علیحدگی اختیار کر لوں لہٰذا میں تم کو اپنے ہوش وحواس میں طلاق! طلاق! طلاق! دیتا ہوں۔ نیز یہ کہ اگر طلاق واقع ہو گئی ہے تو جہیز کا سامان جو کہ لڑکی کو میکے کی طرف سے ملا تھا وہ، اور جو شوہر کی طرف سے زیورات و کپڑے و دیگر سامان وغیرہ، لڑکے کو ملے گا یا لڑکی کو؟

فقط زبیر احمد ولد خان محمد، نظام الدّین

۷۸۶ الجواب: مذکورہ بالا صورت میں عورت مطلقہ ہو گئی اور نکاح سے باہر ہو گئی اور اب بغیر حلالہ شوہر کو حلال نہ ہو گی (ردالمحتار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ زیور وغیرہ جہیز جو شریفہ بیگم کو اس کی والدین کی طرف سے ملا۔ ہمارے بلاد کے عرف عام شائع سے خاص شریفہ بیگم کی ملک ہے ان سب کی ملکیت خالص شریفہ کی ہے جس میں شوہر کا کچھ حق نہیں۔ اور طلاق کے بعد وہ سامان اور تمام مال واپس لے لے گی۔ ردالمختار میں ہے کل احد یعلم ان الجھاز للمرأۃ اذا طلقھا تاخذہ کلہ۔ اور شریفہ بیگم کا گہنا جوڑا جو بری میں والدین زوج نے شریفہ کو دیا، اگر نصاً یا عرفاً اس میں بھی تملیک مقصود ہوتی ہو جیسے شکر، میوہ، عطر، تیل، پھلیل، وغیرہ میں ہوتی ہے وہ بھی بعد قبضہ منکوحہ کی ملک ہو گا یہاں شرفاء کا عرف ظاہر یہی ہے، لہٰذا بعد رخصت اس کے واپس لینے کو سخت معیوب وموجب طعن جانتے ہیں اگر لے لیں تو طعنہ زن یہی کہتے ہیں کہ دے کر پھیر لیا یا صرف دکھانے کو دیا تھا جب دلہن آ گئی چھین لیا یعنی ان کی رسم کے خلاف ہے تو زوجہ کی ملک قرار پایا ہاں جہاں یہ رسم ورواج نہ ہو بلکہ صرف پہنانے کے لئے بھیجا جاتا ہو اور بنانے والوں کی ہی ملک سمجھا جاتا ہے وہ دلہن کی ملک نہیں۔ ایک عاریت ہے کہ بحالت بقا اس سے ہر وقت رجوع جائز وحلال ہے اور بدستور ملک والدین زوج پر ہے۔ بہو کا اس میں کچھ حق نہیں۔ کما فی الفتاوی الرضویہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ

تحریری وزبانی طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: منکہ سیّد نظر علی ولد سیّد جعفر علی قوم سیّد مقیم حال نیو حاجی کیمپ نمبر ۷ نزد حیدرآباد کالونی، کراچی۔ بابت جو کہ میں نے مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۶۴ء بروز جمعرات کو بوقت چار بجے دن کو آپس میں میاں بیوی کے باہمی جھگڑے میں بحالت غصہ میں، میں نے گھر سے نکل جانے کا ارادہ ظاہر کیا اس پر میری زوجہ مسمات رئیسہ بیگم بنت عبدالعزیز خان ٹونکی نے کہا کہ تم جاتے ہو تو جاؤ مجھے فیصلہ دے کر جاؤ میں نے کاغذ لے کر طلاق لکھوانے کی بہت کوشش کی مگر لکھنے والا نہیں ملا تو میری بیوی نے کہا کہ مجھے تحریر کی ضرورت نہیں اللہ تو دیکھ رہا ہے زبانی طلاق دے دو تحریر لے کر مجھے نکاح ثانی نہیں کرنا ہے میرے پوتے پوتی نواسہ نواسی موجود ہیں۔ اس بات پر اور غصہ کھا کر میں نے اس کو سامنے بیٹھ کر منہ پہ تین

بار یہ الفاظ ادا کئے کہ میں نے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! اور گواہ اس وقت میرا ایک جوان لڑکا احمد علی ولد نظیر علی موجود تھا بلکہ ایک میرا بھائی محمد عمر موجود تھا اور ایک عورت پڑوسن صدیقہ موجود تھی، بلکہ میرے بھائی نے مجھے سمجھایا کہ شریعت کا معاملہ ہے دیکھ بھال کر قدم اٹھانا ہے مگر میں نے حالت غصہ میں کہا کہ میں باہوش وحواس ہوں اور اسی غصہ کی حالت میں تمام اہل محلہ مرد اور عورت بھی جمع تھے گھر سے نکل کر کہدیا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ آج تیس سال کا رشتہ ختم کر دیا ہے بلکہ حالت غصہ میں بہت سی عورتوں نے جو کہ جمع تھیں مجھ سے کہا کہ میاں کیا غصہ میں طلاق ہوتی ہے؟ میں نے کہہ دیا کہ میں خود سمجھتا ہوں آدھے مولوی سے کم نہیں ہوں طلاق ہوگئی اب جبکہ مجھے خیال ہوا میں اپنی غلطی محسوس کر کے پشیماں ہوں اور معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ اگر طلاق واقع ہوگئی تو کونسی شکل ایسی نکل سکے گی کہ میں اپنی زوجہ سے صلح کرلوں؟ فقط، نظیر علی

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جبکہ شوہر نے اپنی منکوحہ کو تین طلاق دے دیں تو وہ قطعاً واقع ہوگئیں اور رئیسہ بیگم قطعی اس کے نکاح سے نکل کر اس پر حرام ہوگئی اب بغیر حلالہ نکاح نہیں کرسکتا۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ یعنی اگر شوہر نے تیسری طلاق دے دی تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح وہمبستری نہ کرلے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۴ھ

گھر سے نکال دیا تو طلاق نہ ہوئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی ہندہ کو اس کی چال چلن پر کچھ شبہات کی بناء پر اسے اس کے والدین کے گھر پہنچا دیا اور یہ کہا کہ اگر تم چاہو تو تحریری طلاق لکھ دوں کہو تو زبانی دے دوں اور میں تو اب پاکستان جا رہا ہوں۔ چنانچہ زید پاکستان آ گیا۔ اب زید کے والدین اور ہندہ کے والدین مختلف ذریعوں سے مجبور کر رہے ہیں کہ وہ اپنی بیوی ہندہ کو اپنے ساتھ رکھے۔ کیا زید ایسی صورت میں ہندہ کو اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ واضح ہو کہ زید نے نہ صراحۃً کوئی طلاق ہندہ کو دی اور نہ اس کی نیت طلاق دینے کی تھی۔ براہ کرم شریعت کے فیصلے سے حکم صادر فرمائیں۔ المستفتی: ظہیر احمد خان مارہروی، علیگڑھ، وارد حال، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں اگر زید نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی اور نہ اس نے کبھی اس نیت سے کوئی الفاظ کہے تو شرعاً وہ اس کی بیوی ہی ہے۔ ماں باپ کے گھر کسی ناراضگی کے باعث پہنچا دینے سے عورت پر طلاق نہیں پڑتی اور نہ اُن الفاظ سے طلاق واقع ہوئی جو اس نے اپنی زوجہ کے والدین سے کہے پھر بھی احتیاط اس میں ہے کہ دونوں میاں بیوی کم از کم دو گواہوں کے روبرو دوبارہ ایجاب وقبول کرلیں۔ یہاں نہ کسی قاضی کی ضرورت ہے اور نہ دنیاوی رسم ورواج کی حاجت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ربیع الآخر ۱۳۸۴ھ

ارادۂ طلاق، طلاق نہیں

سوال: بخدمت جناب مفتی اعظم صاحب، السلام علیکم

قریب ایک ہفتہ ہوا جب میں بیمار تھا۔ میری دماغی حالت اچھی نہیں تھی۔ میری بیوی سے میری بات چیت سخت سست ہو رہی تھی۔ اس وقت میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ خاموش ہو جاؤ ورنہ میں طلاق دے دوں گا۔ اس طرح قریب چار یا پانچ مرتبہ میں نے اس سے کہا تھا لیکن اس وقت میری ساس وہاں موجود تھیں۔ انہوں نے کہا کہ تم نے میری لڑکی کو "طلاق دے دوں گا" کہا ہے سو طلاق ہو گئی ہے اور ایسا کہکر اپنی لڑکی کو اپنے ساتھ لے گئیں لہٰذا استدعا ہے کہ میرے مندرجہ بالا الفاظ سے میری بیوی کو طلاق ہو گئی ہے یا نہیں؟ فتویٰ صادر فرمائیں۔ فقط ایک سائل، حبیب الرحمٰن ولد فضل الرحمٰن

۷۸۶ الجواب: اگر مذکورہ بالا بیان صحیح ہے اور مرد نے واقعی اپنی عورت سے یہی کہا تھا کہ میں تم کو طلاق دے دوں گا تو ابھی عورت پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔ وہ بدستور اس کی بیوی ہے کہ یہ الفاظ صرف اظہار و ارادۂ طلاق کے لئے ادا کئے جاتے ہیں۔ اور ارادۂ طلاق، طلاق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ

تحریری تین طلاقیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بیچ میں کہ: ایک شخص مسمی اقبال حسین نے ایک تحریر کے ذریعے اپنی بیوی مسمات زرینہ بیگم کو طلاق دی ہے۔ (اس کی نقل منسلک ہے) آیا اس تحریر کی بناء پر شرعاً طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: صورت مذکورہ میں جب کہ طلاق نامہ میں صراحۃً تحریر ہے کہ "میں تمہیں تین طلاقیں دیتا ہوں" اور یہ کہ اب نہ تم میری بیوی ہو اور نہ میں تمہارا شوہر، تو عورت پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔ عورت اس کے نکاح سے فوراً نکل گئی۔ اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو لے مسمی اقبال حسین مسمات زرینہ بیگم کو دوبارہ اپنے نکاح میں بھی نہیں لا سکتا۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ

بازار میں طلاق دی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ہندہ زید کے ہمراہ بازار آ رہی تھی اور وہ تھک کر ایک جگہ بیٹھ گئی۔ جب زید نے اس سے چلنے کو کہا تو اس نے کہا کہ میں تھک گئیں ہوں، ذرا سانس لے لوں، پھر چلتی ہوں۔ زید کو غصہ آیا اور اس نے کہا کہ میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! اس وقت وہاں پر پانچ چھ آدمی بھی موجود تھے۔ جنہوں نے یہ الفاظ سنے تو کیا ہندہ کو طلاق ہو گئی؟ مہربانی فرما کر جواب بالصواب عنایت فرمائیں۔

السائل، اظہر علی

۷۸۶ الجواب: شوہر کا اپنی منکوحہ سے یہ کہنا کہ "میں تجھے طلاق دیتا ہوں"، طلاق ہے اور چونکہ یہ الفاظ تین بار کہے گئے اس عورت پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں۔ مسمات مذکورہ شخص مذکور کے نکاح سے نکل گئی۔ اب بغیر حلالہ یہ اس عورت سے نکاح نہیں کرسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم　العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۵ ذوالحجہ ۱۳۸۵ھ

تحریری طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: امتیاز حسین ولد شیخ بوعلی نے اپنی بیوی نور جہاں بنت شمس الضحیٰ کو تحریری طلاق دی ہے آیا یہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟　ملک محمد افضال چشتی

۷۸۶ الجواب: امتیاز حسین نے جبکہ اپنی منکوحہ کو تین طلاقیں دے دیں تو یہ تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں اور عورت اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی تاوقتیکہ حلالہ نہ ہولے اس سے دوبارہ نکاح بھی نہیں کرسکتا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ البتہ تحریر سے طلاق کے ثبوت میں یہ ضروری ہے کہ شوہر اقرار کرے کہ میں نے لکھی ہے یا لکھوائی ہے۔ یا عورت اس پر گواہ پیش کرے ہاں عورت کو اگر اطمینان اور غالب گمان ہے کہ یہ تحریر اسی کی ہے تو اس پر عورت کو عمل کرنے کی اجازت ہے مگر شوہر انکار کرے تو بغیر شہادت چارہ نہیں۔ (خانیہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۷ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ

ایک طلاق رجعی کا حکم

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، عرض خدمت یہ ہے کہ: میرے بھائی مسمی سیّد ظہیر سعیدی ولد سیّد محمود نے اپنی منکوحہ بیوی مسمات سائرہ بیگم کو بتاریخ ۵ دسمبر ۱۹۶۶ء بروز اتوار کو مندرجہ ذیل مضمون لکھ کر طلاق دے دی۔ منکوحہ سیّد ظہیر سعیدی ولد محمود ساکن کوارٹر ۷، نمبر ۱۰، لطیف آباد آج تاریخ ۵ دسمبر بروز اتوار کو اپنے مکمل ہوش وحواس کے عالم میں اپنی منکوحہ بیوی مسمات سائرہ بیگم کو طلاق دیتا ہوں۔　فقط، سیّد انور علی

۷۸۶ الجواب: شوہر کا اپنی منکوحہ کے متعلق کہنا کہ میں مسمات سائرہ بیگم کو طلاق دیتا ہوں۔ صریح لفظ سے طلاق ہے اور صریح لفظ سے طلاق ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ طلاق رجعی واقع ہوگی یعنی شوہر کو حق رجعت حاصل ہے یعنی شوہر عدت کے اندر عورت کو اسی نکاح پر باقی رکھ سکتا ہے۔ جبکہ اس سے وطی واقع ہوچکی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قال الله تعالیٰ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ (البقرہ: 231) یعنی جب عورتوں کو طلاق (رجعی) دو اور ان کی عدت پوری ہونے کے قریب پہنچ جائے تو ان کو خوبی کے ساتھ روک سکتے ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۹ شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ

ایک شخص کا دعویٰ ہے کہ فلاں نے طلاق دی تو اس کے ذمہ گواہ پیش کرنا ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص محمد ابراہیم نے اپنی زوجہ کو طلاق

دے دی، مطلقہ مسمات مریم نے بعد طلاق، محمد ابراہیم کے دوست شکور کے یہاں بصورت ہمدردی برادرانہ جذبہ بہن بھائی کے اصول سے قیام کیا۔ محمد ابراہیم مقروض ہے جو کہ شکور کے دوستوں میں ہے۔ دستاویز بھی لکھی ہوئی ہے۔ محمد ابراہیم نے یہ الزام لگایا ہے کہ یہ طلاق کا جھگڑا شکور اور اس کے دوستوں کی وجہ سے واقع ہوا۔ اس پر شکور اور اس کے دوستوں نے انکار کیا کہ ہمارا اس طلاق کے جھگڑے سے کوئی تعلق نہیں۔ نہ ہی ہم کو یہ معلوم ہے کہ طلاق کیوں ہوئی، کب ہوئی، کیسے ہوئی اور اپنی بریت لاعلمی کے متعلق حلف اٹھا کر یقین دلایا کہ ہم اس معاملے میں قطعی لاعلم ہیں۔ معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ لیکن ہماری برادری اور جماعت کے صدر جو محمد ابراہیم کے رشتے دار ہیں۔ انہوں نے از سر نو فتنہ کھڑا کیا کہ یقیناً یہ کاروائی طلاق وغیرہ شکور اور اس کے دوستوں نے کی ہے۔ اس طرح معاملہ پھر دو پارٹیوں پر تقسیم ہو گیا۔ لہٰذا براہ کرم حکم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حدیث و فقہ و تفسیر سے آگاہ فرما دیں کہ حلف اٹھا کر یقین دلانے کے بعد از سر نو انتشار، حلف سے منحرف ہونا اور برادری میں انتشار پھیلانا کیسا ہے؟ اس کے متعلق آگاہی عطا فرما کر ممنون و مشکور فرما دیں۔　　فتویٰ کا طالب عمر دراز، یثرب کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اس کا فیصلہ وہ ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو محض ان کے دعوے پر چیز دلا دی جائے یعنی اگر ہر شخص کا دعویٰ بلا دلیل مان لیا جائے تو بہت سے لوگ خون اور مال کے دعوے کر ڈالیں گے لیکن مدعی کے ذمہ بینہ (گواہ) ہے اور منکر پر قسم۔ (بیہقی) لہٰذا محمد ابراہیم پر لازم ہے کہ وہ اپنے دعوے پر گواہ پیش کرے اگر گواہ پیش نہیں کر سکتا تو عبدالشکور اور اس کے ساتھیوں کی بات قسم کے ساتھ قبول کی جائے گی۔ اب جو اس حکم کو نہ مانے وہ معاذ اللہ شریعت سے جھگڑتا ہے۔ اور مسلمانوں میں ناحق انتشار پھیلا کر عذاب آخرت خریدتا ہے مولا تعالیٰ مسلمانوں کو حق کی توفیق بخشے آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۷ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ

طلاق کی تعداد میں شک ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال: میرا والدہ سے جھگڑا ہوا اور اسی اثناء میں میرے والد بھی آ گئے میری والدہ اور والد میں اور مجھ میں بہت جھگڑا ہوا اس وقت میرے دماغ کا توازن خراب ہو گیا اور میرے والد نے کہا کہ تم نے ہم کو پریشان کر دیا ہے تو میں نے کہا کہ یہ بُری ہے تو میں اس کو علیحدہ کر دوں تو لو میں اس کو طلاق دیتا ہوں اور تم لوگ گواہ رہنا کہ میں نے اس کو طلاق دی یہ کہکر باہر چلا گیا۔ اب اس صورت میں مجھے ہوش نہیں کہ میں نے ایک مرتبہ کہا یا دو مرتبہ یا سننے والوں نے کتنی مرتبہ سنا مجھے کچھ یاد نہیں۔

گواہ اوّل۔ محمود خان۔ میں نے جب طلاق کا لفظ سنا تو گھبرا گیا اور اس کو پکڑا کہ یہ کیا کرتا ہے اس کے بعد وہ باہر چلا گیا مجھے صحیح یاد نہیں کہ ایک مرتبہ کہا یا دو مرتبہ یا کتنی مرتبہ کہا۔　　دستخط۔ محمود خان

گواہ دوم۔ امام الدین۔ میں نے جھگڑے کے شور میں کوئی لفظ نہیں سنا لیکن جب ہم لوگوں کو مخاطب کیا تو پھر میں نے دو مرتبہ طلاق کا لفظ سنا۔　　دستخط۔ امام الدین

فتوے کا طالب، محمد رفیق

۷۸۶ الجواب: صورت مذکورہ بالا میں محمد رفیق اپنے طلاق دینے کا تو اعتراف کرتا ہے لیکن تعداد طلاق میں اسے تردد ہے کہ ایک دی یا دو بار۔ گواہان کی گواہی سے بھی جو بات زیادہ سے زیادہ ثابت ہوتی ہے وہ یہی کہ مسمی محمد رفیق نے دو بار اپنی بیوی کو طلاق دی۔ اگر یہ بیان وشہادت واقعی ہے تو مسمی محمد رفیق کی منکوحہ پر دو طلاقیں پڑیں اور یہ دونوں طلاقیں رجعی قرار پائیں گی اس لئے مسمی محمد رفیق کو اختیار ہے کہ اپنی منکوحہ سے رجعت کرلے اور لوگوں کو رجعت پر گواہ بنالے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حاملہ کو بھی طلاق ہوجاتی ہے

سوال: جناب محترم مولانا صاحب حیدرآباد، السلام علیکم، جناب عالی عرض ہے کہ: رشیدہ بیگم زوجہ محمد رفیق ولد نظیر محمد، عرض گزار ہے کہ مجھ کو اپنے والدین کے یہاں تقریباً تین ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے بیٹھے ہوئے، اس شکل میں میرے شوہر نے مجھ کو مار پیٹ کر کے اور علاوہ شرع کے، مطابق دس بارہ مرتبہ زبانی طلاق اپنی زبان سے دے گیا ہے اب اس وقت مجھ کو چار ماہ کا حمل ہے اس شکل میں مجھ کو طلاق ہوئی یا نہیں۔ اس صورت میں طلاق ہوگئی ہے تو میری ڈلیوری کے اخراجات کا ذمہ دار کون ہے؟ اس کے بعد پرورش بچہ کا سوال پیدا ہوتا ہے تو کب تک کس عمر تک حاصل ہوسکتا ہے؟ میں فارغ ہونے کے کتنے عرصے کے بعد نکاح کرسکتی ہوں؟ ان گواہوں کے سامنے طلاق دی گئی۔

۱۔ نصیر خان،	۲۔ ابراہیم،	۳۔ کریم الدین،
۴۔ عبدالرزاق،	۵۔ خواجہ،	اور چند عورتیں بھی گواہ ہیں

فقط، رشیدہ بیگم

۷۸۶ الجواب: طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ عورت حاملہ ہو تب بھی طلاق ہوجائے گی اور حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے یعنی جس وقت بچہ پیدا ہو عدت ختم ہوجائے گی۔ عدت کا نان نفقہ اور مصارف زچگی اور بچہ کا حق پرورش سب شوہر کے ذمے ہے۔ (ردالمحتار عالمگیری وغیرہ۔) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۰ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ

دو افراد نے ایک دوسرے کی بہنوں کو طلاق بائن دے دی اور عدت گزر گئی تو نکاح دوبارہ کرسکتے ہیں

سوال: باعث تحریر آنکہ مقر (محمد صدیق) کی شادی ہمراہی مسمات ثریا بی دختر علی محمد سے ہوئی تھی اور میری بہن کی شادی میرے سالے کے ہمراہ ہوئی تھی یہ شادی آپس کی اور تبادلہ کی ایک دوسرے کو راس نہ آئی اور باہمی خاندانی رنجش نے خطرناک صورت اختیار کرلی لہٰذا ہر دو فریق کی باہمی رضامندی پر بعد معاف کرنے مہر پر اپنی زوجہ مسمات ثریا مذکورہ کو طلاق بائن (عرصہ ہوا پہلے دی تھی تحریر آج) دیتا ہوں تاریخ امروز سے میرا اور ثریا کا کوئی تعلق زوجہ نہ ہوگا۔ آج تاریخ سے دونوں

فریق آئندہ اقدام میں آزاد و خود مختار ہوں گے۔ اب ہمارا کوئی لین دین کسی قسم کا جھگڑا باقی نہیں ہے لہٰذا طلاق نامہ ہذا بدرستی ہوش و حواس برضا و رغبت و بخوشی تحریر کر دیا تا کہ سند رہے اور بر وقت کام آوے۔

العبد مقر تحریر ھذا محمد صدیق ولد غلام محمد، ۷ دسمبر ۱۹۶۳ء

محمد رمضان کے مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ منکہ محمد رمضان ولد علی محمد آرائیں جو کہ مقر کی شادی مسمات سکینہ دختر غلام محمد سکنہ لائل پور سے عرصہ ایک سال ہو گیا ہوئی تھی لیکن باہمی نا اتفاقی اور خاندانی رنجش کی وجہ سے طلاق بائن دے چکا تھا لیکن تحریری ثبوت نہ تھا لہٰذا آج کی تاریخ میں تحریری طور پر مزید طلاق نامہ ہذا تحریر کر کے طلاق بائن دیتا ہوں اب میرا مسمات سے میرا کوئی تعلق نہ ہوگا چونکہ آپس میں میری بہن سالے کو دی ہوئی تھی اور سالے کی بہن میری زوجہ تھی ہے لہٰذا باہمی رضامندی پر مہر وغیرہ معاف کر دیا دونوں تاریخ امروز سے آزاد اور خود مختار ہیں اور آئندہ اقدام میں دونوں آزاد ہوں گے لہٰذا یہ طلاق نامہ برضا و بخوشی تحریر کر دیا کہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آوے۔

العبد مقر تحریر ہذا محمد صادق ولد غلام محمد، ۷ دسمبر ۱۹۶۳ء

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں چونکہ محمد صدیق ولد غلام محمد نے اپنی منکوحہ ثریا بی بنت علی محمد اور مسمی محمد رمضان ولد علی محمد نے اپنی منکوحہ مسمات سکینہ بنت غلام محمد کو صرف تحریری طور پر طلاق بائن دے دی اس سے مسمات ثریا بی اور مسمات سکینہ پر طلاق بائن واقع ہو گئی اور نکاح جاتا رہا اب محمد صدیق ولد غلام محمد اپنی سابقہ منکوحہ ثریا بی سے اور محمد رمضان اپنی سابقہ منکوحہ مسمات سکینہ سے نکاح ثانی کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں چونکہ عدت ختم ہو چکی ہے بلکہ یہ دونوں چاہتے تو دوران عدت میں بھی نکاح کر سکتے تھے۔ (عامۂ کتب و بہار شریعت) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ربیع الآخر ۱۳۸۵ھ

حاملہ کو طلاق ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: کیا حاملہ عورت کو طلاق ہو سکتی ہے۔ جبکہ ہر دو فریق ناچاقی کے باعث طلاق پر راضی ہوں؟ فقط محمد سعید

۷۸۶ الجواب: طلاق ضرور ہو جائے گی اور اس کی عدت وضع حمل ہو گی۔

فقط فقیر ابو الاسرار قادری نعیمی، مورخہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ

۷۸۶ الجواب: طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ حاملہ ہو یا غیر حاملہ بہر حال طلاق واقع ہو گی۔ البتہ اس طلاق کی عدت وضع حمل ہے اور اس عدت کے پوری ہونے کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے۔ طلاق کے بعد جس وقت بچہ پیدا ہو عدت پوری ہو جائے گی اگرچہ ایک منٹ کے بعد۔ (جوہرنیرہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ ربیع الآخر ۱۳۸۵ھ

''تو مجھ پر حرام ہے'' سے طلاق بائن ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو بوجہ مجبوری بمطالبہ اولاد ہندہ کے طلاق دی ہے۔ اس طور پر کہ تو مجھ پر حرام ہے۔ ایک دفعہ یہ الفاظ کہے ہیں۔ یہ الفاظ روبرو گواہان کے کہے ہیں جس وقت یہ لفظ زید کہہ رہا تھا عورت زار وقطار رو رہی تھی۔ اب اس صورت مذکورہ میں علماء فقہ کیا فتویٰ صادر فرماتے ہیں۔ کیا طلاق رجعی ہے یا بائن یا مغلظہ؟　العبد غازی محمد بقلم خود

۷۸۶ الجواب: صورت مذکورہ بالا میں عورت پر ایک طلاق بائن پڑ گئی اور نکاح ٹوٹ گیا۔ البتہ زید کو اختیار ہے کہ ہندہ کو دوبارہ اپنے نکاح میں لانا چاہے تو لا سکتا ہے۔ عدت کے اندر بھی اور عدت کے بعد بھی۔ (بحوالہ بہار شریعت عامۂ کتب)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۷ شوال المکرم ۱۳۸۵ھ

طلاق نامہ کے بعد عدت گزر گئی تو عورت عقد ثانی کر سکتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: رضیہ بیگم بنت خان محمد صاحب کی لڑکی کا نکاح مقبول احمد بن مولوی احمد صدیقی سے ہوا ہے جسے تقریباً آٹھ برس ہو چکے ہیں شادی کے ایک ماہ کے بعد سے گھر میں فساد ہو رہا ہے میں نے کئی مرتبہ عورت سے کہا کہ تم گھومنا پھرنا چھوڑ دو مگر اس بدمعاش عورت نے میرا کہنا نہ مانا بلکہ اپنے خاندان کے کہنے پر آج تک چلتی رہی ہے اور یہ عورت بالکل آوارہ ہو گئی ہے اور میرے کنٹرول سے باہر ہو گئی ہے اس لئے رضیہ بیگم کو میں اپنی طرف سے طلاق نامہ دے رہا ہوں اور میرا کسی قسم کا اس عورت سے واسطہ نہیں۔ (مقبول احمد بن مولوی احمد صدیقی) تقریباً دو سال ہوئے اس طلاق نامے کو دیئے ہوئے اس درمیان میں دس پندرہ یوم کے لئے شخص مذکور (شوہر، عورت کے) گھر میں آیا تھا اور گھر میں رہ کر چلا گیا اس کے تین بچے بھی ہیں جن کا خرچ تیس روپے ماہوار دیتا ہے۔ اب تک طلاق کی تصدیق نہیں ہوئی کیا اس کاغذ سے طلاق ہو گئی ہے اور اس عورت کو عدت اب پوری کرنی ہو گی یا بغیر عدت نکاح ہو جائے گا۔ ایک شخص جو کہ اس کے مکان میں رہتا ہے اس عورت کا خیال ہے کہ اس سے عقد ثانی کرے کیا عدت کے ایام میں وہ مذکور شخص اس مکان میں رہ سکتا ہے یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: اگر شوہر اس امر کا اقرار کرتا ہے کہ یہ تحریر میں نے لکھی یا لکھوائی یا عورت اس پر گواہ پیش کرے کہ یہ تحریر اس کے شوہر ہی کی ہے تو یہ طلاق عورت پر پڑ گئی اور یہ طلاق لکھتے وقت ہی سے پڑ گئی اور اسی وقت سے عدت شمار ہو گی۔ (درمختار۔ عالمگیری وغیرہ) لہٰذا اگر تحریر کو اتنی مدت گزر چکی کہ عدت پوری ہو سکتی ہے یعنی کم از کم ساٹھ دن یا تین حیض کامل گزرنے کے دن، تو اب کسی اور عدت کی ضرورت نہیں۔ عورت کو اجازت ہے کہ وہ جس مسلمان سے چاہے اپنا عقد ثانی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۴ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ

زبانی طلاق بھی موثر ہے اور غیر مدخولہ کی عدّت نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک لڑکی بنام آعوذ باللہ بنت مریم بخش، ضلع میر پور خاص کی ہے۔ جس کی شادی نابالغی میں ۵ سال کی عمر میں ہندوستان میں ہوئی تھی۔ تقسیم ہند کی وجہ سے وہ لڑکی اپنے والدین کے ساتھ پاکستان میں آ گئی ہے۔ جس کو عرصہ ۱۸ سال ہو گیا ہے۔ اب وہ لڑکی جوان بالغ ہو کر اپنے خاوند سے کئی مرتبہ نان ونفقہ طلب کر چکی ہے اس کے خاوند نے کوئی جواب نہیں دیا کیوں کہ وہ ہندوستان میں ہے اور دوسری شادی بھی کر چکا ہے اس کی اولاد بھی ہو گئی ہے۔ نہ تو وہ اس کو لے کر جاتا ہے اور نہ ہی نان ونفقہ دیتا ہے اور نہ ادھر آتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے۔ زبانی طلاق کئی شخصوں کے سامنے دے چکا ہے اس وجہ سے وہ لڑکی پریشان حال ہے کہ آج تک وہ لڑکی اپنے شوہر کے گھر بھی نہیں گئی ہے۔ آخر دس جون ۱۹۶۰ء کو لڑکی نے اپنا مسئلہ سب جج حیدرآباد پاکستان کے سامنے پیش کیا اور سب جج حیدرآباد پاکستان نے روبرو گواہان کے اس کا نکاح ایک دم خلع کر دیا ہے اور اس نے حکم نکاح ثانی دے دیا ہے۔ کیا واقعی جج کے کہنے پر طلاق ہو گئی ہے یا کہ نہیں؟ فقط والسلام السائل

۷۸۶ الجواب: شوہر نے اگر واقعی اس عورت کو طلاق دے دی ہے تو عورت مطلقہ ہو گئی اگرچہ یہ طلاق زبانی ہی دی کہ طلاق میں تحریر شرط نہیں اور عورت چونکہ غیر مدخولہ بھی ہے لہٰذا اس پر عدّت بھی نہیں۔ وہ جب اور جس مسلمان سے چاہے نکاح کی مجاز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ

خلع کی تکمیل شوہر کی طلاق سے ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید اپنے لڑکی کی شادی کمسنی یعنی ۶ چھ ماہ کی عمر میں بکر کے لڑکے سے کر دیتا ہے جبکہ لڑکی عمر بلوغت تک پہنچتی ہے تو لڑکا بھی جوان بالغ ہو جاتا ہے اور لڑکا نہایت بدچلن جواری شرابی اور دوسرے عیوب کا عادی ہو جاتا ہے۔ لڑکی اس کے ان حالات کو دیکھ کر اس لڑکے سے سخت نفرت کرتی ہے اور اس کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارنے سے انکار کر دیتی ہے کیا شرع کی رو سے لڑکی خلع کی حقدار ہے یا نہیں؟ اور یہ نکاح جو دونوں کی کمسنی میں ہوا تھا فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور طلاق اگر زبردستی لیجائے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ الداعی محمد شفیع

۷۸۶ الجواب: نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح جب کہ باپ نے اپنی ولایت میں کیا تو یہ نکاح لازم ہو گیا کہ ان کو بالغ ہونے کے بعد توڑنے کا اختیار نہیں۔ (درمختار وغیرہ) خلع کا اختیار تو عورت کو بالغ ہونے کے بعد ہمیشہ حاصل ہے مگر یاد رہے کہ خلع شوہر کی جانب سے مال کے بدلے میں طلاق دینا ہے لہٰذا اگر شوہر یہ شرط قبول کر کے طلاق نہ دے تو خلع نہیں ہو سکتا۔ شوہر کو اگر طلاق کہنے پر مجبور کیا گیا اور اس نے طلاق لکھ دی اور زبان سے بھی طلاق کا لفظ کہہ دیا تو طلاق واقع ہو گئی۔ (ردالمحتار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ

طلاق نامہ نہیں بھیجا مگر طلاق کا اقرار کیا تو طلاق ہوگئی

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم

جناب عالی! ایک مسئلہ میں فتویٰ آپ سے لینا ہے۔ جس کے حالات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں کہ

لڑکی حیدرآباد میں رہتی ہے اور اس کا شوہر کراچی میں رہتا ہے۔ اس لڑکی کا بھائی کراچی گیا تھا وہ اپنی بہن کے سسرال پہنچا تو اس کی بہن کے شوہر نے یہ کہا کہ میں نے آپ کی بہن کو تین طلاقیں لکھ کر رجسٹری روانہ کردی ہے۔ وہ آپ کو ملی یا نہیں۔ اس لڑکے نے جواب دیا کہ نہیں۔ لڑکے کا کہنا ہے کہ میں ایک رشتہ دار کو لے کر واپس بہنوئی کے پاس پہنچا۔ اس کے سامنے بھی اس نے کہا کہ میں نے رجسٹری میں تین طلاقیں لکھ کر روانہ کردیا ہے تو لڑکی کو قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ دیں کہ طلاق ہوئی ہے یا کہ نہیں؟ حافظ عبدالسلام، کھوکھر محلہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: شوہر جب اقرار کرتا ہے کہ میں نے تمہاری بہن کو جو اس مخاطب کی بہن ہے تین مرتبہ طلاق دے کر رجسٹری روانہ کردی ہے۔ تو یہ تین طلاقیں ہوئیں ابتک اگر چہ اس کی تحریر وصول نہ ہوئی ہو یا اگر چہ اس نے کوئی تحریر سرے سے روانہ ہی نہ کی ہو۔ (بہار شریعت بحوالہ فتاویٰ خیریہ)۔ عورت کو طلاق نہیں دی ہے مگر لوگوں سے کہتا ہے کہ میں طلاق دے آیا۔ تو قضاءً طلاق ہوجائے گی اور اگر ایک دی ہے۔ لوگوں سے کہتا ہے تین طلاقیں دی ہیں تو قضاءً تین طلاقیں ہونگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ

ایک طلاق رجعی اور ایک بائن کے بعد صرف نکاح کافی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علما دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میں نے مسمات علیمن عمر تقریباً ۶۵ سال سے دوسری شادی کی جس سے میرے کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی۔ دو ہفتے بیشتر میرے اور میری بیوی میں جھگڑا ہوا اور میں نے غصے میں آکر اس کے مطالبے پر پہلے استعفیٰ کا لفظ استعمال کیا اور اس کو استعفا دیا۔ اس کے بعد اس نے طلاق کا مطالبہ کیا کہ طلاق دے دو، میں نے منہ سے طلاق کا لفظ نکالا " جا تجھے طلاق دی " میں نے اس کے بعد آج تک اپنی بیوی سے قربت نہیں کی اور وہ میرے گھر میں رہ رہی ہے۔ شریعت کیا کہتی ہے کہ طلاق ہوچکی ہے یا وہ میری بیوی ہے۔ میں نے دونوں الفاظ یعنی استعفیٰ اور طلاق ایک ہی وقت اور ایک دن ادا کئے تھے۔ غلام رسول ولد زمردی قانی، ساکن شہداد پور ضلع سانگھڑ

۷۸۶ الجواب: عوام الناس میں استعفیٰ کا لفظ بطور طلاق مستعمل ہے لہٰذا عورت کے مطالبۂ طلاق پر شوہر کا اس سے یہ کہنا کہ " جا تجھے استعفیٰ دیا " کے معنیٰ " طلاق " ہے۔ اور اس لفظ سے طلاق بائن واقع ہوگئی۔ اس کے بعد صریح لفظوں میں جو طلاق دی وہ بھی اسے لاحق ہوگئی شوہر جداگانہ طلاق بائن کے بعد بھی صریحاً لفظ سے دوسری طلاق واقع کرسکتا ہے۔ اس بناء پر مسمات علیمن پر ایک طلاق بائن اور ایک طلاق رجعی واقع ہوئی (ردالمحتار) اور اب اگر غلام رسول مسمات مذکورہ کو اپنے نکاح

میں رکھنا چاہتا ہے، تو اس سے دوبارہ نکاح کر کے اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ

بیوی کے مطالبے پر ایک ساتھ تین طلاقیں دیں تو تین ہی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

۱۔ مسمی شفیق یار خان کی بیوی نے طلاق مانگی اور کچھ سخت الفاظ استعمال کیے لہٰذا شفیق یار خان نے مشتعل ہو کر اپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاقیں دے دیں اور وہ اپنی والدہ کے ہمراہ اپنے والدین کے مکان پر چلی گئی کیا طلاق ہو گئی یا نہیں؟

۲۔ اس واقعہ کے ایک ماہ بعد شفیق یار خان کراچی سے کوئی فتوی لائے کہ ایک مجلس میں تین مرتبہ طلاقیں دینے سے طلاق نہیں ہوتی اور اپنی بیوی کے ساتھ اس کے والدین کے یہاں رہنا شروع کر دیا۔ کیا یہ درست ہے؟

۳۔ اگر طلاق ہو گئی تو مطلقہ بیوی کو اپنے ساتھ رکھنے پر، اس سے سلام و کلام، ملنا، جلنا اور اس کے ساتھ کھانا، پینا درست ہے یا اس سے ان تعلقات پر کوئی گناہ تو نہیں؟

۴۔ اگر ان سے سلام و کلام درست نہیں اور چند عزیز ان سے ملتے ہیں تو کیا ان سے ملنا اور سلام و کلام درست ہے یا نہیں؟ براہ کرم ان کے جوابات قرآن و احادیث کا حوالہ دیتے ہوئے تحریر فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

السائل فضل الرحمٰن خان، پختہ قلعہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: شوہر نے اپنی منکوحہ موطوٗۃ کو ایک ہی مجلس میں اگر تین طلاقیں دے دیں خواہ تین بار الفاظ کہے ہوں یا یوں کہہ دیا کہ تجھے تین طلاقیں تو تین ہی طلاقیں واقع ہوں گی اور عورت فوری طور پر اس کے نکاح سے خارج و حرام ہو جائے گی اور بغیر حلالہ شوہر اوّل کے لئے حلال نہ ہوگی۔ مسئلہ مذکورہ فقہ حنفی کی معتبر و مستند کتبِ فتاویٰ مثلاً درمختار و عالمگیری وغیرہ میں صراحتہً مذکور ہے کوئی حنفی مفتی اس حرام کو حلال، فاسد کو صحیح، اور ناجائز کو جائز قرار نہیں دے سکتا۔ شفیق یار خان اور اس کی بیوی پر لازم ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اور اللہ عزوجل کے غضب سے ڈر کر، اپنے اس گناہ کبیرہ سے توبہ کریں اگر یہ دونوں اس حکم الٰہی پر گردن رکھیں فبہا، اور اگر نہ مانیں اور اس حالت پر رہیں تو ایمان والے مرد اور ایمان والی بیبیاں انہیں یک لخت چھوڑ دیں نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں اور نہ خود ان کے پاس بیٹھیں۔

قال اللہ تعالیٰ وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (انعام) اگر تم شیطان کے بھلانے میں آ جاؤ تو یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ مت بیٹھو۔ اور احادیث کریمہ میں وارد ہے کہ **من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہٖ** (الحدیث) تم سے جو شخص بھی کوئی برائی ہوتی دیکھے تو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ سے اسے مٹا دے اور اس کی قوت نہ ہو تو اپنی زبان سے اس کی برائی ظاہر کر دے اور یہ بھی نہ کر سکے تو دل سے اسے برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ذی قعد ۱۳۸۵ھ

عورت عدّت کیسے گزارے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ عورت کو طلاق مغلظہ دے دینے کے بعد کتنے دن عدت لازم ہے؟

۲۔ مدت عدت میں کیا کیا باتیں ممنوعات سے ہیں؟

۳۔ کیا محلہ میں رات میں یا دن میں جاسکتی ہے یا نہیں؟

۴۔ کچھ مدت گزارنے کے بعد اور اگر کوئی مجبوری درپیش آجائے تو دوسری جگہ تبدیلی کرسکتی ہے یا نہیں۔ اس تبدیلی میں عدت دوبارہ تو شروع نہیں ہوجائے گی؟ کمال الدین، نعل بندگلی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: طلاق بائنہ ہو یا مغلظہ یا رجعی اور عورت کو حیض آتا ہے تو عدّت پورے تین حیض ہے۔ **قال اللہ تعالیٰ** وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ (بقرہ:228)۔

۲۔ زینت کا ترک کرنا یعنی عورت ہر قسم کے زیور اور ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے نہ پہنے اور خوشبو استعمال نہ کرے اور نہ تیل کا استعمال کرے اگرچہ خوشبو دار نہ ہو اور کنگھا کرنا سرمہ لگانا مہندی لگانا اور زعفرانی یا کسمی، یا گیروی رنگا ہوا یوہیں اور طرح کے رنگ کا استعمال منع ہے اور ان سب کا ترک واجب۔ (بہار شریعت بحوالہ درمختار و عالمگیری)

۳۔ یوہیں ان عورتوں کو گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں نہ دن میں نہ رات میں۔ (بہار شریعت بحوالہ عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ پہلے وہ مجبوری بیان کی جائے تو حکم شرعی دیا جائے۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ رجب المرجب ۱۳۸۶ھ

اگر نفقہ نہ مانگا تو عدّت کے بعد نفقہ ساقط ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ مسمی دلیر نے طلاق زبانی تین چار آدمیوں کے روبرو دی۔ جب عورت اپنے باپ کے گھر تھی مسمات اختری کو طلاق دی یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

۲۔ طلاق کے بعد نہ عورت کو بلایا اور نہ کوئی نفقہ دیا اور نہ ہم بستری ہوئی ہے؟

۳۔ اب اس وقت چھ ماہ طلاق دئے ہوئے ہوچکے ہیں عدّت کی مدّت ہوچکی ہے یا نہیں؟

۴۔ اب مسمات عقد ثانی شرعاً کرسکتی ہے یا نہیں؟

۵۔ طلاق دینے والا شوہر اب اس عورت پر کوئی حق شرعی رکھتا ہے یا نہیں؟

۶۔ عورت مہر لینے کی حقدار ہے یا نہیں؟ گواہوں کے نام یہ ہیں

۱۔ حافظ محمد اسحاق، امام مسجد رضا، ۲۔ محمد یٰسین، ۳۔ محمد حنیف

فقط مسکین شاہ، ساکن لطیف آباد نمبر ۵، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: طلاق میں تحریر شرط نہیں لہٰذا جبکہ شوہر نے زبانی طلاق دی تو ضرور واقع ہوگی جب کہ عورت اس کی محل اور شوہر طلاق کا اہل ہے۔ عورت خواہ شوہر کے یہاں ہو یا اپنے والدین کے مکان پر۔ طلاق دی جائے گی تو واقع ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اگر عورت کو حمل نہ ہو اور حیض آتا ہے تو عدت پورے تین حیض ہے اور حیض نہیں آتا تو عدت تین مہینے ہے اور حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے۔ بہر حال اگر عدت کے نفقہ کا نہ دعویٰ کیا اور نہ قاضی نے مقرر کیا تو عدت گزارنے کے بعد نفقہ ساقط ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ عدت گزرنے کے بعد عورت شرعاً نکاح ثانی کر سکتی ہے سابق شوہر کو اس پر کوئی حق نہیں اور مہر کی رقم شوہر پر قرض و لازم ہے جس کا ادا کرنا اس پر لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ

نقل کنندہ (حافظ احمد میاں قادری برکاتی)

مجمع کہے کہ ساس کو طلاق دی اور ایک کہے کہ بیوی کو دی تو کونسا قول معتبر ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص اپنی ساس کا مقروض تھا ساس نے دوکان پر ادائیگی رقم کا تقاضہ کیا اور آپے سے باہر ہوگئی اور بدکلامی، فحش، زبان درازی، بے بنیاد الزامات سے داماد کو نوازا۔ اسی دوران ایک جم غفیر ہجوم ہو جاتا ہے اور داماد ساس کی بدکلامی، فحش، زبان درازی، بے بنیاد الزامات دوکانداری مارکٹنگ کا چوراہا جم غفیر ہجوم سے وہ شخص سخت متاثر ہوتا ہے اور اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھتا ہے اور بے ساختہ غیر ارادی طور پر اپنی ساس سے کہتا ہے کہ تجھے طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! منہ سے نکلتا رہتا ہے برادری والے کہتے ہیں کہ اس نے بیوی کو طلاق دی ہے کیسی طلاق؟ کونسی طلاق؟ جبکہ بیوی موقع پر موجود نہیں تھی اور نہ ہی سائل مذکور کی ایسی کوئی نیت تھی اور نہ ہی گھر میں ایسا کوئی مشورہ تھا اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی اختلاف تھا جبکہ بیوی حاملہ ہے۔ (لفظ تجھے) ایک بار استعمال کیا ہے اور سائل مذکور کو ہوش نہیں کہ یہ لفظ کس کے لئے استعمال کیا ہے کیوں کہ بیوی وہاں موجود نہ تھی اور سائل نے بدن کے کسی بھی عضو سے کسی قسم کا کوئی اشارہ تک نہیں کیا نہ ہی گھر کی طرف۔ علماء دین فتویٰ دیں نیز دوسری صورت میں راستہ بتلائیں کہ صرف ایک شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ شوہر نے تجھے بیٹی کو طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! کہا اور باقی لوگ جو وہاں رش میں موجود تھے وہ کہتے ہیں کہ تجھ کو طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! کہا۔ السائل، نظام الدین، ٹنڈو آدم

۷۸۶ الجواب: یہاں جبکہ موقع پر ایک کثیر مجمع تھا وہ سب یہی الفاظ شوہر کے بیان کرتے ہیں کہ شوہر نے اپنی خوشدامن

سے یہ کہا کہ تجھے طلاق الخ تو یہ طلاق منکوحہ پر واقع نہ ہوئی اور تنہا ایک شخص کا یہ کہنا کہ شوہر نے اسے طلاق کہا شرعاً مقبول نہیں کہ اکثریت اس کے خلاف گواہی دیتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ

طلاق طلاق کہا نام نہیں لیا تو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص ساس کا مقروض تھا۔ ساس نے دوکان پر آ کر ادائیگی رقم کا تقاضہ کیا اور آپے سے باہر ہوگئی بدکلامی فحش، زبان درازی، بے بنیاد الزامات، سے پیش آئی اور کہا کہ ابھی ابھی میری رقم ادا کرو ورنہ دوسری صورت میں میری لڑکی کو روانہ کردو۔ اس دوران ایک جم غفیر ہو جاتا ہے اور داماد ساس کی بدکلامی، فحش، زبان درازی، بے بنیاد الزامات، دوکانداری مارکٹنگ کا چوراہا، جم غفیر ہجوم کو دیکھ کر شخص سخت متاثر ہوتا ہے اور اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھتا ہے اور بے ساختہ غیر ارادری طور پر اپنی ساس پر لفظ نکالتا ہے۔ تنے طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! منہ سے نکلتا ہے کس کو طلاق۔ کیسی طلاق۔ مگر برادری والے کہتے ہیں کہ اس نے بیوی کو طلاق دی ہے جب کہ بیوی موقع پر موجود نہیں تھی اور نہ ہی ایسی کوئی نیت تھی نہ ہی ایسا کوئی گھر میں مشورہ تھا اور اب نہ ہی اس کو بیوی تسلیم کرتی ہے اور نہ ہی اس کے والدین تسلیم کرتے ہیں اور میاں بیوی دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہیں اور کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ علماء دین فتویٰ دیں نیز دوسری صورت میں راستہ بتلائیں؟ فقط السائل، محمد ابراہیم، پان فروش ٹنڈوآدم

۷۸۶ الجواب: طلاق میں اضافت ضروری ہے بغیر اضافت طلاق واقع نہ ہوگی خواہ حاضر کے صیغہ سے بیان کریں مثلاً منکوحہ سے کہے کہ تجھے طلاق ہے یا اشارہ کے ساتھ اسے یا نام لے کر کہے کہ فلانی کو طلاق ہے۔ (درمختار) صورت مسئولہ میں بتقدیر صدق سائل جبکہ شوہر نے یہ الفاظ کہ تجھے طلاق الخ اپنی منکوحہ کے، جو وہاں موجود بھی نہیں، متعلق لفظ صراحۃً درکنار اشارۃً بھی نہ کہا تو ظاہر ہے کہ وہ طلاق واقع نہ ہوئی وہ دونوں ہنوز رشتہ نکاح میں منسلک ہیں۔ بیوی یا بیوی کے والدین کا طلاق تسلیم نہ کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ بہرحال وہ دونوں میاں بیوی ہیں اور ان کا نکاح قائم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ

طلاق وقت تحریر سے شمار ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ طلاق نامہ بذریعہ رجسٹری پہنچایا گیا تو عدت رجسٹری وصول ہونے سے سمجھی جائے۔ یا جس تاریخ کو طلاق نامہ لکھا گیا اس روز سے حساب کیا جائے گا؟

۲۔ عدت تین مہینے ہوتی ہے یا تین مہینے اور دس دن ہوتے ہیں؟ فقط والسلام احقر کمال الدین، نعل بندگلی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: طلاق نامہ جبکہ بذریعہ رجسٹری پہنچایا گیا تو یہ طلاق اسی تاریخ کو پڑے گی جس تاریخ کو طلاق نامہ لکھا گیا

اور اسی تاریخ سے عدّت شمار ہوگی۔ (بہار شریعت بحوالہ عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ عورت سے اگر خلوت صحیحہ ہوچکی ہے اور وہ عورت حاملہ بھی نہیں تو عدّت پورے تین حیض ہے تیسرا حیض ختم ہوتے ہی عدّت بھی ختم ہو جائے گی (بہار شریعت بحوالہ درمختار وغیرہ) اسمیں مہینوں یا دنوں کا اعتبار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شوال المکرّم ۱۳۸۶ھ

رجوع کب تک ہوسکتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے جھگڑے میں اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی! میں نے تجھے طلاق دی! دوبارہ نکاح کی ضرورت ہے یا کہ نہیں۔ اور پھر اگر خدانخواستہ کسی وقت بھی ایک طلاق دے دے تو پھر طلاق کا کیا حکم ہوگا؟ فقط السائل، شیخ محمد عالم، خواجہ چوک، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: اگر واقعہ یہی ہے کہ زید نے اپنی منکوحہ سے صرف دو بار مذکورہ بالا الفاظ کہے تو یہ دونوں طلاقیں رجعی ہوئیں اور طلاق رجعی میں نکاح جدید کی ضرورت نہیں صرف رجعت کافی ہے۔ رجعت الفاظ کے ساتھ ہو اور رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ کرلیں کہ یہ مسنون طریقہ ہے آئندہ اگر زید نے ایک طلاق بھی دی تو عورت فوراً نکاح سے نکل جائے گی اور پھر بغیر حلالہ کے حلال نہ ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا (بقرہ:228) مطلقات رجعیہ کے شوہروں کو عدّت میں واپس کرلینے کا حق ہے اگر اصلاح مقصود ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ

سنّی عورت ہرگز اپنے مذہب کے خلاف کسی اور کے فتوے پر عمل نہیں کرسکتی

سوال: میں نے اپنی بیوی کو دو بالغ گواہوں کے سامنے غصہ کی حالت میں تین بار طلاق دی۔ گھریلو جھگڑوں کی وجہ سے میری بیوی نے غصّے کی حالت میں مجھ سے طلاق مانگی تھی۔ میں شیعہ فرقہ سے تعلق رکھتا ہوں اور میری بیوی سنّی ہے۔ شیعہ علماء اس طلاق کو جائز نہیں کہتے ہیں کیا مجھ کو شیعہ فتوے کے مطابق عمل کرنا چاہئے یا کہ نہیں؟ اور کیا میری بیوی بھی اس پر عمل کرسکتی ہے؟ فقط السائل

۷۸۶ الجواب: جبکہ تین طلاقیں دی گئی ہیں تو تین ہی طلاقیں شمار ہوں گی۔ قرآن کریم کا صاف صریح الفاظ میں فرمان ہے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یعنی اگر دو طلاقوں کے بعد تیسری طلاق دے دی (خواہ ایک کے بعد دوسری پھر تیسری ہو یا تینوں ساتھ ہوں) تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے۔ سنّی عورت ہرگز اپنے مذہب کے خلاف کسی فتوے پر عمل نہیں کرسکتی اگر یہ نکاح ہوا تو شوہر و بیوی دونوں زانی و زانیہ شمار کئے جائیں گے اور اسے جائز سمجھ کر نکاح میں شرکت کرنے والے زنا کے دلال قرار پائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ

تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ روکنا، گناہ کبیرہ اور صحبت زنا ہے

سوال: علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ: زید اور اس کی بیوی کے درمیان بوجہ جھگڑا، اس کی بیوی نے طلاق مانگی ہے تو زید نے بیوی کو کہا کہ اگر تو اس وقت نکل جاتی ہے تو تجھ کو تین طلاق ہے یہ کہہ کر زید گھر سے فوراً نکل گیا باقی بیوی کی حالت زید کو معلوم نہیں تھی اس کے تقریباً ایک گھنٹے کے بعد بیوی گھر سے نکل گئی ہے ایک آدمی نے پکڑ کر عورت کو گھر کے اندر کر دیا اور جس وقت عورت گھر سے نکلی تھی اس وقت عورت کے ہاتھ میں کپڑا وغیرہ بھی تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت جانے کے لئے نکلی تھی اور دوسرے آدمی نے پکڑ کر گھر کے اندر کر دیا اور تیسرا آدمی کہتا ہے کہ زید نے اپنی بیوی کو کہا کہ اگر تو اس وقت گھر سے جاتی ہے تو تجھے تین طلاق ہے اور باقی تیسرے آدمی کو کچھ معلوم نہیں اور عورت حاملہ بھی ہے اور رات کو یہ معاملہ ہوا ہے صبح زید نے ایک آدمی کو کہا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو آزاد کر دیا۔ اس کے بعد مغرب کے وقت زید نے اس چوتھے آدمی کو پھر کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیا ہے اس بات پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ برائے مہربانی کتاب کا حوالہ دے کر تسلی فرمائیں؟　　السائل۔ نور محمد، بنگالی کالونی لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اگر بیان مذکور صحیح ہے تو صورت مذکورہ میں عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت اس مرد پر حرام ہوگئی اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو جائے شخص مذکور اس سے نکاح بھی نہیں کر سکتا اگر اس نے عورت کو روک لیا یا عورت اس کے کہنے پر رک گئی تو دونوں گناہگار ہوئے اور اگر صحبت واقع ہوگی تو یہ محض زنا ہوگا اور مرد وعورت دونوں زانی وزانیہ شمار کئے جائیں گے۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ یعنی اگر شوہر نے تیسری طلاق دے دی تو اب عورت اس کے لئے حلال نہیں جب تک وہ عورت کسی اور سے نکاح نہ کرے۔ فتاویٰ خیریہ میں ہے کہ اگر عورت کو طلاق نہیں دی ہے مگر لوگوں سے کہتا ہے کہ میں طلاق دے آیا تو قضاءً ہو جائے گی۔ (بہار شریعت) یہاں یہی صورت ہے۔ اور اگر بیان مذکور غلط ہے تو چونکہ شرط نہ پائی گئی لہٰذا طلاق واقع نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۲ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ

منکوحہ غیر کا دوسرے کے ساتھ رہنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک عورت جس کا نام افسری ہے وہ بغیر طلاق کے ایک غیر مرد کے ساتھ جس کا نام عبدالکریم ہے۔ افسری کے والدین کے گھر پر، عبدالکریم وافسری شوہر اور بیوی کی حیثیت سے رہتے ہیں جبکہ افسری نے اپنے شوہر سے طلاق نہیں لی ہے اور نہ ہی عبدالکریم سے نکاح کیا۔ کچھ لوگوں نے افسری اور اس کے والدین کو سمجھایا کہ افسری کا اس طریقے سے رہنا شریعت میں حرام ہے لیکن افسری اور اس کے والدین اس معاملہ میں لاپرواہی برتتے ہیں۔ اب اسلامی شریعت میں دوسرے رشتہ داروں پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ آیا افسری اور اس کے والدین کو برادری سے علیحدہ کریں؟　　فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: اگر یہ واقعی صحیح ہے کہ مسمات افسری کے شوہر نے اسے طلاق نہیں دی تو بغیر طلاق لئے اس کا عبدالکریم کے ساتھ شوہر و بیوی کی حیثیت سے، افسری کے والدین کے ساتھ رہنا، حرام حرام سخت حرام ہے۔ افسری اور عبدالکریم پر فرض ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں اور افسری کے والدین پر فرض ہے کہ فوراً عبدالکریم کو اپنے گھر سے باہر نکال دیں اور اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈر کر اپنے ان کبیرہ گناہوں سے توبہ کریں اگر یہ لوگ اس حکم پر عمل کریں تو خیر اور اگر نہ مانیں اور اسی حالت پر رہیں یا بغیر طلاق لئے آپس میں نکاح کر لیں تو برادری والے انہیں یک لخت چھوڑ دیں نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں اور نہ ان کے پاس بیٹھیں ورنہ یہ لوگ بھی گناہگار ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾ (انعام)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ

مجمع عام میں دی گئی طلاق سے انکار، شرعی حیثیت نہیں رکھتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: سید محمد علی نے اپنی اہلیہ کو جلسہ عام میں کہ جس میں قریباً ۲۵ تا ۳۰ افراد اہل محلہ و نیز والد اور برادران مسمات مذکورہ اہلیہ سید محمد علی موجود تھے تحریری تین طلاقیں دی، چونکہ اب قوانین عائلی کے تحت نقل طلاق نامہ سے اہلیہ کو مطلع کرنا ضروری ہے بدیں وجہ شوہر طلاق و تحریر سے انکار کرتا ہے، تاریخ طلاق مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۶۷ء صورت متذکرہ بالا میں کیا طلاق ہوئی؟ اگر حوالۂ کتب سے ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

فقط السائل، منشی ولد گلاب، ساکن لیاقت اشرف کالونی

نزد برما شیل پٹرول ڈپو پمپ حیدر آباد، ذریعہ سیّد میاں، ۷ / ۱۲ / ۱۹۶۷ء

۷۸۶ الجواب: سید محمد علی نے جبکہ اپنی منکوحہ کو مجمع عام میں تین طلاقیں دے دیں تو وہ تینوں طلاقیں اس پر واقع ہو گئیں اور یہ عورت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہو گئی اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو جائے اس سے نکاح بھی نہیں کر سکتا اور جبکہ یہ طلاقیں مجمع عام میں دی ہیں تو اس کا انکار بھی کوئی شرعی حیثیت نہیں رکھتا خواہ وہ تحریر دے یا نہ دے عورت اس کے نکاح سے خارج ہو چکی قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ (الآیۃ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ

وعدۂ طلاق، طلاق نہیں

سوال: کیا فرماتے علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

زید اور اس کی بیوی کے درمیان کچھ تنازع ہو گیا، اس بات پر کہ زید کا لڑکا خالد، اپنے ماموں اور چچا کے گھوڑوں کو پانی پلاتا تھا مگر ایک دفعہ چچا نے خالد کو مارا تو بیوی نے زید کو کہا کہ خالد کو اس کے چچا نے بلاوجہ مارا ہے حالانکہ وہ اس کی خدمت کرتا ہے اور گھوڑوں کو پانی پلاتا ہے تو زید نے کہا کہ کوئی بات نہیں بڑا ہے کسی وجہ سے مارا ہوگا، بیوی نے کہا کہ بلاوجہ

اس کو مارا ہے اس پر زید نے کہا کہ اگر آئندہ کبھی خالد نے اپنا ماموں کے گھوڑے کو پانی پلایا تو تجھے میں طلاق دوں گا، از روئے شریعت بیان فرمائیں کہ زید کی بیوی کو اس صورت میں طلاق ہوگئی یا نہیں۔ اگر طلاق ہوگئی تو کونسی طلاق رجعی۔ طلاق بائن۔ یا طلاق مغلظہ؟　فقط السائل، عرض دار۔ فقیر محمد پٹھان، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب　شوہر کا کہنا ہے کہ میں تجھے طلاق دے دوں گا تو یہ طلاق نہیں بلکہ وعدۂ طلاق ہے لہٰذا زید کی عورت ہنوز اس کے نکاح میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۵ شعبان المعظم ۱۳۸۷ھ

طلاق صریح، رجعی، یا بائن کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی سے ایک دفعہ یہ کلمات کہے ہیں کہ تجھے طلاق ہے طلاق طلاق پچھلے دو طلاقوں سے، زید کہتا ہے پچھلے سے طلاق کی تاکید مراد ہے تو اس صورت میں کیا زید اپنی بیوی سے رجوع کرسکتا ہے یا نہیں؟

العبد عبد الرحمٰن ولد عبد اللہ، یونٹ نمبر ۲ لطیف آباد، حیدرآباد، بتاریخ ۳ مارچ ۱۹۶۸ء

الجواب: زید نے اپنی منکوحہ مدخولہ کو طلاق دیتے وقت جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ طلاق میں صریح ہے اور عدد میں بھی صریح لہٰذا زید کی نیت معتبر نہ ہوگی عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں، درمختار میں ہے کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکید دیّن ای ووَقع الکل قضاء (شامی صفحہ ۲۹۶۔ ۲۹۷ ج ۹ طبع جدید دار الثقافۃ والتراث دمشق۔ سوریہ وصفحہ ۶۳۲ ج ۲ طبع قدیم) یعنی مدخولہ کو کہے کہ تجھے طلاق تجھے طلاق تو دو طلاقوں کا حکم دیا جائے گا اگرچہ کہتا ہو کہ دوسرے لفظ سے تاکید کی نیت تھی طلاق دینا مقصود نہ تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۰ ذی القعد ۱۳۸۷ھ

طلاق میں نسبت یا اضافت ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید کو اپنی زوجہ کو طلاق دیتے وقت اس کا نام لینا، یا مخاطب کرنا، یا زوجہ کا سامنے ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ مندرجہ بالا صورتیں ہوں تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟　فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: طلاق میں اضافت یعنی نسبت ہونا ضروری ہے بغیر اضافت طلاق واقع نہیں ہوگی خواہ حاضر کے صیغے سے بیان کرے مثلاً تجھے طلاق ہے یا اشارہ سے، مثلاً اُسے یا اِسے یا نام لے کر کہے کہ فلانی کو طلاق ہے۔ (درمختار) لہٰذا جب طلاق دینے والے نے طلاق دیتے وقت نہ بیوی کا نام لیا نہ اسے مخاطب کیا اور نہ اس کی طرف اشارہ کیا تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۷ھ

رجعت کا صحیح طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی زوجہ کو ایک طلاق رجعی دی کتنے عرصے کے اندر زید اپنی زوجہ سے رجوع کر سکتا ہے۔ اور شرعی عرصہ گزر جانے کے بعد زید کو اپنی زوجہ سے رجوع کرنے کی شرعی صورت کیا ہے؟

فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: جس عورت کو طلاق رجعی دی گئی ہے جب تک وہ اس طلاق کی عدّت میں ہے شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے اور عدّت کی مدّت گزر جائے تو اس عورت سے نکاح جدید کر سکتا ہے یہاں حلالہ کی ضرورت نہیں۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے مثلاً یہ کہے کہ میں نے تجھ سے رجعت کی یا تجھ کو واپس لیا اور رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ کر لے اور عورت وہاں موجود نہ ہو تو عورت کو اس کی خبر بھی کر دے اور ایام عدّت گزرنے کے بعد نکاح کر لینا بھی رجعت ہے۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۷ھ

طلاق نامہ دوسرے سے لکھوایا

سوال: علماء راشدین اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ

۱۔ مسمی محمد علی اور مسمات بانو بیگم جو کہ محمد علی کی منکوحہ بیوی ہے، باہمی تعلقات میں انتہائی عرصے سے انتہائی کشیدگی چلی آ رہی تھی اور مقدمہ بازی ہو رہی تھی، چند معزز اشخاص نے پس پشت مصالحت کرانے کی پیشکش کی اور اقرار نامہ کی غرض سے اسٹامپ منگائی گئی اور تحریر لی گئی، جس وقت تحریر پڑھ کر ہر دو فریق کو سنائی گئی اور جب لفظ طلاق سنا تو ہر فریق انتہائی زیادہ روئے، روتے روتے ہر دو فریق کو سکتے کا عالم ہو گیا اور کسی فریق کو ہوش مطلق نہ رہا، اس موقع سے بانو کی بھاوج نے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسمات کا انگوٹھا الٹے ہاتھ کا جبراً لگوا دیا اور محمد علی ہوش میں آنے پر قطعی فرار ہو گیا اور کاغذ نامکمل رہ گئے، آج تک محمد علی کسی قیمت پر بھی اپنا گھر تباہ کرنے پر رضامند نہیں ہے، کیا مبالغہ آمیز دستاویز پر بغیر دستخط کئے اور بغیر زبان سے اظہار کئے ہوئے طلاق متصور ہوگی یا کہ نہیں؟

۲۔ یہ جن جن اشخاص نے حمایت طلاق کی اور فرضی انگوٹھا لگوایا گیا، کیا ان کے واسطے بھی احکام محمدی سے کوئی کفارہ عائد ہوتا ہے اور سامعین جو کہ اس میں شریک ہیں۔ ان کے واسطے شرع شریف کیا اجازت دیتی ہے؟

خداداد خان، مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۶۷ء

۷۸۶ الجواب: شوہر نے اسٹامپ اگر خود منگوایا یا اس کے حکم یا رضا سے اسٹامپ لایا گیا اور اس کی رضامندی سے طلاق نامہ لکھا گیا یعنی شوہر کے کسی قول یا فعل سے ثابت ہو کہ وہ اپنی منکوحہ کو طلاق دینا چاہتا ہے اور اس کی رضا یا حکم سے طلاق نامہ

لکھا گیا تو طلاق نامہ پر جتنی طلاقیں لکھی گئیں وہ عورت پر واقع ہو گئیں، اب اس تحریر پر اس کے دستخط ہونا کچھ ضروری نہیں اور اگر لوگوں نے یہ طلاق نامہ اپنی مرضی سے لکھا اور شوہر کے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ اسٹامپ میں کیا لکھا جا رہا ہے اور تحریر کردہ بدحواس ہو گیا اور دستخط نہ کئے تو طلاق واقع نہ ہوگی، بہر دوصورت عورت کے انگوٹھا لگانے یا نہ لگانے سے اس پر کوئی اثر نہ پڑے گا، واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے بگاڑ دے وہ ہمارے گروہ سے نہیں (ابوداؤد وغیرہ) جب کسی کی عورت کو شوہر سے بگاڑ دینے پر یہ حکم ہے تو معاذ اللہ عورت کو شوہر سے توڑ دینا کیسا اشد یا اخبث ظلم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ صفر المظفر ۱۳۸۷ھ

بغیر حلالہ کے ساتھ رکھنا یا ساتھ رہنے دینے کا حکم

سوال: جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دے دیں تو کیا طلاق ہو گئی؟

۲۔ طلاق دینے کے بعد کچھ روز دونوں شوہر و بیوی علیحدہ بھی رہے بعد میں انہوں نے کسی اہلحدیث سے فتویٰ لیا کہ طلاق جب تک علیحدہ علیحدہ وقت میں تین مرتبہ نہ دی جائے نہیں ہوں گی لہٰذا طلاق نہیں ہوئی۔

۳۔ اس شخص کو بہت سمجھایا کہ طلاق ہو گئی ہے تم دونوں علیحدہ علیحدہ ہو جاؤ لیکن وہ اس سے باز نہیں آئے لہٰذا ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟

۴۔ کیا طلاق دینے والے سے تعلقات رکھنے پر جبکہ دوسرے لوگوں کو یہ بھی معلوم ہو کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے تو کیا دوسرے لوگوں کے نکاح پر اثر پڑتا ہے؟

۵۔ دوسرے یہ کہ طلاق دینے والے سے جو لوگ تعلقات رکھتے ہیں اور ان لوگوں سے جو لوگ تعلقات رکھتے ہیں ان کے نکاح پر بھی کوئی اثر پڑتا ہے۔ کیا نکاح فاسد ہو جاتا ہے؟

۶۔ طلاق دہندہ یہ خواہش کرتا ہے کہ میں اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ شراکت میں کاروبار کروں تب تک متعلقہ بیوی اس کے پاس موجود ہے اور کاروبار چھوٹا بھائی کرے گا اور شرائط کے مطابق اس کو نفع دیدیا کرے گا۔ کیا ایسا کاروبار جائز ہے اور کیا کاروبار کیا جا سکتا ہے؟ ان سوالات کا جواب بحوالہ قرآن وحدیث سے تحریر فرمائیں۔ رشید خان، پختہ قلعہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: (۱ تا ۳) شوہر نے جب تین طلاقیں دے دیں تو وہ تین طلاقیں شمار کی جائیں گی عورت نکاح سے فوراً نکل گئی اور تاوقتیکہ حلالہ .. ہو جائے شوہر کو اس سے دوبارہ نکاح کی اجازت بھی نہیں بلا نکاح گھر میں ڈالنا تو اور بھی شدید بلکہ اعلانیہ بدکاری وزنا ہے، مرد پر فرض ہے کہ عورت کو اپنے پاس سے جدا کرے اور گھر سے نکال دے اور عورت پر فرض ہے کہ اس

سے جدا ہو جائے اور عدت گزر چکی ہے تو اس کے گھر سے نکل جائے اگر یہ دونوں اس حکم پر عمل نہ کریں مسلمان انہیں اپنی صحبت سے نکال دیں اور ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا ترک کر دیں، قال اللّٰه تعالیٰ وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (انعام) یعنی اگر شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ہرگز ظالموں کے ساتھ مت بیٹھو یعنی ان سے قطع تعلق کر لو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے وَلَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ (ہود:113) ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔ ظاہر ہے کہ ایسے ظالموں سے تعلقات رکھنے والے سخت ظالم اور شدید مجرم ہیں جبکہ ان کے شوہر کے اس فعل کو حرام جانتے ہوئے ان سے میل ملاپ رکھتے اور اگر ان دونوں کے اس فعل کو شرعاً برا نہیں جانتے ہیں بلکہ حق وصواب سمجھتے ہیں تو نکاح تو نکاح، ان کے ایمان کی بھی خیر نہیں اور یہ سلسلہ جتنا پھیلتا جائے گا اسی تفصیل سے ان پر حکم شرعی عائد ہوتا رہے گا یعنی ان پر از سرنو نکاح کرنا اور کلمہ پڑھنا لازم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جب ایسے بیباکوں اور ناخدا ترسوں سے ترک تعلق کا حکم ہے تو ان سے کاروباری شراکت بھی ناجائز ہے اور پر قرآن کریم کا حکم گزر چکا۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

زبردستی طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی بیوی نے زید کے خلاف فسخ نکاح کا دعویٰ عدالت میں اس بنیاد پر دائر کیا کہ زید کا دماغی توازن درست نہیں تھا زید اپنی بیوی کو زدوکوب کرتا ہے، اس دعویٰ کے جواب میں زید نے جوابی دعویٰ پیش کیا جس میں عائد کردہ الزاموں اور باتوں سے انکار کیا اور اپنی بیوی کو خوش وخرم رکھنے کا دعویٰ کیا۔ چونکہ فریقین کے یہاں اس ازدواجی زندگی میں ایک نوزائیدہ بچی بھی ہے جس کی عمر ۱۰ ماہ ہے، اس لئے عدالت نے گواہان رشتے داروں کو یہ معاملہ سونپ دیا، چنانچہ رشتے داروں نے یہ فیصلہ دیا کہ زید اپنی بیوی کو طلاق دے دے مگر زید طلاق دینے پر تیار نہ تھا مگر زید کو طلاق نامہ پر دستخط کرنے پر مجبور کیا گیا اور کہا گیا کہ اگر تم دستخط نہیں کرو گے تو تمہارے سسرال والے تمہارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے اور تمہاری جان لے لیں گے، زید نے دستخط کر دیئے مگر نہ دل میں ارادہ تھا اور نہ زبان سے طلاق کہا، دستخط کو عدالت نے تسلیم کیا اور تنسیخ نکاح کا فیصلہ دے دیا، زید کی بیوی اپنے والدین کے گھر چلی گئی اس عرصہ میں زید نے عقد ثانی نہیں کیا اور نہ اس کی بیوی نے عقد ثانی کیا ہے، اب تقریباً ۲ سال کے بعد زید کی بیوی، اپنی مرضی سے زید کے گھر ایک ہفتہ سے چلی آئی ہے اور حقوق زوجیت ادا کرنے کو تیار ہے اور زید بھی حقوق شوہریت ادا کرنے کو تیار ہے۔

آیا زید ان حالات میں اپنی بیوی کو اپنے گھر میں رکھ کر حقوق شوہریت ادا کر سکتا ہے یا نہیں۔ پھر زید کی بیوی زید کے گھر میں رہے اور حقوق زوجیت ادا کر سکتی ہے یا کہ نہیں؟ فقط ایک سائل، عثمان علی

۷۸۲ الجواب: صورت مسئولہ میں جبکہ زید کو دستخط کرنے پر مجبور کیا گیا اور اس نے دستخط کر دیئے، مگر نہ دل میں طلاق کا

ارادہ ہے اور نہ زبان سے طلاق کے الفاظ کہے تو طلاق نہ ہوگی مجبوری سے مراد یہاں شرعی مجبوری ہے محض کسی کے اصرار پر لکھ دینا یا یہ سمجھ کر لکھ دینا یا دستخط کر دینا کہ یہ بڑا ہے اس کی بات کیسے ٹالی جائے یہ مجبوری نہیں ہے۔ (درمختار وغیرہ) اور جیسا کہ یہ سوال میں یہ تحریر ہے کہ اور خود زید نے زبانی بھی یہ بیان فقیر کے روبرو دیا کہ مجھ سے یہ کہا گیا کہ اگر تم اس پر دستخط نہیں کرو گے تو یہ لوگ تمہارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے اور تمہاری جان لے لیں گے تو یہ مجبوری شرعی ہوگئی کہ آج کل کسی کی جان لے لینا بھی معمولی بات نہ کہ کسی کے پیچھے پڑ جانا، اس لئے فقیر بعونہ تعالیٰ یہ فتویٰ دیتا ہے کہ وہ طلاق واقع نہ ہوئی اور زید کی منکوحہ اب بھی اس کے عقد نکاح میں باقی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ رجب المرجب ۱۳۸۷ھ

طلاق لکھ کر پھاڑ دی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسمی محمد یامین نے اپنی منکوحہ مسمات عائشہ بیگم کو تحریراً طلاق چیئرمین کے دفتر میں داخل کی جس کو چیئرمین نے غصّے میں محمد یامین کو ڈانٹتے ہوئے پھاڑ دیا، اب مسمی محمد یامین طلاق دینے سے انکار کرتا ہے جبکہ خود اس نے اور چیئرمین نے متعدد دوسرے لوگوں سے مسمات عائشہ کو طلاق دینا بیان کیا اور قصبے کے بہت سے لوگوں کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ محمد یامین نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس صورت میں مسمات عائشہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور وہ نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟ فقط المستفتی سعدی خان

۸۶۷ **الجواب:** اگر یہ بیان واقع ہے اور محمد یامین نے واقعی مسمات عائشہ کو تحریری طلاق دی اور بعض لوگوں کو وہ تحریر بھی دکھائی اور خود چیئرمین نے بھی دوسروں سے محمد یامین کی اس تحریری طلاق کا ذکر کیا اور اب چونکہ وہ تحریر موجود نہیں، اور باہمی رنجش ہے اس لئے وہ طلاق سے انکار کرتا ہے، تو اس کا یہ انکار شرعاً معتبر نہیں مسمات عائشہ پر طلاق واقع ہو چکی۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر ایک شخص نے لکھنے والے سے کہا کہ میری عورت کو طلاق لکھ دے تو یہ اقرار طلاق ہے یعنی طلاق ہو جائے گی اگرچہ وہ نہ لکھے۔ (ردالمحتار) بلکہ اگر عورت کو طلاق نہیں دی ہے اور لوگوں سے کہتا ہے کہ میں طلاق دے آیا تب بھی قضاءً ہو جائے گی (فتاویٰ خیریہ) بہر حال صورت مسئولہ میں مسمات عائشہ عدت کے بعد جس مسلمان سے چاہے نکاح کر سکتی ہے یہ نکاح شرعاً نافذ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ رجب المرجب ۱۳۸۷ھ

عورت کی بدچلنی سے نکاح نہیں جاتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص کو اپنی عورت کے چال چلن پر شک تھا اس شخص نے اپنی عورت سے اس بات کو معلوم کیا تو اس عورت کی منہ زبانی پتہ چلا اور اسی عورت نے اقرار کیا کہ ہاں اس کے ساتھ ایک شخص نے برا فعل کیا ہے لہٰذا وہ شخص اپنی عورت کو رکھنا نہیں چاہتا اور اس کو طلاق دینا چاہتا ہے ایسی صورت میں عورت کو مہر دینا

اس شخص پر واجب ہے یا نہیں؟ اور اس عورت نے یہ کہا کہ میرے ساتھ برا فعل زبردستی کیا گیا ہے، اور اب وہ شخص کسی حالت میں بھی اس عورت کو اپنے ساتھ رکھنا نہیں چاہتا، اس عورت کی گود میں ایک آٹھ ماہ کا بچہ ہے اور اس عورت کو طلاق دینا چاہتا ہے تو طلاق ہو سکتی ہے یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: عیاذاً باللہ عورت کی بدچلنی سے نکاح نہیں جاتا، شوہر کو اختیار ہے کہ اسے اپنے ساتھ رکھے یا چھوڑ دے البتہ اگر چھوڑے گا یعنی طلاق دے گا تو عورت پورے مہر کی حقدار ہوگی مہر تو عقد نکاح سے ہی واجب ہو جاتا ہے اور وطی یا خلوت صحیحہ یا کسی ایک کی موت سے موکد، بہر حال عورت پر طلاق پڑ جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ شعبان المعظم ۱۳۸۷ھ

کوئی صاحب حق اپنا حق معاف کرنا چاہے تو جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: منکہ نور زمان ولد سعید احمد ساکن سٹلائٹ ٹاؤن میرپور خاص ضلع تھر پارکر جو کہ مؤرخہ ۱۴ جولائی ۱۹۶۳ء بمطابق صفر المظفر ۱۳۸۴ھ بالعوض مبلغ ایک ہزار روپے سکہ رائج الوقت مسمات گیتی آرا بیگم بنت وزیر الدین سے میرا عقد نکاح ہوا تھا لیکن اس تھوڑے عرصے میں ہمارے حالات حد سے زیادہ ناخوشگوار ہو چکے ایسی صورت میں بحالت رضامندی اور بمطالبہ، گیتی آرا بیگم کو طلاق دینے پر تیار ہوں، باہمی مصالحت اس طرح طے پایا ہے کہ میرا لڑکا جو کہ گیتی آرا بیگم کے شکم سے پیدا ہوا ہے جس کی عمر تقریباً تین ماہ ہے۔ میں بچے سے دستبردار ہوتا ہوں اور مہر ایک ہزار روپیہ گیتی آرا بیگم معاف کرتی ہے اس میں تاحیات میں یا میرے عزیز و اقارب اس بچے سے دستبردار رہیں گے اور کسی قسم کے مطالبات پرائیویٹ یا عدالتی کاروائی سے قاصر رہیں گے اس طرح گیتی آرا بیگم مہر، مندرجہ بالا پرائیویٹ طور پر بذریعہ عدالت وصول کرنے کی حقدار نہیں رہے گی، میں یہ چند کلمات بہ ہوش و حواس تحریر کر کے اپنی منکوحہ بیوی گیتی آرا بیگم کو طلاق دیتا ہوں اور اس بچے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دستبردار ہوتا ہوں اور یہ چند کلمات بطور تین طلاق نامہ کے تحریر کرتا ہوں تا کہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آوے۔ فقط ایک سائل انگشت گیتی آرا بیگم، مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۷ء

۷۸۶ الجواب: قاعدہ کلیہ ہے کہ جن امور میں شرع نے اپنے حق کے لئے کوئی حکم نہ فرمایا بلکہ جو ممانعت ہے وہ بندے کے حق کے سبب ہے ان میں اگر صاحب حق راضی ہو جائے تو ممانعت نہ رہے گی، صورت مسئولہ میں باہمی رضامندی سے جو معاملہ طے ہوا وہ جائز ہے لڑکی جب کہ بالغ ہے اور کسی دباؤ کے بغیر اپنا حق مہر، بخوشی اس نے معاف کر دیا معاف ہو گیا، اور اگر کوئی شخص جبر کر کے معاف کراتا ہے معاف نہیں ہوگا یوں ہیں بچہ ۷ سال کی عمر تک اپنی ماں کے پاس رہتا ہے سال کے بعد باپ کی پرورش میں آتا یہ اس کا حق تھا شوہر اپنا حق معاف کرتا ہے یہ بھی جائز ہے لیکن یہ بچہ بدستور اپنے باپ کا ہے یعنی باپ کے انتقال کرنے کے بعد، اپنے باپ کے مال میں حصہ پائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ربیع الآخر ۱۳۸۷ھ

مطلقہ کی عدت فوری شروع

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسمی انور خان ولد ننّے خان نے اپنی بیوی مسمات منّی بیگم بنت محمد شیخ کو عرصہ تقریباً دو سال کا ہو، اروبرو گواہان شرعی، طلاق زبانی دے دی تھی جس کی تشہیر خود اس نے لوگوں میں کر دی، اور آج بتاریخ ۲۳ دسمبر ۱۹۶۷ء مطابق ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ بروز ہفتہ اقرار نامہ تحریر کیا ہے اور اس میں زبانی طلاق شرعی جو تین مرتبہ روبرو گواہان شرعی دی تھی اس کی تصدیق کر دی ہے، لیکن مسمی انور خان ولد ننّے خان دوبارہ مسمات منّی بیگم بنت محمد شیخ سے زن وشوہر کے تعلقات کرنا چاہتا ہے، ایسی صورت میں شرعی حکم کیا ہے کیا بعد حلالہ کے نکاح کر سکتا ہے۔ یا بغیر حلالے کے ہی شوہر پر حلال ہے؟ منّی بیگم بنت محمد شیخ، سکنہ کواٹر ۹۲، یونٹ ۷، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مذکورہ میں مسمات منّی بیگم پر تین طلاقیں اسی وقت پڑ گئیں جب مسمی انور خان نے دی تھیں اور جبکہ اس واقعہ کو تقریباً دو سال کا عرصہ گزر چکا ہے تو ان طلاقوں کی عدت بھی گزر چکی، مسمات مذکورہ کو اختیار ہے کہ جس مسلمان کے ساتھ نکاح کرے البتہ مسمی انور خان اسے اس وقت تک اپنے نکاح میں نہیں لا سکتا جب تک حلالہ نہ ہو جائے، قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۷ھ

طلاق بائن کی ایک صورت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص کی شادی ایک لڑکی سے ہوئی اور اس کے بعد وہ فرار ہو کر گھر سے چلا گیا اور چھ سال غائب رہنے کے بعد جب تلاش کثیر کے بعد مل گیا تو اس نے دو گواہوں کے سامنے یہ کلمات اپنے منہ سے کہے کہ میری یہ منکوحہ میری ماں بہن کی طرح ہے اور جب تک یہ میرے گھر میں موجود ہے میں ہرگز اپنے گھر نہیں جاؤں گا اور ان کلمات کے استعمال کے بعد پھر غائب ہو گیا اور تخمین پانچ سال غائب رہنے کے بعد سے مجبور ہو کر ۱۱ سال انتظار کے بعد عدالت سول جج بہادر حیدر آباد سے رجوع کیا گیا چنانچہ عدالت نے لڑکی کو خود مختار قرار دے کر عقد ثانی کی اجازت مرحمت فرما کر فیصلہ صادر فرمایا اور والی صاحب سوات، نے اس عدالتی فیصلے کی توثیق کر دی، اب از روئے شرع سے لڑکی کو نکاح ثانی کی اجازت ہے یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: عورت کے متعلق یہ کہنا کہ یہ ''منکوحہ میری ماں بہن کی طرح ہے'' اس پر کسی حکم شرعی کا دارومدار نیت پر ہے، اگر اعزاز کے لئے کہا تو کچھ نہیں اور اگر طلاق کی نیت پر ہے تو طلاق واقع ہو گئی اور ظہار کی نیت ہے تو ظہار ہے اور کچھ نیت نہ ہو تو کچھ نہیں۔ (جوہرہ نیرہ، بہار شریعت) لیکن شوہر یہ الفاظ کہہ کر غائب ہو گیا اور پھر دوبارہ آیا پھر یہی الفاظ بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی کہ ''جب تک یہ میرے گھر میں ہے میں ہرگز اپنے گھر نہیں جاؤں گا'' اس کی نیت طلاق کا اظہار کرتے ہیں اس لئے فقیر بکرمہ تعالیٰ یہ فتویٰ دیتا ہے کہ عورت پر طلاق بائن پڑ چکی اور اس کی عدت بھی ختم ہو چکی اب عورت خود مختار ہے کہ جہاں

چاہے نکاح ثانی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۶ جمادی الاخری ۱۳۸۷ھ

میاں بیوی میں تفرقہ ڈالنے والا

سوال: عالی جناب مولانا مفتی صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم، گزارش عرض یہ ہے کہ

کمترین قادریہ سلسلہ کا ایک فرد ہے مذہب سے واقف ہے اور گورنمنٹ کا ایک ملازم ہے۔ ۱۹۶۴ء میں میرا ایک واقعہ رجعی طلاق کے سلسلے میں ہوگیا تھا لیکن میں نے دوران عدت ہی میں رجوع کرلیا تھا تو یہ واقعہ رجعی چند اشخاص حنیف تار فیجر وغیرہ کی سازش سے رونما ہوگیا تھا۔ واقعہ کی تفصیل کا نوشتہ جس کا مفہوم صرف ایک رجعی طلاق تھا حنیف ہی کے قبضہ میں رہا اور اس نے کسی سازش کے تحت دو سال تک اس کو پوشیدہ رکھا، اس کے بعد اس نوشتہ کے تحت مجھ پر ناجائز دباؤ ڈال کر کچھ اینٹھنا چاہا لیکن وہ کامیاب نہ ہوسکا اس کے بعد اس نے وہ نوشتہ معزز لوگوں اور علماء وغیرہ کو دکھا کر میری تذلیل کرنے کی کوشش کی لیکن اس میں بھی وہ کامیاب نہ ہوسکا کیونکہ اس نے اصل واقعہ میں کوئی ترمیم نہیں کی۔ پر وہ سازش سوچتا رہا۔ جو عورت میرے نکاح میں ہے اس کے پہلے خاوند کا لڑکا بدرالدین عرف بدو نابالغ عبدالشکور سائیکل والے کے پاس میرے نکاح سے قبل سے کام کرتا تھا اور جب وہ نابالغ تھا، عبدالشکور نے اپنی فطرت اور عیب بازی سے اس لڑکے کے علاوہ سارے گھر کے لوگوں پر اقتدار حاصل کررکھا تھا۔ میں نے نکاح کے بعد جب یہ لڑکے، بچے، نابالغ ہی تھے اپنے گھر کے اس ناجائز ماحول پر قابو کرنے کی کوشش کی لیکن عبدالشکور کی عیاری اور مکاری سے میں کامیاب نہ ہوسکا اور عبدالشکور میرا دشمن بن گیا۔ حنیف نے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ نوشتہ عبدالشکور کے ہاتھ فروخت کردیا اب عبدالشکور کے ہاتھ یہ سنہری موقع آگیا اور اس نے نوشتہ میں تین کا حرف اضافہ کیا یہ فرضی کاروائی کی اور میری طرف سے ایک فرضی درخواست میرے نام سے لکھی اور جعلی دستخط کرکے آپ سے فتویٰ حاصل کرلیا اور اس کے ذریعے میرے لڑکے (سوتیلے) مذکور کو ورغلا کر اور اشتعال دلاکر گھر میں کہرام مچوایا ہے کہ یہ حرام کاری ہورہی ہے اور اس طرح ہم لوگوں کی تذلیل کی جارہی ہے اور آپس میں تفرقہ ڈلوادیئے ہیں۔ مذکورہ کاروائی کا صحیح نوشتہ جو حنیف نے معزز آدمیوں کو دکھایا تھا ان کی تصدیق ہمراہ درخواست ہے۔ عبدالشکور کو مذکورہ لڑکے سے کیا لالچ ہے جس کے تحت اس نے اپنے اغراض کیلئے خدا سے بے خوف ہوکر یہ کاروائی کی۔ برائے مہربانی ایسی تحریر مرحمت فرمادیں کہ عبدالشکور کو عبرت حاصل ہو اور اس کی مکاری اور عیاری سے میرے گھر والے واقف ہوکر مجھ سے مطمئن ہوں۔

فقط کمترین، سید نور زمان شاہ

۷۸۶ الجواب: اگر بیان مذکورہ صحیح ہے اور واقعی شوہر نے بیوی کو صرف ایک ہی طلاق دی تھی جیسا کہ ان فتاوی سے ظاہر ہے جو انہیں ایام میں حاصل کیے گئے تو شوہر کا اپنی بیوی کو اپنے ساتھ رکھنا اس وقت بھی جائز تھا اور اب بھی جائز ہے اب جو لوگ اس میں رخنہ اندازی ڈال کر فتنہ فساد پھیلانا چاہتے ہیں اس لئے بھی قابل قبول نہیں کہ اب تک وہ کیوں خاموش رہے،

حنیف اس تحریر کو کیوں چھپائے رہا اور کس غرض کے ماتحت اس نے وہ تحریر عبدالشکور کے ہاتھ فروخت کی ظاہر ہے کہ اس کا منشا شوہر مذکور سے کچھ رقم ناجائز طور پر اینٹھنا تھا اور جب وہ اس میں کامیاب نہ ہوا تو اس نے یہ تحریر شوہر مذکور کے ایک مخالف کو فروخت کر دی اور یہ مخالف اپنی مخالفت میں اندھا ہو کر میاں بیوی میں تفرقہ ڈال رہا ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لیس منا من خبب امراۃ علی زوجھا یعنی ''جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے بگاڑ دے وہ ہمارے گروہ سے نہیں'' کیا کوئی مسلمان کسی ایسے کام کی جرأت کر سکتا ہے جس کے باعث وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گروہ سے نکل جائے دوسرے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اس معاملہ میں مظلوم شوہر کا ساتھ دیں اور ظالم کو ایسی ناشائستہ حرکات سے بزور بازو باز رکھیں قال اللہ تعالیٰ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (مائدہ:2)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۷ھ

دو طلاق رجعی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید کے منہ سے انتہائی اشتعال کی حالت میں دو مرتبہ یہ الفاظ نکل گئے کہ ''مایا جا میں نے تجھے طلاق دی!'' بیوی پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی۔ غصہ فرو ہو جانے کے بعد بہت پچھتایا اور اب رجوع کرنا چاہتا ہے مہربانی فرما کر فتویٰ دیجئے کہ آیا رجوع کر سکتا ہے۔ نیز طریقہ کار سے بھی آگاہ فرمائیے کہ کس طرح اور کیا کہہ کر رجوع کرے؟ مہربانی فرما کر اپنے مدرسہ کی مہر بھی ثبت فرما دیں۔ فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** سائل کا بیان ہے کہ مذکورہ بالا الفاظ شوہر نے صرف دو مرتبہ کہے اگر واقعہ بھی یہی ہے کہ زید نے صرف دو ہی مرتبہ اپنی بیوی سے کہا کہ ''جا میں نے تجھے طلاق دی'' تو اس صورت میں عورت پر دو طلاقیں رجعی واقع ہو گئیں لیکن شوہر کو اختیار ہے کہ عدت کے اندر اس سے دوبارہ تعلقات قائم کرے نکاح جدید کی بھی ضرورت نہیں اور عدت گزر جائے تو اس سے دوبارہ نکاح کرے حلالہ کی ضرورت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ رجب المرجب ۱۳۸۸ھ

ارادۂ طلاق، طلاق نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میں عبدالغفار ولد عبدالرزاق حیدرآباد میں اپنی بیوی، بچے اور والدہ کے ساتھ رہتا ہوں۔ ایک دن میری بیوی اور والدہ صاحبہ لڑ رہی تھیں اس وقت میرے ہاتھ میں قرآن پاک تھا۔ میں نے ڈرانے کے واسطے اپنی بیوی سے یہ کہہ دیا کہ میں تم کو طلاق دے دوں گا! طلاق دے دوں گا! طلاق دے دوں گا! بیوی جو کہ حاملہ تھی اس کے کچھ دن بعد وہ چلی گئی اور اب فراغت ہوئے دو ماہ ہو چکے ہیں اور اس نے یہ افواہ اڑا رکھی ہے کہ طلاق ہو گئی ہے حقیقت سے آگاہ فرمائیں کہ کیا واقعی طلاق ہو گئی۔ یا کوئی کفارہ یا صدقہ وغیرہ ادا کرنا ہوگا۔ ہم میاں بیوی ساتھ رہ سکتے ہیں یا نہیں؟ عبدالغفار ولد عبدالرزاق، یونٹ نمبر ۸، سی بلاک، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اگر بیان مذکورہ واقعہ کے مطابق ہے اور شوہر نے واقعی وہ ہی الفاظ کہے جو سوال میں مذکور ہیں تو ان الفاظ سے عورت پر کوئی طلاق نہیں پڑی۔ وہ دونوں حسب سابق شوہر و بیوی ہیں۔ الفاظ مذکورہ بالا میں صرف ارادہ وقصد طلاق ہے اور ارادۂ طلاق، طلاق نہیں اور اس صورت میں کوئی کفارہ وغیرہ بھی نہیں ہاں اس شکریہ میں کہ اللہ نے گھر کو بگڑنے سے بچالیا جو چاہیں بطور خیرات غرباء کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رجب المرجب ۱۳۸۸ھ

اسٹامپ پر ایک طلاق لکھ کر دستخط کر دئے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے گھریلو تنازع کے تحت اپنے اور اپنے بیوی اور رشتہ داروں کے دباؤ میں آ کر ایک اسٹامپ پر جس میں ایک مرتبہ ''طلاق دی'' کے الفاظ ہیں، اسٹامپ کے الفاظ ہیں ''میں نے مسمات مذکورہ کو بخوشی طلاق دی'' اس اسٹامپ پر زید نے دستخط ضرور کیئے ہیں مگر زبان سے کچھ نہیں بولا' رطلاق کے لئے کوئی بندہ بھی راضی نہیں ایسی صورت میں رجوع کرنے کے لئے حکم شرعی کیا ہے اور کیا صورت کی جائے۔ تفصیل سے جواب مرحمت فرمادیں۔ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں عورت پر بظاہر ایک طلاق رجعی پڑی اور شوہر مذکور کو اختیار ہے کہ عدت کے ایام میں اس سے رجوع کر لے جسے رجعت کہتے ہیں اور اس کی صورت یہ ہے کہ شوہر عورت سے کہے کہ میں نے تجھ سے رجعت کی یا میں نے تجھے روک لیا اور اس پر دو آدمی پرہیز گار نیک گواہ کر لے۔ (جوہرہ نیرہ وغیرہ)

لیکن زید کے اسٹامپ میں لکھے ہوئے بعض الفاظ سے پتا چلتا ہے کہ عورت مذکورہ پر طلاق بائن پڑی ہے لہٰذا مسمی مذکور رجوع کی بجائے اس عورت سے نکاح ثانی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ محرم الحرام ۱۳۸۸ھ

باپ نے نابالغ لڑکوں کی طرف سے طلاق دی تو نہ ہوئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

ممتاز احمد ولد منیر احمد عمر ۱۳ سال، گلزار احمد ولد منیر احمد عمر ۱۰ سال کا نکاح علی الترتیب زینب بانو بنت عمر عالم، کنیز بنت محمد عالم کے ساتھ ہوا لڑکیوں کی طرف سے ان کے والد نے ایجاب وقبول کیا اور لڑکوں نے خود، مجمع میں اور لوگ بھی موجود تھے اس کے بعد ہی لڑکے اور لڑکیوں کے والدین میں باہمی جھگڑے شروع ہوئے جس کی بناء پر لڑکیوں کے دوسرے رشتے داروں نے لڑکوں کے والد سے طلاق کا مطالبہ کیا اور انہیں مجبور کیا کہ وہ لڑکیوں کو طلاق دے دیں چنانچہ انہوں نے لڑکوں کی طرف سے دونوں لڑکیوں کو طلاق دے دی۔ اب ان میں مصالحت ہوگئی ہے اور لڑکی والے لڑکیوں کو لڑکوں کے یہاں بھیجنے کو تیار ہیں۔ براہ کرم حکم شرعی بیان کیا جائے کہ وہ طلاقیں ہوئیں یا نہیں۔ اور اب لڑکیاں شوہروں کے پاس جا سکتی

ہیں یا نہیں؟ محمد صدیق، کھائی روڈ شہداد پوری پاڑہ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** اللہ عزوجل نے نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (بقرہ:237) اور طلاق دینے کے لئے شرط یہ ہے کہ شوہر عاقل بالغ ہو، نابالغ یا مجنون نہ خود طلاق دے سکتا اور نہ اس کی طرف سے اس کا ولی۔ (درمختار، عالمگیری وغیرہ) لہٰذا نہ ان لڑکیوں پر وہ طلاقیں پڑیں نہ وہ نکاح سے باہر ہوئیں وہ بدستور ان لڑکوں کے نکاح میں ہیں اور بے دھڑک اپنے شوہروں کے پاس آسکتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

غصہ کی حالت میں بھی طلاق ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص ناپاکی کی حالت میں اپنی بیوی منکوحہ کو یہ لکھ کر دیتا ہے کہ میں نے دو گواہ کے روبرو شرعی محمدیہ بموجب، تجھے طلاق دی اور جہاں تک مجھے خیال ہے میں نے لفظ طلاق تین بار استعمال کیا ہے مگر میں غصے کی حالت میں تھا اور میرا گواہ کہتا ہے کہ تم نے تین دفعہ لفظ طلاق کہا تھا اور پھر تحریر بھی لکھ دی تھی۔ اس تحریر و دستخط کو عرصہ دس ماہ گزر گیا ہے۔ اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ مطلقہ بیوی کو اب پھر واپس گھر لانا چاہتا ہے۔ کیا رجوع ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور کیا بغیر حلالہ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور حلالہ کی کیا صورت ہوگی؟

فقط ایک سائل۔ مبارک حسین، میر پور خاص، بتاریخ ۲۵ جولائی ۱۹۶۸ء

۷۸۶ **الجواب:** شوہر جبکہ خود اقراری ہے کہ اس نے تین بار اپنی منکوحہ کو طلاق دی اور گواہ بھی یہی کہتا ہے تو مسمات پر تین ہی طلاقیں واقع ہوئیں اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہولے شوہر مذکور کو اس عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں اگر شوہر مذکور نے لوگوں کے کہنے سننے میں آ کر دوبارہ اس عورت کو اپنے پاس رکھ لیا اگرچہ نام نکاح کے بعد رکھا تب بھی یہ دونوں زانی وزانیہ میں شمار کئے جائیں گے۔ یہ حکم شرعی ہے اور قرآن کا فیصلہ قطعی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

معاذ اللہ سالی کے ساتھ دانستہ زنا کیا تو نکاح پر اثر نہ پڑا/ اگر شبہ سے جماع کیا تو عدت تک منکوحہ حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: دو بھائیوں کے گھر میں دو سگی بہنیں ہیں۔ چھوٹا بھائی نامرد ہے۔ بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کی بیوی جو کہ اس کی سالی ہے اس سے زنا کیا جس سے اس کی بیوی کی سگی بہن کو حمل ہو گیا ہے۔ اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ کیا جس شخص نے اپنی بیوی کی بہن کے ساتھ زنا کیا ہے اس کے اپنے نکاح پر کوئی اثر پڑا ہے یا نہیں؟ اور یہ کہ اس کی اصلی بیوی یعنی مزنیہ کی بہن اس پر حرام ہو گی یا نہیں؟ بعد میں ان کے لئے کیا حکم ہے کیا زانی کی بیوی بغیر طلاق دیئے مطلقہ ہو جائے گی یا کفارہ وغیرہ ادا کر کے یہ آپس میں میاں بیوی کی حیثیت سے

رہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور چھوٹے بھائی کی بیوی کو حمل ہو گیا ہے اس بچے کا نسب کس سے ہوگا؟ منیر خان، ۲۵ جولائی ۱۹۶۸ء

۷۸۶ الجواب: زنا تو ہر حال میں حرام ہی ہے مگر سالی سے زنا کرنے سے زوجہ کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا نہ سالی سے زنا کے سبب زوجہ سے صحبت حرام ہو۔ درمختار میں ہے فی الخلاصة وطی اخت امراته لا تحرم علیه امرأته، اگر دیدہ دانستہ زنا کیا، اور اگر دھوکے اور شبہ سے جماع واقع ہوا تو اب زوجہ سے جماع حرام ہے جب تک کہ اس جماع شبہ کے سبب سالی پر جو عدت لازم آئی ہے ختم نہ ہو جائے اور یہاں اس کی مدت وضع حمل ہے۔ (کمافی ردالمحتار ھکذا فی الفتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

حدیث شریف میں ہے کہ بچہ اس کے لئے جس کا فراش ہے یعنی عورت جس کی منکوحہ ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

شوہر نے تین طلاقیں دیں اور پنچ کہیں کہ یہ تین نہیں ہیں تو پنچ کا حکم نہ مانا جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مجھ مسمات رشیدہ بیگم کو میرا شوہر مسمی عنایت احمد ۴ جون ۱۹۶۸ء سے قبل زبانی تین طلاقیں، یکے بعد دیگرے، بنگلہ کرنل صاحب، روبرو محمد ہاشم اور دیگر اصحاب کے دے کر چلا گیا اور بچہ کی عمر ۵ سال ہے جو کہ میرے پاس چھوڑ گیا۔ بس قریب قریب دو پہر کے بنگلہ جناب ایس پی صاحب، چوہدری صاحب روبرو دو افراد اور تین مستورات مکرر تین طلاقیں وقفہ کے ساتھ دیں اور کہا کہ زبانی تین طلاقیں دو مرتبہ دے کر آزاد کرتا ہوں اگر تحریری طلاق مطلوب ہوگی تو تحریر بھی دے دوں گا اور اگر چیئرمین صاحب تحریری طلاق چاہیں گے تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا تحریری بھی دے دوں گا۔ قریب قریب ایک ماہ بعد مورخہ ۴ جون ۱۹۶۸ء کو اہل برادران و پنچ صاحبان اور سرپنچ محمد ابراہیم کو تحریری تین طلاقیں قطعی دے کر مجھے آزاد کامل کر دیا گیا۔ اور تحریر طلاق بطور امانت سرپنچ محمد ابراہیم کی تحویل میں رہی ہے۔ اس دوران ۵ ماہ کوئی خبر چیئرمین صاحب سے موصول نہیں ہوئی۔ تو میرے گھر والوں نے اہل برادر اور سرپنچ سے باز پرس کی تو انہوں نے محض قانون کی زد سے بچنے کی غرض سے طلاق تحریری تین مرتبہ والے کو ناجائز قرار دے دیا کہ یہ طلاق، طلاق نہیں ہے۔ کیا مجھے شریعت کی رو سے طلاق ہو گئی۔ سرپنچ اور پنچان نے جو خلاف قانون اور خلاف شریعت میرے ایام عدت کو برباد کرایا ہے کیا ان پر کوئی کفارہ عائد ہوتا ہے یا کہ نہیں؟ فقط السلام، رشیدہ بیگم

۷۸۶ الجواب: گر یہ واقعی ہے کہ مسمی عنایت احمد نے اپنی منکوحہ مسمات رشیدہ بیگم کو تین طلاقیں زبانی یا تحریری دی ہیں جیسا کہ گواہوں کا بیان ہے تو رشیدہ پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور مسمات عنایت احمد کے نکاح سے نکل کر مسمی عنایت احمد پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو جائے مسمی عنایت احمد کا اسے اپنے پاس رکھنا تو درکنار وہ اس سے نکاح بھی نہیں کر سکتا۔ اگر اس نے نکاح کر بھی لیا تو یہ نام نکاح اس حرام کو حلال نہ کرے گا بلکہ دونوں ہی حرام کاری کے مرتکب اور زانی و

زانیہ قرار پائیں گے۔ اللہ عزوجل مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ احکام شرعیہ پر عمل کریں اور خدا اور رسول کے فرمانبردار بنیں۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ

شوہر طلاق کا انکار کرے اور باپ کہے کہ طلاق دی ہے تو دعویٰ قابل قبول نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ہم زن وشوہر کے والدین کے درمیان تکرار پیدا ہوگئی۔ میرے والدین نے مجھے شوہر کے پاس جانے سے روک لیا۔ اس مسئلہ میں کچھ پنچائتیں وغیرہ بھی کی گئیں۔ مجھ کو میرے والدین نے بتایا کہ تمہارے شوہر نے طلاق دے دی ہے لیکن شوہر سے جب تحقیق کی گئی تو نہ اس نے تحریری وزبانی طلاق دی ہے اور نہ ہم زن وشوہر طلاق لینا دینا پسند کرتے ہیں۔ کیا اپنے والد جو کہ فوت ہو چکے ہیں ان کی بات کو صحیح جان کر طلاق تسلیم کرلوں۔ کیا اس طرح غائبانہ طلاق واقع ہو جاتی ہے؟ شرع کتاب وسنت کی روشنی میں مفصل جواب عنایت فرمایا جائے۔

فقط، مسمات رضیہ بیگم دختر امین الدین، شباب خان ولد بابو خان

۷۸۶ الجواب: جبکہ شوہر نے تحریری یا زبانی کسی طرح بھی طلاق نہیں دی تو عورت بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے۔ اور جدید نکاح کی بھی ضرورت نہیں اور جس طرح پہلے زن وشوہر کی طرح زندگی گزارتے تھے اب بھی اسی طرح زندگی گزاریں۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ صفر المظفر ۱۳۸۸ھ

شادی شدہ لڑکے پر یہ شرط لگانا بیجا ہے کہ وہ والدین کے ساتھ نہ رہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید اور اس کی بیوی میں کچھ عرصے سے ناچاقی چلی آرہی ہے اسی بناء پر لڑکی اپنے والدین کے گھر پر رہی اور شوہر کے گھر نہیں آتی جاتی۔ لڑکی کے والدین لڑکی کے بھیجنے پر راضی ہیں لیکن ان کی ایک شرط ہے کہ لڑکا اپنی والدہ سے علیحدہ رہے جبکہ لڑکے کی والدہ بیمار اور بیوہ ہے تو کیا اس ضرورت کی بناء پر لڑکا اپنی والدہ سے علیحدہ ہو سکتا ہے یا کہ نہیں؟ فقط عرض دار۔ عبدالستار، حیدرآباد، مورخہ ۶ مارچ ۱۹۶۸ء

۷۸۶ الجواب: قرآن کریم واحادیث کریمہ میں مسلمانوں کو جابجا حکم دیا گیا ہے کہ نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ یہاں تک کہ دو مسلمانوں میں صلح کرانے کے لئے اگر کوئی بات خلاف واقع کہی جائے تو شرعاً اسے جھوٹ قرار نہیں دیا گیا۔ (بخاری ومسلم) لیکن اس کے ساتھ یہ بھی لازم ہے کہ ایک سے صلح کرانے میں دوسرا مسلمان نہ چھوٹنے پائے اور والدین کا حق تو اولاد پر اتنا کہ رب عزوجل نے والدین کا حق اپنے حقوق عظیم کے ساتھ گنا ہے۔ اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ (لقمان:14)۔ حق مان میرا اور اپنے والدین کا۔ بلکہ احادیث کریمہ میں وارد ہے ماں کا حق والد سے تین درجہ زائد ہے بلکہ ماں کا حق باپ کے حق پر مقدم ہے۔ ترمذی وابن ماجہ سے روایت ہے کہ ایک شخص ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ میری ماں مجھے یہ حکم دیتی ہے کہ میں اپنی عورت کو طلاق دے دوں۔ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول

اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ والدہ جنت کے دروازوں میں سے بیچ کا دروازہ ہے اب یہ تیری خوشی ہے کہ تو دروازے کی حفاظت کرے یا ضائع کردے۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ اگر ماں باپ حق پر ہوں تو عورت کو طلاق دینا واجب ہے اور اگر بیوی حق پر ہو تو جب بھی والدین کی رضامندی کے لئے طلاق دینا جائز ہے۔ معلوم ہوا کہ ماں کی خاطر عورت کو چھوڑا جا سکتا ہے لیکن عورت کی خاطر ماں کو چھوڑنا ہرگز ہرگز درست نہیں اور یہ بھی نہ ہونا چاہئے کہ اپنی بات منوانے کے لئے شوہر اور اس کی بیوی میں جدائی کردی جائے۔ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے بگاڑ دے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔ اس لئے مصالحت اس طور پر کی جائے کہ گھر بھی نہ بگڑے اور بیوہ ماں بھی نہ چھوٹے۔ اسی میں بھلائی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ

متعدد طلاقیں دے کر شوہر منکر ہو گیا اور عورت کو اپنے ساتھ رکھا ہے کیا حکم ہے؟

سوال: معظم محترم جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، مندرجہ ذیل مسئلہ میں فتویٰ صادر فرما کر مشکور فرمائیں۔

ایک شخص نظام الدین ولد قمر الدین نے اپنی زوجہ مسمات حمیدہ کو اپنی خوش دامن کے قرض کی ادائیگی کے مطالبہ پر برہم ہو کر اپنی زوجہ حمیدہ سے جو کہ موقع پر موجود تھی کہا کہ جا میں نے تجھے طلاق دی اور یہی الفاظ متعدد بار دہرائے جس کے کئی گواہ موجود ہیں جو کہ بے غرض مذہبی گواہی دے دیتے ہیں نیز نظام الدین نے بھی اقرار کیا ہے میں نے خوش دامن سے کہا تھا کہ جا تجھے طلاق وہ روئے سخن اپنی زوجہ کی طرف کر کے طلاق! طلاق! طلاق! کہتا ہی رہا لیکن کچھ عرصے بعد اس سے رجوع ہو گیا اور اپنے اقرار سے پھر گیا۔ مندرجہ بالا واقعات کی روشنی میں مندرجہ ذیل نکات شریعت محمدی سے عنایت فرمائیں۔

۱۔ مسمات حمیدہ پر تین طلاقیں واقع ہو کر طلاق مغلظہ ہو گئی۔ کیا نظام الدین اپنی مطلقہ بیوی سے بغیر حلالہ رجوع کر سکتا ہے؟

۲۔ کیا مسمی نظام الدین کا اپنے اقرار سے پھر کر مسمات حمیدہ سے رجوع کرنا زنا کا ارتکاب ہے یا نہیں؟

فقط محمد ابراہیم ولد عبدالرزاق، ٹنڈو آدم

۷۸۲ الجواب: قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ (بقرہ:230) ''پھر اگر تیسری طلاق دے دی اس تیسری طلاق کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے اور ہم بستری نہ ہو۔'' آیت کریمہ کا صریح ارشاد ہے تین طلاقیں عورت کو دی گئیں تو وہ فوراً اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اب وہ شخص اس وقت تک اس عورت سے نکاح نہیں کر سکتا جب تک حلالہ نہ ہو جائے۔ فرض کر لیجئے کہ اس نے عورت کو طلاق نہیں دی مگر لوگوں سے کہتا ہے کہ میں طلاق دے آیا تو بھی طلاق پڑ جائے گی بعد میں اگر ایک طلاق دے دی اور لوگوں سے کہتا ہے کہ میں نے تین طلاق دی ہیں تو تین طلاقیں مانی جائیں گی اگرچہ کہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا۔ (فتاویٰ خیریہ) لہٰذا نظام الدین ولد قمر الدین نے جب کہ اپنی بیوی کو متعدد طلاقیں دیں اور اس کے عینی گواہ بھی موجود ہیں تو مسمات حمیدہ پر تینوں طلاقیں فوراً پڑ گئیں اور نکاح جاتا رہا اور عورت اس پر حرام ہو گئی اب جب تک حلالہ نہ ہو جائے یہ حمیدہ سے نکاح

نہیں کرسکتا اگر یہ دونوں اب بھی زن وشوہر کے تعلقات پر قائم ہیں تو دونوں زنا کے مرتکب ہیں اگر یہ دونوں اپنی حرکت سے باز نہ آئیں اور حکم شرعی پر گردن نہ جھکائیں تو ایمان والے مردوں اور ایمان والی بی بیوں پر فرض ہے کہ انہیں اپنی صحبت سے نکال دیں۔قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ⑥⑧ (انعام) یاد آنے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۷ محرم الحرام ۱۳۸۸ھ

قسم کے ساتھ طلاق بائن دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص نے اپنے خط میں جس کے اوپر طلاق نامہ تحریر ہے یہ الفاظ تحریر کئے اب میری طرف سے آخری فیصلہ ہے کہ ''اب نہ میں اس کا شوہر اور نہ وہ میری بیوی'' اور اب میں حلف کی رو سے اس کو طلاق دے چکا قسم قرآن کی کہ اب میں نے اس کو طلاق دی، یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔ کیا طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ شریعت کے مطابق فیصلہ صادر فرمائیں۔ فقط، خدا بخش، چوڑی گلی، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: سوال میں جو الفاظ مذکور ہیں ان کی رو سے شرعاً عورت پر طلاق بائن پڑ گئی اور عورت بغیر نکاح مسمی مذکور کے لئے حلال نہ رہی البتہ نکاح دوبارہ کر کے اپنے ساتھ رکھنا جائز ہے۔ یہاں حلالہ کی ضرورت نہیں۔ درمختار، ردالمحتار وغیرہ عامۂ کتب میں ہے وینکح مبانته بمادون الثلاث فی العدة وبعدها یعنی جس عورت کو تین سے کم طلاق بائن دی ہے اس سے عدت میں بھی نکاح کرسکتا ہے اور بعد عدت کے بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

حاملہ کی عدت بچہ کی ولادت پر ختم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: محمد صدیق کا انتقال یکم ستمبر ۱۹۶۸ء کو ہوگیا اور انتقال کے بعد متوفی کی زوجہ کے حمل وضع ہوا۔ یعنی لڑکا پیدا ہوا ہے۔ کیا ایسی صورت میں بیوہ پر عدت شرعی واجب ہے؟ عنداللہ شرعی جواب سے مستفید فرما کر ماجور ہوں۔　خادم۔ سیّد روشن علی، ریشم گلی، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: عورت حاملہ ہے تو عدت وضع حمل ہے اور اس کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں۔ عدت طلاق کی ہو یا موت کی۔ موت یا طلاق کے بعد جس وقت بچہ پیدا ہو عدت ختم ہو جائے گی اگرچہ ایک منٹ بعد۔ (درمختار، عالمگیری، جوہرہ نیرہ وغیرہ) اور یہی قرآنی فیصلہ ہے ارشاد فرمایا گیا وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ (طلاق:4) (الآیۃ) یعنی حمل والیوں کی عدت یہ ہے کہ یہ اپنا حمل جن لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

شوہر معذور یا محتاج ہو جائے تو کیا عورت کو نکاح ثانی کا اختیار ہے؟

سوال: علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ: مسماۃ جمیلہ بیگم دختر عبدالرحمٰن کا عقد ہمر

۱۵ رسال بتاریخ ۱۶ مئی ۱۹۵۶ء ہمراہ نصیر الدین ولد نظام الدین بالعوض مہر ایک ہزار روپیہ ہوا۔ شادی کے سات سال بعد نصیر الدین دماغ کے عارضہ میں مبتلا ہو گیا۔ بسلسلہ علاج شوہر جناح ہسپتال کراچی میں داخل ہوا۔ مئی ۱۹۶۵ء میں جناح ہسپتال کراچی میں شوہر کے دماغ کا آپریشن ہوا۔ دماغ میں سے ٹیومر جیسی شکل برآمد ہوئی۔ آپریشن کے چند سال بعد ہسپتال ہی میں دوران علاج جب شوہر ہوش میں آئے تو قوت شناخت جاتی رہی۔ ڈاکٹروں نے قوت شناخت واپس لانے کا علاج کیا کچھ ماہ بعد قوت شناخت واپس لانے میں کامیاب ہو گئے اور قوت شناخت قائم ہو گئی تو ہاتھ پیر سارا جسم اپاہج ہو گیا۔ باوجود کوشش کے اپاہج شوہر کے جسم میں اب تک ہے۔ باوجود علاج معالجوں کے مئی ۱۹۶۵ء سے ۱۲ جون ۱۹۶۸ء تک جسمانی کیفیت یہ ہے کہ میرا خاوند بہ شکل انسان ایک گوشت انسانی بن کر رہ گئے ہیں۔ میں اپنے اپاہج خاوند کی صحت یابی کی امید پر ہمہ اقسام کے دکھ سکھ برداشت کرتے ہوئے زندگی کے ایام گزارتی رہی۔ تین سال میں میرے خاوند کی صحت یابی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ اب میں مجبور ہو گئی ہوں اپنے خاوند کی طرف سے ذریعہ معاش بھی ختم ہو چکا ہے۔ یہ وقت مہنگائی کا ہے علاوہ ازیں خاوند کی ملکیت میں نہ کوئی جائیداد ہے اور نہ زیورات اور نہ کوئی نقد روپیہ۔ اور اس وقت میرے اور خاوند کے کھانے کے لئے ایک روٹی بھی نہیں ہے۔ میری عمر تقریباً ۲۵ سال ہے اور اس اپاہج زندہ خاوند سے تین بچے ہیں۔ ایک لڑکی ۵ سال کی ہے دوسری لڑکی ۶ سال کی ہے اور تیسرا لڑکا ۳ سال ہے۔ نیز اپنے خاوند کے ساتھ یہ میری پہلی شادی ہے میرے خاوند کے والدین ضعیف العمر ہیں اور میرے خاوند کے تین بھائی شادی شدہ ہیں اور ایک بہن بچوں والی یہ سب موجود ہیں۔ خاوند کی ذات خاص کی طرف سے ذریعہ معاش تو مئی ۱۹۶۵ء ہی سے ختم ہو چکا تھا۔ مئی ۱۹۶۵ء تا ۱۵ مئی ۱۹۶۸ء تک میرے اور میرے بچوں کے اخراجات میرے والدین باوجود غریب ہونے کے برداشت کرتے رہے ہیں۔ اس صورت میں کہ سال میں چار پانچ مہینے اپنے والدین کے گھر رہتی پھر وہاں سے خاوند کے گھر چلی جاتی۔ اس طریقہ پر تین سال مسلسل گزارا کرتی رہی خاوند کے جملہ اخراجات علاج وغیرہ خاوند کے والدین اور بھائی ہی کرتے رہے اور آج بھی کر رہے ہیں تین سال سے خاوند کے یہاں سے جو میرے اخراجات پیدا ہوتے ہیں یہ خاوند کے والدین اور تینوں بھائی کی امداد کے ذریعے ہوئے اب ان لوگوں کے رویّے میں فرق آ گیا ہے۔ مجھے ان کے رویّے سے روحانی تکلیف ہوتی ہے اور خاوند کی طرف سے اپنے بچوں کی پرورش کے لئے ذریعہ معاش نہیں رہا۔ بامر مجبوری اپنی عمر کو دیکھتے ہوئے اور بچوں کے مستقبل کا خیال کرتے ہوئے اپنے اپاہج خاوند سے طلاق حاصل کرلوں۔ سوال درپیش ہے کہ جبکہ خاوند کا دماغی توازن، جسمانی توازن بیکار ہے اور اٹھتے بیٹھنے تک کی قوت نہیں رہی یہاں تک کہ آب دست خود نہیں لے سکتے، کھانا خود نہیں کھا سکتے جب تک دوسرا آدمی کھانا نہیں کھلائے۔ ایسی صورت میں طلاق نامے پر کس کے دستخط لوں؟ آیا خاوند کے والد یا والدہ کے یا خاوند کے بھائیوں میں کسی بھائی یا خاوند کی بہن کے۔ بڑی الجھن میں مبتلا ہوں اور خداوند کریم سے ڈرتی ہوں کہ میرا کوئی قدم طلاق کے سلسلہ میں ایسا نہ اٹھ جائے جو شریعت محمدی کے خلاف ہو۔ اب آپ برائے کرم اس سلسلے میں میری مدد فرمائیں میں کسی نافرمانی کی شکار نہ ہو جاؤں اور میری آخرت خراب نہ ہو جائے۔ کیا عدالت سے کہ جس میں مسلمان جج ہو تنسیخ نکاح کرا سکتی ہوں۔ خاوند کی تندرستی کے زمانے میں میرا خاوند سے کوئی جھگڑا وغیرہ نہیں ہوا اور

بڑی محبت اور خلق کے تحت وقت گزرا تھا۔ میرا ضمیر اب بھی یہی کہتا ہے کہ بقیہ زندگی ایسے ہی اس خاوند کیلئے اسی حالت میں گزاردوں۔ مگر مجبور ہوں کہ خاوند کی ملک میں نہ تو کوئی جائیداد ہے اور نہ کوئی زیور وغیرہ جس سے میں اپنے بچوں کی پرورش کرسکوں طلاق ہو جانے کے بعد مجھے سب سے بڑی الجھن اور پریشانی یہ ہے کہ میرے بچے جو کمسن ہیں ان کا حق کس کو پہنچتا ہے؟ بچوں کے باپ کی کیفیت تو مندرجہ بالا ہے۔ بچوں کے چچاؤں کا حق ہوتا ہے۔ یا دادا دادی کے لئے۔ یا بچوں کی ماں کو۔ بچوں کو پالتی ہوں تو بچوں کے اخراجات برداشت کرنے کے لئے عقد ثانی کی ضرورت لازمی ہے چار سال یا کچھ سال گزر جانے کے بعد یا پہلے بچوں کے چچاؤں کو بچوں کا حق پہنچتا ہے تو اگر میں مرجاؤں گی اس لئے معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ پہلے اللہ کا حکم معلوم کرلوں کیا ہے پھر میں یہ قدم اٹھاؤں؟ اب میں اپنے خاوند اور ان کے بھائیوں کے یہاں سے اور ان کے رویّہ سے بیزار و مجبور ہو کر اپنے تینوں بچوں کو لے کر ٹنڈو آدم اپنے والدین کے یہاں آ گئی ہوں۔ میرے والدین خود بہت غریب ہیں اور بال بچے دار بھی ہیں۔ پھر بھی میرے والدین میری مصیبت کو دیکھتے ہوئے میرے لئے اور میرے بچوں کے لئے روپیہ خرچ کر رہے ہیں۔ خاوند سے ہر معاملے کی بات کرتے ہیں تو خاوند کی زبان سے یہ جواب نکلتا ہے کہ اللہ مالک ہے سب ٹھیک کردے گا۔ سونے کا کام کرلوں گا۔ اس کے سوا کچھ جواب نہیں ملتے؟ فقط ایک سائلہ، حمیدہ بیگم دختر عبدالرحمٰن

۷۸۶ الجواب: اللہ عزوجل قبول حق کی توفیق دے اور اپنی رضا کے طلب میں دنیا سے اٹھائے اور آخرت میں منہ اجالا کرے بے شک حق وہی ہے۔ جو آپ کے ضمیر کی آواز ہے کہ بقیہ زندگی شوہر کی خدمت میں گزاری جائے تا آنکہ شریعت مطہرہ کوئی راہ بتائے اور یہاں راہ وہی ہے کہ تاوقتیکہ شوہر طلاق نہ دے یا اس کی موت واقع نہ ہو جائے عورت کو نکاح ثانی کا کوئی حق نہیں اگر علیحدگی کے سوا کوئی چارہ نہیں تو آپ کو چاہئے کہ شوہر سے کسی طرح بھی طلاق حاصل کرلیں۔ شرعاً طلاق کے لئے تحریر کی ضرورت نہیں کم از کم دو گواہ درکار ہیں حالانکہ قانوناً اس کی ضرورت پیش ہوتی ہے طلاق نامہ پر دستخط صرف شوہر کے چاہئیں۔ گواہ خواہ کوئی بھی ہو۔ اولاد کے بارے میں آپ کے خدشے صحیح ہیں بچوں کے خرچ کا سارا ذمہ ان کے دادا پر ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ)۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

طلاق کا حق شوہر کو ہے

سوال: جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ

میری شادی مسمات امام زادی بنت فتح محمد لغاری سے ۱۹ دسمبر ۱۹۶۸ء کو ہوئی اور ۱۱ فروری ۱۹۶۹ء میرے بھائی غلام سرور ولد رئیس رسول بخش خان لغاری نے مجھ سے شرارت کر کے ایک طلاق نامہ لکھ کر میرے نام سے میری بیوی کو بھجوادیا۔ جس پر میرے ہاتھ سے کوئی دستخط وغیرہ نہیں تھے اس نے جعلی دستخط کر کے وہ طلاق نامہ بنایا حالانکہ نہ میں نے وہ طلاق نامہ لکھوایا ہے اور نہ لکھا ہے نہ میں نے اپنی بیوی کو غصے میں آ کر طلاق دی ہے اور نہ میں نے اپنی زبان سے طلاق کا لفظ کہا ہے۔ نہ میری بیوی سے میرا کوئی جھگڑا ہے۔ میں اپنی بیوی کے ساتھ میاں اور بیوی کی حیثیت سے رہنا چاہتا ہوں۔ اس

لئے مہربانی فرما کر قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ یہ طلاق ہوئی یا نہیں۔ میں اپنی بیوی کے ساتھ اپنی ازدواجی زندگی گزار سکتا ہوں یا کہ نہیں؟

نوٹ:۔(یہ سوال سندھی میں لکھا ہوا تھا جس کا ترجمہ مدرس مدرسہ ہذا، نے کیا)

فقط السائل، عبدالمجید ولد رسول بخش لغاری، گوٹھ میر خان لغاری تعلقہ سکرنڈ، ضلع نواب شاہ، بتاریخ ۱۴ فروری ۱۹۶۹ء

۷۸۶ الجواب: اللہ عزوجل نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (بقرہ:237) اس لئے جب تک یہ گرہ شوہر خود نہ کھول دے نکاح قائم رہتا ہے۔ اگر ایسا ہو کہ دوسرا شخص کسی اور کی جانب سے کسی بھی بناء پر کسی دوسرے کی بیوی کو طلاق دے اور وہ طلاق عند اللہ وعند القاضی معتبر بھی ہو جائے تو یہ سارا نظام درہم برہم ہو جائے اور مفاسد کثیرہ کا دروازہ کھل جائے اس لئے عبدالمجید ولد رسول بخش لغاری نے جبکہ تحریراً یا تقریراً کوئی طلاق اپنی منکوحہ امام زادی کو نہیں دی، نہ اس کاغذ پر شوہر نے دستخط کئے، نہ وہ طلاق دینا چاہتا ہے، نہ اس کے معاملات اسکی منکوحہ سے خراب ہیں تو اپنی جانب سے دوسرے شخص کی یہ تحریر ہرگز ہرگز مقبول نہیں۔ مسمات امام زادی بدستور عبدالمجید کے نکاح میں ہے اور جو لوگ ایسی شرارت کرتے اور مسلمانوں کے گھروں کو بگاڑنا چاہتے ہیں وہ سخت سزا کے مستحق ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

طلاق میں عورت کا قبول کرنا شرط نہیں ہے

سوال: علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ

زید نے اپنی بیوی کو میکے روانہ کر کے مذکورہ نوٹس بھیج دیا جس میں لکھا کہ

۱۔ مسمات مریم بنت اسلم نے اپنی نافرمانی اور غیر ہمدردانہ طریقہ سے مجھے دھوکہ دیا ہے اور غیر معتبر ثابت کیا ہے اور اب میرے لئے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں کہ میں اس کو علیحدہ کردوں اور اس لئے میں نے تین مرتبہ طلاق دہرایا اور اس کا اعلان گواہان کی موجودگی میں کیا۔ گواہان میں افضل، اکرم، رشید و دیگر افراد شامل ہیں۔ طلاق کے اعلان کے وقت تاریخ ۱۸ جون ۱۹۶۸ء کو مسمات مریم بنت اسلم بابا جگت رائے لین سرے گھاٹ، حیدرآباد شوہر کے گھر رہ رہی تھی۔ قابل توجہ نوٹ۔ لفظ تین طلاق دھرایا کا جملہ صرف ایک مرتبہ اور ایک ہی جگہ پر استعمال کیا گیا ہے اور مسمات مریم بنت اسلم تاریخ ۱۸ جون ۱۹۶۸ء کے طلاق کے وقت اپنے شوہر کے گھر پر موجود نہیں تھی کیوں کہ تاریخ ۱۸ جون ۱۹۶۸ء سے قبل زید نے مسمات مریم کو اس کے بھائی و والدہ کے گھر پہنچا دیا تھا۔ مسمات مریم کے علم میں طلاق کی کوئی بات نہیں ہے اور مندرجہ گواہان بھی وقت طلاق موجود نہیں تھے۔ جیسا کہ معلوم ہوا ہے کہ زید نے جس وقت مسمات مریم کو اس کے بھائی و والدہ کے پہنچا دیا تھا اس وقت مسمات مریم پانچ یا چھ ماہ کی حاملہ تھی۔ اور یہ بات زید کے علم میں تھی۔

۲۔ زید نے یہ تحریر کیا ہے کہ مہر کی رقم بعد از شادی ادا کر دی ہے مختلف طریقہ سے جبکہ مسمات مریم یہ کہتی ہے کہ مجھے مہر کی رقم

ایک پائی ورو پیہ وغیرہ دیگر کسی شکل میں ادا نہیں کیا ہے۔ اس طرح سے مسمات مریم کے بھائی، والدہ، چچا، ونانا وغیرہ دیگر عزیز واقارب سب ہی کہتے ہیں کہ زید نے مہر کی رقم ادا نہیں کی اور نہ ہی کسی کو دی ہے۔

۳۔ زید نے کسی وقت اپنے چند رشتے داروں کے سامنے یہ جملہ ادا کیا تھا کہ میں نے مسمات مریم کو طلاق دے دی ہے۔

۴۔ زید نے پانچ آدمیوں کی موجودگی میں یہ جملے ادا کئے ہیں کہ اس نے عائلی قانون کے تحت نوٹس دیا ہے طلاق نہیں دیا ہے۔

۵۔ مسمات مریم کے بھائی بکر ولد اسلم کے علم یہ بات میں تاریخ ۲۷ دسمبر ۱۹۶۸ء کو آئی کہ زید نے عائلی قانون کے تحت نوٹس دیا ہے۔ نوٹس پر تاریخ ۳۰ جولائی ۱۹۶۸ء درج ہے۔ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ حاملہ ہو یا غیر حاملہ، موجود ہو یا غیر موجود، اسے معلوم ہو یا نہ معلوم ہو بہر حال طلاق واقع ہو جائے گی اور جب کہ شوہر نے اپنی منکوحہ کیلئے لفظ تین مرتبہ دہرایا لہٰذا اس پر تین طلاق اسی وقت اور اسی روز ہو گئیں جس وقت اور جس روز دی گئیں بلکہ اگر اس نے واقعی طلاق نہ دی تھی مگر لوگوں سے کہتا ہے کہ میں طلاق دے آیا تو طلاق مانی جائے گی بلکہ اگر ایک طلاق دی ہے اور لوگوں سے کہتا ہے کہ تین طلاقیں دی ہیں تو تین ہی مانی جائیں گی۔ (فتاوی خیریہ، عالمگیری وغیرہ) شوہر کا لوگوں سے یہ کہنے کے بعد کہ ''میں نے طلاق دے دی ہے'' یہ کہنا کہ ''میں نے نوٹس دیا ہے طلاق نہیں دی ہے'' معتبر نہ ہوگا نہ یہاں اس کی نیت پوچھی جائے گی کہ طلاق صریح لفظوں میں دی ہے نیت کے کیا معنی۔ مہر اگر واقعی ادا نہیں کیا ہے تو شوہر پر دین ہے اور عورت کو حق ہے کہ وہ جس طرح چاہے وصول کر سکتی ہے اور معاف کرنا چاہے تو معاف کر سکتی ہے مگر اس کے لئے جبر نہیں کیا جا سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ

عورت کے زنا سے، نکاح نہیں ٹوٹتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میں فضل الرحمٰن بن خلیل الرحمٰن عرصہ ڈیڑھ سال بغرض ملازمت باہر گیا ہوا تھا کہ اس درمیان میری بیوی حاملہ ہوگئی۔ معلوم کرنے پر معلوم ہوا کہ اس نے غیر آدمی سے تعلقات قائم کر لئے اور حاملہ ہوئی اور اس دوران میں خرچہ برابر روانہ کرتا رہا اور میری بیوی سے پہلے چار بچے موجود ہیں جو کہ میرے نطفے سے ہیں۔ مہربانی فرما کر قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ عنایت فرمائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ فضل الرحمٰن ولد خلیل الرحمٰن

۷۸۶ الجواب: فضل الرحمٰن کی زوجہ بدستور اس کے نکاح میں ہے۔ زنا اگر ثابت ہے خواہ عورت کے اقرار سے تب بھی زنا کے سبب اس کے نکاح میں خلل نہیں آیا۔ العیاذ باللہ عورت کے فسق وفجور سے نکاح نہیں جاتا۔ قال اللہ تعالیٰ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ (النساء: 15) (الآیۃ) مفسرین اس آیت میں فاحشہ سے مراد زنا لیتے ہیں مطلب یہ ہے کہ تمہاری بیویاں جو بدکار ہوں یعنی زنا کا ان سے وقوع ہو۔ تو زنا سرزرد ہو جانے کے بعد (بھی اللہ تعالیٰ نے) ان عورتوں کو بیویاں فرمایا بہر حال نکاح باقی ہے اگر شوہر طلاق دینا چاہے تو طلاق دے سکتا ہے اور رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے۔ (خواہ مہر معاف کرا کر یا کچھ لے کر یا بغیر لئے

دیئے)۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۸ شعبان ۱۳۸۸ ھ

شادی شدہ عورت سے زبردستی نکاح

سوال: کیا فرماتے علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک شخص بنام گلشن ولد حاجی محمد کا نکاح شرع محمدی بموجب مسمات حیات خاتون دختر محمد سلطان کے ساتھ ہوا۔ اندازاً چھ سال گلشن ولد حاجی محمد کو اسی عورت سے دو بچے ہوئے ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ مذکورہ مسمات حیات خاتون کو تقریباً ایک سال سے شمس الدین اغوا کر کے دونوں بچوں سمیت لے گیا ہے۔ عورت مالیت دو ہزار کے قریب اپنے ساتھ چھپا کر لے گئی ہے اس کے بعد اس نے کورٹ میں غلط بیان دے کر دوسرا نکاح شمس الدین کے ساتھ کیا ہے اور کورٹ میں اس نے بیان دیا ہے کہ پہلے خاوند نے مجھے طلاق دی ہے روبرو گواہان کے۔ جبکہ گواہان کا بیان ہے جو کہ مسمات حیات خاتون کے حقیقی چچا ہیں۔

۱۔ سلیمان ولد شاہ علی، ۲۔ عمران ولد حاجی۔ ان گواہوں کا حلفیہ بیان ہے کہ ہم نے کبھی بھی نہیں کہا کہ ہماری بھتیجی مسمات حیات خاتون کو ان کے خاوند گلشن ولد حاجی محمد نے طلاق دی ہے ہماری بھتیجی نے جھوٹ بول کر کورٹ سے اجازت لے کر نکاح فسخ کیا ہے اور اجازت حاصل کرنے کے بعد اپنا دوسرا نکاح شمس الدین کے ساتھ کیا ہے۔ اب علماء کرام تحریری فتویٰ دیں کہ پہلا نکاح شرع میں فسخ ہوا کہ نہیں؟ اور دوسرا نکاح جو کہ کورٹ کی اجازت سے ہوا ہے وہ صحیح ہے کہ نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۲ الجواب: جب کہ صورت واقعی یہ ہے کہ مسمی گلشن ولد حاجی محمد نے اپنی زوجہ مسمات حیات خاتون کو طلاق نہیں دی اور دوسرا اسے اغوا کر کے لے گیا ہے اور وہاں جا کر جعلی طلاق نامہ کورٹ میں داخل کر کے مسمات سے نکاح کر لیا ہے تو ہرگز ہرگز یہ نکاح جائز نہیں اگر کر بھی لیا تو دونوں ہی مبتلائے زنا ہوں گے یو ہیں اس بے معنی نکاح کے بعد بھی زانی و زانیہ رہیں گے اور یہ جھوٹا نام نکاح کچھ مفید نہ ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ۔ عورت اب جس کے پاس ہے اس پر فرض ہے کہ عورت کو اپنے پاس سے جدا کر دے اور نکال دے اور عورت پر فرض قطعی ہے کہ اس سے جدا ہو جائے اور اپنے خاوند گلشن ولد حاجی محمد کے پاس جائے۔ دونوں اللہ تعالیٰ کے غضب و عذاب سے ڈر کر اپنے ان کبیرہ گناہوں سے توبہ کریں۔ اور اگر ایسا نہ کریں تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ انہیں یک لخت چھوڑ دیں نہ ان کے پاس بیٹھیں اور نہ انہیں اپنے پاس بیٹھنے دیں۔ اور یہ ہی حکم قرآنی ہے وَ اِمَّا یُنۡسِیَنَّكَ الشَّیۡطٰنُ (انعام: 68) الخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ شعبان ۱۳۸۸ ھ

حیض میں بھی طلاق ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میں نے بعض واقعات کے ماتحت اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں ہیں۔ برائے کرم ان واقعات کی روشنی میں فتویٰ عنایت فرمائیں۔ تمام واقعات صحیح تحریر کیے گئے ہیں؟

نوٹ:۔ حلف نامہ تحریر نہیں کیا گیا۔ فقط السائل بقلم خود عبد الغفار ہاشم، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** سائل کی تحریر سے واضح ہے کہ اس نے اپنی منکوحہ کو یکے بعد دیگرے تین طلاقیں شدید غصے کے عالم میں دے دی ہیں اور جبکہ یہ واقعی ہے تو عورت پر تین طلاقیں پڑگئیں اور وہ عبدالغفار ہاشم کے نکاح سے نکل گئی اور اس پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی اور جب تک حلالہ نہ ہو جائے شوہر مذکور اس سے دوبارہ نکاح بھی نہیں کرسکتا۔ قال اللہ تعالیٰ **فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ** (بقرہ:230) اور یہ عذر کہ عورت حالت حیض میں تھی طلاق کو نہیں روک سکتا۔ طلاق تو پڑ ہی جاتی ہے مگر اس پر گناہ زائد ہوتا ہے اور چونکہ تین طلاقیں دی ہیں لہٰذا رجعت کا بھی کوئی محل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۹ صفر المظفر ۱۳۸۹ھ

تحریر سے طلاق میں شوہر کا اقرار ضروری ہے

سوال: مکرمی جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

ایک مسئلہ آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں جواب مع دستخط و مہر عنایت فرمائیں۔

ولی محمد ولد فتح محمد نے ہندوستان سے ایک طلاق نامہ اپنی بیوی زبیدہ کے پاس پاکستان بھیجا۔ جس میں اس نے اپنی بیوی زبیدہ کو طلاق دے دی تھی۔ جب ہم نے اس طلاق نامہ کو فوٹو اسٹیٹ کرا کے ولی محمد کو بھیجی اور لکھا کہ آپ نے زبیدہ کو طلاق کیوں دی تو اس نے ایک تحریر معہ ۲ گواہوں کی تصدیق کے ساتھ روانہ کیا، وہ لکھتا ہے کہ یہ طلاق نامہ غلط ہے یہ طلاق نامہ میں نے تحریر نہیں کیا۔ ہم نے ماہرین تحریر سے رجوع کیا تو وہ بھی کہتے ہیں کہ سابقہ طلاق نامہ موجودہ تحریر سے نہیں ملتا لہٰذا یہ طلاق نامہ ولی محمد کا لکھا ہوا نہیں ہے۔ لہٰذا جناب عالی کی خدمت میں طلاق نامہ اور تحریر جو کہ بعد میں موصول ہوئی ہے پیش کی جا رہی ہے۔ آپ اس طلاق پر فتویٰ عنایت صادر فرمائیں کیا اس طرح طلاق ہو جاتی ہے یا کہ نہیں؟

منجانب: احقر محمد سلیمان و محمد داؤد

۷۸۶ **الجواب:** تحریر سے طلاق کے ثبوت میں یہ ضروری ہے کہ شوہر اقرار کرے کہ میں نے لکھوائی یا لکھی یا عورت اس پر گواہ پیش کرے۔ محض اس کے خط سے مشابہ ہونا کافی نہیں۔ اور صورت مسئولہ میں جب کہ ولی محمد اس تحریر سے انکار کرتا ہے اور عورت کے پاس کوئی گواہ نہیں تو ولی محمد کا قول معتبر ہے لہٰذا مسمات زبیدہ ولی محمد کے نکاح میں ہے تاوقتیکہ طلاق کا ثبوت نہ ہو جائے وہ کسی اور سے نکاح بھی نہیں کر سکتی۔ (خانیہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۶ صفر المظفر ۱۳۸۹ھ

بغیر اجازت بیوی شوہر کے گھر سے گئی تو نفقہ نہ پائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: زید کی بیوی بغیر اجازت شوہر کے گھر سے جب چاہتی ہے چلی جاتی ہے اور شوہر کے منع کرنے پر اس سے لڑتی جھگڑتی ہے آخر ایک روز مع اپنے ساز و سامان اپنے والدین کے یہاں جا بیٹھی۔ زید جب لینے گیا تو لڑکی کے والدین نے بھیجنے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ اپنے بچوں کو لے جاؤ اور ہماری

لڑکی کو طلاق دے دو۔ چنانچہ زید نے تین مرتبہ یہ کہا کہ ''میری طرف سے اسے طلاق ہے'' اور اپنے لڑکے کو لے کر چلا آیا۔ اس کے بعد زید کئی مرتبہ یہ الفاظ دہرا چکا ہے کہ میں نے اس کو تین بار طلاق دے دی۔ آیا یہ طلاقیں واقع ہوئیں یا نہیں؟ اور عورت ایام عدت کے نان ونفقہ اور مہر کی مستحق ہے یا نہیں؟

عبدالمجید خاں، لطیف آباد یونٹ نمبر ۷۔ ڈی، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب: زید نے اپنی منکوحہ کو جو صاحب اولاد بھی ہے جبکہ تین طلاقیں دے دیں تو اس پر یہ تین طلاقیں واقع ہوگئیں اور عورت نکاح سے فوراً خارج ہوگئی اور اب بغیر حلالہ زید اس سے نکاح بھی نہیں کرسکتا۔ قال اللہ تعالیٰ فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ یعنی اگر شوہر نے تیسری طلاق دے دی تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک کہ دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرلے اور عورت جبکہ شوہر کے یہاں سے ناحق چلی گئی تو نفقہ بھی نہیں پائے گی۔ عالمگیری میں ہے کہ ''جو عورت بے اجازت شوہر کے گھر سے چلی جایا کرتی ہے اس بناء پر اسے طلاق دے دی تو عورت عدت کا نفقہ نہیں پائے گی۔'' رہا مسئلہ حق مہر کا، تو شوہر پر دَین ہے اور عورت کو اس کے مطالبہ کا حق ہمیشہ حاصل ہے۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ربیع الاول شریف ۱۳۸۹ھ

نقل کنندہ: احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید

مجسٹریٹ کی دی ہوئی طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: کسی عورت کی طلاق شوہر کے دیئے بغیر بذریعہ عدالت مجسٹریٹ کے حکم سے ہوئی ہو تو اس صورت میں شریعت محمدی ﷺ کی رو سے عورت کتنے دن کی عدت پوری کرنے پر نکاح کرسکتی ہے؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: اللہ عزوجل نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے تو جب تک شوہر یا اس کا وکیل طلاق نہ دے نکاح باقی رہتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بِيَدِهٖ عُقۡدَةُ النِّكَاحِ اور جب تک نکاح باقی ہے عدت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۹ھ

عدتِ طلاق

سوال: شوہر اپنی مرضی سے اپنی بیوی کے والدین کے ہاں، اپنی بیوی کو طلاق دے آئے تو اس صورت میں عورت کتنے دن کی عدت پوری کرنے کے بعد نکاح کرسکتی ہے؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: حیض والی عورت کی عدت تین حیض ہے اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے کہ جب تین حیض گزر جائیں یا حاملہ کے بچہ ہوجائے تو عدت پوری ہوگی۔ (عامۂ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۹ھ

عدّتِ وفات

سوال: عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو اس صورت میں عورت کتنے دن کی عدّت گزارے گی؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: اگر عورت حاملہ نہیں تو وفات کی عدّت چار ماہ دس دن ہیں اگر چاند کی پہلی یا آخری کو انتقال ہوا تو چار ماہ اور دس دن شمار کریں گے اور درمیان ماہ میں انتقال ہوا تو ایک سو تیس ۱۳۰ دن شمار کریں گے اور عورت حاملہ ہے تو اس کی عدّت وضع حمل ہے۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۹ھ

حلالہ کے معنی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص زمان حسین نے اپنی بیوی نسیمہ کو تحریری طلاق کے طور پر تین طلاقیں لکھ کر روانہ کر دیں یہ طلاق ہوئیں یا نہیں؟ اور اس میں شوہر پھر رجوع کر سکتا ہے یا کہ نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: جب کہ شوہر نے یہ طلاق نامہ لکھوایا یا خود لکھا اور شوہر کو اس کا اقرار بھی ہے تو جس وقت یہ تحریر لکھی گئی عورت پر اسی وقت تین طلاقیں پڑ گئیں اور نکاح ٹوٹ گیا۔ اب جب تک حلالہ نہ ہو لے شوہر کو اس عورت سے رجعت کرنا در کنار نکاح بھی حرام ہے۔ ہاں حلالہ ہو جائے اور یہ دوبارہ نکاح کرنا چاہے تو ہو سکتا ہے اور یہ حکم قرآن کریم کا حکم ہے فرمایا کہ **فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ** یعنی اگر تیسری طلاق شوہر نے دے دی تو اب وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں جب تک کہ وہ عورت کسی اور مرد سے نکاح نہ کرے اور ہم بستری نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ربیع الآخر ۱۳۸۹ھ

حاملہ کو بھی طلاق ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص عبدالغفار ولد عبدالستار نے اپنی بیوی مسمات فیروزہ بیگم کو تین طلاقیں دے دیں اور اس کی بیوی حاملہ بھی ہے۔ کیا ایسی صورت میں طلاق واقع ہو گی یا کہ نہیں؟

فقط ایک سائل عبدالستار، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: طلاق واقع ہونے میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں لہٰذا عورت اگر حاملہ ہے اور اسے طلاق دی گئی تو وہ طلاق عورت پر پڑ جائے گی۔ صورت مسئولہ میں چونکہ مسمات فیروزہ بیگم کو اس کے شوہر عبدالغفار نے تین طلاقیں دی ہیں اس لئے یہ تینوں طلاقیں اس پر پڑ گئیں اور نکاح ٹوٹ گیا۔ اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو جائے عبدالغفار مسمات مذکورہ سے نکاح بھی نہیں کر سکتا۔ (درمختار، ردالمحتار، عامۂ کتب)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ ذی قعد ۱۳۸۹ھ

شوہر کے ساتھ گزارا نہ ہو تو

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید اور اس کی بیوی اسلام بی بی میں ناچاقی رہتی ہے۔ اسلام بی بی کے والدین اور وہ خود طلاق لینا چاہتے ہیں تو مہر کے بارے میں کیا حکم ہے۔ اسلام بی بی سے ایک بچہ بھی ہے جو اس کے والدین کے گھر پیدا ہوا اور زید کے بہت کچھ بلانے کے باوجود اسلام بی بی زید کے گھر نہ آئی اور والدین کے یہاں رہی تو یہ مصارف کس پر واجب ہوتے ہیں؟ قرآن حکیم کے مطابق جواب دیں۔　فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: جب کہ صورت حال یہ ہے کہ زوج و زوجہ میں موافقت کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تو چارۂ کار یہی ہے کہ مسمات اسلام بی بی اپنے شوہر سے طلاق حاصل کرے خواہ اس طلاق کے عوض اسے اپنے مہر کا کل حصہ یا بعض حصہ معاف کرنا پڑے یا کسی اور چیز پر مصالحت ہو جائے اور جب زید طلاق دے دے تو اسلام بی بی تین حیض کامل گزارنے کے بعد جس مرد سے چاہے نکاح کر لے۔ قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ (بقرہ:229) و قال اللہ تعالیٰ وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

غیر مدخولہ کو ایک ساتھ تین طلاقیں دیں تو حلالہ شرط ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ ایک ہی لفظ سے تین طلاق دیں جبکہ زوجہ اپنے والد کے گھر میں ہی ہے اور لڑکی نابالغہ ہے اور غیر مدخولہ ہے۔ باقی طلاق گھریلو معاملات کے باعث ہوئی ہے کہ والدین لڑکی کو رخصتی بھی نہیں دیتے۔ اب کیا دوبارہ رجوع کر سکتا ہے؟

الداعی حافظ عبد اللطیف قریشی اشرفی، یونٹ نمبر ۱۱، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں عورت اگرچہ غیر مدخولہ ہے لیکن جب اسے تین طلاقیں یک دم دی گئیں تو تینوں پڑ گئیں اور اب بغیر حلالہ اس سے نکاح بھی حرام ہے اور ناجائز بھی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم　العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۰ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ

شوہر کی جانب سے بیوی کو طلاق کا اختیار

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ''میں نے غصے کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق نامہ لکھ کر اس کے باپ کے پاس روانہ کر دیا جس میں یہ الفاظ تحریر کیے تھے کہ ''اگر میری بیوی کی خواہش ہو تو اس کو میری طرف سے یہ طلاق نامہ دے دیں۔'' یہ خط ۱۲ جون ۱۹۶۹ء کو روانہ کیا گیا۔ اس کے بعد ۲۲ جون کو مجھے ٹنڈو الہیار بلایا گیا اور وہاں مجھے ایک دستاویز دی گئی اور کہا گیا کہ اس پر دستخط کر دو۔ اس میں وہ تمام الفاظ تھے جو میں نے پہلے اپنے سسر کو لکھے تھے صرف یہ بات نہ تھی کہ

''اگر بیوی کی خواہش ہے تو اس کے مطابق طلاق دیتا ہوں'' بہر حال مجھے بہت غصہ آیا اور میں نے اسی حالت میں اس پر دستخط کر دیئے۔ اب شرعی نقطہ نظر سے ہمیں بتائیں کہ عورت پر طلاق پڑی یا کہ نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: سائل نے جو طلاق نامہ اپنے خسر کو بھیجا اس میں خسر کو یہ الفاظ کہے کہ اگر میری بیوی کی خواہش ہو تو اس کو میری طرف سے یہ طلاق نامہ دے دیں۔ یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ شوہر اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دے رہا ہے لہٰذا اس طلاق نامہ سے طلاق کا واقع ہونا عورت کی مرضی پر موقوف تھا اور جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ عورت طلاق چاہتی ہے اس طلاق نامہ پر کوئی حکم وقوع طلاق کا نہیں دیا جا سکتا لیکن اس کے کچھ روز بعد ہی سائل نے ایک دستاویز پر دستخط کر دیئے جس میں طلاق دینا تحریر تھا۔ اب اس دستاویز پر دستخط کرنے کے بعد وہ تحریر سائل کی قرار پائے گی خصوصاً جبکہ اس نے اسے پڑھا اور پڑھ کر دستخط کئے۔ اب اگر اس دستاویز میں تین طلاقیں دیا جانا تحریر ہے۔ تو عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت شوہر پر حرام ہو گئی اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو جائے اس سے نکاح بھی جائز نہیں اور اگر اس دستاویز پر صرف یہ تحریر ہے کہ ''میں نے اپنی منکوحہ کو طلاق دی اور میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔'' جیسا کہ سائل کا زبانی بیان ہے۔ تو اس صورت میں عورت پر صرف ایک طلاق پڑی اور یہ طلاق بائن مانی جائے گی اور طلاق بائن میں شوہر کو یہ حق حاصل ہے کہ اس عورت سے دوبارہ نکاح کر کے اپنی زوجیت میں رکھے۔ خواہ عدت میں یا عدت کے بعد۔ (درمختار وغیرہ۔) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ربیع الآخر ۱۳۸۹ھ

تین طلاق، حقِ پرورش

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید اور اس کی بیوی میں خانگی امور کے باعث شدید اختلافات رونما ہوئے۔ شوہر نے اس سے اپنا قطع تعلق کر لیا اور اس بناء پر لڑکی اپنے ماں باپ کے پاس چلی گئی جس کو عرصہ تقریباً سوا سال ہو چکا۔ اس سے پہلے شوہر متعدد بار یہ کہہ چکا کہ میں اس سے قطع تعلق کر چکا میں دوسری شادی کروں گا مجھے یہ عورت نہیں چاہئے یہاں تک کہ ایک موقع پر غصے میں آ کر کچھ لوگوں کے روبرو یہ الفاظ کہے کہ میں نے میری بیوی کو طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! وہ میری ماں ہے! ماں ہے! ماں ہے! وہ میری بہن ہے! میری بہن ہے! میری بہن ہے! اب سوال یہ ہے کہ ا۔ مسمات مذکورہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ ۲۔ کیا وہ نان ونفقہ پائے گی یا نہیں؟ ۳۔ ایک بچی جس کی عمر تقریباً پانچ سال کی ہے اس کی پرورش کا حق کس کے ذمے ہے۔ یہ بچی اگر اپنی ماں کے پاس رہے تو کفالت کا مطالبہ شوہر سے کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ بقلم خود قاضی غلام مصطفےٰ عفی عنہ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: یہاں مسمات مذکورہ پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور وہ عورت اس شخص کے نکاح سے نکل گئی اور حرام ہو گئی اور اب بغیر حلالہ اس کے لئے حلال بھی نہ رہی۔ قال اللہ تعالیٰ **فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ**۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ عورت شوہر کے ہاں سے ناحق چلی گئی تو نفقہ نہیں پائے گی جب تک واپس نہ آ جائے اور چونکہ عورت حسب بیان شوہر

اس کی نافرمانی پر تلی رہتی ہے اور اس کی اطاعت نہیں کرتی تو ایام عدت کا نفقہ بھی نہیں پائے گی۔ (شامی، عالمگیری وغیرہ)
واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ بچے کی پرورش کا حق ماں کو ہے اور لڑکی اس وقت تک اس کی پرورش میں رہے گی کہ حد شہوت کو پہنچ جائے اور اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے۔ (عالمگیری، خانیہ، بحر الرائق، وغیرہ) ہاں اگر بچہ کی ماں نے بچے کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اب اسے پرورش کا حق نہیں رہا۔ (عالمگیری، درمختار وغیرہ) یوہیں اگر ماں کسی ایسی عادت قبیح میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے بچہ کی تربیت میں فرق آئے تو بچہ سمجھدار ہوتے ہی ماں سے علیحدہ کر لیا جائے گا تا کہ بچہ ماں کی خراب عادتیں اختیار نہ کرنے پائے۔ (عالمگیری وغیرہ)

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۸۹ھ

تین طلاق (طلاق، دی، دی، دی کہا)

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسمّی عبد الوہاب ولد پیر حسین بخش، مسلمان عمر ۲۹ سال بالغ نے، مسمات شہزادی دختر دلاور مسلمان عمر ۲۶ سال کو تقریباً تین ماہ پہلے رشتہ داران زن وشوہر کی ناچاقی اور بدمزگی کے باعث طلاق دے دی جس میں لفظ طلاق صرف ایک مرتبہ اور تین مرتبہ ''دی دی'' کہا اور اس وقت ایک عورت دو مرد موجود تھے اس کے دو تین روز کے بعد مہر کی رقم بتیس روپے اس نے ادا کر دی۔ ابھی تک ایام عدت پورے ہونے میں دن باقی ہیں۔ اور اب وہ دونوں پھر زن وشوہر کی طرح رہنا چاہتے ہیں۔ کیا شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت عطا فرماتی ہے۔ عبد الوہاب ولد پیر حسین بخش، ۱۱ اگست ۱۹۶۹ء، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مذکورہ بالا میں مسمات شہزادی پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں اور وہ مسمات عبد الوہاب پر حرام ہو گئی۔ اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہولے مسمات شہزادی اس کے نکاح میں نہیں آسکتی مسمات عبد الوہاب نے رقم مہر جو طلاق کے بعد ادا کر دی، یہ خود بتاتا ہے کہ اس نے مسمات شہزادی سے اپنا رشتہ بالکل منقطع کر لیا شریعت اسی ظاہر پر حکم دے گی اور کسی کی کوئی ہیر پھیر نہ سنی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ربیع الآخر ۱۳۸۹ھ

دل میں طلاق دینے کا حکم۔ زبان سے کتنی آواز معتبر ہے؟

سوال: اس مسئلہ میں علماء دین ومفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں کہ: زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور تین بار کہا لیکن وہاں پر کوئی سننے والا نہیں تھا اور نہ ہی بیوی نے سنا تو طلاق ہوئی یا نہیں؟ کتاب وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ اکیلے میں طلاق دی گواہوں کے سامنے طلاق نہیں دی فقط کہنے والا ہی سننے اور بولنے والا تھا۔

فقط والسلام محمد سلیم الدین، نواب شاہ، سندھ

۷۸۶ الجواب: طلاق کے لئے زوجہ، خواہ کسی دوسرے کا سننا ضروری نہیں۔ جبکہ شوہر نے اپنی زبان سے الفاظ طلاق ایسی آواز سے کہے جو اس کے کان میں پہنچے، یا نہ پہنچے مگر پہنچنے کے قابل تھے اور کسی شور وغل کے سبب نہ پہنچے تو عند اللہ طلاق

ہوگئی۔عورت کو خبر ہو تو وہ بھی اپنے آپ کو مطلقہ جانے۔ہاں اگر صرف دل میں طلاق دی تو بالا جماع نہ ہوگی۔یا زبان سے لفظ تو کہے مگر ایسے کہ صرف زبان کو جنبش ہوئی، آواز اپنے کان تک آنے کے قابل نہ تھی تو مذہب اصح میں یوں بھی نہ ہوگی۔ (فتاوی رضویہ، درمختار)۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　یکم ذی قعد ۱۴۰۱ھ

''طلاق دے دوں گا'' طلاق نہیں ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، علماء دین وشرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ: زید نے اپنی بیوی کو دو مرتبہ یہ کہا کہ (میں تجھے طلاق دے دوں گا، اچھا میں طلاق دے دوں گا۔) اب اس کے لئے شرع کے مطابق ہدایت دیں تا کہ اس پر عمل کیا جائے۔ چونکہ ایک لڑکی جوان ہے اور تین بچے چھوٹے ہیں اور چار بچے بڑے ہیں اور اس وقت تین ماہ کا حمل بھی ہے لہٰذا شریعت کے مطابق جو ہدایت ہو اس کا جواب دیا جائے تا کہ اس پر عمل کیا جائے اور یہ حلفیہ بیان زید کا ہے۔

فقط والسلام السائل، مہران کالونی لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: (طلاق دے دوں گا، اچھا میں طلاق دے دوں گا) یہ الفاظ طلاق نہیں۔ ارادۂ طلاق ہے اور ارادۂ طلاق، طلاق نہیں۔ (عامۂ کتب) لہٰذا صورت مسئولہ میں ان دونوں میں میاں بیوی کا رشتہ قائم ہے۔ کسی نکاح کی ضرورت بھی نہیں۔ جیسے پہلے وہ میاں و بیوی تھے اب بھی میاں بیوی ہیں اور جھوٹ سچ کا حال اللہ جانتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۷ ذی قعد ۱۴۰۱ھ

حاملہ کو طلاق۔مہر معاف کرنا۔جہیز کس کی ملکیت ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کی بیوی ایک سال دو ماہ تک اپنے میکے میں شوہر سے دور رہی اور شوہر بھی اس کے قریب نہ گیا لیکن ۱۴ ماہ بعد جب وہ اپنے شوہر کے پاس آئی تو وہ حاملہ ہے، اب شوہر اسے طلاق دینا چاہتا ہے، کیا اس حالت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دوران حمل طلاق نہیں ہوتی۔

فقط السائل شیخ محمد عثمان، مجاہد کالونی لطیف آباد، حیدرآباد، ۱۵ اگست ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب: یہ غلط ہے کہ دوران حمل طلاق نہیں ہوگی۔ طلاق واقع ہونے کے لئے عورت کی طرف سے کوئی شرط نہیں۔ بالغہ ہو یا نابالغہ ہو۔ حاملہ ہو یا حاملہ نہ ہو۔ جب اسے طلاق دی جائے گی طلاق پڑ جائے گی۔ البتہ اس کی عدت وضع حمل ہے یعنی بچہ پیدا ہوتے ہی اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ (عامۂ کتب) سائل ایک تحریر پیش کرتا ہے کہ عورت خود ہی طلاق کا مطالبہ کر رہی ہے اور اپنا مہر بھی معاف کرتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو بے شک مہر عورت کا حق ہے وہ اپنا مہر معاف کر سکتی ہے۔ اب شوہر سے اس کا مطالبہ نہ ہوگا۔ اور سائل زبانی سوال کرتا ہے کہ اس کے جہیز کے لئے شرعاً کیا حکم ہے تو فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ جہیز خاص ملک زوجہ ہوتا ہے، جس میں شوہر کا کوئی حق نہیں۔ طلاق ہوئی تو کل لے گی اور مرگئی تو اس کے ورثہ پر

تقسیم ہوگا۔(ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

ایک طلاق دے کر عورت کو ماں بہن کہنے کا حکم

سوال: میں گل رحمان ولد فیروز خان باہوش وحواس قائم اپنی بیوی شمیم ولد خان محمد کو درج ذیل گواہوں کے روبرو طلاق دیتا ہوں اور یہ طلاق بغیر کسی شرط کے لینے دینے کے ہے۔ میں آج سے شمیم کو اپنی بہن یا ماں تصور کرتا ہوں۔

گواہ ۱۔اکمل خان ولد حاول خان، ۲۔طاؤس خان ولد فیروز خان، ۳۔ممتاز خان ولد احمد نبی، ۴۔حافظ قادر بخش

فقط السائل محمد داؤد، جام شورو

۷۸۶ الجواب: شوہر کا کہنا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں یا ان الفاظ کو بیوی کے نام کی طرف نسبت کرنا، جیسا کہ سوال میں ہے کہ (میں اپنی بیوی شمیم بنت خان محمد کو طلاق دیتا ہوں) تو ان الفاظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی۔ مگر عدت میں رجعت، اور عدت کے بعد نکاح ثانی کا، بغیر حلالہ اسے اختیار ہے۔ لیکن اس نے یہ الفاظ بھی کہے کہ (میں شمیم کو اپنی ماں یا بہن تصور کرتا ہوں) ظاہراً ان الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسے طلاق بائن دے کر، اس سے قطعی علیحدگی کا خواہاں ہے۔ تو حکم اس پر دیا جائے گا کہ وہ عورت اس پر حرام ہوگئی اور چونکہ عدت گزر چکی ہے جیسا کہ سائل زبانی بیان کرتا ہے تو بات صاف ہے کہ اب وہ عورت اس کے نکاح میں نہ رہی اور پہلی ہی طلاق کے بعد جب کہ اس نے رجوع نہ کیا تا آنکہ عدت گزر گئی تو وہ اس کے لئے بلا نکاح ثانی حلال نہ رہی۔ قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ (بقرہ:229)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

طلاق کی نیت کے بغیر طلاق دی کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو یہ الفاظ کہے کہ میں نے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! اور نیت بھی طلاق کی نہیں ہے۔ کیا اس سے مغلظہ طلاق ہوئی۔ یا اور کوئی طلاق۔ یا طلاق واقع نہیں ہوئی؟ برائے کرم اس مسئلہ کو فقہ کے مطابق حل فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

فقط والسلام السائل عبدالمجید، لطیف آباد نمبر ۱۲، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: طلاق عموماً غصے کی حالت میں ہی دی جاتی ہے اور عموماً غصہ ہی طلاق کا باعث ہوتا ہے تو غصہ وقوع طلاق کو مانع نہیں اور طلاق ایسی حالت میں بھی پڑ جاتی ہے۔ یوں سمجھنا چاہئے کہ نکاح شیشہ ہے اور طلاق پتھر۔ شیشہ پر پتھر خواہ کسی طرح پڑے شیشہ ہر طرح ٹوٹ جائے گا۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں جبکہ شوہر نے اپنی بیوی کے لئے یہ الفاظ کہے کہ میں نے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! تو یہ تین طلاقیں ہوئیں اور تینوں عورت پر پڑ گئیں۔ دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا۔ اب بغیر حلالہ، یہ دونوں باہمی رضامندی یا کسی کے اکراہ وجبر سے نکاح بھی نہیں کر سکتے۔ چارۂ کار حلالہ ہے۔

قال الله تعالیٰ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور حدیث شریف میں ہے لا حتی تذوقی عسیلته الحدیث۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۰ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

طلاق دینے کا مسنون طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہندہ کی شادی زید کے ساتھ ہوئی۔ دونوں میاں بیوی بہت خوش ہیں لیکن ہندہ کے والد اور زید کے والد میں کسی بات پر نا اتفاقی ہوگئی۔ اب ہندہ کے والد نے اس کو خاوند کے گھر جانے سے روک دیا اور اس بات پر ضد کر رہا ہے کہ طلاق دو۔ کسی کے بھی سمجھانے پر نہیں مانتا اب معلوم یہ کرنا ہے کہ اس طرح دی گئی طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں؟　محمد نعیم، پوسٹ آفس، حیدر آباد، سندھ، ۳ شعبان ۱۴۰۱ھ

۷۸۶ الجواب: ضد، خواہ کسی کے دباؤ میں آ کر، شوہر طلاق دے گا تو عورت پر طلاق پڑ جائے گی کہ نکاح شیشہ ہے اور طلاق پتھر۔ شیشہ پر پتھر خواہ کسی طرح پڑے اس میں کم از کم بال پڑ جانا یا پھر ٹوٹ جانا ظاہر ہے۔ لڑکی خواہ لڑکے کے ماں باپ، جوان دونوں میں جدائی ڈالنا چاہتے ہیں یہ سمجھ لیں کہ یہ شیطانی فعل ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص شوہر اور اس کی بیوی میں جدائی ڈالے وہ ہم میں سے نہیں۔ بنانا ہر کام کا مشکل ہوتا ہے بگاڑنا نہایت آسان۔ جب وہ دونوں آپس میں خوش ہیں تو اپنی ناک کی خاطر، دوسرے کے گھر کو برباد کرنا، اپنی بربادی ہے۔ جو آج نہیں کل سامنے آئے گی اور حالات ایسے ہی ہو جائیں گے تو شوہر ہوش سے کام لے۔ صرف ایک طلاق دے، عدت کے دوران ان کے غصے ٹھنڈے پڑ جائیں گے اور عقل آئے گی تو معاملہ آسانی سے سلجھ جائے گا۔ صرف رجعت درکار ہوگی۔ اس سے بھی کام نہ چلے تو پہلی عدت کے بعد، جب عدت گزرنے پر آئے تو ایک اور دے دے۔ اب بھی رجعت سے کام چل جائے گا۔ البتہ تیسری طلاق کے بعد حلالہ ضروری ہوگا اور بغیر حلالہ یہ دونوں آپس میں نکاح نہیں کر سکیں گے۔

قال الله تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور طلاق تو ایسی حالت میں بھی ہو جاتی ہے جو سوال میں مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم　　العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۷ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

طلاق کے بعد انکار کا حکم

سوال: بخدمت جناب قبلہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمات یاسمین کی شادی عمر دین ولد حکیم الدین کے ہمراہ ہوئی۔ اب تقریباً عرصہ ایک سال کا ہوا ہے کہ اس نے اپنی بیوی یاسمین کو طلاق دے کر اپنے گھر سے باہر نکال دیا جس کے دو گواہ بھی موجود ہیں۔ اب وہ یہ کہتا پھرتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی ہے کیا ازروئے شریعت طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ بینوا، توجروا۔　مسمات علیما بی بی لطیف آباد، حیدر آباد، ۵ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

۷۸۶ **الجواب:** جھوٹ سچ کا حال تو اللہ تعالیٰ پر روشن ہے وہی خوب جانتا ہے کہ عمر دین نے اپنی بیوی کو طلاق دی یا نہیں۔ شوہر کو انکار ہے تو اب طلاق کا ثبوت شرعی گواہوں سے ہوگا یعنی دو مرد یا، ایک مرد، دو عورتیں ثقہ، متقی، دیندار کہ جھوٹ نہ بولتے ہوں اور لوگوں کو ان کی بات پر اعتبار ہو، گواہی دیں کہ ہمارے سامنے فلاں شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور ہم نے اپنے کانوں سے اس کی آواز سنی۔ لیکن یہ گواہ بھی موجود نہیں کہ گواہی کا نصاب پورا ہو اور ایک مرد اور ایک عورت جو گواہی دیتے ہیں وہ یہ نہیں بتاتے کہ شوہر نے کتنی مرتبہ طلاق دی ہے۔ تو جبتک گواہ پورے نہ ہوں اور صاف صاف گواہی نہ دیں حکم شرعی کس طرح بیان کیا جاسکے۔ بہرحال بحالت موجودہ طلاق ثابت نہیں بلکہ ایک یا دو بار طلاق دی بھی ہے تب بھی شوہر کو عدت میں رجعت کا حق حاصل ہے اور عدت گزرنے پر نکاح کرسکتا ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر تین بار طلاق واقع میں دے چکا اور جھوٹ بول کر انکار کرتا ہے تو اس کا وبال اور سخت عذاب اس شوہر پر ہے۔ یہ حلال وحرام اور قبر وحشر اور اولاد حرامی حلالی ہونے کا معاملہ ہے۔ بناوٹ سے حرام، حلال نہ ہوجائے گا اور نہ اللہ کے یہاں بناوٹ کام دے گی جو دلوں کی چھپی باتیں خوب جانتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

بیماری میں عقل زائل ہوگئی پھر طلاق دی تو کیا حکم ہے؟

سوال: زید عرصے تین سال سے بلڈ پریشر کا مرض تھا۔ اس کے بعد اچانک اسے بلڈ یوریا کا مرض لاحق ہوگیا۔ جس کا علاج ابھی چل رہا تھا۔ بلڈ یوریا میں کئی ایک دفعہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے دماغ ماؤف ہوگیا ہو یعنی کئی ایک دفعہ بجائے صحیح سمجھنے کے غلط تصور ہونے لگتا تھا۔ اسی طرح زید کا اس بیماری میں دماغ ماؤف ہوگیا اور اس نے صحیح بات کو غلط تصور کیا اور بیوی کو طلاق (ایک وقت میں) تین بار لکھ دی۔ اس کے بعد تقریباً دو ماہ سے پہلے اس نے اپنے سسرال والوں کو اس کیفیت سے آگاہ کیا۔ جس پر انھوں (سسرال نے) زید کی بیوی کو بھیجنے پر رضامندی ظاہر کی لیکن کیوں کہ زید کے پاس کوئی صحیح دینی معلومات نہ تھیں۔ اس لئے وہ فتویٰ کی تلاش میں ہے۔ جو قرآن وسنت کی روشنی میں صادر فرمایا جائے۔ طلاق کے عرصے کو تقریباً گیارہ ماہ ہونے کو ہیں۔ طلاق کے دو ماہ بعد لڑکا ہوا ہے۔ طلاق کے ایک ماہ پہلے سے ڈاکٹر علی محمد کا علاج جاری تھا اور علاج تقریباً ایک ماہ جاری رہا اور پرہیز دو تین ماہ رہا۔ مرض اب قابو میں ہے۔ گزشتہ رمضان کے ماہ میں مرض لاحق ہوا۔ خدشہ تھا کہ اس رمضان میں بھی بیماری حملہ آور ہو لیکن اللہ جل شانہ نے بڑا فضل کیا اور زید نے تمام روزے مکمل رکھے۔ اب افاقہ ہے۔ مندرجہ بالا بیان خدا کو حاضر وناظر جان کر لکھا گیا ہے اور کسی قسم کی مبالغہ آرائی سے کام نہیں لیا گیا۔

منجانب پیر نذیر احمد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** اللہ تعالیٰ عالم الغیب و الشہادۃ ہے وہ ہر ایک کے دل کی بات جانتا ہے۔ اگر فی الواقع ایسا ہی ہے کہ وہ بیماری اس شدت پر تھی کہ عقل بالکل زائل ہوگئی تھی اور اسے معلوم نہ تھا کہ وہ کیا کہتا ہے اور کیا مونہہ سے نکلتا ہے اور وہ اپنے اس دعویٰ پر گواہ پیش کرتا ہے یا دوسروں میں اس کی اس حالت کا عام چرچا اور اس کی یہ حالت معہود ومعروف ہے لوگ

اس کی اس حالت سے واقف ہیں۔ غرض یہ ثابت ہو جائے کہ جس وقت اس نے طلاق کی وہ تحریر لکھ کر دی تھی اس وقت وہ اپنے ہوش وحواس میں نہ تھا، عقل جاتی رہی تھی تو بے شک طلاق واقع نہ ہوئی اگرچہ وہ لاکھ بار لکھ کر دیتا۔ جیسا کہ سرسام، برسام وغیرہ بیماریوں میں طلاق کا حکم ہے کہ وہ واقع نہیں ہوتی۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ذی قعد ۱۴۰۱ھ

گواہوں سے طلاق کا ثبوت نہ ہو اور عورت سچی ہو تو کیا کرے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت ہے۔ اس کے شوہر نے کسی بات پر رات کے دو بجے تین مرتبہ اسے طلاق دی۔ پھر پڑوسیوں نے کہا کہ اس طرح طلاق نہیں ہوئی ہے۔ لہٰذا تم کچھ دن کی مہلت دو پھر بات کرنا پھر اس نے دوسرے دن بھی یہی الفاظ کلمہ پڑھ کر دہرادیئے کہ میں نے اس کو طلاق دی، اب بالکل رکھنا نہیں چاہتا، اس وقت وہاں پر چار افراد موجود تھے ان کے نام یہ ہیں۔ اختر علی، امانت علی، صغیر حسین، دادا بھائی۔ یہ چار افراد گواہ ہیں جن کے سامنے یہ الفاظ کہے۔ اس کے بعد پڑوسیوں نے یہ بات کہی کہ تم آٹھ روز تک انتظار کرو اس کے بعد اگر تم دونوں میں نہیں بنی تو ہم طلاق دلوائیں گے۔ اس کے بعد آٹھ دن گزرے کہ اس نے انکار کر دیا کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے۔ براہ کرم اس کا جواب عنایت فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ افروز جہاں، جھگی پکی مارکیٹ مجاہد کالونی، لطیف آباد نمبر ۱۰، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: جو لوگ اپنے سامنے تین طلاقیں دینے کی شہادت دیتے ہیں اگر قابل اعتماد، اور خدا ترس ہیں اور قابل قبول شرع ہیں تو شوہر کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں۔ اب گواہ کہتے ہیں کہ اس نے تین بار طلاقیں ہمارے روبرو دی ہیں تو بے شک تین طلاقیں پڑ گئیں۔ ان دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا اور حلالہ کے بغیرہ کوئی چارۂ کار نہیں۔ اور فرض کر لیا جائے کہ ان لوگوں میں دو گواہ بھی قابل قبول شرع نہیں تو اب شوہر سے قسم لی جائے اگر وہ قسم کھالے تو قسم معتبر ہوگی۔ پھر بھی اگر ہندہ اپنے ذاتی یقینی علم سے جانتی ہے کہ اس کے شوہر نے اسے تین طلاقیں دی ہیں تو اسے جائز نہ ہوگا کہ وہ زید کے ساتھ رہے۔ ناچار اپنا مہر یا مال دے کر جس طرح ممکن ہو طلاق بائن لے اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو زید سے دور بھاگے اور حتی الامکان اسے اپنے پر قابو نہ دے اور ہرگز اس کے ساتھ گزر بسر پر راضی نہ ہو۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

طلاق پر صرف عورت کا دعوی معتبر نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین بیچ مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

۱۔ زید نے جو کہ شادی شدہ ہے اور بال بچے دار ہے خود کو کنوارا ظاہر کر کے ایک ایسی عورت سے شادی (نکاح) کر لی جو خود بھی شادی شدہ ہے اور بچے بھی ہیں۔ خود کو کنوارا بتا کر نکاح کر لیا۔ جبکہ ایک دوسرے کی حقیقت بھی جانتے ہیں کہ کنوارے نہیں ہیں اور مرد کی بیوی اور عورت کا شوہر موجود ہیں۔

۲۔ متذکرہ عورت کا شوہر بھی ہے۔ جس کے لئے وہ کہتی ہے کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی ہے جبکہ شوہر کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی اور شوہر بیوی کے گھر آتا جاتا بھی ہے اور اخراجات بھی برداشت کرتا ہے اور ملتا بھی ہے۔ بقول عورت کہ طلاق اس کی موجودگی میں دی ہے جبکہ ایک شخص (جس سے اس نے اب نکاح کر لیا ہے) موجود تھا۔

ان ہر دو متذکرہ صورتوں میں نکاح ہوا یا نہیں؟ اور طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور مذکورہ نکاح اگر باطل قرار دیا جاتا ہے تو اگر مذکورہ رشتہ ختم کرنا مقصود ہو تو کیا طلاق زبانی یا تحریری دینے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

ازراہ کرم شرعی حیثیت اور شرع شریف کی روشنی میں تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

فقط والسلام السائل، حکیم قاضی شاہد علی خان وارثی، نکاح رجسٹرار و نکاح خواں، لطیف آباد نمبر ۷، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں عورت کا قول شرعاً قابل اعتبار نہیں۔ وہ مدعی طلاق ہے اس پر لازم کہ کم از کم دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں کہ شرعاً ان کی گواہی قبول ہو، بطور گواہ پیش کرے اور اسے میسر نہیں۔ اور اس کی بات بالفرض مان بھی لی جائے تو بھی ان الفاظ سے کہ (میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی ہے) شرعاً ایک طلاق رجعی کا حکم دیا جائے گا۔ جس میں شوہر کو حق رجعت حاصل ہے اگرچہ عورت راضی نہ ہو۔ اگرچہ وہ کسی فعل کے ذریعہ وقوع میں آئے مثلاً شوہر نے عورت کا بوسہ لیا یا اس سے ہم بستر ہوا اور عورت خود اس کی معترف ہے کہ شوہر اس کے گھر آتا۔ اس کے اخراجات برداشت کرتا اور اس سے ملتا بھی ہے۔ تو طلاق بالفرض ہوئی بھی، تو رجعت کے بعد، ان میں علاقہ زوجیت پھر قائم ہو گیا۔ اب تاوقتیکہ یہ اسے طلاق بائن دے کر الگ نہ ہو جائے یہ عورت بدستور اس کی زوجہ ہے اور وہ اس کا شوہر ہے اور شوہر والی عورت دوسرے مرد پر حرام۔ اگرچہ نکاح کے پردے میں ہو کہ جھوٹا نام نکاح کا، اس حرام کو حلال اور ناجائز کو جائز نہیں کر سکتا۔ قال اللہ تعالیٰ وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — یکم رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

نکاح سے انکار کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمی ظہیر الدین کی شادی ۹ سال کی عمر میں بولایت والدین مسمات فاطمہ بیگم بنت محمد سے ہوئی۔ جوان ہونے پر ظہیر الدین کے سسر نے اپنی دختر کی رخصتی پر اصرار کیا تو ظہیر الدین نے کہا کہ میرا نکاح ہی نہیں ہوا۔ اس کے یہ کہنے سے کیا فاطمہ بیگم کو طلاق ہو گئی یا نہیں؟ فقط السائل شیخ نظام الدین

۷۸۶ الجواب: حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے یہ الفاظ بطور اخبار کہے۔ نہ اس کی نیت طلاق کا واقع کرنا ہے اور نہ وہ طلاق دینا چاہتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس نے آنکھوں دیکھی مکھی نگلی اور نکاح کہ جس کا ہونا سب پر روشن ہے اس کا انکار کر دیا تو یہ صریح جھوٹ ہوا۔ بہر حال نکاح باقی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۱۳ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

وقفہ وقفہ سے تین طلاق دینا۔ کفارہ طلاق کچھ نہیں ہے

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو جھگڑا کرنے کے بعد تین مرتبہ طلاق دے دی، جس کی شہادت کے لئے اس شخص مذکور کی جوان لڑکی بھی اس وقت موجود تھی اور جب پڑوس کی عورتیں جمع ہوگئیں تب بھی شخص مذکور نے یہ الفاظ دہرائے کہ اب تو قصہ ختم ہوگیا میں اسے طلاق دے چکا ہوں۔ اس طرح اور عورتیں یا عورت بھی شاہد ہوگئی۔ نیز یہ شخص پہلے بھی لڑ بھڑ کر کئی مرتبہ دو دو طلاقیں دے کر خاموش ہوجاتا تھا اور پھر بغیر کوئی کفارہ ادا کیے رجوع بھی کر چکا ہے۔ متذکرہ حالات کے تحت کیا طلاق واقع ہوگئی۔ یا ابھی کوئی گنجائش ہے جس کے بعد کفارہ ادا کر کے مذکورہ شخص اپنا گھر آباد کر سکے؟ السائل محمد دلاور خان

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں اگر واقعی مرد نے اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دے دیں، خواہ ایک وقت خواہ متفرق اوقات میں، کہ ایک دی پھر خاموش ہوگیا، پھر دی اور سکوت اختیار کیا یہاں تک کہ تین طلاقیں، اس نے دے دیں تو دونوں صورتوں میں، عورت بحرمت مغلظہ اس پر حرام ہوگئی۔ دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا۔ اب حلالہ کے علاوہ کوئی اور چارہ کار نہیں۔ نہ تین طلاقوں کا کوئی کفارہ ہے۔ بلکہ کفارہ تو طلاق میں ہے ہی نہیں۔ بایں معنی کہ طلاق دے کر وہ کفارہ ادا کر دے اور طلاق شرعاً معتبر نہ رہے۔ اور شوہر کا یہ کہنا کہ اس نے یہ الفاظ بطور مذاق کہے تھے محض بناوٹ ہے اور شرعاً ناقابل اعتبار۔ قرآن کریم کا صریح ارشاد ہے فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور حدیث شریف میں فرمایا لا حتی تذوقی عسیلته (الحدیث) لہٰذا حلالہ کے بغیر اگر یہ دونوں باہم نکاح بھی کر لیں تب بھی یہ نام نکاح، اس حرام کو حلال اور ناجائز کو جائز نہ کر دے گا بلکہ صحبت حرام ہوگی اور صحبت سے اولاد، ولد الزنا اور یہ دونوں خود زانی و زانیہ اور ان کے ان احوال پر مطلع ہونے کے باوجود، اس پر راضی یا کم از کم خاموش رہنے والے بھی سخت گنہگار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

ایک ساتھ پچاس ۵۰ طلاق دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمات طاہرہ دختر عظیم اللہ اور اس کے شوہر مسمی محمد افضل کے درمیان ایک طویل عرصہ سے نا اتفاقی ہے۔ اس نا اتفاقی کو ختم کرانے کے لئے مسمات طاہرہ کے شوہر مسمی محمد افضل کے مکان پر مسمی محمد حسین و طفیل محمد اور محمد عاشق و دیگر اشخاص گئے تھے۔ وہاں ان حضرات نے محمد افضل سے تنازع ختم کر کے مسمات طاہرہ کو اپنے گھر لے جانے کے لئے کہا لیکن طاہرہ کے شوہر مسمی محمد افضل نے کہا کہ میں نے طاہرہ کو طلاق دے دی ہے، میں اس کو اپنے گھر نہیں لاؤں گا لیکن محمد حسین صاحب نے کہا بیٹا طلاق کا نام بہت برا ہے اس کو زبان پر نہ ڈال، تو اس پر محمد افضل نے کہا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ میں نے طلاق دی طلاق دی پچاس بار کہتا ہوں کہ طلاق دی۔ اب میرا پیچھا چھوڑ دیں۔ لہٰذا علماء کرام سے عرض ہے کہ اس صورت میں جو مندرجہ بالا تحریر کی گئی ہے کیا مسمات طاہرہ کو طلاق ہوگئی یا نہیں۔ اگر ہوگئی ہے تو کونسی طلاق شمار ہوگی۔ تفصیل سے شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں۔

گواہ جن کے روبرو تحریر ہذا کے الفاظ لکھے گئے ہیں

۱۔ محمد حسین ولد پیر بخش ۲۔ محمد طفیل ولد جان محمد ۳۔ محمد عاشق ولد محمد یامین

فقط والسلام السائل محمد طفیل ولد جان محمد

۷۸۶ الجواب: امام مالک موطاء میں روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو سو (۱۰۰) طلاقیں دے دی ہیں۔ آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا کہ "تیری عورت تین طلاق سے بائن ہوگئی اور ستانو۔ (۹۷) طلاق کے ساتھ تو نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے ٹھٹھا کیا۔" تو طلاقیں تو یہاں بھی تین پڑ گئیں۔ باقی کا وبال اس نے اپنے سر لیا۔ اب حلالہ کے سوا کوئی اور چارہ کار نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ

مضمون پڑھے بغیر طلاق نامہ پر دستخط کا حکم

سوال: جناب محترم مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، بعد سلام عرض ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک مسئلہ پیش کر رہے ہیں جس کا آپ فتویٰ دیں، مہربانی ہوگی۔ مسئلہ یہ ہے کہ: میں نے کچھ عرصے پہلے شادی کی تھی۔ جس کی مخالفت میری برادری والوں نے کی تھی اور کہا تھا کہ تم اس کو طلاق دے دو لیکن میں نے طلاق دینے سے سختی سے منع کر دیا تو ان لوگوں نے دھوکہ سے مجھ سے ایک کاغذ پر دستخط کرائے اور کافی دن کے بعد بتایا کہ ہم نے تم سے طلاق نامہ پر دستخط کروائے ہیں اور اب تم اس سے نہیں ملو لیکن ہم دونوں برابر میاں بیوی کی طرح سے رہ رہے ہیں تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم تم کو پولیس سے پکڑوا دیں گے۔ جب کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے اور نہ ہی زبان سے لفظ طلاق کہا ہے لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس مسئلہ کا جواب شرع کے مطابق دے دیں۔ فقط عبدالعزیز، کھاتہ چوک

۷۸۶ الجواب: اگر واقعتاً شوہر نے طلاق نامہ کے مضمون پر آگاہ ہوئے بغیر دستخط کر دئے اور زبان سے بھی الفاظ طلاق ادا نہ کئے تو طلاق واقع نہ ہوئی اور وہ عورت بدستور اس کے نکاح میں ہے۔ (کمافی ردالمحتار، فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

دو طلاق کا مسئلہ

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

گزارش یہ ہے کہ: فدوی نے اپنی بیوی کو گھریلو جھگڑے کی بناء پر دو مرتبہ طلاق دی جس پر وہ اپنے والدین کے یہاں چلی گئی۔ اب فدوی اور لڑکی کے والدین رضامند ہیں لہٰذا شرعی رو سے مطلع فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور لڑکی حاملہ بھی ہے اور اگر طلاق ہوگئی تو اب ہم کس طریقہ سے رکھ سکتے ہیں؟ فقط عبدالمجید ولد وزیر علی، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** اگر واقعتاً شوہر نے اپنی بیوی کو دو بار صریح لفظوں میں ''میں تمہیں طلاق دیتا ہوں'' سے دو طلاقیں دیں اور صراحۃً یا اشارۃً تیسری طلاق کا نام نہ لیا، تو یہ دونوں طلاقیں عورت پر پڑ گئیں لیکن نکاح قائم ہے اور اسے اختیار ہے کہ عدّت کے اندر، اس سے رجعت کر لے یا عدّت کے بعد اس سے دوبارہ نکاح کرے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی قعد ۱۴۰۱ھ

بیوی نے بغیر طلاق لئے دوسرے سے نکاح کرلیا تو پہلا نکاح باقی ہے

سوال: مندرجہ ذیل مسئلہ میں علمائے اہل سنت والجماعت کیا فرماتے ہیں کہ: ۱۹۶۵ء میں بتول بیگم اپنے شوہر محمد حنیف کی بلا اجازت، اسکی عدم موجودگی میں انڈیا چلی گئی۔ نہ بتول بیگم نے طلاق طلب کی، نہ محمد حنیف نے طلاق دی۔ بتول بیگم نے انڈیا پہنچ کر مسمی رشید سے یہ کہہ کر نکاح کر لیا کہ میرے پاکستانی شوہر محمد حنیف نے مجھے طلاق دے دی ہے۔ ایک سال ہوا کہ محمد حنیف انڈیا جا کر رشید سے بتول بیگم کو طلاق دلوا کر اپنے ہمراہ پاکستان لے آیا۔ ایک سال سے برابر میاں بیوی کی طرح رہتے ہیں۔ ۱۵۔ ۱۶ سال تخمینا بتول بیگم رشید کے نکاح میں انڈیا میں رہی۔ ان دونوں میں فعل مباشرت صحیح ہے یا زنا اور بدکاری کیوں کہ بتول بیگم مطلقہ نہ تھی اس نے رشید سے فریب کیا بتول بیگم کے ساتھ فعل مباشرت زنا تھا تو ایسی صورت میں بتول بیگم اور محمد حنیف پاکستانی پہلے شوہر کا نکاح فسخ ہو گیا یا باقی رہا۔ اگر نکاح ٹوٹ گیا تو محمد حنیف دوبارہ نکاح کرے یا بلا نکاح بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے؟ فقط محمد حنیف ولد ظفر الدین، نائن کا پڑ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جبکہ مسمی محمد حنیف نے اپنی منکوحہ بتول بیگم کو طلاق نہ دی، بتول بیگم بدستور اس کے نکاح میں ہے۔ کسی بھی شخص کو اس سے نکاح حلال نہیں اور وہ جو مسمات نے ہندوستان جا کر، دوسرے سے نکاح کر لیا تب بھی اس کے پہلے نکاح پر کوئی اثر نہ پڑا۔ بدستور میاں بیوی ہیں۔ اس جھوٹے نکاح نے حرام کو حلال اور ناجائز کو جائز نہ کیا۔ دونوں اتنے عرصہ تک، بتائے حرام و زنا رہے۔ دونوں پر توبہ فرض ہے۔ عیاذاً باللہ عورت کے فسق و فجور اور بدچلنی سے نکاح نہیں جاتا۔ اگرچہ بطور فریب نام نکاح کی آڑ بنالی جائے۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (تم پر حرام کی گئیں شوہر والی عورتیں)۔ المختصر وہ پہلا نکاح اس عورت کا کہ محمد حنیف کے ساتھ ہوا تھا باقی ہے اور وہ دونوں زن و شوہر ہیں۔ کسی نئے نکاح کی حاجت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

طلاق رجعی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید شادی شدہ اور ایک بچے کا باپ ہے اور دوسرا بچہ ہفتہ عشرے میں متوقع ہے۔ زید جس گھر میں رہتا ہے وہیں اس کی والدہ اور دو بہنیں رہتی ہیں۔ زید کی ایک بہن طلاق شدہ ہے جبکہ دوسری بیوہ ہے اور ان کی کفالت زید اور اس کا بڑا بھائی کرتا ہے مع زید کے۔ دونوں بہنیں نا معلوم

وجوہات کی بناء پر زید کی بیوی سے کشیدہ رہتی ہیں۔ زید اپنے بیوی بچوں کے ساتھ اپنی زندگی اچھے ماحول میں گزارتا رہا ہے۔ عیدالاضحٰی کے دوسرے دن زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم تیار ہو جاؤ تمہارے میکے چلنا ہے اور زید اپنی والدہ کے پاس اپنے سسرال جانے کی اجازت طلب کرنے لگا۔ زید کی والدہ نے زید کو جواب دیا تم جانو تمہارا کام جانے۔ اس وقت زید کی دونوں بہنیں موجود تھیں زید کی بیوہ بہن نے مخالفت کی اور کہا کہ تم سسرال نہیں جاؤ گے۔ اس کشمکش میں چاروں بہن بھائی والدہ میں تلخ کلامی ہوئی۔ آخر میں زید نے جذبات غصہ کی حالت میں اپنی ماں اور بہن سے کہا کہ اگر تم نہیں چاہتیں تو میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں اور زید اپنے کمرے میں جہاں اس کی بیوی تھی آیا اور کہا کہ میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔ یہ جملہ زید نے صرف ایک مرتبہ کہا۔ زید کا جب غصہ ٹھنڈا ہوا تو زید نے اپنی غلطی تسلیم کی اور اپنے بڑے بھائی اور بھاوج وغیرہ بمعہ اس کی بیوی کے سب سے معافی مانگی اور چوبیس گھنٹے کے اندر اندر زید نے اپنی بیوی سے خوشگوار تعلقات کر لئے لیکن زید کی بیوہ بہن زید کو مجبور کر رہی تھی کہ طلاق ہو گئی ہے تم اپنی بیوی کو علیحدہ کر دو۔ لہٰذا آپ سے التماس ہے کہ آپ شریعت کی روشنی میں واضح فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ تاکہ شرعی فتوے پر عمل کیا جائے۔

السائل محمد نقی قادری رضوی، غوثیہ جنرل اسٹور بیراج کالونی، جام شورو

۷۸۶ الجواب: اگر واقعتاً شوہر نے اپنی بیوی سے صرف ایک ہی مرتبہ یہ الفاظ کہے کہ ''میں تمہیں طلاق دیتا ہوں'' تو طلاق تو ان الفاظ سے بھی پڑ گئی لیکن شرعاً یہ طلاق رجعی کہلاتی ہے اور طلاق رجعی میں نکاح نہیں ٹوٹتا بلکہ شوہر کو حق رجعت حاصل ہوتا ہے یعنی یہ کہ وہ اسے دوبارہ اپنے ساتھ رکھے اور اس کے لئے نہ نکاح ثانی کی ضرورت ہے نہ حلالہ وغیرہ کی۔ قرآن عظیم کا ارشاد ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ۔ البتہ اگر اس طلاق کی عدت گزر جائے اور شوہر نے رجعت نہ کی ہو تو اب دوبارہ نکاح کی ضرورت ہوگی حلالہ اب بھی درکار نہ ہوگا۔ زید کی بہن وغیرہ جو زید کو مجبور کر رہی ہے کہ ''طلاق ہو گئی! تم اپنی بیوی کو علیحدہ کر دو'' یہ ان کی سراسر زیادتی اور بھائی بھاوج پر صریح ظلم ہے۔ انہیں خدا سے اور روز قیامت سے ڈرنا چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے ''جو شوہر اور اس کی بیوی میں جدائی ڈالے وہ ہم میں سے نہیں''۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

غیر عالم کو فیصلہ کا حق دینا، جرمانہ کا فیصلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء اس بارے میں کہ: جیسا کہ حسینہ نے دو فتوے لئے ہیں۔ جس میں حسینہ کا بیان اور دو گواہوں کا بیان اور حسینہ کے والد عبدالحکیم کا بیان تحریر ہے۔ دونوں کی فوٹو کاپیاں بھی حاضر خدمت ہیں۔ اس سلسلہ میں سات مرتبہ خاندان کے لوگ جمع ہوئے اور پنچائتیں ہوئیں لیکن فتویٰ کے جواب کے مطابق اور گواہوں کے حلفیہ بیان کے مطابق سب لوگوں نے انکار کر دیا کہ طلاق ہو چکی ہے اور جو فتوے کا فیصلہ ہے وہی فیصلہ ہے۔ گیارہ ماہ بعد پھر ایک پنچائیت ہوئی اور سب لوگ جمع ہوئے اس پنچائیت میں حاجی لال محمد صاحب نے سب لوگوں سے اجازت چاہی کہ یہ فیصلہ کرنے کی مجھے اجازت دیجئے۔ سب نے حاجی لال محمد صاحب کو اجازت دے دی۔ تب حاجی لال محمد صاحب نے یہ فیصلہ کیا کہ حسینہ کے والد

عبدالرحیم سے گیارہ روپے جرمانہ لے کر حسینہ کو بشیر کے گھر بھیج دیا جائے۔ سب نے یہ فیصلہ منظور کیا اور گیارہ روپے جرمانہ لے کر حسینہ کو بشیر کے گھر بھیج دیا گیا۔ حسینہ گیارہ ماہ اپنے والدین کے گھر رہی اور بچے اپنے والدین کے پاس رہے۔ گیارہ ماہ بعد یہ فیصلہ کیا گیا۔ کیا یہ فیصلہ احکام شریعت کے مطابق صحیح ہے۔ اگر صحیح نہیں تو حسینہ اور اس کے والد عبدالرحیم اور بشیر اور حاجی لال محمد صاحب اور جن لوگوں نے یہ فیصلہ تسلیم کیا ان پر احکام شریعت کیا ہیں۔ مہربانی فرما کر جواب تحریر فرما کر مشکور فرمائیں؟

فقط والسلام السائل محمد ولد عظیم بخش

۷۸۶ الجواب: شوہر اگر تین طلاق دینے کا اقرار کرتا ہے تو اب کسی گواہ کی گواہی کی ضرورت نہیں۔ وہ تینوں طلاقیں پڑ گئیں اور دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا۔ اب حلالہ کے بغیر وہ ایک دوسرے کے لئے حلال نہیں۔ بغیر حلالہ اسے رکھنا زنائے خالص ہے فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور اگر شوہر طلاق دینے کا اقرار نہیں کرتا بلکہ منکر ہے تو اب دو گواہ ثقہ عادل متقی، دیندار، اپنے سامنے تین طلاقیں دینے کی شہادت دیتے ہوں جب بھی تین طلاقیں ہوگئیں اور اگر دونوں سے کوئی بات نہیں یعنی ا۔ نہ شوہر تین طلاق کا اقرار کرتا ہو، ۲۔ نہ دو ثقہ عادل گواہ موجود ہوں تو شرعاً طلاق کا ثبوت نہ ہوگا۔ حاجی لال محمد صاحب کو شرعی فیصلہ کا حق دینا ہی مہمل بات ہے۔ ہاں اگر وہ فتاوی کی روشنی میں فیصلہ کرتے تو درست ہوگا۔ پھر بھی جرمانہ کی رقم کا فیصلہ کسی طور صحیح نہیں۔ پھر اگر شرعاً تین طلاقوں کا ثبوت ہو جائے تو حسینہ اور بشیر کا میاں بیوی کی طرح مل بیٹھنا بغیر حلالہ کب حلال ہوگا۔ شریعت کیا حاجی لال محمد کے فیصلہ کا نام ہے۔ اس صورت میں اس فیصلہ میں شریک ہونے والے، بلکہ اس پر راضی رہنے والے بھی گنہگار ہوئے۔ سب پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

جب طلاق کی اضافت نہ ہو تو طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو لڑائی جھگڑے کے دوران بھائی کے کہنے پر یہ الفاظ کہے کہ تو اگر کہتا ہے تو جا طلاق طلاق طلاق کئی بار کہا جو کہ مجھے یاد نہیں۔ آیا یہ طلاق واقع ہوگئی یا کچھ گنجائش باقی ہے؟ جواب سے نوازیں مہربانی ہوگی۔ فقط عبدالعزیز، بکرا منڈی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: جب کہ شوہر کے کلام میں عورت کی طرف، طلاق کی نسبت اصلاً نہ تھی کہ تجھ کو یا فلاں کو یا اپنی زوجہ کو فلاں کی بیٹی کو طلاق اور نہ طلاق دینے ہی کا کوئی ذکر زبان پر آیا کہ میں نے ایک، دو، تین طلاق دیں اور نہ ہی عورت کی جانب سے کوئی ایسی بات تھی جس کے جواب میں شوہر کے یہ الفاظ طلاق سمجھے جائیں مثلاً وہ کہتی، کہ میں طلاق چاہتی ہوں اور یہ جواب میں وہ الفاظ کہتا۔ غرض صورت مسئولہ میں نہ صراحۃً طلاق کی نسبت عورت کی جانب ہے اور نہ ایسے قرائن پائے جاتے ہیں جن سے طلاق دینا سمجھا جائے۔ تو اب سارا دارومدار شوہر کی قسم پر رہا اور شوہر قسم کھا کر بیان کرتا ہے کہ اس کی نیت ہرگز طلاق کی نہ تھی تو اب طلاق کا حکم نہیں ہوسکتا۔ عورت بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے۔ ہاں اگر واقعی اس نے نیت کی اور ظاہر نہ کی تو اس کا

وبال اور اپنے اور عورت دونوں کے زنا کا عذاب، شوہر پر ہوگا۔ عورت پر الزام نہیں۔ ہندیہ میں محیط سے ہے لا یقع فی جنس الاضافة اذالم ینو لعدم الاضافة الیها۔ (فتاوی رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

اکراہ شرعی کے معنی

سوال: فقہ کے چاروں اماموں کے مسلک کے مطابق مندرجہ ذیل مسئلہ کا جواب تحریر فرمائیں۔

۱۔ شرعاً جبر کی تعریف کیا ہے؟

۲۔ کیا جبراً یعنی مار پیٹ قتل کرنے کی دھمکی دے کر یا جانی و مالی نقصان پہنچانے کی دھمکی دے کر، طلاق کا خلع حاصل کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

۳۔ اگر شرعاً طلاق یا خلع حاصل کرنا جائز ہو تو چند مستند حوالے بھی تحریر فرمائیں؟

۴۔ طلاق رجعی کتنی مرتبہ طلاق دینے کو کہتے ہیں؟

۵۔ جن صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طلاق رجعی کے بعد عدت کے اندر اپنی بیوی سے حق زوجیت ادا کیا ہے ان کے چند حوالے بمع کتب تحریر فرمائیں؟ ڈاکٹر حسنین، ریاض منزل، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: اکراہ، جسے لوگ جبر کرنا بھی بولتے ہیں اس کے شرعی معنی یہ ہیں کہ کسی کے ساتھ ناحق ایسا فعل کرنا کہ وہ شخص ایسا کام کرے جس کو وہ کرنا نہیں چاہتا۔ مار ڈالنے، عضو کاٹنے یا ضرب شدید، دھمکی، یا ناقابل برداشت جانی و مالی نقصان پہنچانے کی دھمکی، یہ سب اکراہ کی صورتیں ہیں۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ نکاح و طلاق پر اکراہ ہو، یعنی دھمکی دے کر ایجاب قبول کرالیا یا طلاق کے الفاظ زبان سے کہلوائے تو نکاح بھی صحیح ہے اور طلاق بھی۔ ہاں زبان سے الفاظ طلاق نہ کہے صرف تحریر پر دستخط کردئے تو طلاق معتبر نہیں۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ تنویر الابصار میں ہے ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو مکرها۔ اور درمختار میں بحر الرائق سے منقول کہ ان المراد الاکراہ علی تلفظ بالطلاق۔ فلو اکرہ علی ان یکتب طلاق امراته فکتب لا تطلق۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ یعنی طلاق رجعی صرف دو بار تک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ اس سلسلہ میں کسی اور عالم دین سے مراجعت فرمائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

ایک طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمی عبدالرشید ولد محمد صدیق نے گھریلو جھگڑے میں غصہ میں آکر اپنی بیوی مسمات سلمہ کو ایک طلاق دے دی۔ ان الفاظ کو اس طرح ادا کیا'' گھر میں کٹ کٹ ہوتی ہے میں

نے طلاق دے دی۔" چند افراد گھر کے وہاں موجود تھے۔ جن سے شہادت لی گئی ان کے نام یہ ہیں۔ بسم اللہ، مسکین، عبدالواحد، عبدالکریم اور مسمی عبدالرشید سے بھی حلفیہ بیان لیا گیا تو اس نے مذکورہ الفاظ کو ہی بیان کیا۔ اب مسئلہ درپیش ہے کہ طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ کیا دوبارہ میاں بیوی میں رجوع ہوسکتا ہے یا نہیں؟ بینوا، توجروا

سائل عبدالوحید، جٹیا پاڑہ اقبال آباد، پھلیلی پار

۷۸۶ الجواب: مسمی عبدالرشید نے اگر واقعی یہی الفاظ کہے ہیں اور لفظ طلاق ایک ہی بار اپنی بیوی کے حق میں ادا کیا تو اس سے ایک ہی طلاق صریح رجعی واقع ہوئی، شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ **اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمۡسَاکٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِیۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ**۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ربیع الاول شریف ۱۴۰۱ھ

اکراہ شرعی کی حیثیت

سوال: محترمی مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

میں نے مجھے اور میری بیوی کو جان سے مار دینے کی دھمکی کے خوف اور ڈر کی بناء پر ایک اشامپ پر دستخط کردیئے۔ جس کی تحریر سندھی میں لکھی گئی تھی جو میں پڑھ نہ سکا۔ معلوم ہوا کہ طلاق کی تھی پھر مجھے کہا کہ میرے ساتھ گھر چل کر اپنی بیوی کو تین سکے الگ الگ کہہ کر دو۔ میں نے گھر چلنے سے انکار کردیا۔ ان تینوں سکوں کو ایک مرتبہ طلاق دے کر ٹیبل پر رکھ دیا۔ اس طرح ان لوگوں نے (میرے رشتے داروں) میرے گھر جا کر میری بیوی سے بھی دستخط کروا کر تینوں سکے اس کو دیئے اور کہا کہ طلاق ہوگئی۔ میری بیوی حمل سے بھی ہے۔ فتویٰ دیں کہ آیا طلاق اس طرح ہوجاتی ہے یا نہیں؟ ہم دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کو بے پناہ چاہتے ہیں۔ صالح محمد بلوچ، جی. او. آر کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اگر واقعۃً صورت یہی ہے تو یہ اکراہ شرعی ہے جس کے نفاذ پر یہ، ان لوگوں کو قادر بھی جانتا ہے اور اکراہ شرعی کی صورت میں اگر طلاق نامہ پر دستخط کردیئے اور الفاظ طلاق ادا نہ کئے تو طلاق نہ پڑے گی اور زبان سے الفاظ طلاق بیوی کے لئے ادا کردئے تو بے شک طلاق ہوگئی اگرچہ کیسے ہی جبر و اکراہ سے ہو۔ (تنویر الابصار) عورت کا حاملہ ہونا طلاق کو نہیں روک سکتا اور سکوں والی بات فقیر کی سمجھ میں نہ آئی کہ کیا راز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

غیر مدخولہ آدھا مہر پائے گی

سوال: میرا نکاح مسمات نسرین اختر بنت وزیر محمد سے ۲۰ اپریل ۱۹۷۶ء کو ہوا تھا۔ نکاح کے بعد آج تک میری منکوحہ مسمات نسرین اختر بنت وزیر محمد کی رخصتی ان کے والدین نے نہیں کی اور کئی طرح کے الزامات مجھ پر لگائے اور خود ہی طلاق کا مطالبہ کیا۔ میں اور میرے والدین اور دیگر اقرباء میری منکوحہ نسرین اختر کو لینے کے لئے گئے لیکن انھوں نے بھیجنے سے صاف

انکار کردیا اور کہہ کہ طلاق دے دو۔ میری منکوحہ کے والد وزیر محمد نے کونسلر صاحب حلقہ ۴۴ کو ایک درخواست دی کہ میں اپنی لڑکی نسرین اختر کی طلاق لینا چاہتا ہوں۔ لہٰذا ان کے کہنے اور معاملات کے سنگین ہونے کی وجہ سے میں نسرین اختر بنت وزیر محمد کو بخوشی ہوش وحواس خمسہ طلاق دیتا ہوں۔ آج سے میرا اور نسرین کا کوئی واسطہ نہیں رہا۔ زرمہر وزیور جو کہ دو عدد پازیب چاندی کے اور مسمات نسرین اختر کی سونے کی دو عدد کان کی بالی، ایک عدد انگوٹھی یہ زیور وزیر محمد سے مجھ کو دلوایا جائے۔ نسرین اختر نکاح کے بعد آج تک سسرال نہیں آئی ہے۔ مہر کس صورت میں ادا کیا جائے۔ براہ مہربانی فرمائیں کہ علماء دین قرآن و حدیث سے کیا فرماتے ہیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط السائل، مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۸۱ء

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں نسرین پر طلاق پڑگئی دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا اور چونکہ خلوت صحیحہ یعنی رخصتی اور یکجائی عمل میں نہ آئی اس سے نسرین صرف آدھے مہر کی مستحق ہے جس کی ادائیگی شوہر پر لازم ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فنصف مافرضتم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ

گھبراہٹ یا دماغ کی گرمی کا نام جنون نہیں

سوال: ایک شخص عبدالجبار نے اپنی بیوی حاملہ جو کہ دو ماہ کے بعد بچے کی ماں بننے والی تھی صرف معمولی سی بات پر طلاق لکھ کر دی۔ قصور بیوی کا صرف اتنا تھا کہ وہ بچے کو جو کہ تین سال کا تھا مارے جا رہی تھی۔ عبدالجبار بیمار تھا بلڈ یوریا کا مریض اور بعد میں بلڈ پریشر بھی ہوگیا تھا۔ طلاق تین بار لکھی اور ہوش وحواس کے الفاظ بھی لکھے تھے لیکن یہ سب کچھ بلڈ پریشر کی وجہ سے غصہ میں ہوا۔ عبدالجبار نے اس کی تشریح طلاق کے بہت تھوڑے عرصے بعد کردی تھی، ایک ماہ سے بھی پہلے۔ اب وہ دوسرے بچے کی ماں بن چکی ہے۔ بچہ تقریباً چار ماہ کا ہے۔ طلاق کو تقریباً چھ ماہ ہوگئے ہیں۔ عبدالجبار نے ایک ماہ سے پہلے ہی اس کے روکنے کے لئے کوشش شروع کردی۔ اب فتویٰ کا انتظار ہے۔ عبدالجبار کے کلمات یہ ہیں کہ میں نے ذکیہ کو طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! اور میں ہوش وحواس میں ہوں۔ فقط السائل

۷۸۶ الجواب: فقط گھبراہٹ یا دماغ کی گرمی کا نام جنون نہیں اور نہ غصہ، طلاق پڑنے سے مانع اور نہ عورت کا حاملہ ہونا، طلاق کو روک سکتا ہے۔ عورت حاملہ ہو یا نہ ہو، طلاق غصہ میں دی جائے یا پیار میں ہر حال میں پڑجاتی ہے اور از انجا کہ شوہر نے تین بار الفاظ طلاق لکھے تو یقیناً وہ تینوں طلاقیں پڑگئیں۔ ان دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا بلکہ بچہ کی پیدائش کے بعد اس کی عدّت بھی گزر چکی۔ اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو یہ دونوں آپس میں ہرگز، خود، یا خواہ کسی کے دباؤ میں آکر نکاح نہیں کرسکتے۔ یہ حکم قرآن کریم کا ہے۔ یہ فرمان رسول ﷺ کا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ (بقرہ: 230) و قال النبی ﷺ لا حتی تذوقی عسیلته (الحدیث)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

حاملہ کی طلاق، عدت حاملہ، جہیز کی ملکیت کس کے لئے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ
ا۔ اگر عورت حاملہ ہو اور شوہر اس کو تین طلاقیں دے دے تو کیا تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں یا نہیں؟
۲۔ حاملہ کی عدت کتنی ہے۔ کیا عدت کے دوران شوہر نان ونفقہ دینے کا پابند ہے یا نہیں؟
۳۔ وضع حمل کے بعد جو بچی، بچہ ہوگا اگر دودھ پلانے کی مدت تک ماں کے پاس رہے تو عورت کچھ لینے کی حقدار ہے یا کہ نہیں؟
۴۔ اگر کسی لڑکی کی شادی آج سے دس (۱۰) سال پہلے ہوئی ہو اور اس کا حق مہر کل ۳۶۰۰ سو روپے مقرر ہوا ہو جس میں سے مبلغ گیارہ سو روپیہ بصورت زیورات جو پانچ تولہ سونا اور بیس تولہ چاندی کی مقدار ہے۔ اس وقت اس کے بھاؤ کے مطابق مبلغ ۱۱۰۰ سو روپے بنا کر یہ لکھ کر دے دیا ہو کہ یہ ادا کر دئے گئے ہیں۔ اب صرف ۲۵۰۰ سو روپے بقایا رہے ہیں۔ اب شوہر نے طلاق دیتے وقت لڑکی کو صرف ۲۵۰۰ روپے کا ہی چیک دیا ہے۔ باقی جو سامان لڑکی کو والدین کی طرف سے بصورت جہیز یا زیورات دیئے گئے تھے، وہ اور نکاح کے وقت جو پانچ تولہ سونا اور بیس تولہ چاندی جس کی رقم ۱۱۰۰ روپے بنا کر مہر کی شکل میں ادا کر دی گئی تھی۔ یہ سب کے سب زیورات ضبط کر لئے گئے ہیں۔ جب لڑکے سے زیورات کا مطالبہ کیا گیا تو اس نے یہ کہا کہ میں صرف ۱۱۰۰ روپے ہی دوں گا اور کچھ نہیں دوں گا۔ لڑکی نے کہا کہ پانچ تولہ سونا اور بیس تولہ چاندی یہ مہر کی شکل میں ہے یہ میرا ہی حق ہے میں ضرور لوں گی۔ دوسرا والدین نے جو مجھے جہیز اور زیورات دیئے تھے وہ بھی میرا ہی حق ہے۔ اب جبکہ سونا اور چاندی کا بھاؤ بہت تیز ہے اس لئے لڑکا زیورات دینے سے کتراتا ہے۔ آپ سے عرض ہے کہ از روئے شریعت اس مسئلہ کے بارے میں جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔ بینوا، توجروا سائل محمد یوسف ولد علی محمد، ٹنڈو آدم

۷۸۶ الجواب: وقوع طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ حاملہ ہو یا نہ ہو۔ جب طلاق دی جائے گی پڑ جائے گی اور جب تین دی جائیں گے تین واقع ہوں گی۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم
۲۔ عورت حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ **وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ** (طلاق:4)۔ موت خواہ طلاق کے بعد، جس وقت بچہ پیدا ہوگا عدت ختم ہو جائے گی اگرچہ ایک منٹ بعد۔ (جوہرہ نیرہ) اور جس عورت کو طلاق دی گئی ہے بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائے گی۔ (خانیہ) واللہ تعالیٰ اعلم
۳۔ ماں کی پرورش میں بچہ ہو اور شرعاً اسے حق پرورش بھی حاصل ہو تو حق پرورش پائے گی اور دودھ پلانے کی اجرت اور عورت کا نفقہ بھی۔ (درمختار وغیرہ۔) واللہ تعالیٰ اعلم
۴۔ جہیز کہ لڑکی کے والدین اسے دیتے ہیں اور زیورات بھی اس میں شامل ہیں وہ خاص زوجہ کی ملک ہوتا ہے۔ جس میں شوہر کا کوئی حق نہیں۔ طلاق ہوئی تو وہ کل لے گی اور مرگئی تو اس کے ورثہ میں تقسیم ہوگا۔ (درمختار، ردالمحتار) یونہی مہر خاص عورت کا حق ہے۔ خواہ نقد کی شکل میں مقرر کیا گیا ہو یا زیورات کی شکل میں ادا کیا لہٰذا اگر پانچ تولہ سونا اور بیس تولہ چاندی مہر

کی رقم میں ادا کردیئے گئے تھے تو وہ عورت کی ملک ہیں ۔شوہر کا اس میں کوئی حق نہیں ۔ اگر وہ روکے گا تو ظالم قرار پائے گا اور خدا اور رسول کا مجرم ۔عورت اپنا یہ حق بذریعہ کچہری حاصل کرسکتی ہے ۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

طلاق کے جھوٹے اقرار سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے

سوال: ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے اور پانچ چھ سال بعد یہ عیاں ہو جاتی ہے ۔ جب اس نے طلاق دی تھی ۔ تو وہ دونوں میاں بیوی تھے ۔ اس وقت کوئی گواہ نہ تھا ۔ پھر یہ راز کھلا ۔ تو اس کے تقریباً بیس گواہ ہو گئے اور وہ شخص کہنے لگا کہ میں نے طلاق دی ہے اور عورت بھی کہنے لگی ہاں انہوں نے طلاق دی ہے اور وہ کہتا تھا کہ وہ حاملہ تھی ۔ تو وہ کہتی ہے کہ حاملہ تھی اس لئے طلاق نہیں ہوئی ۔ پھر بیس آدمی جمع کر کے اس نے کہا کہ اچھا میں طلاق دیتا ہوں اور وہ عورت اپنے کسی عزیز کے گھر میں عدّت گزارنے لگی ۔ پھر ڈیڑھ ماہ عدّت کرنے کے بعد پھر وہ عورت اپنے شوہر کے گھر چلی گئی اور اس نے رکھ لیا ۔ اب وہ یہ کہتا ہے کہ جس طرح نکاح قبول کیا جاتا ہے کہ فلانی کو تم نے عقد میں قبول کیا ۔ اسی طرح میں نے اس کا نام لے کر یہ طلاق نہیں دی تھی اس لئے طلاق نہیں ہوئی ۔ لہٰذا اب آپ اس کا فتویٰ دیں کہ طلاق ہو گئی یا نہیں ؟

تاج محمد ، لطیف آباد ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** فرض کرلیں کہ اس نے طلاق نہیں دی تب بھی دس بیس لوگوں کے سامنے اس کا جھوٹا اقرار کہ میں نے طلاق دی ہے ۔ خود طلاق ہے ۔ لہٰذا اس وقت اگر طلاق نہ پڑی تھی اور اب لوگوں سے جھوٹ کہتا ہے کہ میں نے طلاق دی تو اب طلاق کا حکم دیا جائے گا ۔ (درمختار وغیرہ) پھر جب اس نے طلاق نہیں دی تھی تو عورت کس چیز کی عدت گزار رہی تھی ۔ عدّت تو طلاق کی ہوتی ہے یا موت کی ۔ بہر حال یہ ثابت ہو جائے کہ اس نے ایک یا دو طلاقیں دی تھیں تو اسے عدت کے اندر ، رجعت کا اور عدت گزرنے پر نکاحِ ثانی کا اختیار تھا اور ہے ۔ اگر اس نے ایسا کیا تو اس پر کوئی الزام نہیں اور اگر عدت گزر گئی پھر بغیر نکاح رکھ لیا تو وہ گناہ ہوا ۔ اب دوبارہ نکاح پڑھا دیں ۔ ہاں اگر گواہوں سے تین طلاقوں کا ثبوت ہو جائے تو اب حلالہ کے بغیر وہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہو گی ۔ قرآن و حدیث کا یہی حکم ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ذی قعد ۱۴۰۱ھ

شوہر کی طرف سے جو زیورات آئے اس کا مالک کون ہے ! لڑکا یا لڑکی ؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ : ایک لڑکی کی شادی کے موقع پر اس کے سسرال والوں نے لڑکی کو کچھ زیورات رواج کے مطابق پہنائے تھے نیز یہ زیورات نہ تو حق مہر میں ہیں ، نہ ہی بخشے گئے اور نہ ہی مالکانہ حقوق کے تحت پہنائے گئے تھے ۔ اب اختلاف کی وجہ سے مذکورہ لڑکی کو اس کے خاوند نے طلاق دے دی ہے ۔ اب مذکورہ زیورات لڑکی کو ملنے چاہئیں ۔ یا ان کے سسرال والوں کو ملنے چاہئیں ؟

نوٹ :۔ لڑکی کا قصور نہیں بلا قصور طلاق دی ہے۔ لڑکی اور سسرال والے اور والدین تینوں فریق رضامند نہیں تھے۔

بقلم خود سیّد غلام محمد قیمص شاہ، مراد آباد شریف، ملتان

۷۸۶ **الجواب**: جو زیور محض شادی کے موقع پر دلہن کو پہنایا جاتا ہے وہ شادی کے بعد سسرالی اپنے قبضے میں لے لیتے ہیں اور دلہن سے واپس لے لیتے ہیں چونکہ متنازعہ فیہ زیورات مسلسل پانچ سال تک دلہن کے پاس رہے جو اس عرصے میں واپس نہیں کیے گئے۔ جو اس بات کا قرینہ ہیں کہ وہ زیورات لڑکی کی ملک میں دیئے گئے تھے جب تک اس کا واضح ثبوت نہ ہو کہ محض رواجاً غیر مالکانہ حقوق۔ کے ساتھ وہ زیورات دیئے گئے تھے وہ لڑکی ہی کی ملک قرار پائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مفتی غلام مصطفیٰ رضوی، ملتان

۷۸۶ **الجواب**: عورت کو جو کچھ کپڑا شوہر کے یہاں سے گیا تھا اس میں رواج دیکھا جائے گا اگر رواج یہ ہو کہ عورت ہی اس کی مالک سمجھی جاتی ہے تو وہ عورت کا ملک ہو گیا، جیسے وہ زیور کپڑا برتن وغیرہ جو عورت کو جہیز میں ملا تھا اس کی ملک خاص عورت ہے اور اگر مالک نہیں سمجھی جاتی ہے تو وہ جس نے چڑھایا تھا وہ اس کا مالک ہے۔ خواہ شوہر کا والد، خود شوہر اور سوال سے بھی یہی صورت ظاہر ہے لہٰذا سائل کے اس بیان رواج کے مطابق عورت اس زیور کی مالک نہیں اس کی واپسی ضروری ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

نکاح ختم کرنے کا اختیار صرف شوہر کو ہے

سوال: بخدمت جناب محترم حضرت قبلہ، مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

ایک عورت جو کہ پانچ وقت کی نماز پڑھتی ہے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتی ہے اور سنی بہشتی زیور اپنے مطالعہ میں رکھتی ہے اور اس کے مسائل کے مطابق اپنی زندگی گزارنا چاہتی ہے۔ مذکورہ عورت کا والد صحیح العقیدہ سنی ہے اور امامت کرتا ہے اور ضروریات مسائل سے واقف ہے وہ بھی یہی چاہتا ہے کہ میری بیٹی شریعت کے مطابق زندگی بسر کرے مگر بدقسمتی سے عورت مذکورہ کا نکاح ایک ایسے شخص سے کر دیا ہے کہ جو بالکل جاہل ہے کہ کلمہ طیبہ بھی صحیح طرح سے نہیں پڑھ سکتا اور نماز وغیرہ باقی ضروریات کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اپنی جہالت کی وجہ سے بہت سی باتیں ایسی کرتا ہے جو کفری کلمات پر مشتمل ہوتی ہیں۔ نہایت ہی ظالم ہے عورت کی بلا وجہ ہی مار پیٹ کرتا ہے۔ سگریٹ اتنے استعمال کرتا ہے کہ ہر وقت اس کے موتھ سے بدبو نکلتی رہتی ہے۔ ان باتوں سے نفرت کی بناء پر عورت ایک سال سے اپنے والدین کے گھر پر رہتی ہے اور اپنے خاوند کے پاس بالکل جانے کو تیار نہیں ہے اور نہ ہی اس کے والدین چاہتے ہیں کہ ہم ایسے شخص کے ساتھ اپنی بیٹی کو آباد کریں اور عورت کا خاوند کسی قیمت پر طلاق دینے کو تیار نہیں اور نہ ہی اس کے والدین اس پر رضامند ہوتے ہیں۔ یہ مختصر باتیں بیان کی گئی ہیں ان کے علاوہ بہت سی باتیں قابل نفرت ہیں مثلاً خاوند کے گھر کے تمام افراد ہی خلاف شرع معاشرے پر عمل کرتے ہیں۔ اب

دریافت کرنے کی باتیں یہ ہیں۔

ا۔ عورت کے والدین عورت مذکورہ کو اپنے پاس رکھنے کی وجہ سے گناہ گار تو نہیں ہو رہے؟

۲۔ ایسے خاوند کے ساتھ آباد نہ ہونا عورت کے لئے باعث گناہ ہے یا نہیں؟

۳۔ ایسی حالت میں جو خاوند مذکورہ بالا کی بیان ہوئی ہے عورت کا نکاح باقی ہے یا نہیں؟

۴۔ ایسے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرنا شرعاً جرم ہے یا نہیں؟

۵۔ اگر خاوند طلاق نہ دے تو اس سے زبردستی طلاق لی جائے یہ طلاق ہو گی یا نہیں؟

۶۔ طلاق نہ دینے کی صورت میں عورت عدالت میں تنسیخ نکاح کا مقدمہ کر کے نکاح تڑوا لے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ عدالت کا توڑا ہوا نکاح شریعت میں بھی ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

۷۔ بالفرض محال عورت کے والدین یا عورت ایسے خاوند کے ساتھ زندگی گزارنے پر رضامند ہو جاتے ہیں اور عورت خاوند کے پاس چلی جاتی ہے تو عورت اور اس کے والدین پر گناہ ہو گا یا نہیں؟

براہ مہربانی شریعت مطہرہ کے مطابق جو صحیح حکم ہو وہ تحریر فرمادیں تاکہ آپ کے فتویٰ کے مطابق عمل کیا جائے۔

چونکہ عورت کے والدین کو برادری کے لوگ مجبور کرتے ہیں کہ تم اپنی بیٹی کو آباد کرو تم کو گناہ ملتا ہے اور عورت کے والدین کہتے ہیں کہ ہم شریعت کے فیصلے کو قبول کریں گے۔ برادری کی خلاف شریعت باتوں پر ہم عمل نہیں کرتے۔

السائل محمد اسحٰق نعیمی نقشبندی گجراتی، امام مسجد ضلع وہاڑی

۷۸۶ الجواب: قرآن کریم کا فیصلہ ہے کہ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ یعنی نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں ہے۔ تو جب تک وہ طلاق نہ دے یا اس کی موت واقع نہ ہو، عورت ہنوز اس کے نکاح میں ہے۔ ہاں عورت اگر سمجھتی ہے کہ شوہر کے ساتھ بحالات موجودہ نباہ نہیں ہو سکتا تو اپنا مہر معاف کر کے یا اپنے پاس سے کچھ مال دے کر اس سے طلاق حاصل کرے۔ اور کسی طرح وہ طلاق نہ دے تو جبراً اس سے طلاق حاصل کی جائے۔ یوں کہ وہ اپنی زبان سے الفاظ طلاق ادا کرے اور کم از کم دو چار مسلمان ان الفاظ کو اپنے کانوں سے سن لیں۔ ساتھ ہی طلاق نامہ پر دستخط کرا لیں تاکہ فتنہ کی جڑ کٹ جائے یا پھر کسی دیندار حاکم وقت کی طرف رجوع ہوں کہ وہ حاکم، شوہر پر جبر کرے کہ عورت کو طلاق دے۔ بہر حال جب تک وہ طلاق نہ دے۔ عورت اس کے نکاح میں ہے اور کسی اور کے لئے اس سے نکاح حلال نہیں۔ قال الله تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۹ ذی قعد ۱۴۰۱ھ

مطلقہ دوسرا نکاح کب کر سکتی ہے؟

سوال: میری بیوی مسمات رانی نے دوسرا نکاح بنام اصغر علی ولد غلام احمد قوم قریشی عمر اندازاً ۴۵ سال سے کیا۔ اب میرا مسمات رانی دختر جلال سے کسی بھی قسم کا کوئی واسطہ نہیں۔ اب میں پھر شریعت محمدی کے مطابق مسمات رانی دختر جلال کو طلاق!

طلاق! طلاق! دیتا ہوں۔ اب مسمات رانی آزاد ہے۔ میں آج کے بعد مسمات رانی اور اصغر علی ولد غلام احمد کے ساتھ کسی بھی قسم کا کوئی جھگڑا فساد نہیں کروں گا اور نہ وہ مجھ سے کریں گے۔ اگر ہم دونوں فریقین میں سے کسی بھی فریق نے جھگڑا فساد کیا تو رد ہوگا اور رد سمجھا جائے گا۔ تینوں بچوں کے ساتھ ان کی ماں رانی اور اصغر علی کا کوئی بھی واسطہ نہیں اور نہ ہوگا باقی مسمات رانی اور اصغر علی شہر پاٹویوں میں آ کر بچوں سے ملاقات کریں گے جس کے لئے میں کوئی رکاوٹ نہیں کروں گا۔ مسمات رانی میرے گھر سے تین کپڑوں کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں لے کر گئی۔ یہ بچوں والا فیصلہ شہر پاٹویوں کے کونسلر رئیس علی نواز خاں مری اور خیام عبد الستار ولد حسن دین دکاندار ٹویوں نے کیا ہے جو ہم دونوں پارٹیوں کو منظور ہے جو کچھ اور لکھا گیا ہے ہم دونوں پارٹیوں کو منظور ہے۔ فقط السائل، اللہ بخش ولد فیض محمد، پاٹویوں

۷۸۶ **الجواب:** شوہر نے جس تاریخ کو طلاق دی ہے اس تاریخ کے بعد جب عورت پر تین حیض گزر جائیں تو اب اس کے لئے جائز ہے کہ کسی بھی مومن مرد مسلمان سے نکاح کر لے۔ لانہ لامانع حینئذ من النکاح۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ

طلاق غصے میں ہی ہوتی ہے

سوال: جناب مفتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید اور اس کی بیوی کے درمیان بچوں کے معاملے میں کچھ شکر رنجی ہوئی اور زید نے جذبات سے بے قابو ہو کر اپنی زبان سے یہ الفاظ ادا کئے کہ میں نے تجھے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! یعنی جو الفاظ اوپر ذکر کئے گئے ہیں یہی اصل الفاظ ہیں لہٰذا مذکورہ الفاظ کی روشنی میں از روئے شرع شریف صحیح فیصلے سے آگاہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ موقع واردات پر زید کا بہنوئی اور زید کا بیٹا موجود تھا۔

السائل محمد سراج الدین واحدی، ۲۲ جمادی الاولیٰ شریف ۱۴۰۱ھ

۷۸۶ **الجواب:** طلاق کا باعث عام طور پر یہی غصہ میں جذبات سے مغلوب ہو جانا ہی ہوتا ہے اور غصہ کی طلاق معتبر اور نافذ ہے۔ نکاح شیشہ ہے اور طلاق پتھر۔ شیشے پر پتھر جان بوجھ کے مارا جائے یا بلا قصد اس پر پڑ جائے، شیشے کا ٹوٹ جانا یقینی ہے۔ یہی حکم طلاق کا ہے کہ راضی خوشی دی جائے تو طلاق اور غصہ وغضب میں دی جائے تو طلاق۔ لہٰذا صورت مذکورہ میں عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور طلاقیں جب تین تک پہنچ جائیں تو حلالہ کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں۔ عورت اس طلاق کی عدت گزارے۔ عدت گزرنے پر پھر کسی اور مرد بالغ سے نکاح کرے اور وہ اس سے ہم بستر بھی ہو۔ پھر وہ طلاق دے یا مر جائے تو اس کی عدت گزار کر، اب پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے ورنہ ہرگز نہیں۔ یہی حکم قرآنی ہے کہ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یہی حکم حدیث نبوی ﷺ ہے کہ لاحتی تذوقی عسیلتہ (الحدیث)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

شوہر طلاق کی تحریر کا اقرار کرتا ہے تو طلاق واقع ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

مسمات نور جہاں بنت حسن ساکن لیاقت اشرف کالونی، حیدرآباد

۱۔ یہ کہ تمہاری شادی میرے ساتھ ۱۹.۵.۱۹۷۳ء کو ہوئی اور بعد شادی میں نے تمہیں اچھی طرح رکھا اور کسی شکایت کا موقع اپنی طرف سے نہ دیا۔

۲۔ یہ کہ تم اور تمہارے والدین عادتاً تمہیں اپنے گھر رکھتے رہے اور یہ چاہا کہ میں گھر داماد بن کر رہوں جیسا کہ میرے والد سراج الدین ولد کریم بخش سے کہا جو کہ تمہارے والدین کے ساتھ رہتے ہیں۔

۳۔ یہ کہ گزشتہ عید پر میں عید کی نماز پڑھنے گیا تو تم میرے تین بچوں کے ساتھ اپنے والدین کے گھر چلی گئیں اور میرے بھائی چاند خان کے ساتھ واپس نہیں آئیں۔

۴۔ یہ کہ تمہارے والدین نے تمہیں استعمال کیا خلاف شرع اور دور تر مقصد کے لئے۔

۵۔ یہ کہ یہ پہلی بار ایسا نہیں ہوا بلکہ کئی بار تم ایسا کر چکی اور بڑی مشکلات رہیں تمہیں واپس لانے کے لئے۔

۶۔ یہ کہ جون ۱۹۷۶ء میں بھی تمہارے والدین نے کوشش کی کہ تمہیں میری مرضی کے خلاف اپنے گھر لے جائیں۔ جیسا کہ تم نے اپنے والدین کے گھر سے ۱۵.۶.۱۹۷۶ء دستاویز بھیجی جو کہ پانچویں ایکسٹرا جوائنٹ سول جج اور پی. سی. ایم حیدرآباد سے مصدقہ ہوئی ۱۶.۶.۱۹۷۶ء۔

۷۔ یہ کہ کپڑے دیگر سامان اور ۵۰۰ روپیہ کی رقم تمہارے والدین کی طرف ہے جیسا کہ ۱۵.۶.۱۹۷۶ء کی تحریر میں درج ہے۔

۸۔ یہ کہ میرے تین بچے جو کہ آپ لے گئیں اب تک آپ کے پاس ہیں اور باوجود میری کئی مرتبہ درخواست کے ان بچوں کو واپس نہیں کیا گیا۔

۹۔ یہ کہ تم اپنے والدین کے ہاتھوں میں کھلونا بنی ہوئی ہو وہ جیسا چاہتے ہیں تم ویسا ہی کرتی ہو میری مرضی کے خلاف اور میرے بچوں کی زندگی تباہ کر رہی ہو۔

۱۰۔ یہ کہ میں واضح کرتا ہوں کہ تمہارے (ڈیکلریشن) وضاحت کا ذکر ہے، جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے اور جو مصدقہ ہے پانچویں ایکسٹرا جوائنٹ سول جج حیدرآباد سے، تم میرے بچوں کی زندگی سے کھیل رہی ہو۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ تمہیں طلاق دینے کے علاوہ دوسرا کوئی راستہ موجود نہیں موجودہ صورت حال کے تحت اس لئے میں یہاں تمہیں تین بار طلاق کا اعلان کرتا ہوں اور کہتا ہوں میرے تین بچوں کو جو تمہاری سپردگی میں ہیں واپس کر دو۔ جملہ اسباب کپڑے۔ اس اطلاع کی وصولیابی سے تین دن کے اندر اندر۔ تمہارا وفادار، محمد قاسم

۷۸۶ **الجواب:** شوہر نے جو کچھ لکھا اس سے اسے انکار نہیں بلکہ اقرار ہے کہ ہاں وہ میری تحریر ہے بلکہ دوسروں لوگوں اور اپنی نئی سسرال والوں سے اس نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق نامہ دے دیا ہے اور یہ خود بھی اپنی جگہ طلاق دینے کا اقرار کرتا ہے۔ بلکہ اگر وہ طلاق نہ دیتا اور لوگوں سے جھوٹ موٹ کہتا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے تب بھی وہ طلاق شرعاً واقع ہو جاتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) لہٰذا صورت مسئولہ میں جبکہ شوہر اپنی بیوی کو تین طلاق دینے کا اعلان کر رہا ہے تو عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت بحرمت مغلظہ اپنے شوہر پر حرام ہوگئی۔ ایسی کہ بغیر حلالہ محض نکاح سے بھی، اس کی زوجیت میں نہیں آسکتی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ (بقرہ:230) و قال النبی ﷺ لاحتیٰ تذوقی عسیلتہ (الحدیث)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ر رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

''طلاق دے رہا ہوں'' سے تو طلاق ہو جائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو جن الفاظ میں تحریراً طلاق دی ہے۔ یہ تحریراً طلاق نامہ داتا دربار لاہور کے جامع مسجد کے خطیب و امام صاحب کو دکھایا گیا۔ جس پر آپ نے زبانی ارشاد فرمایا کہ جب تک تم اپنی بیوی کے سامنے تین بار طلاق زبان سے نہ دو گے اس وقت تک طلاق نہیں ہوتی۔ یاد رہے کہ زید نے یہ طلاق نامہ اپنی بیوی کی غیرموجودگی میں دیا۔ یعنی یہ ایک گھر میں تھے اور بیوی دوسرے گھر میں تھی۔ لے جانے والے نے طلاق نامہ زید کی بیوی کو دیا زید کی بیوی برابر والے گھر میں موجود تھی وہاں سے فوراً ہی تحریراً جواب دیا زید نے جواب پڑھے بغیر ہی واپس حیدرآباد آنے کا پروگرام بنالیا اور آتے وقت داتا دربار میں حاضری کے غرض سے گئے اور وہاں کے امام و خطیب مسجد سے یہ مسئلہ حل کرنے کی درخواست کی مگر آپ نے زبانی فتویٰ دیا کہ طلاق اس طرح نہیں ہوتی۔ وجہ معلوم کی گئی تو فرمایا کہ زید نے تحریر کیا ہے کہ ''طلاق دے رہا ہوں'' کچھ لوگ کہتے ہیں کہ طلاق ہوگئی اور کچھ کہتے ہیں کہ نہیں ہوئی۔

مہربانی فرما کر اس مسئلہ کو حل فرما کر ہمیں صحیح راستے پر چلنے کی ہدایت فرمائیں امید ہے کہ اس مسئلہ کو قرآن و حدیث سے حل فرمائیں گے۔ فقط آپ کا خدمت گزار، عبدالوہاب بریلوی اہلسنت والجماعت، امریکن کوارٹر، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** شوہر نے خود فقیر کے روبرو یہ اقرار کیا ہے کہ یہ تحریر میری ہی ہے اور میرا منشاء بیوی کو طلاق دینا ہی تھا اس لئے کہ میں غصے کی حالت میں تھا۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں وہ لفظ کہ میں ''طلاق دے رہا ہوں'' بمعنیٰ ''طلاق دیتا ہوں'' ہے اور ان الفاظ سے ایک طلاق رجعی پڑ جاتی ہے۔ عدت کے دوران، شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے اور عدت گزر جانے پر نکاح ثانی کا۔ بشرطیکہ اس نے کوئی اور لفظ طلاق کا مونہہ سے نہ نکالا ہو۔ قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

ایک طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمی عبدالغنی ولد مولا بخش نے اپنی دختر مسمات حلیمہ کا نکاح نابالغ عمری میں مسمی عبدالحکیم ولد محمد یامین کے ساتھ کر دیا تھا۔لڑکی کے بالغ ہونے تک دونوں فریقین میں اختلافات پیدا ہو گئے اور نوبت طلاق تک پہنچی۔دونوں فریقین نے (لڑکے اور لڑکی کے والدین) گواہوں کی موجودگی میں فیصلہ کر کے لکھ لیا جس کی نقل منسلک ہے۔فیصلہ کے وقت لڑکا عبدالحکیم موجود نہیں تھا وہ اس وقت اپنی دوکان پر تھا۔لڑکے کے بڑے بھائی نے دوکان پر جاکر عبدالحکیم سے طلاق نامہ لکھوا کر لا کر دے دیا۔اس وقت موجود لوگوں میں سے کسی نے بھی اس بات پر غور نہیں کیا کہ لڑکے نے کیا لکھا ہے تمام حاضرین اس خوش فہمی میں مبتلا رہے کہ طلاق نامہ لکھا گیا ہے اور طلاق ہوگئی۔بعد میں لڑکی کے والد نے چند رشتہ داروں کو طلاق نامہ دکھایا تو ان کا کہنا ہے کہ طلاق تین نہیں ہوئی کیوں کہ طلاق نامہ میں ایک طلاق دینے کا ذکر کا ہے تین دفعہ نہیں۔بعد ازیں لڑکے کے والدین سے رجوع کیا گیا تو ان کا کہنا ہے کہ ہمیں جو کچھ لکھ کر دینا تھا وہ ہم نے دے دیا۔مزید کچھ لکھ کر دینے کے لئے تیار نہیں۔علاوہ ازیں طلاق نامہ پر لفظ طلاق کو تین مرتبہ لکھ کر دینے کے لئے لڑکے کا والد چند شرائط رکھتا ہے جو لڑکی قبول نہیں کرتی۔براہ کرم طلاق نامہ اور فیصلہ پر غور فرما کر صحیح صورت اور حکم شرعی سے آگاہ فرمائیں۔

فقط بقلم خود عبدالغنی ولد مولا بخش

۷۸۶ **الجواب:** ایک طلاق بھی طلاق ہے بلکہ عند الشرع یہی مطلوب وسنت کے مطابق ہے۔البتہ اس میں حلالہ کی ضرورت نہیں۔عدت کے اندر رجعت اور بعد عدت نکاح کے بعد دونوں زن وشوہر کی مانند رہ سکتے ہیں۔صورت مذکورہ میں عدت گزرنے پر دونوں نکاح کر سکتے ہیں اور عدت کے اندر رجعت۔قال اللہ تعالیٰ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

تحریری طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمی نور محمد نے اپنی زوجہ کے باپ کو خط میں یہ لکھا ہے کہ میری طرف سے آپ کی لڑکی شکیلہ بی بی کو طلاق ہے۔کیا اس تحریر کی رو سے مسمی نور محمد کی زوجہ شکیلہ بی بی کو طلاق ہوگئی یا نہیں؟

سائل نور محمد، پولیس لائن، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** سوال کے ساتھ شوہر کا جو خط منسلک ہے اس میں صاف صاف تحریر ہے کہ "میری طرف سے آپ کی لڑکی شکیلہ بی بی کو طلاق"۔یہ الفاظ تین بار لکھے گئے ہیں اور شک نہیں کہ جب طلاق تین تک پہنچ جائے تو عورت اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے جب تک حلالہ نہ ہو اور حلالہ کے بعد اس سے دوبارہ نکاح جائز ہے۔قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ، و قال النبی ﷺ لا حتی تذوقی عسیلتہ (الحدیث)۔حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عورت اس طلاق کی عدت گزرنے پر کسی اور سے نکاح کرے اور وہ دوسرا مرد اس سے ہم بستر ہو۔پھر وہ طلاق دے یا

مرجائے پھر بہر حال اس کی عدّت گزارے۔ اب عدّت گزر جانے پر، یہ عورت پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے ورنہ ہرگز نہیں، خواہ ہنسی خوشی اور باہمی رضامندی سے، یا کسی کے جبر اکراہ اور دباؤ دھونس سے بہر صورت دوبارہ نکاح، حلالہ کے بغیر حلال نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم　　العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

تحریری طلاق کب موثر ہوتی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: جبکہ شوہر نے طلاق نہیں دی بلکہ چند آدمیوں نے زوجہ کی طرف سے طلاق کا بیان لکھ کر، اپنے دستخط ثبت کئے اور مشہور کر دیا کہ فلاں نے فلاں کو طلاق دے دی۔ علاوہ زوجہ کے شوہر کے نہ تو دستخط ہیں اور نہ انگشت نشان، امید ہے کہ شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں گے۔

فقط لال شاہ ولد ولی شاہ، مہاجر کالونی

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں دو باتوں میں سے ایک کا پایا جانا ضروری ہے، یا تو شوہر اس بات کا اقرار کرے کہ یہ تحریر میں نے لکھی ہے یا لکھوائی اور اسے سن کر اس پر دستخط کئے یا نشانِ انگوٹھا ثبت کیا۔ غرضیکہ وہ اقرار طلاق کرے۔ یا پھر شوہر انکار کرتا ہے تو شرعی گواہ پیش کئے جائیں اور وہ گواہی دیں۔ اگر ان گواہوں میں دو مرد، یا ایک مرد، دو عورتیں ثقہ، عادل، دیندار، نماز روزہ کے پابند اور سچے ہوں اور وہ یہ گواہی دیں کہ شوہر نے ہمارے سامنے اپنی بیوی کو طلاق دی اور ہم نے اپنے کانوں سے الفاظ طلاق سنے تو طلاق کا حکم دیا جائے گا اور شوہر کا انکار معتبر نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

طلاق بائن کے بعد تجدید نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص بنام غلام حیدر نے اپنی بیوی رخسانہ کو کچھ باہمی تنازعہ کی بناء پر اپنے گھر سے یہ کہہ کر نکال دیا تھا کہ اب میرا تمہارے سے کوئی واسطہ نہیں۔ نیز غلام حیدر نے اپنے کچھ دوستوں کو جو کہ اس کو سمجھانے گئے تھے ان کے سامنے بھی یہی الفاظ ادا کئے تھے مگر اس نے دونوں دفعہ لفظ طلاق استعمال نہیں کیا تھا۔ لہٰذا اب ہمیں ازروئے شریعت بتایا جائے کہ ایسی صورت میں عورت مذکورہ کو طلاق واقع ہوئی ہے یا نہیں؟

فقط عبد الکریم ولد محمود خان، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: اس صورت میں طلاق بائن ہوتی ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ دوبارہ ساتھ رہنا چاہیں تو تجدید نکاح ہوگا اور مہر دوبارہ مقرر ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

وقوع طلاق میں عورت کی جانب کوئی شرط نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کے مطالبہ سے تنگ آ کر

اسے تین طلاقیں دے دیں۔ طلاق کے بعد معلوم ہوا کہ عورت حاملہ تھی۔ آیا حمل کی صورت میں طلاق پڑتی ہے یا نہیں؟ اب بیوی دوبارہ اپنے شوہر کے پاس آنا چاہتی ہے وہ آسکتی ہے یا نہیں؟ بینوا، توجروا خدا بخش، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں تو عورت سابق شوہر کے لئے، بے حلالہ کسی طرح حلال نہیں ہوسکتی۔ حکم قرآنی ہے فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ اور وقوع طلاق میں، عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ بالغہ ہو یا نابالغہ، حاملہ ہو یا غیر حاملہ، جب اسے طلاق دی جائے گی واقع ہوجائے گی اور صورت مذکورہ میں چونکہ شوہر نے تین طلاقیں دی ہیں اس لئے رجعت کا یا دونوں کا میاں بیوی کی طرح رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ خواہ لڑکی اصرار کرے یا برادری والے دباؤ ڈالیں۔ وہ تو حرام ہوچکی، اب حلالہ کے بغیر اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

نشہ میں طلاق ہوجاتی ہے/ عورت کو تین طلاق کا یقین ہو اور شوہر منکر ہو تو عورت کیا کرے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی زوجہ کو نشہ کی حالت میں تین طلاقیں دیں جبکہ زید کی تمام رات نشہ کی حالت میں گزری اور صبح نشہ ختم ہوگیا اور ہوش میں آیا تو زید نے اپنی بیوی کو خرچ کے لئے پیسے دینا چاہے تو بیوی نے انکار کردیا اور کہا کہ رات کو آپ نے مجھے تین مرتبہ طلاق دے دی۔ میں نے اس بات کو سن کر یہ کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی مگر اس نے پھر کہا کہ تم نشہ میں تھے اور نشہ کی حالت میں تین طلاقیں دی ہیں۔ میں نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے تمہیں طلاق نہیں دی تو پھر اس نے مجھ سے خرچ کے پیسے لے لئے۔ آیا! اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

سائل محمد عاشق، حسین آباد، گدو، حیدرآباد

۷۸۷ الجواب: اس میں کوئی شک نہیں کہ نشہ والے نے، حالت نشہ میں طلاق دی تو طلاق واقع ہوجائے گی کہ یہ عاقل کے حکم میں ہے۔ اب یہ نشہ خواہ شراب کا ہو یا بھنگ، افیون، چرس، کسی نشہ آور شے کا (درمختار، عالمگیری) لیکن یہ حکم اس وقت ہے جبکہ شوہر خود اس کا اقرار کرے یا کم از کم دو شرعی گواہوں سے یہ بات ثابت ہوجائے کہ شوہر نے طلاق دی ہے۔ تنہا عورت کا قول یہاں معتبر نہیں۔ گواہ درکار ہیں اور وہ یہاں موجود نہیں تو طلاق کا حکم بھی نہیں دیا جائے گا۔ البتہ عورت کو اگر یقین ہے کہ اس نے مجھے طلاقیں دی ہیں تو اس پر فرض ہے کہ جس طرح بن پڑے اس سے بھاگے۔ اپنے پر اسے قابو نہ دے۔ یا پھر اعلانیہ طلاق حاصل کرے۔ اگرچہ اپنا مہر یا کچھ اور مال اپنے پاس سے دے کر۔ طلاق لئے بغیر اسے کہیں اور نکاح کا حق نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم کہ وہی حقیقت حال سے واقف ہے۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

حاملہ عورت کو طلاق ہوجاتی ہے

سوال: جناب مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

جناب عالی گذارش عرض یہ ہے کہ: لڑکا اپنی بیوی کو مار کر یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ جا طلاق دی! طلاق دی! یہ الفاظ کہتا ہوا چلا گیا۔ اب علماء سے یہ التماس ہے کہ اس مسئلے کو سامنے رکھتے ہوئے غور کیا جائے اور لڑکے کی بیوی تقریباً تین چار ماہ کی حاملہ ہے اور میں یہ بیان حلفیہ دے رہا ہوں اور ایک گواہ موجود تھا وہ یہ کہتا ہے کہ دو دفعہ طلاق کا نام لے کر چلا گیا۔

عمر دین ولد لال محمد، نواب شاہ

۸۶۔ الجواب: نہ شوہر کو تین طلاقوں کا اقرار ہے، نہ کسی گواہ کی گواہی سے تین طلاقوں کا ثبوت ملتا ہے اور جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ شوہر نے دو مرتبہ طلاق کے الفاظ ادا کیے۔ تو حکم شرعی انہیں الفاظ پر دیا جائے گا کہ دو طلاقیں رجعی عورت پر پڑ گئیں۔ لہٰذا شوہر کو عدت میں رجعت کا اور عدت کے بعد نکاح ثانی کا اختیار ہے۔ حلالہ کی یہاں حاجت نہیں اور عورت کا حاملہ ہونا وقوع طلاق سے نہیں روکتا۔ طلاق بہر حال واقع ہو جاتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

غیر مدخولہ مطلقہ دوسری شادی فوراً کر سکتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی شادی تو ہو گئی لیکن رخصتی نہیں ہوئی اور جب رخصتی نہیں ہوئی تو ہم بستری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ زید کی عمر تقریباً سترہ اٹھارہ سال ہے زید نے اپنی سسرال خط لکھا، جس کا مضمون مندرجہ ذیل ہے کہ

''خالہ السلام علیکم

آپ بدچلن ہیں تو یقیناً آپ کی بیٹی بھی بدچلن ہو گی اس لئے مجھے یہ رشتہ نامنظور ہے میں اسے طلاق دیتا ہوں، تین دفعہ طلاق دیتا ہوں برائے مہربانی آپ بھی طلاق دے دیں اگر آپ نے طلاق نہیں دی تو میں بہت برا پیش آؤں گا میں آگے بھی جیلوں کا مونہہ دیکھ چکا ہوں اگر آپ نے تھوڑا بھی قدم اٹھایا تو دیوار بن کے کھڑا ہو جاؤں گا۔ میں تمہیں دس دن دے رہا ہوں دس دن کے اندر اندر میری بہن کو طلاق دے دی جائے اور دس دن کے اندر اندر مجھے مل جانا چاہئے ورنہ تم اپنے بیٹے کا آسرا چھوڑ دو، دس دن کے بعد میں لاڑکانہ آؤں گا پھر مجھ سے جو ہو گا وہ کروں گا۔''

یہ زید کے خط کا مضمون ہے۔ لڑکے کے وارث یعنی بھائی اور باپ نے سنا تو زید کو ڈانٹا اور دھمکایا اور منت کی تو زید نے کہا اگر میرے خط سے قرآن و حدیث کی روشنی میں طلاق نہیں ہوئی تو رخصتی کر کے لے آؤں گا اور اپنے گھر میں رکھوں گا اس بات کو مدنظر رکھا جائے کہ زید نے وطی نہیں کی ہے لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ قرآن و حدیث و فقہ کی رو سے بتائیں کہ زید کی بیوی کو اس طرح سے طلاق ہو گئی یا نہیں؟ بقلم خود محمد یوسف

۸۷۔ الجواب: زید جبکہ اپنی منکوحہ کو کسی ہیر پھیر کے بغیر تین طلاقیں دے چکا تو تینوں طلاقیں عورت پر پڑ گئیں۔ ان دونوں کے مابین زوجیت کے تعلقات ختم ہو گئے۔ اب حلالہ کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں اور چونکہ رخصتی نہیں ہوئی اور خلوت صحیحہ

وقوع میں نہیں آئی لہٰذا ان طلاقوں کی عدّت عورت پر نہیں وہ جب چاہے دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ، و قال اللہ تعالیٰ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ (احزاب:49)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ

طلاق نامہ پر دستخط کر دیے طلاق ہو گئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو مجبوری کے تحت کاغذ پر لکھ کر بھیجا کہ میری طلاق تجھے ہو! میری طلاق تجھے ہو! میری طلاق تجھے ہو! گواہوں کے سامنے مگر جس وقت تحریر شدہ طلاق نامہ عورت کے پاس پہنچا عورت نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔کیا اس عورت کو طلاق واقع ہو گئی یا نہیں۔اس خاوند کے پاس رہ سکتی ہے یا نہیں؟بینوا، توجروا السائل۔یار محمد، مدار چند گوٹھ تالاب نمبر ۳، حیدرآباد

۷۸۶الجواب: طلاق نامہ لکھ لیا گیا۔شوہر نے خود لکھا اور لکھ کر اس پر دستخط کیے۔پھر گواہوں نے اپنے دستخط ثبت کر دیے تو اب عورت کے رد کرنے سے کیا ہوتا ہے۔وہ لاکھ رد کرے طلاقیں پڑ گئیں اور چونکہ تین طلاقیں دی گئی ہیں اس لئے حلالہ کے بغیر، یہ عورت اب اس شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی۔اگرچہ کسی کے دباؤ میں آ کر، یا باہمی رضامندی سے یہ دوسرا نکاح بھی آپس میں کرلیں۔قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ

مضمون طلاق پر واقف ہوا اور دستخط کر دیے، طلاق ہو گئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمی محمد یونس نے اپنی بیوی کو بذریعہ ڈاک طلاق بھیجی ہے۔طلاق میں ایک ہی وقت میں تین مرتبہ طلاق کا لفظ دہرایا ہے اور بیچ میں کوئی وقفہ نہیں چھوڑا۔کیا طلاق مکمل ہو گئی۔یا ابھی بھی کوئی گنجائش باقی ہے۔تین طلاقوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ غلام نبی، شاہ لطیف آباد نمبر ۹، حیدرآباد

۷۸۶الجواب: اگر طلاق نامہ مسمی محمد یونس نے لکھوایا، اور پھر خود اس لکھے ہوئے کو سن کر یا پڑھ کر، غرض اس کے مضمون سے واقف ہو کر دستخط کر دیے یا خود لکھا اور اس پر دستخط کیے اور اسے اس کا اقرار بھی ہے تو بے شک تینوں طلاقیں پڑ گئیں اور اب بغیر حلالہ وہ عورت اس کے لئے حلال نہ رہی۔قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ

حلالہ کی تکمیل کے بعد شوہر اول سے نکاح جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک بالغ عورت جو کہ چار بچوں کی ماں بھی ہے۔اس نے اپنے والدین کے کہنے میں آ کر اپنے شوہر سے طلاق طلب کی، جس پر اس کے شوہر نے اسے تین بار لفظ طلاق! استعمال کرتے ہوئے طلاق دے دی مگر کچھ عرصہ گزرنے کے بعد اس عورت کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اس عورت نے اپنے سابقہ شوہر سے

دوبارہ شادی کے لئے، دوسرے شخص سے شادی بغرض حلالہ کرلی اور اس دوسرے شخص نے حلالہ کی حد مکمل کرنے کے بعد اسے طلاق دے دی اور وہ عورت اپنے سابقہ شوہر سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ اس لئے جناب والا سے عرض ہے کہ از روئے شریعت ہمیں یہ تحریری طور پر بتایا جائے کہ اس عورت کا یہ فعل کیا از روئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟

محمد حسنین، رشی گھاٹ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: شوہر اول کے طلاق دینے کے بعد عورت نے عدت گزار کر، دوسرے مرد سے نکاح کیا اور اس مرد نے اس سے ہم بستری بھی کی پھر اس نے طلاق دے دی اور اس طلاق کی بھی عدت گزر گئی تو بے شک عورت اب پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کرسکتی ہے کہ تین طلاقوں کے بعد، حلالہ ضروری تھا وہ عمل میں آچکا تو نکاح کرنا بھی حلال ہو گیا۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

طلاق دیتا ہوں! صریح طلاق ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

بیان مسمی عبدالحق ولد عبدالقادر

عرصہ چھ سال ہوا۔ میرا نکاح مسماۃ آمنہ بنت بشیر احمد سے ہوا تھا۔ اس چھ سال کے عرصہ میں مسماۃ آمنہ کا رویہ قطعی درست نہ رہا اور اس طرح ہمارے تعلقات ابھی تک کشیدہ ہیں۔ ہماری کوئی اولاد بھی نہیں۔ مسماۃ آمنہ اپنی مرضی سے اپنے گھر چلی جاتی ہے۔ تقریباً اڑھائی سال قبل وہ بغیر میری اور میری ماں کی اجازت کے چلی گئی اور پھر نہ آئی اور نہ ہی میں اسے بلانا چاہتا ہوں چونکہ مسماۃ آمنہ کے والد مسمی بشیر احمد اپنی بیٹی کو طلاق دلوانا چاہتے ہیں تو میں بھی مسماۃ آمنہ کو طلاق دیتا ہوں۔ مندرجہ بالا بیان مجھے پڑھ کر سنایا گیا، سمجھایا گیا اور ان بیانات کی تصدیق کرتے ہوئے بلا جبر و تشدد نشان انگوٹھا لگاتا ہوں اور دستخط عبدالحق۔

گواہ:۔ ۱۔ مسماۃ زبیدہ بیوہ عبدالقادر ۲۔ محمد جمیل شیخ ۳۔ محمد اقبال ۴۔ نظام الدین

۷۸۶ الجواب: مذکورہ بالا الفاظ کہ "میں بھی مسماۃ آمنہ کو طلاق دیتا ہوں" صریح طلاق کے الفاظ ہیں اور چونکہ اس کے ساتھ کوئی عدد مذکور نہیں لہٰذا اس سے ایک طلاق رجعی پڑ گئی۔ عدت کے دوران، شوہر کو رجعت یعنی اسے اپنے نکاح میں باقی رکھنے کا اختیار ہے اور طلاق کی عدت یعنی تین حیض گزر جائیں تو دوبارہ نکاح کرنا ہوگا۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ قرآن عظیم میں ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ (الآیۃ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ

نان ونفقہ کا اسٹامپ سمجھ کر طلاق نامہ پر دستخط کر دیئے تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی شادی مسماۃ زاہدہ سے عرصہ سات ماہ قبل ہوئی۔ مسماۃ زاہدہ

اپنے شوہر کے ہمراہ تین چار یوم بعد رخصتی رہی اور کچھ عرصہ بعد تین چار یوم دوبارہ رہی بعدہ، اس کے والدین نے مسماۃ کو اپنے پاس روک لیا اور اس کے شوہر کے بار بار اصرار کرنے کے باوجود بھی نہیں بھیجا۔ زید جاہل ہے اور لکھنا پڑھنا قطعی نہیں جانتا۔ مسماۃ کے والدین نے زید سے کہا کہ نان ونفقہ کا کاغذ لکھ کر دو تب ہم لڑکی کو تمہارے ساتھ بھیج دیں گے اور زید نے نان ونفقہ کے کاغذ پر جو اسٹامپ پر تھا دستخط کر دئے۔ اب لڑکی کے والدین کہتے ہیں کہ لڑکی کو طلاق ہوگئی ہے جبکہ زید نے اس کو طلاق نہیں دی۔ محمد سعید ولد محمد منیر مرحوم، گجراتی پاڑہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: سچ اور جھوٹ کا حال اللہ خوب جانتا ہے۔ یہ حلال وحرام اور قبر وحشر کا معاملہ ہے بناوٹ سے نہ حلال حرام ہوگا نہ حرام حلال ہو جائے گا۔ نہ اللہ کے یہاں بناوٹ کام دے گی۔ جو دلوں کی چھپی باتیں جانتا ہے۔ اگر واقع میں زید نے کوئی طلاق نہیں دی۔ نہ زبان سے الفاظ طلاق ادا کئے اور نہ اسے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس کاغذ میں کیا لکھا ہوا ہے اور نان نفقہ کا کاغذ سمجھ کر دستخط کر دئے تو طلاق واقع نہ ہوئی۔ وہ بدستور اس کے نکاح میں ہے۔ کسی اور کو اس سے نکاح حلال نہ ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ

مہر معاف کرنے کا مسئلہ

سوال: میں مسمی خورشید عالم ولد عبداللطیف اپنی بیوی رخسانہ بیگم ولد علاؤ الدین کو آپس میں نااتفاقی کی وجہ اور گھریلو حالات کی بناء پر آج مورخہ ۱۲۔۱۔۱۹۸۱ء کو طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! اور طلاق کے بعد رخسانہ بیگم میری کسی چیز کی حقدار نہ ہوگی اور نہ ہی وہ کسی قسم کا کوئی دعویٰ کرے گی، یہ کاروائی ہم دونوں آپس میں طے کر چکے ہیں کہ مہر کی رقم کے بدلے اپنے دو بچے رخسانہ بیگم کے حوالے کرتا ہوں لیکن یہ طے پا چکا ہے کہ اگر رخسانہ بیگم دوسری شادی کرے گی تو اس صورت میں یہ دونوں بچے مجھے واپس کر دے گی۔ بچے کی واپسی کی صورت میں نہ تو کسی قسم کی رقم طلب کی جائے گی اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی ڈیمانڈ قابل قبول ہوگا اور نہ ہی مہر کی رقم طلب کر سکتی ہے اور میں خورشید عالم اپنے ہوش وحواس کی برقراری میں اس کاغذ پر دستخط کر رہا ہوں۔ خورشید عالم

۷۸۶ الجواب: طلاق دینے میں شوہر مختار ہے اور وہ اپنے اختیار کو کام میں لا کر، اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے چکا تو عورت اس پر بحرمت مغلظہ حرام ہو چکی۔ اب بغیر حلالہ اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ یہی حکم ہے قرآن وحدیث کا کہ **فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ** اور لا حتی تذوقی عسیلتہ۔ اور مہر خالص عورت کا حق تھا جسے وہ معاف کر چکی تو شوہر اس سے بری الذمہ ہوا اور عورت، بچے کے غیر محرم سے نکاح کرے تو حق پرورش یوں بھی ختم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

خلع کی تعریف، عدّت میں نکاح حرام

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ کیا جبراً خلع لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ کیا بکر کی بیوی کا یہ دوسرا نکاح شرعاً جائز تصور کیا جائے گا۔ جبکہ بکر نے عدت کے اندر اندر جبراً خلع کو کینسل کرانے کا کیس عدالت عالیہ میں داخل کر دیا ہو اور عدالت عالیہ نے بکر کے جبراً خلع کے کیس کا فیصلہ بھی نہ کیا ہو اور بکر کی بیوی نے اپنا دوسرا نکاح کر لیا ہو؟

۳۔ کیا بکر کی بیوی شرعاً زنا کی مرتکب ہوتی ہے یا نہیں ہوتی ہے؟ جبکہ بکر کی بیوی کا دوسرا نکاح شرعاً ناجائز تصور کیا جائے؟

ڈاکٹر نجم الدین، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مرد کا اپنی منکوحہ سے کچھ مال لے کر، اس مال کے عوض نکاح زائل کرنے یا طلاق دے دینے کا نام خلع ہے۔ اگر ایسا ہی وقوع میں آیا کہ شوہر نے مال کے بدلے میں عورت کو طلاق دے دی تو بے شک طلاق واقع ہوگئی اگرچہ الفاظ طلاق، کی زبان سے ادائیگی پر اس مرد کو مجبور کیا گیا ہو۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ عدت میں نکاح حرام قطعی ہے بلکہ نکاح تو بڑی چیز ہے، قرآن عظیم نے عدت میں نکاح کے صریح پیام کو بھی حرام فرمایا۔ بلکہ عدت گزرنے پر نکاح کر لینے کے وعدہ کو بھی حرام فرمایا۔ صاف ارشاد فرمایا وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ (بقرہ:235)۔ یعنی (جب تک عدت پوری نہ ہو نکاح کا قصد بھی نہ کرو) علماء کرام فرماتے ہیں کہ اگر نکاح کرنے والے کو وقت نکاح معلوم تھا کہ عورت ہنوز عدت میں ہے۔ یہ جان بھی کر اس سے نکاح کر لیا وہ زنائے محض ہے۔ مولی تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔ (فتاوی رضویہ) یہ دونوں فوراً ایک دوسرے سے، عذاب آخرت سے ڈر کر جدا ہو جائیں اور خود جدا نہ ہوں تو بااثر دیندار مسلمان انہیں ایک دوسرے سے علیحدگی پر مجبور کریں اور ان سے قطع تعلق کر لیں۔ ورنہ اس پر راضی رہنا، عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

جہیز۔ مہر۔ نفقہ۔ پرورش

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

میری لڑکی کو عرصہ تین ماہ طلاق دئے ہوئے ہو گئے مگر اب تک اس کا حق مہر، اور جہیز اور دو تولہ سونا ۵۰۰۰ روپیہ حق مہر، تین ماہ جو عدت میں گزرا، اس کا خرچہ اور ڈیڑھ سال کی لڑکی جو اس کے پاس ہے اس کے خرچہ کا قرآن اور سنت کی روشنی میں یہ فیصلہ کر کے بتایا جائے کہ لڑکی کن کن چیزوں کی حقدار ہے۔ جو کہ خدائی فیصلہ ہے اور آپ برائے نوازش خداوند قدوس کی طرف سے ان حالات و دنیاوی ضرورتوں کی رہنمائی اور سچ وحق و باطل کا فیصلہ کرنے پر مقرر ہیں جو جوابداری خداوند کریم کی طرف سے آپ کو سونپی گئی ہے تو مہربانی فرما کر اپنا فیصلہ دیں گے تو ہم بہت شکر گزار ہوں گے۔

فقط السائل: محمد عمر قادری ولد محمد منیر، معرفت مولانا سید محمد علی رضوی، نور مسجد پنجرہ پول، حیدرآباد

۷۸۲ الجواب: وہ زیور واسباب اور سامان جہیز جو کہ عورت اپنے جہیز میں لائی، خاص عورت کی ملکیت ہے۔ جس میں شوہر یا اس کے سسرال والوں کا کچھ حق نہیں۔ طلاق ہوئی کُل لے گی اور مرگئی تو اس کے ورثہ پر تقسیم ہوگا۔ ردالمحتار میں ہے
کل احد یعلم ان الجھاز للمرءۃ اذا طلقھا تاخذہ کلہ واذا ماتت یورث عنھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جتنا مہر ذمہ شوہر ثابت ہے، طلاق کی صورت میں (جبکہ رخصتی عمل میں آچکی اور زن وشوہر باہم یکجا ہو چکے،) عورت اپنا پورا پورا مہر پائے گی۔ خواہ وہ نقد رقم کی صورت میں ہو یا چاندی سونے کی شکل میں اور سونا چاندی مہر میں دینا قرار پایا تھا اور شوہر اس کی قیمت دینا چاہے تو اسی روز کا بازاری نرخ معتبر ہوگا جس دن ادا کرے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جس عورت کو طلاق دی گئی ہے بہرحال عدت کے اندر نفقہ پائے گی لیکن جو عورت بے اجازت شوہر، گھر سے چلی جایا کرتی ہے اس بناء پر اسے طلاق دی تو عدت کا نفقہ نہیں پائے گی۔ ہاں اگر بعد طلاق شوہر کے گھر میں رہی اور باہر جانا چھوڑ دیا تو پائے گی (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ بچہ ماں کی پرورش میں ہے لیکن عورت نہ اس کے باپ کے نکاح میں ہے، نہ عدت میں، تو حق پرورش بھی لے سکتی ہے اور دودھ پلانے کی اجرت اور بچہ کا نان ونفقہ بھی۔ اگر بچہ کا مال نہ ہو تو اس کے باپ دادا وغیرہ یہ سب اخراجات برداشت کریں گے۔ (ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

صریح الفاظ طلاق میں نیت کا اعتبار نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میں مسمی عبدالصمد ولد الحاج عبدالواحد شیخ، مندرجہ بالا حقائق حلفیہ بیان کرتا ہوں۔ برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں فتوی صادر فرمائیں۔

میری والدہ اور میری بیوی اکثر و بیشتر ایک دوسرے کی شکایت کرتی رہتی ہیں جبکہ میں اپنی ڈیوٹی سے تھکا ہوا آتا تھا۔ اس لئے میں نے دونوں سے کئی بار کہا کہ اپنے مسائل خود ہی حل کرو اور مجھ سے ایک دوسرے کی شکایت نہ کیا کرو لیکن یہ نہیں مانتی تھیں۔ اسی طرح ایک دن میری والدہ نے مجھ سے میری بیوی کی شکایت کی جو کہ حاملہ تھی اور میکے گئی ہوئی تھی۔ اس وجہ سے میں والدہ پر کافی ناراض ہوا میں نے سوچا والدہ کو ایسی بات کہوں کہ جس سے وہ نصیحت لیں اور اس خوف سے آئندہ میری بیوی کی شکایت نہ کریں کہ کہیں میں کوئی سخت قدم نہ اٹھاؤں۔ میں نے غصے میں کہا کہ میں قصہ ہی پاک کئے دیتا ہوں میں نے افشاں کو طلاق دی! میں نے اسے طلاق دی! میں نے طلاق دی! میرا بیوی سے کوئی اختلاف نہیں تھا۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے مطمئن تھے۔ میں اس کے بعد بھی اس سے تنہائی میں ملتا رہا گو از دواجی تعلقات اس خوف سے قائم نہ کئے کہ کہیں وہ میرے نکاح سے نکل نہ گئی ہو۔ اور مجھے علم نہیں تھا کہ اس بات کے نتائج میری بیوی کے لئے خطرناک نکل سکتے ہیں یا اس طرح ہم ایک دوسرے سے الگ بھی ہو سکتے ہیں۔ اور میں بیوی سے ناراض نہیں تھا، نہ ہی اسے طلاق دینے کا ارادہ تھا اور

نہ ہی خیال تھا کہ اس طرح تین طلاقیں پڑسکتی ہیں۔ مقصد والدہ کو تنبیہ کرنا تھا کہ وہ آئندہ اس کی شکایت نہ کریں۔ اور بیوی حاملہ تھی اور میکے میں تھی سامنے موجود نہ تھی اس واقعہ کے چار ماہ بعد بچی تولد ہوئی۔ اور میں شدید غصہ کی حالت میں تھا اور ان الفاظ کی ادائیگی کے وقت بیٹھے سے کھڑا ہو گیا تھا۔ اور مخاطب میری والدہ تھیں اور کمرہ میں کوئی دوسرا موجود نہیں تھا لیکن بعد میں وہ بتانے سے قاصر رہیں کہ میں نے طلاق کے الفاظ کتنی بار استعمال کئے۔ براہ مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں جلد از جلد فتویٰ صادر فرمائیں کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟ فقط عبدالصمد ولد عبدالواحد، شاہی بازار کوٹری، ضلع دادو، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مذکورہ میں تین طلاقیں ہوگئیں کہ صریح الفاظ میں نیت معتبر نہیں۔ اب عورت بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ اور غصہ مانع طلاق نہیں بلکہ اکثر وہی طلاق پر آمادہ کرتا ہے۔ یوں ہی عورت کا حاملہ ہونا وقوع طلاق کو مانع نہیں اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ عورت وہاں موجود ہو۔ بلکہ اگر تنہائی میں طلاق دی اور شوہر کو اس کا اقرار ہے تب بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ (عالمگیری، درمختار، فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

طلاق کے لئے عورت کا سامنے ہونا ضروری نہیں ہے

سوال: ایک شخص نے بحالت غصہ بوقت جھگڑا اپنی منکوحہ سے درج ذیل الفاظ کہے (بغیر نام لئے اپنی بیوی کا) کہ طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! اب دی میں نے تجھے طلاق! لہٰذا براہ کرم فتویٰ صادر فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

اصغر افضل حسین، عقب پولیس اسٹیشن پھلیلی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: طلاق کے لئے نہ عورت کا وہاں موجود ہونا ضروری، نہ عورت کا نام لے کر طلاق دینا لازم۔ نہ زبان سے یہ کہنا ضروری کہ میں نے اپنی زوجہ کو یا دختر فلاں کو طلاق دی۔ بلکہ قرائن و حالات بتاتے ہوں کہ اس کا مقصد اپنی بیوی کو طلاق دینا تھا تو اگرچہ نسبت و اضافت نہ ہو، عورت پر طلاق پڑ جائے گی۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت اپنے شوہر پر حرام ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ، نہ یہ دونوں، میاں بیوی کی طرح رہ سکتے ہیں اور نہ نکاح جدید کے بعد شوہر اس کو اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے۔ حلالہ شرط ہے اور صاف صاف قرآن کا حکم۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ، وقال النبی ﷺ لا حتی تذوقی عسیلتہ (الحدیث) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ شوال المکرم ۱۴۰۲ھ

نکاح ثانی کب درست ہے؟

سوال: زید نے اپنی بیوی کو گواہوں کے روبرو ۱۹۸۲-۴-۱۷ء کو طلاق دے دی۔ زید کی بیوی کے ماں باپ نے بکر کے ساتھ نکاح کی تاریخ ۱۹۸۲-۸-۲۸ طے کر دی مگر عین وقت پر مقامی قاضی نے نکاح پڑھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ طلاق کی عدت پوری نہیں ہوئی اور یہ نکاح نہیں ہو سکتا مگر زید کی بیوی کے ماں باپ نے بکر کو اور دوسرے لوگوں کو دوسرے شہر لے

جا کر ۲۸.۶.۸۲ء ہی کی رات کو بکر سے نکاح کروا دیا۔آیا! یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا فرماتے ہیں علماء دین بکر اور اس کے نکاح کے شرکاء کے بارے میں؟ فقط السائل، عبدالکریم

۷۸۶ **الجواب:** طلاق و نکاح ثانی کی درمیانی مدت میں اگر عورت کو تین حیض آ گئے تو نکاح ثانی جائز و درست ہوا اور اگر وہ حاملہ تھی یا اسے تین حیض نہ آئے تھے تو یہ نکاح حرام ہوا۔ ان دونوں پر لازم ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اور آخرت کے عذاب سے ڈریں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ یعنی (طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رہیں) یعنی اس دوران میں نکاح کر لینا انہیں حلال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۹ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

طلاق رجعی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص عبدالقیوم ولد بہادر نے اپنی زوجہ مسماۃ زرینہ حاملہ کو ایک شخص حافظ عبدالرحمٰن ولد عبدالرحیم کی موجودگی میں یہ کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی اور اس کے روبرو لکھ کر بھی طلاق دی جس میں ایک لفظ طلاق کا موجود ہے اور اس معاملہ میں دوسرا بھی ایک شاہد عبدالرحمٰن بن محمد ہے، جس کا بھی یہی بیان ہے۔ براہ کرم اس مسئلہ میں یہ بتائیں کہ یہ عورت اس کے نکاح میں آ سکتی ہے یا نہیں؟ اگر آتی ہے تو کس صورت میں؟ فقط السائل، عبدالقیوم

۷۸۶ **الجواب:** اگر واقعۃً تیسری طلاق دینے کی نوبت نہیں آئی بلکہ شوہر نے ایک بلکہ دو مرتبہ صاف صریح الفاظ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو یہ طلاق، طلاق رجعی ہے۔ جس میں شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ (بقرہ:229)۔ دونوں کے مابین نکاح باقی ہے بشرطیکہ عدت نہ گزری ہو اور عدت گزر چکی ہو تو اب دوبارہ نکاح ضروری ہے۔ حلالہ کی البتہ حاجت نہیں۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

تجھے طلاق دے دوں گا! سے طلاق نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو یہ کہہ کر کہ اگر تو میری اجازت کے بغیر اپنے والدین کے یہاں گئی تو تجھے طلاق دوں گا! اور تجھے طلاق دوں گا! صرف طلاق کا لفظ اس نے دو مرتبہ کہا ہے۔ اس کے بعد اس کی بیوی اس کی اجازت کے بغیر اپنے والدین کے یہاں چلی گئی تو اس کے کہنے سے کونسی طلاق واقع ہوئی۔ اس واقعہ کو سترہ سال گزر چکے ہیں اور لڑکی حاملہ تھی۔ براہ کرم اس مسئلہ کو حل فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

منجانب: عبدالقادر، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** "تجھے طلاق دوں گا" یہ ارادۂ طلاق ہے۔ طلاق نہیں۔ خواہ دس مرتبہ کہے یا دو تین مرتبہ۔ ہاں اگر اس کے بعد ایسا لفظ کہا جس سے کہ فی الفور طلاق واقع ہو جاتی ہے تو ان الفاظ پر حکم شرعی دیا جائے گا۔ بہر حال ابھی عورت اس کے

نکاح میں باقی ہے۔اسے گھر لاکر، میاں بیوی کی طرح پیار و محبت سے رہیں اور عورت کی اچھی عادتوں پر نظر رکھیں۔صرف برائیاں نہ دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

کسی کے اصرار پر طلاق، اکراہ شرعی نہیں

سوال: بخدمت جناب محترم مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی گذارش عرض یہ ہے کہ

ایک عدد سرکاری اسٹامپ پر جس میں طلاق نامہ تحریر کروایا گیا تھا میں نے خوف و ڈر کی وجہ سے اس پر اپنے دستخط کردیے۔آپ سے التجا کرتا ہوں کہ براہ کرم اس پر روشنی ڈالیں کہ آیا! اس طرح طلاق ہوسکتی ہے یا نہیں؟ میں بہت سخت پریشان ہوں۔خدارا مجھے اس پریشانی سے نجات دلائیں مجھے اپنی بیوی سے بہت محبت ہے۔امید ہے کہ آپ مجھے اس پریشانی سے نجات دلائیں گے۔ فقط السائل، عبدالرحمٰن ملک

۷۸۶ الجواب: محض کسی کے اصرار یا دباؤ کو مجبوری نہیں کہا جاتا۔ہاں اگر جبر و اکراہ شرعی ہو مثلاً طلاق نامہ پر دستخط لینے والے نے اسے قتل کرنے یا کسی عضو کے کاٹ دینے یا ہاتھ پاؤں وغیرہ توڑ ڈالنے کی دھمکی دی اور یہ شخص جانتا ہے کہ اگر میں نے اس کی بات نہ مانی تو وہ جو کہہ رہا ہے کر بیٹھے گا اور اس کی زندگی دوبھر کردے گا تو یہ ضرور شرعی جبر و اکراہ کی صورت ہے اور ایسی صورت میں طلاق کے الفاظ اگر زبان سے کہہ دیے تو کیسا ہی جبر و اکراہ ہو، جب زبان سے طلاق دے دی طلاق پڑ جائے گی۔اور اگر ایسے جبر و اکراہ کی صورت نہ تھی اور طلاق نامہ کے مضمون پر واقف ہو کر، محض معمولی دھمکی یا دباؤ میں آکر دستخط کردے تب بھی طلاق پڑگئی۔ بالجملہ اکراہ شرعی کی صورت میں اگر زبان سے طلاق نہ دی صرف طلاق نامہ پر دستخط کردئے تو طلاق نہ پڑی ورنہ پڑگئی۔(فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

لکھی ہوئی طلاق پر دستخط کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ تم میری بیوی کو طلاق نامہ لکھدو چنانچہ اس نے اس کے کہنے کے بموجب طلاق نامہ لکھ دیا۔اس طلاق نامہ کو پڑھ کر شوہر نے اس پر دستخط کردے۔اب دوسرے لوگوں نے اس شوہر کو سمجھایا کہ تم اپنی زبان سے ابھی کوئی لفظ طلاق کا ادا نہ کرو۔طلاق نامہ اگر وہ لوگ لے لیں تو دونوں کے گواہوں کے سامنے طلاق کا لفظ ادا کردینا۔ ورنہ دوسری صورت دیکھی جائے گی۔اب اس طلاق نامہ کو لے کر دونوں گواہ اس شخص کی بیوی کے پاس گئے اور اس کو طلاق نامہ دیا اور کہا کہ تمہیں شوہر نے طلاق دے دی ہے لیکن بیوی نے کہا کہ طلاق اس صورت میں نہیں ہوتی اور طلاق نامہ لینے سے انکار کردیا۔دریافت یہ ہے کہ عورت کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

فقط طارق محمود، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: طلاق خود تحریر کرنا یا دوسرے کے لکھے ہوئے کو پڑھ کر یا سن کر اپنے دستخط کر دینا ایک ہے۔ اصل چیز مضمون پر مطلع ہونا ہے بلکہ جب شوہر نے کاتب سے کہا کہ دستبرداری کی تحریر لکھ دو اور اس نے تین طلاقیں لکھدیں اور شوہر نے اسے پڑھ کر عورت کے پاس بھیج دیا۔ اپنی زبان سے الفاظ طلاق ادا نہ کئے، تب بھی تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت کا طلاق نامہ قبول نہ کرنا، طلاق کو واقع ہونے سے نہیں روک سکتا۔ وہ لاکھ انکار کرے، طلاقیں تو پڑ گئیں۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

رجوع کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مجھے راستے میں چند دوستوں نے شراب پلائی اس کے بعد میں گھر پہنچا تو دیکھا کہ میری بیوی کا ہمسایوں سے بچوں کے بارے میں جھگڑا ہو رہا ہے تو اس پر میں نے اپنی بیوی کو ڈانٹا اور کہا کہ مت بولو، اس نے مجھ سے کہا کہ تم خاموش رہو اور بچوں کے بارے میں کچھ نہ بولو، بچوں پر میرا حق ہے میں بولوں گی۔ اس بات پر مجھے غصہ آیا اور میں نے دو مرتبہ اپنی بیوی سے یہ الفاظ کہے تجھے طلاق! طلاق! اور یہ الفاظ کہتے وقت میں کچھ ہوش میں نہ تھا اور محلہ کی عورتیں بھی اس پر گواہ ہیں کہ میں نے یہ الفاظ دو مرتبہ ہی ادا کیے ہیں۔ آیا ان الفاظ سے طلاق ہوگئی ہے یا نہیں؟ اور اگر ہوگئی تو مجھے کیا کرنا چاہئے؟ شرعی فیصلہ سے آگاہ فرمائیں۔ السائل مظہر علی، پرانا پاور ہاؤس، حیدر آباد

۷۸۷ الجواب: سچ اور جھوٹ کا حال اللہ جانتا ہے۔ یہ حلال وحرام وقبر وحشر کا معاملہ ہے۔ بناوٹ سے حرام حلال نہ ہو جائے گا۔ نہ اللہ تعالیٰ کے یہاں بناوٹ کام دے گی جو دلوں کی چھپی باتیں جانتا ہے۔ اگر واقع میں اس نے تین طلاقیں نہیں دیں اور نہ شوہر کو تین طلاقوں کا اقرار ہے اور نہ کوئی اور گواہ تیسری طلاق دینے کا بیان کرتا ہے تو یہ شوہر اس عورت سے رجعت کر سکتا ہے یعنی لوگوں کے روبرو اتنا کہدے کہ میں نے تجھے اپنے نکاح میں واپس لیا۔ اب وہ بدستور اس کی زوجہ رہے گی اگر پہلے کبھی ایک طلاق نہ دے چکا ہو۔ ورنہ ایک وہ اور دو یہ مل کر تین ہوگئیں۔ عورت نکاح سے نکل گئی۔ حلالہ کی ضرورت ہوگی۔ یوں ہی اگر پہلے طلاق نہ دی تھی یہ دو دی ہیں تو آئندہ جب کبھی ایک طلاق دے گا، عورت حلالہ کے بغیر اس کے نکاح میں نہ آسکے گی۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

کیا صرف آواز پر گواہی معتبر ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین درمیان اس مسئلہ کہ: میاں کہتا ہے اپنے سر پر قرآن اٹھا کر کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق نہیں دی۔ بی بی کہتی ہے کہ مجھے طلاق دی ہے۔ ایسی صورت میں برادری کے لوگوں نے چار ثالث مقرر کئے اور میاں بیوی جہاں پر مقیم تھے وہاں جائے واردات پر ثالث گئے اور وہاں کے لوگوں سے تحقیقات کی اور معلومات کی ان کے ہمسایوں سے جو کہ چٹائیوں کی جھونپڑی میں مقیم ہیں۔ ان کے ایک پڑوسی صاحب نے کہا کہ ہم نے اپنی جھگی جو کہ چٹائی سے بنی ہوئی ہے

وہاں سے لڑکے کی آواز سنی اور یہ الفاظ سنے کہ طلاق دی! تین دفعہ اندر سے آواز سنی طلاق دے دی! دو دفعہ باہر سے آواز سنی طلاق دے دی! اسی قسم کا بیان مذکورہ شخص کی بیوی کا ہے۔ یہ صرف دو گواہ ہیں ایک مرد اور ایک عورت ہے۔ جھگڑے کے بعد پندرہ دنوں تک دونوں میاں بیوی اپنی جھگی میں ساتھ رہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں فتوی دے کر شکریہ کا موقع دیں۔ فقط السائل امام الدین

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جن لوگوں کو بطور گواہ پیش کیا جا رہا ہے شرعاً ان کی گواہی معتبر نہیں۔ اولاً کہ نصاب شہادت کامل نہیں یعنی دو ثقہ قابل اعتبار، پابند شرع، مرد گواہی نہیں دے سکے۔ پھر ان کی گواہی محض شناخت آواز پر ہے۔ شوہر اپنے گھر میں اور یہ اپنے گھر میں اور محض شناخت آواز پر شہادت نہیں۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ) اب نہ رہی مگر شوہر اور بیوی کی قسم۔ تو ایسے حالات میں مرد کی قسم معتبر ہے۔ عورت کی قسم فضول ہے۔ لہٰذا جب گواہ موجود نہیں کہ ان کی گواہی شرعاً مقبول ہوتی ہے اور مرد کو اقرار نہیں، تو طلاق ہرگز ثابت نہ ہوگی۔ ہاں اگر واقعی میں طلاق دے دی ہے اور جھوٹ بول کر انکار کرتا ہے تو اس کا وبال اور سخت عذاب اس پر ہے اور عورت اگر خوب جانتی ہے کہ اس نے طلاق دے دی تھی تو اگر وہ ایک یا دو دفعہ صاف و صریح الفاظ میں دی تھی تو وہ طلاق رجعی ہے اور شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے اور اگر بائن دی تھی یعنی ایسے الفاظ جو طلاق کے لئے مخصوص نہیں لیکن اس نے بہ نیت طلاق کہے تو عورت کو اس سے کہنا چاہئے کہ اگر تو نے طلاق نہیں دی، تو نہ سہی۔ از سر نو نکاح میں کیا حرج ہے اور مرد کو چاہئے کہ دوبارہ نکاح کرے اور اگر عورت کو یقین ہے کہ وہ تین طلاقیں دے چکا ہے تو جس طرح ممکن ہو اس سے نجات حاصل کرے۔ اپنا مہر وغیرہ چھوڑنے کے بدلے اس سے طلاق مل سکے تو یوں لے اور یہ بات ممکن نہ ہو تو عذاب اس پر رہے گا۔ جبتک یہ خود اس کے پاس جانے کی رغبت نہ کرے گی۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

طلاق کے متنازعہ الفاظ پر حکم

سوال: جناب محترم مفتی صاحب عرض یہ ہے کہ

۱۔ میں نے غصے میں ایک مرتبہ رات کو اور دو مرتبہ دن میں اپنی بیوی کو کہا تھا کہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔ برعکس اس کے میری بیوی کہتی ہے کہ ایک مرتبہ رات اور دو مرتبہ دن میں کہا تھا کہ میں تمہیں طلاق دیتا ہوں جبکہ مجھے کامل یقین ہے اور اس میں کسی شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ میں نے اس کو کہا تھا کہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔ لہٰذا برائے مہربانی فتوی جاری کیا جائے کہ آیا! طلاق ہوئی یا نہیں؟

۲۔ جب میں تیسرے دن اپنی بیوی سے ملنے گیا تو وہاں میرے سسر صاحب نے مجھے اپنی بیوی سے ملنے نہیں دیا اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تم نے میری بیٹی کو طلاقیں دے دی ہیں۔ کیوں کہ اس وقت میں شک میں تھا آیا! طلاق ہوئی یا نہیں۔ اس لئے میں نے کہا کہ "آپ نے جو کچھ سنا صحیح سنا" اب میری ساس صاحبہ فرماتی ہیں کہ اگر تم نے اس وقت طلاق نہیں دی تھی، تو پھر

اس وقت طلاق ہوگئی تھی جب تم نے کہا تھا کہ آپ نے جو کچھ سنا صحیح سنا۔ لہٰذا آپ سے مئودبانہ گزارش ہے کہ اس سلسلے میں فتویٰ جاری کیا جائے۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ محمد صلاح الدین انصاری

۷۸۶ الجواب: ''میں طلاق دے دوں گا'' یہ الفاظ، طلاق پر نہیں، ارادۂ طلاق پر دلالت صریحہ کرتے ہیں اور ارادۂ طلاق، طلاق نہیں اور تنہا عورت کا قول معتبر نہیں۔ تو دونوں کے مابین نکاح باقی ہے۔ البتہ شوہر کا بعد میں اپنے خسر سے یہ کہنا کہ ''آپ نے جو کچھ سنا صحیح سنا'' قابل غور ہے کہ اس سے طلاق پڑی یا نہیں۔ لیکن غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ قول، اقرار طلاق نہیں جبکہ شوہر کو یقین ہے کہ اس نے طلاق نہیں دی۔ صرف یہ کہا تھا کہ ''طلاق دے دوں گا'' ہاں اگر ان الفاظ کی ادائیگی کے وقت اس نے طلاق کی نیت کر لی تو اب وقوع طلاق میں کوئی شبہہ نہیں اور عورت کو اگر یقین ہے کہ شوہر نے اسے تین طلاقیں دے دی ہیں تو جس طرح بن پڑے اسے اپنے اوپر قابو نہ دے۔ اپنا مہر وغیرہ چھوڑنے کے بدلے اس سے طلاق مل سکے تو یوں طلاق لے لے اور یہ ممکن نہ ہو تو عذاب اس شوہر پر رہے گا جبتک یہ خود اس کے پاس جانے کی رغبت نہ کرے گی۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

طلاق حالت حیض میں، گناہ ہے مگر ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمی سید ضامن علی حسنی نے اپنی زوجہ کی ایذا رسانی سے تنگ آ کر تین طلاق تحریری خود اپنے دستخط طلاق نامہ پر ثبت کر کے اور گواہان کی گواہی کر کے ایک گواہ کو وکیل بنا کر اپنی زوجہ تک پہنچا دی۔ اس وقت زوجہ اپنے والد کے مکان پر گئی ہوئی تھی۔ زبانی طلاق دینے کے الفاظ ادا نہیں کئے اور تحریری پرچہ بھیجتے وقت یہ الفاظ بھی ادا کئے کہ یہ طلاق مشروط ہے، اس امر پر کہ یہ طلاق نامہ جب بیوی تک پہنچے گا اور وکیل عورت کے جذبات کا ردعمل میرے سامنے ظاہر کرے گا، اس وقت زبان سے لفظ طلاق ادا کروں گا۔ اس صورت حال پر اس سے بیشتر علمائے کرام سے فتویٰ لیا گیا کہ کیا ایسی صورت میں طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ علمائے کرام کا بالاتفاق یہ فیصلہ ملا کہ طلاق واقع ہو چکی ہے۔ اس پر طلاق دہندہ آمنا وصدقنا کہنے پر دل سے تیار ہے مگر زوجہ کے خاندان نے اس امر کا انکشاف کیا کہ یہ طلاق حیض کے ایام میں دی گئی ہے اور قابل رجعت ہے۔ اب امر دریافت یہ ہے کہ

۱۔ طلاق قابل رجعت کس کو کہتے ہیں؟ اس کی وضاحت فرما دیں۔

۲۔ قابل رجعت طلاق میں رجوع کس طرح کیا جائے گا؟ کیا نکاح کی مکرر ضرورت ہوگی؟

۳۔ حیض کے ایام میں طلاق دینے کا شوہر کو بھی اعتراف ہے کیا طلاق ہو جاتی ہے؟ تفصیلی فتویٰ عطا فرما کر مشکور فرمائیں۔

نیازمند سید ساجد علی حسن، ہیرآباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: ۱۔ طلاق رجعی یعنی صریح الفاظ میں ایک یا دو بار طلاق، قابل رجعت ہے۔ شوہر کو نکاح جدید کئے بغیر، اپنی زوجیت میں لانے کا حق ہے۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اپنے قول سے کہ میں نے اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں واپس لیا، یا فعل سے مثلاً اس سے صحبت وغیرہ، قول سے رجعت مسنون ہے۔ البتہ اس پر گواہ بنالینا چاہئے۔ ورنہ رجعت مکروہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے کہ کلام الٰہی فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ (طلاق:1) کی نافرمانی ہے۔ مگر دے گا تو ضرور ہو جائے گی اور یہ گناہ گار رہے گا۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

طلاق رجعی

سوال: منیر خاں ولد محبوب خان نے اپنے ہوش وحواس میں اپنی بیوی مسمات شمشاد بیگم کو طلاق دے دی اور گواہ محمد فاروق، توصیف خان، اور محمد مناف کے سامنے طلاق کا اقرار کیا ہے۔ فقط السائل، منیر خاں

۷۸۶ **الجواب:** شوہر کو اگر اس تحریر کا اقرار ہے تو تحریر کی رو سے عورت پر صریح ایک طلاق رجعی پڑی۔ شوہر کو عدت کے دوران رجعت کا، اور عدت کے بعد دوبارہ نکاح کرنے کا اختیار ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

طلاق کا شرعی طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ:

ا۔ حکم کی نافرمان بیوی، ۲۔ حکم کی نافرمان اولاد، ۳۔ لڑکے اور لڑکیاں۔

میری شادی عرصہ انیس سال ہوا ہوئی تھی مگر میری بیوی ہمیشہ میرے حکم کی نافرمانی اور ضد کی بناء پر کسی عزیز رشتہ دار سے ملنا پسند نہیں کرتی اور ہمیشہ لڑائی اور جھگڑے کو ترجیح دیتی ہے اور اسی بناء پر میری دختر صاحبان نہیں ملنا چاہتی ہیں۔ اللہ و رسول ﷺ کے حکم کے مطابق تحریر فرمائیں کہ مجھ کو کیا کرنا چاہئے؟ فقط والسلام السائل عبد الرشید انصاری، کوٹری

۷۸۶ **الجواب:** جہاں تک بن پڑے عورت کے ساتھ نیک برتاؤ کرو۔ اور اس کی دلجوئی اور اسے خوش کر کے اپنی اطاعت و فرمانبرداری پر لانا اور اس کی کم خلقی اور بری عادتوں پر صبر کرنا چاہئے اور اصلاح ناممکن ہو تو عورت کو طلاق دے سکتا ہے مگر ایک طلاق رجعی سے زیادہ دینا گناہ ہے۔ فقط ایک بار اس سے کہے کہ میں نے تجھے طلاق دی۔ اس میں دونوں کا بھلا ہے۔ اب بھی عورت راہ راست پر نہ آئے تو پھر عدت کے دوران ایک طلاق دے پھر بھی بات نہ بنے تو اب تیسری کا دروازہ کھلا ہے اور امید کہ پہلی، دوسری بار طلاق میں عورت راہ راست پر آ جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

طلاق رجعی، گھر میں تصویر کا حکم

سوال: ا۔ کوئی شوہر بیوی کو ایک مرتبہ طلاق دے اور اس کے دل میں یہ ہو کہ طلاق تین دفعہ دینے سے ہوتی ہے اور وہ ایک

مرتبہ طلاق دے کر بعد میں یہ سوچے کہ طلاق نہیں ہوئی ہے۔ اس کے لئے کیا حکم شرعی ہے؟

۲۔ تصویر گھر پر لگانا ٹھیک ہے یا نہیں؟ ہاں گھر میں رکھنا بھی ٹھیک ہے یا نہیں اس کے لئے کیا حکم ہے؟ فقط السائل

۷۸۱ الجواب: اگر شوہر نے ایک طلاق دی ہے تو یہ رجعی ہوئی اس کا یہ حکم ہے کہ جب چاہے اپنی بیوی سے رجوع کر سکتا ہے نکاح جدید یا حلالہ کی یہاں ضرورت نہیں۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

اور تصویر کا گھر میں رکھنا اگر ضرورتاً ہو تو رکھ سکتا ہے اگر محض شوقیہ ہو تو اس میں ضروری ہے کہ تکریم سے نہ رکھے کہ یہ تصویر کا اعزاز ہوگا ہاں کہیں گھر میں پڑی ہیں حرج نہیں۔ رہا تصویر بنانا و بنوانا وہ بہر حال حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

مضمون طلاق پر دستخط

سوال: طلاق نامہ کے اسٹامپ پر دستخط کرنے سے طلاق ہوئی یا نہیں؟ صرف طلاق کہہ دینے سے طلاق بغیر نام لئے ہوتی ہے یا کہ نہیں؟ غیر موجودگی میں بھی ہوتی ہے؟ سائل صالح محمد بلوچ

۷۸۲ الجواب: اسٹامپ پڑھ کر یا سن کر یا اس کے مضمون پر واقف ہو کر دستخط کر دئے یا انگوٹھا لگا دیا تو وہ ایسا ہی ہے جیسا خود لکھا چنانچہ طلاق نامہ کے مضمون پر واقف ہو کر دستخط کر دیئے تو یہ شرعاً معتبر ہیں اور طلاق عورت پر واقع، اس کے مضمون کے مطابق خواہ ایک یا زیادہ۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

اگر کسی طور پر یہ نہ سمجھا جا سکے کہ طلاق کسے دی جا رہی ہے تو بے شک عورت پر طلاق نہ پڑے گی اور اگر نام لئے بغیر اس کی طرف اشارہ کر کے طلاق دی یا قرائن و حالات بتاتے ہیں کہ عورت یعنی زوجہ ہی مراد ہے تو بے شک طلاق پڑ جائے گی۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

طلاق کے بارے میں تحقیق ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکی جس کو طلاق دئے ہوئے تقریباً چار سال چھ مہینے کا عرصہ ہوا۔ طلاق لڑکے نے تحریری طور پر نہیں دی تھی بلکہ زبانی طور پر دی تھی جس کے گواہ موجود ہیں۔ لڑکی کا والد نہایت غریب ہے اور لڑکے کے خاص رشتہ دار ہیں۔ لڑکی کا والد عرصہ چار سال سے اسی مذکورہ لڑکے پر زور دیتا رہا ہے کہ لڑکی کو لے جاؤ یا ہمیں تحریر لکھ دو لیکن لڑکے والوں نے کچھ توجہ نہیں دی لڑکی کے والد نے اب کونسلر پنچائیت کو درخواست دی کہ میری لڑکی کا کوئی فیصلہ کیا جائے۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ کونسلر نے صلح و صفائی کے نام پر لڑکے پر زور دیا کہ لڑکی کو واپس لے جاؤ۔ لڑکا طوعاً و کرہاً لڑکی کو واپس اپنے گھر لے آیا ایک رات اپنے پاس رکھا اور صبح کو وہ لڑکی کو کراچی لے جانا چاہتا تھا کہ لڑکی نے صاف انکار کر دیا کراچی جانے سے۔ اس لئے کہ پنچائیت اور کونسلر اور لڑکی کے والد نے شرط لازم کی تھی کہ لڑکی میر پور خاص میں رہے گی۔ لڑکا

جہاں چاہے رکھے لیکن کراچی نہیں لے جائے گا۔ جب لڑکا دوسرے دن لڑکی کو زبردستی کراچی لے جانے لگا تو لڑکی کو شبہ ہوا کہ یہ اغوا کر کے بیچنا چاہتا ہے۔ اس لئے لڑکی نے جانے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد لڑکے نے تحریری طور پر طلاق لکھ دی۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ لڑکی مذکورہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ یا عدت گزارنا ضروری ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ عرض گزار: حاجی محمد اویس سلیمانی، میر پور خاص

۷۸۶ الجواب: جو لوگ شوہر کا لڑکی کو زبانی طلاق دینا بیان کرتے ہیں وہ بتائیں کہ شوہر نے کن الفاظ میں عورت کو طلاق دی۔ اور الفاظ کتنی بار ادا کئے۔ شوہر زبانی طلاق کا اقرار کرتا ہے۔ یا اس سے منکر ہے۔ گواہان طلاق معتبر اور قابل اعتماد ہیں یا لاپرواہ اور احکام شرع سے غافل؟ ان باتوں کا جواب آئے تو شرعی فتویٰ دیا جا سکے گا۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ذی قعد ۱۴۰۲ھ

نابالغ لڑکے اور نابالغہ لڑکی کا نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح نابالغ لڑکے کے ساتھ کر دیا تھا۔ لڑکے کا باپ اور لڑکی کا باپ دونوں راضی تھے۔ اب دونوں میں اختلاف ہو گیا ہے لڑکی بالغ ہونے سے پہلے ہوش والی ہوئی تو انکار کرنے لگی، بالغ ہوئی تو انکار کرتی ہے۔ لڑکی نے کہا میرے باپ نے جو نکاح کیا تھا وہ غلط ہے۔ میں خودکشی کروں گی لیکن میں اس گھر میں جانا نہیں چاہتی۔ لڑکا طلاق نہیں دیتا کیا وہ نکاح تصور کیا جائے گا؟ یا دوسرا نکاح کر سکتی ہے؟ جواب عنایت ہو۔ حافظ عبد الرشید، ٹنڈوالہ یار

۷۸۶ الجواب: نابالغ لڑکے اور لڑکی کے نکاح پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے یعنی یہ اگر نہ بھی چاہیں تو ولی نے جب نکاح کر دیا ہو گیا۔ پھر جب یہ نکاح باپ یا دادا نے کیا تو اب یہ لازم ہو گیا اور ان کو بالغ ہونے کے بعد اس نکاح کے توڑنے کا اختیار نہیں۔ (درمختار وغیرہ) لہٰذا اس صورت میں چارۂ کار یہی ہے کہ عورت جس طرح چاہے شوہر سے طلاق حاصل کرلے جب تک شوہر طلاق نہ دے گا اس وقت تک نکاح ثانی جائز وحلال نہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ذی قعد ۱۴۰۲ھ

عدت میں نکاح حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکی کو طلاق ہوئی۔ عدت کے بعد لڑکی نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا۔ اس نے بھی طلاق دوسرے دن ہی دے دی۔ طلاق کے بعد عدت گزار رہی ہے۔ عدت کے دوران اس کا پہلے شوہر اس کے گھر آتا جاتا رہا۔ اس کے تعلقات بھی تھے۔ عدت ختم ہونے کے بعد لڑکی کے رشتہ داروں نے لڑکی کا نکاح پہلے شوہر سے جس نے پہلی دفعہ طلاق دی تھی کر دیا۔ نکاح کے وقت لڑکی اور لڑکے کے خاص رشتہ دار وکیل گواہ وغیرہ سب موجود تھے اور برادری کے آدمی بھی جمع تھے۔ نکاح ہونے کے دو تین دن بعد یہ بات سامنے آئی کہ لڑکی حاملہ تھی۔ دو تین مہینے کا حمل

تھا۔ حمل بھی اس لڑکے کا ہے جس کے ساتھ دوبارہ نکاح ہوا، نکاح خواں کو نکاح سے پہلے حمل کے بارے میں قطعی کوئی علم نہ تھا، اس لئے نکاح خواں نے نکاح پڑھا دیا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ آیا! اب راز کھلنے کے بعد کیا نکاح خواں پر بھی کوئی حد لازم ہوتی ہے۔ اور اس کا بھی تو نکاح خطرے میں نہیں۔ اس کا جواب قرآن وسنت کی روشنی میں دیا جائے عین نوازش ہوگی۔ نکاح خواں بہت پریشان ہے۔ عرض دار محمد اویس، میر پور خاص

۷۸۶ الجواب: سوال سے ظاہر ہے کہ عورت نکاح ثانی کے وقت، جو اول شوہر سے عمل میں آیا حاملہ تھی اور سوال ہی میں مذکور ہے کہ عورت نے عدت ختم کرنے کے بعد شوہر اول سے نکاح کیا۔ یہ بات واضح نہیں ہوتی کہ اگر وہ لڑکی شوہر ثانی سے حاملہ تھی، اور اسی حالت میں شوہر ثانی نے طلاق دے دی، اور یہ حمل بھی اسی کا تھا تو عدت کیسے گزر نا مان لیا گیا کہ حاملہ کی عدت تو وضع حمل ہے۔ حمل کی حالت میں حیض نہیں آتا تو عدت کے ایام کس طرح شمار میں لائے گئے۔ یہ ہیرا پھیری کی بات ہے اور مسئلہ عمر بھر کے حلال وحرام کا۔ بہر حال اگر نکاح خواں یا دوسرے شرکاء مجلس نکاح کو وقت نکاح، عورت کا عدت میں ہونا معلوم نہ تھا اور نکاح پڑھا دیا تو شرعاً ان پر الزام نہیں اگر چہ وہ نکاح نہ ہوا کہ عورت ہنوز عدت طلاق میں ہے اور حاملہ ہے جس کی عدت وضع حمل کے بعد ختم ہوگی تو ان دونوں پر لازم ہے کہ وہ فوراً ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں اور توبہ کریں اس کے بعد عورت عدت پوری کرے عدت کے بعد جس سے چاہے نکاح کرے۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ذی قعد ۱۴۰۲ھ

طلاق میں افواہ معتبر نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: میں نے اپنی بیوی کو کہا کہ اگر تو میری اجازت کے بغیر اپنے والدین کے یہاں جائے گی تو میں تجھے طلاق دے دوں گا۔ اس کے بعد میری بیوی میری اجازت کے بغیر چلی گئی اور پھر اس کے بعد میں نے کچھ بھی نہیں کہا ہے یعنی طلاق نہیں دی ہے۔ آیا! اس صورت میری بیوی مطلقہ ہوئی یا نہیں؟ جبکہ اور لوگوں نے یہ مشہور کر دیا ہے کہ میں نے طلاق دے دی ہے۔ برائے کرم اس مسئلہ کو حل فرما کر میری مدد فرمائیں۔

سائل ولی محمد ولد نذر محمد، لطیف آباد نمبر ۴، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: دل کا حال اللہ خوب جانتا ہے۔ اگر واقعی شوہر نے وہی الفاظ استعمال کئے تھے کہ میں تجھے "طلاق دے دوں گا" تو ان الفاظ سے طلاق نہیں پڑے گی کہ "دے دوں گا" ارادۂ طلاق ہے اور ارادۂ طلاق، طلاق نہیں۔ اور جب طلاق نہیں تو عورت بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے۔ ہاں اگر شوہر نے طلاق نہیں دی مگر لوگوں سے کہتا ہے کہ میں نے طلاق دے دی، تو یہ اقرار طلاق ہے اور اقرار طلاق، طلاق ہے۔ اگر ایسا ہوا ہے تو لوگوں میں شہرت بلا وجہ نہیں۔ اور خواہ مخواہ شہرت ہے۔ گواہ اس کا کوئی نہیں تو بازاری افواہ معتبر نہیں۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

عدت میں پیام نکاح دینا، حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: محمد رفیق سے ایک فراڈ شدہ اسٹامپ پر بالجبر چند غنڈوں کے ذریعے سے دستخط حاصل کر لئے گئے۔ جس کے خلاف محمد رفیق نے عدالت عالیہ میں مقدمہ داخل کر رکھا ہے جو فراڈ شدہ دستاویز کی منسوخی سے متعلق ہے۔ ابھی تک عدالت عالیہ نے اس مقدمہ کا کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا کہ مسماۃ صالحہ خاتون زوجہ محمد رفیق نے نکاح ثانی کر لیا۔ صالحہ خاتون کا یہ نکاح ثانی شرعاً جائز تصور کیا جائے یا ناجائز تصور کیا جائے؟ سید اسلام علی

۷۸۶ **الجواب:** سچ اور جھوٹ کا حال اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ یہ حلال و حرام اور قبر و حشر کا معاملہ ہے۔ بناوٹ سے حلال حرام نہ ہو جائے گا نہ اللہ کے یہاں بناوٹ کام دے گی جو دلوں کے حال جانتا ہے۔ اگر واقعی مسمی محمد رفیق نے غنڈوں کے خوف سے طلاق نامہ پر دستخط کر دئے اور زبان سے کوئی لفظ طلاق دینے سے متعلق نہ کہا تو طلاق واقع نہ ہوئی۔ اس کی بیوی ہنوز اس کے نکاح میں ہے اور کسی کو اس سے نکاح جائز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ تم پر حرام کی گئیں شوہر والی عورتیں۔ البتہ اگر طلاق زبان سے دے دی تو کیسے ہی جبر و اکراہ سے دی ہو، واقع ہو جائے گی اور عدت گزرنے پر عورت کو نکاح ثانی حلال ہوگا اور عدت میں نکاح تو نکاح، نکاح کا پیغام دینا بھی جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

طلاق رجعی میں عدت کے اندر، رجوع کا حق ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو مندرجہ ذیل کلمات لکھ کر دئے کہ: اصغر خاں عرف منا ہوش حواس میں اپنی بیوی شمشاد بیگم کو میں نے طلاق دے دی۔ گواہ توصیف خان، محمد فاروق، محمد مناف کے سامنے اقرار کیا ہے۔ (دستخط مشکور خان) گواہوں میں سے تین کے دستخط موجود ہیں۔ کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی یا نہیں۔ اور ہوئی تو کونسی؟ سائل محبوب شاہ خاں

۷۸۶ **الجواب:** یہاں الفاظ طلاق میں کسی عدد کا ذکر نہیں اور طلاق بھی صریح الفاظ میں دی ہے۔ تو ایک طلاق رجعی مانی جائے گی۔ شوہر کو عدت کے دوران رجعت کا حق حاصل ہے یعنی وہ دو چار مسلمانوں کے روبرو یہ کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی شمشاد بیگم کو اپنے نکاح میں واپس لیا، پھر اپنے ساتھ رکھے۔ البتہ اس کے بعد اگر دو طلاقیں کبھی دے دیں تو ایک یہ اور دو وہ مکمل ہو کر تین طلاقیں ہو جائیں گی اور پھر حلالہ کے بغیر چارۂ کار نہ ہوگا۔ قرآن کریم فرماتا ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ (الآیۃ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ر شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

عورت سے اچھا برتاؤ کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی بیوی اور اولاد زید کی سخت نافرمان ہے۔ زید اپنی بیوی اور اولاد سے کہتا ہے کہ نماز پڑھو اور روزہ رکھو تو زید کی بیوی اور بچے جو کہ بالغ ہیں کہتے ہیں کہ تم ہماری قبر میں نہیں آؤ گے اور بار بار زید

کے کہنے پر اور سختی کرنے پر یہ لوگ زید کو دست درازی کرتے ہیں۔ زبان درازی کرتے ہیں اور مغلظات لکھتے ہیں اور زید کو زید کے ذاتی گھر جس کا زید بلا شرکت غیرے مالک ہے نکال دیتے ہیں۔ مزید یہ واقعہ زید کے ساتھ عموماً ہوتا رہتا ہے۔ زید کی اولاد میں ایک لڑکا نہایت نافرمان اور گستاخ ہے جو باوجود اہل محلہ کے منع کرنے کے متعدد بار زید کو گھر سے نکال چکا ہے اور دست درازی کا مرتکب ہوا ہے زید کے کئی بار منع کرنے کے باوجود زید کی بیوی بے پردہ رہتی ہے۔ منع کرنے کی صورت میں زبان درازی اور دست درازی تک آ جاتی ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں زید از روئے شریعت کونسا قدم اٹھائے؟ لہٰذا مفتیان شرع متین سے ملتمس ہوں کہ مضمون مذکورہ بالا جو صحیح ہے اس کی رو سے از روئے شریعت فتویٰ صادر فرمایا جائے۔ تو موجب احسن ہوگا۔ فقط السائل، زید بن بکر، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: حدیث شریف میں ارشاد ہوا کہ "عورت ٹیڑھی پسلی سے بنائی گئی ہے۔ ٹیڑھی ہی چلے گی اور اگر تو اس سے فائدہ لینا چاہے تو اسی حال میں اس سے نفع اٹھا اور سیدھی کرنا چاہے تو ٹوٹ جائے گی اور اس کا توڑنا اسے طلاق دینا ہے" دوسری حدیث میں ارشاد ہوا کہ "مسلمان عورت سے اچھا برتاؤ رکھو کہ اگر تمہیں اس کی ایک عادت ناپسند ہوگی تو دوسری پسند ہوگی" اور اللہ عزوجل فرماتا ہے فَعَسٰۤی اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ یَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا ﴿۱۹﴾ (النساء)۔ (قریب ہے کہ تم ایک بات کو مکروہ جانو گے اور اللہ عزوجل اس میں بہت بھلائی دے گا) اور اگر عورت کو طلاق دے کر پھر کبھی نکاح نہ چاہے تو خیر۔ ورنہ کیا معلوم کہ دوسری اس سے بھی بری ملے۔ اس لئے حتیٰ الامکان عورت کے ساتھ نیک برتاؤ کرو، اور اس کی دلجوئی اور اسے خوش کر کے اپنی اطاعت پر لانا اور اس کی کم خلقی پر صبر کرنا چاہئے اور اصلاح ناممکن ہو تو طلاق دے سکتا ہے مگر بیک وقت ایک طلاق رجعی سے زیادہ دینا گناہ ہے اور اس میں زن وشوہر دونوں کا فائدہ ہے اور عورت اگر شریف ہے اپنی اصلاح کر لے گی اور شوہر کے دل میں اس کو رکھنے کی آئی تو رجعت کر سکتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) رہا اولاد کا معاملہ تو آدمی کو اختیار ہے کہ جو چاہے وہ کرے اور چاہے تو اپنی جائیداد اور اموال کو مستحق وفرمانبردار وارثوں میں تقسیم کر دے۔ مگر کسی مستحق کو محروم نہ کرے کہ گناہ ہے (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

طلاق رجعی میں رجوع

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دی ہیں (طلاق یکمشت دے چکا ہے) طلاق کے بعد تقریباً دس ماہ گزر چکے ہیں۔ اب اس کے لئے کیا حکم ہے۔ براہ کرم اس مسئلہ کو حل فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ فقط غلام نبی، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: دلوں کا حال اللہ خوب جانتا ہے۔ اس سے کچھ پوشیدہ نہیں۔ لہٰذا اگر واقعی اس شخص نے اپنی بیوی کو صرف دو ہی طلاقیں دیں اور اشارۃً کنایۃً کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکالی اور کوئی ایسی حرکت نہ کی جس سے کہ تین طلاقوں کا ہونا

سمجھا جائے تو عورت اس پر بلا حلالہ، نکاح ثانی کے بعد حلال ہے۔ ظاہر ہے کہ ان دس ماہ میں اس کی عدت گزر چکی اور عدت گزر جائے تو طلاق رجعی کی صورت میں یعنی جبکہ صریح الفاظ میں ایک یا دو طلاقیں دیں، شوہر کو نکاح ثانی کا اختیار ہے اور دونوں باہمی رضامندی سے نکاح کر کے زندگی نبھا سکتے ہیں تو بے شک وہ آپس میں دوبارہ نکاح کر لیں۔ حلالہ کی یہاں ضرورت نہیں۔ قال الله تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ۔ والله تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ	۲۷ شوال المکرم ۱۴۰۲ھ

تین طلاق کی گنتی کتنے ہی سالوں میں پوری ہو، عورت حرام ہو جائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی ہندہ کو ایک طلاق دی تھی اور اس کے فوراً بعد رجوع کر لیا اس کے تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد دونوں میں جھگڑے کے دوران زید نے غصہ میں آ کر ہندہ کو کہا کہ تجھے طلاق ہے! طلاق! تو کیا یہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟	فقط عبد الغفار ولد عبد الغنی

۷۸۶ **الجواب:** شریعت کا حکم یہ ہے کہ جس شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دی ہوں ایک دفعہ ہوں، خواہ برسوں میں، مثلاً کبھی ایک دی اور رجعت کر لی۔ پھر دوسری دی اور رجعت کر لی، اب تیسری دے دی، تو دونوں صورتوں میں عورت اس پر بغیر حلالہ حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) والله تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ	۲۲ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

گواہوں سے نکاح ثابت ہو تو عورت و مرد کا انکار معتبر نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت نے کسی مرد سے شادی کی۔ اس سے اولاد بھی ہے لیکن دو گواہ معتبر قرآن پاک پر گواہی دیتے ہیں کہ اس عورت کا پہلے ایک خاوند سے نکاح تھا نکاح فسخ کرائے بغیر نکاح علی النکاح کیا ہے۔ مذکورہ عورت اور مذکورہ پہلا خاوند نکاح سے انکار کرتا ہے کسی لالچ وغیرہ کی بناء پر۔ اب شریعت محمدی ﷺ کیا حکم صادر فرماتی ہے؟	سائل نثار احمد، ٹنڈو محمد خان

۷۸۶ **الجواب:** جبکہ دو شرعی گواہ کہ عادل و راستباز اور قابل اعتبار ہیں اور نماز روزہ وغیرہ احکام شریعت پر عامل، اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اس عورت کا نکاح فلاں مرد سے ہوا تھا اور وہ دونوں اس سے انکار کرتے ہیں تو ان کا یہ اعتبار معتبر نہ ہوگا کہ اس کے ضمن میں عورت اپنے موجودہ نام نہاد شوہر کی زوجیت میں رہنا چاہتی ہے اور مرد کوئی اور دنیاوی فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ غرض اس عورت کا نکاح اس مرد سے ثابت ہو جائے تو یہ عورت بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے اور کسی کو ہرگز اس سے نکاح حلال نہیں۔ قال الله تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ ان دونوں پر فرض ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں اور الله عزوجل کے غضب سے ڈر کر اپنے ان کبیرہ گناہوں سے صدق دل سے توبہ کریں۔ پھر عورت اپنے شوہر کے ساتھ رہنا نہ چاہے یا وہ مرد رکھنا نہ چاہے تو مرد، عورت کو طلاق دے دے یا عورت اس سے طلاق حاصل کر لے خواہ کسی قدر مال کے عوض۔

جب وہ شوہر اس عورت کو طلاق دے دے تو اب عدّت گزار کر اس عورت کے لئے حلال ہوگا کہ اس دوسرے مرد سے جسے وہ اپنے شوہر بنائے ہوئے ہے، خواہ کسی اور مرد سے نکاح ثانی کر لے۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ (بقرہ:228) (الآیۃ)۔ بستی کے عام اور صاحب ثروت مسلمان ان دونوں کو جدائی پر مجبور کریں۔ اگر یہ دونوں ایک دوسرے سے بحکم شرعی علیحدہ ہو جائیں فبہا اور اگر نہ مانیں اور اپنی بات پر اڑے رہیں تو ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں انہیں یک لخت چھوڑ دیں۔ نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں نہ خود ان کے پاس بیٹھیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾ (انعام)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

پاگل کی طلاق واقع نہ ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی شادی ہندہ کے ساتھ تقریباً آٹھ سال قبل ہوئی تھی۔ بعدہٗ زید دماغی طور پر پاگل ہو گیا کچھ روز پرائیوٹ ڈاکٹروں کا علاج ہوتا رہا۔ اسی دوران میونسپل کونسلر نے جو کہ پنچائیت کمیٹی کے چیئرمین بھی ہیں زید کو اپنے دفتر میں بلا کر ڈرا دھمکا کر زید سے ہندہ کو طلاق دلوا دی اس کے بعد ہندہ کے والد نے یہ بات عام کر دی کہ زید نے میری بیٹی ہندہ کو طلاق دے دی۔ زید کی جب حالت زیادہ خراب ہوگئی تو اس کو حسین آباد (گدو) کے پاگل خانے میں داخل کر دیا۔ کچھ دن کے بعد زید کے لواحقین اس سے پاگل خانے ملنے کیلئے گئے تو زید نے اپنے گھر والوں سے معلوم کیا کہ میری بیوی منیرہ کیوں نہیں آئی تو گھر والوں نے کہا کہ تو نے اپنی بیوی منیرہ کو طلاق دے دی ہے، اس لئے وہ نہیں آئی۔ اس پر زید نے کہا کہ میں نے اس کو طلاق نہیں دی۔ ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔ فقط عبدالقادر، محمد ابراہیم

۷۸۶ الجواب: شوہر اگر پاگل ہو گیا تو وہ لاکھ دفعہ بھی طلاق دے۔ ہرگز طلاق نہ ہوگی کہ مجنون کی طلاق باطل ہے بلکہ اس کی طرف سے اس کا ولی بھی طلاق نہیں دے سکتا۔ (درمختار وغیرہ) تو اس پر جبر کر کے اس کی عورت کو طلاق دلوانا شرعاً معتبر نہیں۔ لہٰذا عورت کو دوسرے مرد سے نکاح کرنا جائز نہیں کہ وہ شوہر والی ہے اور شوہر والی عورت، دوسرے مرد پر حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ یہ معاملہ حرام حلال اور اولاد کی حلالی و حرامی ہونے کا ہے۔ عورت اور اس کے ماں باپ کو آخرت کے عذاب سے ڈرنا چاہیے کہ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ (النجم)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

نشہ میں طلاق ہو جاتی ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، گزارش یہ ہے کہ

میری بیٹی اور اس کے خاوند کے درمیان ان کے لڑکے کے بارے میں جھگڑا ہو گیا اور آپس میں بہت تلخ کلامی

ہوئی۔ اس کا خاوند اس وقت شراب کے نشے میں بدمست تھا۔ اس نے نشے کے عالم میں اپنی بیوی کو تین دفعہ یہ الفاظ بولے ہیں کہ آج سے میں تجھے طلاق دیتا ہوں! وہ نشے کا بہت زیادہ عادی ہے اس بات کے وقت ان میاں بیوی کے علاوہ کوئی تیسرا فریق موجود نہ تھا۔ یہ بات دوسرے دن اس کی بیوی نے سب کو بتائی کہ اس نے نشے کی حالت میں مجھے طلاق دے دی ہے اب میں کیا کروں۔ میں بچوں کی ماں ہوں۔ جب ہم نے لڑکی کے خاوند سے پوچھا کہ تم نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ تو وہ کہنے لگا مجھے معلوم نہیں میں نشے میں تھا۔ لہٰذا مہربانی فرما کر اس پر فتویٰ دیں کہ طلاق ہوئی گی یا نہیں؟ فضل محمد

۷۸۶ الجواب: سائل بات کو چبا کر بیان کر رہا ہے۔ جب وہ نشے میں بدمست تھا تو بیوی سے تلخ کلامی کیسے کرتا رہا۔ دیوانے تو دیواروں سے سر پھوڑتے ہیں یا بدمستی میں خاموش پڑے رہتے ہیں۔ بہرحال جب یہ بات ثابت ہو جائے کہ اس نے نشہ میں طلاق دی ہے تو بھی بے شک طلاق پڑ جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

شوہر عورت سے خوش خلقی سے پیش آئے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میری شادی مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۷۸ء کو ہوئی تھی۔ شادی کے بعد معلوم ہوا کہ میری اور میری بیوی کی عمر میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ میں نے اس عرصے کے دوران اپنے دل کو اپنی بیوی کے ساتھ لگانے کی کافی کوشش کی۔ مگر بے سود ثابت ہوا اور نہ ہی کوئی اولاد ہوئی۔ آخر کار میں نے یہ فیصلہ کیا کہ دوسری شادی کر لی جائے مگر بیوی بضد ہے کہ جہاں میری نوکری ہے وہاں ساتھ رکھا جائے۔ اگر میں نے ساتھ رکھا تو ہو سکتا ہے کہ غصہ میں آ کر طلاق دے دوں کیوں کہ مجھے بیوی بالکل پسند نہیں۔ وہ بے گناہ ہے اس لئے میں طلاق دینا نہیں چاہتا۔ دوسرا میرے خاندان میں طلاق کو بہت برا سمجھا جاتا ہے۔ کبھی کبھی میری بیوی اس بات کو خود بھی محسوس کرتی ہے کہ عمر میں کافی فرق ہے مگر صبر کرو۔ پھر بولتی ہے کہ دوسری شادی کر لو۔ مگر تحریری اجازت نامہ دینے سے انکار کرتی ہے۔ دوسری بات یہ کہ شادی سے پہلے میرے سسرال والوں نے میرے گھر والوں کو میری بیوی کی عمر کم بتائی تھی اور میری بیوی کا نام دوسرا بتایا گیا کیوں کہ ان کی بڑی لڑکی کا نام حنیفاں تھا اور انہوں نے کہا کہ حنیفاں مر گئی ہے اور اس کا نام شمشاد تھا۔ جب نکاح ہوا تو حنیفاں کہا گیا تو میں نے کہا کہ یہ کیا ہے تو انھوں نے کہا کہ حنیفاں عرف شمشاد تھا۔ حالانکہ یہ سب میرے سسرال والوں نے فراڈ کیا اگر وہ صاف بات بتا دیتے تو میں شادی نہیں کرتا مگر انھوں نے دھوکے میں رکھا۔ میں نے اس عرصہ کے دوران بیوی سے دل لگانے کی بہت کوشش کی مگر الٹی نفرت بڑھی۔ لہٰذا جناب سے استدعا ہے کہ اس مسئلہ کا فیصلہ کریں کہ میں طلاق دوں یا نہیں؟ دوسری شادی کر لوں یا نہیں؟ اس کے متعلق آپ کے فیصلہ کی ضرورت ہے؟ دوسری شادی کے لئے تحریری اجازت نامہ ملنا مشکل ہے۔ میری عمر اور میری بیوی کی عمر میں اندازاً ۱۲ سے ۱۵ سال کا فرق ہے۔ السائل چوہدری شاہ محمد، سب انسپکٹر پولیس ہیڈ کوارٹر، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صحیح شریف میں ارشاد ہوا کہ (عورت ٹیڑھی پسلی سے بنائی گئی ہے ٹیڑھی ہی چلے گی) اور اگر فائدہ لینا

چاہے تو اسی حالت میں اس سے نفع اٹھا اور سیدھی کرنا چاہے تو ٹوٹ جائے گی اور اس کا توڑنا اسے طلاق دینا ہے۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہوا کہ (مسلمان عورت سے اچھا برتاؤ رکھو کہ اگر تمہیں اس کی ایک عادت ناپسند ہوئی تو دوسری عادت پسند ہوگی اور اللہ عزوجل فرماتا ہے فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ یَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا ⑲ (النساء) (قریب ہے کہ تم ایک بات کو مکروہ جانو گے اور اللہ عزوجل اس میں بہت بھلائی رکھے گا) اور اگر عورت کو طلاق دے کر پھر کبھی نکاح نہ کرنا چاہے تو خیر۔ ورنہ کیا معلوم کہ دوسرے اس سے بھی بری ملے۔ اس لئے حتی الامکان عورت کے ساتھ نیک برتاؤ کر و اس کی دل جوئی اور اسے خوش کر کے اپنی اطاعت پر لانا اور اس کی کج خلقی پر صبر کرنا چاہئے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ نیک برتاؤ کے باعث تحریری طور پر دوسرے نکاح کی اجازت دے دے اور سائل کا مقصود حاصل ہو جائے۔ ہاں اگر نبھاؤ ممکن ہی نہ ہو تو طلاق دے سکتا ہے مگر ایک طلاق رجعی دے اور کہہ دے کہ میں نے تجھے طلاق دی! اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ عدّت کے اندر اس کے رکھنے کا خیال آیا تو زبان سے کہہ دے کہ میں نے تجھے اپنے نکاح میں پھیر لیا اور اس پر گواہ بنالے کہ لوگ خواہ مخواہ باتیں نہ بنائیں۔ وہ بدستور اس کے نکاح میں رہے گی۔ ورنہ اس سے الگ رہے عدّت گزرنے پر وہ اس کے نکاح سے نکل جائے گی اور عورت کا شوہر سے عمر میں بڑا ہونا خواہ مخواہی، طلاق کا موجب نہیں۔ بالخصوص سندھ میں ایسی ہزار ہا مثالیں موجود ہیں کہ عورت عمر میں بڑی ہے اور دونوں ہنسی خوشی زندگی گزار رہے ہیں اور شرعاً نکاح ثانی، پہلی بیوی کی اجازت پر موقوف بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

مہر عورت کا حق ہے، کسی دوسرے کو اسے معاف کرنے کا اختیار نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میری زوجہ نے اپنی زندگی میں نہ میرا حق مہر بخشا اور نہ نقد لئے۔ اب اس کا انتقال ہو گیا ہے۔ آپ شریعت کے مطابق حکم فرمائیں کہ مجھے اب کیا کرنا چاہئے مہر کے معاملہ میں؟ فقط السائل عبدالمجید خان، ساکن لطیف آباد ۸، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مہر عورت کا خالص حق ہے یہاں تک کہ باپ کو بھی اپنی بیٹی کا مہر معاف کرنے کا اختیار نہیں۔ نہ ہرگز اس کے معاف کئے معاف ہو سکے۔ لہٰذا عورت مر جائے تو دوسرے اموال متروکہ کے ساتھ اس کے ورثہ، مہر کی رقم کے بھی حقدار ہو جاتے ہیں اور ان ورثہ میں خود یہ شوہر بھی ہے۔ اس کی اولاد کی موجودگی میں ایک چوتھائی مہر کا، اور اولاد موجود نہ ہو تو نصف مہر کا، خود شوہر مالک ہے۔ اسے وضع کر کے باقی رقم اس کے دوسرے ورثہ کو دیدے اور ورثہ بھی جو بالغ ہوں وہ اپنا حق معاف کر دیں تو یہ بھی معاف۔ ہاں نابالغوں کے معاف کرنے سے معافی نہ ہوگی۔ بلکہ حق علی حالہ باقی رہے گا۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ھ

طلاق ایک بھی ہو تو پڑ جاتی ہے

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے غصے میں آکر اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ آیا! طلاق ایک مرتبہ دینے سے ہو جائے گی؟ طلاق دینے والا کہتا ہے کہ ہم نے ایک مرتبہ دی۔ گواہ کہتے ہیں کہ ایک سے زائد دی۔ اب زید کے والدین زید کو اس بات پر مجبور کرتے ہیں کہ تو بیوی سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ کیا اس صورت میں والدین کا حکم مانا جائے گا؟ یا طلاق یافتہ کو چھوڑ دے۔ اگر اس سے صحبت کرے تو طلاق دینے کے بعد بیوی اگر اپنے پاس رکھے تو اس کا عذاب یا گناہ پڑوسیوں پر ہوگا یا وہ خود ذمہ دار ہوگا؟ مہربانی فرما کر شرعی مسئلے سے آگاہ کیجئے۔ فقط والسلام عنایت علی

۷۸۶ الجواب: طلاق اگرچہ ایک بار دی جائے عورت پر ضرور پڑ جاتی ہے لیکن صریح لفظوں میں ایک یا دو بار ہو کہ "میں نے .... کو طلاق دی" تو شوہر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس سے رجعت کرے۔ البتہ طلاقیں جب تین تک پہنچ جائیں تو عورت بحرمت مغلظہ شوہر پر حرام ہو جاتی ہے۔ یعنی ایسی حرام کہ بغیر حلالہ کسی طرح شوہر پر حلال نہیں۔ اگر یہ دوبارہ اس سے نکاح کر لے تو بھی یہ نکاح ثانی بے معنی ہے۔ جبتک حلالہ نہ ہو اس کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ پھر طلاق کے مختلف الفاظ ہیں اور ان کے جداگانہ احکام ہیں اور سوال میں الفاظ طلاق مذکور نہیں نہ گواہوں کا شافی جواب مذکور ہے، نہ عورت کا کوئی بیان اور جب تک تمام باتیں صاف صاف نہ ہوں حکم شرعی بھی واضح طور پر بیان نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا شوہر الفاظ طلاق لکھے۔ گواہوں کی گواہی قلم بند کرے عورت اگر وہاں موجود تھی تو اس کا بیان تحریر کرے پھر جواب دیا جائے گا۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ذی قعد ۱۴۰۳ھ

غیر مدخولہ کی عدت نہیں

سوال: بخدمت شریف جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، بعد آداب گزارش یہ ہے کہ

میری دختر شمیم فاطمہ سلمہ کا عقد عرصہ ۵ سال ہوئے ہوا تھا مگر ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی ہے۔ رخصتی کے سلسلہ میں کچھ اختلافات کی وجہ سے مجبور ہو کر لڑکے نے ایک طلاق نامہ لکھ کر جس میں تین آدمیوں کے دستخط ہیں دے دیا۔ اب از روئے شریعت حکم صادر فرمائیں کہ اب اس لڑکی کے لئے عدت ہے کہ نہیں اگر ہے تو کتنے ایام، تاکہ عمل کیا جائے؟

فقط آپ کی دعا کا طالب، وصی احمد خان، لطیف آباد نمبر ۱۲، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: شوہر نے جبکہ طلاق دے دی تو عورت پر طلاق پڑ گئی جس کے سبب وہ زید کے نکاح سے نکل گئی اور از انجا کہ ہنوز خلوت نہ ہوئی تھی تو عدت کی بھی حاجت نہیں۔ فی **مجمع الانهر** طلق غير المدخول بها بانت لا الی عدۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ھ

طلاق غصے میں ہو جاتی ہے

سوال: حضرت قبلہ مفتی اعظم کی خدمت میں عرض، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: نور محمد ولد کریم اللہ خان نے اپنی بیوی شمیم اختر کو کہا اگر تم نے ایسا کیا تو میں تمہیں

طلاق دے دوں گا۔ پھر کہا اگر تم نہیں مانتی تو تمہیں طلاق دے دوں گا۔ میں نے دو مرتبہ کہا۔ پھر کہا اگر تم نہیں مانتی تو تمہیں طلاق ہے تم چلی جاؤ۔ اب اس صورت میں یہ شخص نور محمد اس عورت کو چاہتا ہے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے اور یہ شخص اس وقت بحالت غصہ تھا؟ نور محمد ولد کریم اللہ خان، چھاؤنی، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: ''میں تمہیں طلاق دے دوں گا'' ارادہ طلاق ہے طلاق نہیں۔ لیکن شوہر کا یہ کہنا کہ ''تمہیں طلاق ہے'' یہ ضرور طلاق ہے اور اس سے ایک طلاق رجعی پڑتی لیکن اس سے معاً متصل شوہر نے کہا کہ ''چلی جاؤ'' یہ الفاظ کنایات سے ہے اور اس سے ایک طلاق بائن پڑگئی۔ تو دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا۔ البتہ شوہر کو اختیار ہے کہ وہ دوران عدت، یا عدت گزر جانے پر اس سے نکاح ثانی کرے۔ حلالہ کی یہاں حاجت نہیں اور یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ غصہ میں طلاق نہیں پڑتی یہ غلط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۳ھ

زور، اور دھونس سے طلاق نامہ پر دستخط کرا لئے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید کی اپنی سالی سے کسی بات پر تکرار ہوگئی۔ جس پر زید کی سالی نے اپنی بہن کو بہلا پھسلا کر زید کے خلاف کر دیا اور زن و شوہر کے درمیان کشیدگی پیدا کر دی اور ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت زن و شوہر کے علم میں لائے بغیر طلاق نامہ وقبولیت نامہ تیار کرا کے بزور، دھونس ڈپٹ سے طلاق نامہ پر زید سے دستخط کرائے جب کہ وہ طلاق دینے پر قطعی راضی نہ تھا اور نہ ہی اس نے الفاظ طلاق زبان سے ادا کئے۔ اسی طرح زید کی سالی نے اپنی بہن کو اس طلاق کو قبول کرانے کی خاطر اس کے دامن میں قرآن پاک ڈال کر دستخط کرانے پر مجبور کر کے دستخط کرائے جبکہ یہ زن و شوہر طلاق دینے اور لینے پر قطعی راضی نہ تھے اور یہ سب کچھ ہونے کے چوبیس گھنٹے کے بعد سے زن و شوہر آج تک ایک ساتھ ہی رہ رہے ہیں۔ طلاق نامہ وقبولیت نامہ کے گواہان بھی اس بات کے حلفاً اقراری ہیں کہ یہ زن و شوہر نہ تو طلاق دینے اور قبول کرنے پر راضی تھے، نہ ہی زبان سے طلاق دی گئی اور قبول کی گئی ہے بلکہ جبراً مجبور کر کے زن و شوہر سے دستخط لئے گئے ہیں لہٰذا مذکورہ بالا حالات کی روشنی میں بروئے شرع آگاہ فرمائیں کہ یہ طلاق کیا طلاق مغلظہ ہوگئی۔ اور زن و شوہر کا ایک ساتھ رہنا کیسا ہے۔ جبکہ زید کی بیوی حاملہ بھی ہے۔ جناب والا کی عین نوازش ہوگی؟

خادم الفقراء، غلام حسین مصطفائی، ٹنڈو میر محمود، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: سوال میں دو جگہ الگ الگ جملے ہیں۔

۱۔ بزور دھونس ڈپٹ سے طلاق نامہ پر دستخط کرا لئے۔

۲۔ مجبور کر کے زن و شوہر سے دستخط کرائے گئے۔

سائل ان دونوں جملوں کی وضاحت کرے تو جواب دیا جائے گا۔ بظاہر دونوں میں بڑا فرق ہے۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

جبر واکراہ میں زبان سے طلاق ہو جاتی ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی اپنی سالی سے کسی بات پر تکرار ہو گئی تھی۔ جس پر زید کی سالی نے اپنی بہن کو ورغلا کر زید کے خلاف کر دیا اور زن وشوہر کے درمیان کشیدگی پیدا کرادی اور اپنی بہن کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ طلاق لے لے کیوں کہ تیری شادی بدلے میں ہوئی تھی اور زید کی بہن بیوہ ہونے کی وجہ سے ہمارے گھر سے آزاد ہو چکی ہے۔ انکار کی صورت میں زید کی سالی نے اس بات کو اپنی انا کا مسئلہ بنا کر جھگڑے فساد کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جس پر تقریباً نصف شب کے قریب زید کے ساتھ مار پیٹ کی اور گھر سے نکال کر باہر کر دیا اور طلاق نہ دینے کی صورت میں مزید جانی ومالی نقصان سے دوچار ہونے کی دھمکی دی گئی اور اپنی بہن کو یہ کہہ کر مجبور کیا گیا کہ تو نے زید سے طلاق نہ لی تو میں اپنی جان دے دوں گی مگر یہ زن وشوہر طلاق دینے اور لینے پر قطعی تیار نہ ہوئے تو زید کی سالی نے چند لوگوں کی مدد سے زن وشوہر کو طلاق نامہ وقبولیت نامہ پر دستخط کرنے پر مجبور کیا جس پر زن وشوہر نے انکار کر دیا تو نوبت ہاتھا پائی تک پہنچ گئی۔ جس پر گواہان ودیگر حاضرین نے بہتر یہی سمجھا کہ طلاق نامہ اور قبولیت نامہ پر دستخط کرا کے ہی اس تنازعہ کو ختم کر دیا جائے۔ جس پر زید کی بیوی نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا تو زید کی سالی نے اپنی بہن کی گود میں قرآن پاک رکھدیا اور کہا کہ تجھے ہر حال میں زید سے طلاق لینی ہے ورنہ میں زہر کھالوں گی۔ ادہر زید کو دھمکی دی گئی کہ اگر تم نے طلاق نہ دی تو تمہیں اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑیگا جس پر زن وشوہر نے دستخط کر کے اپنی جان چھڑائی اور ۲۴ گھنٹے بعد سے ہی ایک ساتھ رہ رہے ہیں گواہان طلاق نامہ وقبولیت نامہ بھی حلفاً یہ ہی اقرار کرتے ہیں کہ یہ طلاق نامہ مار پیٹ دھونس ڈانٹ ڈپٹ کے ساتھ مجبور کر کے لکھایا گیا ہے جبکہ یہ زن وشوہر طلاق دینے اور لینے پر قطعی رضامند نہ تھے لہٰذا حکم شرع سے آگاہ فرمائیں کہ یہ طلاق کیسی ہے۔ اور ان کا ایک ساتھ رہنا شرع کے مطابق کیسا ہے۔ بصورت دیگر انہیں کفارہ ادا کرنا ہے یا کہ حلالہ؟ حکم شرعی سے آگاہ فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

فقط خادم الفقرا، غلام حسین مصطفائی، ٹنڈومیر محمود، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسؤلہ میں عورت کے قبول کرنے یا نہ کرنے پر، طلاق کے وقوع کا دارومدار نہیں۔ عورت انکار کرے یا اقرار، شوہر جب طلاق دے گا، طلاق پڑ جائے گی۔ البتہ اگر یہ بات صحیح ہے کہ زید کو جانی ومالی نقصان، مثلاً اسے جان سے مار ڈالنے یا ہاتھ پیر توڑ دینے کی دھمکی دی گئی اور زید جانتا ہے کہ اگر میں نے ان کے کہنے پر عمل نہ کیا تو جو کچھ یہ کہتے ہیں، کر گزریں گے اور اسے واقعی ناقابل برداشت نقصان اٹھانا پڑے گا اور یہ سوچ کر اس طلاق نامہ پر دستخط کر دیئے اور زبان سے الفاظ طلاق نہ کہے تو طلاق نہ پڑے گی اور طلاق اگر زبان سے دے دی تو کیسے ہی جبر واکراہ سے ہو، ہو جائے گی۔
(درمختار، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۳ھ

حالات سے اندازہ ہو کہ طلاق بیوی کو دی ہے تو طلاق مانی جائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میرے سسرال والے مجھ سے بار بار اپنی لڑکی کی طلاق مانگتے تھے۔ جس پر میں نے دوسری جگہ جا کر کہا کہ جب دیکھو تھوڑی تھوڑی سی بات پر طلاق مانگتے ہیں۔ ایک دفعہ سو دفعہ جب دیکھو طلاق ہی مانگتے ہیں کیا وجہ ہے۔ ان جملوں کو میرے سسرال والے کہتے ہیں کہ طلاق ہو گئی؟ جو کچھ میں نے اوپر تحریر کیا ہے خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ سچ ہے۔ سائل محمد رمضان ولد اکرام الدین

۷۸۶ الجواب: دلوں کا حال اللہ عزوجل خوب جانتا ہے کوئی اس سے پوشیدہ نہیں۔ طلاق کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ جسے طلاق دیتا ہے یا اس کا نام لے کر، یا وہ سامنے موجود ہو تو اس کی طرف اشارہ کر کے کہے کہ ''میں نے اسے طلاق دی''۔ یا حالات بتاتے ہوں کہ وہ طلاق دے رہا ہے اور اپنی بیوی کو دے رہا ہے۔ اس کے علاوہ محض زبان سے یہ کہتے رہنا کہ طلاق طلاق۔ شرعاً کوئی حکم نہیں رکھتا اور صورت مسئولہ میں تو ان میں سے کوئی بھی صورت نہیں۔ شوہر صرف کہتا ہے کہ ''میرے سسرال والے بار بار طلاق مانگتے ہیں آخر معلوم تو ہو کہ کیا وجہ ہے'' اور ان الفاظ سے ہرگز ہرگز عورت پر کوئی طلاق نہیں پڑتی۔ وہ بدستور اپنے شوہر کے نکاح وزوجیت میں ہے۔ ان جملوں کو بنیاد بنا کر، اگر عورت کے ماں باپ اس کا نکاح کہیں اور کریں گے تو وہ نکاح نہ ہو گا محض حرام کاری ہو گی۔ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اس پر دلیل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

وقوع طلاق کے لئے عورت کو علم ہونا ضروری نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک عورت کہتی ہے کہ مجھ کو میرے شوہر نے کہا دے دی طلاق تجھ کو، دے دی طلاق۔ دو مرتبہ طلاق دی میں قسمیہ کہتی ہوں کہ میرے شوہر نے مجھ کو دو مرتبہ طلاق دی ہے۔ جس کا مجھ کو یقین ہے۔ اس کے بعد اس کے شوہر سے معلوم کیا تو اس نے کہ میں قسمیہ کہتا ہوں کہ فی الحال میں نے دو طلاق نہیں دیں۔ میرے ہاتھ پر قرآن شریف رکھ دو۔ ہاں البتہ جب میں فقیر کے پڑ میں رہتا تھا اس وقت میں نے ایک مرتبہ طلاق دی تھی اور اس طلاق کے لئے گواہان کے نام بھی بتائے۔ جب ان گواہان سے معلوم کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم کو اس کا علم نہیں۔ لہٰذا عرض ہے کہ دو طلاقوں کے لئے تو عورت اور اس کا شوہر دونوں قسمیہ کہتے ہیں۔ عورت کہتی ہے کہ طلاقیں دے دیں اور شوہر کہتا ہے کہ دو طلاقیں نہیں دیں۔ پہلی طلاق کا علم بعد میں ہوا ہے۔ عرض ہے کہ اب آپ از روئے شرع شریف فرمائیے کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور اس عورت کو اب اپنے شوہر کے ساتھ کیسا رویہ اختیار کرنا چاہئے؟

خادم حافظ محمد حنیف نقشبندی الوری، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: شوہر کو ایک طلاق کا اقرار ہے تو یہ یقیناً عورت پر واقع۔ عورت کو اس کا علم ہونا ضروری نہیں اور جبکہ یہ طلاق صریح الفاظ میں دی گئی تو رجعی ہوئی۔ پھر شوہر نے اس عورت سے ازدواجی تعلقات برقرار رکھے تو یہ رجعت ہو گئی۔ اب

عورت دو طلاقوں کا دینا بیان کرتی ہے لیکن گواہ اس کے پاس کوئی نہیں۔ تو سارا دار و مدار اس کے شوہر کی قسم پر رہا۔ عورت اپنے دعوی پر قسم بھی کھائے تو وہ محض نا معتبر ہے کہ وہ مدعیہ ہے۔ مدعی کا حلف نہیں سنا جاتا۔ اور شوہر اگر ان دونوں طلاقوں کا جھوٹ انکار کرتا ہے تو اس کا وبال و عذاب اس پر سخت تر ہے۔ مختصر یہ کہ عورت کا بیان قابل قبول نہیں اور شوہر نے پہلی طلاق کے بعد رجعت کر لی تھی تو ان میں رشتہ زوجیت ہنوز قائم ہے۔ ہاں عورت اس کے پاس رہنا ہی نہ چاہے تو جس طرح بھی بن پڑے طلاق حاصل کرے۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

مضمون طلاق پر دستخط سے طلاق ہو جائے گی

سوال: میں دستخط کنندہ ذیل محمد بخش ولد محمد یاسین جس کی کہ تم بیوی ہو بذریعہ نوٹس ہذا مطلع کرتا ہوں کہ تمہاری شادی مجھ سے تقریباً ۹ سال قبل ہوئی تھی۔ ہم دونوں نے اپنا وقت اچھی طرح گزارا۔ تمہارا رویہ اور چلن شریفانہ رہا لیکن بعض معاملوں کی وجہ سے ضروری ہو گیا تھا کہ ہم خدا اور رسول کے بتائے ہوئے راستہ کو اختیار کرتے ہوئے اس رشتہ کو ختم کر دیں جس پر تمہاری رضامندی بھی تھی لہٰذا میں تمہیں طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! اب میرا تمہارا کوئی رشتہ نہیں رہا تمہیں حق ہے شریعت کے مطابق جو بھی راستہ اختیار کرو؟ فقط محمد بخش ولد محمد یاسین، بخدمت مفتی صاحب براہ کرم رقعہ کے متعلق فتویٰ جاری فرمائیں۔ منجانب محمد بخش ولد محمد یاسین، معرفت چیئرمین پنچایت، حلقہ لیاقت روڈ، ٹنڈو آدم

۷۸۶ الجواب: شوہر نے اگر طلاق کے مضمون پر واقف ہو کر اس پر دستخط کئے یا مہر لگا دی یا اس کا اقرار کیا تو عورت پر بے شک تین طلاقیں پڑ گئیں اور وہ عورت بحرمت مغلظہ اس پر حرام ہو گئی اور ایسی حرام ہوئی کہ بغیر حلالہ اس کے لئے حلال نہ ہوئی۔ **اگرچہ** جبر و اکراہ سے ان دونوں کو مصالحت پر آمادہ کر لیا جائے۔ یا وہ دونوں خود باہمی رضامندی سے، ساتھ رہنے پر آمادہ ہو جائیں۔ بہر حال اب حلالہ کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ **فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ**۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ھ

غصہ کی حد جنون تک ہو تو طلاق نہیں ہو گی

سوال: غصہ میں طلاق ہوئی یا نہیں ہوئی۔ جبکہ وہ جنون کو پہنچا ہوا ہو؟ سائل، محمد عمر خان، ایم اے جناح روڈ، کراچی

۷۸۶ الجواب: غصہ اگر واقعی اس درجہ شدت پر ہو کہ حد جنون تک پہنچا دے تو طلاق نہ ہو گی اور یہ بات کہ واقعی غضب اس شدت پر تھا، یا تو گواہان عادل سے ثابت ہو گی، اور ایسے گواہ وقت پر موجود نہ ہوں تو ضروری ہے کہ شوہر اس کا دعویٰ کرے کہ میرا غصہ اسی حالت کو پہنچا ہوا تھا اور اس کی یہ عادت جانی پہچانی، مشہور و معروف ہو، تو قسم کے ساتھ اس کی بات مان لیں گے اور حکم طلاق نہ دیں گے، اگر جھوٹا حلف کرے گا، وبال اس پر ہو گا۔ (فتاوی رضویہ، بحوالہ خیریہ و ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

کئی بار طلاق دی، تو کیا حکم ہے؟

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم
مفتی صاحب عرض یہ ہے کہ: مجھ کو کچھ کھلا پلا دیا گیا تھا یعنی جادو وغیرہ۔ مجھ کو اپنی بیوی سے ضد ہوگئی تھی تو میں نے طیش میں کر یہ الفاظ کہہ دیئے تھے کہ میں تم کو طلاق دیتا ہوں! میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں اور جب کبھی بھی ضد ہو جایا کرتی تھی تو میں یہ الفاظ کہا کرتا تھا کہ میں تو تم کو طلاق دے چکا ہوں میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ یہ الفاظ میں نے چار پانچ دفعہ سے زیادہ کہے ہیں۔ میں نے مولوی مقبول صاحب سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا تھا کہ اسلام میں طلاق ہو چکی ہے اور تم مفتی خلیل خاں صاحب سے دریافت کرلو۔ مفتی صاحب میں آپ کے سامنے اس لئے نہیں آیا کہ مجھ کو آپ کے سامنے آتے ہوئے شرم آتی ہے۔ آپ فتویٰ تحریر کر دیجئے گا میں آپ کا بہت بہت شکر گزار رہوں گا اور مفتی صاحب جب سے میں نے یہ الفاظ نکلے ہیں میں نے اس دن سے صحبت نہیں کی ہے؟ محمد سلیم، لطیف آباد نمبر ۱۰، حیدر آباد

۷۸ **الجواب:** حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ میں نے اپنی عورت کو سو (۱۰۰) طلاقیں دی ہیں، آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تیری عورت تین (۳) طلاقوں سے بائن ہوگئی اور باقی ستانوے (۹۷) کے ساتھ تو نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے مذاق کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ شوہر نے جب پہلی مرتبہ ایک یا دو طلاقیں دیں اور کچھ عرصہ بعد پھر دو ایک طلاقیں دی تو تین طلاقوں کے بعد عورت تو نکاح سے نکل ہی گئی، اس پر اس بیہودہ حرکت کا وبال الگ رہا کہ طلاق پر طلاق دیتا رہا اور پھر اس سے تعلق زوجیت بھی باقی رہا، ایک اور گناہ زنا کا، مرد و عورت دونوں پر ہوا۔ دونوں پر توبہ فرض ہے اور طلاقیں جب تین تک پہنچ جائیں خواہ بیک وقت ہوں یا وقفہ وقفہ سے، عورت شوہر پر ایسی حرام ہو جاتی ہے کہ بغیر حلالہ اس کے لئے حلال نہیں ہوتی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور حدیث میں ہے کہ لا حتی تذوقی عسلیتہ (الحدیث)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

طلاق وقت تحریر سے پڑ جاتی ہے

سوال: محترم جناب حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، بعد سلام ایک مسئلہ درپیش ہے کہ
ایک شخص نے کسی آدمی کو طلاق لکھ کر دی کہ جاؤ میری بیوی کو دے آؤ مگر وہ طلاق اس تک نہ پہنچی دوبارہ اسی آدمی کو مل گئی، جس نے لکھی تھی۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد اس نے طلاق پھاڑ دی۔ اب تقریباً پانچ ماہ ہوگئے ہیں اس کو طلاق پھاڑے ہوئے اس وقت اس کو یاد نہیں آیا کہ میں نے ایک طلاق لکھی تھی یا تین۔ معمولی سا خیال ایک کی طرف جاتا ہے لیکن یقین نہیں کہ ایک لکھی تھی یا تین۔ مہربانی فرما کر جواب تحریر فرمائیں کہ اس کا دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ آپ کی مہربانی ہوگی۔
محمد ایوب، مدرسہ جامعہ صدیقیہ رضویہ انوار القرآن، محلہ طارق آباد، گجرات

۷۸۶ **الجواب:** اپنی عورت کے متعلق اس نے یہ الفاظ لکھے یا زبان سے کہے اسی وقت عورت پر ایک طلاق پڑ گئی اور اسی وقت سے عدت کا شمار ہوگا کہ الفاظ طلاق میں کوئی شرط نہ تھی لہٰذا عورت کو یہ تحریر اگر چہ نہ پہنچی مگر اس کا لکھنا ہی موجب ہو گیا مگر ازانجا کہ اسے طلاق میں شک ہے کہ کتنی دی تھیں تو ایک ہی سمجھی جائے گی۔ درمختار وغیرہ میں ہے **شک طلاق واحدۃ او الا کثر یبنی علی الاقل** اور جبکہ عدّت گزر گئی تو برضائے عورت ازسرنو نکاح کرسکتا ہے، حلالہ کی حاجت نہیں ہ (خانیہ)

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

حلالہ شرعیہ کا بیان

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، گذارش عرض یہ ہے کہ

پہلی مرتبہ عمردین عرف بندو سے مسماۃ رئیسہ کا نکاح ہوا تھا اور رنجش کی وجہ سے عمر دین نے اپنی بیوی رئیسہ کو تحریری طلاق دے دی۔ رئیسہ نے بعد مدت عدت محمود علی سے نکاح پڑھ لیا اور محمود علی نے بھی مسماۃ رئیسہ کو مورخہ ۳۱ مارچ کو تین طلاقیں دے دیں اور ایام عدت کا میعاد تجاوز کر دیا۔ علماء دین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ اگر رئیسہ اپنے سابق شوہر عمردین عرف بندو سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ بموجب شریعت قانونی دلیل سے فتویٰ دیا جائے۔

عبدالمجید ولد محمد اسماعیل، نواب شاہ

۷۸۶ **الجواب:** مسماۃ رئیسہ نے پہلی تین طلاقوں کی عدّت گزار کر، مسمّٰی عمر دین سے نکاح کرلیا تو یہ نکاح صحیح و نافذ ہے۔ اور اس شوہر ثانی نے اس عورت سے ہم بستری کے بعد، طلاق دے دی اور اس طلاق کی عدّت بھی گزر گئی تو اب مسماۃ رئیسہ اپنے پہلے شوہر کے لئے حلال ہوگئی اور اگر شوہر ثانی نے نکاح کے بعد اس سے صحبت نہیں کی تو یہ نکاح ثانی عمر دین سے صحیح نہ ہوگا کہ اس سے نکاح ثانی کے لئے حلالہ شرط ہے اور حلالہ میں صحبت شرط ہے۔ کمافی الحدیث۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

بیوی کو جواب میں ایسا لفظ کہا، جس سے طلاق پائی جائے، تو طلاق ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص اپنی بیوی کو مذاق میں پانچ دفعہ اس طرح طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! کہتا ہے اور یہ بات اس کی بیوی بھی جانتی ہے کہ مذاق کیا گیا ہے اور ان الفاظ کی ادائیگی کے وقت کوئی تیسرا شخص موجود نہیں تھا اور شوہر خود قبول کرتا ہے کہ میں نے یہ الفاظ مذاق میں ادا کئے تھے لیکن بیوی کی زبان سے یہی الفاظ نکلے کہ مجھے اب طلاق ہوگئی ہے۔ یہ جو طلاق کے الفاظ ادا کئے گئے ہیں وہ یوں ہیں کہ شوہر پلنگ پر لیٹا ہوا تھا۔ بیوی ساتھ بیٹھی ہوئی تھی کہ آپ مجھے چھالیہ کے لئے پیسے نہیں دیتے ہو، شوہر یہ کہتا ہے کہ میں تمہاری چھالیہ سے تنگ آ گیا ہوں اور میں تمہارا فیصلہ کرتا ہوں اور بیوی نے کہا کر دو اور اسی وقت اس کے شوہر نے پانچ دفعہ یہ الفاظ ادا کئے اور بیوی کا کہنا ہے کہ مجھے طلاق ہوگئی ہے۔ شوہر کہتا ہے کہ میں نے یہ بات، مذاق میں کہی تھی آیا طلاق کے بعد شوہر اپنی بیوی کو جو کہ عدّت

گزار رہی ہے، اس کو خرچہ وغیرہ دے سکتا ہے یا نہیں۔ شوہر کہتا ہے کہ میں چھالیہ سے اس لئے منع کرتا تھا کہ یہ پوری ثابت چھالیہ چبا جاتی تھی، اس لئے اس کی صحت پر برا اثر پڑتا تھا۔

نوٹ:۔ بیوی اس وقت حمل سے ہے کسی قسم کی رعایت شرع میں موجود ہو تو مطلع فرمائیں؟

فقط: محمد اویس ولد جیون خان، سبحانی مسجد، سٹلائیٹ ٹاؤن، میر پور خاص

۷۸۶ الجواب: بیوی نے اپنی ضرورت کیلئے پیسے طلب کئے۔ جواب میں شوہر نے کہا کہ (میں تمہاری چھالیہ سے تنگ آ گیا ہوں اور میں تمہارا فیصلہ کرتا ہوں) بیوی نے کہا کہ (کردو) اس کے جواب میں شوہر نے پانچ مرتبہ طلاق کے الفاظ ادا کردئے، تو یہ کونسے مذاق کی تک ہے کہ اسے مذاق کرنا کہا جائے۔ اور چلئے اسے مذاق ہی مان لیا جائے تو طلاق تو وہ پتھر ہے جو شیشہ نکاح کو توڑ ہی دیتا ہے۔ یہ پتھر مذاق میں پھینکا جائے یا کسی اور طرح۔ حدیث شریف میں طلاق کے بارے میں فرمایا گیا کہ حقیقۃً دی جائے تب بھی طلاق اور مذاق میں دی جائے تب بھی طلاق۔ اب آدمی سر پیٹے۔ عورت پر تین طلاقیں ہوگئیں اور اپنے شوہر پر ایسی حرام ہوگئی کہ بغیر حلالہ اس پر حلال نہ ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

رجعی طلاق میں عدّت کے اندر رجوع کرے

سوال: میں حلفیہ بیان کررہا ہوں کہ: جھگڑے میں، میں نے دو دفعہ اپنی بیوی کو طلاق کہا، جس کو میری ساس نے بھی سنا۔ اب میں اپنی بیوی کو رکھنا چاہتا ہوں۔ آئندہ انشاء اللہ غلطی نہیں ہوگی؟ سہیل اختر ولد اختر حسین

۷۸۶ الجواب: حقیقت حال کا علم اللہ عزوجل کو ہے کہ وہی دل کی چھپی جانتا ہے۔ اگر واقعۃً شوہر نے بیوی کو صرف دو ہی مرتبہ طلاق دی ہے تو یہ دونوں طلاقیں رجعی ہیں اور طلاق رجعی کا حکم یہ ہے کہ شوہر عدت کے دوران، بلا نکاح کے، اور عدت گزر جانے پر بعد نکاح کے، اپنے نکاح میں لاسکتا ہے۔ حلالہ کی اس میں کوئی ضرورت نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ (الآیۃ)۔ ہاں اس کے بعد اگر کبھی ایک بھی طلاق دے دی تو عورت ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہو جائے گی بلا حلالہ حلال نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

غیر عورت کو طلاق دینا لغویات ہے

سوال: بخدمت جناب مولانا محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی گذارش عرض یہ ہے کہ

محمد گلزار خان سے کچھ گھریلو بات پر غلطی ہوئی ہے۔ جس میں جناب سے فتویٰ چاہتا ہوں۔ حالات و واقعات یہ ہیں کہ میں مکان میں اوپر چھت پر رہتا ہوں اور نیچے مالک مکان رہتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ چھت پر کپڑے پھیلانے پر میری منکوحہ سے معمولی سے منہ ماری ہوئی۔ جس بناء پر میری منکوحہ مکان میں نیچے چلی گئی اور اس وقت میری منکوحہ کے بھائی

میرے پاس موجود تھے۔تھوڑی دیر کے بعد مالک مکان اور اس کے ساتھ اس کی رشتہ میں بہنیں لگتی ہیں وہ اوپر میرے پاس آئیں اور الٹے سیدھے سوال کئے، جس پر میں برہم ہوا۔ وہ کہنے لگیں کہ تم لڑائی لڑتے ہو تو فیصلہ دے دو، جس پر میں نے ان سے کہا کہ میری منکوحہ سے تو میری کوئی لڑائی نہیں اگر تمہیں ضرورت ہے تو تمہیں طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں اور یہ کئی بار کہا۔اس پر میری بیوی کے بھائی نے کہا کہ کیا کر رہے ہو اگر اپنی بیوی کو دے رہے ہو تو اسے بلاؤ، جس پر میں نے کہا کہ اس سے تو کوئی واسطہ نہیں، یہ تو ان لوگوں سے بات ہو رہی ہے۔لہٰذا وہاں پر موجود کچھ غیر لوگ ہیں کہتے ہیں کہ طلاق ہوگئی۔لہٰذا جناب سے فتویٰ چاہتا ہوں۔ جو کچھ میں نے اس میں لکھا ہے اور لکھوایا ہے حلفیہ اقرار کرتا ہوں کہ ایک ایک لفظ بالکل درست ہے۔ السائل۔محمد گلزار خان، گواہ محمد علی

۷۸۶ الجواب: کسی غیر عورت کو طلاق دینا، ایسا ہی ہے جیسے درو دیوار کو طلاق دینا۔یعنی ایک مہمل اور لغو بات۔اس پر شرعاً کوئی حکم نہیں۔ہاں دلوں کا چھپا حال اللہ خوب جانتا ہے۔اس سے کوئی بات پوشیدہ نہیں اور قیامت قریب ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

''طلاق دے دوں گا'' اور ''طلاق دی'' کا الگ الگ حکم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی کے سامنے علیحدہ کمرے میں یہ الفاظ کہہ دیئے کہ میں طلاق دے دوں گا! میں نے طلاق دی! یہ الفاظ تین چار مرتبہ کہلائے ہیں۔کیا اس صورت میں زید کی بیوی اس کے نکاح میں رہی یا طلاق ہوگئی؟ عبدالحسین صدیقی، یونٹ نمبر ۷، لطیف آباد

۷۸۶ الجواب: ''میں طلاق دے دوں گا'' ارادۂ طلاق ہے اور ارادۂ طلاق، طلاق نہیں۔اگر قائل صرف اتنے ہی الفاظ کہتا اگرچہ متعدد، تب بھی طلاق واقع نہ ہوتی۔لیکن اس نے معاً بعد اپنے ارادہ کی تکمیل میں تین چار مرتبہ یہ کہا کہ میں نے طلاق دی اور سامنے ہی اس کی منکوحہ موجود ہے جسے وہ طلاق دینا چاہتا ہے تو اب وقوع طلاق میں کہاں شبہ رہا۔تین طلاقیں پڑ گئیں اور جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں تو عورت اپنے شوہر پر اس طرح حرام ہوجاتی ہے کہ بغیر حلالہ، اس کے لئے حلال نہیں رہتی۔اگرچہ دوبارہ نکاح پڑھ لیں۔حلالہ ضروری ہے۔قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ، و قال النبی ﷺ لا حتی تذوقی عسلیته (الحدیث)۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

مہر عورت کا حق ہے، مال دے کر یا مہر معاف کر کے طلاق لے سکتی ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، گذارش عرض یہ ہے کہ

میرا آدمی ہے وہ میرے مطلب کا نہیں ہے۔میں اس سے طلاق لے رہی ہوں۔اب وہ طلاق دینے کو تیار ہے۔اب علماء دین فرمائیں اور فتویٰ دیں کہ میں اس سے اپنا مہر عند الطلب مبلغ ۵۰۰۰ روپیہ لے سکتی ہوں یا نہیں؟ آپ اس

بارے میں فتویٰ دیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فیروزہ بی بی، پختہ قلعہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: عورت شوہر سے کچھ مال دے بغیر، طلاق حاصل کرسکتی ہے تو حاصل کرلے۔ اس صورت میں مہر اس کا حق ہے جسے وہ وصول کرسکتی ہے۔ لیکن شوہر کچھ مال لئے بغیر، یا کم از کم کل یا بعض مہر معاف کرائے بغیر طلاق نہ دینا چاہے تو آپ ہی مہر معاف کرنا ہوگا۔ عورت مہر معاف کرے، شوہر طلاق دے دے۔ اب یہ عورت عدت گزار کر کسی اور سے نکاح ثانی کرسکتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

بغیر وجہ شرعی خلع لینا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کوئی عورت اپنے شوہر سے کن وجوہات سے خلع لے سکتی ہے؟ صورت کیا ہے۔ اگر بغیر عذر شرعی چاہے تو کس شرط پر شوہر اسے آزاد کرسکتا ہے؟ ایک سال بھی نہ گزرا ہو اور عورت کہے کہ مجھے شوہر ناپسند ہے اور میں اب نہیں جاؤں گی اور اگر اس قسم کا کوئی مطالبہ ہو تو اس کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے اور کیا شرائط ہیں؟ جواب باصواب مدلل ومفصل دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔ فقط السائل رشید احمد خان

۷۸۷ الجواب: حدیث شریف میں ہے کہ جو عورت بغیر کسی حرج کے شوہر سے طلاق کا سوال کرے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے اور قرآن کریم کا ارشاد فرماتا ہے کہ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْھِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِہٖ (اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ دونوں میاں بیوی اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں، اس میں کہ، عورت چھٹی (طلاق) لے کچھ بدلہ دے کر) اسی طریقہ کو یعنی مال کے بدلے میں نکاح زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ زوج زوجہ میں نااتفاقی رہتی ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ وہ احکام شرعیہ کی پابندی اور ایک دوسرے کے ساتھ نباہ نہ کرسکیں گے تو خلع میں مضائقہ نہیں۔ عورت خواہ اپنا مہر کل یا بعض معاف کرے یا اپنے پاس سے کچھ اور مال دے اور شوہر اس کے بدلے، طلاق دے دے تو جائز وروا ہے اور باہم جو شرطیں، جائز طے پائیں ان کی پابندی لازم ہوگی۔ البتہ شرط عورت کی جانب سے یہ ہے کہ وہ مال دینا قبول کرے اور مرد کی جانب سے یہ ہے کہ وہ عاقل وبالغ ہو۔ (درمختار عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

طلاق کی گواہی عورت دے، تو کب مانی جائے گی؟

سوال: بخدمت جناب مولانا محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی مودبانہ گذارش یہ ہے کہ میں آپ سے عرض کرنا چاہتی ہوں کہ: میں نے آج سے تقریباً دس سال پہلے محمد وصیل سے شادی کی تھی۔ شادی سے پہلے اس نے کہا تھا کہ میں کنوارہ ہوں لیکن وہ شادی شدہ تھا۔ ہم دو تین سال انڈیا میں رہے۔ اسی دوران ایک دن کاغذ پر طلاق نامہ لکھا اور مجھے کہا کہ اس پر دستخط کردو۔ میں نے کاغذ لے کر پوچھا کہ بتاؤ اس میں میری کیا خطا ہے کہ تم ایسا کر رہے ہو؟ اس نے کہا کہ میں

مذاق کر رہا تھا پھر کاغذ مجھ سے چھین کر پھاڑ دیا اس کے بعد ہم لوگ افغانستان آ گئے۔ وہاں مجھے معلوم ہوا کہ محمد وصیل پہلے سے شادی شدہ ہے۔ مجھے بہت برا لگا اور ہمارا جھگڑا ہونے لگا۔ میرے پاس میری بھانجی جسے میری بہن نے گود دے دیا تھا ساتھ رہتی تھی جواب بھی میرے پاس ہی ہے۔ ہمارا جھگڑا تو ہوتا ہی رہتا تھا۔ ایک دن ہمارا جھگڑا ہوا اس نے مجھے بہت برا بھلا کہا اور قرآن پاک اٹھا کر میرے اوپر پھینکا اور کہا کہ تم میرے گھر سے نکل جاؤ۔ میں تم کو رکھنا نہیں چاہتا تم میرے قابل نہیں ہو۔ میں تم کو چھوڑ سکتا ہوں لیکن اپنی بیوی کو نہیں چھوڑ سکتا۔ تب میں نے روز روز کے جھگڑوں سے تنگ آ کر ایک روز شوہر سے کہا کہ اس سے تو تم مجھے طلاق ہی دے دو۔ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے میں تمہیں نہیں رکھنا چاہتا تم صبح ہونے سے پہلے چلی جاؤ۔ میں پٹھان ہوں رات کے اندھیرے میں جب چاہو میرا گھر چھوڑ دینا اور جو تیری بھانجی ہے۔ اسے چھوڑ جانا کیوں کہ وہ بھانجی کو بیچ کر روپے کمانا چاہتا تھا۔ میں اس ڈر سے، دوسرا وہ مجھے پہلے کہہ چکا تھا۔ ہم افغانستان سے مہاجر بن کر پاکستان آئے۔ افغانستان میں میرا کوئی نہیں تھا۔ جس کے پاس میں چلی جاتی مجبور تھی۔ یہاں مجھے موقع ملا اور میں نکل کر سیدھی لاہور آئی۔ وہاں ایک خدا کی بندی سے جو داتا دربار میں انچارج ہے ملاقات ہوئی۔ اس نے مجھے پاسپورٹ بنا کر دیا اور شناختی کارڈ بنایا اور میں پاکستانی ہوگئی۔ پاکستان سے ماں باپ کو ملنے انڈیا گئی وہاں رہنے کی بہت کوشش کی لیکن میں پاکستانی ہو چکی تھی۔ اس لئے مجھے واپس پاکستان آنا پڑا۔ اب میں ماموں زاد بھائیوں کے پاس یہیں حیدرآباد میں رہتی ہوں۔ بہت پریشان ہوں، مجبور ہوں، کیا کروں۔ آگے کوئی قدم بھی نہیں اٹھا سکتی۔ آپ کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس پر غور فرما کر اپنے خیالات سے مستفید فرمائیں اور فتویٰ جاری فرما کر مجھے آگے قدم اٹھانے کا موقع عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ

فقط السائلہ شکیلہ عرف نجمہ

۷۸۶ الجواب: اس میں کوئی شک نہیں کہ مذکورہ بالا صورتوں میں عورت اپنے دعویٰ و بیان کے ثبوت میں کم از کم دو عادل، متقی، پرہیزگار، قابل اعتماد اور معتبر گواہوں کو پیش کر سکے تو شرعاً کسی تردد و تامل کے بغیر، حکم طلاق دے دیا جائے اور ایام عدت گزر جانے پر، عورت کو نکاح ثانی کا اختیار بھی مل جائے لیکن از انجا کہ عورت کامل و وثوق سے خدا اور رسول کو گواہ بنا کر یہ واقعات بیان کرتی ہے اور شوہر کا پتہ نہیں کہ اس کے اقرار کا پتہ چل سکے تو ایسی صورت میں حکم شرعی یہ ہے کہ جو شخص اس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اسے بلاکم وکاست، ان واقعات سے آگاہ کیا جائے اور وہ شخص ان حالات کی روشنی میں اپنے دل میں غور کرے۔ اگر اس کے دل پر عورت کا بیان جمتا ہو وہ سچی اور اس کا بیان قابل قبول ہے اور اس میں کوئی بات فریب کی نہیں، تو اسے اختیار ہے کہ اس عورت سے نکاح کرے، ورنہ باز رہے۔ **فی الهندية عن الذخيرة لو ان امرأة قالت لرجل زوجي طلقني ثلثا وانقضت عدتي فان كانت عادلة و صادقة يتز وجها وان كانت فاسقة تحرى و عمل با وقع تحرية عليه**۔ اس کی ضرورت اس لئے کہ آج کل عادل شخص کا ملنا دشوار ہے۔ ورنہ عادلہ کا صرف اتنا بیان ہی کہ مجھے طلاق ہوگئی ہے، جواز نکاح کے لئے کافی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

مطلقہ مغلظہ کو بغیر حلالہ رکھنا، حرام کاری ہے

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ہی وقت میں اپنی والدہ اور نانی کی موجودگی میں تین سے زائد مرتبہ طلاق دی اور جب ہمارے علم میں لایا گیا تو ہم لڑکی کو لینے گئے۔ وہاں بھی متعلقہ شخص نے کہا کہ آپ اسے لے جاؤ میں نے اسے طلاق دے دی ہے۔ برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں ہماری راہ نمائی فرمائیں؟ السائل محمد سعید، الیاس آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: ایک بار، خواہ متفرق اوقات میں، جس شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دی ہوں، دونوں صورتوں میں عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت اس کے نکاح سے ایسی خارج ہوگئی کہ اب بے حلالہ، ہرگز اس کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ اگر یوں ہی رجعت کر لی اور گھر میں رکھ کر ازدواجی تعلقات قائم کر لئے، یا بلا حلالہ، نکاح جدید باہم کر لیا تو دونوں مبتلائے حرام کاری ہوں گے اور عمر بھر حرام کاری کریں گے۔ ایسی صورت میں عورت بھی ہاتھ سے گئی اور گناہ بے لذت بھی نامہ اعمال میں لکھا گیا اور شوہر گناہ گار بھی ہوا کہ ایک ساتھ تین طلاقیں دینا گناہ ہے۔ اگرچہ طلاقیں تینوں پڑ جائیں گی۔ وہابیہ غیر مقلدین کہ اب اس مسئلہ میں خلاف اٹھا رہے ہیں گمراہ بددین ہیں۔ دوسروں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔ سنّی مسلمانوں کو ان کی تقلید حلال نہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اب وہ عورت اس شوہر کے لئے حلالہ کے بعد حلال ہوگی۔ بغیر حلالہ حلال نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ **فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ**۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

''تو گھر میں رہنے کے قابل نہیں'' سے طلاق نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: کچھ وقت سے میری والدہ اور میری بیوی کے درمیان نا اتفاقی چلی آرہی تھی۔ باوجود کافی کوشش کے ان میں اتفاق نہ ہو سکا۔ بالآخر تنگ آکر میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو میرے ساتھ رہنا چاہتی ہے تو تجھے بھی صبر سے کام لینا ہوگا اور میری والدہ سے تلخ کلامی سے کنارہ کشی کرنا ہوگی ورنہ میرے نزدیک اس معاملے کا حل یہ ہے کہ تجھ سے علیحدگی اختیار کرلوں یعنی میں تجھے طلاق دے دوں گا۔ مگر کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا۔ کچھ دن ہوئے میرے سامنے دونوں میں کسی بات پر تلخ کلامی شروع ہوگئی۔ میں نے اپنی بیوی کو خاموش رہنے کی تلقین کی لیکن باوجود میرے بار بار کہنے کے وہ خاموش نہ ہوئی تو مجھے غصہ آگیا اور میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اگر تو خاموش نہیں ہوتی تو پھر چل میں تجھے تیرے والدین کے گھر چھوڑ آتا ہوں اب تو اس گھر میں رہنے کے قابل نہیں۔ میری والدہ نے میرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا نہیں یہ اسی گھر میں رہے گی اور اسے نکالنا نہیں ہے۔ میں نے انتہائی غصے کی حالت میں کہا کہ اب میں اسے گھر میں بٹھاؤں تو اس کا بیٹا لگوں۔ پھر بھی میری ماں نے اسے زبردستی گھر میں بٹھا ہی لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد میری بیوی میرے پاس آئی اور کہا کہ اس بار میری غلطی معاف کر دو آئندہ ایسی غلطی نہیں کروں گی۔ میں اب بھی غصہ کی حالت میں تھا اور میں نے اسے کہا کہ خدا کی قسم میں نے تو تجھے طلاق دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ میری زبان سے

ایسے سخت الفاظ سنتے ہی میری بیوی نے جا کر وضو کیا اور گھر میں رکھا ہوا قرآن مجید اٹھایا اور کہنے لگی کہ اس پاک کلام کے واسطے مجھے کر دو۔ میں نے اسے تو معاف کر دیا لیکن میرے لئے یہ پریشان کن مسئلہ بن گیا کہ میں نے غصے میں طلاق دینے کی قسمیں کھالی ہیں۔ اب مجھے کیا قسم اٹھانا چاہیے۔ برائے مہربانی مندرجہ بالا بیان کی روشنی میں آپ ہماری راہ نمائی فرمائیں؟

السائل داؤد خان، ٹنڈو الیہار

۷۸۶ الجواب: شوہر کے اس بیان میں کہیں ایسے الفاظ نہیں پائے جاتے جن کی بنیاد پر عورت کو طلاق کا حکم دیا جاسکے۔ پہلا جملہ کہ "اب تو میرے گھر میں رہنے کے قابل نہیں"، یوہیں تیسرا جملہ کہ میں نے "تجھے طلاق دینے کا فیصلہ کر لیا ہے" شوہر کی انتہائی خفگی کا پتہ دیتے ہیں، ایقاع طلاق کے قائم مقام نہیں۔ علیٰ ہذا اس کا یہ کہنا کہ "اگر میں اسے گھر میں بٹھاؤں تو اس کا بیٹا لگوں" ایقاع طلاق میں محض نامعتبر ہے۔ فی الهندية لو قال ان وطئتك وطئت امی فلاشی علیه۔ لہٰذا نکاح قائم ہے البتہ شوہر پر لازم ہے کہ ایسے الفاظ کے استعمال سے پرہیز کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ ذی قعد ۱۴۰۳ھ

جبر و اکراہ کے ساتھ طلاق زبان سے دی تو ہو جائے گی

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، جناب عالی مودبانہ گذارش عرض ہے کہ

میں دو لڑکوں بنام کاشف عمر ۳ سال اور آصف ۱ سال کا والد ہوں اور میری بیوی کا نام نورین عرف قمر النساء ہے۔ جبکہ چند دشمن اور شورہ پشت لوگوں اور محمد شورو ساکن شہاب سینما حیدر آباد نے چند یوم قبل میرے اور میرے بڑے لڑکے کاشف کے اوپر چاقو رکھ کر اور جان سے مارنے کی دھمکی دے کر مجھ سے کاغذات پر زبردستی دستخط لے لئے ہیں اور اب معلوم ہوا ہے کہ وہ طلاق نامہ تھا جس پر دستخط کیے ہیں۔ جبکہ میں نے اپنی بیوی مسمات نورین عرف قمر النساء کو طلاق نہیں دی ہے اور نہ ہی زبانی دی ہے اور مجھ سے دھوکا ہوا ہے اور میں غریب آدمی ہوں۔ لہٰذا جناب والا سے مودبانہ گزارش ہے کہ جناب والا مہربانی فرما کر مجھے سرٹیفکیٹ اس امر کا مرحمت فرمائیں کہ آیا اس طرح سنت رسول اور قرآن کی رو سے طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

فقط والسلام، محمد اقبال ولد حاجی محمد وزیر، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: طلاق اگر زبان سے دے تو کیسے ہی جبر و اکراہ سے ہو، ہو جائے گی اور عند الشرع معتبر ہوگی اور اگر کسی تحریر پر، مضمون پر واقف ہوئے بغیر، یا جبر و اکراہ شرعی کی صورت میں، دستخط کر دئے مگر زبان سے کوئی لفظ طلاق کا ادا نہ کیا، تو ایسی صورت میں طلاق کا حکم نہ دیا جائے گا۔ (کذا فی الفتاویٰ الشامیہ) اور جب شرعاً، ایسی صورت میں حکم طلاق نہ کیا جائے گا تو ظاہر ہے کہ ان دونوں میں رشتہ زوجیت برقرار ہے۔ شوہر، دیندار باثر مسلمانوں یا پھر حکام وقت کی طرف رجوع کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

غصہ میں طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ: میں غلام علی شاہ ولد نواز علی شاہ پرائمری ٹیچر سٹلائیٹ ٹاؤن، میر پور خاص آج سے تقریباً چار ماہ قبل جب میں اپنی ڈیوٹی سے گھر پر آیا تو میری بڑی بیوی جمیلہ بیگم اور میری چھوٹی بیوی فاخرہ بیگم دونوں میں کسی بات پر جھگڑا ہوا تھا۔ اس لئے دونوں علیحدہ علیحدہ کمروں میں بحالت غصہ پڑی ہوئی تھیں۔ جھگڑا میری عدم موجودگی میں ہوا تھا۔ لہٰذا میں نے اپنی بڑی بیوی جمیلہ بیگم سے پوچھا کیا بات ہے۔ تو میری بڑی بیوی نے جواب دیا کہ اپنی چھوٹی بیوی سے پوچھو۔ پھر میں نے اپنی چھوٹی بیوی فاخرہ بیگم سے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ کیا جھگڑا ہے۔ تو میری چھوٹی بیوی نے بھی یہی جواب دیا کہ اپنی بڑی بیوی جمیلہ بیگم سے پوچھو۔ جب میری دونوں بیویوں نے بار بار یہی جواب دیا تو میں نے جھنجھلاہٹ میں اپنی چھوٹی بیگم کو ڈانٹا کہ مجھے بتاؤ کہ کیا بات ہے؟ تو میری چھوٹی بیوی نے برجستہ یہ جواب دیا کہ تم مجھے طلاق دو اور بار بار یہی کہتی رہی تو مجھے اس بات پر غصہ آیا اور میں نے اپنی چھوٹی بیوی سے کہا کہ اگر تم نے طلاق لینے کا فیصلہ کر لیا ہے تو اپنے ماں باپ کو یہاں میر پور خاص بلوالو۔ اگر تمہارے ماں باپ اور تم نے مشترکہ مطالبہ طلاق کیا ہے تو پھر میں اپنے رشتے داروں سے مشورہ کر کے طلاق دے دوں گا۔ پھر اس واقعہ کے تقریباً ایک ماہ بعد فاخرہ بیگم کے والد شمشاد علی، ماں فاطمہ بیگم اور فاخرہ بیگم کی بھابی بعد مغرب ۱۱ مئی ۱۹۸۳ء کو میرے گھر آئے اور مجھ سے کہا کہ لڑکی یعنی فاخرہ بیگم کو کچھ دنوں کے لئے ہم گھر لے جا رہے ہیں، بعد میں لڑکی کو واپس میر پور خاص بھیج دیں گے۔ میں نے کہا بیشک لے جائیے، چونکہ گفتگو دوستانہ ماحول میں ہوئی تھی اس لئے میں نے اجازت دے دی چنانچہ میرے سسر شمشاد علی اپنی بیٹی فاخرہ بیگم کو ۱۲ مئی ۱۹۸۳ء کو اپنے ساتھ اپنے گھر حیدر آباد لے گئے۔ تقریباً تین ماہ بعد میرے پاس دو فتوی کی نقل ۷ اگست ۱۹۸۳ء کو ملیں۔ جس میں میرے سسر شمشاد علی نے یہ بیان کیا ہے کہ تم نے میری لڑکی فاخرہ بیگم کو تین مرتبہ طلاق دی ہے، اس لئے طلاق ہوگئی اور اب لڑکی تمہارے گھر ان دونوں فتوں کی رو سے نہیں جاسکتی۔ جب کہ میں غلام علی شاہ نے اپنی بیوی فاخرہ بیگم کو طلاق نہیں دیا ہے۔ لہٰذا ازروئے قرآن وسنت اور شریعت کی رو سے جواب عنایت کیا جائے کہ آیا یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

فقط السائل غلام علی شاہ ولد نواز علی شاہ، سٹلائیٹ ٹاؤن، میر پور خاص

۷۸۶ الجواب: یہ سوال کچھ عرصہ قبل بھی یہاں آیا تھا۔ اس میں صاف تحریر تھا کہ ''شوہر کو تین طلاقوں کا اقرار ہے مگر وہ کہتا ہے کہ غصہ میں طلاق نہیں پڑتی'' اسی اقرار کی بنیاد پر فتوی دیا گیا تھا کہ طلاق ہوگئی اور یہ خیال غلط ہے کہ ''غصہ میں طلاق نہیں ہوتی'' اب یہ سوال خود شوہر کی جانب سے ہے اور اس میں تصریح ہے کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی البتہ بیوی کے مطالبہ طلاق پر، یہ کہا تھا کہ ''تم نے اور تمہارے والدین نے مشترکہ طور پر اور طلاق کا مطالبہ کیا تو مشورہ کر کے طلاق دے دوں گا'' اگر واقعہ یہی ہے کہ شوہر نے کوئی طلاق نہیں دی اور نہ کسی کے سامنے اقرار طلاق کیا'' جبکہ طلاق کا جھوٹا اقرار بھی طلاق شمار ہوتا ہے'' تو اب وقوع طلاق کا حکم، کس بنیاد پر کیا جاسکتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہاں عورت اس کا دعوی کر سکتی ہے۔ تو

عورت اگر اپنے دعوٰی پر قابل اعتماد گواہ پیش کر دے۔ ایسے کہ ان کی گواہی شرعاً قبول کی جا سکے، تو بیشک اس کا دعوٰی قبول کیا جائے گا اور اس شہادت کی بنیاد پر حکم طلاق دیا جائے گا اور ان گواہوں کی موجودگی میں، شوہر کے انکار کو رد کیا جائے گا اور اگر عورت کے پاس گواہ نہیں تو تنہا عورت کا قول یہاں قبول نہیں۔ خلاصہ یہ کہ شوہر کے اس بیان کی روشنی میں، ہنوز ان دونوں میں رشتہ زوجیت قائم ہے۔ ہاں عورت اس کے ساتھ نباہ نہ کر سکے تو اسے اختیار ہے کہ شوہر سے مال کے عوض طلاق حاصل کرے اور عدت گزارے۔ عدت گزر جائے تو اسے نکاح ثانی کا اختیار ہوگا۔ شوہر طلاق نہ دے تو وہ اس کی زوجہ رہے گی۔ (فتاوٰی رضویہ۔ درمختار وغیرہ) واللہ تعالٰی اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

چاروں ائمہ کے نزدیک تین طلاق ایک ساتھ ہوں، تب بھی تین ہی ہیں، غیر مقلدین کا رد

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس کے بارے میں بمطابق فقہ حنفیہ کہ: زید اپنی بیوی سے ملنے اس کے میکے کراچی گیا۔ جہاں اس نے اپنی بیوی سے کسی معاملے میں استفسار کیا جس کے جواب میں مسئولہ معاملے سے متعلق اس کی بیوی نے کذب بیانی سے کام لیا۔ زید نے اس معاملے سے متعلق اپنی معلومات کی صحت پر اصرار کیا جبکہ اس کی بیوی اس تردید پر بضد رہی اور بات بحث و تکرار کی صورت اختیار کر گئی جس کے نتیجے میں زید مشتعل ہو گیا اور اس نے غصے کی حالت میں اپنی منکوحہ بیوی سے مخاطب ہو کر تین بار علیحدہ علیحدہ طلاق دے دی اور گھر سے نکل آیا۔ اس موقع پر تقریباً دو افراد بھی موجود تھے جنہوں نے طلاق دہی کے جملوں کو سنا۔ شوہر نے طلاق کے الفاظ اس طرح ادا کئے کہ طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی!

۱۔ کیا مذکورہ صورت حال میں فقہ حنفی کے مطابق طلاق ہو گئی؟

بعد ازاں زید اور اس کی بیوی دونوں اپنے کئے پر پشیمان و نادم ہیں نیز ان کے متعلقین نئی صورت حال سے پریشان ہیں اور جویاں ہیں کہ ہر دو فریقین کے زن و شوہر کی حیثیت سے زندگی گزارنے کے لئے کوئی گنجائش فقہ حنفی کے مطابق موجود ہے یا نہیں؟ اس جستجو میں اہلحدیث (غیر مقلد) کے ایک سند یافتہ عالم سے سابقہ پڑا ہے جس کا کہنا ہے کہ مذکورہ صورتحال میں طلاق واقع نہیں ہوئی کیوں کہ طلاق ایک ہی وقت ایک ہی موقع پر تین بار دی گئی ہے جو قرآن حکیم و احادیث مبارکہ کی روشنی میں اس کے نزدیک غلط طریقہ ہے جبکہ طلاق تین ماہ میں مہینے کے وقفے سے دی جانی چاہئے۔ عالم مذکورہ کا کہنا ہے کہ ہر دو فریقین اپنی ازدواجی زندگی حسب سابق گزار سکتے ہیں کہ وہ بدستور رشتہ ازدواج میں منسلک ہیں۔ اس ضمن میں کسی بھی قسم کا عذاب وہ عالم اپنے ذمہ لینے کو تیار ہے لہٰذا ارشاد فرمائیں کہ

۲۔ آیا مذکورہ عالم کے قول کے مطابق کہ شافعی مسلک کے اعتبار سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ درست ہے؟

۳۔ آیا شافعی مسلک کے اعتبار سے طلاق مؤثر نہیں ہوئی تو زید اس معاملے میں مذکورہ مسلک کو اختیار کر سکتا ہے؟

۴۔ کیا اس مخصوص معاملے میں شافعی مسلک اختیار کرنے سے زید دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا یا نہیں؟

السائل ثاقب علی خان، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: ایک بار تین طلاقیں دینے سے، نہ صرف حنفیہ بلکہ چاروں مذاہب اہلسنت کے ائمہ ملت کے اجماع سے تین مغلظہ ہو جاتی ہے۔ امام شافعی، امام مالک، امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم ائمہ مجتہدین و مُتبرعین میں سے کوئی امام، اس باب میں اصلاً مخالف نہیں۔ صورت مستفسرہ میں اس کی عورت پر تین طلاقیں ہو گئیں۔ ایک ساتھ تین طلاقیں دینا گناہ ہے۔ زید گناہ گار ہوا۔ مگر عورت اس کے نکاح سے ایسے خارج ہوگئی کہ اب بے حلالہ ہرگز اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ اگر یوں ہی رجعت کرلی، یا بلا حلالہ، نکاح جدید باہم کرلیا، خود اپنی رضامندی سے، یا کسی کے دباؤ میں آ کر، یا کسی نام نہاد مفتی کے جال میں پھنس کر، تو دونوں مبتلائے حرام کاری ہوں گے اور عمر بھر حرام کاری کریں گے۔ یہاں تک کہ ائمہ دین نے فرمایا کہ اگر قاضی شرع، حاکم اسلام ایسے مسئلہ میں ایک طلاق پڑنے کا حکم دے تو وہ حکم باطل و مردود ہے۔ وہابیہ غیر مقلدین کہ اب اس مسئلہ میں خلاف اٹھا رہے ہیں مگر بددین ہیں۔ ان کی تقلید، اور ان کے فتوی پر عمل، بلا تصدیق حلال نہیں۔ وہ بدنصیب، تمام مسلمانوں سے کٹ کر، اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے کی پاداش میں کل مبتلائے عذاب ہوگا۔ خود اپنے آپ کو نہ بچا سکے گا، دوسرے کا بوجھ کیا اٹھائے گا۔ بہرحال اس کا یہ کہنا کہ وہ بدستور رشتہ ازدواج میں منسلک ہیں، غلط صریح اور باطل اور قطعاً خدا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے خلاف ہے۔ اس قول پر تو اس نے ایک بھی طلاق نہ مانی اور شوہر کے اس قول کو بالکل مہمل ٹھہرا دیا۔ فتح القدیر میں ہے ذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلث الخ اور اسی سے ثابت ہوا کہ جب وہ امام شافعی کا مذہب ہی نہیں تو مسئلہ خاص کی خاطر، اپنے مذہب کو چھوڑنا کہ یوں ہیں ناجائز و گناہ ہے، کیسے جائز و صحیح ہوگا۔ یہ تو صرف اور صرف اپنی خواہش نفس کا اتباع ہوا اور شرعاً حرام و ناجائز ہے۔ الحاصل وہ عورت، اس مرد پر بلا حلالہ حلال نہیں۔ قال الله تعالىٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ (بقرہ:230) و قال النبی ﷺ لا حتى تذوقى عسيلته (الحديث)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۱ ذی قعد ۱۴۰۳ھ

گھبراہٹ اور جھنجھلاہٹ کا نام جنون نہیں ہے، ایسی حالت میں طلاق ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۸۳ء بروز پیر میں علی الصبح روزگار کی تلاش میں اپنے گھر سے نکلا کیوں کہ میرے پاس اتنے پیسے بھی نہیں تھے کہ میں دور دراز جانے کے لئے بس وغیرہ میں سفر کرسکوں۔ اس لئے پیدل چلتا رہا اور جامشورو تک جا نکلا لیکن روزگار نہ ملا اور مایوسی کی حالت میں بھوک و پیاس کی صعوبتیں برداشت کرتا ہوا پیدل رات ۱۱ بجے گھر پہنچا تو بجائے اس کے کہ مجھ سے گھر سے دیر تک باہر رہنے کی وجہ معلوم کی جاتی۔ میری بیوی نے مجھ سے تکرار شروع کردی ہتک آمیز لہجہ استعمال کیا۔ جس نے میرے دل و دماغ پر گہرا اثر کیا اور میں بے قابو ہوگیا اور اسی غصہ و دیوانگی کی حالت میں اپنے ہوش و حواس قائم نہ رکھ سکا اور اپنی بیوی کو جانے کتنی بار طلاق دینے کے الفاظ کہہ گیا۔ دوسرے دن صبح مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۸۳ء بروز منگل کو سو کر اٹھا تو اہل خانہ نے مجھے بتایا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ جس کا

مجھے کافی احساس ہوا اور از حد پریشان ہوں کہ یہ مجھ سے کیا ہو گیا۔ جبکہ میری بیوی اس وقت حاملہ بھی ہے اور بچے بھی ہیں اور مجھے علم نہیں کہ میں نے ایسا کہا۔ اس لئے آپ سے گزارش ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کی روشنی میں بتایا جائے کہ مذکورہ بالا حالات و واقعات کی روشنی میں آیا میری بیوی کو طلاق ہو گئی یا نہیں؟

خیر طلب، محمد صدیق ولد عبداللہ خان عباسی، ٹنڈو میر محمود، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** گھبراہٹ جھنجھلاہٹ اور پریشان عالی اور دماغ پر گرمی ایسی چیز نہیں جسے شرعاً پاگل پن یا جنون کا نام دیا جاسکے اور جب یہ جنون نہیں تو ایسی حالت میں جو طلاق دی گئی وہ واقع ہو گئی اور چونکہ شوہر کو تین بار سے زیادہ طلاقیں دینے کا اقرار بھی ہے تو عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت اپنے شوہر پر ایسی حرام ہو گئی کہ بغیر حلالہ، اس پر حلال نہ ہو گی۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور عورت کا حاملہ ہونا، وقوع طلاق سے مانع نہیں۔ طلاق حاملہ پر بھی پڑ جاتی ہے۔ غرض چارہٴ کار حلالہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۱ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

عورت طلاق قبول نہ کرے جب بھی طلاق ہو جاتی ہے

سوال: مکرمی جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میں، میری بیوی اور بچے چند دنوں پیشتر انڈیا گئے۔ میری بیوی کو مجھ پر شک تھا کہ میں کسی اور عورت سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے ہندوستان میں اپنی بیوی سے قسم کھا کر کہا کہ میرا کسی عورت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تکرار برابر اس بنیاد پر ہوتی رہی حتیٰ کہ ہم لوگ ہندوستان سے پاکستان آ گئے۔ میں نے اپنی عورت مسمات اقبال النساء بنت محمد یوسف سے کہا کہ جو بھی تکرار یا لڑائی جھگڑا انڈیا میں ہوا وہ یہیں ختم کر دو اور ہندوستان میں رہنے والے عزیزوں سے خط لکھ کر معافی مانگ لو۔ اس پر عورت نے کہا کہ بڑوں سے معافی مانگ لوں گی، چھوٹوں سے نہیں۔ نتیجتاً جھگڑا بڑھتا چلا گیا دونوں میاں بیوی انتہائی غصہ کی حالت میں ایک دوسرے سے لڑتے رہے۔ انتہا یہاں تک کہ میں نے پانچ یا چھ بار عورت کو طلاق کہکر جملہ استعمال کئے۔ اس پر عورت نے کہا کہ مجھے طلاق نہیں دے سکتے اور نہ ہی طلاق مجھے ہو سکتی ہے اس لئے کہ میں حاملہ ہوں اور نہ ہی مجھے طلاق لینا ہے اور مجھے طلاق منظور نہیں۔ میرے بڑے بھائی گھر پر موجود تھے۔ دوسرے دن میرے بیوی کو اپنے گھر لے گئے۔ اب اس مندرجہ بالا واقعات کی روشنی میں طلاق ہوئی یا نہیں۔ اپنے فیصلے سے تحریری طور پر آگاہ فرمائیں تاکہ شرعی طور پر وہ عمل کریں جو کہ اللہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق ہو۔ میرے بچوں کی تعداد چار ہے اور ان کی عمریں ۸ سال، ۶ سال، ۴ سال، ۲ سال اور موجودہ وقت میں عورت حاملہ ہے؟　　فقط محمد رفیق ولد محمد ابراہیم، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** شوہر کو اقرار ہے کہ اس نے اپنی بیوی کے لئے پانچ چھ مرتبہ طلاق کے الفاظ استعمال کئے۔ جبکہ عورت کہتی ہے کہ "مجھے طلاق منظور نہیں اور نہ مجھے طلاق ہو سکتی ہے اس لئے کہ میں حاملہ ہوں" حالانکہ طلاق کا واقع ہونا، یا واقع نہ ہونا،

عورت کے قبول کرنے یا نہ کرنے پر موقوف نہیں۔ عورت لاکھ کہے کہ میں طلاق نہیں چاہتی یا مجھے طلاق منظور نہیں، لیکن جب شوہر اسے طلاق دے گا، طلاق پڑ جائے گی۔ یونہیں عورت کا حاملہ ہونا بھی وقوع طلاق سے مانع نہیں۔ عورت خواہ بالغ ہو یا نابالغ۔ حاملہ ہو غیر حاملہ، ہر حال میں اس پر طلاق پڑ جاتی ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں عورت اپنے شوہر پر بحرمت مغلظہ حرام ہوگئی اور ایسی حرام ہوئی کہ تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو، یہ نکاح ثانی سے بھی اس کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔ یہ فیصلہ قرآن و حدیث کا فیصلہ ہے۔ جسے ماننا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ (بقرہ:230)
وقال النبی ﷺ لاحتی تذوقی عسیلته ویذوق من عسیلتك (الحدیث)۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۳ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

طلاق نامہ پر دستخط

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

۱۔ نام شوہر۔ طاہر الدین ولد وزیر الدین۔ مسلم۔ بالغ۔ نزد اکبری مسجد۔ پکا قلعہ، حیدر آباد

۲۔ نام زوجہ۔ نور جہاں بنت محمد مجید پہلوان۔ مسلم۔ بالغ۔ لطیف آباد، حیدر آباد

۱۔ میری شادی بمطابق اسلامی شریعت فقہ حنفیہ مسمات خاتون نور جہاں سے ہوئی ہے۔ میں نے ہمیشہ اس کو راضی و خوش رکھا اور دلجوئی کی لیکن اس کے والدین نے میری خودداری اور حسن سلوک کو ٹھکرایا۔ ہاں گھریلو معاملات میں تو کبھی شکر رنجی ہوتی جو جلد دفع ہوتی تھی۔

۲۔ اس معاملہ میں خدا کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے کبھی اپنی منکوحہ کو طلاق دینے کا خیال تک نہیں کیا اور نہ اس نے فسخ نکاح کا ذکر کیا۔

۳۔ اس ہفتے میں چند افراد میرے مکان پر آئے جبکہ میں تھکا ہوا تھا اور کچھ دیر نیند کا غلبہ ہو گیا تھا۔ مجھے اٹھا کر کہا کہ اگر تمہارا راضی نامہ ہو جائے تو اچھا ہے۔ تحریر شدہ کاغذ کے زیریں حصے پر میرا نشان انگوٹھا لیا اور یہ کہا کہ اپنی منکوحہ کو ہمیشہ خوش رکھا کرو۔

۴۔ دو دن بعد مجھے تحریر کی نقل بھجوا دی۔ وہ پندرہ روپیہ والے اسٹامپ پر طلاق نامہ تھا۔ میری جانب سے تحریر کیا گیا تھا۔ یہ کاروائی ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت کی گئی۔ اس کا مجھے افسوس ہے۔

۵۔ طلاق کے الفاظ نہ تو میں نے زبان سے کہے۔ نہ مجھ کو خبر کی گئی کہ یہ طلاق نامہ ہے۔

۶۔ اسٹامپ کے کاغذ کی تحریر میری رضامندی کی نہیں ہے۔ کیوں کہ میں طلاق کیوں دے دوں۔

۷۔ اسٹامپ کے کاغذ پر حاشیئے کے گواہ معتبر نہیں ہیں۔

۸۔ اسٹامپ پر گواہوں کے دستخط میرے سامنے نہیں ہوئے وہ میری منکوحہ کے طرفدار ہو کر یہ کاروائی کر گئے۔

۹۔ یہ دھوکا اور فریب سے کاروائی کی گئی اور طلاق نامہ تحریر ہوا ہے۔ اوتھ کمشنر نے میرے نشان انگوٹھا کی تصدیق غلط کی جبکہ میں

تو ان صاحب کے سامنے ہی نہیں گیا نہ میں نے امر طلاق کا اقرار کیا۔ میں طاہر الدین بیان دیتا ہوں کہ جو کچھ استفسار مسئلہ طلاق میں تحریر کیا گیا ہے وہ صحیح و درست ہے۔ براہ کرم استفسار مسئلہ طلاق میں از روئے شریعت فتوٰی دے کر مشکور فرمائیں۔

منجانب طاہر الدین ولد وزیر الدین

۷۸۶ **الجواب:** سچ اور حقیقت حال کا علم اللہ عزوجل کو ہے کہ وہ کھلی چھپی دل کی تمام باتیں جانتا ہے۔ اگر یہ واقعہ ہے کہ طاہر الدین ولد وزیر الدین نے کسی طور نہ اپنی منکوحہ کو طلاق دی، ۲۔ نہ اس کے حکم وایماء اور مرضی پر طلاق نامہ لکھا گیا، ۳۔ اور نہ اسے کسی طور اس طلاق نامہ کے مضمون پر واقفیت ہوئی۔ بلکہ اسے ''راضی نامہ'' بتا کر اس سے نشان انگوٹھا لیا گیا، تو ایسی صورت میں وہ عورت بدستور طاہر الدین کی زوجیت میں ہے اور کسی مرد کو اس سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ نکاح کی گرہ، قرآن عظیم نے شوہر کے ہاتھ میں رکھی بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (بقرہ:237) تو جب تک شوہر براہ راست یا کسی قابل قبول ذریعہ سے طلاق نہ دے وہ بدستور سابق اس کی زوجہ رہے گی۔ ہاں اگر شوہر طلاق دے کر منکر ہو جائے تو اب طلاق کا ثبوت کم از کم دو گواہان شرعی سے ہوگا ایسے کہ ان کا ظاہر حال شرع کے مطابق ہو۔ ان پر کبھی جھوٹ کا تجربہ نہ ہوا ہو، خدا ترس ہوں کہ دو دمڑی کے لئے اپنی گواہیاں نہ فروخت کرتے پھریں اور عذاب الٰہی سے ڈرتے ہوں جب ایسے دو گواہ یہ گواہی دیں کہ ہمارے روبرو، فلاں شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور الفاظ طلاق کو ہم نے اپنے کانوں سے سنا اور طلاق دیتے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یا یہ کہ طلاق نامہ کے مضمون پر واقف ہو کر شوہر نے اس پر دستخط کئے، یا نشان انگوٹھا ثبت کیا اور ہمارے سامنے اس طلاق نامہ کو تسلیم کیا اور ہم اس کے گواہ ہیں، تو البتہ شوہر کا انکار قابل قبول نہ ہوگا اور طلاق پڑ جائے گی۔ لیکن جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے کہ یہ سب فراڈ ہے اور یہ ساری کارروائی جھوٹ وفریب ہے اور گواہ معتبر نہیں تو اس کارروائی کا سارا وبال انہیں نام نہاد گواہوں پر ہے جو مسلمانوں کو فریب دے کر میاں بیوی میں جدائی ڈال رہے ہیں۔ حدیث شریف میں فرمایا کہ ''وہ شخص ہم مسلمانوں میں سے نہیں جو کسی کی بیوی کو اس کے شوہر سے توڑ دے'' اور یہاں تو شوہر نے اس رشتہ کو توڑا بھی نہیں تو وبال وگناہ، اور شدید تر ہوا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ ''جھوٹے گواہ، اپنی گواہی دے کر، ہٹ بھی نہیں پاتے کہ ان کا نام جہنمیوں میں لکھ دیا جاتا ہے'' والعیاذ باللہ۔ بہر حال صورت مسئولہ میں عورت پر طلاق نہیں پڑی وہ بدستور اپنے شوہر کی زوجیت میں ہے اور کسی کو اس سے نکاح حلال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

شوہر سے پوچھے بغیر بیوی، چلی جائے، تو طلاق نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کی بیوی اپنے شوہر کی غیر موجودگی میں اس سے بغیر پوچھے اپنے والدین کے گھر چلی گئی اور اپنے شوہر کے نام ایک پرچہ جس کا مضمون یہ ہے کہ میں آپ کی اجازت سے اپنی والدین کے گھر جا رہی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ میں کوئی غلطی نہیں کر رہی، میرے والدین کے دروازے آپ کے

لئے کھلے ہیں اللہ مجھے معاف فرمائے۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین وصوفیاء کرام قرآن وحدیث کی روشنی میں کہ طلاق بائن ہوگئی؟ یا بیوی نکاح میں ہے؟ فقط السائل

۷۸۶ الجواب: صرف اتنی بات سے کہ عورت، شوہر سے پوچھے بغیر اپنے والدین کے یہاں چلی گئی اور ایک پرچہ (جس کا مضمون سوال میں مذکورہ ہے) لکھ کر بھیج دیا، یہ تو کوئی وجہ طلاق نہیں۔ وہ دونوں ہنوز میاں بیوی ہیں اور اگر کوئی اور بات ہے تو بیان کیا جائے تا کہ حکم شرعی دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

عورت طلاق مانے یا نہ مانے طلاق ہوگئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمی محمد جمیل ولد فیض محمد کا عقد شرعی ہمراہ مسمات جمیلہ بیگم دختر سلیمان سے عرصہ تقریباً آٹھ سال پیشتر ہوا تھا۔ تقریباً چار سال زن وشوہر یکجا رہے اور کوئی تنازعہ نہیں تھا۔ بعدہ مسمی محمد جمیل بغرض تلاش معاش سعودی عرب چلا گیا اور چار سال تک وہاں مقیم رہا عرصہ تقریباً ایک سال پیشتر مسمی جمیل نے غلط فہمی اور لوگوں کی جھوٹی شکایتوں سے مشتعل ہو کر اپنی زوجہ کو اس کی عدم موجودگی میں تین طلاق لکھ کر بھیج دی بعدہ مسمی جمیل جب سعودی عرب سے واپس آیا تو اس کو معلوم ہوا کہ شرپسندوں نے ناجائز اور غلط اطلاعات اور شرانگیزی کر کے طلاق دلوادی ہے۔ مسمی جمیل طلاق دینا نہیں چاہتا اور نہ ہی مسمات جمیلہ طلاق لینے پر آمادہ ہے اور لڑکے کو طلاق نامہ کا اقرار بھی ہے۔

فقط جمیل ولد فیض محمد، ڈگری ضلع، میر پور خاص

۷۸۶ الجواب: عورت لاکھ طلاق لینے پر آمادہ نہ ہو اور شوہر خود بھی طلاق دینا نہ چاہے لیکن جب طلاق دے دی اور طلاق کا اقرار بھی ہے تو ضرور طلاق پڑ گئی اور صورت مسئولہ میں مسمات جمیلہ تو اپنے اس شوہر پر ایسی حرام ہوگئی کہ بغیر حلالہ، اس کے لئے حلال نہ ہوگی اور نہ بغیر حلالہ ان کے مابین نکاح ثانی شرعاً معتبر ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

وقفہ سے طلاق دی، تین سے زیادہ ہوگئیں، پھر بھی طلاق تین ہو چکیں

سوال: از روئے شریعت کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص عبد الغفار ولد عبد اللہ اجمیری عاقل بالغ ساکن میر پور خاص نے جس کی شادی خورشید بنت عبد الغفور پکا قلعہ سے ہوئی۔ جس سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا ہے اور اس کی بہن کی شادی بھی عبد الغفور پکا قلعہ کے لڑکے منیر احمد سے ہوئی تھی اور ابھی قائم ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قائم رکھے۔ الغرض عبد الغفار ولد عبد اللہ میر پور خاص سے جب حیدرآباد آتا تو بغیر کسی وجہ کے اپنی بہن کا جہیز طلب کرتا اور لڑتا جھگڑتا اور کہا کرتا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں گا اور یہ بھی کہتا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، یہ الفاظ کئی مرتبہ ادا کئے گئے اور آخری مرتبہ جب ۸ مئی ۱۹۸۳ء کو آیا تو حسب سابق وہی لڑائی جھگڑا اور پھر وہی الفاظ ادا کئے کہ میں نے

طلاق دے دی ہے تم کس طرح مانو گے کہو تو کورٹ میں چل کر اسٹامپ پر لکھدوں اس آخری مرتبہ میں اور پہلے دو مرتبہ میں جو لوگ موجود تھے ان کے حلفیہ بیان اس پرچہ کے ساتھ منسلک ہیں اور مذکورہ شخص کی بیوی کا بیان بھی منسلک ہے جس نے یہ الفاظ اپنے کانوں سے سنے ہیں۔ دیگر یہ کہ مذکورہ شخص عبد الغفار ولد عبد اللہ، ۱۵ اگست ۱۹۸۳ء کو سید شوکت علی ولد حبیب علی سے کہتا ہے کہ میں نے صرف دو مرتبہ طلاق دی ہے اور اگر آپ چاہیں تو مجھے کسی مفتی کے پاس لے چلو میں مفتی صاحب کے سامنے قرآن ہاتھ میں لے کر کہہ سکتا ہوں کہ میں طلاق صرف دو مرتبہ دی ہے۔ اس پرچہ کے ساتھ مندرجہ ذیل حضرات کے بیانات منسلک ہیں۔

۱۔ خورشید بنت عبد الغفور، ۲۔ مسمات چھوٹی زوجہ عبد الغفور، ۳۔ عبد الغفور ولد جان محمد، ۴۔ فقیر جان محمد، ۵۔ ظہور احمد ولد عبد الغفور، ۶۔ مسمات سائرہ زوجہ عیدو، ۷۔ عبد الغفار، پرچون والے، ۸۔ محمد بخش ولد غفور بخش، ۹۔ پیر محمد ولد تھو خان، ۱۰۔ نثار احمد ولد منیر احمد

۱۔ خورشید بنت عبد الغفور کا بیان

میں اپنا بیان حلفیہ اللہ اور رسول ﷺ کو حاضر ناظر جان کر دیتی ہوں کہ ۱۱ مئی ۱۹۸۳ء کو میرا شوہر عبد الغفار ولد عبد اللہ میر پور خاص سے پکّے قلعہ میرے والد کے پاس آیا اور میں برابر کے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ میرا شوہر اس تاریخ سے پہلے دو مرتبہ آیا اور دو تین دفعہ میرے حق میں طلاق کے الفاظ اپنی زبان سے کہے اور خود میں نے سنا ہے اور اپنی بہن کا جہیز مانگنے لگا اور جھگڑا فساد کرنے لگا۔ اس وقت فقیر محمد اور محمد بخش اور میرے والد عبد الغفور موجود تھے۔ پھر تیسری مرتبہ ۸ مئی ۱۹۸۳ء کو میرا شوہر میرے والد کے مکان پر پھر آیا اور محمد بخش نثار احمد اور میرے والد صاحب کی موجودگی میں دو تین مرتبہ طلاق کے الفاظ کہے۔ عبد الغفار ولد عبد اللہ نے کہا کہ اس طلاق کو آپ نہیں مانتے ہو تو کورٹ میں چلکر لکھ دوں۔

فقط۔ مسمات خورشید بنت عبد الغفور، مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۸۳ء

۲۔ چھوٹی زوجہ عبد الغفور کا بیان

میں اپنا بیان حلفیہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو حاظر ناظر جان کر دیتی ہوں کہ ۸ مئی ۱۹۸۳ء کو میرا داماد غفار ولد عبد اللہ میر پور خاص سے آیا۔ اس تاریخ سے پہلے دو مرتبہ آیا اور دو تین مرتبہ طلاق کے الفاظ ادا کر کے اور جھگڑا فساد کر کے اور جھگڑا فساد کر کے چلا گیا۔ پھر تیسری مرتبہ ۸ مئی ۱۹۸۳ء کو آیا اس وقت میرا شوہر اور محمد بخش نثار احمد، ظہور احمد ان کی موجودگی میں دو تین مرتبہ طلاق دے دی پھر یہ دونوں اشخاص میرے داماد کو لے کر چلے گئے۔ ۱۵ اگست ۱۹۸۳ء کو چوتھی مرتبہ پھر آیا پکّے قلعہ پر میرے شوہر سے بات کی میرے شوہر کی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ عبد الغفار کو لے کر احمد بخش کے مکان پر گئے۔

فقط۔ مسمات چھوٹی زوجہ ولد جان محمد، مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۸۳ء

۳۔ عبد الغفور ولد جان محمد کا بیان

میں اپنا حلفیہ بیان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو حاظر ناظر جان کر دیتا ہوں کہ ۸ مئی ۱۹۸۳ء سے پہلے دو مرتبہ

ایک ماہ اور دو ماہ کے وقفے سے غفار ولد عبداللہ میر پور خاص سے میرے مکان پر آیا۔ اور اپنی زوجہ کی موجودگی اور اہل خانہ کی موجودگی میں اپنی زوجہ کے حق میں دو تین مرتبہ اپنی زبان سے لفظ طلاق ادا کئے کہ میں نے طلاق دے دی ہے اگر تم نہیں مانتے ہو تو میں کورٹ میں چل کر اسٹامپ پر لکھدوں اس وقت محمد بخش اور میرا بھائی فقیر محمد موجود تھے۔ ۱۸ مئی ۱۹۸۳ء کو تیسری مرتبہ عبدالغفار ولد عبداللہ میرے مکان پکا قلعہ پر آیا اس وقت میں خود تھا اور نثار احمد اور محمد بخش ظہور احمد میرا لڑکا غفار پر چون والا موجود تھے۔ ان سب کی موجودگی میں غفار ولد عبداللہ نے لفظ طلاق دو تین مرتبہ اپنی زبان سے کہے کہ میں نے طلاق دے دی ہے۔ فقط۔ عبدالغفور ولد جان محمد، مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۸۳ء

۴۔ فقیر محمد ولد جان محمد

میں اپنا بیان حلفیہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جان کر تحریر کر رہا ہوں ۸ مئی ۱۹۸۳ء سے پہلے دو مرتبہ ایک ماہ اور ماہ کے وقفے سے عبدالغفار حیدر آباد آیا۔ غفار جھگڑے پر آمادہ ہوا کہ میری بہن کا جہیز دے دو، اپنی زوجہ اور اہل خانہ کی موجودگی میں اپنی زوجہ کے حق میں دو تین مرتبہ لفظ طلاق اپنی زبان سے کہے کہ اگر نہیں مانتے ہو تو کورٹ میں چل کر اسٹامپ پر لکھ دوں اس وقت میں خود موجود تھا۔ ۸ مئی ۱۹۸۳ء کو میرے بھائی عبدالغفور کے مکان پر تیسری مرتبہ آیا اس وقت میں لاہور گیا ہوا تھا۔ لاہور سے آنے پر مجھے معلوم ہوا کہ پہلے کی طرح تیسری مرتبہ عبدالغفار ولد عبداللہ آیا لفظ طلاق کے کہے، قلعہ پر اس وقت نثار احمد، محمد بخش، ظہور احمد اور میرا بھائی اور دو محلے کے آدمی موجود تھے۔ محمد بخش نثار احمد کو لے کر دال میل پر گئے لیاقت کالونی۔ وہاں پر سات آدمیوں کی موجودگی میں وہی لفظ طلاق کے اپنی زبان سے کہے۔ چوتھی مرتبہ ۱۵ اگست ۱۹۸۳ء کو عبدالغفار پھر آیا۔ میرا بھائی، عبدالغفار کو لے کر احمد بخش ولد مولا بخش کے مکان پر گئے۔

بقلم خود۔ فقیر محمد ولد جان محمد، ۲۹ اگست ۱۹۸۳ء

۵۔ ظہور احمد ولد عبدالغفور

میں اپنا بیان حلفیہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جان کر تحریر کرتا ہوں کہ ۸ مئی ۱۹۸۳ء عبدالغفار ولد عبداللہ میر پور خاص سے ہمارے مکان پکے قلعہ پر آیا میرے بہنوئی نے، میری بہن خورشید کے حق میں دو تین مرتبہ طلاق اپنی زبان سے کہے کہ میں نے طلاق دے دی ہے اور لڑائی جھگڑے پر آمادہ ہو گیا تو نثار احمد اور محمد بخش نے بیچ بچاؤ کروایا۔ غفار ولد عبداللہ کو نثار احمد اور محمد بخش گھر سے لے گئے۔ فقط۔ ظہور احمد ولد عبدالغفور، ۲۹ اگست ۱۹۸۳ء

۶۔ مسمات سائرہ زوجہ عیدو

میں اپنا حلفیہ بیان اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جان کر بیان کرتی ہوں کہ ۸ مئی ۱۹۸۳ء سے پہلے دو مرتبہ میری نند خورشید کا شوہر عبدالغفار ولد عبداللہ میر پور خاص سے گھر پر آیا۔ پکے قلعہ پر میرے شوہر اور میرا چچا سسر اور محمد بخش کی موجودگی میں میری نند کے شوہر نے دو تین مرتبہ طلاق کے لفظ کہے اور طلاق دے دی ہے۔ عبدالغفار ولد عبداللہ نے کہا کہ اگر تم نہیں مانتے ہو تو اسٹامپ پر طلاق لکھ دوں۔ ۸ مئی ۱۹۸۳ء کو تیسری مرتبہ پھر آیا عبدالغفار میری نند کا شوہر۔ اس وقت

میرے سسر نثار احمد، محمد بخش، پرچون والا غفار بھی موجود تھا۔ اس وقت بھی دو تین مرتبہ ان کی موجودگی میں عبد الغفار ولد عبد اللہ نے دو تین مرتبہ طلاق کے الفاظ کہے کہ میں نے طلاق دے دی ہے۔

فقط۔ مسمات سائرہ زوجہ عیدو، مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۸۳ء

۷۔ عبد الغفار پرچون والے

میں اپنا حلفیہ بیان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو حاضر و ناظر جان کر دیتا ہوں کہ ۸ مئی ۱۹۸۳ء کو عبد الغفور بھائی کا داماد میر پور خاص سے پکے قلعہ حیدر آباد آیا۔ میری موجودگی میں دو تین مرتبہ طلاق کے لفظ کہے اور جہیز بھی مانگا اپنی بہن کا اور لڑنے کو آمادہ بھی ہو گیا میں نے اس کو کافی سمجھایا۔ میری موجودگی میں ان کی برادری کے دو آدمی آئے وہ اس کو سمجھا کر اپنے ساتھ لے گئے۔　عبد الغفار بھائی پرچون کی دوکان والے

۸۔ محمد بخش ولد غفور بخش

میں اپنا بیان حلفیہ اللہ اور رسول ﷺ کو حاضر و ناظر جان کر تحریر کر رہا ہوں کہ ۸ مئی ۱۹۸۳ء سے پہلے دو تین مرتبہ ایک ماہ اور دو ماہ کے وقفہ سے عبد الغفار ولد عبد اللہ میر پور خاص سے بر مکان اپنے سسر عبد الغفور کے پاس آیا اور اپنی زوجہ کی موجودگی اور اہل خانہ کی موجودگی میں اپنی زوجہ کے حق میں دو تین مرتبہ لفظ طلاق اپنی زبان سے ادا کئے اگر نہیں مانتے ہو تو کورٹ میں چل کر اسٹامپ پر لکھ دوں۔ ۸ رمئی ۱۹۸۳ء کو تیسری مرتبہ عبد الغفار آیا اس وقت یہ لوگ موجود تھے۔ عبد الغفور، نثار احمد، محمد بخش، ظہور احمد، اور محلہ کے دو آدمی ان سب کی موجودگی میں عبد الغفار نے لفظ طلاق تین مرتبہ اپنی زبان سے ادا کئے کہ میں نے طلاق دے دی ہے اور اسی تاریخ ۸ مئی ۱۹۸۳ء کو دال میل واقع لیاقت کالونی حیدر آباد میں عبد الغفار ولد عبد اللہ نے لفظ طلاق دو تین مرتبہ ادا کئے۔ پیر محمد، نثار احمد، محمد بخش، محمد عثمان، محمد فاروق، حاجی ریاض الدین، قمر الدین سات شخص کی موجودگی میں طلاق دی۔　فقط۔ محمد بخش ولد غفور بخش، مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۸۳ء

۹۔ پیر محمد ولد نتھو خان

میں اپنا حلفیہ بیان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو حاضر و ناظر جان کر دیتا ہوں کہ میں مارکیٹ واپس آ رہا تھا تو چھوٹکی گٹی پر جناب محمد دادا صاحب نے مجھے چلتے ہوئے ہوئے پکڑا اور ان کے ساتھ نثار احمد اور عبد الغفار میر پور خاص والے بھی ساتھ موجود تھے۔ مجھے اپنے ساتھ چلنے کے لئے کہا میں ان کے ساتھ چل دیا اور وہ عبد الغفار کو لے کر مرحوم حاجی عبد الغنی صاحب کی مل پر گئے۔ چھوٹکی گٹی سے لے کر لیاقت کالونی مل تک عبد الغفار نے راستے میں چھ سات مرتبہ لفظ ''میں نے طلاق دی'' دہرائے اور مل پر بھی عبد الغفار ولد عبد اللہ نے یہی الفاظ ''میں نے طلاق دی'' دو تین مرتبہ دہرائے۔

یہ حضرات بھی اس وقت موجود تھے جناب محمد دادا صاحب، جناب نثار احمد صاحب، جناب محمد عثمان صاحب، جناب حاجی ریاض صاحب اور جناب قمر الدین صاحب　بقلم خود۔ پیر محمد ولد نتھو خان، ۲۸ اگست ۱۹۸۳ء

۱۰۔ نثار احمد ولد منیر احمد

میں اپنا حلفیہ بیان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو حاضر و ناظر جان کر تحریر کر رہا ہوں کہ جناب محمد بخش صاحب آئے اور کہنے لگے کہ میر پور سے عبدالغفار آیا ہے اور وہ جھگڑا کر رہا ہے اس کو چل کر سمجھاؤ جب میں وہاں پہنچا تو وہاں پر گھر میں غفور بھائی ان کی بیوی اور عیدو کی بیوی اور ظہور کی بیوی اور خیرن کی لڑکی بی بی اور خود عبدالغفار کی بیوی دیوار کے پیچھے موجود تھے۔ اس وقت عبدالغفار نے کہا کہ طلاق دی! میں نے طلاق دی! میں نے طلاق دی! اس طرح تین سے زیادہ مرتبہ کہتا چلا گیا اس کے بعد واپسی آتے ہوئے راستہ میں پھر کہا کہ طلاق دی اس طرح کئی مرتبہ جملہ ادا کئے اور یہ بھی کہا کہ تم کہو تو کورٹ چلوں اور اسٹامپ پر لکھ دوں۔ بقلم خود۔ نثار احمد ولد منیر احمد

اب آپ سے التماس ہے کہ مندرجہ بالا بیانات کی روشنی میں یہ مسئلہ حل فرمائیں۔ آپ کی عین نوازش ہوگی

فقط فقیر محمد ولد جان محمد، لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۱، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں میں، عورت کے دعویٰ اور گواہوں کے بیانات سے یہ بات روشن ہے کہ عبدالغفار نے ۸ مئی ۱۹۸۳ء سے پہلے بھی اپنی بیوی کو دو تین مرتبہ طلاق دی اور پھر ۸ مئی کو بھی دو تین مرتبہ اپنی منکوحہ کے لئے طلاق کے الفاظ استعمال کیے۔ جس سے نتیجہ یہ نکلا کہ شوہر اپنی منکوحہ کو طلاق دیتا رہا اور ان کی تعداد تین سے بھی زیادہ تجاوز کر گئی اور طلاقیں جب تین تک پہنچ جائیں تو عورت بطلاق مغلظہ اپنے شوہر پر ایسی حرام ہو جاتی ہے کہ بے حلالہ، حلال نہیں ہوتی۔ اگرچہ حلالہ کے بغیر رجعت کر لی یا باہمی رضامندی سے یا کسی کے دباؤ میں آ کر دوبارہ نکاح کر لیا، تاہم عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور اتنے گواہوں کے حلفیہ بیانات کی موجودگی میں، شوہر کے انکار اور صرف دو طلاقوں کے اقرار کا کوئی اعتبار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

طلاق تین ہو جائیں، تو حلالہ شرط ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دی اور پھر اس نے بغیر حلالہ کے اپنی سابقہ بیوی سے نکاح کر لیا اس کے بعد پھر اس نے طلاق دی اور پھر بغیر نکاح کے اس کو رکھ لیا ہے۔ اب اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس کو تحریر فرما کر ثواب دارین حاصل کریں فقط السائل شہاب الدین، اسلام آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: سائل بتائے کہ طلاق مغلظہ سے اس کا مطلب کیا ہے تاکہ جواب دیا جا سکے۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۷۸۶ الجواب: سائل نے زبانی بتایا ہے، کہ اس نے پہلے تین طلاقیں دی تھیں، پھر حلالہ کے بغیر نکاح کیا اور پھر تین طلاقیں دیں۔ اب پھر اپنے گھر میں رکھنا چاہتا ہے۔ طلاقیں ایک ساتھ ہوں یا متفرق، جب تین تک پہنچ جائیں تو وہ عورت، اس مرد کے

لئے حلال نہیں رہتی۔ تین طلاقوں سے عورت اس پر ایسی حرام ہوگئی کہ بغیر حلالہ اس کے لئے حلال نہیں ہوسکتی یہاں تک کہ باہمی رضامندی سے، خواہ کسی طور پر، دوبارہ نکاح، بے حلالہ کرلیں اور دونوں ہم بستر ہوں تو صحبت زنا ہوگی اور اگر اسے وہ مسئلہ معلوم ہے تو یہ زانی اور شرعاً سزائے زنا کا مستحق ہے۔ اس صحبت سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ ولد الزنا اور ترکہ پدری سے محروم ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعْدُ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ان دونوں پر فرض ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے علیحدہ ہوجائیں۔ پھر عورت دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ مرد اس سے ہم بستر ہو کر اسے طلاق دے دے یا وفات پا جائے تو اب اس عورت کیساتھ پہلے شوہر کو نکاح حلال ہوگا۔ ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ذی القعدہ ۱۴۰۳ھ

گواہوں کی موجودگی میں شوہر کا انکار، نا قابل قبول ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین حسب ذیل مسئلہ میں کہ: ہندہ کا نکاح زید سے جب وہ بھارت گیا تھا ہوا تھا۔ لیکن کچھ عرصے کے بعد زید نے ہندہ کو وہیں بھارت میں پاکستان آنے سے قبل تین طلاقیں چند معزز لوگوں کی موجودگی میں دی اور ہندہ نے شرعی طور پر ایام عدت گزارے۔ بعد ازاں عمرو کچھ عرصے بعد پاکستان سے گیا اور اس مطلقہ ہندہ سے عقد کرلیا کہ جس کا نکاح نامہ بدستور موجود ہے اور اب ہندہ پاکستان بذریعہ بھارتی پاسپورٹ آئی ہوئی ہے اور موجود شوہر عمرو کے پاس رہ رہی ہے۔ اب زید کا دعویٰ ہے کہ ہندہ میری زوجہ ہے۔ ہندہ اور عمرو کو قانونی طور پر پریشان کیا جارہا ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ زید نے جیسا کہ معزز گواہان کی موجودگی میں ہندہ کو طلاق دی اور بوقت نکاح ہمراہ کوئی دعویٰ اپنے شوہر ہونے کا نہ کیا تو کیا ایسی صورت میں طلاق واقع ہوگئی۔ امید ہے کہ جو بھی حکم شرع شریف ہو، سے آگاہ فرمائیے گا اگر حوالہ کتب سے ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

المستفتی انوار حسین ولد انور حسین، ۳۰ جولائی ۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب: زید نے معزز مسلمانوں کے روبرو اپنی زوجہ ہندہ کو تین مرتبہ طلاق دے دی اور اس واقعہ کی وہ معزز وقابل اعتماد ولائق اعتبار، مسلمان شہادت دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے زید نے اپنی منکوحہ ہندہ کو تین طلاقیں دی ہیں تو اب نہ تو زید کا، انکار، قابل قبول شرع ہے، اور نہ اس کا دعویٰ زوجیت شرعاً مسموع ومعتبر وقابل قبول شرع ہے، اور نہ قابل التفات، اور جبکہ شرعاً زید کے طلاق دینے اور عدت گزر جانے پر ہندہ نے عمرو سے نکاح کرلیا تو اب ہندہ عمرو کی زوجہ ہے اور تاوقتیکہ ان میں شرعاً جدائی نہ ہوجائے، ہندہ بدستور عمرو کے رشتہ زوجیت میں رہے گی اور جب تک ہندہ وعمرو میں زوجیت کا رشتہ قائم ہے کسی بھی مسلمان کو اس سے نکاح کرلینا جائز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ تم پر حرام کی گئیں شوہر والی عورتیں۔ اس صاف صریح روشن حکم قرآنی کے بعد بھی کوئی اپنی ضد پر اڑا رہے یا ناحق مسلمانوں کو پریشان کرے، انہیں اذیت میں ڈالے، وہ سخت گناہگار ہے۔ اگر راہ راست پر نہ آئے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس سے ترک تعلق کریں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (انعام)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

جب حلالہ لازم ہوجائے تو صلح کی کوشش بغیر حلالہ کے حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اس طلاق نامہ کی رو سے کہ جس کی پشت پر سائل نے اپنا سوال درج کیا ہے اور جس کی فوٹو اسٹیٹ نقل سرکاری متعلقہ اداروں کو ارسال کی جاچکی ہے اور ایک نقل بیوی کو بھی بذریعہ رجسٹری ارسال کی گئی ہو مگر بیوی نے رجسٹری وصول کرنے سے انکار کرتے ہوئے واپس کردی ہو جو شوہر کو وصول ہوگئی مگر بیوی کے علم میں دوسرے لوگوں کی زبانی یہ بات آگئی ہو کہ مجھے کسی بھی وقت طلاق ہوسکتی ہے اور رجسٹری واپس کرنے کے بعد اس نے اقرار بھی کیا ہو کہ لوگ کہتے ہیں کہ طلاق ہوچکی ہے! طلاق دے دی گئی ہے۔

۱۔ مندرجہ بالا سطور کے تحت کیا طلاق مطلق عمل میں آچکی ہے؟

۲۔ کیا بیوی کا رجسٹری وصول کرنا ضروری تھا؟

۳۔ کیا شرعی طور پر عورت طلاق کو چیلنج کرسکتی ہے؟　سائل محمد حسن ولد محمد عمر جمالی، میر گارڈن، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں پھر وہ عورت اس مرد کے لئے کسی طرح حلال نہیں ہوسکتی اور ایک جلسہ میں تین طلاقیں ہوجانے پر جمہور صحابہ و تابعین و ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے اور عورت ہرگز ہرگز، بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ اور عورت کو طلاق دیئے جانے کی خبر مل جانا، شرط طلاق نہیں۔ یونہیں عورت کے رجسٹری واپس کردینے سے طلاق واپس نہ ہوگی کہ بلا شرط تھی۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں رحمت بانو، اپنے شوہر پر حرام ہوگئی اور ایسی حرام ہوئی کہ نہ کسی کی دھمکی اور دباؤ کارگر ہے نہ مصالحت کرانے والوں کی کوششیں بار آور ہیں اور نہ خود ان دونوں کی باہمی رضامندی اس حرام کو حلال کرسکتی ہے۔ چارۂ کار وہی حلالہ ہے۔ یعنی اس طلاق کی عدت گزرے۔ پھر عورت دوسرے سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستر بھی ہو۔ پھر وہ اسے طلاق دے دے یا مرجائے اور عدت گزر جائے اس کے بعد اس عورت کو اس سے نکاح جائز۔ ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۳ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

اگر بالغ شوہر طلاق کا اقرار کرے تو گواہ کی ضرورت نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر کے لڑکے سے نابالغی کی حالت میں کیا۔ لڑکی کی عمر نکاح کے وقت چار سال تھی۔ نکاح کے تقریباً چار سال کے بعد ہمارا تنازعہ لڑکے والے کے رشتہ داروں سے ہوا اس لڑکے نے اپنے رشتہ داروں کی وجہ سے ہماری لڑکی کو طلاق دے دی ہے۔ یہ طلاق لڑکی والوں کو لکھ کر نہیں دی۔ اس نے تین آدمیوں کے سامنے اقرار کیا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ ان آدمیوں نے لڑکے سے کہا کہ آپ نے طلاق کس وجہ سے دی ہے۔ تو لڑکے نے کہا کہ میری پھوپی کو میرے سسرال والوں نے طلاق دی تھی۔ اس لئے میں نے بھی ان کی لڑکی کو طلاق دے دی ہے۔ لہٰذا قوم ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کرسکی ہے۔ اس سلسلے میں چار آدمی طلاق کا پرچہ ساتھ لے کر

آئے تھے۔ان چار آدمیوں نے حلفیہ بیان قوم کے سامنے دیئے ہیں کہ وہ پرچہ ہم نے پڑھا ہے جس میں طلاق لکھی تھی۔وہ طلاق لڑکا خود لے کر ان کے پاس پہنچا تھا۔اس کے بعد لڑکے نے وہ پرچہ غائب کر دیا۔براہ کرم قرآن و حدیث کے مطابق جواب عنایت فرمایا جائے کہ زبانی کہنے سے طلاق ہوئی یا نہیں؟ فقیر محمد ولد عیدو، پریٹ آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: طلاق کے لئے تحریر ہونا ضروری نہیں اور نہ اس کے لئے گواہوں کا موجود ہونا شرط ہے۔اگر شوہر بالغ ہے (کم از کم پندرہ سال کامل ہو چکا) اور وہ طلاق دینے کا اقرار کرتا ہے تو اقرار طلاق بھی طلاق ہے۔ہاں اگر وہ انکار کرتا ہے اور طلاق پر معتبر و قابل اعتماد گواہ موجود ہیں تو اس کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں۔کم از کم دو شرعی گواہ ہوں یا ایک مرد، دو عورتیں، تو بھی ان کی گواہی پر حکم طلاق دیا جائے گا اور عورت پر طلاق پڑ جائے گی۔(عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

عورت طلاق کی مدعیہ ہے اور شوہر منکر

سوال: مکرمی جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب گزارش یہ ہے کہ

پنچایت ہذا میں ایک لڑکی نے سرٹیفکیٹ برائے توثیق طلاق کی درخواست دی ہے۔طلاق کی کوئی تحریر نہیں ہے۔لڑکی نے طلاق کی تاریخ مورخہ ۱۹۸۲.۲.۱۲ تحریر کی ہے۔مگر لڑکا اس بات سے انکاری ہے اور کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی۔لڑکی نے اپنی درخواست میں جن دو گواہوں کا نام تحریر کیا ہے اس میں ایک اس کا چھوٹا بھائی ہے اور دوسرا غیر مرد ہے۔جو اس کیس میں مشکوک ہے۔لڑکی نے ایک حلف نامہ بھی پیش کیا ہے۔جس میں صرف طلاق کے لئے تحریر ہے اور طلاق کی مذکورہ تاریخ درج ہے۔جناب سے گزارش ہے کہ اس کی روشنی میں شرعی نقطۂ نظر سے فتویٰ دیں۔عین نوازش ہوگی۔

حاجی عبدالرحمٰن، میونسپل کونسلر و جسٹس آف پیس، لطیف آباد نمبر ۱۱، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: عورت طلاق کی مدعی ہے اور شوہر اس سے انکاری۔تو عورت پر لازم ہے کہ وہ اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کرے اور جن لوگوں کو وہ بطور گواہ پیش کر رہی ہے اگر ان میں دو مرد، یا ایک مرد، دو عورتیں نمازی پرہیزگار، قابل اعتماد، لائق اعتبار، کہ قابل قبول شرع ہوں اور شرعی گواہی دیں کہ ہمارے روبرو، فلاں نے اپنی زوجہ کو، طلاق دی اور ہم دونوں نے بیک وقت اس کے منھ سے الفاظ طلاق سنے تو بیشک وقوع طلاق کا حکم دیا جائے گا اور شوہر کا انکار قابل قبول نہیں ہوگا اور اگر یہ گواہ قابل اعتبار نہ ہوں اور شرعاً ان کی گواہی معتبر نہ ہو تو اس عورت کا دعویٰ نہ سنا جائے گا اور وہ بدستور اس کی زوجیت میں رہے گی۔ہاں اگر عورت بالیقین جانتی ہے کہ شوہر تین طلاقیں دے چکا ہے تو جس طرح ممکن ہو اس سے بھاگے۔نجات حاصل کرے۔اپنا مہر وغیرہ چھوڑنے کے بدلے اس سے طلاق مل سکے تو یوں لے اور یہ ممکن نہ ہو تو عذاب اس پر رہے گا جب تک یہ خود اس کے پاس جانے کی رغبت نہ کرے گی۔(فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

طلاق نامہ پر شوہر کا انگوٹھا بھی ہے اور معزز مسلمان گواہ بھی ہیں تو اب شوہر کا انکار کام نہ آئے گا

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، جناب عالی گزارش یہ ہے کہ

میری لڑکی نور جہاں کا نکاح مسمی طاہر الدین ولد وزیرالدین کے ساتھ ۱۳ ستمبر ۱۹۸۲ء کو بالعوض مہر مبلغ (۱۰،۰۰۰) دس ہزار روپیہ ہوا تھا، لیکن چند ناگریز وجوہات کی بنا پر بوجہ کوشش مصالحت کے بھی معاملہ ٹھیک نہیں ہوسکا اور معززین نے قرآن وسنت کی روشنی میں یہ فیصلہ کیا کہ لڑکی مہر معاف کردے تو لڑکا طلاق دے دے گا لہٰذا ۱۵ اکتوبر کو معززین کے روبرو طاہر الدین نے لڑکی کو طلاق دے دی اور اپنا تمام طلائی، نقری و پارچہ جات واپس لے لیا اور ہماری جانب سے جو جہیز دیا گیا تھا وہ واپس کردیا، اس ساری کاروائی کو ۱۵ روپیہ کے اسٹامپ پیپر پر لکھا گیا اور اس طلاق نامہ کی نقل ہم نے حلقہ کے کونسلر صاحب کو سرٹیفکیٹ کے طور پر دے دی ہے لیکن اب ہم نے سنا ہے کہ لڑکے والے اب کوئی نیا فساد کھڑا کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ طلاق نہیں دی گئی۔ موجودہ طلاق نامہ کی تحریر معہ گواہان کے پیش خدمت ہے۔ قانوناً تو طلاق ہوچکی ہے۔ اب آپ سے التماس ہے کہ شرعاً فتوی فرمادیں کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟　فقط مسمات زیتون بیگم زوجہ مجید پہلوان، لطیف آباد نمبر ۲، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: شوہر نے جبکہ شہر کے معزز مسلمانوں کے روبرو طلاق دی ہے اور جو طلاق نامہ لکھا گیا اس پر اس کا نشان انگوٹھا بھی ثبت ہے تو اب شوہر لاکھ انکار کرے اس کا انکار معتبر نہ ہوگا۔ نکاح ٹوٹ چکا اور دونوں کے مابین رشتہ زوجیت ختم ہوچکا۔ قرآن وحدیث کا یہی فیصلہ ہے کہ جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں تو رشتہ زوجیت ختم ہوجاتا ہے اور عورت اس پر بحرمت مغلظہ حرام ہوجاتی ہے۔ اب حلالہ کے بغیر یہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ **فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ**۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

ایک طلاق کے اقرار پر، حکم طلاق

سوال: جناب محترم مفتی صاحب، السلام علیکم

جناب عالی میرا ایک مسئلہ حل طلب ہے جس کے لئے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ برائے مہربانی حدیث وسنت کی روشنی میں فیصلہ فرمائیں۔

میرا مسئلہ یوں ہے کہ: میری زوجہ پروین بیگم نے مجھ سے اپنی امی کے ہاں جانے کے لئے کہا۔ اس وقت میری طبیعت خراب تھی۔ میں نے اسے منع کردیا کہ ابھی مت جاؤ جناب عالی! ہم دونوں ایک دوسرے سے بے حد پیار ومحبت کرتے ہیں لیکن اس نے ضد پکڑلی اس پر مجھے غصہ آگیا اور اس وقت میں نے سخت غصہ کی حالت میں جو الفاظ کہے وہ یہ ہیں کہ میں تجھے طلاق دے دوں گا! طلاق دے دوں گا! طلاق دے دوں گا! اور اس وقت کمرے میں ہم دونوں کے علاوہ کوئی اور نہ تھا جبکہ

اس کو چھ ماہ کا حمل بھی ہے اور پھر اس کے بعد میں نے اپنی ساس کو بلوایا اور ان سے کہا کہ وہ اپنی بیٹی کو یہاں سے لے جائیں۔ میں نے اسے طلاق دے دی ہے! جناب مفتی صاحب آپ سے التماس ہے کہ آپ برائے مہربانی اپنے صحیح فیصلے سے آگاہ کریں کہ آیا طلاق ہوگئی یا نہیں۔ میں آپ کا بیحد ممنون و مشکور ہوں گا۔ شکریہ　فقط السائل شفیق احمد خاں ولد شبیر احمد خان

۷۸۶ الجواب: جھوٹ سچ کا حال خدا جانے۔ وہی دلوں کی چھپی جانتا ہے۔ یہ معاملہ قبر و حشر، حلال و حرام اور اولاد کے حلالی، حرامی ہونے کا ہے۔ جھوٹ بول کر آدمی اپنی عاقبت خراب کرے گا۔ بہر حال شوہر کے اس کہنے سے کہ "میں طلاق دے دوں گا" طلاق نہیں پڑتی۔ لیکن شوہر نے اپنی ساس سے کہا اپنی بیٹی کو لے جاؤ۔ میں نے اسے طلاق دے دی ہے۔ یہ الفاظ ضرور اقرار طلاق کے ہیں۔ اور ان الفاظ سے ایک طلاق رجعی پڑگئی اور طلاق رجعی میں نہ نکاح ثانی کی ضرورت ہے۔ نہ حلالہ کی حاجت۔ شوہر چند لوگوں کے سامنے صرف اتنا کہہ دے کہ "میں نے اسے اپنے نکاح میں واپس لیا" پھر دونوں میاں بیوی کی طرح رہ سکتے ہیں۔ یہ حکم سوال کے مطابق ہے، جس میں صرف ایک طلاق کے اقرار کا ذکر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۱ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

نشہ کی طلاق واقع ہوگئی

سوال: جناب مولانا مفتی خلیل صاحب، السلام علیکم

جناب والا! مندرجہ ذیل حالات کی روشنی میں ہمارے مسئلہ کے لئے فتویٰ درکار ہے کہ: میں نشہ کی حالت میں گھر پر روٹی کھانے کے لئے داخل ہوا اور میں نے اپنی بیوی سے پکوڑے لانے کے لئے پیسے لئے اور پکوڑے لا کر روٹی کھانے کے لئے بیٹھا۔ میری بہن نے پنکھا اپنی طرف کر لیا۔ جس پر میری اور میری بہن کی ضد بحث ہوئی تو میں نے اپنی بہن کو مارا۔ جس پر میری والدہ نے بھی مجھے گالیاں وغیرہ دیں تو پھر میں نے اپنی والدہ کو گالیاں برابر سے دیں۔ اتفاقاً میرا چھوٹا بھائی باہر سے آیا تو اس نے کہا کہ تو والدہ کو گالیاں کیوں بک رہا ہے، اس پر میں نے اس کو بھی گالیاں دیں، تو اس نے کہا تو روز یہ لڑائی جھگڑا کرتا ہے اور نہ ہی اپنی بیوی کو سمجھاتا ہے کہ یہ بھی گھر میں لڑائی جھگڑا کرتی رہتی ہے۔ نہ ہی بہن کم ہے اور نہ ہی تیری بیوی کم ہے۔ تو میں نے والدہ سے کہا کہ پھر میں اس کو طلاق دے دوں، جب اس کو نہیں رکھ سکتی ہو۔ اس طرح میں نے والدہ کی طرف مونھ کر کے نشہ کی حالت میں کہہ دیا کہ میں نے طلاق دی! میں نے طلاق دی! میں نے طلاق دی! تو اس پر والدہ نے کہا کہ تو اس کو ایسا کیوں کہہ رہا ہے تو میں اپنی بیوی کو اٹھا کر اس کے گھر چھوڑ آیا۔ یہ حالات تھے جناب جو میں نے پیش کئے ہیں ان حالات میں جو فیصلہ ہو سکتا ہے یا جو فتویٰ ہو صادر فرما دیں۔ بہت نوازش ہوگی۔ میں نے سسرال میں بھی کہہ دیا ہے کہ میں نے اس کو طلاق دے دی ہے؟　فقط السائل امان الحق ولد اکرام الحق، لطیف آباد نمبر ۲، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: نشہ کرنے والے کو آخرت میں جو سزا ملے گی وہ تو الگ رہی، دنیا میں اس کی سزا یہ ہے کہ نشہ کی حالت میں اگر بیوی کو طلاق دی تو واقع ہو جائے گی کہ یہ عاقل کے حکم میں ہے۔ اب یہ نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بھنگ وغیرہ کسی اور چیز

سے بلکہ افیون کی پینک میں طلاق دے دی جب بھی ہو جائے گی۔ (درمختار۔ عالمگیری وغیرہ) اور ماں کو گالیاں دینا، اپنے ہاتھوں اپنی دنیا اور آخرت کو خراب کرنا ہے۔ بیوی الگ چھوٹی بلکہ ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی کہ شوہر نے الفاظ طلاق تین مرتبہ ادا کئے ہیں۔ تو بغیر حلالہ، یہ اس مرد کے لئے حلال نہ ہوگی۔ قال الله تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ مولیٰ عزوجل مسلمانوں کی آنکھیں کھولے۔ شخص مذکور کو چاہئے کہ اپنی والدہ سے معافی مانگے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرے تاکہ اس وبال سے نجات ملے۔ بیوی تو اب بغیر حلالہ، حلال نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

شوہر تحریر کا منکر ہے تو اس پر حکم شرعی نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کسی نے لڑکی والوں کے گھر ایک پرچہ دیا کہ فلاں نے اپنی بیوی کو طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! جبکہ اس پرچہ پر کسی کے دستخط نہیں ہیں اور جب لڑکے سے پوچھا گیا تو اس نے حلفیہ بیان دیا کہ اس پرچے سے میرا کوئی تعلق نہیں، نہ میں پڑھا ہوا ہوں جو کچھ لکھتا۔ ایسی صورت میں کیا طلاق ہوگئی یا نہیں؟ فتویٰ عنایت فرما کر مدد فرمائیں۔ السائل۔ فقیر محمد ایوب شاہ

۷۸۶ الجواب: شوہر نے جبکہ یہ تحریر خود نہیں لکھی۔ نہ کسی سے لکھوائی۔ محض کسی فتنہ پرور نے فتنہ انگیزی کے لئے یہ جہالت کی۔ تو اس پر کوئی حکم شرعی نہیں عورت پر کوئی طلاق نہیں پڑی۔ وہ بدستور اس کی زوجیت میں ہے۔ البتہ جس نے یہ حرکت کی وہ ضرور شرعاً مجرم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے توڑے، وہ ہم میں سے نہیں" ہاں اگر واقعۃً شوہر نے یہ تحریر کسی سے لکھوائی اور اب کسی بناء پر اس سے انکار کرتا ہے تو اللہ عزوجل دلوں کے احوال سے واقف ہے۔ اس سے کچھ پوشیدہ نہیں۔ یہ حرام وحلال اور اولاد کے حرام اور حلالی ہونے کا معاملہ ہے۔ آدمی کو سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

تین طلاق کے بعد حلالہ ضروری ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، ٹرسٹ حیدرآباد، السلام علیکم

جناب عالی کے حضور مندرجہ ذیل مسئلے پر گزارش عرض ہے کہ اس کا جواب عنایت فرمائیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے سالے لال شاہ ولد محمد نے عرصہ تیرہ سال پہلے اپنی بیوی مسمات بسم اللہ کو طلاق دے دی تھی جبکہ دونوں کے چھ بچے تھے۔ طلاق دینے کے کچھ عرصے بعد دوسری عورت سے نکاح کر لیا اور جس عورت سے نکاح کیا وہ بارہ سال تک اپنے شوہر لال شاہ کے ساتھ رہی جس سے چار بچے ہوئے۔ لیکن دوسری عورت اپنے چاروں بچوں کو چھوڑ کر بھاگ گئی۔ جب دوسری عورت بھاگ گئی تو میرے سالے لال شاہ نے اپنی پہلی بیوی سے پھر تعلقات قائم کر لئے۔ جبکہ اس کی پہلی بیوی نے طلاق ملنے کے بعد کسی دوسرے شخص سے نکاح بھی نہیں کیا تھا پھر بھی میرا سالا اسے اپنے پاس رکھے ہوئے ہے۔ اب میرے سالے

کو اس بات کا احساس ہو رہا ہے کہ شریعت کے مطابق نکاح کیا جائے۔ لہٰذا جناب شریعت کی روشنی میں ہدایت فرمائیں کہ میرے سالے کی بیوی اور سالے لال شاہ کو کیا کرنا چاہئے۔ اور کن لوگوں سے یا قریبی عزیزوں سے نکاح کرے۔ لہٰذا جناب شریعت کے مطابق فتویٰ دیں۔ فقط عبدالرزاق، کامیری باغ، کوٹری سندھ

۷۸۶ الجواب: مسمّٰی لال شاہ نے اگر اپنی منکوحہ کو تین طلاقیں دیں تھیں تو اب دوبارہ نکاح کے لئے حلالہ ضروری ہے۔ بغیر حلالہ کے وہ مطلقہ عورت، لال شاہ پر حلال نہیں۔ یہی قران کا فیصلہ ہے کہ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور یہی فرمان رسول ﷺ ہے کہ لا حتی تذوقی عسیلته۔ اس لئے حلالہ کے بغیر زوجیت کے تعلقات قائم کر لینا گناہ گناہ اور ہم بستری زنا زنا زنا اور اس سے جو اولاد ہو گی وہ ولد الزنا ولد الزنا ولد الزنا۔ اگر اسے یہ مسئلہ معلوم ہے اور اگر سابق میں ایک دو طلاقیں دی تھیں تو اب دوبارہ نکاح کرنا ضروری ہے۔ حلالہ کی البتہ حاجت نہیں۔

قال الله تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ (الآیۃ) جو صورت ہو اس پر عمل کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

شدت غضب میں عقل زائل ہو جائے تو طلاق نہ ہو گی

سوال: سلیم نے اپنی بیوی سلمہ کو بہت ہی شدید غصہ کی حالت میں جبکہ اس کو اپنے ارد گرد کا بھی احساس نہیں تھا۔

غصہ کی انتہائی جنونی کیفیت کا اس وقت یہ عالم تھا کہ جو بھی سامنے آئے ہتکرار کرے، یا سامنا کرے، اس کو قتل کر دے، یا آگ لگا کر سب کو بھسم کر دے اور خود بھی ختم ہو جائے۔ سلیم نے اپنی بیوی سلمہ کو طلاق دے دی اور تین بار طلاق کا لفظ استعمال کیا۔ کیا ایسی جنونی صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی؟ برائے مہربانی فتویٰ صادر فرمائیں۔

فقط السائل، حافظ محمد عمر خان، مختار ملک ملز، کراچی

۷۸۶ الجواب: فقط گھبراہٹ یا دماغ پر گرمی کا نام جنون نہیں۔ ہاں اگر شدت غیظ و جوش و غضب اس حد تک پہنچ جائے کہ اس سے عقل زائل ہو جائے، خبر نہ رہے کہ کیا کہتا ہوں، زبان سے کیا نکلتا ہے تو بیشک ایسی حالت کی طلاق ہرگز واقع نہ ہو گی۔ رہا اس کا ثبوت کہ غضب اس شدت پر تھا یا نہیں۔ تو یہ بات یا تو گواہان عادل سے ثابت ہو گی کہ واقعی اس وقت اس کی یہی کیفیت تھی۔ یا وہ خود اقرار کرے اور اس کی یہ عادت معروف و معہود ہو تو قسم کے ساتھ اس کا قول مان لیں گے ورنہ مجرد دعویٰ معتبر نہیں۔ یوں تو ہر شخص اس کا ادّعا کرے گا اور غصہ کی طلاق واقع ہی نہ ہو گی حالانکہ طلاق نہیں دی جاتی مگر بحالت غضب۔

(فتاویٰ رضویہ بحوالہ ردالمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

اگر مدعیہ شرعی گواہ نہ لا سکی، تو شوہر پر قسم ہے

سوال: زاہد کی تیس ۳۰ سال قبل زاہدہ سے شادی ہوئی۔ زاہدہ کی ماں بہنیں سوتیلی تھیں۔ ماں اور بہن شروع ہی سے اس

شادی کے خلاف تھیں اور نہیں چاہتی تھیں کہ یہ شادی ہو۔ مگر زاہدہ کے والد نے یہ رشتہ کر دیا۔ شادی ہو جانے کے بعد زاہدہ کی سوتیلی ماں بہنیں زاہد کو بیوی کے خلاف اور زاہدہ کو شوہر کے خلاف مختلف طور طریقوں سے بھڑ کاتیں، اکساتیں اور بہکاتیں رہتیں، غرض دونوں میاں بیوی کے درمیان رنجشیں پیدا کراتی رہتیں۔ جب اس پر بھی ان کی چالیں کامیاب نہ ہو سکیں تو زاہد کی ماں بہنوں نے خاندان میں پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ زاہد نے اپنی بیوی زاہدہ کو طلاق دے دی ہے۔ جبکہ دونوں میاں بیوی طلاق کا انکار کر رہے ہیں اور تعجب کر رہے ہیں۔ پروپیگنڈا کرنے والے چونکہ خاندان میں بااثر اور صاحب حیثیت ہیں، لہٰذا خاندان میں چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ زاہدہ کے والد جنھوں نے یہ رشتہ اور شادی کی تھی۔ بہت بااثر صاحب حیثیت اور خاندان میں بڑے تھے۔ ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ زاہد اور زاہدہ نے اپنی سوتیلی ماں بہنوں سے کہا کہ آپ لوگ قرآن کی قسم کھا کر کہہ دیں کہ طلاق دی گئی ہے۔ تو سوتیلی ماں بہنیں قرآن پاک کی قسم بھی نہیں کھاتیں اور یقین دہانی بھی خاندان میں کراتی ہیں۔ تو کیا ان حالات، واقعات اور اس انداز میں طلاق واقع ہو گئی؟ اہل خاندان اور اولاد جو کہ تمام کی تمام بالغ ہے۔ شش و پنج اور پریشانی میں مبتلا ہیں۔ افراد خاندان، میاں، بیوی اور اولاد کے درمیان بہت بے چینی اور پریشانی ہے۔ اس قسم کے حالات پیدا کرا کر اولاد کو ماں باپ کے خلاف بھڑکا کر اپنے اپنے انتقام زاہد اور زاہدہ ہی سے نہیں بلکہ اولاد سے بھی لے رہی ہیں۔ بعض خواتین کی یہ عادت ہوتی ہے۔

لہٰذا جناب سے مودبانہ گزارش ہے کہ اس سلسلہ میں روشنی ڈال کر ممنون فرمائیں کہ آیا طلاق ہوئی یا نہیں؟

فقط السائل حافظ محمد عمر خان قادری برکاتی، مختار ملک ملز، کراچی

۷۸۶ **الجواب:** جو لوگ مدعی طلاق ہیں وہ اپنے دعوی پر گواہ پیش کریں۔ اگر دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں، نمازی، پرہیزگار، ثقہ عادل، شرعاً گواہی کے قابل، شرعی گواہی دیں گے تو بیشک طلاق کا ثبوت دیا جائے گا اور شوہر کا انکار نہ سنا جائے گا اور اگر ایسے گواہ پیش نہ کر سکیں تو شرعی فیصلہ کا دارومدار شوہر کی قسم پر ہوگا۔ اگر اس نے قسم کھانے سے انکار کر دیا جب بھی طلاق کا ثبوت ہو جائے گا۔ (عامۂ کتب) اور یہاں کہ شوہر کو بھی طلاق کا انکار ہے، عورت بھی اس سے منکر ہے اور گواہ کوئی موجود نہیں تو محض لڑکی کی سوتیلی ماں اور بہنوں کے کہنے سے ہرگز ہرگز طلاق کا ثبوت نہ ہوگا اور ان دونوں میں زوجیت کا علاقہ بدستور قائم رہے گا۔ بلکہ مخالفین اگر کوئی تحریر بھی پیش کریں اور دعوٰی طلاق کریں اور گواہ پیش نہ کریں۔ تب بھی وہ تحریر قابل اعتبار نہ ہوگی جبتک شوہر اس کا اقرار نہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "وہ شخص ہم میں سے نہیں جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے جدا کر دے" قرآن عظیم نے اسے شیطانی فعل فرمایا ہے۔ اس لئے ان افواہ پھیلانے والوں پر فرض ہے کہ وہ اپنی اس حرکت سے باز آئیں، اور عذاب آخرت کا خوف دل میں لائیں، اور دوسرے مسلمانوں پر لازم ہے کہ بلا ثبوت شرعی ایسے فتنہ انگیزوں کی بات نہ سنیں۔ ان کی بات پر کان نہ دھریں۔ ورنہ جتنے لوگ اس افواہ میں خواہ مخواہ ان کا ساتھ دیں گے، وہ بھی ان کے ساتھ اسی عذاب کی رسی میں باندھے جائیں گے۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

کنایہ کے الفاظ میں شوہر سے قسم لی جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

ا۔ زید شادی شدہ اور کئی بچوں کا باپ ہے۔ زوجین میں بھی باہمی محبت اور اتفاق ہے لیکن زید کے سسرال والوں کا کہنا ہے کہ زید ہماری لڑکی سے اچھا سلوک نہیں کرتا۔ اس پر زید نے سسرال والوں کو ایسی باتوں سے باز رکھنے کے لئے کہا کہ "آپ لڑکی واپس لے جاؤ اور کسی اچھی جگہ پر اس کو دے دو" یہ کہنے سے زید کی نیت قطعی طور پر طلاق کی نہ تھی اور نہ ہی زوجین ایسا چاہتے ہیں۔ جناب ارشاد فرمائیں کہ زید کے ایسا کہنے یا لکھنے سے اس کی بیوی کو طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

۲۔ کیا یہ الفاظ بوقت ضرورت سسرال والوں کو اپنے غلط رویہ سے باز رکھنے کے لئے ادا کئے جاسکتے ہیں؟

جوابات سے نوازیں عین نوازش ہوگی۔ شکریہ حافظ محمد فاضل اظہر، بغدادی مسجد، حیدرآباد، ۲۹.۵.۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب: شوہر اگر یہ قسم کہے کہ میری نیت ان الفاظ سے طلاق کی نہ تھی تو اس کا قول قبول کریں گے اور وقوع طلاق کا حکم نہ دیں گے۔ عالمگیری میں عنایہ سے نقل کیا کہ لَوْ قال تزوجي ونوى الطلاق او الثلاث صح وان لم ينو شيئاً لم يقع۔ لہٰذا وہ دونوں بدستور رشتہ زوجیت میں منسلک ہیں اور اس قسم کے الفاظ کی ادائیگی میں بڑی احتیاط چاہئے کہ ذرا سے فرق سے حکم بدل جاتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

جنون شوہر کے باعث تفریق نہ کرائی جائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمات مقبولا زوجہ ظہور کا عرصہ تقریباً ۱۶ سال بیشتر ظہور سے عقد ہوا تھا۔ شخص مذکور سے مسمات کی دو دختر ہیں جن کی عمر ۶، ۷ سال ہے۔ عرصہ تقریباً سات سال سے مسمّی ظہور پاگل ہوگیا اور ہوش حواس سے بیگانہ ہے۔ بیوی بچوں کی کفالت سے معذور ہے۔ حقوق زوجیت ادا کرنے کے قابل نہیں ہے کوئی دیگر شخص کفالت کے لئے موجود نہیں ہے۔ مسمات مقبولا عورت ہے اور نفس ہر ذی روح کے ساتھ ہے۔ بچوں کی کفالت اور نفس کی تسکین کے لئے مرد کی ضرورت ہے۔ ایسی صورت میں کیا مسمات عقد ثانی کرسکتی ہے۔ مذکور شوہر کے پاگل پن کی گواہان سے تصدیق کی جاسکتی ہے؟ فقط ایک سائلہ، مسمات مقبولا دختر پنگال خان، متصل اکبری مسجد، حیدرآباد، ۳۰.۵.۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب: نکاح وطلاق ہم مسلمانوں کے دینی و مذہبی معاملات ہیں۔ جن میں ہماری شریعت کے تمام احکام کی رعایت کے بغیر چارہ نہیں۔ زن شوہر دار کو، جب تک شوہر طلاق نہ دے یا بروجہ شرعی تفریق واقع نہ ہو، ہرگز جائز نہیں کہ وہ اپنی جوانی وضرورت کو بہانہ بنا کر، کسی اور سے نکاح کرلے۔ وہ ہنوز اپنے شوہر ہی کی زوجیت میں ہے۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ، جن کے ہم مقلد ہیں، ان کے نزدیک، جنون شوہر کے باعث، عورت کو ہرگز تفریق کرانے کا اختیار نہیں۔ اسی کو علماء وفقہا نے اپنی کتابوں میں اختیار کیا۔ اسی پر فتویٰ دیا اور اسی کو مقدم رکھا۔ وفا شعار بی بیاں، ایسی حالتوں میں اپنی عزتوں کو اپنی جان

کے برابر رکھتی اور اپنے معاش کا جائز انتظام کر کے اپنی زندگی، شوہر پر نثار کر دیتی ہیں۔ پھر مذکورہ بالا تحریر سے مرد کا مجنون ہونا ظاہر بھی نہیں ہوتا۔ اگر وہ پاگل و مجنون ہوتا تو اس کا مقام، پاگل خانہ ہوتا نہ کہ با اہل خانہ۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

جنون کی صورت میں تفریق کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسمات مقولاً زوجہ ظہور کا عقد شرعی عرصہ تقریباً ۱۶ سال بیشتر ہوا تھا شخص مذکور سے مسمات کی دو دختران بقید حیات ہیں۔ عرصہ تقریباً سات سال گزرے مسمات مذکور کا شوہر پاگل ہو گیا اور مسمات کی کفالت سے قاصر ہے ہنوز پاگل ہے اور کسی طور پر زوجہ خود و دختران کی کفالت نہیں کر سکتا مسمات مذکورہ علیحدہ ہو کر نکاح ثانی کرنا چاہتی ہے کیوں کہ پاگل شوہر حقوقِ شوہری ادا نہیں کر سکتا اور مسمات و دختران کو اپنی جان کا خطرہ ہے۔ فقط بذریعہ امام الدین پھوپھا خود

۷۸۶ الجواب: مذہب حنفی میں جنون کی وجہ سے ہرگز تفریق نہیں ہو سکتی اور نہ شرعاً حاکم کو یہ اختیار ہے کہ وہ عورت جو جنون شوہر کی مدعی ہو یا واقعۃً وہ مجنون ہو گیا تو عورت کی درخواست پر فوراً اسے نکاح ثانی کی اجازت دے دے۔ بلکہ جب جنون حادث و نو پید ہو یعنی شوہر پیش از نکاح مجنون نہ تھا، بعد کو پیدا ہوا، تو لازم ہے کہ عورت جس روز اپنا مقدمہ کورٹ میں پیش کرے، اس روز سے مرد کو سال بھر کامل کی مہلت دے۔ اگر اس مدت میں وہ اچھا ہو گیا تو اب ہرگز ان دونوں میں تفریق جائز نہیں اور اگر اچھا نہ ہوا اور سال پورا ہونے پر عورت نے پھر دعویٰ نہ کیا تب بھی بدستور اس کی زوجہ ہے اور اگر عورت دوبارہ حاکم کی طرف رجوع ہوئی اور حاکم کو ثابت ہوا کہ شوہر ہنوز مجنون ہے تو اب وہ عورت کو اختیار دے گا کہ چاہے اپنے شوہر کو اختیار کرے یا اپنے نفس کو۔ اگر مجلس بدلنے سے پہلے عورت نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو اب حاکم تفریق کر دے گا۔ اس روز سے عورت طلاق کی عدت بیٹھے۔ بعدہ جس سے چاہے نکاح کرے۔ ہاں اگر حاکم کو ثابت ہو جائے کہ واقعی مدتہائے دراز گزر گئیں کہ یہ شخص مجنون ہے اور آرام نہیں ہوتا اور یہ جنون اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا تو اب سال کی مہلت نہ دے گا بلکہ فی الفور عورت کو اختیار دے گا کہ چاہے تو شوہر کو اختیار کرے یا اپنے نفس کو۔ بہر حال یہ تفریق اور دونوں میں علیحدگی حاکم شرعی کے حکم کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ چارۂ کار یہی ہے کہ عورت حاکم اسلام کی طرف رجوع ہو۔ موجودہ کوئی کورٹ کچہری اس زمرے میں، حاکم اسلام کی طرح نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

طلاق غصہ ہی میں دی جاتی ہے

سوال: گزارش یہ ہے کہ: عبد النعیم نے بحالت غصہ یہ کہہ کر اپنی بیوی کو طلاق دے دی کہ میں نے اس کو تین مرتبہ طلاق دی اور کہا۔ اس کو اس کے والدین کے یہاں چھوڑ آؤ۔ اس سے میرا کوئی واسطہ نہیں۔ کیا ایسی حالت میں طلاق ہو گئی؟ اس

معاملہ میں علماء دین کیا فرماتے ہیں۔ واضح فرمادیں۔ محمد اسماعیل ولد امام الدین، تاریخ ۱۹۸۳ء 5.5

۷۸۶ **الجواب:** طلاق پر باعث تو عموماً غصہ ہی ہوتا ہے لہٰذا یہ سمجھنا کہ غصہ میں طلاق نہیں ہوتی غلط اور ناواقفیت پر مبنی ہے اور طلاقیں جب تین تک پہنچ جائیں تو عورت اپنے شوہر پر ایسی حرام ہوجاتی ہے کہ بغیر حلالہ، اس کے لئے حلال نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ حلالہ کے بغیر، کسی کے دباؤ یا مروت میں آ کر، یا باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح کرلیں تب بھی عورت حرام ہی رہے گی۔ حلالہ شرط ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

رجعی طلاق میں حلالہ کی ضرورت نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: سائل نے اپنی بیوی کو اس کے مطالبے پر تقریباً دو سال قبل ایک طلاق دی تھی اور دو سال سے وہ اپنے والدین کے پاس بیٹھی ہے۔ ایک بچہ بھی ہے جو کہ میرے پاس ہے۔ اب میری بیوی نے واپس میرے پاس آنے کی پیش کش کی ہے لہٰذا فدوی کو فتویٰ عنایت کیا جائے کہ آیا بغیر حلالہ کے میں اسے رکھ سکتا ہے ہوں یا نہیں؟ اور نکاح دوبارہ ہوسکتا ہے یا نہیں؟ السائل عبدالقیوم معرفت حاکم علی خان، محلہ جانی پورہ، شہداد پور

۷۸۶ **الجواب:** ایسی صورت میں کہ شوہر نے اپنی زوجہ کو تین طلاقیں نہیں دیں بلکہ ایک یا دو۔ رجعی یا بائن طلاقیں دیں تو حلالہ کی حاجت نہیں۔ البتہ عدت گزر جانے پر نکاح ثانی ضروری ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمۡسَاكٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ (الآیۃ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

ایک بار تین طلاق، چاروں ائمہ کے نزدیک تین طلاق ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے غصہ کی حالت میں بیوی کی نافرمانی کی بنا پر تین طلاقیں دے دیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ غصہ اور ناراضگی میں آ کر اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو تین طلاقیں ایک ہی وقت میں دے دے تو کیا طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اور رجوع کرسکتا ہے یا نہیں؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ایک طلاق ہوگی اگر تین ایک ساتھ دیں کیا یہ صحیح ہے یا غلط؟ السائل حافظ محمد اقبال، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** ایک بار تین طلاقیں دینے سے نہ صرف حنفیہ، بلکہ چاروں ائمہ، مجتہدین کے اجماع سے تین طلاقیں مغلظہ ہوجاتی ہیں۔ خواہ یہ طلاقیں غصہ میں دی ہوں یا امن وسکون کی حالت میں۔ کوئی امام اس باب میں اصلاً مخالف نہیں۔ صورت مستفسرہ میں تین طلاقیں ہوگئیں اور عورت اس کے نکاح سے ایسی خارج ہوئی کہ اب حلالہ کے بغیر ہرگز اس کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ اگر یوہیں رجعت کرلی یا کسی کی باتوں میں آ کر بلا حلالہ، نکاح جدید کرلیا تو دونوں مبتلائے حرام کاری ہوں گے۔ وہابیہ غیر مقلدین کہ اب اس مسئلہ میں خلاف اٹھارہے ہیں گمراہ بد دین ہیں ان کی تقلید حلال نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ بحوالہ فتح

القدیر) واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

شوہر نے طلاق نامہ پر دستخط کردئے اور گواہ نے اس کو پھاڑ دیا، طلاق ہو جائے گی

سوال: میں صابر حسین ولد نور محمد، ذات شیخ صدیقی، عمر ۳۱ سال ساکن نواب شاہ۔ حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ میں نے ایک عدد اسامپ پیپر پر طلاق نامہ اپنی زوجہ گلشن آرا کے نام ٹائپ کروایا اور اس پر دستخط کردیئے اور ایک گواہ کے دستخط کرائے۔ گواہ نے بغیر پڑھے کاغذ پر دستخط کردیئے۔ میرے ایک عزیز نے اس کاغذ کو پڑھا اور پھاڑ دیا اور کہا کہ اس طرح طلاق نہیں ہوتی۔ میں نے صرف ایک عدد طلاق دی تھی۔ میں نے اوپر جو کچھ لکھا ہے وہ اپنے ہوش وحواس میں لکھوایا ہے اور اپنے دستخط کردیئے ہیں؟ فقط صابر حسین ولد نور محمد، منوآباد، نواب شاہ

۷۸۶ الجواب: طلاق نامہ دوسرے شخص سے ٹائپ کرایا اور پھر شوہر نے اس کے مضمون سے واقف ہوتے ہوئے دستخط کردیئے۔ تو یقیناً شوہر نے اس طلاق نامہ پر دستخط کئے جو اس نے دوسرے سے لکھوایا اور طلاق نامہ میں معمول ومروّج تین طلاقیں ہیں۔ اس لئے یہی سمجھا جائے گا اور یہی معتبر ہوگا کہ شوہر نے عورت کو تین طلاقیں لکھوائیں اور پھر اس کے مضمون پر واقف ہوتے ہوئے دستخط کردئے تو شرعاً تین طلاقوں کا دینا ہی سمجھا جائے گا۔ ورنہ وہ ثبوت پیش کرے کہ اس کے کہنے پر کہ ایک طلاق یا دو لکھ دو، کاتب نے ایک یا دو طلاقیں ہی لکھیں اور اس تمام مذاق کا سارا وبال ان صاحب پر ہے جنھوں نے وہ تحریر پھاڑ دی۔ وہ بتائیں اور حلفیہ بتائیں کہ اس میں کیا لکھا تھا۔ حیلے بہانے سے یہ حکم شرعی کو کھیل نہ بنائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ جمادی الاُخریٰ ۱۴۰۳ھ

اسامپ کے مضمون سے واقف ہوئے بغیر دستخط کئے تو حکم طلاق نہ ہوگا

سوال: میں مسمّی محمد رمضان ولد تاج محمد۔ میں ڈرائیور ہوں اور صبح گھر سے نکلتا ہوں اور رات کو گھر آتا ہوں۔ (ان پڑھ ہوں) تقریباً دو ماہ ہوئے میری بیوی جو کہ ایک بچّی کی ماں ہے میکے گئی ہوئی تھی۔ میں جب رات آٹھ بجے اپنے کام سے واپس آیا تو میرے والد تاج محمد نے ایک اسامپ کاغذ پر دستخط کرادئے چوں کہ میں ان پڑھ ہونے کی وجہ سے پڑھ نہیں سکتا تھا۔ جب میں نے اصرار کیا کہ یہ کیسا کاغذ ہے تو والد صاحب نے فرمایا "میں تمہارا باپ ہوں تمہارے فائدے کا کاغذ ہے میں نے اس کاغذ پر دستخط کردئے اور غیر جانب دار دو شخصوں سے بھی دستخط کرائے" تقریباً بیس دن ہوئے جب میں اپنی بیوی کو لینے اس کے میکے گیا تو میرے سسر صاحب نے وہ اسامپ دکھایا جس پر، میرے والد صاحب نے مجھ سے دستخط کروائے تھے جو کہ میری بیوی کا طلاق نامہ تھا۔ جب میں نے اپنے والد صاحب سے شکایت کی کہ آپ نے یہ کیا کیا۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم نے جو کچھ کیا اچھا کیا۔ جبکہ میں، میری بیوی اور میری خوش دامن کا خیال ہے کہ یہ طلاق نہیں ہوئی اور میرے والد اور میرے سسر کا خیال ہے کہ طلاق ہوگئی۔ لہٰذا آپ یہ بتائیں کہ شرعی نقطہ سے وہ میری بیوی ہے یا کہ نہیں؟ نیاز مند محمد رمضان ولد تاج محمد

۷۸۶ الجواب: ایسی صورت میں کہ شوہر نے اس اسامپ کے مضمون پر واقف ہوئے بغیر اور بغیر یہ جانے کہ اس میں کیا

لکھا ہے، اس پر دستخط کردیے تو اس سے طلاق نہ پڑی۔ دونوں میں رشتہ زوجیت ہنوز برقرار ہے۔ کسی کے خیال سے تو کچھ نہیں ہوتا البتہ حاکم، حکم شرعی ہے اور وہ اس صورت میں یہ ہے کہ طلاق واقع نہ ہوئی۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

غصہ، دماغی گرمی، یا گھبراہٹ طلاق کو نہ روکے گا

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خاں صاحب، دار العلوم احسن البرکات، حیدر آباد، السلام علیکم

میں مسمّی شفیق خان ولد شبیر خان حلفیہ بیان خدا اور رسول کو حاضر ناظر جان کر دیتا ہوں کہ: میں ٹھٹھے کی بھٹی پر کام کر رہا تھا کہ اچانک میرے سینہ میں شدید درد ہوا تو اس پر میرے والد صاحب نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے۔ اس پر میں نے والد صاحب کو بتایا کہ میرے سینہ میں شدید درد ہو رہا ہے، جو نا قابل برداشت ہے۔ اس پر میرے والد صاحب نے کہا کہ تم اوپر جا کر آرام کرو اور میری اہلیہ نے اصرار کیا کہ مجھ کو اپنی نانی صاحبہ کے یہاں چھوڑ آؤ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ نانی صاحبہ کو انتقال ہو گیا تھا اور یہ دونوں کی نانی تھیں۔ اس پر میں نے کہا کہ دیکھو اس وقت میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور میرے شدید درد ہے۔ میں اس وقت اس قابل نہیں کہ تم کو ابھی اور اس وقت تمہاری نانی صاحبہ کے گھر چھوڑ کر آؤں اور میں شدید درد کی وجہ سے اور بھی پریشان تھا اور ایسی صورت میں میری منکوحہ بیوی میرے پیچھے لگنے لگی۔ جس پر میں نے غصہ میں یہ کہدیا کہ دیکھو میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔ جس پر وہ بھی شدت میں آ گئی اور کسی طرح بھی بات ماننے کو تیار نہیں تھی۔ آخر مجبور ہو کر غصہ میں تکلیف کی وجہ سے اس کو میں نے تین بار طلاق کہا اور میری اہلیہ کو پانچ کا حمل بھی ہے اور ایک لڑکی سال کی بھی ہے۔ یہ تمام واقعہ نانی صاحبہ کے انتقال کی وجہ سے ہوا، اس لئے کہ یہ دونوں کی نانی تھیں اور انتقال کی وجہ سے مسمات مذکورہ اس قدر شدت سے جانے کے لئے بےچین تھی لیکن میں اس وقت بہت مجبور تھا کہ میری طبیعت بالکل ٹھیک نہیں تھی۔ پھر بھی میں نے اپنی بیوی سے کہا تھا کہ جیسے ہی تکلیف کم ہوگی میں تم کو پہنچا دوں گا لیکن وہ کسی بات پر بھی راضی نہیں تھی جس کی وجہ سے مجبوراً اتنا سخت قدم اٹھانا پڑا۔ اب آخر میں جناب والا سے میری یہ درخواست ہے کہ مجھ کو اپنی غلطی کا احساس ہے اور آپ مہربانی فرما کر شریعت کے مطابق جو بھی فتوی ہو صادر فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی؟ فقط فدوی شفیق خان ولد شبیر خان

۷۸۶ **الجواب:** ایسا غصہ اور دماغی گرمی یا گھبراہٹ، طلاق کو نہیں روک سکتی اور نہ عورت کا حاملہ ہونا، طلاق کو روک سکتا ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں عورت پر تین طلاقیں ہو گئیں۔ اب یہ عورت بلا حلالہ، اپنے شوہر کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔ یہی قرآن و حدیث کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

طلاق دینے کے تمام طریقے پورے کئے گئے، انگوٹھا بھی لگا دیا، اب انکار قابل قبول نہیں ہے

سوال: علماء دین کیا کہتے ہیں اس مسئلہ میں کہ: شوہر نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ اس بناء پر کہ چھ سال کے عرصے میں اس

کی اولاد نہیں ہوئی۔لڑکی والوں نے شوہر کو بہت سمجھایا کہ طلاق نہیں دو۔ہم تمہیں دوسری شادی کی اجازت دے دیں گے۔
لڑکی والوں نے کہا کہ لڑکی عمر بھر ہمارے گھر میں رہے گی اور ہم خرچہ طلب نہیں کریں گے۔اس پر بھی لڑکا رضامند نہیں ہوا۔
لہٰذا لڑکی اور لڑکے کے عزیز واقارب اسٹامپ لکھوانے گئے اور اسٹامپ لکھ لیا گیا۔لہٰذا اسٹامپ لکھنے والے نے کہا کہ کہو تین
مرتبہ کہ میں نے طلاق دی! اس پر لڑکے نے کہا کہ مجھے سب کے سامنے شرم محسوس ہو رہی ہے لہٰذا لڑکے نے ایک گواہ کے
سامنے لفظ طلاق دی تین مرتبہ کہا پھر دو گواہوں کے سامنے لڑکی نے اپنا مہر معاف کر دیا اور لڑکی کا سارا جہیز اور زیور واپس کر دیا
گیا اور اب لڑکی عدت میں بیٹھی ہوئی ہے۔لہٰذا اب لڑکا دو ماہ کا عرصہ گزرنے کے بعد کہہ رہا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی
ہے۔اب علماء دین اس مسئلہ پر کیا کہتے ہیں؟ فقط حسین رضا، فردوس کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: سوال سے ظاہر ہے کہ لڑکا اپنی بیوی کو طلاق پر آمادہ ہوتا ہے۔لڑکی کے اعزاء واقارب اسے ہر طرح
سمجھاتے اور اسے اس فعل سے باز رہنے کی حتی الامکان کوشش کرتے ہیں لیکن شوہر اپنی ضد پر اڑا رہا اور کسی طور پر لڑکی کو اپنے
ساتھ رکھنے پر آمادہ نہ ہوا۔حتیٰ کہ دوسروں کے ہمراہ، اسٹامپ لکھوانے گیا، بلکہ اسٹامپ لکھ لیا گیا اور اس پر اپنا نشان انگوٹھا بھی
ثبت کر دیا۔حتیٰ کہ لڑکی کا سارا جہیز اور زیور واپس کر دیا۔حتیٰ کہ لڑکی سے مہر بھی معاف کرا لیا۔تو ان حقائق کے ہوتے ہوئے
اس کا انکار شرعاً ہرگز قابلِ قبول نہیں۔لڑکی پر تین طلاقیں پڑ چکیں۔وہ عدت گزار کر، اس بات کی مختار ہے کہ جس سے چاہے اپنا
نکاح کرے۔مرد کو اس پر کوئی اختیار نہیں۔البتہ لڑکی اگر اسی شوہر سے نکاح کرنا چاہے تو اس کے لئے حلالہ شرط ہے۔بغیر حلالہ
اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔طلاق تو وہ چیز ہے کہ مذاق میں
دی جائے تب بھی واقع ہو جاتی ہے۔یہ گڑیوں کا گھر نہیں کہ جب چاہو توڑ دو اور جب چاہو بنا لو۔الغرض لڑکے کی بات ہرگز
ہرگز نہیں سنی جائے گی اور نہ اس پر توجہ دی جائے گی۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

تیسری طلاق سے قبل منہ بند کر دیا تو کونسی طلاق ہوگی؟

سوال: میں مسمی محمد شفیع ولد محمد سعید خان نے اپنی بیوی مسماۃ رحیمہ بیگم بنت ظہور احمد کو مورخہ ۲۹.۳.۱۹۸۳ء کو آپس میں
تکرار کی بناء پر دو طلاقیں دیں اور تیسری سے پہلے میرے لڑکے محمد اقبال نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تھا اور میں تیسری طلاق
نہیں دے سکا۔آپ سے گزارش ہے کہ کیا میں اپنی بیوی سے رجوع کر سکتا ہوں؟ فقط محمد شفیع ولد محمد سعید خان، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ ہے وہ ہر ایک کے دل کی بات جانتا ہے اور سوال سے ظاہر ہے کہ شوہر نے
تیسری طلاق نہ دی اور جو گواہ ہے اس کی گواہی شرعاً مقبول نہیں لاجرم فیصلہ شوہر ہی کے حلف پر ہوگا اور شوہر حلفیہ بیان کرتا ہے
کہ تیسری طلاق سے پہلے اس کے بیٹے نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔یعنی تیسری طلاق کی نوبت نہ آئی۔تو واقع میں صرف
دو طلاقوں کا دینا ثابت ہوا اور چونکہ یہ دونوں طلاقیں صریح الفاظ میں دی گئیں۔اس لئے عورت جب تک عدت میں ہے

شوہر،اس سے رجعت کرسکتا ہے یعنی اتنا کہدے کہ میں نے تجھے اپنے نکاح میں لیا۔وہ بدستور اس کی زوجہ رہے گی۔بہتر ہے کہ اس رجعت پر دو چار آدمیوں کو گواہ کرلے۔حلالہ کی یہاں ضرورت نہیں۔(عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

غصہ میں تین طلاق لکھ دیں، پھر بغیر حلالہ رکھا تو حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میں ابوظہبی میں نوکری کرتا ہوں اور میری بیوی پاکستان میں رہتی ہے۔ پاکستان سے کسی نے دشمنی کی بناء پر ایک گمنام خط میرے نام لکھا۔جس میں لکھا ہوا تھا کہ تمہاری بیوی غلط لائن کی ہے۔یہ خط میں نے پوری طرح پڑھا بھی نہیں تھا کہ اسے پھاڑ دیا اور اسی وقت میں نے ایک خط گھر لکھا۔جس میں میں نے غصہ میں آکر تین طلاقیں لکھ دیں۔بعد میں جب میں نے سوچا کہ میں نے غلطی کی ہے۔پھر میں نے دوسرا خط اسی وقت لکھا کہ جو خط میں نے لکھا ہے اس پر کوئی عمل نہ کرنا۔گھر میں وہ طلاق والا خط پہلے ملا اور دوسرا خط بعد میں۔اب سسرال والے فتویٰ مانگتے ہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ دیں کہ وہ طلاق ہوگئی یا نہیں۔میری عورت کو بچہ ہونے والا ہے وہ خط جو میں نے لکھا تھا اور میں نے کہا تھا کہ وہ خط ظاہر نہ کرنا اور وہ خط انہوں نے ظاہر نہ کیا اور میں اپنی غلطی کا اعتراف بھی کرچکا ہوں۔آپ مہربانی کرکے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ عبدالغفار خان، واحد کالونی، نارتھ ناظم آباد، کراچی

۷۸۶ **الجواب:** غصہ میں آنے اور اسی حالت میں گھر والی کو تین طلاقیں لکھ دینے کا باعث، خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو، غلطی خود اسی شوہر کی ہے وہ پتھر تو شیشہ پر پڑ گیا یعنی عورت پر طلاقیں تو واقع ہوگئیں۔مرد پر لازم تھا کہ وہ ہوش وحواس کو قائم رکھتا اور اصل معاملہ کی تحقیق کرتا کہ وہ خبر صحیح ہے یا نہیں؟ جب اس نے ضبط کا دامن چھوڑ دیا تو طلاق دینے پر طلاقیں پڑنا ہی ہیں۔اب وہ عورت اس پر بحرمت مغلظہ حرام ہوگئی کہ بغیر حلالہ حلال نہ ہوگی۔قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔قرآن وحدیث کے اس صاف صریح حکم کے بعد بھی، اگر کسی حیلے بہانے سے ان دونوں کو یکجا کرنے کی کوشش کی گئی تو یہ محض حرام کاری کے لئے کوشش ہوگی اور کوئی کوشش اس حرام کو حلال نہ کرسکے گی۔حلالہ شرط ہے اس کے بغیر عورت حلال نہ ہوگی۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ھ

عورت کی بدکلامی پر تین طلاق

سوال: میں خدا اور خدا کے رسول ﷺ کو حاظر وناظر جان کر حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ: میں صبح ناشتہ کررہا تھا۔تو میری بیوی مجھ سے بدکلامی سے پیش آئی۔میں غصہ میں یہ کہتا ہوا نکلا کہ میں نے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! شباب الدین جو کہ میرے بڑے بھائی ہیں۔میں نے ان سے کہا کہ میں نے اس کو طلاق دے دی ہے۔اس کو اس کے باپ کے گھر چھوڑ آئیں۔ فند دماغ کمزور، بھوا ولد چھیان

۷۸۶ الجواب: عورت خواہ کچھ کہے اور کچھ کرے اور گواہ بھی موجود ہوں یا موجود نہ ہوں، جب کہ شوہر کو تین طلاقوں کا اقرار ہے تو یقیناً اس کے اقرار کے بموجب، اس کی عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت اپنے شوہر پر ایسی حرام ہوگئی کہ بغیر حلالہ حلال نہ ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ اس شوہر کے بارے میں لوگ، پہلے بھی فتویٰ حاصل کر چکے ہیں لیکن اس سوال میں جو صورت مذکور تھی وہ اس صورت حال کے قطعاً برخلاف ہے جو اس اقرار میں مذکور ہے۔ بہر حال دونوں کا حال خدا جانتا ہے اور جو لوگ واقعات کو توڑ مروڑ کر اپنی مرضی کے مطابق حکم شرعی حاصل کر لیتے ہیں وہ اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں۔ انہیں اس فعل سے توبہ کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

عورت طلاق کی مدعی ہے اور گواہ عورت کے اہل خانہ ہیں

سوال: محترم جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

۱۔ واقعہ یہ ہے کہ میرا نکاح شرعی طور پر ایک شخص کے ساتھ مورخہ ۲۵.۱.۱۹۸۰ء کو ہوا تھا۔

۲۔ اس شخص نے مورخہ ۱۲.۲.۱۹۸۲ء کو مجھے مخاطب کر کے تین بار یہ الفاظ میرے سامنے دہرائے کہ میں تمہیں طلاق دیتا ہوں! میں تمہیں طلاق دیتا ہوں! میں تمہیں طلاق دیتا ہوں! اور آج سے تم میری زوجیت سے شرعی طور پر آزاد ہو۔

۳۔ اس شخص نے یہ الفاظ میرے روبرو، میرے اہل خانہ اور ایک دوسرے شخص کی موجودگی میں ادا کئے اور جن کو میں نے باقائم ہوش وحواس اپنے کانوں سے سنا۔

۴۔ تقریباً تیرہ ماہ کا عرصہ گزر جانے کے بعد وہ شخص مجھے طلاق دینے کے عمل سے انکاری ہے۔

ازراہ کرم اس مسئلہ کا شرعی فتویٰ عنایت فرمائیں کہ کیا مجھے طلاق ہو چکی ہے یا نہیں؟ میں نے عدت کی شرعی مدت بھی پوری کر لی ہے اور طلاق کی تاریخ مورخہ ۱۲.۲.۱۹۸۲ء سے آج تک میرا اس شخص سے قطعی کوئی واسطہ نہ رہا۔

فقط السائلہ ناہید انور بنت عبد القادر

۷۸۶ الجواب: عورت دعویٰ کرتی ہے کہ اس کے شوہر نے اسے تین بار طلاق دی اور گواہی میں اپنے اہل خانہ اور ایک اور شخص کو پیش کرتی ہے۔ اہل خانہ سے مراد اگر ماں باپ ہیں تو ماں باپ کی گواہی اولاد کے حق میں معتبر نہیں اور اگر اس سے مراد بھائی ہیں تو بیشک یہ گواہی معتبر ہوگی اور اس پر شرعی فیصلہ کیا جائے گا بشرطیکہ وہ گواہ، شرعی گواہ ہوں یعنی کم از کم نماز روزے کے پابند، قابل اعتماد، لائق اعتبار، دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں اور اگر وہ ایسے نہ ہوں تو ان کی گواہی معتبر نہیں۔ ایسی حالت میں اگر عورت کو یقین ہے کہ اس کے شوہر نے تین طلاقیں دی ہیں اور اب وہ جھوٹ بول رہا ہے تو جس طرح بن پڑے اس سے پیچھا چھڑائے۔ اپنے اوپر اسے قابو نہ دے۔ عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس کے ساتھ رہے۔ ناچار اپنا مہر دے کر یا کسی اور مال کے بدلے میں، یا جیسے اس سے ممکن ہو اس سے طلاق لے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اس سے دور بھاگے اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو وہاں

شوہر پر ہے جب تک یہ خود راضی نہ ہو۔ (درمختار فتاویٰ رضویہ۔) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

طلاق نامہ کے بارے میں شوہر کا حلف معتبر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت مسمات نجمہ کو تین طلاقوں پر مشتمل ایک طلاق نامہ ملا جو اس کے شوہر عبدالرزاق ولد محمد اقبال کی طرف سے تھا لیکن عبدالرزاق کا بیان یہ ہے کہ اسے اس طلاق نامہ کا کوئی علم نہیں۔ نہ اس نے اسے پڑھا اور نہ کسی سے سنا اور نہ اس پر دستخط کئے اور نجمہ کی ابھی رخصتی بھی نہیں ہوئی۔ اس صورت میں شریعت کا حکم کیا ہے؟ فقط والسلام مقبول احمد انصاری، رشی گھاٹ انصار کالونی، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** شوہر حلفیہ بیان دیتا ہے کہ اسے اس طلاق نامہ کے بارے میں کوئی علم نہیں۔ نہ اسنے لکھا نہ کسی سے لکھایا اور نہ کسی سے اس کے بارے میں کچھ کہا سنا۔ نہ اس پر دستخط کئے۔ تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں شرعاً کسی طلاق کا کوئی حکم نہیں دیا جا سکتا۔ مسمات نجمہ بنت عبدالرزاق بدستور اس کے نکاح میں ہے اور جب تک وہ طلاق نہ دے وہ یقیناً اس کی زوجہ ہے اور مسمات نجمہ کو اس حالت میں کسی اور سے نکاح کر لینا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ نجمہ کے ورثاء کو چاہئے کہ وہ اسے رخصت کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

عورت کتنی بری کیوں نہ ہو، مہر ساقط نہ ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: شوہر بیوی کے میکے والوں کو پسند نہیں کرتا جس کی وجہ سے وہ اپنی سسرال آتا جاتا نہیں۔ دیگر بیوی کے میکے والوں کے لئے اس کے گھر میں آنے جانے اور بیوی سے ملنے جلنے پر کوئی پابندی نہیں اور نہ بیوی پر اس کے میکے آنے جانے پر پابندی ہے۔ دیگر یہ ہے کہ بیوی خود اپنے میکے والوں کے ساتھ اپنے میکے جائے اور خود ہی واپس آ جائے۔ شوہر خود اسے لینے نہیں آئے گا چنانچہ یہ سلسلہ اسی طرح جاری تھا کہ ایک بار بیوی اپنے حقیقی بھائی کے ساتھ شوہر کی رضا مندی سے صرف اور صرف ایک دن کے لئے از خود واپس آنے کا کہہ کر گئی۔ جس کی تائید اس کے بھائی نے بھی کی۔ مگر وہ واپس نہ آئی اور کہلا بھیجا کہ میری واپسی کی شرط یہ ہے کہ مجھے لینے میرا شوہر اور میرے شوہر کا باپ خود آئیں۔ بیوی کے اس رویّے پر شوہر نے اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ جس کے جواب میں بیوی اور بیوی کے گھر والوں نے اپنی شرط منوانے اور شوہر کو نیچا دکھانے کے لئے شوہر کے اہل خانہ کی ناموس پر کیچڑ اچھالنے، بہتان اور بے بنیاد الزامات لگانے، برادری میں بدنام کرنے کی دھمکی دے کر بلیک میل کرنے کی کوشش شروع کر دی جس کی وجہ سے شوہر اپنی بیوی سے متنفر ہو کر آمادۂ طلاق ہو گیا۔ مگر شوہر کے والد نے رشتہ داروں کے ذریعہ بیٹے کی بیوی کو از خود واپس آنے کی تلقین کی اور آگاہ بھی کیا کہ آ جاؤ، ورنہ اس کا شوہر اسے طلاق دے دے گا اور متعدد بار دنوں کا تعین بھی کیا کہ فلاں وقت تک یا فلاں دن تک واپس آ جاؤ ورنہ ممکن ہے اس کا شوہر اسے طلاق دے دے۔ رشتے داروں نے اس کے

بھائیوں کو اور اسے سمجھانے کی کوشش کی مگر بیوی اور اس کے گھر والے اپنی ضد پر قائم رہے اور اس خوش فہمی کا برملا اظہار بھی کرتے رہے کہ شوہر طلاق دے ہی نہیں سکتا۔ اتمام حجت کے لئے شوہر کے باپ نے شوہر کے دو بھائیوں کو بھی بھیجا کہ جنہوں نے اپنے بھائی کی بیوی سے براہ راست روبرو اس کے میکے میں جا کر اسے متنبہ کیا کہ وہ ایک دن کی اجازت لے کر خود واپس آنے کی پابند ہوگئی تھی چنانچہ وہ اب بھی واپس آجائے ورنہ اس کا شوہر اسے طلاق دے دے گا اور یہ بھی کہا کہ یہ آخری موقع ہے۔ مگر بیوی بدستور اپنی بیجا ضد اور ہٹ دھرمی پر قائم رہی اور بڑے تلخ لہجے کے ساتھ اپنی شرائط پر اصرار کیا۔ بالآخر شوہر نے ایک جلسہ میں اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں اور فتویٰ کی رو سے طلاق مطلق وقوع پذیر ہو چکیں۔ اب آپ براہ کرم وضاحت فرمائیں کہ ان حالات میں جبکہ شوہر نے اپنی بیوی کو بلا اجازت شوہر اپنے گھر سے باہر رہنے، حکم عدولی اور نافرمانی، بلیک میلنگ کی پاداش میں طلاق دی تو کیا ایسی صورت میں بھی شوہر پر نان ونفقہ اور حق مہر واجب ہے؟

السائل محمد حسن ولد محمد عمر جمالی، میر گارڈن، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** عورت کیسی ہی بُری کیوں نہ ہو، اس کی برائیوں کی وجہ سے اس کا مہر ساقط نہ ہوگا۔ خلوت صحیحہ ہو جائے تو پورا مہر، اور قبل از رخصتی طلاق دی جائے تو نصف مہر واجب ہوگا اور وہ خود ہی اپنے میکے چلی جائے اور بلانے کے باوجود واپس نہ آئے اور شوہر طلاق دے دے تو نان نفقہ، شوہر پر واجب نہیں۔ لانھا ناشزۃ ولا نفقۃ للناشزۃ البتہ وہ مال تمام وکمال کہ لڑکی اپنے ساتھ اپنے جہیز میں لائی اور اس کے میکے سے اسے جہیز میں ملا، خاص ملک عورت ہے۔ اگر وہ واپسی کا مطالبہ کرے تو واپس کرنا پڑے گا۔ ردالمحتار وغیرہ میں ہے کل احد یعلم ان الجھاز ملک المراۃ وانہ اذا طلقھا تاخذہ کلہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

شوہر نے بغیر اضافت "میں نے طلاق دی" کہا تو اگر حلفیہ کہہ دے کہ بیوی مراد نہیں حلف معتبر ہے

سوال: بخدمت جناب قبلہ محترم مفتی محمد خلیل خاں صاحب، مہتمم دارالعلوم احسن البرکات، السلام علیکم

جناب عالی آداب کے بعد خدمت فیض اقدس وبابرکت میں بعد ادب عرض ہے کہ

مسمی نظام عرف بھولو جس کا دماغی توازن درست نہیں ہے اور اس کی حالت دیوانوں جیسی ہے۔ وہ منہ سے دیوانوں کی طرح غلط سلط الفاظ بکتا رہتا ہے اور کوئی چیز کھاتا پیتا ہوتا ہے تو دیوانگی میں وہ بھی پھینک دیتا ہے اور مارنے بھی دوڑتا ہے اور دیوانگی میں بڑبڑایا بھی کرتا ہے۔ اسی دیوانگی کی حالت میں اس نے اپنے مکان کے صحن میں اپنی زبان سے یہ الفاظ ادا کئے کہ میں طلاق دیتا ہوں! اس نے نہ الفاظ بیوی کہہ کر، اور نہ بیوی کو کسی کنایہ اشارہ سے مخاطب کر کے، لفظ طلاق زبان سے ادا کئے اور نہ سلیما نام لے کر زبان سے لفظ طلاق ادا کیا۔ اس کے ان الفاظ سے یہ پتا نہیں چل سکا کہ وہ کس شے کے متعلق طلاق کے الفاظ استعمال کر رہا ہے کیوں کہ اس وقت اس کے پاس اس کی بیوی مسمات سلیما بھی موجود نہیں تھی۔ وہ اس وقت کمرے میں تھی اس کی بیوی نے یہ الفاظ بھی نہیں سنے۔ مسمات سلیما کہتی ہے کہ مجھے میرے شوہر نے طلاق نہیں دی

ہے کیوں کہ ہمیشہ سے ہمارے تعلقات خوش گوار چلے آرہے ہیں جبکہ عورت کے بطن سے بچے بھی موجود ہیں اور ہنوز تین ماہ کی حاملہ بھی ہے۔ مسمی نظام عرف بھولو کہتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی سلیما کو طلاق نہیں دی ہے اور نہ بیوی کا نام لے کر طلاق دی ہے۔ جس وقت نظام عرف بھولو نے طلاق کا لفظ ادا کیا اس وقت وہ مکان کے صحن میں تھا اور مسمی بشیر احمد اپنے مکان کے باورچی خانے میں چائے پی رہا تھا اور ایک محلہ کی عورت مسمات سیدا بھی موجود تھی اور مسمی شہاب الدین بیت الخلاء میں تھا۔ پہلا شخص مسمی بشیر کہتا ہے کہ میں نے تین مرتبہ صرف یہی الفاظ سنے ہیں کہ طلاق دیتا ہوں! یہ نہیں معلوم کہ وہ یہ الفاظ کس کے لئے یا کس کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا جب کہ اس کے سامنے اس کی عورت بھی موجود نہ تھی۔ دیگر شخص مسمی شہاب الدین جو کہ بیت الخلاء میں تھا۔ وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے بیت الخلاء میں صرف دو مرتبہ یہ الفاظ سنے ہیں کہ طلاق دیتا ہوں! میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ الفاظ کس کے لئے ادا کئے گئے تھے۔ تیسری عورت مسمات سیدا یہ کہتی ہے کہ میں نے بھی صرف تین مرتبہ یہی سنا ہے کہ طلاق دیتا ہوں! لیکن یہ نہیں معلوم کہ نظام عرف بھولو نے یہ الفاظ کس کے لئے ادا کئے ہیں یا اس کا اشارہ کس کی طرف ہے۔ کیا ایسی صورت میں طلاق ہو جانا سمجھا جائے؟

ائمہ دین شرع مبین اس مسئلہ میں کیا فتویٰ صادر فرماتے ہیں مہربانی فرما کر مطلع فرمائیں۔

فقط السائل بابو چائے والا، پنجرہ پول، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: سائل اپنے سوال میں یہ ظاہر کرتا ہے کہ شوہر نے ان الفاظ کو کہ "میں طلاق دیتا ہوں" اپنی زبان سے ادا کیا اور کوئی لفظ، عورت کی طرف نسبت کر کے نہ کہا۔ نہ نام، نہ نسب، نہ وصف، نہ لقب، نہ اشارہ، نہ کنایہ مثلاً فلاں عورت یا فلاں کی بیٹی، یا اپنی زوجہ کو، نہ اس کو، وغیرہ۔ کوئی لفظ اس قسم کا نہ تھا۔ نہ کلام کسی سوال کے جواب میں تھا جس سے اضافت و نسبت پیدا ہو۔ بلکہ ابتداءً یہی الفاظ، اس نے دو بار یا بقول بشیر احمد تین بار کہے (حالانکہ بشیر اپنے گھر کے باورچی خانہ میں تھا اور شوہر کی صرف آواز کو سنا تھا۔ اسے کہتے اس نے نہ دیکھا) تو اس صورت میں شوہر سے قسم لی جائے۔ اگر وہ حلف کرے کہ ان الفاظ سے اپنی زوجہ مراد نہ تھی تو حکم طلاق نہ دیا جائے گا۔ عورت بدستور اس کے نکاح میں ہے اور اسی کی زوجیت سمجھی جائے گی اور اگر واقع میں اس نے نیت کی اور اس نے ظاہر نہ کی تو اس کا وبال اور اپنے اور عورت، دونوں کے زنا کا عذاب شوہر پر ہوگا اگر تین مرتبہ کہنا مانا جائے۔ عورت پر وبال نہیں کہ دونوں کا مالک اللہ ہے اور بہتر یہ ہے کہ جبکہ صورت مذکورہ بالا میں تین طلاقوں کا ثبوت شرعی نہیں صرف دو طلاقوں کا ذکر ملتا ہے اور وہ بھی شرعاً ثبوت نہیں۔ تو صرف لوگوں کی زبان بندی کے لئے شوہر رجعت کرلے یعنی یہ کہہ دے کہ (میں نے مسمات فلاں کو اپنے نکاح میں واپس لیا۔) پھر دونوں بطور زن وشوہر کے رہیں اور اگر عدت گزر چکی ہے تو دوبارہ نکاح کرالیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

وقوع طلاق کے لئے عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ جہیز، مہر، پرورش

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک شخص نے اپنی منکوحہ بیوی کو بذریعہ خط مندرجہ ذیل الفاظ میں طلاق تحریر کر کے بھیجی۔ طلاق کے الفاظ کہ میں تم کو طلاق دیتا ہوں! میں تم کو طلاق دیتا ہوں! میں تم کو طلاق دیتا ہوں! لیکن جس کو بذریعہ خط طلاق دی گئی تھی وہ حاملہ ہے تقریباً تین، چار ماہ کی حاملہ ہے اور اس کی گود میں تقریباً ۱۱ ماہ کی پہلی بچی پرورش کے لئے موجود ہے اور طلاق دیتے وقت مہر بھی نہیں دیا۔

۲۔ منکوحہ کو نکاح کے وقت والدین نے یا دولھا نے جو سامان دیا اور بصورت جہیز یا زیور کپڑا وغیرہ دیا گیا ہے، وہ طلاق دینے والے کے گھر پر ہے دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ حمل کی حالت میں جو طلاق دی گئی وہ واقع ہوئی یا نہیں۔ اگر طلاق ہوگئی تو عدت کتنی ہے۔ اور طلاق شدہ عورت کی گود میں ۱۱ ماہ کی پرورش کے لئے جو بچی ہے اس کی پرورش کا نان ونفقہ کس کے ذمہ ہے؟ اور کب تک ہے؟

۳۔ طلاق دینے والے شخص کے پاس لڑکی کا جہیز اور دیگر دیا ہوا جو سامان ہے وہ کس کی ملکیت ہے جو شادی کے موقع پر دولہا نے زیور یا دیگر سامان دیا اس کا مالک کون ہے۔ عورت وہ سامان لے سکتی ہے یا نہیں؟ نوٹ۔ عائلی قانون کے تحت حکام کو طلاق کی اطلاع بھی نہیں دی گئی؟

فقط السائل۔ نواب عبدالحمید ولد نشمت دار خاں، محلہ پریم نگر، ٹنڈو الہ یار، ضلع حیدرآباد، سندھ، ۱۹۸۳.۳.۲۶ء

۷۸۶ الجواب: وقوع طلاق کے لئے عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ حاملہ ہو خواہ غیر حاملہ، بالغہ ہو یا نابالغہ جب اسے طلاق دی جائے گی طلاق واقع ہوجائے گی۔ البتہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے یعنی بچہ پیدا ہوتے ہی اس کی عدت ختم ہوجائے گی۔ قال اللہ تعالیٰ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ (طلاق:4)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مہر عورت کا خالص حق ہے اور اس صورت میں وہ پورے مہر کی حقدار ہے۔ شوہر کو دینا ہوگا۔ (عامہ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جہیز یعنی جو کچھ زیور کپڑا برتن وغیرہ عورت کو ماں باپ کے یہاں سے ملا تھا اس کی مالک خاص عورت ہے۔ جس میں شوہر کا کچھ حق نہیں۔ طلاق ہوئی تو کل لے گی اور مرگئی تو اس کے ورثاء میں تقسیم ہوگا اور جو کچھ چڑھاوا شوہر کے یہاں سے گیا تھا اس میں رواج دیکھا جائے گا۔ اگر رواج یہ ہو کہ عورت ہی اس کی مالک سمجھی جاتی ہے تو وہ بھی عورت کی ملک ہوگیا اور اگر عورت مالک نہیں سمجھی جاتی بلکہ اسے صرف استعمال کا حق دیا جاتا ہے تو وہ جس نے چڑھایا اسی کی ملک ہے۔ (درمختار۔ فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ جب تک بچہ ماں کی پرورش میں رہے گا۔ وقوع طلاق کے بعد، بچہ کا نان ونفقہ اس کے باپ وغیرہ پر ہے۔ بلکہ ماں حق پرورش بھی لے سکتی ہے اور اگر ماں نے بچہ کے غیر محرم سے نکاح کرلیا تو اب حق پرورش نہ رہا۔ یوہیں اگر ماں پوری تو جہ اس کی

پرورش پر نہ دے یا بداخلاق و بدقماش ہو تو جیسے ہی بچہ سمجھدار ہو گا ماں کا حق پرورش جاتا رہے گا۔ (عالمگیر۔ درمختار وغیرہ)۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

عقائد خراب ہوں تو نکاح ہی نہ ہوا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکی شمع افروز کی شادی محمد شریف سے ۱۱ جنوری ۱۹۸۲ء کو ہوئی تھی۔ وداع ہو کر جب لڑکی سسرال گئی تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا شوہر خبطی قسم کا آدمی ہے اور انتہائی جھوٹ بولتا ہے اور کہتا ہے کہ میری ملاقات اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی ہے ایک دن کہا کہ ابھی ابھی میری ملاقات اللہ تعالیٰ اور رسول کریم سے ہوئی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم تمہاری بیوی کا گھر جنت میں بنانا چاہتے ہیں اس لئے تم اپنی بیوی سے مہر معاف کرا کے لاؤ اور یہ کہہ کر میرے ہاتھ میں ایک اسٹامپ دے دیا۔ تب اس نے انکار کر دیا۔ ایک مرتبہ میرے دیور نے مجھ سے دست درازی کرنے کی کوشش کی۔ میں نے تمام گھر والوں سے شکایت کی تو میرے شوہر نے کہا کہ میں نے ابھی ابھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہے۔ تو انہوں نے کہا ہے کہ اس میں اعتراض کی کوئی بات نہیں تم چاہو تو وقتی طور پر متعہ کر سکتی ہو۔ اسلام میں جائز ہے۔ ویسے بھی دیور آدھا شوہر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ متعدد بار غیر مردوں کے سامنے بے پردہ کرنے کی کوشش کی۔ میرے انکار پر مجھے زدوکوب کیا گیا۔ جس کے سب گواہ ہیں۔ تنگ آ کر لڑکی اپنے والدین کے گھر آ گئی تو اسی قسم کے خطوط شوہر نے لکھنا شروع کر دئے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تم سے سخت ناراض ہیں اور تم مجھے جواب لکھو تا کہ میں ان کو دکھا سکوں۔ اس کے علاوہ دیور اقبال نے بھی تہذیب سے گرے ہوئے خطوط لکھنا شروع کر دئے۔ لڑکی نے مجبوراً حصول طلاق کا دعویٰ (مقدمہ) دائر کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد دونوں فریق نے مجھے اختیار دیا کہ میں باہمی فیصلہ کرادوں۔ دونوں فریق نے اپنا اپنا نمائندہ دیا۔ جنہوں نے مجھے اپنی اپنی رائے اور واقعات بتائے اور یہ تمام کاروائی تحریری ہوئی۔ تو میں نے دونوں فریق کو بلایا۔ تب لڑکے محمد شریف نے قریب ۱۵-۱۶ افراد کی موجودگی میں اعتراف کیا کہ میری ملاقات اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی ہے اور یہ کہ دیور آدھا شوہر ہوتا ہے نیز عورت کو پردے میں رکھنے کے معنٰی یہ ہیں کہ اس کو چار دیواری میں قید کر دیا جو کہ اسلام میں جائز نہیں۔ مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۸۳ء کو لڑکا اور لڑکی کے والدین، رشتہ دار اور دو مقامی کونسلرز کے سامنے لڑکی نے کہا کہ اگر میرا شوہر یہ دعویٰ کرے کہ وہ جھوٹ نہیں بولے گا تو میں اپنے فیصلے پر نظر ثانی کر سکتی ہوں اور یہ کہ میں دو سوال پوچھتی ہوں۔ اگر جواب جھوٹ نہ ہوا تو میں سمجھ لوں گی کہ میرا شوہر جھوٹ چھوڑ سکتا ہے۔ سوالوں کی حقیقت سے سب لوگ واقف ہیں۔ لڑکی کے سوالوں کا جواب جھوٹ ملا تو لڑکی نے یہ کہا کہ میں اپنے شوہر پر لعنت بھیجتی ہوں اور اپنے شوہر کے منہ پر تھوک دیا اور یہ کہہ کر وہاں سے چلی گئی کہ مجھے اب اس شخص سے نفرت ہے۔ اس پر فریقین میں تلخی ہو گئی۔ اس بات چیت کا ٹیپ بھی موجود ہے۔ لڑکا اور اس کے والدین یہ کہہ کر چلے گئے کہ لڑکی نہ ہمارے گھر جائے گی اور نہ ہم اسے لے جا سکتے ہیں۔ دوسرے دن یعنی ۱۹ مئی ۱۹۸۳ء کو لڑکا اور اس کے والدین اپنے ساتھ اپنے دو گواہ جن میں ایک ان کا میزبان مشتاق صاحب اور دوسرا

اسی علاقے کا کونسلر جناب ملک اللہ دین پہلوان آئے اور مجھے ایک اسٹامپ پر لکھا ہوا طلاق نامہ دیا۔ جس میں لڑکے محمد شریف کی طرف سے تین بار طلاق لکھی ہوئی تھی اور اس کے اور مذکورہ بالا دونوں گواہان کے دستخط تھے۔ میرے معلوم کرنے پر لڑکے نے پھر سے تین مرتبہ طلاق دے دی۔ اس وقت میرے پاس تقریباً ۱۰۹ افراد موجود تھے۔ محمد شریف کی خواہش پر میں نے لڑکی کے والد کو بلایا۔ اس کے بعد فریقین میں سامان کی واپسی پر بات چیت ہوئی۔ دونوں نے اپنی اپنی فہرست تیار کی، جس پر فریقین نے دستخط کئے اور طے ہوا کہ شرعی فتویٰ لیا جائے گا اس کے تحت جو بھی مہر بنتا یا بنا وہ ادا کیا جائے گا۔ اس کے بعد لڑکا معہ اپنے والدین کے کراچی چلا گیا لیکن اس کے تین یوم کے بعد کراچی سے لڑکے کا ٹیلیگرام آیا کہ میں نے اپنی جان کے خوف سے طلاق دی ہے۔ جس پر اس کے میزبان مشتاق احمد جو کہ طلاق کے گواہ ہیں۔ انہوں نے لڑکے کے والد کو خط لکھا کہ طلاق تو میرے گھر پر تحریری اور زبانی دی ہے جہاں لڑکی سے متعلق کوئی فرد نہیں تھا؟

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر اور مندرجہ بالا طریقہ سے طلاق ہوگئی اور یہ کہ حق مہر کیا بنتا ہے؟　فقط شیخ سراج الدین، میر پور خاص، سندھ

۷۸۶ الجواب: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم شوہر کے متعلق جو باتیں ذکر کی گئیں یہ تو اس کے گمراہ بددین بلکہ بے دین اور خارج از اسلام ہونے کا پتہ دیتی ہیں۔ اگر بوقت نکاح بھی، اس کے یہی اقوال، یہی اعمال، یہی دعوے تھے تو اس کا نکاح ہی منعقد نہ ہوا اور ہم بستری گناہ وزنا۔ مولائے کریم اپنی پناہ میں رکھے۔ لڑکی پر فرض ہے کہ وہ ہرگز اس کے پاس نہ جائے اگر چہ اس پر جبر کیا جائے اور لڑکی کے والدین پر فرض ہے کہ اسے ہرگز اس کے شوہر سے نہ ملنے دیں۔ اسے شیطان کچے دھاگے کی لگام ڈالے، گمراہی وضلالت کی اندھیریوں میں کھینچ رہا ہے۔ اسے دین وایمان سے صرف برائے نام علاقہ ہے۔ ورنہ وہ اللہ کی رسی کو توڑ کر، شیطان سے رشتہ جوڑ چکا۔ غرض یہ نکاح، شرعاً نکاح نہ ہوا۔ طلاق کی حاجت ہی نہ رہی کہ طلاق کا محل ہی نہیں۔ طلاق تو جب ہو کہ نکاح درست وصحیح ہوا ہو۔ نکاح ہی سرے سے نہ ہوا تو نہ طلاق کی حاجت۔ نہ عدت کی ضرورت کہ زنا کے لئے عدت نہیں۔ بلا طلاق وبلا عدت جس مسلمان سے چاہے نکاح کرسکتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ لڑکی کو جو سامان جہیز ماں باپ کے یہاں سے ملا۔ وہ لڑکی ہی کی ملکیت ہے۔ تمام وکمال واپس لیا جائے۔ کسی دوسرے کا اس میں کوئی حق نہیں اور مہر کے نام پر اگر کوئی رقم شوہر دیتا ہے تو عورت لے سکتی ہے۔ (درمختار وغیرہ۔) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲ رمضان المبارک شریف ۱۴۰۳ھ

طلاق نامہ جان کر دستخط کر دئے، تو انکار کا اعتبار نہ ہوگا

سوال:

To,
The Mufti Khalil Khan Shaib
Darul Uloom Ahsan-ul-Barakaat

Near Home Staed Hall
Hydrabad, Sindh.

Subject:- **REQUEST FOR ISSUE OF CERTIFICATE FOR SECOND MARRIAGE OF MRS YASMINE ALI d/o MOHAMMAD USMAN MEMON**

Respctect Sir,

It is respectfully submitted that my husband namely Ali Muhammad S/o. Muhammad Ramzan by caste Khas Khaeli R/o. House No. 108/A-109, Baban Shah Colony, near G.O.R. Colony, Hyderabad has awarded khulla to me on 7th March 1983, such khulla Nama is appended herewith for your Honour's perusal.

That there is no any dispute between the parties and the said khulla has been mutually agreed between the parties.

That my said husband has given me three Talaqas.

It is, therefore, requested that you may very kindly be pleased to accept this khulla and to kindly issue me such certificate so as to enable to enjoy second marriage in the interest of isutiee.

Yours obediently, (Mst. Yasmeen Ali) d/o Muhammad Usman Memon,
R/o. House No. 450, Baban Shah Bukhari Colony Hyderabad, Sindh. Dated:
24-03-1983

۷۸۲ **الجواب:** شوہر نے جو تحریر طلاق دوسرے سے لکھوائی اس پر اس کے دستخط بھی موجود ہیں اور جن گواہوں کے روبرو طلاق دی یا طلاق نامہ پر دستخط کئے، ان کے دستخط بھی اس اسٹامپ پر موجود ہیں اور اس طلاق نامہ میں صاف تحریر ہے کہ (فریق اوّل نے فریق دوم یاسمین دختر محمد عثمان کو تین بار طلاق دی) اور مسئلہ شرعیہ یہ ہے کہ خود لکھنا یا دوسرے کے لکھے ہوئے کو سن کر، یا اس کے مضمون پر واقف ہوکر، اس پر دستخط کر دینا یکساں ہے۔ اب وہ کوئی عذر کرے تو مقبول نہ ہوگا اور طلاقیں جب تین تک پہنچ جائیں پھر وہ عورت، اس مرد کے لئے کسی طرح حلال نہیں ہوسکتی جب تک حلالہ نہ ہو۔ حلالہ کے بغیر، دونوں باہمی رضامندی سے، یا کسی کے جبر واکراہ سے، یا کسی اور طرح کسی دباؤ کے تحت، نکاح ثانی بھی کرلیں تو یہ جھوٹا نام نکاح کا، اس حرام کو حلال، ناجائز کو جائز نہ کردے گا۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور حدیث میں فرمایا لا حتی تذوقی عسیلته (الحدیث) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

طلاق میں اضافت اور نسبت ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کوئی آدمی اپنی بیوی کو مذاقاً پانچ مرتبہ طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! کہتا ہے اور یہ بات اس کی بیوی بھی جانتی ہے کہ اس کا شوہر مذاق کر رہا ہے۔ جب کہ بیوی سات ماہ کی حاملہ ہے۔ طلاق کے یہ الفاظ قصداً ادا نہیں کیے اور نہ ہی شوہر نے بیوی کا نام لیا، نہ ہی اس کی طرف کوئی اشارہ کیا۔ جب کہ اس مذاق کا آغاز اس طرح ہوا کہ بیوی نے شوہر سے چھالیہ منگوائی اور شوہر چھالیہ لایا بھی تھا لیکن شوہر نے مذاق میں بیوی سے کہا کہ میں چھالیہ نہیں لایا۔ اس وقت بیوی شوہر کے پینے کے لئے پانی لینے کمرے سے باہر نکل رہی تھی اور اس طرح بیوی کا منہ شوہر کے منہ کے مخالف سمت تھا کہ شوہر نے مذاق میں یہ الفاظ ادا کئے آیا کہ طلاق ہوئی یا نہیں۔ اور اگر طلاق ہوئی ہے تو اس کا کیا کفارہ ہے۔ فقط ایم اقبال عادل، سیٹلائٹ ٹاؤن، میر پور خاص

۷۸۶ الجواب: حقیقت حال اللہ عزوجل کو معلوم ہے وہ ہر ایک کے دل کی بات جانتا ہے۔ اگر واقعتہً اس نے الفاظ طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! یوں ہی ادا کئے کہ عورت کی طرف طلاق کی نسبت نہ کی۔ نہ نام لے کر، نہ اشارہ وغیرہ سے اور نہ اس کی نیت طلاق دینے کی تھی اور نہ کوئی اور قرینہ طلاق دینے پر پایا جاتا ہے تو قطعاً طلاق واقع نہ ہوئی وہ ہنوز اس عورت کا شوہر اور عورت اس کی منکوحہ ہے مگر جان یہ! در طلاق بچّوں کا کھیل نہیں ہے اس میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے ورنہ گھر اُجڑ جائے گا اور چڑیا اڑ جائے گی۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ صفر المظفر ۱۴۰۴ھ

اقرارِ طلاق سے طلاق واقع ہوگئی

سوال: بخدمت عالی جناب مفتی محمد خلیل خاں برکاتی صاحب، السلام علیکم، جناب عالی گزارش یہ ہے کہ

میری بیٹی جس کی شادی آٹھ سال قبل الطاف صاحب سے ہوئی تھی اور آٹھ سال کے دوران جناب الطاف صاحب اور ان کے گھر والوں کی زیادتیوں کی وجہ سے تین دفعہ جھگڑے ہو چکے ہیں۔ مگر رشتہ داروں اور محلہ داروں کے درمیان میں آ جانے سے ہر دفعہ معاملہ رفع دفع ہو گیا مگر اس دفعہ معاملہ ایسا درپیش ہے کہ آپ سے فتویٰ لینا بہت ضروری ہو گیا ہے۔

عالی جناب! میری بیٹی کو ماں باپ سے ملنے سے روک دیا گیا تھا اور یہ پابندی ایک سال سے لاگو کر رکھی تھی مگر ۹ محرم کو صبح اچانک میری بیٹی میرے گھر پر آ گئی تھی میں گھر پر ہی موجود تھا۔ اس وقت حالات کا علم مجھ کو میری بیٹی کی زبانی ہوا کہ میرے داماد صاحب نے میری بیٹی کو آج سے ۹۸- ماہ پہلے طلاق دے دی تھی مگر میری بیٹی کے سسر نے میری بیٹی کو زبردستی رکوا لیا تھا اور خود ہی بات گھر میں درگزر کرا دی تھی۔ بقول میری بیٹی کے کہ الطاف نے مجھ کو پہلے مارا، پیٹا، برا، بھلا کہا اور اس کے بعد دوکان پر چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد آئے اور ایک پرچہ میرے منہ پر دے مارا اور کہا کہ یہ تمہارا طلاق نامہ ہے، میں نے تمہیں طلاق دے دی ہے۔ میری لڑکی پڑھی لکھی نہیں ہے۔ پھر بقول میری بیٹی کے کہ وہ پرچہ لے کر روتی ہوئی کرائے دار کی

طرف گئی اس وقت کرائے دار جناب منظور صاحب گھر پر موجود تھے۔ ان سے کہا خالو ذرا دیکھنا یہ کیا ہے۔ اور وہ ایسا ایسا کہہ کر گئے ہیں۔ میری بیٹی نے بتایا کہ خالو جناب منظور احمد صاحب نے پرچہ میں لکھی طلاق پڑھ کر سنائی۔ جس میں لکھا تھا کہ میں نے تمہیں طلاق دی! میں نے تمہیں طلاق دی! میں نے تمہیں طلاق دی! مجھ کو یہ تحریر سنانے کے بعد خالو الطاف صاحب کے والد کے پاس گئے۔ جو اپنے کمرے میں سو رہے تھے ان کو وہ پرچہ سنایا گیا اس پر وہ بہت برہم ہوئے اور پرچہ کرائے دار خالو سے لے کر پھاڑ دیا اور مجھ کو زبرستی روک لیا مگر ۹ رمحرم کی صبح الطاف نے مجھ کو پھر مارا اور کہا کہ جب میں طلاق دے چکا ہوں تو پھر کیوں رہ رہی ہے۔ نکل جا میرے گھر سے اس وقت میں اپنے ماں باپ کے پاس آ گئی۔

جناب عالی یہ تھے وہ تمام حالات۔ اس کے بعد میں نے اپنی بیٹی کے مسئلہ کو محلّہ کمیٹی کے صدر عطاالرحمٰن صاحب، محلّہ کمیٹی کے نائب صدر جناب جمیل احمد صاحب، محلّہ کمیٹی کے جنرل سیکرٹری جناب شمشاد احمد صاحب اور محلّہ کمیٹی کے ممبر جناب رفیق آرائیں صاحب کے سامنے رکھا ان لوگوں نے جناب الطاف صاحب کو ان کے والد بزرگوار کو اور جناب منظور احمد صاحب کو بلایا اور تصدیق چاہی قرآن پاک کی رو سے جناب منظور احمد صاحب سے کہ کیا واقعی اس پرچہ میں تین دفعہ طلاق دی گئی تھی۔ جس کی جناب منظور احمد صاحب نے قرآن کی رو سے تصدیق کر دی کہ ہاں پرچہ میں نے پڑھ کر سنایا تھا۔ دونوں لڑکی کو بھی اور لڑکے کے باپ کو بھی کہ اس پر تین دفعہ طلاق لکھی ہوئی تھی۔

جناب عالی! اب آپ فتویٰ دیجئے کہ میری بیٹی کو طلاق ہو گئی یا نہیں۔ امید کرتا ہوں کہ جناب اپنے فتویٰ سے میری پریشانی کو ضرور بہ ضرور دور فرمائیں گے؟ فقط عبدالسبحان ولد عبدالقادر، لطیف آباد یونٹ نمبر ۸، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: شوہر اگر اقرار کرتا ہے کہ اس نے عورت کو تین طلاقیں تحریر میں دیں یا یہ کہہ کر گھر سے نکال دیا کہ ''جب میں طلاق دے چکا ہوں تو گھر میں کیوں رہ رہی ہے۔'' تو اس اقرار کے بعد عورت پر ضرور تین طلاقیں پڑ گئیں اور دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا اور عورت اپنے شوہر پر ایسی حرام ہو گئی کہ اب وہ بلا حلالہ، اس کے لئے حلال نہ ہو گی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور اگر شوہر اس کا اقرار نہیں کرتا تو پھر عورت ایسے دو مردوں یا ایک مرد، دو عورتوں کو بطور گواہ پیش کرے، جن کی گواہی شرعاً مقبول ہو اور وہ اس بات کی گواہی دیں کہ ہمارے سامنے شوہر نے طلاق دینے کا اقرار کیا۔ اس گواہی کے بعد طلاق کا حکم دیا جائے گا اور اگر یہ بھی میسر نہ آئے تو تنہا ایک عورت کی بات پر حکم شرعی وقوع طلاق کا نہیں دیا جا سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۲ھ

شوہر انکار کرے تو، گواہان سے طلاق کا ثبوت ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی منکوحہ ہندہ کو معتبر حضرات کی موجودگی میں طلاق دے دی اور لفظ طلاق اپنی زبان سے تین مرتبہ ادا کیا۔ یہ طلاق تحریری اور زبانی دونوں طریقوں سے دی گئی۔ تحریر پر

دو ۲ معتبر اشخاص کے دستخط موجود ہیں۔ اب زید یہ کہتا ہے کہ میں نے طلاق صرف تنبیہ کے لئے دی ہے۔ لہٰذا آپ شرعی حیثیت سے آگاہ فرمائیں کہ آیا! طلاق ہوگئی یا نہیں؟ جبکہ مطلقہ نے اپنی عدت کے دن گزار لئے ہیں۔ ایسی حالت میں وہ عقد ثانی کرسکتی ہے یا نہیں؟ جبکہ مطلقہ کا کوئی ایسا سرپرست نہیں ہے کہ جو اس کو ایک وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا سکے۔

السائل محمد رفیق، مکھی باغ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: شوہر اگر طلاق دینے کا انکار بھی کرے مگر قابل اعتماد گواہوں سے طلاق دینا ثابت ہو تب بھی اس کا انکار نہیں سنا جائے گا اور گواہوں کی گواہی سے عورت کو مطلقہ ٹھہرایا جاتا ہے۔ یونہی جب شوہر طلاق کا اقرار کرے مگر یہ کہے کہ دھمکی مقصود تھی یا میں نے تنبیہ کے لئے دی تھی، جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے، تب بھی طلاق واقع ہو جائے گی کہ صریح الفاظ طلاق کے خصوصاً جب تحریر میں آجائیں اور شوہر تحریر کا اقرار کرے تو یہ الفاظ نیت کے محتاج نہیں ہوتے۔ ان سے طلاق کی نیت کرے یا نہ کرے طلاق ہو جاتی ہے۔ لہٰذا مذکورہ بالا صورت میں عورت پر طلاقیں پڑ گئیں۔ شوہر کا اب اس سے کوئی تعلق نہ رہا۔ عدت گزر جانے کے بعد عورت کو اختیار ہے کہ جس مرد سے چاہے نکاح کر لے۔ طلاق گڑیوں کا کھیل نہیں جدھر چاہے موڑ لے۔ یہ حکم شریعت ہے اور قرآن و حدیث اس کی سند۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۴ھ

طلاق کے لئے شوہر کا بالغ ہونا شرط ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: زید کو ایک شخص نے مجبور کیا قسم کھاؤ کہ میری ہونے والی بیوی کو طلاق ہے۔ زید نے قسم کھائی کہ میری ہونے والی بیوی کو طلاق ہے! طلاق ہے! طلاق ہے! زید غیر شادی شدہ، نوجوان، چودہ سال عمر، بوقت حلف تھا۔ لہٰذا اس کے لئے حکم شرعی کیا ہے؟ فقط سیّد محمد اعجاز علی، لطیف آباد نمبر ۱۱، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: طلاق کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ شوہر بالغ ہو۔ نابالغ نہ خود طلاق دے سکتا ہے نہ اس کی طرف سے اس کا کوئی ولی۔ اور شرعاً بالغ وہ ہے جسے سوتے یا جاگتے میں انزال ہو۔ یا پھر وہ پندرہ برس کامل کا ہو جائے اگرچہ بلوغ کے دوسرے آثار ظاہر نہ ہوں۔ لہٰذا اگر اسے انزال نہ ہوا تو ہنوز وہ نابالغ ہے اور نابالغ کی طلاق، طلاق نہیں۔ (درمختار وغیرہ)۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ صفر المظفر ۱۴۰۴ھ

غلط بات کہہ کر فتویٰ لینا بے سود ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، السلام علیکم

جناب عالی گزارش یہ ہے کہ: میری اپنی بیوی سے کسی بات پر ناراضگی کی وجہ سے، اسے میں نے یہ کہہ دیا تھا کہ اگر تم نے میری یہ بات نہ مانی تو میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔ اس لئے وہ اپنے والدین کے گھر چلی گئی ہے اب مجھ کو یہ بتایا جائے کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟ جبکہ میں نے طلاق نہیں دی؟ السائل عبدالجبار ولد محمد سلمان، لطیف آباد نمبر ۲، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** شوہر نے واقعی اگر اپنی بیوی سے وہی الفاظ کہے کہ " میں تمہیں طلاق دے دوں گا" اور ہنوز طلاق دینے کی نوبت نہیں آئی، تو طلاق نہیں پڑے گی۔ دونوں میں نکاح بدستور باقی ہے اور غلط بات کہہ کر فتویٰ حاصل کرنا، بے سود ہے۔ خدا سب کچھ جانتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

مطلقہ، شوہر کی وارث نہیں ہوسکتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مرحوم خمیسو خان ولد احمد خان نے اپنی حیات میں اپنی زوجہ مسمات پھاپو کو زبانی اور دستاویزی طلاق نامہ اسٹامپ نمبر ۷۸۸ مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۷۷ء مصدقہ نوٹری پبلک علی نواز ایڈوکیٹ حیدرآباد مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۷۷ء گواہان انگشت شدہ جس کا عکس موجود ہے۔ تین طلاقیں دی تھیں اور دستاویز طلاق نامہ گاؤں پیرمن جاگیر میری موجودگی میں بدست اپنی چھوٹی بھاوج مسمات پھاپو زوجہ علی کے ذریعہ اپنی مطلقہ مسمات پھاپو کو دے دیا تھا۔ لیکن اب مسمّی علی جائیداد اور زمین وغیرہ کے بٹوارے کے سلسلے میں کہتا ہے کہ خمیسو خان نے مسمات پھاپو کو طلاق نہیں دی۔ لہٰذا مسمّی علی نے مرحوم خمیسو خان کی زمین کی تبدیلی، کھاتہ، رجسٹر داخل وخارج میں مطلقہ مسمات پھاپو کا نام بھی تحریر کرادیا ہے لہٰذا اس علی کے بارے میں براہ کرم فرمائیں کہ

۱۔ مسمات پھاپو کو طلاق ہوگئی ہے یا نہیں بمطابق قانون اسلام؟

۲۔ مسمات پھاپو کا کوئی حصہ مرحوم خمیسو خان کی ملکیت میں ہے یا نہیں؟

فقط ناہید بیوہ خمیسو خان مرحوم لطیف آباد نمبر ۴، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** لاق نامہ میں مسمات پھاپو کو تین بار طلاق دینے کا صاف اقرار موجود ہے۔ طلاق دہندہ یعنی خمیسو خاں کے دستخط بھی اس پر ثبت ہیں۔ تین گواہوں کا نشان انگوٹھا بھی نقش ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اسٹامپ تصدیق شدہ ہے۔ ایسے حالات میں اگر خود خمیسو خاں بھی طلاق دینے سے انکار کرتا تو اس کا انکار قابل قبول نہ ہوتا کہ گواہوں کی موجودگی میں شوہر کا انکار معتبر نہیں۔ (ردالمحتار وغیرہ) پھر خمیسو خان کے انتقال کے بعد کسی اور شخص کا اس طلاق سے انکار کرنا ہرگز ہرگز نہ سنا جائے گا۔ بلکہ مسمات پھاپو کو مطلقہ ہی قرار دیا جائے گا اور ایسی مطلقہ عورت، جس کے شوہر کا اتنے طویل عرصے بعد انتقال ہوا ہو، شوہر کی وارث نہیں ہوسکتی۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۰ھ

رجوع کا طریقہ

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خان صاحب، السلام علیکم، جناب عالی عرض ہے کہ: میری اہلیہ عرصہ دراز سے میری کسی قسم کی خدمت نہیں کرتی ہے۔ انتہائی غیر ذمہ دار، ضدی، زبان دراز ہے اور عرصۂ دراز سے پریشانی کی زندگی گزار رہا

ہوں۔میں عقد ثانی کرنا چاہتا ہوں۔جناب سے گزارش ہے کہ فتویٰ تحریر فرمایا جائے؟

عرض دار۔عبد العلیم ولد حسیب احمد خان مرحوم، مورخہ ۱۶۔۴۔ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب: حتی الامکان عورت کے ساتھ نیک برتاؤ اور اس کی دل جوئی اور اسے خوش کر کے اپنی اطاعت پر لانا اور اس کی بدخلقی پر صبر کرنا چاہئے اور اصلاح ناممکن ہو تو طلاق دے سکتا ہے مگر ایک طلاق رجعی سے زیادہ دینا گناہ ہے۔فقط ایک بار اس سے کہہ دے کہ ''میں نے تجھے طلاق دی'' پھر عدت کے اندر دل میں اسے رکھنے کی آئے تو زبان سے کہہ دے کہ میں نے تجھے اپنے نکاح میں واپس لیا۔وہ بدستور اس کے نکاح میں رہے گی۔(فتاوی رضویہ) اور قانون شرع میں نکاح ثانی کے لئے پہلی بیوی سے اجازت لینا ضروری نہیں مگر حقوق دونوں کے ادا کرنا ہوں گے اور جدائی و طلاق کا آدمی کو ہمہ وقت اختیار ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ

اقرارِ طلاق

سوال: میں مسمّی محمد بخش ولد حاجی صاحب کی شادی مسمات غلام فاطمہ دختر محمد حسین کے ساتھ ہوئی ہے۔میں بیماری کی وجہ سے اپنا علاج کروانے جا رہا ہوں۔ذوالحج کے مہینے میں نہ آنے کی صورت میں شریعت محمدی کے مطابق میں اپنی بیوی مسمات غلام فاطمہ کو مندرجہ ذیل شرائط کے تحت مندرجہ ذیل گواہوں کی موجودگی میں ربیع الاوّل شریف کی پہلی تاریخ اور انگریزی مہینہ کے مطابق مورخہ ا۔ا۔ ۱۹۸۳ء تک واپس نہ آنے کی صورت میں شریعت محمدی کے مطابق میری طرف سے مسمات غلام فاطمہ کو طلاق ہے! طلاق ہے! طلاق ہے!۔

گواہوں کے نام یہ ہیں۔ ۱۔عبد الجبار ولد علی بخش بروہی ۲۔عبد الغفور ولد حاجی دین محمد ۳۔علی خان ولد جمعہ خان

محمد بخش ولد حاجی صاحب، ضلع نواب شاہ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: شوہر یہ اقرار کرتا ہے کہ ہاں یہ تحریر اس نے لکھی۔گواہ بھی اس پر موجود ہیں اور اس میں صاف مذکور ہے کہ ''اگر میں ا۔ا۔ ۱۹۸۳ء تک واپس نہ آؤں تو تو میری طرف سے مسمات غلام فاطمہ کو طلاق ہے! طلاق ہے! طلاق ہے!'' اور وہ اپنے مقرر کردہ وقت پر واپس نہ آیا تو تحریر کی رو، سے غلام فاطمہ پر تین طلاقیں پڑگئیں اور وہ اپنے شوہر پر ایسی حرام ہوگئی کہ حلالہ کے بغیر اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔

قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ لہٰذا اب وہ عورت کو واپس اپنے ساتھ رکھنا بھی چاہے تو بھی نہیں رکھ سکتا کہ اب وہ اس کے لئے نہ صرف اجنبیہ بلکہ بغیر حلالہ، اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی۔اس پر مہر کی ادائیگی لازم ہے اور عورت جو کچھ جہیز میں لائی اس کو واپس کرنا بھی ضروری ہے۔(کمافی درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

شوہر کو طلاق کا اختیار ہے، دوسرے کو نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہندہ کا نکاح چھوٹا یا سچا بڑے بھائی کے ساتھ ہو گیا تھا جس کا فتویٰ پیشتر حاصل کر لیا گیا تھا۔ جو ہم رشتہ ہے۔ اس نکاح میں میرے چچازاد بھائی وکالت میں تھے ان سے کسی نے کہہ دیا کہ تمہارا نکاح ٹوٹ گیا ہے۔ انہوں نے لڑکی کے والد کو آ کر کہا کہ ایسا کیوں کیا۔ میں نے جواب دیا کہ میں حلفیہ کہتا ہوں کہ میں نے جان کر نہیں کیا جسکی میں خدا کے واسطے معافی چاہتا ہوں۔ قاضی صاحب نہ آ سکے تو مجھ سے غلطی ہو گئی اور ہم آپ کو بتا نہ سکے۔ انسان خطا کا پتلا ہے جب شیطان ورغلاتا ہے تو غلطی ہو ہی جاتی ہے۔ نکاح ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کا میرے فتویٰ میں پورا حال درج ہے؟

فقط امام الدین ولد دھومی، نصرت کالونی کالی روڈ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: نکاح کی گرہ، اللہ عزوجل نے شوہر کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ جب تک وہ اس گرہ کو نہ کھولے، کسی اور کے کھولے نہ کھلے گی یعنی جب تک شوہر طلاق نہ دے اور وہ اسے اپنے سے جدا نہ کرے اور اس کے کسی قول و فعل سے طلاق دینا نہ سمجھا جائے، طلاق کا حکم لگانا، بالکل مہمل اور خلاف حکم شرع ہے، نکاح باقی ہے کسی کے کہنے سے نہ ٹوٹا اور درمیان میں جو کچھ واقعات رونما ہوئے ان سے نکاح اوّل پر کوئی اثر نہ پڑا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

''اپنے آپ کو لاتعلق سمجھنا''، سے طلاق نہ ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمّی سیّد منور علی ولد سیّد شوکت علی مرحوم نے اپنی منکوحہ مسمات کوثر پروین کو ایک لیٹر بذریعہ رجسٹری روانہ کیا، ان کے والد کے گھر پر۔ جس کے مضمون کا آخری حصہ مندرجہ ذیل ہے کہ کوثر بیگم اس سے قبل میں تمہیں دو خط روانہ کر چکا ہوں۔ یہ میرا تیسرا اور آخری خط ہے اس کے بعد میں مزید کوئی خط لکھنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کروں گا۔ لہٰذا تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ اپنے روّیے میں تبدیلی کرتے ہوئے میری سابقہ شرائط کے ساتھ ۳۰ اپریل ۱۹۸۴ء شب آٹھ بجے تک واپس آ جاؤ ورنہ اپنے آپ کو مجھ سے لاتعلق تصوّر کرنا۔ بقلم خود سیّد منوّر علی ولد حافظ شوکت علی مرحوم، مسمات کوثر پروین وقت مقررہ پر اپنے شوہر کے گھر نہیں گئی۔

۱۔ کیا طلاق ہو گئی؟ ۲۔ اگر طلاق ہو گئی تو کونسی؟ فقط، بیگم کوثر پروین، کمہار پارہ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: استفتاء میں جن خطوط کا حوالہ دیا گیا ہے ان کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ ان میں کہیں طلاق کا ذکر نہیں۔ نہ صراحۃً اور نہ کنایۃً اور تیسرے خط میں جسے شوہر اپنا آخری خط بتاتا ہے اس میں یہ تحریر کیا گیا ہے کہ ''میری سابقہ شرائط کے ساتھ ـــــــ واپس آ جاؤ ورنہ اپنے آپ کو مجھ سے لاتعلق سمجھنا'' مگر یہ الفاظ بھی طلاق کے موجب نہیں۔ یہ الفاظ صرف شوہر کی لاپرواہی کا اظہار کرتے ہیں، اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ فتاویٰ خانیہ میں صراحۃً فرمایا کہ **قال لها احسبی انك طالق لا یقع وان نوٰی** ''یعنی اگر شوہر نے اپنی عورت سے یہ کہا کہ تو یہ سمجھ لے کہ میں تجھے طلاق دے چکا، تب بھی طلاق نہ ہوگی''

تو شرعاً غیر معتبر طریقہ پر، صریح الفاظ طلاق سے عورت پر طلاق نہیں پڑتی تو شوہر کے مذکورہ بالا الفاظ سے کیسے طلاق کا حکم دیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا دونوں میں علاقہ زوجیت باقی ہے۔ دونوں کو چاہئے کہ ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں اور ایک دوسرے سے نبھائیں۔ اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا (النساء:35) یہ دونوں میل ملاپ چاہیں گے تو اللہ ان میں موافقت پیدا فرمادے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

اقرارِ طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور ایک کاغذ پر یہ الفاظ لکھے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور پھر اس پر دستخط اور تاریخ لکھ دی۔ اس صورت میں حکم شرعی سے مطلع فرمائیں؟

السائل عبد الحمید، چھونکی گٹی، شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: شوہر اگر اس تحریر کا اقرار کرتا ہے تو مذکورہ بالا صورت میں، عورت پر ایک طلاق رجعی پڑ گئی اور طلاق رجعی ہو تو عورت نکاح سے نہیں نکلتی۔ عدت کے اندر اگر شوہر رجعت کرلے وہ بدستور اس وقت اس کی زوجہ رہے گی۔ ہاں عدت گزر جائے مثلاً وہ حاملہ ہے تو بچہ پیدا ہو جائے، تو وہ نکاح سے نکل جائے گی پھر باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔ حلالہ کی البتہ یہاں ضرورت نہیں اور عورت اس سے نکاح پر دوبارہ راضی نہ ہو تو اس پر جبر نہیں۔ اپنا تمام جہیز اور حق مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ

عورت کتنی ہی مدت شوہر سے دور رہے جب طلاق ہوگئی، تو عدت لازم ہے

سوال: محترم جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب عالی گزارش یہ ہے کہ

اسٹامپ پر ایک عورت کو طلاق ہوگئی ہے۔ بتاریخ ۲۷-۱۲-۱۹۸۳ کو۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا! یہ عورت بانجھ ہے۔ اور دو سال کے عرصے سے اپنے میکے میں بیٹھی ہوئی ہے اور یہ عورت عدت میں بالکل نہیں بیٹھی ہے۔ آیا! طلاق کے بعد کب تک دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ اس مسئلہ میں علماء کرام کیا فرماتے ہیں۔ فقط السائل

۷۸۶ الجواب: عورت کا دو برس، خواہ دس برس، شوہر سے جدا، اپنے میکے خواہ کہیں اور، رہنا عدت ساقط نہیں کرتا لہٰذا جس تاریخ کو شوہر نے طلاق دی، اس وقت سے وہ تین حیض کامل، عدت میں بیٹھے گی۔ جب یہ مدت گزر جائے تو اسے اختیار ہے کہ جس سے چاہے نکاح کرے۔ لا طلاق قولہ تعالیٰ وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ

حیض سے حیض تک کتنے دن کے فاصلے ہوتے ہیں؟

سوال: اگر کسی عورت کو ایک ہی وقت میں تین طلاقیں ہو جانے کے بعد دوسرے دن پہلا حیض شروع ہو جائے اور پیٹ کی کسی قسم کی بیماری کی وجہ سے پندرہ دن کے بعد دوسرا حیض ہو جائے تو اس کی عدّت کب ختم ہوگی۔ برائے کرم فتویٰ لکھ دیجئے؟

فقط، نظیر احمد، پرانا مچھی ہٹ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: دو حیضوں کے درمیان کم از کم پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے۔ تو اگر ایک حیض کو پورے پندرہ دن گزر گئے تھے کہ اور حیض آ گیا تو یہ دوسرا حیض شمار ہوگا اور اس حیض کے بعد ایک حیض اور آ جائے تو عدت ختم ہو جائے گی۔ اس لئے کہ غیر حاملہ جبکہ اس سے ہم بستری ہو چکی ہے اس کی عدّت طلاق صرف تین حیض ہے۔ ایام کا اس میں دخل نہیں۔ (عامۂ کتب) البتہ عدت وفات شوہر میں ایام معتبر ہیں۔ حیض کا اعتبار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

وعدۂ طلاق، طلاق نہیں ہے

سوال: محترم جناب مفتی محمد خلیل خان برکاتی صاحب، السلام علیکم

گزارش یہ ہے کہ مندرجہ ذیل مسئلہ پر آپ کا فتویٰ درکار ہے مسئلہ یہ ہے کہ: تقریباً دو روز قبل میرے لڑکے نے اپنی بیوی کو عام گھریلو جھگڑے کے بعد یہ الفاظ کہے کہ میں تجھے طلاق دے دوں گا! یہ الفاظ لگاتار تین بار کہے گئے ہیں۔ آیا یہ لکھے ہوئے الفاظ کہنے سے طلاق ہوگئی یا نہیں؟ فقط، غلام نبی، بابو ہوٹل، نزد زینت الاسلام اسکول، پھلیلی روڈ حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: جھوٹ سچ کا حال اللہ عزوجل خوب جانتا ہے کہ وہ دلوں کی چھپی ہوئی باتوں سے بھی واقف ہے۔ اگر شوہر نے واقعی وہی الفاظ کہے کہ "میں تجھے طلاق دے دوں گا!" اور اس کے بعد صراحۃً یا اشارتاً کوئی ایسی بات نہ پائی گئی جس سے طلاق ہونا سمجھا جائے تو بیشک عورت پر طلاق نہ پڑی کہ یہ وعدۂ طلاق ہے اور وعدۂ طلاق، طلاق نہیں۔ (کما فی درمختار و ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۲ھ

طلاق کے ثبوت کے بغیر، عورت دوسرا نکاح نہیں کر سکتی

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خاں صاحب، دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کی بیوی نے ایک جعلی طلاق دستاویز پر جعلی طلاق نامہ بنا کر یہ اعلان کر دیا کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی ہے اور جن گواہان نے اس جعلی طلاق نامہ پر دستخط کیے ہیں ان کا کوئی اتہ پتہ نہیں اور وہ پہلے سے زید کے مخالف اشخاص ہیں، جن کا زوجین کی رشتہ داری یا برادری سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی زید کو اس

طلاق نامہ کا کوئی علم ہے جبکہ زید کہتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی ہے اور وہ یہ بات حلفاً کہتا ہے۔ کیا اس صورت میں طلاق ہوگئی یا نہیں۔ ازروئے شریعت آگاہ فرمائیں۔ نوازش ہوگی۔ فقط، سلمان ولد بشیر، لطیف آباد نمبر ۱۱، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: تحریری طلاق، بذریعہ رجسٹری ہی کیوں نہ ہو، اس کا ثبوت شوہر کے اقرار، یا دیندار، خداپرست، خداترس گواہوں کی گواہی پر موقوف ہے۔ یعنی شوہر اگر انکار کردے تو ثبوت کے لئے شرعی گواہوں کی ضرورت ہوگی۔ عورت اگر ایسے گواہ رکھتی ہے جیسے کہ شرعاً درکار ہیں تو پیش کرے اور جب تک اس شوہر کے اقرار، یا عادل گواہوں سے طلاق کا ثبوت نہ ہوجائے، عورت کو ہرگز حلال نہیں کہ اپنے آپ کو مطلقہ سمجھ کر، بعد عدت نکاح ثانی کرلے۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ

دو طلاق میں حلالہ نہیں

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

جناب عالی گزارش پیش خدمت ہے اور میں خدا کو حاظر ناظر جان کر بیان دیتا ہوں جو میں نے الفاظ کہے ہیں۔ میری والدہ سے میرا کسی بات پر جھگڑا ہورہا تھا۔ اوپر کی منزل میں میری بیوی بیٹھی ہوئی تھی۔ جب میں اوپر گیا تو اس کو دیکھ کر مجھ کو غصہ آگیا اور میں نے دومرتبہ اپنی عورت سے کہا کہ میں تم کو طلاق دیتا ہوں! تیسری مرتبہ میں کہنے لگا لیکن میری بہن نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا، طلاق نہیں کہنے دی۔ اب مجھ کو یہ بتایا جائے کہ طلاق ہوئی یا نہیں۔ میری بیوی حاملہ بھی تھی اور اب بچہ پیدا ہوگیا ہے اور اس کا انتقال بھی ہوگیا۔ فقط: فدوی لیاقت ولد محبوب علی، پھلیلی ٹانگا اسٹینڈ، حیدرآباد، مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب: حقیقت کا حال خدا بہتر جانتا ہے۔ شوہر نے اگر واقعی دو ہی مرتبہ طلاق دی تھی، تیسری مرتبہ کہنے کی نوبت نہ آئی تو عورت پر دو طلاق پڑیں اور چونکہ وہ حاملہ تھی اور اس کے بچہ ہوا تو وہ عدت بھی گزر گئی جو عورت پر لازم تھی۔ البتہ شرع نے مرد کو یہ اختیار دیا ہے کہ اب وہ دوبارہ اس عورت سے، بلا حلالہ، نکاح ثانی کرسکتا ہے۔ حلالہ کی یہاں ضرورت نہیں۔

قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ

مختلف عدت کی تفصیل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مطلقہ عورت کی عدت کتنے ماہ اور دن ہوتی ہے۔ اس عدت کو پورا کرنے کے بعد عورت نکاح ثانی کرسکتی ہے یا نہیں؟ سائل محمد فہیم الدین، فوجداری روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: طلاق کی صورت میں اگر عورت حاملہ نہ ہو اور وہ حیض والی ہو، تو اس کی عدت پورے تین حیض ہے اور اگر عورت کو حیض نہیں آتا کہ ابھی ایسے سن کو نہیں پہنچی یا سن ایاس کو پہنچ چکی ہے کہ اب حیض آنے کی کوئی توقع نہیں تو عدت تین ماہ ہے یعنی جبکہ دخول ہوچکا ہو، یا خلوت ہوئی ہو اور عورت اگر حاملہ ہے تو عدت وضع حمل ہے۔ اس کے لئے کوئی خاص وقت مقرر

نہیں۔ پھر اگر طلاق پہلی تاریخ کو ہو، تو چاند کے حساب سے تین مہینے۔ ورنہ ہر مہینہ تیس دن کا قرار دیا جائے گا یعنی عورت کے کل دن تقریباً (۹۰) نوے ہوں گے۔ البتہ حیض کی حالت میں طلاق دی تو یہ حیض عدت میں شمار نہ ہوگا۔ (درمختار وغیرہ، عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

بلا اجازت نکلنے پر طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میاں بیوی کے درمیان لانے لے جانے پر عرصہ دس سال سے تنازعہ چل رہا تھا۔ بیوی میاں کے بغیر اجازت گھر سے چلی جاتی تھی۔ پھر کسی قسم کی خوشی وغمی میں میاں کے گھر واپس نہیں آتی تھی۔ یہاں تک کہ بھائی کی شادی اور میاں کی والدہ کی فوتگی پر بھی نہیں آئی۔ واپس لانے اور بلانے پر بھائی اور والدین کا بار بار کہنا کہ سپریم پاور آپ رکھتے ہو یعنی (میاں کو) چھوڑ دو یا طلاق دے دو مرضی ہو وہ کرو۔ میاں نے صبر سے کام لیتے ہوئے طلاق نہیں دی۔ کئی مرتبہ معزز اشخاص کے بھجوانے پر میاں بیوی کو گھر لاتا رہا۔ بیوی کو سمجھاتا رہا کہ طلاق بری چیز ہے کسی کے کہنے پر طلاق نہیں دوں گا۔ بیوی ہر دفعہ آنے کے بعد نہ جانے کا وعدہ کرتی مگر یہ سلسلہ جاری رہا۔ آخر دس سال کے بعد شوہر نے تنگ آ کر اپنی بیوی کو کہا اگر گھر والوں کا ساتھ دیتے ہوئے نہیں رہنا چاہتی ہو تو تیری مرضی۔ میں مجبور ہوں ورنہ میرے بلانے پر آ جاؤ اور میرے بغیر پوچھے نہ جاؤ اگر نہیں جاؤ گی تو تمہارے حق میں اچھا ہے۔ آج کے بعد گھر سے میرے بغیر پوچھے گئی تو اسی دن سے میری طرف سے تجھ پر (تین طلاق) ہوگی۔ ایک دن رات کے ۱۲ بجے کے قریب میاں سے بغیر پوچھے گھر سے چلی گئی۔ فوراً معلوم ہونے پر میاں اس کو پکڑ لایا۔ بیوی کے والد اور بھائی کو بلوایا۔ انہوں نے اپنی لڑکی کو برا بھلا کہا اور بھائی یہ کہہ کر آپ نے روکا تو اچھا کیا، اب جائے تو مت روکنا اور والد یہ کہہ کر کہ یہ نہیں رہے گی، جھگڑا کرا دے گی، خیر رہے تو ٹھیک ہے ورنہ میں صبح اس کو لے جاؤں گا اور کبھی نہیں بھیجوں گا اور وہ دونوں چلے گئے۔ صبح اس کا والد آ کر بمع زیور اور کپڑوں کے یہ کہہ کر کہ شام کو میں اور میرا لڑکا آئیں گے اور آپ کو لکھ کر دے جائیں گے اور لڑکی لے گیا اور وہ کافی عرصے سے اپنے والدین کے پاس رہ رہی ہے۔

۱۔ کیا اس کی بیوی کو تین طلاق ہوئیں یا نہیں؟ ۲۔ طلاق لڑکی نے خود لی یا لڑکے نے دی قصور کس کا ہے؟

فقط لیاقت علی ولد مقارب علی خان، میرواہ روڈ، ٹنڈوالہ یار، ضلع حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں شوہر نے، بلا اجازت گھر سے عورت کے نکلنے پر، تین طلاقیں معلق کیں اور بقضائے الٰہی، شامت کی ماری، وہ عورت اس کے گھر سے بلا اجازت نکل بھی گئی تو اب اس امر میں کیا شبہ رہا کہ وہ عورت، اس مرد کے حبالۂ نکاح سے نکل گئی اور اس پر ایسی حرام ہوگئی کہ تجدید نکاح سے کہ دونوں باہمی رضامندی سے، یا کسی مصالحت کنندہ کی کوشش سے، باہم کرلیں، عورت اس پر حلال نہ ہوگی اور یہ نام نکاح اس حرام کو حلال، ناجائز کو جائز نہ کر دے گا۔ تحلیل لازم ہے یعنی حلالہ کہ عورت عدت گزار کر کسی اور مرد سے نکاح کرے، وہ مرد اس سے ہم بستر ہو۔ پھر اسے طلاق دے دے۔ اب

اس طلاق کی عدت گزر جائے تو یہ دونوں دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔ اس کے بغیر نہیں۔ قال الله تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ قصور خواہ کسی کا بھی ہو طلاق ہو گئی۔ شوہر پر مہر ادا کرنا لازم ہو گیا یا پھر عورت معاف کر دے اور جہیز کا تمام سامان عورت کا ہے وہ واپس لے سکتی ہے۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ ربیع الآخر ۱۴۰۵ھ

مرد وعورت میں طلاق کی تعداد پر اختلاف ہو، تو حکم

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں برکاتی صاحب، السلام علیکم

جناب عالی ایک سلسلہ میں آپ کا فتویٰ درکار ہے مسئلہ یہ ہے کہ: ایک شخص بشیر احمد نے اپنی بیوی کو دس مہینے پہلے طلاق دی تھی۔ ''طلاق دی'' دو دفعہ کہا اور تیسری بار کہنے والا تھا کہ ایک اور شخص اسلم نے اس کو روکا اور بات رفع دفع ہو گئی۔ پھر اس کے بعد بشیر عرف بھورا نے مورخہ ۲۷۔۳۔ ۱۹۸۴ء کو بھی دو مرتبہ طلاق! طلاق! کہا اور دو مرتبہ کا اقرار کرتا ہے اور پہلے دس مہینے والے دو مرتبہ کا اقرار نہیں کر رہا ہے مگر گواہ اسلم کہتا ہے کہ اس نے دو دفعہ دس مہینے پہلے طلاق! طلاق! کہا تھا۔ اور لڑکی رخسار بنت احمد کا حلفیہ بیان یہ ہے کہ میں نے اپنے سابق شوہر بشیر عرف بھورا سے کہا کہ پڑوس میں وی۔سی۔آر پر فلم چل رہی ہے۔ آپ مجھے وہاں لے چلیں۔ اس بات پر بشیر مشتعل ہو گیا اور اس نے مجھے خوب مارا پیٹا۔ اس پر میں نے کہا کہ آپ مجھے پندرہ دن کے بعد فلم دکھانے لے جاتے ہیں۔ اس بات پر مجھے اس نے مزید مارا پیٹا۔ نیچے کمرے میں میرے سسر موجود تھے اور انہوں نے کوئی مداخلت نہیں کی تقریباً ایک بجے رات کو میرا چھوٹا دیور آیا مگر اس نے بھی کوئی مداخلت نہیں کی۔ اس طرح ساری رات کشمکش میں نکل گئی اور صبح بشیر نے میری ساس آمنہ اور پھوپی بھوری کے سامنے تین دفعہ طلاق! طلاق! طلاق! دی کہا۔ طلاق کے فوراً بعد میری پھوپی بھوری مجھے اپنے ساتھ گھر لے گئیں اور اس سے دس مہینے پہلے بھی وہ مجھے دو دفعہ طلاق دی! طلاق دی! کہا تھا۔ مگر اسلم نے مداخلت کر کے بات ختم کرا دی تھی لہٰذا میں حلفیہ طور پر بیان دے رہی ہوں۔ جن لوگوں کے سامنے رخسانہ بنت احمد نے حلفیہ بیان دیا ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں، محمد حنیف، سعید، نصیر احمد، نظام الدین، غلام حسین کے لڑکے، بشیر احمد عرف بھورا کے والد نے بھوری سے جا کر کہا کہ میں نے رخسانہ کو طلاق دلا دی ہے اور میں اپنے لڑکے کی چھ ۶ شادی کروں گا اور آپ لوگوں سے جو ہوتا ہے وہ کریں۔ اس کے بعد قوم کی کمیٹی کے سامنے بھی، بشیر عرف بھورا کے والد نے کہا کہ کورٹ میں مہر دیں گے۔

جناب قبلہ مفتی صاحب آپ ان سب تفصیل کو پڑھنے کے بعد قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ دیں۔ مہربانی ہو گی کیوں کہ کورٹ میں جا کر، بشیر طلاق کا انکار کرتا ہے۔ امید ہے کہ آپ تفصیل سے قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ دیں گے کہ آیا طلاق ہو گئی یا نہیں؟ فقط ممبران کمیٹی پنچائت جمعیت القریش، سی۔پی۔یو۔پی، ساگر کالونی بھلیلی روڈ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: اختلاف کی صورت میں کہ عورت تین طلاقوں کا دعویٰ کرتی ہے اور شوہر صرف دو مرتبہ طلاق دینے کا اقرار کرتا ہے، حکم شرعی یہ ہے کہ اگر دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں نمازی پرہیزگار، قابلِ اعتبار، جن کی گواہی شرع میں مقبول ہے، شرعی گواہی دیں گے کہ ہمارے سامنے فلاں نے اپنی بیوی کو تین بار طلاق دی ہے یا اس نے ہمارے سامنے تین طلاقوں کا اقرار کیا، تو تین طلاقیں ثابت ہو جائیں گی اور شوہر کا انکار نہ سنا جائے گا اور اگر ایسے گواہ نہیں جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے تو شوہر سے قسم لی جائے گی۔ اگر اس نے قسم کھانے سے انکار کر دیا جب بھی تین طلاقیں ثابت ہو جائیں گی اور اگر قسم کھالے گا کہ میں نے صرف دو ہی طلاقیں دی ہیں تیسری نہ دی، نہ اب، نہ اس سے پہلے، تو دو ہی طلاقیں ثابت ہوں گی۔ پھر اگر جھوٹی قسم کھالی تو اس کا وبال شوہر پر ہوگا۔ عورت پر الزام نہیں اور اگر عورت کو یقین ہے کہ شوہر تین طلاقیں دے چکا ہے تو جس طرح ممکن ہو اس سے بھاگے، نجات حاصل کرے۔ اپنا مہر وغیرہ چھوڑنے کے بدلے میں اس سے تیسری طلاق حاصل کرے اور ایسا نہ کر سکے تو عذاب شوہر پر ہوگا جب تک یہ خود اس کے پاس جانے کی رغبت نہ کرے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ

صحبت کے بعد مہر لازم ہے

سوال: جناب مسئلہ یہ ہے کہ: مورخہ ۲۳-۳-۱۹۸۴ء کو لڑکی کی جانب سے یعنی رخسانہ بنت احمد اس کے بھائی ریاض نے ایک درخواست جنرل کمیٹی پنچائت کو دی کہ میری بہن رخسانہ کو بشیر اعرف بھورا ولد ننا نے طلاق دے دی ہے۔ اس پر بھورا اور اس کے والد کو پنچائت نے طلب کیا اور ان سے حلفیہ بیان لیا۔ جس پر اس نے اقرار کیا کہ میں نے یعنی بھورا نے رخسانہ کو طلاق دے دی ہے۔ جس پر ممبران پنچائت نے کہا کہ لڑکی کا مہر (۱۰۰۰۰) روپے ادا کریں اور اس کا جہیز بھی واپس کریں۔ مدت عدت کا خرچہ بھی ادا کریں، اس پر بھورا نے جواب دیا کہ میرے پاس تو کھانے کے پیسے بھی نہیں ہیں، میں کہاں سے دوں۔ اس پر اس کے باپ ننا سے کہا کہ آپ اس کا انتظام کرو۔ اس نے جواب دیا کہ یہ رقم میں کورٹ میں ادا کروں گا اور کمیٹی کو دھمکی آمیز جملے ادا کیے اور کمیٹی سے اٹھ کر چلے گئے۔ پنچائت نے پھر ان کو سات یوم کا تحریری وقت دیا اور نوٹس بھی دیا کہ آپ سات یوم کے اندر کمیٹی کے سامنے دوبارہ پیش ہوں اور اس رقم مہر کا انتظام کریں۔ وقت کے مطابق سات یوم میں کمیٹی کا اجلاس ہوا تو اس کو طلب کیا لیکن اس نے حاضر ہونے سے انکار کر دیا۔ اس دوران اپنے چھوٹے بھائی رمضان سے جھوٹی رپورٹ پولیس میں درج کرا دی۔ لڑکی والوں کو پولیس سے پریشان کرنے کی کوشش کی جبکہ یہ برادری کا معاملہ تھا۔ اس پنچائت کی کمیٹی کی بھی توہین کی اس پر کمیٹی نے اپنے فیصلہ میں ان کو برادری سے علیحدہ کر دیا۔ تا مدت لڑکی کا مہر ادا نہ کر دے۔ یہ عہد پنچ نامہ ہم حلفیہ طور سے تمام ممبران تحریر کرتے ہیں کہ لڑکی اور اس کا بھائی بے قصور ہیں اور ہم لوگوں نے تحقیق کی کہ لڑکا اور اس کے والد جھوٹ بولنے کے عادی ہیں۔ کمیٹی حلفیہ طور پر شرعی عدالت سے درخواست کرتی ہے کہ لڑکی کا حق مہر دلایا جائے۔ لڑکے نے جو کورٹ میں قسم کھائی ہے وہ سراسر جھوٹ بول رہا ہے۔ لہٰذا شرعی عدالت سے یہ کمیٹی

درخواست کرتی ہے کہ لڑکی کا حق مہر جو کہ شرعی رو سے لڑکے پر ادا کرنا فرض ہے اس کو دلایا جائے؟

فقط ممبران کمیٹی پنچایت جمعیت القریش، سی پی۔ یو پی ساگر کالونی، پھیلیلی روڈ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: شوہر طلاق ایک بار دے، خواہ دو بار، خواہ تین بار۔ جب عورت اس کے نکاح میں آ چکی اور وہ اس سے ہم بستری بھی کر چکا تو عورت کا مہر جتنا بھی طے ہوا تھا اس کا ادا کرنا اس پر لازم ہو گیا۔ بے ادا کئے ہوئے شوہر بری الذمہ نہ ہوگا۔ یا پھر عورت معاف کر دے۔ صورت مسئولہ سے متعلق ایک سوال پہلے بھی آ چکا ہے مگر اس میں شوہر صرف دو طلاق کا اقرار کرتا ہے جبکہ پنچائت میں صاف طور پر تین طلاق دینے کا مقر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جھوٹا بھی ہے۔ بہر حال عورت کا مہر اس پر لازم ہے، جسے وصول کرنا چاہے تو عورت ہر طریقہ استعمال کر سکتی ہے۔ پنچائت کے ذریعے بھی اور کورٹ کے ذریعہ سے بھی اور اگر شوہر کا ولی مثلاً باپ، عورت کے مہر کا ضامن بن چکا ہے تو عورت کو اختیار ہے جس سے چاہے مطالبہ کرے۔ شوہر سے یا اس کے ضامن سے۔ (عالمگیری، درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ

بلا وجہ طلاق ماننا اور زوجین میں تفریق کرنا، گناہ کبیرہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہم میاں بیوی میں جھگڑا ہوا۔ جھگڑے کے دو چار دن کے بعد میری بیوی کو اس کے میکے بھجوا دیا گیا یعنی والدہ نے چھوٹے بھائی کے ساتھ اس کو اس کے گھر بھجوا دیا۔ چار دن کے بعد میں بھی سسرال گیا، اور دو ماہ وہاں رہا، اس دوران کرائے کے مکان میں بھی رہا۔ دو ماہ بعد میرا بڑا بھائی آیا اور کہا تو نے طلاق دی ہے اور تمہاری بیوی کو طلاق ہو چکی ہے، میں نے کہا کہ کیسے؟ تو بتایا کہ ہم بڑوں نے طلاق کا فیصلہ کر لیا ہے جبکہ میں نے نہ تو طلاق دی اور نہ طلاق لکھوائی۔ کیا اس طرح طلاق واقع ہو گئی؟ السائل رفیق الزماں، لطیف آباد، حیدر آباد، ۱۳ اپریل ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب: قرآن کریم نے نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں رکھی ہے بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ تو جب تک وہ خود اس گرہ کو نہ کھولے، کسی اور کو اس کے کھولنے کا اختیار نہیں اور نکاح کی گرہ کھولنا، بیوی کو طلاق دینا ہے۔ تو جب تک شوہر طلاق نہ دے، کسی اور کے فیصلۂ طلاق سے عورت پر طلاق نہیں پڑتی۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں جبکہ شوہر نے نہ عورت کو صریح الفاظ میں طلاق دی اور نہ کوئی ایسا قول و فعل اس سے سرزد ہوا جس سے عورت کو طلاق دینا سمجھا جائے تو محض اوروں کے کہنے سے کہ ہم نے طلاق کا فیصلہ کر لیا ہے، عورت پر طلاق نہ پڑی۔ وہ ہنوز اس کی بیوی ہے اور اس کے نکاح میں ہے۔ ان دونوں میں بلا وجہ شرعی رخنہ ڈالنا، اور ایک کو دوسرے سے جدا کر دینا شیطانی کام ہے اور گناہ کبیرہ جو ایسا کرنا چاہتے ہیں وہ دل میں خوف خدا لائیں اور عذاب جہنم کا وبال اپنے ہاتھوں نہ کمائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۴ھ

تحریر سے طلاق کا ثبوت

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، دیگر احوال یہ ہے کہ: لڑکی کے والد کو یہ خط ملا ہے

میں سردار بھائی صاحب کے گھر ایک عدد تحریری لفافہ دے کر آیا تھا۔ اس میں ارادۂ طلاق ظاہر کیا تھا لیکن آپ اس تحریری لفافہ کو سمجھ نہ سکے اور اس کے بعد ہی آپ میرپور خاص آدمیوں کو بھیجتے رہے بہر حال میں آپ کو واضح طور پر طلاق نامہ بھیج رہا ہوں اپنی چہیتی بیٹی کو سنا دینا۔ میں نے کشور جہاں کو طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! فقط، غلام محمد

اب کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ یہ طلاق نامہ لڑکی والوں کو بذریعہ ڈاک موصول ہوا۔ جبکہ لڑکے کو اس طلاق نامہ کا کسی قسم کا علم نہیں اور وہ اس تحریر سے انکار کرتا ہے کہ نہ تو یہ میری تحریر ہے، اور نہ ہی میں نے کسی سے لکھوائی ہے، اگر ضرورت پڑی تو میں پنچائت کے سامنے حلف اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ فقط کمال الدین

۷۸۶ **الجواب:** ایسے خطوط سے طلاق کا ثبوت، دو چیزوں پر موقوف ہے یا شوہر اقرار کرے کہ واقعی میں نے یہ خط لکھا یا لکھوایا یا دو مرد، خواہ ایک مرد یا دو عورتیں، متقی پرہیزگار، قابل اعتبار، اس بات کی شرعی گواہی دیں کہ ہمارے سامنے خط لکھا یا لکھوایا، یا اپنی بیوی کو طلاق تحریری بھیجنے کا اقرار کیا اور صورت مسئولہ میں ان میں سے کوئی امر موجود نہیں بلکہ شوہر طلاق سے انکار کرتا ہے تو طلاق کا حکم نہ دیا جائے گا اور نہ یہ خط معتبر ہوگا کہ خط، خط سے مشابہ ہوتا ہے۔ ہاں فی الواقع اگر زید اس انکار میں جھوٹا ہے تو اس کا حساب لینے والا خدا ہے۔ عورت اس وبال سے پاک و جدا ہے۔ شوہر خدا سے ڈرے اور حق ظاہر کرے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ

تنہا عورت کا بیان قبول نہیں

سوال: محترمی جناب مفتی خلیل خاں صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم

جناب عالی میں بہت پریشان ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔

اب کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میری لڑکی کی شادی کو آٹھ سال ہو چکے ہیں۔ وہ سسرال والوں کی زیادتیوں سے تنگ آ چکی ہے۔ اس دوران اس کا شوہر اس کو کئی بار طلاق دے چکا ہے۔ لڑکے کے باپ نے لڑکی سے زبردستی طلاق نامہ لے کر پھاڑ دیا ہے اور لڑکی کو دھمکایا ہے کہ اگر تم نے طلاق والی بات کسی سے کہی تو پیس کر رکھ دیں گے۔ میں لڑکی کو ۹ محرم کو اپنے گھر لے آیا۔ گھر آنے کے بعد لڑکی نے اپنی ماں کو تفصیلی بات بتائی اور کہا کہ ۶-۷ ماہ پہلے شوہر نے مجھ کو طلاق دے دی ہے۔ براہ کرم آپ مہربانی فرما کر اس مسئلہ پر غور کریں اور پھر اپنے فیصلے سے آگاہ کر کے میری پریشانی دور فرمائیں؟

عرض دار محمد عبدالسبحان ولد محمد عبدالقادر، لطیف آباد یونٹ نمبر ۸، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** شوہر نے کئی بار طلاق دی ہے تو اس کے گواہان معتبر بھی ہوں گے۔ وہ گواہی دیں اور شرعاً ان کی گواہی

قابل قبول ہو، تو بیشک طلاق کا حکم دیا جائے گا۔ ورنہ تنہا عورت کا بیان مقبول نہیں۔ البتہ اگر اسے یقین ہے کہ شوہر نے تین طلاقیں دے دی ہیں تو جس طرح بن پڑے اس سے دور رہے۔ مگر نکاح ثانی نہیں کر سکتی جب تک طلاق کا شرعی ثبوت نہ ہو جائے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ صفر المظفر ۱۴۰۴ھ

طلاق کا ثبوت اقرار یا گواہوں سے ہوتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں اپنی بیوی کو لانے کے لئے حیدر آباد سے نواب شاہ اپنے سسرال گیا۔ میں جب اپنے سسرال پہنچا تو میرے سسر، ساس اور میرے سالے کی بیوی مسمات خیر النساء گھر پر موجود تھے۔ میں نے اپنی بیوی کو بھیجنے کا کہا تو میرے سسر صاحب نے انکار کر دیا۔ پھر میں نے مزید اصرار کیا تو میرے سسر ناراض ہو کر مجھے نازیبا الفاظ کہتے ہوئے گھر سے باہر چلے گئے۔ میں نے اپنی ساس کو کہا کہ میں اپنی بیوی کو ابھی لے کر جاؤں گا۔ اس نے بھی بھیجنے سے انکار کر دیا تو میں نے کہا کہ میری طرف سے طلاق! ہے۔ ہمارے گھر آ کر فیصلہ کر لینا۔ یہ الفاظ میں نے ایک دفعہ کہے۔ یہ کہہ کر میں رات وہیں اپنے ماموں کے گھر چلا گیا۔ جب میرے ماموں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے ان کو بھی یہ بتلا دیا کہ میں ایک دفعہ طلاق! دے کر آیا ہوں، انہوں نے مزید اصرار کیا تو میں نے ان کو بھی یہ مندرجہ بالا بات بتا دی۔ از روئے شریعت صحیح جواب دے کر ثواب دارین حاصل کریں۔

۱۔ حلفیہ بیان محمد یٰسین قریشی

میں اپنے گھر پر سویا ہوا تھا۔ وہ رات کو تقریباً ایک بجے آیا جب میں نے اس سے معلوم کیا کہ آج تم اپنے سسرال والوں سے کوئی تکرار وغیرہ کر کے آئے ہو۔ لڑکے لیاقت نے کہا کہ میں ایک دفعہ تین طلاق دے کر آیا ہوں۔ یہ بات میں نے تین بار اس سے دھرائی لیکن لڑکے نے یہی کہا۔ میں یہ بیان بغیر کسی زبردستی، بغیر کسی نشے کے حلفیہ لکھ کر گواہی دے رہا ہوں۔ جو میں نے لڑکے کی زبانی سنا۔ محمد یٰسین قریشی، مورخہ ۲۹۔۳۔۱۹۸۴ء

نوٹ۔ یہ محمد یٰسین لیاقت علی کی والدہ کا تایازاد بھائی ہے اور اسی ناطے سے لیاقت علی کا رشتے کا ماموں ہے۔ (لیاقت علی کا سسر نہیں)

حلفیہ بیان مسمات حلیمہ۔ یہ مسمات لیاقت علی کی ساس ہیں۔

حلفیہ بیان مسمات خیر النساء۔ یہ مسمات لیاقت علی کے سالے کی بیوی ہے۔

۱۔ میں مسمات خیر النساء زوجہ محمد سلیم قریشی

۲۔ میں مسمات حلیمہ زوجہ محمد یٰسین قریشی

ہم خدا اور اس کے رسول ﷺ کو حاظر ناظر جان کہتی ہیں کہ ہمارے روبرو لیاقت علی ہمارے گھر پر آیا اور کہنے لگا

کہ میری بیوی کو میرے ساتھ حیدرآباد بھیجو۔ میں اسے ابھی لے کر جاؤں گا۔ ہم نے کہا کہ لڑکی بیمار ہے۔ ابھی جانے کے قابل نہیں۔ لہٰذا لڑکے لیاقت علی خان نے کہا کہ اگر تم نہیں بھیجتے ہو تو میری طرف سے تمہاری لڑکی کو ایک دفعہ تین طلاق دیتا ہوں۔ یہ گواہی ہم دونوں حلفیہ بیان کے ساتھ باہوش وحواس دیتے ہیں۔

خیر النساء زوجہ محمد سلیم قریشی، مزآباد، نواب شاہ، حلیمہ زوجہ محمد یٰسین قریشی، مزآباد، نواب شاہ، فقط السائل

۷۸۶ الجواب ہو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں شوہر ایک طلاق کا اقرار کرتا ہے، جبکہ دوسرے تین طلاق کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان میں سے جو بھی تین طلاق کا دعویٰ کرتا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے دعویٰ پر دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں نمازی، پرہیزگار، ثقہ عادل، قابل قبول شرع، گواہ پیش کرے تو پھر تین طلاق کا حکم دیا جائے گا اور شوہر کا انکار نہ سنا جائے گا اور اگر مدعی اپنے دعویٰ پر گواہ ثقہ عادل، نمازی، پرہیزگار، پیش نہ کر سکے تو طلاق مغلظہ ہرگز ثابت نہ ہوگی لہٰذا عدت کے اندر شوہر بے نکاح اس سے رجوع کر سکتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید بتاریخ ۳-۴- ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۳ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ

حلالہ کے بغیر عورت کو ساتھ رکھے تو اس سے قطع تعلق لازمی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء راشدین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنے بچے کو مارا پیٹا وہ زخمی ہوگیا بری طرح سے۔ بچے کی حمایت میں اس کی ماں بولی تو اس شخص نے یہ کہا کہ اے محلے والو! تم سب گواہ رہنا میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی! میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی! میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی! اس کے بعد ہسپتال سے علاج کرا کے بچے کی صحت یابی کے بعد میلاد شریف پڑھوایا اور کچھ فقیروں کو کھانا کھلایا اور محلہ میں ظاہر کر دیا کہ میں نے طلاق کا کفارہ ادا کر دیا ہے اور اس بیوی کو اپنے پاس پھر واپس رکھ لیا۔ کیا شریعت میں وہ دوبارہ اپنی بیوی کو اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے یا کہ نہیں؟

از طرف انصار خان

۷۸۶ الجواب: مذکورہ بالا صورت میں اس کی بیوی پر تین طلاقیں پڑ گئیں دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا اور عورت بحرمت مغلظہ اس پر حرام ہوگئی۔ اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہولے یہ دونوں باہمی رضامندی سے نکاح بھی نہیں کر سکتے۔ ان دونوں کا اب میاں بیوی کی طرح رہنا سخت حرام ہے۔ اہل محلہ پر لازم ہے کہ ان دونوں کو علیحدہ کر دیں اور یہ نہ مانیں تو ان دونوں سے قطع تعلق کر لیں ورنہ سب گناہ میں شریک مانے جائیں گے۔ قال اللہ تعالیٰ **فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ** ۝ (انعام)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۰ھ

مسئلہ تین طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: آج بتاریخ ۲۹ دسمبر ۱۹۶۹ء کو میری شادی مسمات لیلیٰ بیگم ولد عبدالجلیل خان سے ہوئی تھی۔ تقریباً پونے دو سال ہوئے میری بی بی اور میرے درمیان نااتفاقی ہے اس سلسلے میں محلے کے لوگوں نے میرے اور میری بیگم کے درمیان راضی نامہ کرایا اس کے باوجود کشیدگی باقی رہی۔ اب مسمات لیلیٰ بیگم میرے ساتھ رہنا نہیں چاہتی ہے اور طلاق لینا چاہتی ہے اور اب جب کہ میری بیوی میرے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تو گواہوں کے روبرو میں مسمات لیلیٰ بیگم کو جو میری بی بی ہے اس کو طلاق دے رہا ہوں ایک طلاق! دو طلاق! تین طلاق!

عبدالمناف ولد عزیز الرحمٰن، بنگالی کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں مسمات لیلیٰ بیگم بنت عبدالجلیل خان پر تین طلاقیں پڑ گئیں۔ مسمات لیلیٰ بیگم کا مسمی عبدالمناف سے رشتۂ زوجیت ختم ہوگیا اور وہ قطعاً اس نکاح سے نکل گئی۔ اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہوجائے عبدالمناف مسمات مذکورہ کو نہ اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے اور نہ اس سے نکاح کرسکتا ہے۔ قرآن کریم وحدیث محمدی کا بھی یہی حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

طلاق دینے والا مبہم باتیں کرے تو تحقیق حال ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: عبدالحمید ولد دین محمد عمر ۱۹ سال آج سے چار سال قبل 'مجھ پر اثر تھا'' اس دوران میں مجھے یاد نہیں کہ میرے منہ سے کوئی طلاق کے الفاظ ادا ہوئے ہیں یا نہیں لوگ کہتے ہیں کہ تم نے اپنی عورت کو طلاق دے دی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میں نے اس قسم کے الفاظ ادا کئے یا نہیں۔ اس بات سے میرے سسر اور میرے والد کے درمیان اختلافات پیدا ہوئے لوگوں کے کہنے سے، میرا ارادہ طلاق دینے کا نہیں ہے اب شرع کیا کہتی ہے؟ اس مسئلہ کو واضح طور پر بیان فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں؟

گواہان: ہم تصدیق کرتے ہیں کہ ''لڑکے کا دماغی توازن ٹھیک نہیں تھا''۔ گواہان دستخط، منشی علی، نور علی

فقط السائل، عبدالحمید ولد دین محمد

۷۸۶ الجواب: سوال میں مذکور ہے کہ شوہر کہتا ہے کہ ''مجھ پر اثر تھا'' اور گواہوں کا بیان ہے کہ ''لڑکے کا دماغی توازن ٹھیک نہیں تھا'' اور یہ دونوں باتیں مبہم غیر واضح ہیں۔ سائل صاف صاف بیان کرے کہ اصل واقعہ کیا ہے تاکہ جواب صاف صاف دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

منکوحہ غیر کا نکاح باطل ہے اگرچہ گواہان موجود ہوں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بیچ میں کہ

۱۔ مسمی ابراہیم ولد نامعلوم سکنہ ہارون آباد، پاکستان

۲۔ مسمی نے اپنی لڑکی شمیم اختر کے مصنوعی کاغذات طلاق پیش کیے۔
۳۔ یہ کہ دیگر ایک شخص مسمی شاہ ولد علی محمد نے ان مصنوعی کاغذات کی تصدیق کے لئے ایک مصنوعی دستاویز پیش کی اور دیگر دو اشخاص نے کاغذات طلاق کے لئے قسم کھائی کہ لڑکی مسمات شمیم اختر کو طلاق ہو گئی جن کے نام یہ ہیں۔
مسمی نواب علی شاہ ولد دینا شاہ، ۲۔ مسمی شمس الدین ولد نامعلوم

ان کاغذات اور دو اشخاص کی تصدیق پر نکاح خواں نے روبرو وکیل مسمی نور شاہ و گواہ محمد صدیق و گواہ عبد الغفور ولد نامعلوم کے روبرو لڑکی سے حلف لے کر سابقہ خاوند مسمی تاج محمد نے مجھے تین طلاقیں دی ہیں۔ اس پر نکاح خواں نے نکاح پڑھا دیا مگر بعد میں معلومات کرنے پر پتا چلا کہ مسمی ابراہیم نے جو حلف اٹھایا ہے وہ غلط ہے لڑکی کی طلاق نہیں ہوئی ہے اس حالت میں نکاح خواں پر کیا کفارہ عائد ہوتا ہے؟ عرض کنندہ، نکاح خواں محمد صادق ولد برکت علی

۷۸۶ الجواب: جبکہ صورت واقع یہ ہے کہ ایک شوہر والی لڑکی کا نکاح دوسرے جھوٹے کاغذات اور جھوٹے گواہوں کی جھوٹی گواہی سے کر دیا گیا تو یہ نکاح ثانی محض باطل ہوگا اور زوجہ ثانی سے وطی زنا ہوگی جتنے لوگ اس سخت کبیرہ عظیمہ میں اس حال سے آگاہ ہو کر شریک ہوں گے تو سب سخت گنہگار و مستحق عذاب ہوئے اور ان میں سے عذاب دوزخ کا استحقاق جھوٹے گواہوں کو ہوگا جن کی جھوٹی گواہی سے ایسی ناپاک فاحشہ بات کی تکمیل ہوئی۔ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ **لیس منا من خبب امراۃ علی زوجھا او عبدًا علی سیدہٖ** جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے بگاڑ دے وہ ہمارے گروہ سے نہیں ہے (احمد، حاکم، ابوداؤد ص ۲۹۶ ج ۱) جب کسی کی عورت کو شوہر سے بگاڑنے پر یہ حکم ہے تو معاذ اللہ عورت کو شوہر سے توڑ کر دوسرے کے نکاح میں کر دینا کیسا سخت ظلم ہے۔ نیز حدیث شریف میں ہے کہ ہرگز جھوٹے گواہ کے پاؤں جگہ سے ہٹنے نہ پائیں گے اللہ تعالیٰ ان کے لئے جہنم واجب کر دے گا (ابن ماجہ) جبکہ مطلقاً جھوٹی شہادت کا یہ وبال ہے تو جس نے پیسے دو پیسے مال پر جھوٹی گواہی دی تو جھوٹی گواہی سے کسی کی عزت و ناموں کو برباد کرنا کس قدر موجب غضب الٰہی ہوگا۔ اب اگر نکاح خواں کو وقت نکاح معلوم نہ تھا کہ یہ ایک فریب ہے تو شرعاً اس پر کوئی گرفت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ

مسئلہ تین طلاق

سوال: جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

زید اور ہندہ دونوں میاں بیوی ہیں۔ ہندہ تین ماہ کے حمل سے ہے۔ زید اپنے گھر پر ہے اور ہندہ اپنے میکے میں ہے۔ زید کو کچھ باتیں چند افراد نے ہندہ کے خلاف کہیں جس پر زید نے ایک لیٹر پوسٹ ہندہ کو بھیجا جس میں چند الفاظ اپنے افسوس کے ساتھ ظاہر کیے ہیں اور آخری الفاظ میں طلاق لکھ دی ہے۔ خط کی پہلی عبارت یہ ہے کہ

مجھے یہ بات افسوس کے ساتھ کہنی پڑ رہی ہے کہ میں تمہیں چھوڑ رہا ہوں۔

آخری عبارت یہ ہے کہ

زید بن فلاں۔ ہندہ بنت فلاں کو طلاق دیتا ہوں

زید بن فلاں۔ ہندہ بنت فلاں کو طلاق دیتا ہوں

زید بن فلاں۔ ہندہ بنت فلاں کو طلاق دیتا ہوں

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس تحریر میں کہ طلاق کا لفظ غیروں کے کہنے پر افسوس کے ساتھ ہے کیا اس لیٹر سے ہندہ کو طلاق ہوگئی یا کہ نہیں؟ جواب قرآن وحدیث سے تحریر فرمائیں۔ ماسٹر محمد اسمٰعیل، پریٹ آباد پھلیلی، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: اس صورت میں عورت پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی۔ پس بغیر حلالہ اب یہ عورت اپنے شوہر پر حلال نہیں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ یعنی اگر شوہر نے تیسری طلاق دے دی تو اب وہ عورت اس کے لئے حلال نہ رہی جب تک کسی اور سے نکاح نہ کرلے اور ہم بستری ہوکر طلاق یا موت نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

"طلاق دے دوں گا" ارادۂ طلاق کا اظہار ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی منکوحہ کو دو مرتبہ یہ الفاظ کہے کہ میں تجھے طلاق دوں گا اور زید حلفیہ بیان دیتا ہے کہ میرے اور میری بیوی کے مابین جھگڑا ہو رہا تھا اور وہاں دو گواہ عدنان خان اور عبدالجلیل صاحبان موجود تھے اور ان کا بیان بھی وہی ہے جو زید نے دیا ہے۔ ہندہ خان جس نے زید کی منکوحہ سے بیان لیا تو اس نے بھی یہی کہا کہ زید نے دو مرتبہ یہی الفاظ کہے کہ میں تجھے طلاق دوں گا؟

دستخط عدنان خان، دستخط ہندہ خان، دستخط زوجہ فقط السائل

۷۸۷ الجواب: اگر امر واقع یہی ہے کہ زید نے اپنی بیوی سے صرف ۲ مرتبہ یہ الفاظ کہے کہ "میں تجھے طلاق دے دوں گا" تو یہ ارادۂ طلاق کا اظہار ہے۔ طلاق دینا نہیں اور ارادۂ طلاق، طلاق نہیں اگرچہ وہ ۳ مرتبہ یا اس سے زیادہ یہی الفاظ دہراتا۔ فتاویٰ حامدیہ میں ہے صیغة المضارع لا يقع به الطلاق الا اذا غلب في الحال۔ لیکن یہ حکم اس وقت ہے کہ ان الفاظ کی ادائیگی کے بعد اس سے کوئی قول یا فعل ایسا سرزد نہیں ہوا جس سے فی الحال طلاق دینا سمجھا جاتا ہو۔ ورنہ طلاق پڑ جائے گی یہاں تک کہ اگر اس نے لوگوں سے یہ کہا کہ "میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے" حالانکہ اس نے طلاق نہیں دی تب بھی طلاق پڑ جائے گی۔ (درمختار وغیرہ)۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ابھی ان دونوں میں نکاح باقی ہے کسی جدید نکاح کی ضرورت نہیں جبکہ صرف ۲ بار الفاظ کہے کہ "میں تجھے طلاق دے دوں گا۔" واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم ذی قعد ۱۳۹۶ھ

طلاق کے لئے تنہا عورت کا قول معتبر نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بیچ میں کہ: ایک شخص نے اپنی عورت کو غصہ میں آ کر پہلے تو مار پیٹ کی پھر چند عورتوں کے سامنے طلاق تین بار یہ کہہ کر دے دی ہے کہ جا میں تجھے طلاق دیتا ہوں اور وہ عورتیں جو وقت پر موجود ہیں وہ حلفیہ بیان دیتی ہیں ایسی حالت میں طلاق ہوگی یا نہیں؟، ۲۔ پھر وہ عدّت کے دن پورے کر کے دوسری جگہ عقد ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟ ۳۔ کتنی عورتوں کی شہادت قابل قبول ہوتی ہے؟　فقط السائل

۷۸۶ الجواب: جبکہ شوہر نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو وہ عورت اس مرد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا اب دونوں زن وشوہر کی طرح نہیں رہ سکتے یہ قرآنی فیصلہ ہے عدّت کے بعد عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور ایسے معاملات میں تنہا عورتوں کا قول معتبر نہیں۔ (عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۵ شوال المکرم ۱۳۹۶ھ

نشے میں طلاق کا بیان، جہیز، مہر، حصہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: الف نے شادی کے وقت سے لے کر اب تک اپنی بیوی کو، کوئی سکون دینا تو کجا نان ونفقہ بھی ادا نہ کیا جبکہ بیوی خود محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتی رہی شوہر سرکاری ملازم ہے اور تقریباً سات سو روپے ماہانہ آمدنی ہے مگر چونکہ دفتر سے اکثر غیر حاضر رہتا ہے اس لئے شاید ہی کسی مہینے تنخواہ پوری ملتی ہو۔ الف نے بیوی کو ہر طرح سے تنگ کیا اور ہر وقت مار پیٹ کرتا رہتا ہے۔ یہ صاحب ایک جنونی طبیعت کے آدمی ہیں اور اکثر جنون میں الٹی سیدھی حرکتیں کرتے رہتے ہیں اس دوران بچوں کو مارنا، بیوی کو مارنا بھی ہوتا ہے۔ شادی کے کچھ عرصے بعد انہوں نے بیوی کو طلاق دے دی مگر علماء کے فتوے کے مطابق طلاق شرعاً نہیں ہوئی اس لئے میاں بیوی کی طرح دوبارہ رہنے لگے۔

۱۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ الف نے کسی معمولی بات پر مشتعل ہو کر بیوی کو دوسرے کے گھر میں جا کر یہ کہا ہے کہ میں نے اس کو طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ جبکہ اس وقت موجود تین آدمیوں نے اس کو روکنے اور سمجھانے کی بہت کوشش کی مگر تین بار کہہ کر دم لیا۔ اب جبکہ لڑکی کے رشتے دار پہنچے تو کہتا ہے کہ میں نے نشہ آور گولی کھا رکھی تھی اس لئے جو کچھ بھی ہوا وہ میں نے دانستہ نہیں کیا۔ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

۲۔ اگر طلاق واقع ہوگئی تو دوسری صورت میں عدّت کے اخراجات مہر کی ادائیگی اور جو جہیز لڑکی کو ملا تھا تو اس کا شوہر ذمے دار ہے یا نہیں کہ یہ سب ادا کرے؟

۳۔ آٹھ بچے، جن کی عمریں بڑا لڑکا ۱۵ سال، لڑکی ۱۳ سال، بالترتیب تین لڑکے ۱۱، ۹، ۷، ۵، ۲، سال ہیں ان کی پرورش کا اور اخراجات کا ذمہ دار کون ہوگا؟ اور بچے کس کے پاس رہنا چاہئیں؟

۴۔ جس مکان میں یہ لوگ رہتے ہیں وہ لڑکی کے بھائی نے اپنے پیسوں سے لے کر دیا تھا مگر شوہر نے اس کا الاٹ منٹ اپنے نام سے کرایا اب کہتا ہے کہ اس کا گھر تو میں ہرگز نہیں چھوڑوں گا کیوں کہ یہ میری زندگی بھر کی کمائی ہے شرعی طور پر اس مکان کا جائز وارث کون ہوگا؟

امید ہے کہ شریعت کی روشنی میں مندرجہ بالا مسائل کا جو کسی کی زندگی کے لئے ایک بہت بڑا المیہ ہے بالکل صحیح صحیح جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں گے۔ سائل۔تراب علی

۷۸۶ الجواب: طلاق کے لئے شرط یہ ہے کہ شوہر عاقل بالغ ہو اور نشہ والا، عاقل کے حکم میں ہے لہٰذا اس کی طلاق بھی ہو جائے گی اور نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بھنگ وغیرہ کسی اور چیز سے اور چونکہ صورت مسئولہ میں شوہر نے تین طلاقیں دی ہیں اس لئے عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت بحرمت مغلظہ اپنے شوہر پر حرام ہوگئی۔اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو لے یہ دونوں آپس میں نکاح بھی نہیں کر سکتے۔میاں بیوی کی طرح رہنا تو درکنار۔قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جہیز جو عورت کو ماں باپ کے یہاں سے ملتا ہے خالص عورت کی ملکیت ہے کسی کا اس میں کوئی حق نہیں اور عورت طلاق کے بعد جب چاہے اپنا حق مہر حاصل کر سکتی ہے کہ نکاح ہی باقی نہ رہا تو مہر کی ادائیگی شوہر پر لازم ہوگئی۔ہاں اگر عورت معاف کر دے تو معاف ہو جائے گا۔ردالمحتار میں ہے کل احد یعلم ان الجهاز ملك المراء ة لا حق لا حد فيه۔واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جس عورت کو طلاق دی گئی ہے بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائے گی اور عدت گزر جانے کے بعد نفقہ ساقط ہو جاتا ہے جبکہ اس کا دعویٰ نہ کیا ہو۔(خانیہ)۔واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ مکان جب لڑکی کے بھائی نے خرید کر، اس لڑکی کے شوہر کو کر دیا اور اس نے اس پر قبضہ کر لیا یہاں تک کہ اس کا الاٹمنٹ بھی اپنے نام کرا لیا تو وہ اس کا ہو گیا اور اگر بہن کے لئے دیا تو بہن اس کی مالک ہے۔بہن واپس لے سکتی ہے۔اس کی تعمیر کے مصارف شوہر نے کئے ہیں تو یہ رقم واپس کرنا ہوگی ورنہ رقم نہیں لے سکتا۔(عالمگیری وغیرہ)۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ صفر المظفر ۱۳۹۶ھ

اقرارِ شوہر کے بعد طلاق کے لئے گواہ کی ضرورت نہیں ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی مولانا محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

عرض ہے کہ طلاق کے متعلق میرے پاس ایک فیصلہ طلب معاملہ آیا ہوا ہے۔میں خود ان دونوں فریق کا رشتہ دار ہوتا ہوں ان دونوں فریق نے فیصلہ مانگا ہے کہ جو حق کا فیصلہ ہو وہ دیں۔میں نے زرینہ کے شوہر یعنی خاوند کا بیان حلفیہ لیا ہے اور نو دس افراد کے سامنے بیان لیا ناصر نے حلفیہ کہا کہ میں نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی زرینہ کو دو مرتبہ طلاق دی! اس طرح جملہ کہے وہ جملے یہ ہیں طلاق دی! طلاق دی! مجھے جب یہ خبر ملی کہ طلاق دے دی ہے تو پانچ چھ یوم کے بعد لڑکے ناصر

کے مکان پر جا کر معلومات کیں اور بیان لیا۔ اس کے بعد دوسرے دن لڑکی زرینہ کا بیان لیا اس کے والدین کے گھر پر جا کر لیا زرینہ جو کہ ناصر کی بیوی تھی اس نے اپنے بیان میں کہا کہ میرے شوہر ناصر نے مجھے غصّے کی حالت میں تین بار طلاق دی۔ الفاظ یہ تھے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! جناب مفتی صاحب یہ دونوں بیان علیحدہ علیحدہ ہیں اب آپ ہی فتوٰی دیں کیوں کہ شریعت کا مجھے علم نہیں ہے۔ میرے لئے بڑی پریشانی ہے کہ میں کیا فیصلہ دوں لٰہذا آپ کو یہ معاملہ ظاہر کرنا تھا آپ عالم ہیں اور اس کے متعلق جو بھی شریعت کا قانون ہو فتوٰی صادر فرمادیں۔ عین نوازش ہوگی۔ زرینہ حاملہ بھی ہے اور ناصر کا بیان یہ ہے کہ دو بار طلاق! طلاق! کے جملے ادا کئے اور غصہ کی حالت میں کہے اور لڑکی زرینہ تین بار کے لئے کہتی ہے کہ یہ جملے ادا کئے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی!

خادم محمد بشیر خان، پختہ قلعہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: ناصر یا اس کی بیوی جو بھی اپنے قول کی تائید میں گواہ رکھتے ہیں وہ پیش کریں تا کہ جواب دیا جائے۔ واللہ تعالٰی اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شوال المکرم ۱۳۹۶ھ

وضاحت: بخدمت جناب قبلہ مفتی خلیل صاحب، السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ:

مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۷۶ء کو میری غیر موجودگی میں میرے داماد یعنی ناصر حسین ولد حامد حسین نے میری لڑکی کو تین مرتبہ طلاق دی کا لفظ استعمال کیا جس کی گواہ برابر والے مکان کی ایک عورت ہے اور دوسری گواہ لڑکی کی والدہ ہے۔ لڑکے نے خود اقرار کیا ہے کہ میں نے غصّے کی حالت میں دو مرتبہ گھر میں اور ایک مرتبہ باہر نکلتے وقت طلاق دی کا لفظ ادا کیا۔ تین (۳) یوم کے بعد ناصر حسین کے دو بھائی میرے پاس آئے اور مجھ سے خود کہا ہے کہ ناصر حسین قرآن نہیں اٹھائے گا اس نے تین مرتبہ طلاق دی ہے۔ قبلہ اگر ناصر حسین قرآن پاک اٹھا کر طلاق کے بارے میں وضاحت کرے تو جیسا بھی آپ کا فیصلہ ہوگا وہ مجھ کو منظور ہوگا ۱۰ آدمیوں کے بیچ میں بھی اس نے خود دو مرتبہ بھی کہا اور تین مرتبہ بھی کہا۔ برائے مہربانی شریعت کے مطابق فیصلہ سے آگاہ فرمائیے گا۔ اس بارے میں لڑکی بھی حلف اٹھانے کے لئے تیار ہے؟

نیاز الدین، امریکن کوارٹر، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: جبکہ ناصر حسین کو اس کا اقرار ہے کہ اس نے پہلے دو مرتبہ اور پھر آخر میں ایک مرتبہ اور طلاق دی تو کل کر تین طلاقیں ہوگئیں۔ شوہر کے اقرار کے بعد نہ کسی حلف کی ضرورت نہ گواہ کی حاجت۔ ناصر اور اس کی بیوی میں اس کے بعد نکاح ٹوٹ گیا۔ دونوں ایک دوسرے پر حرام ہوگئے۔ قرآنی فیصلہ ہے کہ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ تیسری طلاق کے بعد عورت اس مرد کے لئے حلال نہیں رہی جب تک کسی اور سے نکاح و صحبت نہ کرے۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ شوال ۱۳۹۶ھ

ارادۂ طلاق، طلاق نہیں ہے

سوال: بخدمت جناب محترم مفتی محمد خلیل خاں صاحب، منتظم دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنے والد کے مارنے پر کہا کہ اگر تم مجھے مارتے

رہے تو میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں گا اور وہ اپنے والد کے مارنے پر یہ الفاظ بار بار دہراتا رہا کہ اگر تم مجھے مارو گے تو میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں گا۔ مندرجہ بالا سوال کے متعلق عرض ہے کہ اس طرح کے الفاظ بار بار دہرانے والے شخص کی بیوی کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ السائل احمد بخش ولد نظام الدین، عبدالقادر پارک، نواب شاہ

۷۸۶ الجواب: ''میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں گا'' ایقاع طلاق نہیں۔ ارادۂ طلاق ہے اور ارادۂ طلاق، طلاق نہیں لہٰذا صورت مسئولہ میں اس شخص کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوئی۔ وہ دونوں بدستور زن و شوہر ہیں۔ فتاویٰ حامدیہ میں ہے صیغۃ المضارع لایقع به طلاق الا اذاغلب فی الحال کما صرح به الکمال بن الهمام۔ یہی مضمون فتاویٰ شامی میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ رجب المرجب ۱۳۹۶ھ

طلاق رجعی، خبر طلاق اور رجعت کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک شخص نے کچھ لوگوں کے سامنے اپنے والد صاحب کے کہنے سے اپنی بیوی کو غصے میں ایک مرتبہ طلاق دے دی۔

۲۔ اس کے بعد وہ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ دوسرے آدمی نے اپنے ہاتھ سے اس کا منہ بند کر دیا۔ ہمیں معلوم نہیں اس نے منہ بند کئے ہوئے اپنی بیوی کو دوسری یا تیسری طلاق دی یا نہیں۔ اس کو وہ جانے یا خدا جانے۔ بہر حال دوسرے لوگ کچھ نہ سن سکے۔

۳۔ اسی شخص نے اس طلاق کا ذکر اپنے ملنے والوں سے بھی کیا ہے۔

۴۔ اس شخص نے میعاد عدت میں اپنی بیوی کو رجوع کرنے کی اطلاع نہیں دی۔

۵۔ کیا لڑکی کے والدین کو مندرجہ بالا سوالات کے بارے میں اس لڑکے سے وضاحت یا معلومات حاصل کرنے کا حق ہے کہ اوّلاً اس نے اپنی بیوی کو منہ بند کئے ہوئے دوسری طلاق تو نہیں دی۔ ثانیاً یہ کہ اس نے طلاق کا ذکر جو اپنے ملنے والوں سے کیا ہے تو اس سے اس کا مقصد اسی واقعہ کو دہرانا تھا یا مزید طلاق دینا تھا۔ ثالثاً یہ کہ کیا اس نے اپنی بیوی سے روبرو گواہان رجوع کیا ہے؟

براہ کرم شرعی فتویٰ صادر فرما کر شکریہ کا موقع مرحمت فرمائیں۔ خادم حافظ محمد حنیف نقشبندی، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: شوہر نے ایک بار طلاق دے دی تو یہ طلاق رجعی ہوئی شوہر کو اس میں رجعت کا حق ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ طلاق (جس کے بعد رجعت ہو سکے) دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا۔ بالفرض شوہر اگر دوسری طلاق بھی صریح لفظوں میں دے دیتا تو اسے قرآنی حکم کی رو سے رجوع و صحبت کا حق ہے اور طلاق دے کر اس کا ذکر کسی سے کیا جائے تو یہ اسی پہلی طلاق کی خبر ہوگی نہ کہ مزید طلاق دینا۔ پھر رجعت کے لئے یہی ضروری نہیں کہ شوہر خود الفاظ رجعت اپنی زبان سے ادا کرے بلکہ کسی اور نے رجعت کے الفاظ کہے اور شوہر نے جائز کر دیا

رجعت ہوگئی (ردالمحتار) رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے اور رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ کرے اور عورت کو بھی اس کی خبر کردے لیکن اگر قول سے رجعت کی مگر کسی کو گواہ نہ بنایا یا گواہ بھی کیے مگر عورت کو خبر نہ کی تو مکروہ وخلاف سنت ہے مگر رجعت ہوجائے گی (جوہرہ نیرہ وغیرہ) ان احکام کے بعد سوالات مذکورہ بالا کے جوابات واضح ہوگئے اور معلوم ہوا کہ اگر

۱۔ شوہر اس عورت سے رجوع کرنا چاہتا ہے تو دوسروں کو آڑے نہیں آنا چاہیے۔

۲۔ نہ اس بات کی کنکاش کرنا چاہیے کہ شوہر نے منہ بند ہونے کی حالت میں کچھ کہا بھی ہوگا تو وہ خود اس نے سنا ہوگا نہ کسی اور نے تو شرعاً اس پر کیا حکم دیا جاسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ

طلاق ثلاثہ

سوال: میں محمد شفیع ولد محمد شریف۔ باقائم ہوش وحواس آج مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۷۷ء کو اپنی زوجہ مسمات نوشاد بیگم ولد محمد عمر خان کو درج ذیل گواہان کی موجودگی میں طلاق دے کر اپنے نکاح سے آزاد کرتا ہوں اور اعادہ کرتا ہوں کہ میں نے مسمات نوشاد بیگم کو طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! میرا آج کے بعد مسمات نوشاد بیگم سے کوئی رشتہ باقی نہیں رہتا ہے۔

گواہ۔ سیّد فرید حسن ولد حافظ وزیر حسن ۲۔ اسلام الدین قریشی ولد امیر الدین قریشی

اس تحریر کو مسلم فیملی لا (Muslim family law) کے تحت میں مسمات نوشاد بیگم کو اس کے والد کے گھر پر اطلاع کے لئے روانہ کر رہا ہوں اور اس کی اطلاع جناب چیئرمین/ایڈمنسٹریٹر یونین کمیٹی نمبر ۵۔ وارڈ بی حیدرآباد سندھ کو بھی ارسال کرتا ہوں تاکہ قانون کے مطابق طلاق کی توثیق کی جائے؟ فقط السائل محمد شفیع ولد محمد شریف

۷۸۶ الجواب ہوالموفق للصواب صورت مسئول عنہا میں مسمات نوشاد بیگم پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئیں اب بغیر حلالہ کے یہ اپنے سابق شوہر محمد شفیع کے لئے حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۷۔۳۔۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب واللہ تعالیٰ اعلم وعندہ ام الکتاب۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۷ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

وعدہ طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید ایک پرچہ اس طرح لکھ کر جو ذیل میں درج ہے اپنے سسرال دے آیا۔ میں باہوش وحواس غوثیہ بیگم کو طلاق دے دوں گا! طلاق دے دوں گا! طلاق دے دوں گا اور برائے مہربانی اپنا سامان اٹھا کر لے جائیں۔ کیا طلاق واقع ہوگئی۔ خادم عنایت حسین، امریکن کوارٹر، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: شوہر کا کہنا کہ ''میں طلاق دے دوں گا'' وعدہ طلاق ہے اور وعدہ طلاق، طلاق نہیں۔ ہاں ان الفاظ کے علاوہ شوہر نے کچھ اور الفاظ اس قسم کے ادا کئے جن سے طلاق دینا سمجھا جاتا ہے تو بیان کئے جائیں تا کہ حکم شرعی بیان کیا جائے۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۹۸ھ

عورت شوہر سے دور بھاگ جائے تو نکاح نہیں ٹوٹتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص مسمی محمد خلیل نے میری زوجہ مسمات بسم اللہ کو ورغلا کر تقریباً ایک سال کے لئے اپنے قبضہ میں کرلیا۔ بعد میں مسمات مذکورہ کو اس کے پیدا کردہ سحری اثرات سے نجات حاصل ہوگئی ہے۔ مسمات اپنے گھر میں بہ قائمی ہوش وحواس اور رضا ورغبت کے واپس رہنا چاہتی ہے۔ اس کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟ فقط آپ کا خادم شمس الدین، پختہ قلعہ نزد مدینہ مسجد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: عورت کسی کے ورغلانے یا معاذ اللہ، خود اپنی خواہشات کی باندی ہوکر بدچلن ہوجائے تب بھی شوہر جب تک طلاق نہ دے اس کا نکاح باقی رہتا ہے۔ عورت اپنی اصلاح کرکے، تائب ہوکر اپنے شوہر کے پاس واپس آنا چاہے تو آسکتی ہے اور اپنے شوہر کے ساتھ بحیثیت بیوی رہ سکتی ہے۔ یہاں کسی نکاح کی بھی ضرورت نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَ الّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآىٕكُمْ (النساء:15) سماھن مع ذلك نساء ھم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ربیع الاوّل شریف ۱۳۹۸ھ

طلاق رجعی کا حکم، عدّت کے بعد تجدید کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ۲۳ جنوری ۱۹۷۴ء کو مسمی لیاقت علی ولد محمد شریف نے اپنی بیوی کو اپنے سسر کے کہنے پر مسمات کلثوم بنت مولانا نور محمد کو تین گواہ کے سامنے دو دفعہ طلاق دے دی کیا مسمات کلثوم کو طلاق ہوگئی اس طلاق کو دے ہوئے تقریباً دس ماہ کا عرصہ ہوگیا ہے۔

گواہ۔ ا۔ عبدالغنی ولد پیرو شاہ ۲۔ محمد اسماعیل ولد دین شاہ ۳۔ عبدالرزاق ولد رفیق شاہ

لیاقت علی نے ان گواہوں کے سامنے دو مرتبہ طلاق دی ہے۔

فقط السائل حکیم سیّد عبدالمجید قادری، دواخانہ فیض عام پھلیلی روڈ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئول عنہا میں مسمات کلثوم کو دو طلاقیں رجعی واقع ہوگئیں، عدت میں رجوع کرسکتا ہے اور بعد عدّت تجدید نکاح کافی ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں ہے، قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍ طلاق (جس کے بعد رجعت ہے) دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ

غیر مدخولہ ایک طلاق سے نکاح سے باہر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: آج سے تقریباً آٹھ سال پہلے شادی ہوئی تھی اس وقت لڑکے کی عمر نو سال تھی اور لڑکی کی عمر چھ سال تھی۔ اب لڑکی کی عمر چودہ سال ہے اور لڑکے کی عمر سترہ سال ہے۔ لڑکی سسرال نہیں گئی۔ خاوند سے ہم بستر نہیں ہوئی ہے لیکن خاوند نے آج سے نو مہینے پہلے لفظ طلاق اپنی بیوی کو کہہ دیا ہے اور تحریری لکھ کر بھی ظاہر کر دیا ہے مگر اب دوبارہ اپنی عورت کو لانے پر رضامند ہو گیا ہے۔ کیا اس صورت میں طلاق ہو گئی؟ اور اگر نہیں ہوئی تو کیا دوبارہ نکاح پڑھایا جائے۔ جواب سے آگاہ فرمائیں۔　منجانب اللہ نور ولد الٰہی بخش شیخ، پریٹ آباد، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئول عنہا میں جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے شوہر نے اپنی بیوی کو لفظ طلاق کہا اور عورت غیر مدخولہ ہے، لہٰذا ایک طلاق واقع ہو گئی ایک طلاق دینے سے عورت نکاح سے باہر ہو جاتی ہے، دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم　احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　۱۹۷۸.۱۱.۲۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔　العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

طلاق کے بعد پانچ ماہ کا بچہ کس کے پاس رہے گا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: مسمی سرفراز ولد چھمی خان نے اپنی بیوی مسمات ثریا بانو بنت قاضی شبیر حسین مرحوم کو تین طلاقیں تحریراً لکھ دی ہیں۔ حکم شرعی سے مطلع فرمائیں۔ نیز مسمات مذکورہ کا چھوٹا لڑکا عمر پانچ ماہ ہے وہ کس کے پاس رہے گا۔ مطلع فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں۔　فقط ثریا بانو، ریشم گلی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئول عنہا میں ثریا بانو کو تین طلاقیں مغلظہ واقع ہو گئیں اور اب یہ عورت اپنے سابقہ شوہر کے لئے حرام قطعی ہو گئی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ عورت کو چاہئے کہ وہ گھر میں بیٹھ کر اپنی عدت پوری کرے اور پانچ ماہ کا بچہ سمجھدار ہونے تک ماں کے پاس رہے گا اور اس دوران کا نان نفقہ بچے کے لئے، شوہر یعنی بچے کا باپ برداشت کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم　احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　۱۹۷۸.۷.۲۹ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔　العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

طلاق معلق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: فیض احمد نے اپنی زوجہ کو ۲۹.۹.۱۹۷۷ء کو خط لکھا۔ نومبر کے مہینے تک گھر آ جائیں ورنہ نکاح سے باہر۔ زوجہ فیض احمد کی ابھی تک شوہر فیض احمد کے گھر نہیں گئی اور اب عدت کا زمانہ بھی گزر گیا۔ اب دریافت طلب یہ مسئلہ ہے کہ اس خط سے طلاق ہو گئی یا نہیں۔ اور طلاق رجعی ہوئی یا طلاق بائن۔ اور اب عورت بغیر نکاح کے فیض احمد کے گھر جا سکتی ہے یا نہیں؟ اور شوہر اس کو جبراً گھر لے جا سکتا ہے یا نہیں؟ براۓ کرم شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

فقط، محمد الیاس

۷۸۶ الجواب: خط میں مسمی فیض احمد نے طلاق کو، اس مضمون پر معلق کیا کہ "تم نومبر تک میرے گھر آ جاؤ ورنہ میرے نکاح سے باہر" اور نومبر ۱۹۷۷ء گزر جانے سے پہلے اس کی بیوی اس کے گھر نہ آئی تو عورت بے شک اس کے نکاح سے باہر ہوگئی۔ اب اگرچہ عدت گزر چکی جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تب بھی چونکہ یہ صورت، طلاق بائن کی ہوگئی اس لئے ان دونوں کے لئے حلالہ کے بغیر باہمی رضامندی سے نکاح تجدید کرنا جائز ہے۔ حلالہ کا یہ محل نہیں اور چونکہ فیض احمد اس کا شوہر نہ رہا اس لئے وہ عورت بھی اس کے لئے اجنبیہ ہوگئی۔ اسے جبراً گھر لے جانا ایسا ہی ہے جیسے کسی شریف عورت کو اغواء کرنا۔ اس میں جتنے لوگ شریک ہوں گے سب گناہگار ہوں گے۔ کتب فقہ میں جا بجا یہ بات مذکور ہے کہ طلاق جس شرط پر معلق ہو وہ شرط پائی جائے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۴ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

شوہر کو بتائے بغیر طلاق لکھوا کر بھجوانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمی عبدالعزیز کے والد جہانگیر نے ایک شخص کو بلا کر عبدالعزیز کے مشورہ کے بغیر عبدالعزیز کی طرف سے عبدالعزیز کی بیوی مسمات شکوری کو طلاق نامہ لکھوایا اور عبدالعزیز کو اپنے سے تین چار گز کے فاصلے پر رکھا۔ وہ اس فاصلے سے سن نہیں سکا کہ یہ کیا کاغذ لکھوایا جا رہا ہے۔ پورا کاغذ لکھنے کے بعد جہانگیر نے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ اس کاغذ پر انگوٹھا لگا دے۔ عبدالعزیز نے اپنے باپ کے کہنے سے اس کاغذ پر انگوٹھا لگا دیا۔ اسے نہیں معلوم کہ اس کاغذ میں کیا لکھا گیا ہے۔ اس کے بعد عبدالعزیز کے والد جہانگیر نے اپنے بیٹے عبدالعزیز کے سسر کو بلا کر کہا کہ تیری بیٹی شکوری کو طلاق ہوگئی ہے۔ اسے لے جاؤ۔ لڑکی کا والد اپنی بیٹی کو اپنے گھر لے آیا۔ جب عبدالعزیز کو طلاق کا معلوم ہوا تو وہ رونے لگا اور اس نے کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے۔ شکوری اب بھی میری شرعی اور قانونی بیوی ہے لہٰذا حکم شرعی سے فتویٰ عنایت فرمائیں کہ ایسے حالات میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ المستفتی سید گوہر علی شاہ

۷۸۶ الجواب: اگر واقعتہً ایسا ہی ہوا ہے کہ اس تحریر کے متعلق عبدالعزیز کو پتہ نہ چلا کہ یہ کیا لکھوایا جا رہا ہے اور نہ کاغذ پر انگوٹھا لگاتے وقت اسے طلاق نامہ کا علم ہوا اور محض اپنے والد کے کہنے پر اس تحریر پر انگوٹھا لگا دیا تو بلاشبہہ اس تحریر سے عبدالعزیز کی بیوی پر کوئی طلاق نہ پڑی کہ نہ قصد طلاق پایا گیا نہ، تصدیق طلاق، و اقرار طلاق۔ ہاں اگر دو دیندار مسلمان یہ گواہی دیں کہ عبدالعزیز نے ہی اپنی بیوی کو طلاق دی اور اب یہ مکر رہا ہے تو اب اس کا واویلا، وقوع طلاق سے نہیں روک سکتا۔ پھر نیت اور دل کی مخفی باتوں کا علم اس علیم و خبیر کو ضرور ہے۔ مختصر یہ کہ سائل کی تحریر کی روشنی میں عبدالعزیز اور اس کی بیوی میں طلاق نہیں ہوئی۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۲ صفر المظفر ۱۳۹۸ھ

حاملہ کی عدت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میری لڑکی مسمات مسرت بیگم جس کا عقد مسمی ارشاد

علی سے ہوا جس کو تقریباً عرصہ ڈیڑھ سال کا ہوگیا ہے ابتدا ہی سے ان دونوں کے درمیان ازدواجی زندگی ناخوشگوار رہی فریقین نے مصالحت کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہی جس پر فریقین کے درمیان یہ طے پایا کہ لڑکی کو طلاق دے دی جائے۔لہٰذا ۱۷ ستمبر ۱۹۷۸ء بروز جمعہ شریف دو گواہوں کے روبرو برضا و رغبت تین مرتبہ طلاق دے دی گئی جو کہ بذریعہ اسٹامپ تحریری موجود ہے لیکن اس وقت لڑکی حاملہ تھی۔سوال یہ ہے کہ ایسی صورت میں کیا لڑکی کو طلاق ہوگئی۔ازراہ کرم ازروئے شرع، جواب سے مطلع فرما کر مشکور فرمائیں۔ عبدالحکیم، سرفراز کالونی، نزد جامع مسجد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئول عنہا میں عورت پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئیں اور اب یہ عورت اپنے شوہر کے لئے حرام ہوگئی تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو جائے۔قرآن کریم میں ہے حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ عورت کے حاملہ ہونے سے طلاق پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔قرآن کریم میں ہے وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (درمختار، عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۸.۱۱.۱۹۸۷ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

عدت کا وقت

سوال: مسمات افروز جہاں کو اس کے شوہر مدد علی نے باہمی تصفیہ کے بعد تین بار طلاق لکھ کر دے دی ہے۔مسمات مذکورہ نے بھی اپنے حقوق سے دستبرداری کر لی ہے۔طلاق مذکورہ ۱۵.۵.۱۹۷۸ء کو دی ہے۔لہٰذا مسمات مذکورہ فی الحال نکاح کرنا چاہتی ہے حکم شرعی سے مطلع فرمائیں۔ فقط السائل، احمد حسین

۷۸۶ **الجواب:** عورت کو طلاق دی گئی اور اس وقت حمل نہ ہوا اور عورت کو حیض آتا ہو تو عدت پورے تین حیض ہے،صورت مسئول عنہا میں مسمات افروز جہاں نے اگر اپنی عدت بموجب حکم مذکورہ پوری کر لی ہے تو سوائے سابق شوہر کے،اب جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۰.۹.۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۷ شوال المکرم ۱۳۹۸ھ

خلع کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کی بیوی نے کورٹ میں طلاق کے سلسلہ میں کیس درج کیا اس کے بعد کورٹ نے زید اور اس کی بیوی کے بیانات سننے کے بعد خلع دیدیا ہے۔اس کو تین سال کا عرصہ ہوگیا ہے۔اب زید اپنی بیوی کو دوبارہ رکھنا چاہتا ہے اور بیوی اس کے پاس جانا نہیں چاہتی۔اس کی شرعی حیثیت کیا ہے۔اور کورٹ نے جو خلع کرایا اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ فقط السائل محمد اسلم

۷۸۶ **الجواب:** مال کے بدلے میں نکاح زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں اگر زوج وزوجہ میں نااتفاقی رہتی ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ احکام شرعیہ کی پابندی نہ کر سکیں گے تو خلع میں مضائقہ نہیں اور جب خلع کر لیں تو طلاق بائن واقع ہوجائے گی اور جو مال

ٹھہرا ہے عورت پر اس کا دینا لازم ہے۔ (ہدایہ وغیرہ) اب کہ شوہر نے مال کے بدلے خواہ مہر و جہیز کے بدلے خلع قبول کر لیا تو یقیناً طلاق بائن واقع ہوگئی اور دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا اور دونوں ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہو گئے ظاہر ہے کہ اب شوہر سابق کو اس عورت پر کوئی حق نہ رہا۔ عورت مختار اور اپنی مرضی کی مالک ہے۔ جس مرد مسلمان سے چاہے اپنی خوشی و رضا سے نکاح کر لے اور زندگی بسر کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ

تین طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی لڑکی چھ ماہ یا ایک سال اپنے والدین کے گھر پر رہنے کے بعد پھر اسی اپنے شوہر کے گھر چلی گئی۔ اپنے والدین کی مرضی سے یا نہ مرضی سے تو اب علماء دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں۔ اور والدین کے لئے کیا حکم ہے؟ جواب سے مشکور فرمائیں۔ فقط السائل

۷۸۲ الجواب: تین طلاقوں کے بعد عورت اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے اور تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو یہ دونوں آپس میں کسی طرح بھی نکاح نہیں کر سکتے۔ حلالہ کے بغیر عورت کا اپنے اس سابق شوہر کے پاس آ جانا خود اپنی خوشی سے یا کسی بھی طور پر حرام حرام ہے، اور زنائے خالص ہے۔ جو لوگ جان بوجھ کا اس کا ساتھ دیں گے خواہ ماں باپ خواہ کوئی اور، وہ سب زنا کے دلال قرار پائیں گے۔ اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ جب تک وہ شرعی طور پر حلالہ کے بعد نکاح نہ کر لیں اس وقت تک ان سے قطع تعلق رکھیں بلکہ جو لوگ ان دونوں کا ساتھ دیں ان سے بھی تعلقات ختم کر دیں۔ یہی قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

طلاق کا حق بالغ شوہر کو ہے۔ بلوغت کی نشانی کیا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: ظہور احمد ولد نور احمد، مسمات عشرت بنت اللہ دین۔ ۱۹۷۱ء میں ظہور احمد، مسمات عشرت مذکورہ کا عقد مسنونہ ہوا تھا۔ بوقت عقد ظہور احمد کی عمر ۹ سال اور مسمات عشرت کی عمر ۶ سال تھی۔ ۱۹۷۶ء میں مسمی ظہور احمد نے طلاق دے دی۔ جملہ عزیزان کے سامنے اور سب کے سامنے کہہ دیا کہ اب اگر آپ لوگوں یعنی (ساس سسر) اگر میرے ماں باپ کے ساتھ میرے گھر بھیج دیا تو وہ میری بہن ہوگی اور اسی طرح رکھوں گا۔ یہ تمام کاروائی زبانی ہوئی تھی۔ بوقت عقد اور بوقت طلاق زن و شوہر نابالغ تھے کیا ایسی صورت میں طلاق جائز ہوگئی یا طلاق نہیں ہوئی؟

منجانب ظہور احمد ولد نور احمد، حالی روڈ نزد اکبری مسجد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: طلاق کے لئے شرط یہ ہے کہ شوہر عاقل بالغ ہو۔ نابالغ نہ خود طلاق دے سکتا ہے نہ اس کی طرف سے اس کا ولی۔ (فتاویٰ رضویہ) تو ۱۹۷۶ء میں اگر ظہور احمد پورے ۱۵ سال کا ہو چکا جیسا کہ ظاہر ہے یا اسے احتلام و انزال ہوا تو وہ

بالغ ہے، اور اس کی طلاق معتبر و نافذ، اور اسلامی احکام میں اسلامی سال و ماہ معتبر ہوتے ہیں نہ کہ عیسوی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القاری البرکاتی النوری عفی عنہ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

تین طلاق کے بعد حلالہ لازمی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: حامد رشید نے اپنی زوجہ مسمات شمیم دختر فرزند علی کو باقائم ہوش وحواس تین بار طلاق دے دی ہے۔ لہٰذا از روئے شریعت فتویٰ صادر فرمایا جائے۔ عین نوازش ہوگی؟

محمد طفیل ولد محمد چانڈیو، کچہ قلعہ مکی شاہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئول عنہا میں جبکہ شوہر نے اپنی منکوحہ کو تین بار طلاق دے دی تو یہ تینوں طلاقیں اس کی بیوی پر واقع ہوگئیں۔ دونوں ایک دوسرے پر حرام ہوگئے۔ اب یہ دونوں باہمی رضامندی یا کسی کے مجبور کرنے یا نام نہاد مصالحت کے ماتحت آپس میں نکاح بھی نہیں کر سکتے چارۂ کار حلالہ ہے اور صرف حلالہ۔ قرآن کریم کا صاف وصریح ارشاد ہے کہ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ

طلاق کے وقوع کے لئے عورت کا سننا ضروری نہیں ہے

سوال: مفتیان شرع متین وعلماء کرام کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ: زید نے ہندہ کو جبکہ وہ دوپہر کی گرمی کی شدت اور گھبراہٹ میں اپنے گھر آیا اور طعام تیار نہ تھا، اس وجہ سے زید نے ہندہ کو یہ الفاظ کہے کہ "اسی حالت میں" میں تم کو تین طلاق دوں گا، یہ الفاظ سن کر اس کی بیوی بے ہوش ہوگئی اور وہ حاملہ بھی ہے۔ اس کے بعد اس کے شوہر نے بطور تنبیہ پھر کہا کہ میں تمہیں طلاق دوں گا اس وقت اس کی بیوی بے ہوشی کی حالت میں تھی اور الفاظ نہیں سن سکتی تھی۔ اسی طرح بطور تنبیہ تیسری مرتبہ یہی کہا کہ میں تم کو طلاق دوں گا جس کا بیوی کو کوئی علم نہیں تھا اور ہندہ کو ایک لڑکا اور ایک لڑکی موجود ہے اور حاملہ بھی ہے۔ ایسی صورت میں علماء دین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ کیا غصہ اور گھبراہٹ میں زید کے صرف اس جملے پر کہ میں تم کو طلاق دوں گا طلاق ہوگئی یا نہیں۔ برائے مہربانی شرعی فتویٰ صادر فرمائیں۔ فقط السائل، اسلام الدین

۷۸۶ الجواب: وقوع طلاق کے لئے، الفاظ طلاق کو عورت کا سن لینا، بلکہ وہاں عورت کا موجود ہونا، ضروری نہیں۔ عورت الفاظ طلاق سنے خواہ نہ سنے اور طلاق جھنجھلاہٹ میں دی جائے یا اطمینان وسکون کی حالت میں بہر حال طلاق پڑ جائے گی۔ ہاں اگر واقعۃً طلاق نہیں دی صرف یہ کہا کہ "طلاق دے دوں گا" جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو یہ ارادۂ طلاق کا اظہار ہے اور ارادۂ طلاق، طلاق نہیں۔ لہٰذا بر تقدیر صدق سائل، عورت کا نکاح ہنوز موجود ہے۔ نکاح سے باہر نہ ہوئی۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ رجب المرجب ۱۳۹۸ھ

طلاق مذاق نہیں، جھوٹ بول کر غلط فتویٰ لینا، نقصان آخرت کا موجب ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، بعد سلام عرض ہے کہ: میں سرفراز خاں نے اپنی زوجہ ثریا بانو دختر شبیر قاضی کو ایک طلاق جھوٹی لکھ کر دی۔ جس میں گواہ کے دستخط بھی میں نے خود کئے تھے، صرف اس لئے کہ وہ خوف کھا کر گھر چلی آئے۔ یہ طلاق میں نے ۲۲.۶.۱۹۷۸ کو نقلی بنائی تھی اور پھر میں نے بیوی سے لے کر پھاڑ دی۔ لہٰذا مجھے اس کا فتویٰ مرحمت فرمایا جائے کہ یہ طلاق جھوٹی تھی اور میں ازروئے قرآن یہ بیان دیتا ہوں کہ گواہ بھی جھوٹے تھے مجھ سے غلطی ہوگئی۔ جس کی معافی میں نے اپنی زوجہ ثریا بانو سے مانگ لی ہے۔ عین نوازش ہوگی گھر کو تباہ ہونے سے بچایئے؟

بقلم خود سرفراز علی خان ولد چھمّی خان، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: طلاق گڑیا گڈے کا کھیل نہیں کہ بنایا اور بگاڑ دیا۔ الفاظ طلاق غلط طور پر بگاڑ کر ادا کئے جائیں یا ہنسی مذاق دل لگی میں کہے جائیں یا بغیر کسی نیت طلاق کے بولے جائیں یا لکھے جائیں کہ حروف ممتاز ہوں تو بہر حال طلاق واقع ہوجائے گی اور قاضی اسلام کوئی عذر قبول نہ کرے گا۔ (درمختار، ردالمحتار، فتاوی عالمگیری) لہٰذا کاغذ پر جتنی طلاقیں لکھ کر بیوی کو دیں یا نہ دیں صرف لکھ کر رکھ لیا تو اتنی بار بیوی کو طلاقیں پڑ گئیں۔ اب کچھ مداوا ممکن نہیں۔ اس سلسلہ میں آپ ایک فتویٰ اس سے پہلے بھی حاصل کر چکے ہیں۔ اس قدر غلط بیانی سے فتویٰ لینا، دین و دنیا میں خسران کا موجب ہے اور وہ بھی اس اقرار کے ساتھ کہ گواہوں کے دستخط بھی جھوٹے کر لئے۔ اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔ مختصر یہ کہ صورت مسئولہ میں بھی بیوی پر طلاق پڑ گئی اگرچہ وہ نہ چاہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ رجب المرجب ۱۳۹۸ھ

بالجبر طلاق کی صورت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے فرزند رفیق الدین ولد نظام الدین شیخ کو اس کے سسرال والوں نے سسرال میں ایک کمرے میں ایک رات اور ایک دن تک بند رکھا اور پھر اس کے سسر اور دیگر سسرال والوں نے میرے لڑکے سے کہا کہ تمہیں اپنی بیوی سعیدہ پروین بنت عبدالعزیز کو طلاق دینا ہوگی۔ ورنہ یاد رکھو! تم یہاں سے زندہ نہ نکلو گے اور کہا کہ یہ طلاق نامہ ہے اس پر دستخط کرو، میرے لڑکے نے طلاق دینے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ میں طلاق ہرگز نہ دوں گا اور مجھ کو میری بیوی سے صرف دومنٹ کے لئے ملنے کی اجازت دے دو۔ اس کے سسر نے اس کو بیوی سے ملنے کی اجازت تو نہ دی بلکہ اس کو خوب مارا پیٹا، اور کہا کہ اگر تم نے اپنی بیوی کو طلاق نہ دی تو ہم مارشل لاء میں دے دیں گے اور تم کو چودہ سال کی سزا کروادیں گے۔ میرے لڑکے رفیق الدین کا رشتہ دار اس وقت کوئی نہ تھا۔ جب میرے لڑکے رفیق الدین پر خوف و ہراس اور دہشت طاری ہوگئی اور اس کو اپنی زندگی خطرے میں نظر آئی تو اس نے طلاق دے دی اور اس طلاق نامہ پر دستخط کر دئے حالانکہ وہ طلاق نامہ نہیں تھا بلکہ ایک کورا کاغذ تھا اس کے علاوہ اس کے سسر نے مزید کہا کہ تم اس پر انگوٹھا نشان

دو، اس پر بھی میرے لڑکے نے خوف و دہشت اور دباؤ کے تحت انگوٹھے کی نشانی دی۔ پھر میرے لڑکے کو گھر سے نکال دیا اور کہا کہ اگر یہاں قدم رکھا تو زندہ نہ بچو گے۔ اس جگہ پر میرے لڑکے کا کوئی رشتہ دار نہ تھا بس صرف جبراً دباؤ، خوف و دہشت اور زندگی کو خطرے میں دیکھ کر کورے کاغذ پر دستخط اور انگوٹھے کی نشانی دی ہے۔ کیا اس صورت میں میرے لڑکے رفیق الدین ولد نظام الدین کی بیوی کو طلاق ہوگئی یا نہیں؟ رفیق الدین ولد نظام الدین، بالوشاہی پاڑہ گرونگر، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** یہ صورت بالجبر طلاق کی ہے اور سوال میں مذکور ہے کہ شوہر نے دہشت میں آ کر طلاق دے دی اور دستخط کر دئے اور حکم شرعی یہ ہے کہ اگر طلاق پر اکراہ ہوا یعنی دھمکی دے کر طلاق کے الفاظ زبان سے کہلوائے تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ (درمختار) لہٰذا صورت مسئولہ میں عورت پر طلاق واقع ہوگئی اور تین مرتبہ الفاظ طلاق کہے تو حلالہ کے بغیر یہ عورت اب شوہر کے لئے حلال بھی نہ ہوگی۔ اور اگر شوہر نے زبان سے کچھ نہ کہا، صرف جان کے خوف سے تحریر پر دستخط کر دئے تو طلاق نہ ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ شوال المکرم ۱۳۹۸ھ

لڑکی نہ چاہے تو بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں (محمود علی ولد حاجی محمد شفیع) ایک شادی شدہ آدمی ہوں۔ میری بیوی کی صحت اکثر خراب رہتی ہے اور جنسی طور پر میں اس سے مطمئن نہیں ہوتا تھا۔ میں اپنی شیطانی ہوس کو پورا کرنے کے لئے اکثر گناہ کا کام کرتا تھا۔ پھر فیصلہ کیا کہ گناہ سے توبہ کر کے کیوں نہ جائز طریقے سے کسی شریف لڑکی سے دوسری شادی کرلوں۔ بہرحال میں نے اپنے گھر والوں اور بیوی سے پوچھے بغیر نکاح شریعت کے مطابق گواہان کی موجودگی میں کرلیا۔ جب یہ اطلاع میرے گھر والوں اور بیوی کو ملی تو ان کو نہایت دکھ و صدمہ ہوا۔ بعد میں بیوی نے اپنی رضامندی ظاہر کردی۔ لیکن والدہ اور بڑے بھائی نے نہایت شدید قسم کا دباؤ ڈالا مثلاً والدہ نے دو روز تک کھانا نہیں کھایا اور مجھے کہا کہ میں تمہارا دودھ نہیں بخشوں گی اور قیامت کے دن دامن گیر ہوں گی۔ میں اس گھر میں نہیں رہوں گی اور تم مجھے ختم کردو۔ میرے حلق اور پیٹ میں چاقو اتار دو اگر ایسا نہیں کر سکتے تو دوسری بیوی کو فوراً طلاق دے دو۔ بڑے بھائی نے مجھے تمام کاروبار سے ہاتھ دھونے کی دھمکی دی۔ مجھ سے رقم وغیرہ بھی لے لی اور مارنے مرنے کی دھمکی دی۔ بہرحال میں نے گھر کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے پانچ گواہان کے سامنے تین بار لڑکی کا نام اور والدہ کا نام لے کر طلاق دے دی۔ میں نے اور گواہان نے طلاق سے قبل کلمہ طیبہ پڑھا اور آپ سب گواہ ہیں کہ میں طلاق دے چکا ہوں اور گواہان کی موجودگی ہی میں لڑکی کو عدت وغیرہ کا پورا خرچہ گواہان کے ذریعہ بھیج دیا۔ لڑکی اور اس کے وارث کہتے ہیں کہ یہ طلاق نہیں ہوئی اور میں آج بھی آپ کی بیوی ہوں اور آپ کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔ لہٰذا جناب سے التماس ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں صحیح فتویٰ دے کر مجھے مطمئن کریں کہ لڑکی میرے لئے حرام ہے یا جائز۔ یعنی وہ میری بیوی ہے یا نہیں؟ فتویٰ دے کر شکریہ کا موقع دیں؟

بقلم خود محمود علی انصاری

۷۸۶ الجواب: لڑکی کے چاہنے یا نہ چاہنے یا اس کے والدین کے رد کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ جب شوہر نے تین بار طلاق دے دی جس کا اب تک اقرار ہے اور اس پر گواہ بھی موجود ہیں تو یقیناً وہ تینوں طلاقیں عورت پر پڑ گئیں اور عورت بحرمت مغلظہ اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو یہ دونوں باہمی رضامندی سے نکاح جدید کرنے کے باجود میاں بیوی کی طرح نہیں رہ سکتے۔ اب ان دونوں میں باہمی مصالحت کرانا اور ان دونوں کو زن و شوہر کی طرح رہنے پر آمادہ بلکہ مجبور کرنا، زنا کا دروازہ کھولنا اور دنیا و آخرت دونوں میں اپنی رسوائی کا سامان تیار کرنا ہے۔ قرآن کریم کا صریح حکم ہے فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ "تیسری طلاق کے بعد عورت اپنے شوہر کے لئے حلال نہیں رہی جب تک عدت گزار کر، کسی شوہر سے نکاح (وطی) واقع نہ ہو جائے۔" اس حکم کے بعد بھی جو کہے کہ یہ طلاق واقع نہیں ہوئی نئی شریعت گڑھتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

ظہار کا کفارہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: غلام عباس نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو چلی جا تو میرے اوپر ایسے ہے جیسے تو میری ماں بہن ہے۔ عورت اپنے خاوند کے گھر سے چلی گئی۔ کافی عرصہ ہوگیا تقریباً گیارہ سال ہو گئے ہیں۔ غلام عباس صاحب نے اب تک اپنی بیوی کو نہیں بلایا ہے کیا عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ یا کہ پہلے خاوند کے نکاح میں ہے۔ برائے مہربانی اس مسئلہ کا جواب عنایت فرمائیں؟ فقط والسلام عبدالرزاق، مکی شاہ روڈ ریلوے لائن، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئول عنہا میں اگر غلام عباس نے اپنی بیوی سے مذکورہ الفاظ بہ نیت طلاق کہے تو ایک طلاق بائن ہوگئی اور عورت نکاح سے نکل گئی اور بہ نیت ظہار یا تحریم کہا یعنی یہ مراد ہے کہ مثل ماں بہن کے مجھ پر حرام ہے تو ظہار ہو گیا اب جب تک کفارہ نہ دے عورت سے جماع کرنا وغیرہ سب حرام ہوگیا، اس کا کفارہ یہ ہے کہ جماع سے پہلے لگا تار دو ماہ کے روزے رکھے، اس کی قوت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صدقہ فطر کی طرح اناج یا کھانا دے اور اگر ان میں سے کوئی نیت نہ تھی تو یہ لفظ بھی لغو و مہمل ہے۔ جس سے طلاق یا کفارہ وغیرہ کچھ لازم نہ آئے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۲.۱۰.۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حاملہ کی عدت وضع حمل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمی محمد اسمٰعیل ولد عمر نے اپنی بیوی مسمات زینب دختر اسمٰعیل کو طلاق نامہ ارسال کیا ہے۔ جس میں تمام باتیں طلاق وغیرہ کا ذکر ہے۔ مسمات زینب مذکورہ اس وقت جب طلاق دی حاملہ تھی۔ احکام عدت بھی مختصر تحریر فرمائیں۔ لہٰذا شرعاً علماء کرام فیصلہ فرمائیں کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟ بینوا، تو جروا

فقط، اسمٰعیل ولد قاسم، سہوانی گلی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: شوہر نے طلاق نامہ میں صاف صریح الفاظ میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں لکھ کر دی ہیں تو اب قرآن کریم کے احکام کی روشنی میں تینوں طلاقیں عورت پر پڑ گئیں۔ دونوں کے مابین رشتۂ زوجیت قطعاً ختم ہو چکا۔ اب حلالہ کے بغیر یہ دونوں آپس میں نکاح بھی نہیں کر سکتے۔ قال اللہ تعالیٰ **فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ** اور عورت کا حاملہ ہونا، وقوع طلاق کو نہیں روک سکتا۔ البتہ اس کی عدت وضع حمل ہے۔ وضع حمل کے بعد ہی اس کی عدت ختم ہوگی خواہ اس میں ایک دو گھنٹہ گزریں یا مہینوں گزر جائیں۔ قال اللہ تعالیٰ **وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ** (طلاق:4) اور عدت میں عورت کو بناؤ سنگھار بھی حرام اور گھر سے باہر نکلنا بھی ناجائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۸ صفر المظفر ۱۳۹۸ھ

طلاق ثلاثہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمی عبدالرشید خان ولد عبدالشکور نے اپنی زوجہ کو بذریعہ رجسٹری، طلاق نامہ اسٹامپ مصدقہ اوتھ کمشنر کراچی ارسال کیا تھا جس میں تحریر تھا کہ میں مسمی عبدالرشید ولد عبدالشکور خان اپنی زوجہ مسمات زیب النساء دختر جمیل خان کو خاندانی ناچاقی کی وجہ سے طلاق دیتا ہوں۔ تین بار طلاق! طلاق! طلاق! آج مورخہ ۱۰۔۸۔۱۹۷۸ء سے میرا اور اس کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ تحریر لکھی ہے کہ تاکہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آئے۔ کیا ایسی صورت میں الفاظ مندرجہ بالا کی رو سے طلاق ہوگئی؟

امید ہے کہ حکم شرع شریف محمدی ﷺ سے آگاہ فرمائیں گے اگر حوالۂ کتب سے ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

فقط المستفتی، سیّد محمد حیات علی چشتی، عرائض نویس سی، کورٹ کمپاؤنڈ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب ھو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں مسمی عبدالرشید خاں نے صراحتہً تین بار طلاق دی، لہٰذا عورت پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئیں۔ اب یہ عورت بغیر حلالہ کے عبدالرشید کے لئے حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ **فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ** (بہار شریعت بحوالۂ عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۲۔۱۰۔۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عُفی عنہ

قاضی شرع کو بھی اختیار نہیں کہ وہ تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ نکاح کرادے

سوال: میں مسمی محمد اقبال ولد محمد یامین نے اپنی بیوی رضیہ بنت حاجی اللہ دتا کو مورخہ ۹ ۲ ۱۹۷/ کو حاجی اللہ دتا کے گھر جا کر تین طلاقیں دے دیں۔ اس کا حق مہر اور تمام سامان بمعہ کپڑے زیورات بھی اسی وقت دے دیے۔ طلاق دیتے وقت میری بیوی کے والد حاجی اللہ دتا اور بھائی عبدالرشید، پھوپھی جن رحیمن، ان کی بہو انیسہ بی موجود تھیں۔ میں تین مرتبہ طلاق

!طلاق! طلاق! دے دی اور مہر بھی دیگر سامان کے ساتھ انہیں دے دیا۔ اس کے بعد مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۷۸ء کو ہمارے سسرال والوں نے سلطانی پنچایت کرائی۔ جس میں اس طلاق کی توثیق کردی اور تمام پنچوں نے ایک اسٹیمپ پر تمام معاملات طے کر کے طلاق کی توثیق کردی۔ نان ونفقہ میں ادا کرنا چاہتا تھا اور پنچوں نے بھی کہا تھا کہ نان ونفقہ ادا کرو اور ایک بچی کی پرورش کے اخراجات وغیرہ بھی، مگر میرے سالے عبدالرشید اور سسر حاجی اللہ دتا نے بیک زبان ہو کر تمام پنچایت سے عرض کیا کہ ہمیں باخوشی نان ونفقہ نہیں چاہیے ہم معاف کرتے ہیں اور نہ ہی بچی کی پرورش کے اخراجات کے لئے کچھ چاہئے ہم معاف کرتے ہیں اور بچی سے لاتعلقی لکھ کر دے دو۔ اس بچی پر اس کے باپ کا آئندہ کوئی حق نہیں ہوگا۔ ہمیں اس کی تحریر اسٹیمپ پر لکھ کر دے دیں۔ جو میں نے لکھ کر دے دی۔ لیکن اس کے بعد میرے سسر اور سالے پولیس کے ذریعے اور دوسرے لوگوں کے ذریعے مجھ پر زور ڈال رہے ہیں کہ یہ طلاق نہیں ہوئی اور تم اس لڑکی کو بیوی بنا کر رکھو۔ میں انتہائی ادب کے ساتھ یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ کہ قرآن اور سنت کی روشنی میں یہ طلاق ہوگئی یا نہیں۔ میرے سسر اور تمام برادری والوں کا حنفی مسلک ہے۔ برائے مہربانی مجھے قرآن وسنت کی روشنی میں حکم فرمایا جائے کہ طلاق ہوئی یا نہیں۔ عین نوازش ہوگی؟

فقط والسلام، محمد اقبال ولد محمد یامین، میر پور خاص، سندھ

۷۸۶ الجواب: شریعت مطہرہ کا حکم یہ ہے کہ جس شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دی ہوں، عورت بغیر حلالہ اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ اگر یہ دونوں باہمی رضامندی سے یا پنچایت وغیرہ کے دباؤ میں آ کر بلا حلالہ، نکاح جدید بھی کرلیں تب بھی دونوں میں قربت جائز نہ ہوگی۔ یہ نام نکاح، اس حرام کو حلال اور ناجائز کو جائز نہ کر دے گا۔ دونوں مبتلائے حرام ہوں گے اور عمر بھر حرام کاری کے گناہ میں ملوث رہیں گے۔ یہاں تک کہ ائمہ دین نے فرمایا کہ اگر قاضی شرع، حاکم اسلام ایسے مسئلہ میں ایک طلاق پڑنے کا حکم دے تو وہ حکم وفیصلہ باطل ومردود ہے کمافی فتح القدیر۔ حیرت ہے کہ قرآن کریم کے اس حکم صریح کے بعد کہ فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰی تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ مسلمان مردوں اور عورتوں کو یہ کہنے کی جرأت کیسے ہو جاتی ہے؟ کہ (یہ طلاق نہیں ہوئی) الغرض اب مسمی محمد اقبال اور مسمات رضیہ ہرگز ہرگز میاں بیوی کی طرح نہیں رہ سکتے۔ یوہیں ان کے مابین بغیر حلالہ ہرگز ہرگز نکاح نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ اس میں کوشاں ہوں گے وہ ایک حرام فعل اور عمر بھر کی حرام کاری کے لئے کوشاں ہوں گے۔ مولائے کریم اپنی پناہ میں رکھے اور مسلمانوں کو قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — یکم ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

طلاق ثلاثہ، مہر فاطمی کیا ہے؟

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، گزارش یہ ہے کہ

میری بھتیجی مسمات فاطمہ بیگم دختر لعل محمد (مرحوم) کا عقد بنام انوار حسین ولد بندو شیخ سے ہوا تھا جس کا مہر بتیس روپیہ آٹھ آنے تھا۔ یہ عقد مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۷۷ء کو ہوا تھا۔ شادی کے تقریباً چھ ماہ گزرنے کے بعد بھتیجی کی طبیعت

ناساز ہوگئی جس پر راجپوتانہ ہسپتال میں اس کا علاج ہوا۔ علاج کے ہونے کے بعد ہسپتال سے رخصتی کے ساتھ اس کی سوتیلی ساس اور سوتیلے ماموں نے بھتیجی پر جھوٹے الزامات عائد کئے اور خوف و دھمکی دی گئی کیوں کہ یہ خاندانی چپقلش تھی جس کے نتیجے میں میری بھتیجی پر انتقام کی صورت میں حملہ کیا گیا۔ اس پر میری بھتیجی خوف و ہراس میں ہسپتال سے پولیس والے کی مدد سے میرے گھر چلی آئی کیوں کہ میرے علاوہ اس کا یہاں دنیا میں سگا کوئی نہیں البتہ بھائی ہیں مگر وہ بھی سوتیلے ہیں۔ میں نے اس بچی کو واپس اس کے سسرال بھیجنے کی تین مرتبہ کوشش کی میں خود گیا اس کے بعد میرے پڑوسی جناب شفیع محمد صاحب کو پہنچایا کہ آ کر صلح صفائی کر کے لے جائیں مگر سوائے دلاسہ کے ہم آئیں گے، ہم آئیں گے وغیرہ۔ اس طرح سے کچھ ماہ گزر گئے اتفاق سے ایک دن بھتیجی کے سسرال والوں کی طرف سے ایک رجسٹری موصول ہوئی جس میں طلاق نامہ تھا اور ایک منی آرڈر جو کہ بتیس روپے آٹھ آنے پر مشتمل تھا ملا۔ لہٰذا آپ جناب سے استدعا ہے کہ مندرجہ ذیل سوال کو قرآن و سنت شرعی طریقے سے حل کر کے ہمیں آگاہ فرمائیں تاکہ بچی کے مستقبل کو جو سسرالیوں کی جانب سے تاریک کرنے کی کوشش ہے بچایا جائے۔ میری یہ قطعی مرضی نہیں کہ اس کو طلاق دی جائے۔ میرے علاوہ اس بچی کا کون ہے۔ جیسا کہ عام حالات میں گھروں میں لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں مگر صلح صفائی سے وہ درست بھی کئے جاتے ہیں۔ اس طرح یہ مسئلہ بھی حل ہو سکتا تھا یکدم یک طرفہ فیصلہ کر کے ہم ظلم کیوں ڈھائیں۔

۱۔ جبکہ قرآن و سنت کی رو سے طلاق میں تین مرتبہ زبانی یا لکھ کر وقفہ وقفہ سے دینے پر طلاق ہو جاتی ہے لیکن اس طلاق نامہ پر صرف دو مرتبہ طلاق! طلاق! لکھا ہوا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

۲۔ جیسا کہ انہوں نے طلاق نامہ میں گزارہ ایام عدت کے لئے جو کچھ لکھا ہے کہ جو زیورات طلائی پارچہ جات گھڑی بالیاں وغیرہ، کیا شرعی اعتبار سے یہ درست ہے کہ اس سے لڑکی گزارہ کر سکے گی؟

۳۔ جبکہ لڑکی طلاق لینے پر راضی نہیں ہے۔ اس فیصلہ طلاق کو قطعی نہیں مانتی لیکن اگر طلاق بھی دی جائے تب دونوں فریقین کا اس طلاق کے بارے میں رائے لینا ضروری ہے یا یک طرفہ طلاق کو قابل قبول تصور کیا جائے؟

آپ جناب سے استدعا ہے کہ میری راہ نمائی کر کے دینی روشنی میں مجھے آگاہ کریں کہ کیا جائے؟

فقط نذیر احمد ولد کریم بخش، نزد بلال مسجد لطیف آباد نمبر ۱۱، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: سائل نے استفتاء کے ساتھ جو طلاق نامہ منسلک کیا ہے، اس میں صراحۃً طلاق کا ذکر تین مرتبہ ہے کہ میں '' تم کو شرعی طور پر تین طلاق! طلاق! طلاق! دے کر قطع تعلق کرتا ہوں'' لہٰذا صورت مسئول عنہا میں عورت پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئیں اور اب یہ عورت انور حسین کے لئے حرام ہوگئی تا وقتیکہ حلالہ شرعی نہ ہو جائے۔ قرآن کریم میں ہے فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ

۲۔ آج کل یہ بات عام ہوگئی ہے کہ '' مہر فاطمی'' کے نام سے اس قدر رقم مہر رکھتے ہیں کہ جو نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ دراصل '' مہر فاطمی'' خاص رقم نہیں ہے بلکہ عورت کا ایام عدت کا خرچہ ہے جو مہر بنا کر احتیاطاً مقرر کر لیا جاتا ہے اور اس وقت

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جو مہر مقرر ہوا تھا وہ یقیناً اس وقت کے لئے کافی تھا لیکن مہنگائی کے اس دور میں ''مہر فاطمی'' کا تعین اس دور سے کیا جائے گا لیکن چونکہ صورت مسئول عنہا میں مہر مقرر تھا لہٰذا عورت اسی مہر مقرر کی حقدار ہوگی، اس سے زائد کا مطالبہ نہیں کر سکتی۔

۳۔ لڑکی کے طلاق قبول نہ کرنے سے طلاق پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔ طلاق کا حق شوہر کو ہے اور شرع نے نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھوں میں دی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب　احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　۱۹۷۸.۱۰.۳۱ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

نفقہ کتنا لازم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمی محمد حنیف ولد محمد یوسف نے اپنی بیوی مسمات ثمینہ بیگم بنت لعل محمد کو تین طلاقیں دیں اور اس کا فتویٰ دار العلوم ہذا سے حاصل کیا۔ اب عرض یہ ہے کہ مطلقہ مذکورہ کو مدت عدت کا خرچ کتنا ادا کیا جائے گا۔ ہم غریب آدمی ہیں مناسب خرچ جو ہم برداشت کر سکیں اور جو شرعاً بنتا ہے بتا دیا جائے؟ نوازش ہوگی۔

فقط محمد یونس

۷۸۶ **الجواب:** قرآن کریم کا فرمان ہے کہ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ (طلاق: 7) یعنی ''مالدار شخص اپنی وسعت کے لائق خرچ کرے اور جس کی روزی تنگ ہے وہ اس میں سے خرچ کرے جو اسے خدا نے دیا ہے اور اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی ہی جتنی اسے طاقت دی ہے۔'' لہٰذا صورت مسئولہ میں جبکہ دونوں محتاج وغریب ہیں غریبوں کا سا نفقہ دیا جائے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم　العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

عورت بے اجازت گھر سے نکل جائے تو نکاح قائم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکی مسمات منت بنت اللہ دین اپنے شوہر سے تنگ آ کر چلی گئی کیوں کہ اس کا شوہر اس کا نان ونفقہ نہیں دیتا تھا بلکہ وہ کما کر اپنے شوہر کو کھلاتی تھی اب اس کے ماں باپ نے لڑکی کو تلاش کر لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ لڑکی کا شوہر اگر اس کو لے جانا چاہتا ہے تو وہ اس کو اپنے گھر کی چار دیواری میں رکھے گا اور اس کو کھلائے گا اور اگر ایسا نہیں کر سکتا تو اس کو طلاق دے دے۔ آیا! یہ مطالبہ صحیح ہے یا کہ نہیں؟ اور لڑکی کے جانے سے نکاح قائم رہا یا ختم ہو گیا؟　فقط السائل اللہ دین، اسلام آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں، عورت بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے اور یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ عورت بے اجازت شوہر کے گھر سے چلی جائے تو نکاح سے نکل جاتی ہے محض غلط ہے، قال اللہ تعالیٰ وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ (النساء: 34) ''اور جن عورتوں کا بلا اجازت باہر نکلنا تم جانتے ہو تو انہیں سمجھاؤ'' اللہ عزوجل نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں ہے) تو جب تک شوہر نے اپنی

بیوی مسمات منت کو طلاق نہ دی، بدستور اس کے نکاح میں ہے، تاہم شوہر پر اپنی بیوی کا نان ونفقہ واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹.۴.۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

حاملہ کو بھی طلاق ہو جاتی ہے

سوال: جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ

میں نے اپنی بیوی کو گواہوں کے سامنے تین طلاق دی تھیں اور وہ امید سے تھی۔ مجھے معلوم نہیں تھا اور نہ ہی اسے معلوم تھا۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ طلاق نہیں ہوئی تو میں اسے اپنے گھر لے آیا اور اب وہ لوگ کہتے ہیں کہ طلاق ہوگئی ہے۔ ہم بہت پریشان ہیں۔ اس واقعہ کو ایک سال ہوگیا ہے۔ آپ برائے مہربانی فتویٰ صادر فرمائیں؟ فقط عبدالغفار

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں مسمات پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئیں، بیوی کے حاملہ ہونے سے طلاق پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اب وضع حمل کے بعد جب تک عورت مذکورہ شخص کے علاوہ دوسرے سے نکاح نہ کرے اور صحبت نہ ہو اور وہ طلاق نہ دے، اس وقت تک خدیجہ اس شخص مسمی عبدالغفار کے لئے قطعی حرام ہے، اگر اپنے پاس رکھا تو وہ بھی حرام ہوا۔ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۳.۷.۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

طلاق نامہ نہ پہنچے تو بھی وقت تحریر سے طلاق واقع ہے

سوال: میں مسمی محمد عظیم ولد محمد صدیق تمہیں (رضیہ بنت محمد یعقوب) کو تمہاری اپنی ایما پر چھوڑ رہا ہوں کیوں کہ تم کسی بھی طریقے سے میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتیں جس کا اظہار تم نے میرے سامنے کئی بار کیا ہے اور اس کا اظہار تم نے اپنے والدین کے علاوہ دوسرے لوگوں کے سامنے بھی کیا اور جبکہ تم میرے ساتھ رہنا نہیں چاہتیں تو میں تمہارے مطالبے پر تمہیں طلاق دے رہا ہوں۔ اب تم کسی قسم کا دعویٰ نہیں کرسکتیں۔

میں مسمی محمد عظیم ولد محمد صدیق اپنی زوجہ رضیہ بنت محمد یعقوب کو باقائمی ہوش وحواس طلاق دیتا ہوں۔

میں مسمی محمد عظیم ولد محمد صدیق اپنی زوجہ رضیہ بنت محمد یعقوب کو باقائمی ہوش وحواس طلاق دیتا ہوں۔

میں مسمی محمد عظیم ولد محمد صدیق اپنی زوجہ رضیہ بنت محمد یعقوب کو باقائمی ہوش وحواس طلاق دیتا ہوں۔

گواہ۔ عبدالکریم، عبدالکریم ولد محمد ایوب، محمد اسحاق ولد محمد ایوب

نوٹ۔ یہ طلاق نامہ یا اس کی نقل یا اس کی اطلاع لڑکی کو ابھی تک نہیں پہنچی ہے۔ فقط محمد عظیم ولد محمد صدیق

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں مسمی محمد عظیم کی زوجہ رضیہ بیگم پر تین طلاقیں مغلظہ واقع

ہوگئیں۔ اب یہ عورت محمد عظیم کے لئے اجنبیہ اور حرام ہوگئی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ
سائل کا کہنا کہ "اب تک لڑکی کو یہ طلاق نامہ نہیں پہنچا" طلاق واقع ہونے میں مانع نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے "الفاظ طلاق کا غذ وغیرہ پر طلاق کی نیت سے لکھے تو ہوجائے گی" اگر نہ بھی بھیجے ہوں تو بھی ہوجائے گی اور یہ طلاق لکھتے وقت پڑے گی اور اسی وقت سے عدت شمار ہوگی۔ (بہار شریعت بحوالۂ درمختار، عالمگیری وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۵.۱.۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

گواہان شرع کی موجودگی میں شوہر کا انکار معتبر نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: آج سے تقریباً پانچ ماہ پہلے لڑکے والوں اور لڑکی والوں میں کچھ نا اتفاقی ہوگئی تھی۔ اسی دوران لڑکے کا والد لڑکی کو لینے گیا تو لڑکی والوں نے منع کر دیا کہ ہم نہیں بھیجتے اسی بات پر بعد میں معاملہ طول پکڑ گیا تو لڑکے نے کہا کہ یا تو اماں جی آپ لڑکی کو بھیج دو ورنہ میں طلاق دے دوں گا۔ لڑکی کی ماں نے جواب دیا کہ میں لڑکی کو اس طرح نہیں بھیجوں گی۔ پھر لڑکے نے لڑکی سے کہا کہ تو چلتی ہے یا نہیں۔ لڑکی اس بات پر آمادہ ہوگئی کہ میں تیار ہوں۔ اس پر ماں باپ نے لڑکی کو پھر ڈانٹ دیا تو نہیں جا سکتی اس وقت موقع پر غلام رسول موجود تھا، لڑکی والوں نے غلام رسول سے کہا کہ آپ اپنی ذمہ داری پر بھیج دو تو غلام رسول نے کہا کہ میں اتنی بڑی ذمہ داری نہیں لے سکتا۔ پھر لڑکی والوں نے کہا کہ تم اپنے محلے کے پانچ آدمی لے آؤ اور میں اپنے محلے کے پانچ آدمی لے آتا ہوں تو اس کا جواب لڑکے والے نے یہ دیا کہ جس وقت شادی ہوئی تھی اس وقت بھی درمیان میں نہیں لایا تھا اب بھی نہیں چاہتا اس جواب پر لڑکی والوں نے جواب دیا کہ اس طرح ہم لڑکی نہیں بھیج سکتے۔ پھر لڑکے نے لڑکی سے کہا کہ تو چلتی ہے یا نہیں؟ تو لڑکی چھت سے نیچے آ گئی اور کہنے لگی کہ میں چلنے کے لئے تیار ہوں پھر لڑکی والے نے کہا کہ میں نہیں بھیج سکتا۔ اس کے بعد دونوں فریقوں میں گالم گلوچ شروع ہوگئی اس کے بعد لڑکا، لڑکی کو تین طلاق کہتے ہوئے چلا گیا کہ یعنی طلاق! طلاق! طلاق! کہتے ہوئے چلا گیا۔ اس پر لڑکے کا باپ لڑکے کو مارتا پیٹتا باہر لے گیا۔ اس وقت موجود گواہ محمد حسین، غلام رسول گھر میں موجود تھے، حمید گھر کے باہر دروازے کے پاس موجود تھا اس کا بھی یہی بیان ہے۔ ان کے علاوہ عبدالحمید ولد مولا بخش کا بھی یہ بیان ہے کہ اس مکان کے دروازے کے پاس یعنی باہر کے دروازے کے پاس موجود تھا اور میرے کانوں میں طلاق! طلاق! طلاق! کے الفاظ آئے اور یہ الفاظ اس لڑکے نے ادا کئے۔ تیسرے گواہ محمد حسین کا بھی یہی بیان ہے کہ میں اس وقت موجود تھا اور میں نے بھی طلاق! طلاق! طلاق! کے الفاظ اپنے کانوں سے سنے تھے۔ فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئول عنہا میں تین گواہوں کے بیانات اس امر پر ہی متفق ہیں کہ لڑکے نے طلاق! طلاق! طلاق! کے الفاظ کہے، اور ان گواہوں میں شہادت کی شرائط تحمل و شرائط ادا پائی جا رہی ہیں، لہٰذا ان تین گواہوں کی شہادت کا

اعتبار کیا جائے گا اور لڑکے کے انکار کا اعتبار نہ ہوگا۔لہٰذا صورت مسئول عنہا میں لڑکی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئیں۔ (عالمگیری درمختار وغیرہ)۔اور اب یہ لڑکی ،لڑکے (سابق شوہر) کے لئے حرام اور اجنبیہ ہوگئی، جب تک حلالہ نہ ہو جائے یہ اس لڑکے کے لئے حرام رہے گی۔قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۲۸.۱۰.۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حاملہ کو طلاق ہو جاتی ہے، رجوع کا طریقہ

سوال: میں سرفراز علی خاں نے اپنی زوجہ ثریا بانو دختر قاضی شبیر حسین کو ایک طلاق رجعی مورخہ ۲۸.۸.۱۹۷۷ء کو رجوع کرنے کے لئے دی تھی جبکہ میری زوجہ تین ماہ کی حاملہ بھی تھی اور اس کے بعد تقریباً ایک ماہ گزرا ہوگا۔تو ہم میاں بیوی کی حیثیت سے چار مرتبہ آپس میں ملے اور صحبت کی۔لہٰذا مجھے اس کا فتویٰ مرحمت فرمائیں کہ ایک طلاق ہوئی یا ایک بھی نہیں ہوئی؟ سرفراز علی خاں ولد چھمی خاں

۷۸۶ **الجواب:** بیوی کے حاملہ ہونے کا کوئی اثر وقوع طلاق پر نہیں پڑتا حاملہ کو جو طلاق دی جائے گی طلاق پڑ جائیگی البتہ سوال میں مذکور ہے اور خود سائل کا زبانی بیان بھی ہے کہ اس نے اپنی بیوی کو ایک طلاق رجعی دی تھی اور رجعت کی نیت سے دی تھی تو اس صورت میں مسمات ثریا بانو پر ایک طلاق رجعی پڑی اور قرآن کریم کا فیصلہ ہے وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ یعنی ''مطلقات رجعیہ کے شوہروں کو عدت میں واپس لینے کا حق ہے۔'' شریعت کی زبان میں اسی واپس لینے اور پہلے نکاح پر باقی رکھنے کا نام ''رجعت'' ہے اور رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے اور رجعت پر دو عادل گواہوں کو گواہ کر دے اور اگر فعل سے رجعت کی مثلاً اس سے وطی کی جیسا کہ صورت مسئولہ میں واقع ہوا یا شہوت سے بوسہ لیا تو بھی رجعت ہوگئی مگر وہ مکروہ ہے۔اس لئے مسمی سرفراز علی خان کو چاہئے کہ پھر گواہوں کے سامنے رجعت کے الفاظ کہے۔(جوہرہ، نیرہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

نشہ میں طلاق ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید اپنی بیوی سے لڑائی کر کے باہر چلا گیا جہاں پر اس کا ایک دوست نشے والی سگریٹ پی رہا تھا اور زید نے بھی یہ سگریٹ اپنے دوست سے لے کر پی لی اور پھر گھر آ گیا اور اس کو چکر آنے لگے اور بے ہوش ہو گیا دریں اثنا، زید کی بیوی اپنے والدین کے گھر چلی گئی جبکہ دوسرے دن زید کو ہوش آیا تو زید نے اپنی بیوی کو گھر میں نہ پایا اور معلومات کے بعد اس کے ماں باپ کے ہاں گیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ گھر چلو تو اس نے کہا کہ تم مجھے تین طلاق دے چکے ہو اب میں کیسے چل سکتی ہوں اور زید حلفیہ طور پر بولتا ہے کہ میں نے کوئی طلاق وغیرہ نہیں دی بیوی نے بولا کہ تم اس وقت نشے میں تھے۔بیان فرمائیں کہ آیا! یہ دونوں میاں بیوی رہے یا طلاق واقع ہوگئی؟ بینوا توجروا سائل بشیر بیگ

۷۸۶ **الجواب:** جو شخص نشہ میں ہو اور اسی حالت میں بیوی کو طلاق دے بیٹھے تو بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی کہ یہ شخص ایسا ہی ہے جیسے کوئی عقل و ہوش والا اور نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بھنگ چرس وغیرہ کسی اور چیز سے بلکہ افیون کھائی اور اسی کی پینگ میں بیوی کو طلاق دے دی جب بھی واقع ہو جائے گی۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

تین طلاق

سوال: فدوی نے اپنی زوجہ مسمات وکیلہ بیگم کو از روئے شرع شریف طلاق دی ہے۔ اخبار میں بھی اس کا ذکر آچکا ہے۔ فدوی نے اپنی زوجیت سے علیحدہ کرتے ہوئے تین مرتبہ اپنی زبان سے طلاق دی ہے لہٰذا شرعاً حکم سے مطلع فرمائیں کہ آیا موجودہ صورت میں فدوی اپنی بیوی کو اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ فقط چراغ الدین ولد اسلام الدین

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں مسمات وکیلہ بیگم پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور مسمات مذکورہ اپنے شوہر مسمی چراغ دین پر بحرمت مغلظہ حرام ہوگئی۔ اب میاں بیوی کے بطور رہنا در کنار، یہ دونوں باہمی رضامندی سے حلالہ کے بغیر نکاح بھی نہیں کر سکتے۔ چارۂ کار حلالہ ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یعنی شوہر نے تیسری طلاق دے دی تو اب وہ عورت اس مرد کے لئے حلال نہ رہی تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

حاملہ کو بھی طلاق ہو جاتی ہے

سوال: میں نے اپنی بیوی کو جو کہ حاملہ ہے ہوش و حواس میں رہتے ہوئے صرف اس بات پر طلاق دی کہ میرے والدین نے مجھ سے ناراض ہو کے میری بیوی کے لئے یہ کہا تھا کہ اس پر تیرا کوئی حق نہیں۔ اس معاملہ میں یہ واضح کر دوں کہ ہم دونوں میاں بیوی میں جب سے شادی ہوئی ہے، کبھی کسی بات پر مفاہمت نہیں ہوئی ہے اور نہ ہم دونوں کے خیالات آپس میں ملتے ہیں۔ ہمیشہ کسی نہ کسی بات پر لڑائی جھگڑا ہوتا رہتا ہے۔ اس روزمرہ کے جھگڑے سے تنگ آ کر میں بہت پہلے فیصلہ کر چکا تھا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں گا۔ آج جب بات زیادہ بڑھی اور میرے والدین نے بھی مجھ سے کہا کہ تیرا اس پر (یعنی میری بیوی پر) کوئی حق نہیں ہے تو میں نے باقائم ہوش و حواس اپنے بھائی، اپنی بھابی اور والدین کے سامنے تین مرتبہ طلاق دے دی۔ میری بیوی حاملہ ہے۔ برائے مہربانی مجھے اس کے متعلق بتائیں کہ آیا میری بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ فقط رب نواز

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں یقیناً عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت اپنے شوہر پر بحرمت مغلظہ حرام ہوگئی۔ اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو یہ دونوں باہمی رضامندی سے نکاح ثانی کے بعد بھی نہیں رہ سکتے۔ قرآن کا فیصلہ ہے کہ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یعنی تیسری طلاق کے بعد عورت اپنے شوہر کے لئے حلال نہیں رہی جب تک دوسرا نکاح (حلالہ) نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

طلاق ہونے کے لئے گواہ شرط نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو تنہائی میں تین مرتبہ طلاق دے کر حق مہر کی رقم ادا کر کے رات کی تنہائی میں گھر سے باہر نکال دیا۔ مطلقہ گھر کے باہر آدھی رات کے قریب اپنے مستقبل کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ اس کے شوہر کے چچیرے بھائی نے اپنی بھابی کو گھر سے باہر کھڑے دیکھ کر معلوم کیا تو مطلقہ نے اسے بتایا کہ تمہارے بھائی نے مجھے طلاق دے دی ہے اور مہر بھی ادا کر دیا ہے۔ مطلقہ کا دیور اسے اپنے بھائی کے پاس لے گیا اور اپنے گھر میں رکھنے کو کہا مگر اس نے اپنے گھر میں رکھنے سے انکار کر دیا کہ میں اسے طلاق دے چکا ہوں میں اسے گھر میں نہیں رکھ سکتا اس کے بعد مطلقہ کے چچا سسر و پھوپھا سسر کے کہنے سے بوقت میعاد عدت تک گھر میں رکھ لیا اور بعد گزرنے عدت کے مطلقہ کو اس کے والدین کے سپرد کر دیا۔ اب وہ یہ کہتا ہے کہ جس طلاق کا کوئی عینی شاہد گواہ نہ ہو وہ طلاق، طلاق مغلظہ نہیں ہو سکتی جبکہ مطلقہ نے جب اپنی طلاق کا اعلان کیا تو اس کے شوہر نے اس امر کا کئی افراد کے سامنے اقرار کیا کہ واقعی وہ اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دے چکا ہے لہٰذا مہربانی فرما کر شرع کی رو سے مطلع فرمایا جائے۔ عین نوازش ہوگی؟

فقط خادم الفقراء غلام حسین مصطفائی

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئول عنہا میں جبکہ شوہر نے اپنی بیوی کو تین بار طلاق دے دی اور اسے اس کا اقرار بھی ہے تو بلاشبہ عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں ان دونوں کے مابین نکاح فی الفور ٹوٹ گیا اور وہ عورت اپنے شوہر پر بحرمت مغلظہ حرام ہو گئی۔ اب ان دونوں کا کسی کے ورغلانے سے یا کسی کے مجبور کرنے یا خود باہمی رضامندی سے بطور میاں بیوی رہنا درکنار، یہ دونوں باہمی رضامندی سے حلالہ کے بغیر آپس میں نکاح ثانی کر کے بھی بطور زن و شوہر نہیں رہ سکتے۔ قرآن کریم کا صریح فیصلہ ہے کہ **فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ** یعنی تیسری طلاق کے بعد عورت اپنے شوہر پر بغیر حلالہ، حلال نہیں اور یہ زعم کہ عینی شاہدوں کے بغیر طلاق نہیں ہوئی محض بے اصل بلکہ خلاف شرع ہے۔ پھر جن دوسروں کے سامنے اس نے طلاق کا اقرار کیا تھا وہ جب نہیں تو اب گواہ ہو گئے۔ غرض حلالہ کے بغیر یہاں کوئی اور چارہ کار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

تحریری طلاق، مہر موجل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: فدوی کا لڑکا محمد سلطان جو کہ مع بچوں کے کوئٹہ میں سسر کے پاس رہائش پذیر تھا۔ مورخہ ۵.۳.۱۹۷۸ء کو ان کے خط کے مطابق کوئٹہ سے لاپتہ ہو گیا۔ پھر مورخہ ۱۹۷۸ء کو ان کا دوسرا خط میری طرف آیا۔ جس میں انہوں نے طلاق نامہ لکھا ہوا تھا۔ میں خط کے ملنے کے بعد فوراً کوئٹہ گیا۔ خط کو دیکھا طلاق نامہ دیکھا۔ خط و طلاق نامہ محمد سلطان کے خط کے مشابہ ہے۔ پھر ہم وہاں ایک وہابی مدرسے میں گئے۔ اس نے اس خط پر فتویٰ دے دیا اور کہہ دیا کہ لڑکی کا مہر اور اس کے جہیز کا سامان لڑکی کے حوالے کر دو۔ میں نے واپس آ کر بہار شریعت میں طلاق نامہ کے مسئلہ

کو دیکھا۔ تو وہاں تحریر ایسی ہے کہ اگر خط مشابہ بھی ہو یا دستخط بھی اس کی طرح ہوں یا مہر بھی اس کی طرح ہو مگر جب تک مدعی طلاق دینے والا خود اقرار نہ کرے یہ تحریر نہیں مانی جائے گی اور یہ آدمی آپ کے مدرسے میں طالب علم رہ چکا ہے۔ مندرجہ ذیل سے ہمیں یہ فتویٰ دے دیں مہربانی ہوگی۔ محمد سلطان لاپتہ ہے خط میں یا طلاق نامہ میں کسی جگہ کا پتہ نہیں ہے۔

۱۔ جب تک محمد سلطان خود آ کر اقرار نہ کرے اس وقت تک یہ طلاق واقع ہو سکتی ہے یا نہیں؟

۲۔ محمد سلطان کے لاپتہ ہونے پر لڑکی والے مجھ سے یعنی محمد سلطان کے والد سے مہر یا جہیز کسی چیز کا مطالبہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

سیّد سجاد حسین، خواجہ چوک، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: خط کے ذریعے جو طلاق دی گئی ہے وہ شرعاً اس وقت طلاق سمجھی جائے گی جبکہ شوہر اس کا اقرار کرے کہ ہاں میں نے یہ تحریر لکھی یا لکھوائی۔ یا وہ انکار کر دے تو گواہان عادل شرعی گواہی دیں کہ اس نے ہمارے سامنے یہ کارروائی کی۔ بغیر اس کے صرف اتنی بات کہ خط اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے کارآمد نہیں۔ ہدایہ وغیرہ میں ہے **الخط یشبه الخط فلا یعتبر**۔ ہاں اگر عورت کو اطمینان اور غالب گمان ہے کہ یہ تحریر اسی کی ہے تو اس پر عمل کرنے کی عورت کو اجازت ہے (خانیہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جہیز جو عورت کو ماں باپ کے ہاں سے دیا جاتا ہے اس کی مالک تو عورت ہی ہے وہ جب چاہے اپنے قبضہ و تصرف میں لے سکتی ہے (درمختار وغیرہ) رہا مہر تو اس کا مطالبہ شوہر سے ہو سکتا ہے اور وہ لاپتہ ہے تو اس کے والد پر کوئی ذمہ داری ادائیگی مہر کی نہیں اور پھر مہر موجل ہے تو اس کے مطالبہ کا حق بھی عورت یا اس کے ورثہ کو نہیں کہ مہر موجل کی ادائیگی تفریق یا موت کے بعد عمل میں لائی جاتی ہے اور وہ یہاں کہاں (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

تین طلاق

سوال: لڑکی بنام زیتون بنت چاؤ خان کو ان کے شوہر بنام قمر الدین ولد نوریا نے پورے گاؤں کے سامنے یہ الفاظ کہے ہیں کہ تم میرے مکان سے جا سکتی ہو میں نے تجھ کو طلاق دیا! طلاق دیا! طلاق دیا! تم مجھ پر حرام ہو اور تم پر میرے گھر کا کھانا پینا حرام ہوا ہے، تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے واسطے میرے مکان سے چلی جاؤ اور لڑکی زیتون روزے سے تھی اور اس کو مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا تو لڑکی پھر ہمارے مکان میں آ گئی۔ کچھ دیر بعد چاؤ خان یعنی لڑکی کا والد آیا تو ان کو بھی قمر الدین نے سب کے سامنے یہ کہا کہ تم اپنی لڑکی زیتون کو اللہ اور رسول ﷺ کے واسطے اپنے گھر لے جاؤ، یہ میری طرف سے فارغ ہے، میں نے تمہاری لڑکی کو طلاق دے دیا یہ الفاظ قمر الدین نے تقریباً پچیس دفعہ دہرائے یہ واقعہ ۲۸ رمضان المبارک کا ہے۔ چاؤ خان نے مسجد میں کچھ لوگوں کو کہا کہ بھائیو! آپ اس لڑکے کو سمجھاؤ لڑکی کو مار سکتا ہے مگر طلاق کا نام نہ لے۔ جواب ملا کہ ہم اس کو نہیں سمجھا سکتے ہم اس کو سمجھانے سے مجبور ہیں تم جاؤ اس کو بکنے دو۔ میں لڑکی کو روتا چھوڑ کر اپنے مکان پر آ گیا۔ لڑکی کو پھر

مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا گیا۔لڑکی میرے گھر آ گئی تو میں نے اور زیتون کے پھوپھا جمعہ خان نے لڑکی کو سمجھا کر پھر جمعہ خان کے گھر واپس بھیج دیا مگر پھر قمر الدین نے میری لڑکی کو عید الفطر کے روز مار کر گھر سے نکال دیا اور کہا کہ جب میں نے تجھے طلاق دے دیا پھر کیا تو میرے ہاتھوں سے مرنے کو آئی ہے۔اب یہ تفصیل ہے تحریر کریں کہ طلاق ہوگئی یا نہیں۔اور لڑکی پانچ ماہ سے اپنے والد کے گھر پر ہے؟

گواہ۔ ا۔قادر بخش ۲۔منیر خان

حلفیہ بیان منیر خان

میں بنام منیر خان حلفیہ تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے جلال والا میں لوگوں سے دریافت کیا ان لوگوں نے حلفیہ مجھ سے کہا کہ یہ الفاظ درست ہیں جو اوپر تحریر ہیں اور میں نے لڑکی سے بھی معلوم کیا تو لڑکی نے کہا کہ بھائی جان مجھ کو میرے شوہر نے اپنے اوپر اور اپنا کھانا پینا اور اپنا گھر مجھ پر حرام کہا ہے اگر قرآن ورسول مقبول ﷺ کا واسطہ نہیں دیتا تو کوئی بات نہیں تھی مگر اب میں اللہ اور رسول ﷺ کو کیا منہ دکھاؤں گی۔ میں کیا کروں اور کہاں جاؤں تم جواب دو۔

یہ سب کیفیت مفتی صاحب کی خدمت میں عرض ہے فتویٰ دیں طلاق ہوئی یا نہیں؟ السائل

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں مسمات زیتون بنت چاؤ خان پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں۔وہ اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی۔اب یہ باہمی رضامندی سے بغیر حلالہ کے نکاح بھی نہیں کر سکتے اگر لوگوں نے ان میں مصالحت کرا بھی دی تو یہ مصالحت زنا ہوگی۔تمام لوگ سخت گناہ گار ہوں گے۔وقوع طلاق کے لئے رضا وخوشی شرط نہیں۔طلاق غصہ میں بھی ہو جاتی ہے بلکہ عموماً غصے کی حالت میں ہی دی جاتی ہے۔بہر حال نکاح ثانی کے لئے حلالہ ضروری ہے اس کے بغیر عورت شوہر پر حلال نہ ہوگی۔قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۱ صفر المظفر ۱۳۹۸ھ

اگر ۱۰۰ طلاق دی تو تین سے حرام باقی گناہ ہے، حلالہ کے لئے نابالغ سے نکاح جائز ہے مگر وہ بالغ ہونے پر طلاق دے سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص اپنے سسرال آیا اور ایک معمولی فساد کی بناء پر تین طلاق کے بجائے کئی طلاق دے کر گھر چلا گیا۔

ا۔ وہ شخص غصے میں طلاق دے کر گیا تھا کیا طلاق ہوگئی؟

۲۔ اس کے ماں باپ کے داب ودھونس میں آ کر یا کسی کے کہنے پر یا کسی کی قسم کے لالچ میں آ کر طلاق دے کر گیا ہو تو اس طرح بھی طلاق ہو سکتی ہے یا نہیں؟

۳۔ اگر یہ واقعی طلاق ہوگئی تو کسی نابالغ لڑکے سے نکاح پڑھا کر، دو یا چند روز بعد اس بچے سے طلاق دلا کر واپس سابق شوہر

سے نکاح کر دیا جائے تو کیا اس طرح نکاح ہو جائے گا؟

۴۔ شریعت کی رو سے طلاق ہو گئی ہو اور بہانہ بازی کر کے دونوں فریقوں نے آپس میں مل کر ایسا فیصلہ کر لیا ہو یا کرنا چاہتے ہوں کہ بغیر حلالہ کے سابق شوہر کے بھیج دیں تو اس صورت میں دونوں فریقوں کے گھر کا کھانا، پینا شرع کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟

طلاق کے وقت جھگڑے کو سن کر کچھ لوگ جمع ہو گئے تھے لہٰذا پی. ای. ایل محلہ والوں کی اپیل ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں ہم کو اس مسئلہ کا حل بتایا جائے تاکہ ہم اس گناہ سے بچ سکیں؟

فتویٰ لینے والے، عبدالحمید، نظام الدین، سلیمان، امام بخش، ملت آباد، اسلام آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ میں نے اپنی عورت کو (۱۰۰) سو طلاقیں دے دیں آپ کا کیا حکم ہے۔ فرمایا کہ ''تیری عورت تین طلاق سے بائن ہو گئی اور باقی ستانوے ''۹۷'' طلاق کے ساتھ تو نے اللہ کی آیتوں سے ٹھٹھا کیا'' تو تین سے زیادہ جتنی بار آدمی اپنی زوجہ کو طلاق دے گا گویا کہ وہ اتنی بار اپنے رب کی آیتوں سے مذاق کرتا ہے۔ رہا غصہ تو وہ وقوع طلاق سے نہیں روک سکتا ہے بلکہ اکثر و بیشتر غصہ ہی طلاق کا باعث ہوتا ہے۔ اگر غصہ کی طلاق سرے سے شرعاً معتبر نہ ہو تو گویا طلاق کے وقوع کا وجود ہی ختم ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ طلاق باخوشی دی جائے یا ماں باپ بھائی چچا وغیرہ کے دباؤ دھونس یا جبر میں آ کر، یا لالچ میں، جب دی جائے گی واقع ہو جائے گی۔ نکاح شیشہ ہے اور طلاق پتھر۔ شیشہ پر پتھر خوشی سے پھینکے یا جبر سے، یا خود ہاتھ سے چھوٹ پڑے، شیشہ ہر طرح ٹوٹ جائے گا۔ یوہیں طلاق بخوشی یا خواہ بجبر واقع ہو جائے گی۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ حلالہ کی نیت سے عورت کا دوسرا نکاح اگر نابالغ سے کر دیا یعنی عدت گزر جانے پر، تو نکاح صحیح و نافذ ہو گا مگر طلاق بلوغ کے بعد ہونی چاہئے کہ نابالغ کی طلاق نہ ہو گی بلکہ نابالغ نہ خود طلاق دے سکتا ہے نہ دوسرے کو اس کا وکیل کر سکتا ہے نہ اس کا باپ دادا وغیرہ نہ اس کا ولی اس کی طرف سے طلاق دے سکتا ہے۔ (درمختار، فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ صورت مسئولہ میں جب کہ تین طلاقیں ہو گئیں تو عورت بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی یعنی اس کی عدت گزرے پھر عورت دوسرے شخص سے نکاح کرے اور وہ اس سے ہم بستر بھی ہو پھر وہ اسے طلاق دے دے یا مر جائے اور عدت گزر جائے اس کے بعد اس مرد کو عورت سے نکاح جائز ہو گا۔ یہی حکم قرآن عظیم کا ہے، یہی فرمان احادیث کا ہے، یہی ارشاد علمائے ربانیین کا ہے۔ جو اس کے خلاف کرے گا خدا اور رسول کے حکم سے، صریح حرام کاری کا مرتکب ہو گا۔ جتنے لوگ اس حالت میں اس دوسرے نکاح پر راضی ہوں گے سب زنا کی دلالی میں مبتلا ہوں گے اور شوہر بیوی کے ساتھ، دنیا و آخرت میں ان کا منہ بھی کالا ہو گا۔ مولائے کریم قبول حق کی توفیق دے۔ آمین۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

حاملہ سے نکاح اور طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ عدت گزارنے کے بعد معلوم ہوا کہ عورت حاملہ ہے۔ پھر اس حاملہ سے بکر نے شادی کر لی یعنی خلوت صحیحہ کی۔ پھر بکر نے اس عورت کو طلاق دے دی۔ پھر تین ماہ بعد پہلے شوہر سے اس کی شادی ہوئی۔ بکر کا نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ اور زید کی دوسری شادی درست ہے یا نہیں؟ براہ کرم قرآن وحدیث سے مسئلہ کو واضح فرمائیں۔　حافظ غلام محمد سالانی، لطیف آباد نمبر ۴، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: بظاہر سوال سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عورت کو جب اس کے شوہر اوّل نے طلاق دی تھی وہ حاملہ تھی اور شوہر والی حاملہ عورت کی عدت طلاق وضع حمل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (طلاق: 4) تو بکر سے اس عورت کا نکاح جائز نہ ہوا کہ عدت میں نکاح حرام قطعی ہے تو بکر کا اس عورت سے صحبت کرنا حلالہ کے لئے ہرگز کافی نہیں کہ حلالہ کے لئے نکاح صحیح نافذ ہونے کی شرط ہے اور جب حلالہ نہ ہوا تو یہ عورت اپنے پہلے شوہر کے لئے بھی حلال نہ ہوئی بشرطیکہ شوہر نے اسے تین طلاقیں دی ہوں۔ ورنہ دو طلاق یا طلاق بائن کی صورت میں صرف تجدید نکاح کافی ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب　احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۲ محرام الحرام ۱۳۹۸ھ

میری طرف سے آزاد ہے، طلاق بائن ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: محمد جلیل نے اپنی بیوی شاہدہ کو اخبار کے ذریعے لکھ دیا کہ آئندہ شاہدہ میری طرف سے آزاد ہے اور یہ بات طلاق کے ارادے سے لکھی اور پھر عرصہ چار سال گزر چکا اتنے عرصے میں شاہدہ اپنے ماں باپ کے ہاں رہی قرآن وحدیث کی روشنی سے بیان فرمائیں کہ یہ طلاق تینوں میں کونسی کہلائے گی۔ اور اگر جلیل دوبارہ مذکورہ مسمات سے نکاح کرے تو جائز ہے یا نہیں؟　سائل محمود بخش، پھلیلی روڈ، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: اردو میں یہ الفاظ کہ "تو میری طرف سے آزاد ہے" کہنا یہ طلاق میں شمار ہوتے ہیں تو جبکہ محمد جلیل نے اپنی بیوی کو یہ لکھ کر بھیج دیا کہ "تو میری طرف سے آزاد ہے" اور نیت طلاق تھی تو اس کی بیوی مسمات شاہدہ پر طلاق بائن پڑ گئی دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا۔ البتہ یہ دونوں باہمی رضامندی سے نکاح کر سکتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۵ ربیع الاوّل شریف ۱۳۹۸ھ

طلاق معلق بہ شرط

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسمی نذر الٰہی ولد شیر بہادر نے ایک دستاویز کے ذریعہ ۱۹۷۷ء۔۱۰۔۲۵ کو روبرو گواہان اقرار کیا کہ میں اپنی بیوی مسمات گل نرگس دختر محمد اشرف کو ہر ماہ مبلغ ایک سو روپیہ دینا

رہوں گا اور اگر ایک ماہ بھی رقم مذکور ادا نہ کروں تو میری بیوی کو تین طلاقیں ہوں گی۔ شرعاً اس بارے میں کیا حکم ہے مطلع فرما کر مشکور فرمائیں۔ فقط محمد ایوب خان برائے محمد اشرف

۷۸۶ الجواب: اگر تحریر میں یہ تھا کہ اس قدر رقم ماہ بماہ اپنی زوجہ کو ادا کرتا رہوں گا اور ایک ماہ گزر گیا اور اس نے بیوی کو کچھ نہ دیا تو حسب تحریر مذکورہ بالا، عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اب یہ عورت بلا حلالہ اس مرد کے لئے حلال نہ رہی۔ قرآن و حدیث کا یہی فیصلہ ہے کماھو فی الفتاوی وغیرھا من الشروح والمتون۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

لفظ طلاق سننا

سوال: بخدمت جناب مولانا مفتی خلیل خان صاحب، دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم

عرض یہ ہے کہ: آپ برائے مہربانی فرما کر حدیث نبوی ﷺ سے دیکھ کر یہ ہمیں بتائیں کہ گواہوں کے بغیر طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ آپ کی عین نوازش ہوگی اور آپ کے اس فتوی سے بہت سے لوگوں کا بھلا ہوگا۔ یہ بھی خدمت خلق ہے۔

سرفراز علی خاں بقلم خود

۷۸۶ الجواب: طلاق کے لئے زوجہ، خواہ کسی دوسرے کا سننا ضروری نہیں جبکہ شوہر نے اپنی زبان سے الفاظ طلاق ایسی آواز سے کہے جو اس کے کانوں تک پہنچنے کے قابل تھے اگر یہ شور وغل یا بہرے پن کی وجہ سے یہ نہ سن سکا تو عند اللہ طلاق ہوگئی۔ طلاق میں گواہوں کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب کہ شوہر طلاق کا منکر ہو تو ان گواہوں سے طلاق کا ثبوت ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

مطلقہ مغلظہ کے ساتھ رہنا

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خان صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک آدمی نے اپنے ہوش وحواس قائم ہونے کی صورت میں غصے کی حالت میں اپنی بیوی کو گواہوں کے سامنے تین طلاقیں دے دیں۔ اور اسے بتایا گیا کہ آپ کی بیوی آپ پر حرام ہوگئی لیکن وہ اس کے باوجود اس کے ساتھ وہی سابقہ تعلقات قائم کئے ہوئے ہے اور کہنے سمجھانے سے بھی باز نہیں آتا۔ ایسے آدمی کے ساتھ مسلمانوں کو اور خاص طور پر اہل محلہ کو کیسا سلوک کرنا چاہئے؟ منجانب اہل محلہ گجراتی پاڑہ

۷۸۶ الجواب: جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں پھر وہ عورت اس مرد کے لئے بے حلالہ کسی طرح حلال نہیں ہوسکتی۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ اس کے بعد بھی اگر وہ عورت اس مرد کے پاس رہی اور اس نے اس سے صحبت کی اور اسے مسئلہ بتا بھی دیا گیا تو وہ صحبت زنا ہوگی اور اسے اگر مسئلہ معلوم ہے تو یہ زانی اور شرعاً سزائے زنا کا مستحق ہے۔ اس صحبت سے جو اولاد ہوگی وہ ولد الزنا اور ترکہ پدری سے محروم رہے گی۔ اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ تین طلاقیں

ایک ساتھ ہوں یا متفرق (کمافی الدر المختار وشرحہ ردالمحتار) اور اہل محلہ کو زنا کی شرعی حد جاری کرنے کا تو کوئی اختیار نہیں البتہ ان پر ترک تعلق لازم ہے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایسے بیباک سے تنکا توڑ علیحدہ ہو جائیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾ (انعام)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ

تین طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ: صغیر خان نے اپنی بیوی کو کہا جب کہ اس کی بیوی نے کہا کہ گھر میں دوائی موجود نہیں میری صحت بہت خراب ہے۔ اس پر صغیر خان نے کہا کہ میں نے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! معلوم یہ کرنا ہے کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ فقط والسلام السائل، صغیر خان بہاری

۷۸۶ **الجواب:** صورت مذکورہ بالا میں صغیر خان نے جبکہ اپنی بیوی منکوحہ کو تین بار طلاق دی تو تینوں طلاقیں اس پر پڑ گئیں اور دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا اور دونوں ایک دوسرے پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئے۔ اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو یہ دونوں آپس میں باہمی رضامندی یا کسی کے جبر او دباؤ میں آ کر بھی نکاح نہیں کر سکتے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

تین طلاق کے بعد اسی عورت سے نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: عبداللہ نے اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دیں اور اب وہ دوبارہ اسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اس کی کیا صورت ہوگی؟ فقط السائل، عبداللہ اوڈھ

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں جب عبداللہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو اب یہ عورت عبداللہ کے لئے حرام اور اجنبیہ ہوگئی اور اب یہ عورت عبداللہ کے لئے بے حلالہ کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اگر بغیر حلالہ عبداللہ نے اس عورت سے نکاح کر لیا تو وہ زنا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۹/۳/۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حاملہ کو طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میں نے اپنی بیوی کو اس کی بدچلنی اور نافرمانی کی وجہ سے اس کو دو چار آدمیوں کے روبرو طلاق دے دی ہے اور وہ چھ سات ماہ کے حمل سے بھی ہے اور اس کو میں نے خرچہ بھی دے دیا ہے آپ اس

بارے میں یہ بتلائیں کہ اس کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور میں نے اس کو تین طلاقیں دی ہیں۔

فقط والسلام بابو دین، لطیف آباد حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: عورت کا حاملہ ہونا، وقوع طلاق سے مانع نہیں (عامۂ کتب) لہٰذا مسمات مذکورہ پر تینوں طلاقیں پڑ گئیں اور بغیر حلالہ اب یہ اپنے شوہر کے لئے حرام ہوگئی اور چونکہ یہ حاملہ ہے اس لئے اس کی عدت وضع حمل ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (طلاق:4)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ربیع الاول شریف ۱۳۹۹ھ

تحریر سے طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مقصود احمد نے اپنی بیوی کو پہلے غصہ میں آ کر دو تھپڑ مار دیئے اس کی خالہ یعنی (ساس) مقصود احمد سے جھگڑنے لگی کہ میرے گھر میں آ کر تم میری لڑکی کو کیوں مارتے ہو۔ اس غصہ میں آ کر وہ آپس میں لڑنے جھگڑنے لگے (مقصود اور اس کی ساس) مقصود احمد نے غصہ میں آ کر ایک کاغذ پر مندرجہ ذیل الفاظ لکھ دیئے (میری طرف سے پاک وصاف ہیں میری طرف سے آپ کو طلاق! طلاق! طلاق!) دستخط مقصود احمد۔ اور لکھا ہوا کاغذ نہ اس نے اپنی بیوی کو دیا نہ اس کے بھائی کو نہ اس کی ماں کو بلکہ نیچے گرا دیا۔ اس کے چھوٹے بھائی یعنی لڑکے کے بھائی نے وہ کاغذ اٹھا کر اپنی امی کو دے دیا۔ محمد یونس، ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

۷۸۶ الجواب: تحریر سے طلاق اس وقت پڑتی ہے کہ شوہر کو اقرار ہو کہ یہ تحریر میری ہے یا گواہان عادل سے اس کا ثبوت ہو جائے لہٰذا شوہر سے اس کی بابت دریافت کیا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

عدت میں نکاح ہوا تو صحیح نہیں

سوال: جناب قبلہ مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، گزارش عرض یہ ہے کہ: میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دیا تھا اور اس نے اپنی عدت پوری کر کے دوسرے سے نکاح کیا لیکن یہ حمل سے تھی تو نکاح پڑھنے والے کو معلوم ہوا تو اس نے اس کو چھوڑ دیا پنچایت کو بتایا کہ یہ حمل سے ہے اس سے میرا نکاح نہیں ہوا ہے لہٰذا ابھی آپ سے عرض ہے کہ آپ اس کا صحیح مسئلہ بتائیں کہ دوبارہ میرا نکاح کس طرح ہوگا۔ کیوں کہ میرے اس کے پاس تین بچے ہیں۔ اس لئے اس کے ساتھ میرے نکاح کرنے کا مسئلہ بتائیں۔ آپ کی عین نوازش ہوگی۔ فقط کلو ولد بشیر

۷۸۶ الجواب: بیوی کو جب شوہر نے طلاق دی اور وہ حاملہ تھی تو اس کی عدت تین مہینے نہیں، بلکہ وضع حمل ہے یعنی جب بچہ پیدا ہوتا عدت بھی ختم ہو جاتی لہٰذا دوسرا نکاح صحیح نہیں ہوا۔ اب کہ عورت کے یہاں بچہ پیدا ہو چکا تو اس پہلی طلاق کی عدت گزر چکی۔ اب اسے اختیار ہے کہ جس مرد سے چاہے نکاح ثانی کرے اگر چہ اس سے، جس سے پہلے کیا تھا، اور وہ صحیح نہ

ہوا تھا۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

لفظ ''چھوڑ دوں گا'' طلاق نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: غصّے کی حالت میں شوہر نے بیوی کو کہا کہ اگر تم فلاں گھر گئیں تو میں تمہیں چھوڑ دوں گا اور طلاق دے دوں گا، لہٰذا قانوناً شرعاً طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

محمد الیاس ولد فیاض، پھلیلی، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: یہ الفاظ کہ ''میں تجھے چھوڑ دوں گا'' ایقاع طلاق نہیں بلکہ اپنے قصد وارادہ کا اقرار ہے اور ارادۂ طلاق، طلاق نہیں۔ (بہار شریعت بحوالۂ درمختار وغیرہ) لہٰذا صورت مسئولہ میں عورت پر طلاق نہ پڑی وہ بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ شعبان ۱۳۹۹ھ

چودہ سال بعد بیوی کا خیال

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو تحریری طلاق دی۔ براہ کرم یہ تحریر فرمائیں کہ تحریری طلاق ہوئی یا نہیں؟ چوہدری رحمت علی، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ مسمی عبدالرزاق نے اپنی بیوی کو طلاق دی بلکہ تین طلاقیں۔ لہٰذا اس صورت میں عورت چودہ سال قبل ہی مطلقہ ہو چکی اور اس کی عدت بھی گزر چکی اب اسے اختیار ہے کہ جس مسلمان سے چاہے عقد ثانی کرے البتہ شوہر اوّل کے لئے بغیر حلالہ، یہ حلال نہ ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ

اگر بیوی شوہر کی خدمت کے قابل نہیں تو کیا کرے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمات سکینہ بنت منشی خان کا نکاح تین سال قبل مسمی شوکت علی ولد وزیر علی سے قرار پایا اور رخصتی بھی عمل میں آئی جب کہ لڑکی نابالغ تھی اور لڑکا بالغ تھا۔ اب لڑکی کی عمر تقریباً ۱۵ سال ہو چکی ہے اس کی صحت نہایت خراب ہے اور قد بھی بہت کم ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ امور خانہ داری بھی انجام نہ دے سکے گی ایسی حالت میں شوہر اسے طلاق دینا چاہتا ہے شرعاً اس کی کیا صورت ہوگی؟

فقط السائل شوکت علی ولد وزیر علی، یونٹ نمبر ۱۱، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اگر صورت واقعی یہی ہے کہ عورت صحت مند اور شوہر کی خدمت کے قابل نہیں اور ان دونوں میں صحیح نباہ ممکن نہیں تو شوہر اسے طلاق دے سکتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ایک طلاق اسے دے دے۔ اگر خلوت صحیحہ نہیں ہوئی تو

ابھی، ورنہ عدت گزر جانے پر نکاح ٹوٹ جائے گا۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۵ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

طلاق بائن کے الفاظ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید اپنی منکوحہ بیوی کو بذریعہ ڈاک طلاق نامہ بھیج دیتا ہے اور باقاعدہ تحریر کے نیچے اس کے انگوٹھے کا نشان موجود ہے۔ طلاق نامہ کا مضمون مندرجہ ذیل ہے کہ میں اقرار کرتا ہوں کہ زلیخا ولد جان محمد کو اپنے تہہ دل اور ہوش وحواس میں اس کی بدچلنی کی وجہ سے اپنے تن سے حرام! حرام! حرام! کرتا ہوں۔　العبد محمد اقبال ولد غلام رسول

آیا اس مضمون سے طلاق واقع ہو جاتی ہے یا کہ نہیں؟ مہربانی فرما کر شریعت کے مسئلہ سے آگاہ فرمائیں۔

السائل حافظ محمد حنیف خضری قادری، غوثیہ کالونی، ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ، دار العلوم حنفیہ غوثیہ، ۲۶ ستمبر ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب: مذکورہ بالا الفاظ یا ان الفاظ سے ملتے جلتے الفاظ جن سے عرف عام میں طلاق دینا، سمجھا جاتا اور مانا جاتا ہے، ان سے بے نیت طلاق بھی، طلاق بائن واقع ہوتی ہے۔ (کمافی ردالمحتار وغیرہ) للہذا عورت نکاح سے نکل گئی، عدت گزرنے کے بعد اسے اختیار ہے کہ جس سے چاہے نکاح کرے اور اس شوہر سے نکاح چاہے تو عدت میں بھی ہو سکتا ہے بعد عدت بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم　العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۹ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

مہر کب مؤکد ہوتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علما دین اس مسئلہ میں کہ: مسمی محمد اسمٰعیل ولد عبداللہ کا عقد ثانی ہمراہ مسمات رخسانہ بنت بابو سے ۲۱ جون ۱۹۷۲ کو ہوا۔ اس وقت دولہا دلہن دونوں نابالغ تھے اور مہر کی رقم مبلغ دس ہزار روپیہ طے ہوئی تھی۔ صرف نکاح ہوا تھا رخصتی نہیں ہوئی۔ دلہن اپنے سسرال نکاح کے بعد آج تک بالکل نہیں آئی ہے۔ نکاح کے وقت سے ہی تعلقات کشیدہ رہے اور اب جبکہ لڑکا بالغ ہو چکا ہے اور اب وہ اگر طلاق دے تو شرعاً اس پر کتنا مہر ادا کرنا لازم ہوگا؟

فقط السائل عبداللہ ولد نتھا، حیدرآباد، ۱۳۔ ۱۰۔ ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب: وطی یا خلوت صحیحہ یا دونوں میں سے کسی کی موت واقع ہو جائے تو مہر جو مقرر ہوا تھا مؤکد ہو جاتا ہے کہ جو مہر ہے اب اس میں کمی نہیں ہو سکتی۔ تو اگر مہر وطی یا خلوت صحیحہ سے مؤکد نہ ہوا تھا طلاق دے دی تو نصف مہر ادا کرنا ہوگا۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ یعنی اگر تم نے عورتوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دی اور ان کے لئے مہر مقرر ہو چکے تھے تو جتنا مقرر کیا اس کا نصف واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۰ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

سابقہ بیوی کو حلالہ کے بغیر زبردستی لانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: زید نے تقریباً چھ بالغ مردوں کے سامنے کہا کہ "میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی! میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی! میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی!" اور یہ بات پوری برادری میں مشہور ہے کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ پانچ سال کی مدّت گزر جانے کے بعد زید نے اپنی سابقہ بیوی کو زبردستی اٹھالیا۔ آیا یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ زید اس کو رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ شاہدین میں سے تین کے دستخط دیئے گئے ہیں۔

۱۔ نظام الدّین، ۲۔ قمر الدّین، ۳۔ اللہ دین نظام الدّین پھلیلی، نزد غوثیہ مسجد پریٹ آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: شریعت کا حکم یہ ہے کہ جس شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دی ہوں، ایک دفعہ میں خواہ برسوں میں، دونوں صورتوں میں عورت اس پر بغیر حلالہ حرام ہے۔ حلالہ کے معنی یہ ہیں کہ عورت اگر حیض والی ہے تو اسے تین حیض شروع ہو کر ختم ہو جائیں، اس وقت وہ اس طلاق کی عدّت سے نکلے گی۔ اب عورت دوسرے سے نکاح کرے اور وہ اس سے ہم بستر ہو پھر وہ طلاق دے یا مر جائے اور بہر حال اس کی عدّت گزر جائے اس کے بعد اس پہلے سے نکاح ہو سکتا ہے۔ حلالہ کے بغیر وہ عورت اسے کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی خواہ یہ باہمی رضامندی، یا برادری کے دباؤ میں آ کر نکاح ہی کیوں نہ کر لیں یہ نکاح نہ ہوگا اور عورت حرام ہی رہے گی اور صحبت زنا اور اس صحبت سے پیدا ہونے والی اولاد، ولد الزنا۔ اگرچہ شوہر طلاق کا انکار کرے کہ گواہان معتبر کی موجودگی میں، شوہر کا انکار مقبول نہیں۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ ہے وہ ہر ایک کے دل کی جانتا ہے۔ اللہ سے ڈرے اور محض اپنی آن کے لئے عذاب آخرت نہ خریدے اور جہنم کے عذاب کو ہلکا نہ جانے۔ پھر جبکہ یہ بات برادری میں مشہور ہے تو اس کا انکار اور بھی زیادہ مہمل ہے اور ہرگز ہرگز شریعت میں مقبول نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

طلاق کب دے؟

سوال: بخدمت عالی قبلہ، رہبر شریعت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فدوی کی زوجہ عرصہ دراز سے برابر عاصی پر دباؤ ڈال رہی ہے کہ آپ مجھے طلاق دے دیں یہاں تک کہ کئی بار تحریراً اس بات کا اعادہ بھی کر چکی ہے کہ میں اپنے مہر سے دستبردار ہوتی ہوں لہٰذا طلاق بائن دے دیں۔ قبلہ مفتی صاحب مجھے اپنی بیوی کے چال چلن پر بھی شبہ ہے ایسی صورت میں ناجائز وابستگی بصورت تحریر میرے علم میں بھی آ چکی ہے۔ آپ سے واسطے اللہ کے شریعت مطہرہ کی روشنی میں فتوے کا طالب ہوں۔

فقط عرض دار نوید الحق ولد عبد الحق، لطیف آباد، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: عورت کے جو خطوط شوہر نے پیش کئے ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ اب ان دونوں میں نبھاؤ مشکل ہے بالخصوص عورت اسے نہ نباہ سکے گی لہٰذا چارۂ کار طلاق ہے۔ ایک طلاق ایسے طہر میں کہ وطی نہ کی گئی ہو دے دی جائے۔

عدت گزر جائے گی تو نکاح ٹوٹ جائے گا اور حکم شرع کے مطابق علیحدگی ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

خط سے طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: کتابت یعنی خط کے ذریعے سے جو کہ بطرف زوجہ یا باپ زوجہ کے ہو، طلاق رجعی یا، بائن یا، ثلاثہ واقع ہوتی ہے یا کہ نہیں؟ جبکہ طلاق دینے والا تحریر سے انکار کرتا ہو۔ السائل عبدالقیوم

۷۸۶ الجواب: خط کے ذریعے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ کما قال شامی وکذا کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یمله بنفسه لایقع الطلاق مالم یقرانه، کتابه۔ وایضاً قال فی الدرر والغرر من غنیة۔ الخط یشبه الخط فلا یعمل فیه الا ان یوجه فیه مایزول به الشبه وهو ان یکون الکتاب من الکاتب المشهور کالقاضی و المفتی او العالم الذی کان مشهور فی مراجعة الخلق الیه ویکون ذالك الخط موزوناً مختوماً وبدون هذه الشروط لایعمل به وهو المعمول فی العرف۔ کتابت مستبیہ کے ساتھ طلاق واقع ہوسکتی ہے اگر چہ تلفظ بالطلاق نہ ہو مگر صورت مسئولہ میں یہ شخص منکر ہے اور گواہ بھی موجود نہیں اور الخط یشبه الخط کی وجہ سے طلاق کے واقع ہو جانے کا حکم صحیح نہیں۔ فقیر عبدالحق عفی عنہ

۷۸۶ الجواب: خطوط سے ثبوتِ طلاق، دو امر پر موقوف ہے یا تو شوہر اقرار کرے کہ واقعی میں نے یہ خط لکھا تھا۔ یا دو مرد، خواہ ایک مرد دو عورتیں ثقہ، عادل، شہادت شرعیہ دیں کہ ہمارے سامنے شوہر نے خط مذکور لکھا، یا ہم سے ذکر کیا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق لکھ کر بھیج دی ہے۔ اور صورت مسئولہ میں نہ شوہر کا اقرار ہے، نہ شہادت شرعیہ موجود۔ تو اصلاً ثبوت طلاق نہیں اگر چہ خطوط موجود اور ان کی تحریر، اس کی تحریر سے مشابہ ہو لما صرحوا به فی عامة الکتب ان الخط یشبه الخط فلا یعتبر۔ مگر فی الواقع اگر زید اس انکار میں جھوٹا ہے تو اس کا حساب لینے والا خدا ہے۔ اور عورت اس وبال سے پاک وجدا ہے۔ مرد خدا سے ڈرے اور حق ظاہر کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

غیر مدخولہ کو تین بار طلاق دے تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کے گھر والوں نے زبردستی اس کی بیوی کو طلاق دلوائی ہے جب کہ میاں بیوی میں کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہے اور تین مرتبہ کہلوایا ہے لہٰذا اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ نکاح کے بعد تقریباً سات آٹھ مہینے تک ہم نے نہ کوئی واسطہ رکھا اور نہ قربت وغیرہ کی لہٰذا اس صورت میں حلالہ کے بغیر نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ جواب سے نوازیں۔ فقط السائل حسنین علی، لیاقت کالونی حیدر آباد، سندھ، ۱۳ راگست ۱۹۷۹ء

۷۸۲ **الجواب:** سائل صاف صاف لکھے کہ زبردستی طلاق لیتے وقت اس سے کیا الفاظ کہلائے گئے اور شوہر نے کیا الفاظ استعمال کئے؟

۲۔لڑکی کی رخصتی ہنوز عمل میں آئی یا نہیں؟

۳۔پوشیدہ طور پر ان دونوں کی تنہائی میں ملاقات تو نہیں ہوئی؟

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۷۸۲ **الجواب:** سائل یعنی حسنین علی نے زبانی بیان دیا کہ یہ واقعہ خود اسی کا ہے اور یہ کہ اس کے گھر والوں نے تین مرتبہ اس سے طلاق کے الفاظ کہلائے ایک مرتبہ تین طلاقیں نہیں کہلائیں اور یہ کہ ان میں اعلانیہ یا پوشیدہ کبھی یکجائی نہیں ہوئی۔ اگر صورت حال واقعی یہی ہے تو اس صورت میں عورت پر ایک طلاق پڑ گئی اور چونکہ وہ غیر مدخولہ ہے اس لئے یہ طلاق بائن قرار پائے گی۔ ایک طلاق کے بعد دوسری بار کے الفاظ کا عورت محل ہی نہ رہی لہٰذا وہ لغو ہوئیں اور طلاق بائن کی صورت میں بغیر حلالہ دوبارہ نکاح درست ہے۔ یہاں عدت کی بھی حاجت نہیں۔ (درمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۰ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

بے ہوشی میں طلاق

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: زید سخت بیمار تھا اور ٹائی فائیڈ تھا اور اس بے ہوشی کی حالت اور غفلت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی زید کو جب ہوش آیا اور اس سے کہا گیا کہ تم نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو زید نے کہا کہ میں نے دانستہ کوئی طلاق نہیں دی ہے اگر بے ہوشی میں کہا، تو مجھے کوئی علم نہیں ہے اور دونوں یعنی میاں بیوی نہایت خلوص و محبت سے رہتے ہیں اور ان میں کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہوتا تو آپ اس مسئلہ میں فتویٰ عنایت فرمائیں کہ کیا طلاق ہوگئی یا کہ نہیں؟

محمد عظیم ولد پنّو شیخ، اسلام آباد، حیدرآباد، سندھ

۷۸۲ **الجواب:** زید اگر واقعۃً ایسا ہی بیمار تھا کہ اس پر غفلت و بے ہوشی طاری تھی اور اسی حالت غفلت و بے ہوشی میں اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو یہ طلاق واقع نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ نیتوں اور ظاہر و پوشیدہ سے خوب واقف ہے۔ (ردالمحتار، درالمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۵ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

شوہر منکر ہو اور بیوی مدعی طلاق تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ایک شخص نے غصہ میں اپنی بیوی کو تین چار مرتبہ طلاق دے دی، طلاق لڑکی کے گھر پر دی بوقت طلاق کوئی گواہ موجود نہیں تھا

بوقت طلاق لڑکی کو تقریباً دو ڈھائی ماہ حمل تھا۔

۲۔ اب شوہر از روئے شریعت، قسم قرآن مجید کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی۔ بیوی از روئے شریعت قسم قرآن مجید کہتی ہے کہ شوہر نے اس کو تین چار مرتبہ طلاق دی ہے۔ حکم شرعی کیا ہے۔ کیوں کہ اب شوہر بیوی کو واپس اپنے پاس رکھنے پر بضد ہے جبکہ تقریباً پانچ ماہ سے لڑکی اپنے والدین کے ہمراہ رہ رہی ہے؟ محمد ابراہیم خان، قصائی پاڑہ حیدرآباد، سندھ

۷۸۷ الجواب: شوہر منکر ہے کہ اس نے طلاق نہیں دی اور عورت کا بیان ہے کہ اس نے طلاق دے دی تھی جبکہ گواہ کوئی نہیں۔ تو بے گواہان شرعی عورت کا دعویٰ قطعاً قبول نہیں اور نہ اس کی اس معاملہ میں قسم معتبر۔ پھر اگر واقع میں شوہر نے طلاق دے دی تھی اور جھوٹ انکار کیا، تو عورت پر فرض ہے کہ جس طرح جانے اس سے چھٹکارا حاصل کرے اور اس سے دور بھاگے ہرگز اسے اپنے پر قابو نہ دے۔ خواہ مہر وغیرہ دے کر اس سے طلاق حاصل کرے۔ (درمختار وغیرہ) اور یہ محض غلط ہے کہ عورت حاملہ ہو تو اس پر طلاق نہیں پڑتی۔ خود قرآن کا فیصلہ ہے کہ حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ ان کے یہاں بچہ ہو جائے۔ تو اگر طلاق نہیں تو وضع حمل پر عدت کیسی؟ قال اللہ تعالیٰ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (طلاق:4)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۳ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ، ۱۹ جون ۱۹۷۹ء

حلالہ میں وطی لازم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے بیوی سے تنگ آکر غصہ کی حالت میں تین بار الفاظ صریح کے ساتھ کہا کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! اور یہ الفاظ اس نے ایک ہی سانس میں کہے ہیں۔ کیا اب یہ بیوی اس خاوند کے نکاح میں بغیر حلالہ کے آسکتی ہے یا کہ نہیں؟

السائل تنویر احمد، مکی شاہ روڈ ریلوے کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: تین طلاقوں کے بعد عورت اپنے شوہر پر بحرمت مغلظہ حرام ہو جاتی ہے اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو یہ ایک دوسرے پر حرام ہیں بلکہ اپنی باہمی رضامندی یا پنچ وغیرہ کے دباؤ میں آکر نکاح بھی نہیں کر سکتے۔ اگر کر بھی لیا تو یہ نام نکاح اس حرام کو حلال، اس ناجائز کو جائز نہ کر دے گا۔ چارۂ کار وہی حلالہ ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یعنی تیسری طلاق کے بعد اب وہ عورت اپنے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی۔ جب تک وہ کسی اور سے نکاح نہ کرے اور حدیث شریف نے بتایا کہ اس نکاح میں وطی ضروری ہے۔ اس کے بغیر حلالہ نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

مہر عورت کا حق ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: فدوی کی ہمشیرہ مسمات شمیم بیگم کی شادی مسمی جمال ولد

قمر الدین کے ہمراہ ۲۳ مارچ ۱۹۷۹ء کو ہوئی اور رخصتی بھی ان ہی دنوں میں کردی گئی۔ لڑکی کی ساس اگرچہ اس کی سگی خالہ ہے۔ نامعلوم لڑکے نے لڑکی کو کیا چیز کھلائی کہ لڑکی کی جان بمشکل بچائی جاسکی۔ اب لڑکی اپنے بھائی اور والدہ کے پاس ہے، چنانچہ لڑکے والوں کو خبر دی جاچکی ہے کہ وہ لڑکی کو لے جائیں۔ ابھی چند روز ہوئے لڑکا خود اپنے والدین کے ہمراہ آیا، وہ خود تو کہیں رک گیا اور اپنے والد کو بھیجا انہوں نے فرمایا کہ لڑکا لڑکی کو رکھنا نہیں چاہتا ہم فیصلہ کریں گے طلاق دیں گے۔ میری بہن یتیم ہے اور میری والدہ بیوہ ہیں۔ براہ مہربانی فتویٰ عنایت فرمادیں کہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آوے۔

فدوی عبدالعزیز ولد عبدالشکور، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** حالات بتاتے ہیں کہ اب ان دونوں میں نباہ مشکل ہے اور لڑکا جب طلاق دینے پر آمادہ ہے تو لڑکی کے لئے بھی چارۂ کار یہ ہے کہ صبر کرے اور عدت گزار کر نکاح ثانی کرے۔ چونکہ یکجائی ہوچکی ہے اس لئے عورت پورے مہر کی حقدار ہے۔ طلاق کی صورت میں وہ پورا مہر پائے گی یا پھر جس پر مصالحت ہوجائے اور مولائے کریم کارساز حقیقی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ

وقوع طلاق کے لئے گواہ لازم نہیں ہیں

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

ایک صاحب نے غصے میں آکر اپنی بیوی کو تحریری طور پر تین طلاقیں دیں جو کہ کسی دوسرے کو معلوم نہ ہوا صرف میاں بیوی تک محدود رہی تو طلاق لینے کے چند روز کے بعد ہی اس کی بیوی اپنے والدین کے پاس چلی گئی۔ اس معاملہ میں سنگین امر یہ پیش آیا کہ چند روز کے بعد ہی وہ اپنی بیوی پھر لے آیا اور اس کے بعد ایک بچہ بھی پیدا ہوا پھر تقریباً چودہ ماہ کے بعد میاں بیوی میں تنازعہ ہوگیا تو تنازعہ کی بناء پر اس کی بیوی نے بتادیا کہ انہوں نے مجھے طلاق دی تھی اور باقاعدہ تحریر بھی دکھائی۔ اس کے بعد اس مسئلہ کو ایک مجمع میں کھولا گیا تو اس مجمع عام میں انہوں نے اقرار کیا کہ واقعی میں نے طلاق دی تھی۔

تو اب اس مسئلہ کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے کہ طلاق ہوئی یا کہ نہیں؟ براہ کرم جواب سے مطلع فرمائیں۔

فقط بندہ ناچیز عبدالعزیز، ٹنڈو آدم

۷۸۶ **الجواب:** شوہر نے تحریراً تین طلاقیں دیں اگرچہ اس وقت کوئی موجود نہ تھا عورت پر تین طلاقیں پڑگئیں کہ وقوع طلاق کے لئے گواہوں بلکہ خود عورت کی موجودگی شرط نہیں اور جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں تو وہ عورت اس کے لئے بے حلالہ کسی طرح حلال نہیں ہوسکتی۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ شوہر زانی اور شرعاً سزائے زنا کا مستحق ہے اور اولاد ولد الزنا اور ترکۂ پدری سے محروم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۵ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ، ۲۱ جولائی ۱۹۷۹ء

تین طلاق کا مسئلہ

سوال: کیافرماتے ہیں علماءدین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مورخہ ۱۹۷۹ء کو میں منشی علی اپنی دوکان پر کام کررہا تھا۔میرے والدصاحب جناب محمد ابراہیم نے مجھے دوکان سے بلوا کر یہ بتلایا کہ تیری بیوی مسمات خورشید بیگم کو میں نے دیکھا کہ وہ ڈاکٹر سے دوالینے کے بہانے گھر سے گئی تھی اور اس راستہ سے واپس آرہی تھی جس راستہ سے اس کو منع کیا تھا اور محلے میں کھیلنے والے دو بچوں سے شہادت کروادی۔ میں نے اپنے والد کے اس الزام کو صحیح تسلیم کیا اور میں مشتعل ہوگیا اور میں نے اس وقت دو گواہوں یامیں، اور روشن، کی موجودگی میں اپنی منکوحہ خورشید بیگم کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دے دیں اور اس کی والدہ کے ہمراہ بھیج دیا اور وہ اپنے میکے چلی گئی جبکہ مسمات خورشید بیگم دو ماہ کی حاملہ ہے۔بعد اس کے جب ڈاکٹر سے تحقیقات کی گئی تو ڈاکٹر نے بتلایا کہ خورشید بیگم دوالے کر بھی گئی تھی اور اس کو انجکشن بھی لگایا گیا تھا۔اس پر میں منشی علی بے حد نادم ہوا اور مجھے اپنی غلطی کا بے حد احساس ہوا۔اب میں منشی علی اور میری منکوحہ خورشید بیگم اس بات پر رضامند ہیں کہ واپس اپنا گھر آباد کریں۔

۱۔ کیامذکورہ بالا بیان سے میری بیوی خورشید بیگم کو طلاق ہوگئی یانہیں؟

۲۔ اگر طلاق قطعی نہیں ہوئی تو اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ برائے مہربانی قرآن وسنت سے فتویٰ عنایت فرمایا جائے۔عین نوازش ہوگی۔ فقط طالب فتویٰ، منشی علی ولد محمد ابراہیم

۷۸۶ **الجواب:** طلاقیں تینوں اس کی بیوی پر پڑگئیں۔وہ نکاح سے باہر ہوگئی اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو یہ اپنی رضامندی یا دوسروں کے جبر وکراہ سے بھی باہم نکاح نہیں کر سکتے۔یہی قرآنی حکم ہے کہ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ اور یہی حدیث کا فرمان ہے کہ لاحتی تذوقی (الحدیث) اب حلالہ کے سوا کوئی راستہ نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

لوگوں سے کہے کہ طلاق دے دی تو ہوگئی

سوال: کیافرماتے ہیں علماءدین اس مسئلہ میں کہ: میری لڑکی کی شادی جس کا نام حسن اختر ہے لاہور میں ۲۳ مارچ ۱۹۷۹ء کو حیدرآباد،لطیف آباد کے نعیم عاقل ولد عزیز اللہ خان کے ساتھ ہوئی۔اس کی پہلی شادی شدہ عورت انڈیا فیروزآباد میں تھی اس نے ہم کو بتایا کہ میں نے انڈیا والی بیوی مسمات کوثر جہاں کو کئی بار لانے کی کوشش کی مگر نہ آئی اس لئے میں اس کو چار آدمیوں کی موجودگی میں طلاق دے آیا ہوں۔ہم نے اس پر یقین واعتبار کرتے ہوئے اپنی لڑکی کا نکاح نعیم عاقل کے ساتھ کردیا۔تاہم ہم نے اس کو کہا کہ تحریری طلاق نامہ روانہ کر کے ہم کو نقل روانہ کردو۔اس لئے وہ خود لاہور پہنچا اور بذریعہ عدالت طلاق نامہ مسمات کوثر جہاں کو بذریعہ رجسٹرڈ انڈیا فیروزآباد روانہ کردیا اس کے بعد وکیل نے دواور طلاق نامے بذریعہ رجسٹری روانہ کردیں۔جس کے اکنالجمنٹ (وصولی کے جوابات) اب تک نہ آئے لیکن رجسٹریاں بھی واپس نہ آئیں۔اس لئے ہم نے ۲۳ مارچ ۱۹۷۹ء

وداع کر دی اب ۱۶ مئی ۱۹۷۹ء کو انڈیا والی بیوی مسمات کوثر جہاں حیدرآباد پہنچ گئی اور نعیم عاقل اس کو اپنے ہمراہ باوجود طلاق دینے کے رکھ رہا ہے اور میری لڑکی مسمات حسن اختر کو طلاق لینے کے لئے کہتا ہے اس وقت میری لڑکی ایک ڈیڑھ ماہ کی حاملہ ہے اس لئے فتویٰ بحوالۂ حدیث صادر فرمائیں کہ آیا اس حالت میں کن شرائط کے تحت طلاق ہو سکتی ہے؟ چونکہ میری لڑکی پہلی بیوی کی موجودگی میں نہیں رہنا چاہتی اور وہ دونوں کو رکھنا چاہتا ہے۔ سید ناصر حسین والد حسن اختر، ۳۔۶۔۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب: طلاق کے بارے میں یہ اصول ہمیشہ ذہن نشین رکھیں کہ

۱۔ اگر شوہر نے عورت کو طلاق نہیں دی مگر لوگوں سے کہتا ہے کہ میں طلاق دے آیا تو شرعاً فیصلہ یہی کیا جائے گا کہ طلاق واقع ہوگئی اگرچہ کہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا۔ (فتاویٰ خیریہ وغیرہ)

۲۔ وکیل یا کاتب سے کہا کہ میری عورت کو طلاق نامہ لکھ دے۔ اس کے کہتے ہی عورت پر طلاق واقع ہوگئی اور عورت مطلقہ ہوگئی (عالمگیری وغیرہ) لہٰذا اس کی پہلی بیوی اس کے اقرار سے مطلقہ ہو چکی ہے۔ اور طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ نابالغ ہو یا بالغ۔ مجنون ہو یا عقل والی، حاملہ ہو یا غیر حاملہ۔ بہر حال جب اسے طلاق دی جائے گی طلاق پڑ جائے گی۔ (درمختار، عالمگیری وغیرہ) لہٰذا صورت ہذا میں اگرچہ عورت کو حمل ہے اگر اس کا شوہر اسے طلاق دے گا طلاق معتبر ہوگی البتہ اس کی عدت وضع حمل ہے یعنی ادھر بچہ ہوا ادھر عدت ختم۔ قال الله تعالیٰ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (طلاق:4)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جس عورت کو طلاق دی جائے۔ بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائے گی۔ (خانیہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

طلاق کے بعد عدت پوری ہونے پر عورت خود مختار ہے

سوال: بخدمت جناب عالم دین شرع متین مفتی صاحب مدظلہ، السلام علیکم

کیا فرماتے دین علماء دین اس مسئلہ میں کہ: عبدالغفور ولد محمد عثمان نے اپنی منکوحہ (زوجہ) رضیہ بیگم بنت شریف سے آج سے تقریباً ایک سال قبل دو گواہوں کے روبرو مندرجہ ذیل الفاظ میں لفظ طلاق استعمال کیا تھا۔'' چونکہ میرا اور میری بیوی کا ساتھ نہیں ہو سکتا اس لئے اس کو میں نے طلاق دے دی ہے۔'' اس واقعہ کو ایک سال ہو گیا اور اس کے بعد عبدالغفور ولد محمد عثمان نہ ہی رضیہ بیگم کو لینے آیا اور نہ ہی اس نے کسی قسم کی رجعت کی۔ یہ دونوں گواہان جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ حلفیہ بیان دیتے ہیں کہ ہم مسلمان عاقل بالغ ہوشمندی میں بلا کسی جبر اور لالچ کے یہ بیان دیتے ہیں۔ اب شریعت مبارکہ اس مسئلہ کے بارے میں کیا حکم صادر فرماتی ہے۔ براہ کرم جواب سے نوازیں۔

گواہان: ۱۔ نظام الدین ولد ولی محمد، ۲۔ بسم اللہ خان ولد جلال خان مورخہ یکم ربیع الاوّل شریف ۱۳۹۹ھ

۷۸۶ الجواب: جبکہ شوہر نے اپنی منکوحہ کو طلاق دے دی اور اس طلاق پر گواہ بھی موجود ہیں اور ایک سال تک شوہر کا اس

سے بے تعلق رہنا بھی ان گواہوں کے بیان کی تائید کرتا ہے تو عدت گزر جانے پر عورت کو اختیار ہے کہ جس مرد مسلمان سے چاہے نکاح کرلے (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۳ ربیع الاوّل شریف ۱۳۹۹ھ

عدت کب شروع ہوجاتی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی منکوحہ بیوی کو آج سے دو سال قبل گواہوں کے سامنے تین بار طلاقیں دیں تحریراً طلاق نامہ نہیں لکھا اس نے کہا تجھے طلاق ہے! تجھے طلاق ہے! تجھے طلاق ہے! طلاق نامہ تحریراً نہ لکھنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ اس عورت کا، عدت کے بعد اس عورت کے دیور سے نکاح کرنا چاہتے تھے۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد جب اس عورت کے دیور کا نکاح کسی دوسری جگہ ہوگیا تو عورت نے کہا کہ اب مجھے چھوڑو، تاکہ میں اپنے والدین کے پاس جاؤں اس پر تیسرے آدمی سے نکاح کرنے کی پیش کش کی مگر عورت نے انکار کردیا آخر اسی اثناء میں عورت کی طرف سے کورٹ میں کیس کیا گیا کیوں کہ دو سال تک زوج نے نان ونفقہ نہیں دیا تھا یہ کیس اپریل ۱۹۷۸ء میں ہوا مگر طلاق دو سال قبل ہوگئی تھی آخر کورٹ نے ۱۹۷۹ء۔۳۱۔۱ کو عورت کے حق میں فیصلہ کردیا نان ونفقہ مرد کو ادا کرنے کا حکم دیا اور عورت کو دوسرا نکاح کرنے کی اجازت دے دی اب پوچھنا یہ ہے کہ گواہوں کے کہنے پر طلاق دو سال قبل کی قبول کی جائے گی یا جس تاریخ کو کورٹ نے عورت کو آزاد کردیا اس تاریخ سے عورت کی عدت کے بارے میں وضاحت سے بیان کریں تاکہ دوسرا نکاح کرنے کی کوشش کی جائے۔　　فقط۔ وسیم، اللہ دین شاہ، ٹنڈوالہ یار، ۱۹۷۹ء۔۳۱۔۲

۷۸۲ **الجواب:** طلاق کی عدت، وقت طلاق سے ہے اگرچہ عورت کو اس کی اطلاع نہ ہو کہ شوہر نے اسے طلاق دے دی ہے اور مثلاً تین حیض آنے کے بعد معلوم ہوا، تو عدت گزر چکی۔ درمختار وغیرہ میں ہے **ومبدء العدۃ بعد الطلاق والموت و تنقضی العدۃ و ان جھلت بھما** لہٰذا صورت مسئولہ میں عورت کی عدت گزر چکی اور اسے نکاح ثانی کا اختیار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۶ ربیع الاوّل ۱۳۹۹ھ

اردو میں لفظ ''میں نے تجھے چھوڑا'' طلاق صریح ہے

سوال: چانا فرمائين علماء دين هن مسئلو لاء جنين ۾ مون سائل نالي پنهنجي مذڪوره بيوي کي حڙ جي عالم ۾ ٻه دفعا سندس مائٽن اڳيان چيو ته مون ڇڏي ـ مون ڇڏي ـ طلاق جو لفظ زبان تي نه آندو ـ هاڻي مذڪوره عورت کي مان حق زوجيت ۾ استعمال ڪري سگهان ٿو يا نه ـ شرعي حڪم موجب ان مسئلي تي روشني وجهندا۔

شڪر گزار رهندس

(ترجمہ) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مرد نے برادری والوں کے سامنے اپنی بیوی کا نام لئے بغیر کہا کہ میں نے چھوڑا! میں نے چھوڑا! طلاق کا لفظ زبان پہ نہیں لایا کیا یہ مرد اپنی بیوی کو حق زوجیت میں استعمال کرسکتا ہے یا نہیں؟

شرعی حکم کی رو سے اس مسئلے پر روشنی ڈال کر تحریری جواب دیں۔

نوٹ۔ اس وقت برادری کے سامنے بیوی کا ذکر چل رہا تھا۔ فقط السائل مراد

۷۸۶ **الجواب:** اردو میں یہ لفظ ''میں نے تجھے چھوڑا'' یوہیں عورت کو چھوڑنا عرفاً طلاق میں صریح ہے کہ چھوڑ دینا، لفظ طلاق کی تشریح وتفسیر ہے۔ لہٰذا سندھی زبان میں بھی یہ لفظ کہ مون ڇڏي، طلاق ہی کے معنی میں جانا بولا اور سمجھا جاتا ہے تو بے شک یہ لفظ طلاق میں صریح ہوا۔ اب اگر شوہر نے تین بار کہا تین طلاقیں ہوگئیں اب بے حلالہ اس سے مرد نکاح نہیں کرسکتا اور تین بار سے کم کہا اور عدت گزر گئی تو نکاح آپس میں دوبارہ کرسکتے ہیں اور عدت نہ گزری تو مرد کا اتنا کہنا کافی ہے کہ میں نے تجھے اپنے نکاح میں پھیر لیا۔ ہاں مرد کو چاہئے کہ اس رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ کرے کہ یہی رجعت کا مسنون طریقہ ہے۔ پھر چونکہ برادری کے روبرو، اس شخص کی بیوی کا ذکر چل رہا تھا اور قرائن بتاتے ہیں کہ بیوی کو طلاق دینے نہ دینے کا ہی ذکر تھا تو اب بیوی کی جانب صریح اضافت ونیت کی حاجت نہیں کہ قرائن خود اس کی صراحت کرتے ہیں پھر بھی شوہر اگر ... سے تو اس کا قول بقسم معتبر ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

(ترجمو ۷۸۶ الجواب اردو ۾ هي لفظ مون تو کي ڇڏي اهڙي طرح عورت کي ڇڏي ڏيڻ عرف عام ۾ طلاق صريح آهي۔ يعني ڇڏي ڏيڻ اها لفظ طلاق جي تشريح ۽ تفسير آهي لهذا سنڌي زبان ۾ به هي لفظ مون ڇڏي طلاق جي معنيٰ ۾ جاتو سجاتو وڃي ٿو۔

بيشڪ هي لفظ به طلاق ۾ (صريح) آهي يعني ظاهر آهي جيڪڏهن مڙس ٽي دفعا چيو ته ٽي طلاقون اچي وينديون هاڻي حلالي کان سواءِ ان ساڳئين مرد تي اها عورت حرام آهي ۽ نڪاح نٿو ڪري سگهي۔

۽ ٽن کان گهٽ چيائين ۽ ان دوران عدت به گذري ويئي ته هاڻي حلالي کان سواءِ نڪاح ڪري رکي سگهي ٿو ۽ جيڪڏهن عدت نه گذري هئي عدت جي دوران مڙس جو ايترو چوڻ ڪافي آهي ته مون تو کي پنهنجي نڪاح ۾ ورتي۔ انهي مڙس کي کپي ته اهي لفظ چوڻ وقت به ماڻهو شاهدي طور جيڪي عادل هجن سامهون ويهاري چو ته اهوئي واپسي يعني رجعت جو سنت طريقو آهي۔

مٿيون ذڪر ڪيل سوال اهو آهي ته برادري وارن جي سامهون ان عورت جو ذڪر هلي رهيو هو ۽ قرائن ٻڌائن ٿا ته عورت کي طلاق ڏيڻ ۽ نه ڏيڻ جو ذڪر هلي رهيو هو هاڻي عورت جي طرف رجعت صريح يعني ظاهري اضافت نسبت جي ضرورت نه آهي قرائن پاڻ ان جي وضاحت ڪري رهيا آهن۔ پوءِ جيڪڏهن مڙس انڪار ٿو ڪري ته ان جو قول قسم کڻڻ سان مڃيو ويندو۔ والله تعالي اعلم

العبد محمد خليل خان القادري البرڪاتي النوري عفي عنه ۲۰ ربيع الاول شريف ۱۳۹۹ هج

حلالہ قرآن کریم سے ثابت ہے اور حکم الٰہی ہے

سوال: محترم جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ

میں نے غصے میں نادانستہ طور پر اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں۔ بعد کو اپنی غلطی پر نادم ہوا۔ بیوی کو علم ہوا تو وہ بہت روئی۔ اس لئے ہم نے عہد کیا کہ زندگی میں ایک دوسرے کے علاوہ کسی اور کے ساتھ زندگی نہ گزاریں گے بلکہ حلالہ کر کے پھر ایک ہو جائیں گے۔ اسی طرح میرے غیر ارادی فعل کا ازالہ بھی ہو سکتا ہے۔ طلاق کے وقت بیوی حاملہ تھی اور اس کو اللہ نے بچی سے نوازا۔ اب بچی کا مستقبل بھی پیش نظر ہے جو کہ ہمارے باہم ملنے سے درخشاں ہو سکتا ہے۔ ہم لوگ اپنے وعدہ پر اب بھی قائم ہیں لیکن میرے سسر کو اس پر اعتراض ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی حدیث ہے کہ "حلالہ کرنے والے پر آپ ﷺ کی لعنت ہے" اور یہ قرآن کے ساتھ مذاق ہے۔ براہ مہربانی قرآن و حدیث کی روشنی میں حلالہ کی حیثیت واضح کریں کیوں کہ ہم لوگ نہیں چاہتے کہ چند دن کی دنیا کے لئے اپنی آخرت خراب کریں۔

فقط السائل آصف ولد عبد الواحد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: حلالہ شرعاً ثابت و جائز ہے اور قرآن کریم کی اس آیت سے ثابت ہے **فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ** پھر اگر تیسری طلاق دی تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے، تفسیر بیضاوی، تفسیر مدارک میں صراحۃً لکھا ہے کہ اس آیت میں تنکح سے مراد حلالہ (ہمبستری) ہے، حدیث میں جس حلالہ پر لعنت فرمائی گئی وہ یہ ہے کہ عقد نکاح یعنی ایجاب و قبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے اور یہ نکاح مکروہ تحریمی ہے اور اگر عقد میں شرط نہ ہو اگرچہ نیت میں ہو تو بالکل کراہت نہیں بلکہ اگر نیت خیر ہو تو مستحق اجر ہے (بہار شریعت، فتاویٰ رضویہ) درمختار میں ہے وکان الرجل ماجوراً لقصد الاصلاح اصلاح کی نیت ہو تو آدمی ثواب کا مستحق ہوگا۔ (درمختار وغیرہ) وقال رسول اللہ ﷺ لا حتی تذوقی عسیلته ویذوق من عسیلتك۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۰ اراگست ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

مسلمانوں کی ذمہ داری کہ مطلقہ کو بغیر حلالہ، مرد سے نہ ملنے دیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص مسمی محمد علی ولد قمر نے اپنی بیوی مسمات مہر النساء کو تحریری تین طلاقیں دیں جن کی نقل بصورت فوٹو اسٹیٹ حاضر ہے۔ براہ کرم اس تحریر کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں کہ زوجہ مذکورہ کو طلاق ہوئی یا نہیں۔ اگر ہوئی تو کتنی طلاق واقع ہوئیں اور اب رجوع کی کیا صورت ہے۔

السائل۔ علی حسن، اقبال کالونی پہاڑی، لطیف آباد ۱۲، ۱۵ ستمبر ۱۹۷۹ء

۷۸۶ **الجواب:** صورت مذکورہ میں مسمات مہر النساء کو تین طلاقیں ہوگئیں۔ ان دونوں کے مابین میاں بیوی کا رشتہ ٹوٹ

چکا۔عورت اب بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی یعنی اس کی عدت گزرے پھر عورت دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستری بھی ہو پھر وہ اسے طلاق دے یا مر جائے اور عدت گزر جائے اس کے بعد اس شخص یعنی مسمی محمد علی کا نکاح اس سے جائز ہے۔قرآن حکیم کا ارشاد ہے فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ۔حلالہ کے بغیر اگر ان دونوں نے باہمی رضامندی، خواہ کسی کے دباؤ میں آ کر نکاح کر لیا تو یہ نام نہاد نکاح اس حرام کو حلال اور ناجائز کو جائز نہیں کر دے گا۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ بے حلالہ ان دونوں کو یکجا نہ ہونے دیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۲ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو بحالت حمل طلاق دے دے تو کیا طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟ مطابق شرع مطہرہ کے کیا حکم ہے؟　فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ بالغ ہو یا نابالغ حاملہ ہو یا حاملہ نہ ہو بہر حال طلاق واقع ہو گی۔ (درمختار، عالمگیری وغیرہ) خود قرآن کریم نے حاملہ عورتوں کی عدت بیان فرمائی ہے کہ اس کی عدت وضع حمل ہے۔علماء کرام نے فرمایا کہ حاملہ عورت کی عدّت طلاق کی ہو یا وفات کی دونوں صورتوں میں عدّت وضع حمل ہی پر ختم ہو گی۔ (درمختار، عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۲ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

مدخولہ تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو یہ کہا کہ میں نے خدا کو حاضر ناظر سوچ کر طلاق! طلاق! طلاق دی۔ شرعاً اس کا کیا حکم ہے اگر یہ شخص اپنی بیوی کو دوبارہ رکھنا چاہے تو اس کی کیا صورت ہے؟ شرعی حکم تحریر فرمائیں۔　فقط شمس الدین، حالی روڈ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: جس عورت سے صحبت کی جا چکی ہے اس سے شوہر کا یہ کہنا کہ "میں نے طلاق! طلاق! طلاق! دی" یا یہ کہنا کہ تجھے طلاق! تجھے طلاق! تجھے طلاق! ایک ہی بات ہے۔ان الفاظ سے یقیناً تین طلاق عورت پر پڑ گئیں۔اس پر فرض ہے کہ اسے چھوڑ دے اور بے حلالہ ہاتھ نہ لگائے اگر اس کے خلاف کرے گا زنا کا مرتکب ہوگا اور عذاب شدید کا مستحق۔عورت اب حلالہ کے بغیر ہرگز اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی خواہ دونوں رضامند ہوں یا دوسرے کے دباؤ میں آ کر نکاح پر آمادہ ہوں۔ بلا حلالہ اگر نکاح کر بھی لیا تو دونوں مبتلائے حرام کاری ہوں گے اور عمر بھر حرام کاری کریں گے۔ ردالمحتار میں ہے لو وطی معتدته من الثلاث عالماً بحرمتها فانه زنا یحدبه۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۷ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

طلاق جس طرح بھی دے ہو جاتی ہے

سوال: جناب مہتمم اعلیٰ دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد سندھ، السلام علیکم

میں مسمی محمد حنیف ولد رحمت اللہ کا نکاح مسمات عقیلہ بیگم سے عرصہ تیرہ سال قبل ہوا تھا جس سے دو لڑکے، دو لڑکیاں پیدا ہوئیں اور اس وقت میری بیوی حاملہ ہے۔ میرے سسرالیوں کے درمیان کافی عرصہ سے نا اتفاقی اور گھریلو مسئلوں پر لڑائی جھگڑے ہوتے رہتے تھے۔ ان لڑائی جھگڑوں سے ایک دن دو ماہ قبل میری بیوی تین ماہ کے حمل میں تھی۔ میں نے اپنی بیوی کو اس کے والد یعنی میرے سسر کے اصرار پر جو کہ بار بار مجھے طلاق دینے پر آمادہ کر رہے تھے۔ میں نے غصے اور جنونی کیفیت میں اپنی بیوی کو بیک وقت یہ کہہ کر طلاق دے دی کہ میں نے طلاق دی! میں نے طلاق دی! ہاں طلاق دی! اور یہ کہہ کر میں اپنے سسرال سے باہر آ گیا۔ گھریلو حالات اور تمام باتوں کا تو آپ کو علم ہوگا کہ جب لڑائی جھگڑا ہوتا ہے تو کس قسم کی باتیں نکلتی ہیں۔ بس اس قسم کی باتیں میرے ساتھ ہوئی ہیں جو کہ میرے برداشت سے باہر ہو گیا تھا۔ مگر اب دونوں فریقین اس واقعہ سے بہت نادم اور پشیمان ہیں، کیوں کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کا ساتھ ہے۔ حالات کا مقابلہ کرنا سخت مشکل ہے۔ لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں فقہ حنفی کے مسائل سے آگاہ فرمائیں کیوں کہ ہم دونوں میاں بیوی علیحدہ ہونا نہیں چاہتے۔ میں نے لوگوں کی زبانی بہت کچھ سنا ہے اور معلوم ہوا مگر مجھے ان کی باتوں سے اتفاق نہیں، کوئی کچھ کہتا ہے تو کوئی کچھ۔ لہٰذا جناب مفتی صاحب سے درخواست ہے کہ مندرجہ ذیل حقائق کی روشنی میں جو بھی احکام شریعت ہیں ان سے مجھے آگاہ کیا جائے۔

۱۔ میری بیوی اس وقت تین ماہ کے حمل سے تھی جب کہ یہ طلاق دینے کا واقع پیش آیا۔ (آج سے دو ماہ قبل)

۲۔ جو طلاق میں نے دی بیک وقت، ایک ہی وقت میں تین مرتبہ "میں نے طلاق دی" کے الفاظ دہرائے جبکہ بیچ میں کوئی وقفہ نہیں تھا۔

۳۔ یہ کہ طلاق کا اصرار اس کے یعنی بیوی کے والد کی طرف سے تھا لڑکی نے اس وقت کہا تھا جب کہ میرے سسر کئی مرتبہ طلاق لینے کے لئے اصرار کر رہے تھے تو میری بیوی نے یہ کہا کہ کیوں نہیں دیتے طلاق اس پر میں نے اس کو طلاق دی۔ میں بہت خائف ہوں کہ مجھ سے کوئی غلط کام نہ ہو جائے لہٰذا اس کے لئے راہ نمائی کی جائے۔

یہ واقعہ جن لوگوں کے سامنے پیش آیا ہے ان گواہان کے دستخط بھی موجود ہیں۔

گواہان۔ ۱۔ رفیق احمد، ۲۔ عبد البشیر انصاری

طلب گار ناچیز، محمد حنیف ولد رحمت اللہ، بلال کالونی لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: طلاق بخوشی دی جائے، خواہ کسی کے مجبور کرنے پر، یا کسی کے اصرار پر، طلاق واقع ہو جائے گی۔ نکاح شیشہ ہے اور طلاق پتھر۔ شیشے پر پتھر خوشی سے پھینکا جائے یا، خود ہاتھ سے چھوٹ پڑے، شیشہ ٹوٹ جائے گا۔ لہٰذا صورت

مذکورہ میں تین طلاقیں ہوگئیں۔عورت بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آسکتی۔یعنی اس کی عدت گزرے پھر عورت دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستری بھی ہو پھر وہ اسے طلاق دے یا مرجائے اور عدت گزر جائے اس کے بعد اس شخص کو اس سے نکاح جائز ہوگا۔یہی قرآن کا فیصلہ ہے اور یہی حدیث کا فرمان۔اور عورت کا حاملہ ہونا طلاق پڑنے سے اسے نہیں روک سکتا۔البتہ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے یعنی جب بچہ ہو جائے عدت گزر جائے گی۔(فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

طلاق پر گواہ بھی ہیں تو اب انکار نہ سنا جائے گا

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، جناب عالی مودبانہ گزارش یہ ہے کہ

میری شادی نور محمد سے عرصہ سولہ سال کا ہوا ہوئی تھی اس شادی سے میرے پانچ بچے ہیں اور میرے شوہر نے شریعت محمدی کی رو سے مجھے تین طلاقیں دے دیں ہیں۔کیا میں شریعت میں اس کے نکاح سے خارج ہو گئی ہوں یا نہیں؟ لہٰذا حضور والا سے درخواست ہے کہ مجھے مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمادیں کہ مجھے طلاق نور محمد ولد عبدالوحید سے ہوئی ہے یا نہیں؟ اور مجھے شریعت محمدی کے مطابق کیا کرنا چاہئے؟ عین نوازش ہوگی۔

سعیدہ بیگم دختر محمد شریف، امانی شاہ کالونی، لطیف آباد، حیدرآباد، مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب: سائلہ کا زبانی بیان ہے کہ مسمی نور محمد نے اپنی بیوی کو امام مسجد و مؤذن کے روبرو تین طلاقیں دے دیں ہیں اور یہ کہ شوہر کو اس کا اقرار بھی ہے ایسی صورت میں عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور وہ اپنے شوہر پر بحرمت مغلظہ حرام ہوگئی، اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو یہ دونوں باہمی رضامندی، خواہ دوسروں کی دھمکی اور دباؤ میں آکر بھی نکاح نہیں کر سکتے۔قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

طلاق کے گواہ ہیں تو وقوع طلاق میں شبہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص الیاس نے اپنی بیوی سمو کو طلاق دی اور طلاق کا لفظ تین مرتبہ کہا اور تحریر بھی لکھدی اور وہ طلاق نامہ اپنی زوجہ کو دے دیا۔اس واقعہ پر دو عورتیں حلفیہ بیان دیتی ہیں کہ الیاس نے ہمارے سامنے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور ایک مرد بھی گواہ ہے جس کو خود الیاس نے کہا کہ میں نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی ہے لیکن اب الیاس انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اپنی زوجہ کو طلاق نہیں دی۔برائے مہربانی آپ ازروئے شرع جواب عنایت فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں۔بینوا، توجروا فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جب کہ طلاق دینے پر عینی گواہ اور موقع پر موجود گواہان کی گواہی موجود ہے مسمات مذکورہ پر تین طلاقیں پڑ گئیں۔ان دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا اور عورت اپنے اس شوہر پر بحرمت مغلظہ حرام ہوگئی۔اب

تاوقتیکہ حلالہ نہ ہولے یہ دونوں باہمی رضامندی یا کسی کے جبر خواہ دباؤ میں آکر باہم نکاح نہیں کر سکتے۔ قرآن کریم کا حکم ہے فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور حدیث میں فرمایا لا حتی تذوقی عسیلته (الحدیث) قرآن و حدیث کے احکام کا خلاصہ یہی ہے کہ اب وہ عورت عدت گزار کر کسی اور مسلمان مرد سے نکاح کر لے۔ پھر اگر یہ شوہر اسے طلاق دے دے تو اس طلاق کی بھی عدت گزرنے پر وہ پہلے شوہر کے نکاح میں آسکتی ہے اس کے بغیر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ مطابق ۷ اگست ۱۹۷۹ء

رجسٹری کے ذریعہ طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے داماد مسمی سلیم نے اپنی بیوی کو بذریعہ رجسٹری طلاق نامہ ارسال کیا ہے جس میں خط انگریزی میں تین مرتبہ طلاق تحریر کی ہے۔ برائے مہربانی فرما کر فتویٰ صادر فرمائیں کونسی طلاق واقع ہوئی اور شرعی حکم کیا ہے؟ منّے ولد رمضان، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مذکورہ میں عورت پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں۔ عورت اب بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آسکتی، یعنی اس کی عدت گزرے پھر عورت دوسرے شخص سے نکاح کرے اور پھر وہ اس سے ہم بستر ہو پھر وہ اسے طلاق دے یا مرجائے اور عدت گزرجائے اس کے بعد مسمی سلیم کو اس عورت سے دوبارہ نکاح جائز ہوگا۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۲. ۹. ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

طلاق معلق بہ شرط

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میاں بیوی کے درمیان خانگی جھگڑا ہوا تو دوسرے دن بیوی نے تمام زیورات گھر سے غائب کر دیئے۔ جب شوہر نے اپنے کاروبار کے لئے زیورات مانگے تو بیوی نے شوہر پر الزام لگایا کہ زیورات تم لے گئے ہو جھگڑا کافی بڑھ گیا اس غصہ کی حالت میں شوہر نے کہا کہ اگر کل تک زیورات نہ ملے تو میری طرف سے تمہیں تین طلاقیں ہیں۔ بیوی نے اس پر تحریری طلاق مانگی اس پر شوہر نے کہا کہ شام تک کچھ آدمی جمع کرلوں تو تحریری بھی دوں گا لیکن شام کو آدمی جمع ہوئے تو بیوی نے زیورات کا اقرار کیا کہ تمام زیورات میرے پاس موجود ہیں شوہر نہیں لے گیا۔ اس موقع پر کئی آدمی موجود تھے جس میں جماعت کے چودھری محمد ابراہیم اور چودھری محمد اسمٰعیل کی موجودگی میں زیورات بیوی کے پاس ہی سے نکلے۔ تو فرمائیں اس حالت میں طلاق واقع ہوجاتی ہے یا نہیں؟ چونکہ زیورات غائب ہوگئے تھے جس کا الزام شوہر پر تھا۔ سب اسی شام کو ظاہر ہوگئے جو بیوی کے پاس موجود تھے اور شوہر اپنی جگہ صاف ہے ایسی صورت میں کیا طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ مندرجہ بالا بیان حلفاً اور خدا کو حاضر و ناظر جان کر تحریر کئے گئے ہیں۔ فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** اگر مذکورہ بالا بیان درست ہے اور واقعی شوہر نے اپنی بیوی سے صرف یہی کہا تھا کہ اگر کل تک زیورات نہ ملے تو میری طرف سے تجھے تین طلاق اور زیورات اسی روز شام کو بیوی کے پاس سے مل گئے تو اس صورت میں طلاق واقع نہ ہوئی۔ ہاں اگر عورت گواہ رکھتی ہے تو وہ گواہ پیش کرے ورنہ وہ عورت ابھی اسی شخص کی بیوی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

تین طلاق کے بعد عورت سے حقوق زوجیت کا مطالبہ حرام

سوال: بخدمت جناب حضرت مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

مندرجہ ذیل حالات کی روشنی میں حنفی فقہ کے مطابق فتویٰ درکار ہے کہ

۱۔ میرے شوہر محمد حنیف ولد عبد اللطیف نے مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۷۸ء کو مجھے زبانی وتحریری روبرو گواہان تین طلاق دے دی ہے اور گواہان کے روبرو اقرار کر کے طلاق نامہ پر دستخط بھی کر دئے اور میں نے طلاق قبول کرتے ہوئے اس کے عوض مسمی محمد حنیف پر اپنا حق مہر معاف کر دیا اور اس کے علاوہ اپنا جہیز وسامان اور زیورات بحق محمد حنیف چھوڑ دیئے ہیں اور مزید پانچ عدد زیورات طلائی میرے پاس تھے واپس کر دئے ہیں اور یہ سب طلاق نامہ پر تحریری طور پر آچکا ہے۔ اب عرصہ نو ماہ گزر جانے کے بعد طلاق نامہ سرٹیفکیٹ عائلی قانون کے مطابق حاصل کرنے پر مسمی محمد حنیف فیملی جج کے سامنے اقرار کرتا ہے کہ میں نے طلاق دے دی ہے اور میں اب طلاق واپس لینا چاہتا ہوں جبکہ مذکورہ حالات کے تحت طلاق کی شرطیں اور ایام عدت گزر چکے ہیں اور میرے اور محمد حنیف کے درمیان کوئی تعلق باقی نہیں ہے اور دونوں کے درمیان نامحرم کا مسئلہ عائد ہوتا ہے۔ ان حالات میں کیا محمد حنیف کا طلاق واپس لینے کا سوال شرع محمدی حنفی کے مطابق جائز ہے یا ناجائز؟

۲۔ مزید یہ کہ محمد حنیف نے میرے خلاف ایک مقدمہ فیملی کورٹ کراچی میں کچھ عرصے سے حقوق زوجیت کا دائر کر دیا ہے جو کہ زیر سماعت ہے موجودہ حالات کی روشنی میں میرا کورٹ میں حاضر ہونا جائز ہے یا ناجائز؟

فقط عذرا خاتون دختر عثمان علی، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** طلاق نامہ میں صاف الفاظ میں موجود ہے کہ مسمی محمد حنیف نے اپنی منکوحہ مسمات عذرا خاتون کو تین بار طلاق دی اور اس سے قطعی، قطع تعلق کر لیا اور قرآنی فیصلہ یہ ہے کہ تین طلاقوں کے بعد عورت اپنے شوہر پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے اور تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو دونوں باہمی رضامندی یا کسی کے دباؤ میں آکر نکاح بھی نہیں کر سکتے۔ اور دونوں میں رشتہ زوجیت، حلالہ کے بعد ہی قائم ہو سکتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور جبکہ ان دونوں میں زوجیت کا رشتہ ہی ختم ہو گیا تو حقوق زوجیت کا مطالبہ ایسا ہے کہ جیسا کسی اجنبی عورت سے حقوق زوجیت کا مطالبہ۔ شرعاً ہرگز ہرگز قابل التفات نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۷ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

چار بچوں کی ماں ہو تو بھی طلاق ہو جائے گی

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم
عرض یہ ہے کہ ہمیں قرآن و حدیث کی رو سے فیصلہ چاہئے۔ قرآن پاک میں سپارہ نمبر ۲۸ اور سپارہ نمبر ۲ میں طلاق کا ذکر موجود ہے۔ ہمیں اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ دیں کہ میاں بیوی دونوں رجوع کر سکتے ہیں یا نہیں؟
واقعہ یہ ہے کہ: میاں بیوی دونوں میں جھگڑا ہوا اور دونوں کی تکرار میں لڑکی کے والد بھی آ گئے اور بات زیادہ بڑھ گئی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ لڑکی کے والد نے اپنے داماد سے کہا کہ فیصلہ کر کے جا۔ سسر اور داماد کا مکان بالکل برابر ہے اور دونوں مکانوں کے بیچ میں ایک دروازہ بھی ہے جو اندر ہی اندر ایک دوسرے کو ملاتا ہے اور دونوں فریقوں کے رشتے دار بھی ایک دوسرے کے برابر ہی رہتے ہیں اور محلّہ بھی ایک ہی ہے لہٰذا وہ غصّے کی حالت میں اسی وقت اپنے چند رشتے داروں کو بلا لایا اور ایک ہی سانس میں بغیر نام لئے یعنی میں نے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! کہا۔ ان باتوں کو تقریباً ایک مہینہ ہونے والا ہے اور لڑکی چار بچوں کی ماں ہے اور وہ اپنے شوہر کے ہاں جانا چاہتی ہے اور لڑکی اس وقت اور اس کا شوہر اپنے کئے پر نادم ہے۔ اور کہتا ہے کہ اگر قرآن کی رو سے ہمارا میل ہو سکتا ہے تو میں لڑکی کو دوبارہ رکھنے کے لئے راضی ہوں۔ اگر کوئی تاوان وغیرہ ہے تو وہ ادا کیا جا سکتا ہے؟ فقط السائل مختار احمد، سرفراز کالونی، حیدرآباد، ۲۷ ستمبر ۱۹۷۹ء

۷۸۲ الجواب: صورت مذکورہ میں تین طلاقیں ہوگئیں۔ عورت بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی یعنی اس کی عدت گزرے پھر عورت دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستر بھی ہو پھر وہ اسے طلاق دے یا مر جائے اور عدت گزر جائے، اس کے بعد اس شخص کو عورت سے نکاح حلال ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ قال رسول اللہ ﷺ لا حتیٰ تذوقی عسیلته ویذوق من عسیلتک۔ اور عورت کا چار بچوں کی ماں ہونا یا حاملہ ہونا، وقوعِ طلاق سے مانع نہیں۔ اور الفاظ طلاق میں اگرچہ اضافت نہیں مگر قرائن بتاتے ہیں کہ طلاق اسی عورت کو دی جا رہی ہے جس کے متعلق جھگڑا ہو رہا ہے اور شوہر کچھ اور کہتا ہے تو بیان کیا جائے۔ (عامۂ کتب و فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

شوہر تین طلاق کے بعد منکر ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: مکرمی جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب میری بہن راحت جہاں دختر ابوالحسن ساکن جامشورو جو کہ میری پھوپھی زاد بہن ہے اور میری اہلیہ کی والدہ ہیں۔ ان کو ان کے شوہر محمد حسین نے جو کچھ کہا ہے گواہوں کی موجودگی میں ان الفاظ کی روشنی میں جو کہ میں حلفیہ تحریروں کے ساتھ دے رہا ہوں۔ فتویٰ عنایت فرمائیں کہ آیا طلاق ہوئی یا نہیں؟
حلفیہ بیان شوہر: جناب عالی گزارش ہے کہ میں خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ حلفیہ بیان دے رہا ہوں کہ
میں نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی۔ گھر میں جھگڑا ہو گیا جس پر میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ تم مجھ کو طلاق کیوں نہیں

دیتے۔ جس پر میں نے جواب دیا کہ طلاق دینے میں کوئی دیر نہیں لگے گی اگر میں اپنی زبان سے تین بار یہ کہدوں کہ میں نے تم کو طلاق دی تو طلاق ہو جائے گی، میرے ان الفاظ کا مطلب میری بیوی نے یہ لیا کہ میں نے طلاق دے دی ہے اس پر میری بیوی نے کہا کہ تم اس گھر سے جاؤ، جس پر میں نے جواب دیا کہ یہ گھر سرکاری ہے نہ میرا ہے نہ تمہارا اگر تم نہیں رہنا چاہتی ہو تو اپنے گھر جاسکتی ہو میرا گھر تو یہی ہے۔

جناب سے ایک گزارش ہے کہ اگر آپ کا فیصلہ میرے حق میں ہے تو اللہ کا شکر ہے اگر آپ کا فیصلہ میرے خلاف ہے تو اپنا فیصلہ قلم بند کرنے سے پہلے مجھ کو ایک بار ملاقات کا موقع ضرور دیں کیوں کہ ایک راز میرے سینے میں ایسا ہے جو آپ کے علاوہ میں کسی اور سے نہیں کہہ سکتا اور میری دلی تمنا ہے کہ میں اپنے گھر خراب کرنا نہیں چاہتا اور میں اپنی کوتاہی کی اللہ سے معافی چاہتا ہوں۔ فقط۔ محمد حسین ولد احمد خان

حلفیہ بیان بیوی: میں راحت جہاں دختر ابوالحسن خان (مرحوم) خدا کو حاضر ناظر جان کر حلفیہ بیان کرتی ہوں کہ

میری شادی آج سے ۲۲ سال قبل محمد حسین صاحب سے ہوئی لیکن شادی کے بعد سے اب تک مجھے اپنے شوہر کے گھر میں کوئی آرام نہیں ملا۔ میرا شوہر ہمیشہ جوا کھیلتا ہے اور گھر کی اکثر چیزیں بھی اس عادت کی نذر کر چکے ہیں بلکہ اپنی بیٹی کی بھی کئی چیزیں اس میں رہن رکھوادیں اور تین دفعہ مجھے نکال چکے ہیں بغیر کسی وجہ کے۔ اس کے باوجود میں نے کبھی کوئی شکایت نہ کی اور نہ حکم کی نافرمانی کی۔ ایک گھر میں ایک جگہ رہتے ہوئے اکثر مجھ سے کوئی تعلق نہ رکھا۔ آج سے تقریباً ایک ماہ قبل میرے داماد کے سامنے کہا کہ میں تجھے کلام پاک اٹھا کر اور قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے تجھے تین دفعہ طلاق دی اور اب میرا کوئی واسطہ نہیں۔ میں نے عدالتی کاروائی پوری کر لی ہے۔ میں نے کہا کہ میرا تم سے پردہ لازم ہے کیونکہ تم مجھ کو طلاق دے چکے ہو لیکن اب کہتے ہیں کہ میں نے طلاق نہیں دی۔ اس بارے میں شریعت کیا کہتی ہے اور خدا کا کیا حکم ہے مجھے طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور اب میں کیا کروں؟ فقط دستخط۔ راحت جہاں

حلفیہ بیان داماد: میں مسمی بابر علی خان ولد لیاقت علی خان باہوش وحواس خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ حلفیہ بیان دے رہا ہوں کہ

میں اپنی بہن راحت جہاں دختر ابوالحسن (مرحوم) کے بارے میں جو الفاظ اپنے کانوں سے سنے ہیں وہ تحریر کر رہا ہوں جو کہ محمد حسین صاحب جو کہ میرے سسر بھی ہیں انہوں نے ادا کئے وہ یہ ہیں کہ میں کلام پاک اٹھا کر کہتا ہوں کہ میں نے تجھے تین دفعہ طلاق دی اب میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں اور کلام پاک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ (یعنی ناہید جہاں جو کہ میری بیوی ہے) میری بیٹی نہیں ہے۔ فقط دستخط۔ بابر علی خان

حلفیہ بیان: میں خدا کو حاضر ناظر جان کر حلفیہ بیان لکھ رہی ہوں کہ

جو کچھ لکھا ہے وہ میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے اور میرے سامنے یہ الفاظ محمد حسین نے کہے کہ جب محمد حسین میرے گھر آئے تو کچھ کاغذ ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔ اس میں کیا لکھا تھا یہ مجھے معلوم نہیں تھا۔ میں نے پوچھا یہ کاغذ کیسے ہیں تو انہوں نے کہا کہ یہ طلاق نامہ ہے (نام نہیں لیا تھا) اور دیگر گھر والوں کی موجودگی میں کہا کہ یہ تمہاری ماں کا طلاق نامہ

ہے۔درج ذیل باتیں ہمارے سامنے کیں اور ہم نے حلفیہ درج کر دی ہیں۔

دستخط گواہان: ۱۔ کمال الدین ۲۔ سردار اختر ۳۔ تنویر خان ۴۔ احمد جان

تمام حلفیہ بیان آپ کے سامنے ہیں اس لئے جناب قبلہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب آپ سے گزارش ہے کہ آپ شریعت کے مطابق فتویٰ دیں کہ یہ طلاق ہوئی یا کہ نہیں؟ فقط السائل بابر علی خان، جامشورو کالونی

۷۸۶ الجواب: تمام بیانات کے مطالعے اور گواہوں کی گواہی سے یہ بات صاف سمجھ میں آتی ہے کہ شوہر نے اپنی بیوی کو تین بار طلاق دی لیکن اب اسے انکار ہے۔ایسی حالت میں مسئلہ شرعی یہ ہے کہ اگر دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں قابل قبول شرع، شرعی گواہی دیں گے تو تین طلاقیں ثابت ہو جائیں گی اور شوہر کا انکار نہ سنا جائے گا۔(درمختار وغیرہ) اور فرض کر لیجئے کہ اس نے واقعۃً تین طلاقیں نہیں دیں مگر لوگوں سے کہتا ہے کہ میں نے تین طلاقیں دے دی ہیں اور یہ میری بیوی کا طلاق نامہ ہے تو ایسی صورت میں بھی طلاق کا حکم دیا جائے گا اور عورت فوراً اس پر بحرمت مغلظہ حرام ہو جائے گی اور اب بغیر حلالہ کوئی چارۂ کار نہیں اور فرض کرلیں کہ اگر گواہ شرعاً قابل قبول نہیں اور ان کی گواہی شرع میں معتبر و مقبول نہیں مگر بیوی کو یقین ہے کہ اس کے شوہر نے اسے تین طلاقیں دی ہیں تو اس عورت کو جائز نہ ہوگا کہ اس شوہر کے ساتھ رہے۔ناچار اپنا مہر یا اپنا مال دے کر یا جس طرح ممکن ہو اس سے طلاق بائن لے اور عدت گزار کر کہیں اور نکاح کرنا چاہے تو کر لے اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو زید سے دور بھاگے ہرگز ہرگز اسے اپنے اوپر قابو نہ دے۔(درمختار، عالمگیری وغیرہ) اور یہ سب کچھ اس حالت میں ہے کہ اس کا اسلام و ایمان باقی ہو۔ورنہ جیسا کہ بعض گواہوں کا بیان ہے کہ اس مرد نے شان ایزدی میں گستاخانہ کلمے کہے تو وہ اسی وقت اسلام سے نکل گیا اور اس کا نکاح ٹوٹ گیا۔عورت یوں بھی آزاد ہے۔خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جس شخص کے ایسے حال و احوال ہوں مسلمان عورت کو ہرگز اس کے پاس نہ جانے دیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

چرس کے نشہ میں طلاق دی تو طلاق واقع ہوگئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں ایک دن بیمار تھا اور زکام کی وجہ سے چرس کے نشہ میں بھی تھا۔بیوی اور والدہ سے جھگڑے پر بیوی نے کہا کہ "اگر ایسا ہی کرنا ہے تو مجھے طلاق دے دیں" میں نے بے اختیار طلاق ثلاثہ دے دی۔حالانکہ جھگڑے میں یا قبل اس کے میرا کوئی ارادہ نہیں تھا اور جھگڑے میں غصہ بوجہ نشہ کے اتنے حد تک بڑھ گیا تھا کہ مجھے کچھ علم نہیں ہوا کہ میں نے کیا کہا۔غصہ اور نشہ اترنے کے بعد بیوی نے مجھے پکڑا کہ یہ تم نے کیا کر دیا۔اس کے بعد مجھے ہوش آیا میں یہ الفاظ کئی مرتبہ کہہ چکا تھا۔اب برائے مہربانی اس مسئلہ کا بحوالۂ جات جواب دے دیں کہ آیا میری بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور اگر واقع ہوئی تو کونسی واقع ہوئی؟ اور اب اس کے لئے کیا علاج ہو سکتا ہے؟ عبدالقیوم، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: صورت مذکورہ میں تین طلاقیں واقع ہوگئیں۔ان دونوں کے مابین رشتۂ زوجیت ختم ہو گیا۔اب عورت

بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آسکتی یعنی اس کی عدت گزرے پھر عورت دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستر بھی ہو پھر وہ اسے طلاق دے یا مرجائے اور عدت گزارنے کے بعد اس شخص کو اس عورت سے نکاح جائز ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ، وقال رسول اللہ ﷺ لا حتی تذوقی عسیلته و یذوق من عسیلتك اور یہ سمجھنا کہ شوہر نشہ میں تھا اس لئے طلاق واقع نہ ہوگی قابل التفات نہیں کہ نشہ والے نے طلاق دی تو واقع ہو جائے گی کہ یہ عاقل کے حکم میں ہے اور نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بھنگ و چرس وغیرہ کسی اور چیز سے (درمختار، عالمگیری) یوہیں غصہ کا مجرد دعویٰ معتبر نہیں یوں تو ہر شخص اس کا ادعا کرے اور غصہ کی طلاق واقع نہ ہو حالانکہ طلاق نہیں دی جاتی مگر بحالت غضب (کمافی ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۷ صفر المظفر ۱۳۹۹ھ

بیوی نے طلاق کی رجسٹری وصول نہیں کی تو بھی طلاق ہو جائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اگر بکر بذریعہ رجسٹر ڈلیٹر زید کو اطلاع دے کہ میں تمہاری لڑکی کو طلاق دے چکا ہوں لیکن زید رجسٹری وصول نہ کرے اور یہ رجسٹری واپس بکر کو مل جائے۔ ایسی صورت میں بکر اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کی موجودگی میں یہ کہے کہ میں نے زید کی لڑکی کو طلاق دے دی ہے۔ اب اس کا اور میرا کوئی تعلق نہ رہا" جبکہ تین مرتبہ طلاق کہا ہو"

۱۔ آپ فتویٰ دیجئے کہ رجسٹر ڈلیٹر کے ذریعہ بکر نے جو زید کی لڑکی کو طلاق دی ہے اس طرح زید کی لڑکی کو شرعاً طلاق ہوئی یا نہیں؟

۲۔ آپ فتویٰ دیجئے کہ بکر نے جو رشتہ داروں اور دوستوں کی موجودگی میں زید کی لڑکی کو طلاق دینے کا اظہار کیا ہے اس طرح زید کی لڑکی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

۳۔ طلاق دیتے وقت کتنے رشتے داروں، دوستوں اور اہل محلہ کا ہونا ضروری ہے؟

۴۔ بکر تنہا طلاق دینے کا مجاز ہے یا نہیں؟ تنہا سے مراد طلاق دیتے وقت کوئی دوسرا موجود نہ ہو۔

۵۔ جب بکر زید کی لڑکی کو طلاق دینے کے کلمات ادا کر رہا ہو۔ اس وقت رشتہ دار دوست احباب موجود ہوں لیکن جب وہ (غیر موجود) دوسرے لوگوں سے ملیں تو بکر کے ان کلمات سے ان کو آگاہ نہ کریں۔ کیا ان لوگوں کا یہ طریقہ شرعاً درست ہے یا نہیں؟ جناب مفتی صاحب دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد مذکورہ مسئلہ کا جواب عنایت فرمادیجئے۔ عین نوازش ہوگی۔

نیازمند، محمد رفیق، معرفت پوسٹ ماسٹر سید سعید صاحب، انڈس گلاس ورکس، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: شوہر کا اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کی موجودگی میں یہ کہنا کہ" میں نے زید کی لڑکی (اپنی بیوی) کو طلاق دے دی ہے اور اب میرا اس کا کوئی تعلق نہ رہا" اقرار طلاق ہے اور اقرار طلاق، طلاق ہے اور چونکہ یہ اقرار تین طلاقوں کا

ہے لہٰذا عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں۔اب حلالہ کے بغیر یہ عورت اس مرد کے لئے حلال نہ رہی، رجسٹری خواہ اسے ملی ہو یا نہ ملی بلکہ اس نے واپس کردی ہو بلکہ عورت کو طلاق نہیں دی، مگر لوگوں سے کہتا ہے کہ میں طلاق دے آیا ہوں تو قاضی یہی فیصلہ دے گا کہ طلاق ہوگئی۔(فتاویٰ خیریہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ طلاق دیتے وقت گواہوں کی موجودگی ضروری نہیں۔طلاق بالکل تنہائی میں دے تب بھی ہوجاتی ہے بلکہ طلاق کے لئے زوجہ خواہ کسی دوسرے کا سننا بھی ضروری نہیں۔عند اللہ طلاق ہوگئی اور یہ لوگوں پر ظاہر کردے تو قضاءً بھی طلاق مان لی جائے گی۔واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جب تک ان گواہوں سے مطالبہ نہ کیا جائے یا شرعی ضرورت نہ ہو ان پر بیان کرنا ضروری نہیں نہ یہ گنہگار ہوں گے۔ ہاں ضرورت شرعیہ درپیش ہو مثلاً یہ تین طلاقوں کے بعد بھی عورت کو نہیں چھوڑتا تو ان پر گواہی دینا لازم ہے۔(فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ

تین طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک آدمی اپنی بیوی کا نام لیکر ان الفاظ کے ساتھ طلاق دیتا ہے کہ میں نے طلاق دی رفیقہ کو! میں نے طلاق دی رفیقہ کو! میں نے طلاق دی رفیقہ کو! آیا ان الفاظ کے ساتھ طلاق ہوئی یا نہیں؟

محمد الطاف، گجراتی پاڑہ، ٹنڈو یوسف

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں رفیقہ پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئیں اور اب وہ اپنے شوہر کے لئے اجنبی ہوگئی تاوقتیکہ حلالہ نہ ہوجائے۔قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ (القرآن) واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۵ فروری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب والمجیب انشاء اللہ تعالیٰ مصیب ومثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعندہ علم الکتاب۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

لوگوں سے کہا، "طلاق دے آیا ہوں" تو طلاق ہوگئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید خالد کی بیٹی ہندہ سے، جو کہ پہلے اپنے والدین کے گھر آئی ہوئی تھی ملنے کی غرض سے چند یوم کے بعد اپنے سسرال آیا۔اپنے سسرالیوں سے کہتا ہے کہ میں آپ کی بیٹی کو طلاق دینے کے لئے آیا ہوں، یہ کہہ کر واپس چلا گیا تو اپنے عزیز سے کہا کہ میں طلاق دے کر آیا ہوں حالانکہ یہاں اس نے یہ نہیں کہا کہ میری بیوی کو طلاق ہے بلکہ صرف یہ کہا کہ طلاق دینے کے لئے آیا ہوں کیا یہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

خادم، ننے خاں مستری، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں شخص مذکور نے جب لوگوں سے یہ کہا کہ طلاق دے آیا ہوں تو

طلاق واقع ہوگئی۔(فتاویٰ خیریہ، بہار شریعت) واللہ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۷ فروری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب والمجیب انشاء اللہ تعالیٰ مصیب ومثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعندہ علم الکتاب۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

تحریری طلاق مؤکد میں کیا شبہ رہے گا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: نور محمد ولد توفیق شاہ نے اپنی زوجہ زرینہ بیگم دختر منیر احمد شاہ کو روبرو گواہ اور نوٹری پبلک تصدیق کرا کر طلاق دے دی۔ طلاق نامہ بذریعہ ڈاک بھیج دیا۔ اب نور محمد ولد توفیق شاہ انکار کرتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی لہٰذا شرعی فیصلہ کیا ہے؟ آیا طلاق ہوئی یا نہیں؟

فقط قاسم شاہ ولد بہادر شاہ، پریٹ آباد، حیدرآباد، ۳ فروری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ **الجواب:** بکہ تحریری طلاق نامہ، شوہر کے دستخط کے ساتھ اور مصدقہ نوٹری پبلک موجود ہے تو شوہر کا انکار ہرگز مقبول ومعتبر نہیں۔ عورت اس کے لئے اجنبی اور وہ اس کے لئے اجنبی۔ اب حلالہ کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ **فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ**، و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاحتی تذوقی عسیلته (الحدیث) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

طلاق تعلیق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے روزمرہ کے نزاع سے، جو کہ زوجہ سے ہوتا ہے، تنگ آ کر گھر کے بستر وغیرہ جلائے اور اپنی زوجہ کو درج ذیل الفاظ کہے کہ اگر تو اس دروازے سے باہر نکلی تو تجھے طلاق۔ از راہ کرم فقہ حنفی کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ مذکورہ بالا الفاظ کی ادائیگی سے طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق ہوگئی ہے تو کونسی طلاق ہوئی ہے؟ بینوا بالبرہان توجروا عند الرحمٰن۔

فقط السائل عبد السنان، امریکن کوارٹرز، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** اگر عورت دروازے سے نکل گئی تو اس پر ایک رجعی طلاق پڑ گئی کہ لفظ صریح میں نیت معتبر نہیں۔ شوہر رجعت کرسکتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ **فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ**۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی، النوری عفی عنہ ۱۰ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

تیسری مرتبہ لفظ طلاق کی جگہ چھوڑ دی تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فتویٰ ہے علماء دین کا اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص جس کا نام مسعود جہانگیر ولد منور خاں ہے نے اپنی بیوی کو کورٹ اسٹیمپ پر طلاق دی جس کا مضمون درج ذیل ہے" میں بخوشی باہوش وحواس نسیم بیگم کو طلاق دیتا ہوں ! میں نسیم بیگم کو

طلاق دیتا ہوں! میں نسیم بیگم کو ...... دیتا ہوں! براہ کرم اس کا جواب دیا جائے کہ قرآن و حدیث اور سنت کے مطابق طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ العارض، محمد عمر، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ تیسری طلاق میں اس نے اگر چہ (طلاق) کا لفظ ترک کیا ہے لیکن آگے "دیتا ہوں" کا جو لفظ اس نے لکھا ہے اس سے تیسری طلاق واقع ہو جائے گی، کیوں کہ پچھلی عبارت اس بات پر قرینہ ہے کہ "دیتا ہوں" سے طلاق ہی دے رہا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۳ فروری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۰ھ

تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ حلال نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص مسمی نبی بخش نے اسٹامپ پر اپنی زوجہ شریفن بنت رحمت اللہ کو ان الفاظ میں طلاق دی کہ نبی بخش... باقائمی ہوش وحواس روبرو گواہان اپنی منکوحہ شریفن دختر رحمت اللہ کو تین مرتبہ طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! آج کے بعد میرا مطلقہ سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس میں کونسی طلاق واقع ہوئی۔ آیا اب کوئی صورت ہے یا نہیں؟ فقط السائل شبراتی ولد حاجی اللہ دتہ، لطیف آباد، حیدر آباد، ۱۱ مارچ ۱۹۸۰ء

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں جب تین طلاقیں دیں تو تینوں واقع ہوگئیں اور وہ عورت اس کے لئے بے حلالہ کسی طرح حلال نہیں ہوسکتی اس عورت پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئیں، قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اس طلاق کی عدت گزرے، پھر عورت دوسرے سے نکاح کرے، اور اس سے ہم بستر بھی ہو، وہ طلاق دے یا مرجائے بہر حال اس کی عدت گزر جائے، اس کے بعد اس پہلے سے نکاح ہوسکتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۱ مارچ ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب والمجیب انشاء اللہ تعالیٰ مصیب ومثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعندہ علم الکتاب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۳ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

طلاق جبری کی ایک صورت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنے بھائی سے ناراض ہو کر قسم کھا کر کہا کہ اگر میں تمہارے گھر آؤں تو میری بیوی پر طلاق ہے۔ صورت مذکورہ کے بعد وہ شخص جس نے قسم کھائی تھی اس کے گھر چلا گیا۔ اب مسئلہ درکار یہ ہے کہ یہ طلاق کونسی ہوگی؟ اور قسم کا کفارہ کیا ہے؟

نوٹ۔ قسم کھانے والے کو زبردستی وہاں لے جایا گیا وہ خود اپنی مرضی سے نہیں گیا۔ بینوا، توجروا

فقط السائل، سرفراز، امریکن کوارٹرز ہزارہ کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں اگر شخص مذکورہ کو جبراً لے جایا گیا اور جانے میں اس کی مرضی قطعاً شامل نہ تھی تو طلاق نہ ہوئی، لیکن اگر محض کسی کا کہنا مان کر اور مجبور کرنے پر اپنی مرضی سے چلا گیا تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، عدت سے قبل بغیر نکاح کے رجوع ہوسکتا ہے اور بعد عدت نکاح دوبارہ کرنا پڑے گا اور اب چونکہ قسم کا محل واقع ہوگیا، لہٰذا دوبارہ اس کے گھر جانے میں طلاق دوبارہ نہ ہوگی۔ قسم کا کفارہ بھی ادا کرے یا تین روزے رکھے، دس مساکین کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم　　احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　　۲۳ جنوری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب والمجیب انشاء اللہ تعالیٰ مصیب ومثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعندہ علم الکتاب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

تین طلاق کے بعد رجوع نہیں

سوال: علماء راشدین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ: شوہر نے بیوی کو تین طلاق دیں نیز شوہر ہنوز زوجیت میں رکھنا بھی چاہتا ہے، کیا شوہر حق بجانب ہے۔ شوہر توثیق طلاق کر رہا ہے مزید برآں جملہ توثیق طلاق عمل میں آچکی ہے؟

فقط السائل العبد عابد علی ولد قاضی سید مقصود علی، جامشورو

۷۸۶ **الجواب**: شوہر نے جب تین طلاقیں دے دی ہیں تو میاں بیوی کے درمیان رشتۂ زوجیت ختم ہوچکا اور دونوں ایک دوسرے کے لئے حرام ہوچکے۔ اب حلالہ کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں۔ یعنی عورت عدت گزار کر کسی اور سے نکاح کرے اور وہ ہم بستری کے بعد اسے طلاق دے دے اور عورت اس دوسری طلاق کی عدت گزار لے تو اسے اختیار ہوگا کہ جس سے چاہے نکاح کرلے۔ اس کے بغیر عورت شوہر کے لئے حلال نہیں اگرچہ دونوں باہمی رضامندی یا کسی کے دباؤ میں آکر نکاح کرلیں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور حدیث شریف میں فرمایا لا حتی تذوقی عسیلته (الحدیث) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۵ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

تین طلاق کے بعد رجوع ممکن نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میں نے اپنی ماں سے جھگڑا کیا اور دو تین جھگڑے کے بعد، اپنی بیوی کی ماں کے سامنے یہ الفاظ کہے کہ میں نے تمہاری لڑکی کو طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ اور اب رجوع کی صورت کیا ہوگی؟　　یامین، ۲۰ جنوری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں عورت پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئیں، اور اب یہ عورت شوہر کے لئے حرام اور اجنبی ہوگئی، قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اب سوائے حلالہ کے اور

کوئی صورت نہیں ہے یعنی عورت اپنی عدت تین حیض یا وضع حمل (اگر حمل ہے) تک پوری کرے، اور پھر کسی دوسرے شخص سے اس کا نکاح ہو اور وہ اس سے ہم بستری کرے، پھر وہ شوہر اپنی مرضی سے اسے طلاق دے یا مرجائے اور پھر وہ عورت دوبارہ عدت پوری کرے، تب یہ شوہر اس سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا حتی تذوقی عسیلته و یذوق من عسیلتك اگر بغیر حلالہ نکاح کیا تو یہ حرام ہے اور خالص زنا ہوگا اور شوہر مذکور زانی اور شرعاً سزائے زنا کا مستحق ہوگا اور اولاد ولد الزنا کہلائے گی۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۰ جنوری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب والمجیب انشاء اللہ تعالیٰ مصیب ومثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعندہ علم الکتاب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

طلاق رجعی اور رجوع کی صورت

سوال: بخدمت جناب محترم ناظم اعلیٰ، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد سندھ، السلام علیکم، گزارش یہ ہے کہ مسمی فتح محمد ولد امام الدین قوم ہمراند مسلم بالغ رہائش لیاقت کالونی حیدرآباد، سندھ نے اپنی زوجہ زبیدہ خاتون دختر نور محمد کو بحالت مجبوری دو مرتبہ مسمات کے کہنے کے مطابق لفظ طلاق استعمال کیا لہٰذا عرض یہ ہے کہ شریعت کے مطابق فتویٰ صادر کیا جائے کہ کیا طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

العبد فتح محمد ولد امام الدین، لیاقت کالونی، حیدرآباد، ۱۳ فروری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب: اگر واقعۃً شوہر نے صاف صریح لفظوں میں عورت کو صرف دو مرتبہ طلاق دی جیسا کہ شوہر کا زبانی بیان ہے تو بے شک دو طلاقیں عورت پر پڑ گئیں لیکن یہ دونوں طلاقیں رجعی ہیں۔ شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے یعنی اسے جائز ہے کہ عورت کو پہلے نکاح میں باقی رکھے۔ اس کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ وہ دو قابل اعتماد نمازی و پرہیزگار مسلمانوں کو گواہ بنا کر یہ کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی سے رجعت کی۔ پھر اس کے ساتھ زن و شوہر کی طرح رہ سکتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۰ھ

تین طلاق کے بعد ساتھ رہنا زنائے خالص ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی منکوحہ کو درج ذیل تحریر بھیجی ہے، آیا اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔ اور اب دوبارہ ساتھ رہنے کی کوئی صورت ہے یا کہ نہیں؟ ''میں عبدالستار ولد نے خان قوم بلوچ پٹھان آج بتاریخ ۱۱ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اپنی بیوی اکبری بیگم کو طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں۔ کیوں کہ اس نے باوجود منع کرنے کے میرے خلاف عمل کیا اس وجہ سے میں حق زوجیت سے محروم کرتا ہوں۔ میرا آج سے اس کے ساتھ کوئی

واسطہ نہیں۔ مہر پہلے ہی ادا کر دیا ہے، میری طرف کوئی پیسہ باقی نہیں لہٰذا آج سے وہ اپنے عمل کی خود مختار ہے۔"

فقط بقلم خود عبد الستار خان ولد تتے خان

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں مسمات اکبری بیگم کو تین طلاقیں مغلظہ واقع ہو گئیں اب یہ عورت اپنے سابقہ شوہر عبد الستار کے لئے حلال نہیں تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو جائے۔ شوہر کسی بھی طریقے یا دباؤ سے اگر بغیر حلالہ رجوع یا نکاح کرے گا، وہ زنا خالص ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اکبری بیگم کا نکاح کسی اور سے ہو، پھر شوہر سے صحبت ہو، وہ طلاق دے یا مر جائے اور پھر عدت گزارے تو عبد الستار سے نکاح جائز ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم　احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　۱۷ جنوری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب والمجیب انشاء اللہ تعالیٰ مصیب ومثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعندہ علم الکتاب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ نکاح اسی عورت سے کیا، تو شرکاء کے نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جمیل احمد ولد عمر دین پڑواری حلفیہ بیان دیتا ہے کہ میری زوجہ مسمات نسیم نے میرے والد پر الزام لگایا تو میرے منہ سے غصہ کی حالت میں تین دفعہ "تیرے کو طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! تو میری ماں بہن ہے" نکل گئے۔ اس واقعہ کے تیسرے روز میں نے رجوع کیا اور وہ دو ماہ پانچ دن کے بعد واپس آ گئی۔ اس لئے آپ مہربانی فرما کر قرآن وسنت کی رو سے فتویٰ صادر فرمائیں۔　فقط السائل، جمیل احمد

۷۸۶ **الجواب:** جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں تو پھر عورت اس مرد کے لئے بے حلالہ، کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی یہاں تک کہ اگر باہمی رضامندی یا کسی کے دباؤ میں آ کر دوبارہ نکاح بھی کر لیا تب بھی یہ عورت حرام محض رہے گی جب تک حلالہ نہ ہو کہ، اس طلاق کی عدت گزرے، پھر عورت دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستر بھی ہو پھر وہ دوسرا طلاق دے یا مر جائے اور بہر حال اس کی عدت گزر جائے اس کے بعد اس پہلے سے نکاح ہو سکتا ہے ورنہ ہرگز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ اس بے معنی رجعت کے بعد اگر عورت آ گئی تو اس سے صحبت زنا ہوگی اور اگر اسے مسئلہ معلوم ہے تو یہ زانی، شرعاً سزائے زنا کا مستحق ہوگا اور اس صحبت سے ہونے والی اولاد، ولد الزنا ہوگی۔ پھر اس میں جتنے بھی لوگ شریک ہوں گے یا اس پر راضی ہوں گے سب سخت گناہ گار اور جان بوجھ کر ایسا کرنے والے زنا کے پیروکار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم　العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

تین طلاق ایک ساتھ دینا

سوال: مندرجہ ذیل عبارتوں کا کیا فتویٰ ہے علماء دین کا کہ: ایک آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے۔ اس طریقہ پر کہ میاں بیوی میں گھریلو معاملات پر تنازع ہوا۔ اس بناء پر دو ایک عورتوں کے سامنے کہا کہ " جا میں نے تمہارے کو چھوڑ دیا۔"

اس کے بعد گھر سے باہر جا کر ایک معزز آدمی کو بلا کے لایا، گھر میں اس آدمی کو لا کر اس کے سامنے اور دو تین عورتوں کے سامنے پھر کہا کہ "میں نے اپنی بیوی کو دو طلاق دے دی۔" یہ کہہ کر میاں بیوی الگ ہو گئے۔ بیوی ایک طرف کھانا خود پکا کر کھا رہی ہے اور رہ رہی ہے اور میاں خود پکا کر کھا رہا ہے اور رہ رہا ہے۔ برائے مہربانی قرآن و حدیث کے مطابق اس مسئلہ کا جواب دیجئے کہ اس آدمی کے لئے بیوی جائز ہے یا نہیں؟ فقط والسلام السائل، ابوبکر، بنگالی کالونی، ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء

۷۸۶ **الجواب:** یہ لفظ کہ "میں نے تجھے چھوڑ دیا" طلاق میں صریح ہے اس سے ایک رجعی طلاق پڑ گئی۔ شوہر نے کچھ نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ اس کے بعد شوہر نے دوبارہ یہ الفاظ کہے کہ "میں نے اپنی بیوی کو دو طلاق دے دی" تو یہ اس کی پہلی کے علاوہ دو طلاقیں ہوئیں اور اس طرح عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں۔ دونوں کے مابین نکاح باقی نہ رہا۔ اب حلالہ کے سوا کوئی چارۂ کار باقی نہیں یعنی یہ عورت عدت گزار کر کسی اور سے نکاح کرے اور وہ دوسرا اس سے ہم بستری کے بعد طلاق دے دے پھر عورت اس دوسری طلاق کی عدت بھی گزارے۔ عدت گزارنے پر اب پہلے سے نکاح جائز ہوگا۔ بغیر حلالہ یہ دونوں اپنی خوشی خواہ کسی کے جبر سے بھی نکاح نہیں کر سکتے۔ حلالہ کے بغیر صحبت ہوئی تو وہ زنا ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنۢ بَعۡدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهُۥ وقل رسول اللہ ﷺ لا حتی تذوقی عسیلته (الحدیث) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

ایک ساتھ تین طلاق کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: عبد الغفار ولد عبد الرحمٰن خان کا نکاح ہمراہ مہر النساء دختر محمد ابراہیم ہوا اور عبد الغفور ولد محمد ابراہیم بالغ کا نکاح حسن بانو دختر عبد الرحمٰن سے برادری کی موجودگی میں ہوا اور دو سال تک دونوں فریقین حقوق زوجیت وغیرہ انجام دیتے رہے۔ دو سال کے بعد دونوں فریقین کے درمیان رنجش پیدا ہوئی۔ اس دوران عبد الغفار کے تایا نے غصہ کی حالت میں اور دوسرے رشتے داروں نے محمد ابراہیم کے مکان میں آ کر کہا کہ تمہاری لڑکی تمہارے پاس ہماری لڑکی ہمارے پاس۔ سن کر محمد ابراہیم بھی غصہ میں ہوا۔ دو یوم گزر جانے کے بعد دونوں فریقین کی طرف سے اسٹامپ پر علیحدہ علیحدہ تحریری طلاق نامہ ہوا۔ طلاق تحریری کے وقت برادری کے دو افراد موجود تھے تین طلاق دے دی گئی اور لکھ دی گئی۔ عبد الغفور کی منکوحہ کے بطن سے اس وقت چھ ماہ کی لڑکی موجود تھی۔ وہ لڑکی عبد الغفور اور اس کے والد محمد ابراہیم کے سپرد کر دی گئی۔ وہ لڑکی اس وقت حیات ہے۔ طلاق تحریری کے وقت عبد الغفار اور عبد الغفور اپنے والدین کے موافق تھے۔ پانچ سال کے بعد عبد الغفور ولد محمد ابراہیم نے دوسرا نکاح کیا ہمراہ نصیبا دختر احمد علی سے برادری کی موجودگی میں۔ ایک سال کے بعد نصیبا کو تحریری اسٹامپ پر تین طلاقیں دے دیں اور لکھ دیں۔ تحریر کے وقت برادری کے دو اشخاص موجود تھے۔ طلاق دینے کی وجہ یہ ہے کہ نصیبا دختر احمد علی نکاح ہونے کے بعد صرف دو دن اپنے شوہر کے گھر رہی۔ عبد الغفور کا والد کئی مرتبہ نصیبا کو لینے کے لئے گیا۔ ہر طرح کوشش کے باوجود نصیبا کو نہیں بھیجا نصیبا کے والدین نے محمد ابراہیم کی بہت بے عزتی کی اور گھر سے

نکال دیا نکاح کے ایک سال بعد طلاق نامہ تحریر ہوا۔ عبدالغفار اور عبدالغفور کے نکاح کے دس سال گزر جانے کے بعد حسن بانو کے والد کا انتقال ہو جاتا ہے۔ رشتہ داروں نے حسن بانو سے معلوم کیا تو اس نے کہا کہ میرا اوّل نکاح ہوا ہے اور میں اس کے گھر جانا چاہتی ہوں دوسرا نکاح نہیں کرتی، حسن بانو کو جو طلاق دی تھی وہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ اب عبدالغفور اور حسن بانو دونوں نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ دونوں فریقین نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں؟ برائے مہربانی علماء دین قرآن وحدیث سے فتویٰ دیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط بقلم خود محمد بخش اجمیری، عبدالغفار اجمیری، فقیر محمد، لطیف آباد حیدر آباد

الجواب ۷۸۶ ھوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں اب حسن بانو بغیر حلالہ کے عبدالغفور کے لئے حرام ہے۔ اگر چہ طلاق کو دس بیس سال گزر جائیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ لہٰذا جب تک حسن بانو کی شادی کہیں اور نہ ہو اور وہ اپنے نئے شوہر کے ساتھ ہم بستری کے ساتھ رات گزار لے اور پھر اس کا نیا شوہر اسے طلاق دے اور وہ عدت پوری کرے تب تک یہ عبدالغفور کے لئے حرام رہے گی۔ قال رسول اللہ ﷺ لا حتی تذوقی عسیلته ویذوق من عسیلتك اگر بغیر حلالہ نکاح کرایا گیا تو یہ حرام کاری پر مدد ہوگی اور شخص مذکورہ زانی اور شرعاً سزائے زنا کا مستحق ہوگا اور اولا د ولد الزنا کہلائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲ جنوری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۷ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

طلاق کے ثبوت کے لئے اقرارِ شوہر یا گواہان ضروری ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء راشدین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: بیان (عجائب النساء) زوجہ بشیر الدین حقیقت یہ ہے کہ ایک رات میرا شوہر مجھ سے اچھی طرح بات کر رہا تھا کہ لڑکی پر ناراض ہوا جھگڑا شروع ہو گیا اور یہ گھر سے اپنی والدہ کے گھر جا کر اپنے بھائی کو لینے چلا گیا۔ سب کو اپنے گھر سے نکال دیا کہ جاؤ ہم ایسی عورت سے بات کرنا گوارا نہیں کرتے۔ ان کو تو نکال دیا مگر یہ آنے بھی نہ پائے تھے کہ ان کا بھائی اور بھائی کی بیوی آ گئے۔ اب میرا دیور سے جھگڑا ہو رہا تھا کہ میرا شوہر بھی آ گیا اور کچھ سے کچھ بکنے لگا۔ میں نے کہا کہ تمہارے بھائی نے مجھے گالی دی ہے تو جواب دیا کہ جو کرتی ہو وہ تم کرتی ہو۔ میں تم کو جانتا ہوں، آگے بڑھا اور یک لخت تین طلاق بول دیں اور پھر چارپائی پر سو گیا اور میری والدہ جیسی ایک عورت تھی اس کو ہم نے بلوایا جب اس سے معلوم کیا کہ آپ نے یہ کیا کیا تو بگڑ کر بولے کہ قرآن اٹھا کر کہوں تو وہ خاموش ہو گئیں۔ صبح سو کر اٹھے اور باہر گئے اور گھر میں آئے پھر چلے گئے۔ پندرہ دن بعد آئے کہنے لگے مجھے بتاؤ جو کچھ میں نے کہا، میں مولوی صاحب سے معلوم کروں گا کیوں کہ مجھے معلوم نہیں میں نشے میں تھا، کچھ خبر نہیں کیا کہہ دیا۔ خیر نشے کا ان کو پتہ ہوگا مجھے نہیں کیوں کہ میں غصے میں پہچان نہ سکی یہ جانے یا خدا جانے۔ پہلے گواہی دیتی ہوں کہ یہ نشہ کر کے گھر میں آئے اور بگڑنے لگے تو پوری رات یہ بکواس کرتے رہے صبح جب نشہ ختم ہوا تو میں نے معلوم کیا کہ تم پوری رات کیا کہتے رہے ہو؟ یہ کہنے لگے مجھے نشہ کرا دیا تھا اس لئے مجھے نہیں معلوم۔

میں نے کہا یہ سچ ہے اور ایسا ہوا ہے۔ مجھے مکر کر منہ دکھانا ہے مگر اس بار میں پہچان نہ سکی اس لئے یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتی خدا جانے یہ نشے میں تھے یا نہیں؟ حالت وحشیانہ تھی۔ فقط زوجہ بشیر الدین، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۲ الجواب: طلاق کے ثبوت کے لئے اقرار شوہر درکار ہے یا پھر دو مرد، یا ایک مرد، دو عورتیں، نمازی، پرہیزگار جن کی گواہی شرع میں مقبول ہو وہ گواہی دیں تو ان کی گواہی معتبر ہوگی اور حکم طلاق دیا جائے گا۔ صورت مسئولہ میں عورت پر لازم ہے کہ وہ اس پر گواہ پیش کرے۔ تنہا عورت کا بیان ہرگز کافی نہیں۔ اس لئے دونوں کے مابین نکاح قائم ہے۔ ہاں اگر عورت جانتی ہو کہ وہ تین طلاقیں دے چکا ہے تو جس طرح ممکن ہو اس سے چھٹکارا حاصل کرے یا اپنا مہر وغیرہ معاف کر کے یا اپنے پاس سے کچھ مال دے کر اس سے طلاق حاصل کرے۔ اس کے بغیر وہ شرعاً دوسرا نکاح نہیں کر سکتی۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ربیع الاول شریف ۱۴۰۰ھ

طلاق کے متفرق مسائل

سوال: قبلہ محترم مولانا مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

دیگر یہ کہ میں آپ۔ ۔ایک نہایت اہم مسئلے پر قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ چاہتا ہوں

میرے علم میں یہ بات تھی کہ حاملہ عورت کو طلاق نہیں ہوتی اور جب تک تین مرتبہ طلاق نہ بولو نہ لکھو تو طلاق نہیں ہوتی ہے لہٰذا میں نے اپنی بیوی کو ڈرانے کی نیت سے رعب دینے کے لئے تاکہ گھریلو جھگڑے ختم ہو جائیں بیوی معافی مانگ لے گی بازار سے ایک اسٹامپ لے کر آیا اور اس پر میں نے بیوی کو ڈرانے کی نیت سے علیحدگی کے بارے میں تحریر اور دو جگہ لفظ طلاق لکھا اور بیوی کو بتلایا کہ دیکھو ابھی میں نے دو جگہ لفظ طلاق لکھا ہے۔ اب تم دستخط کر دو اور آئندہ شکایت کا موقع نہ دینا۔ بیوی نے دستخط کر دیئے اور دستخط کرتے ہی ہم دونوں ایک دوسرے سے رجوع ہو گئے۔ اسٹامپ کی تحریر یہ ہے کہ میں باہوش وحواس اپنی بیوی سے علیحدگی چاہتا ہوں کیوں کہ یہ مجھ سے خوش نہیں، میں نے بہت خوش رکھنا چاہا مگر وہ علیحدگی چاہتی ہے۔ شوہر کا کہنا نہیں مانتی۔ مجھ سے وفاداری کی قسم بھی نہیں کھاتی۔ اپنے گھر بیٹھنا چاہتی ہے بقول اس کے وہ شادی سے قبل بہت خوش تھی۔ وہ خود مختار ہے جو مرضی آئے گھر بیٹھ کر کرے۔ مجھے اعتماد نہیں دلا سکتی ہے۔ مجھے تنگ کر رکھا ہے وغیرہ وغیرہ اور پھر آگے لکھا کہ لہٰذا ان حالات میں ہم دونوں سکھ کا سانس نہیں لے سکتے ہیں بلکہ ساتھ رکھ کر میں سمجھتا ہوں کہ نسیم بیگم پر ظلم ہے آزادی چاہتی ہے۔ میں اسے آزاد کرنے پر مجبور ہو گیا ہوں اور بہ خوشی باہوش وحواس نسیم بیگم کو........ دیتا ہوں! میں نسیم بیگم کو........ دیتا ہوں! میں نسیم بیگم کو........ دیتا ہوں! مجھے نسیم بیگم کا جو واجب الادا حق مہر دینا ہے وہ میرے پاس جب ہوگا میں ادا کر دوں گا۔ جب تک میں مہر کی رقم ادا نہیں کروں گا اس وقت تک میں نسیم بیگم ولد مشرف بیگ کو ایک سو پچاس روپے ماہوار اس کے گھر ادا کرتا رہوں گا۔ فقط مسعود جاوید جہانگیر

یہ تحریر لکھنے کے بعد جب میں نے نسیم بیگم کو دکھلائی اور جب اس نے دیکھا کہ میں نے لفظ طلاق نہیں لکھا ہے تو اس

نے وہ حرکات نہیں کیں جس کا میں تصور کئے ہوئے تھا یعنی بیوی معافی مانگے گی مجھے منائے گی تھوڑا بہت روئے گی مگر جب اس نے ایسا نہیں کیا تو میں نے اسے مزید ڈرانے کے لئے ان تین خلاؤں میں سے شروع کی دو جگہوں میں لفظ طلاق لکھ دیا یعنی جملہ یوں مکمل ہوا کہ میں نسیم بیگم کو طلاق دیتا ہوں! میں نسیم بیگم کو طلاق دیتا ہوں! میں نسیم بیگم کو........ دیتا ہوں! تیسری جگہ میں نے طلاق سے بچنے کی نیت سے لفظ طلاق نہیں لکھا اور نہ منہ سے بولا اس کے بعد میں نے بیوی سے کہا کہ دیکھو دو جگہ لفظ طلاق لکھ دیا ہے اب تم مجھے آئندہ شکایت کا موقع نہ دینا۔ اب تم دستخط کر دو، بیوی نے فوراً دستخط کر دئے اور دستخط کرتے ہی ہم دونوں ایک دوسرے سے رجوع ہو گئے۔ تیسرے روز یہ تحریر گھر کے تیسرے فرد کے ہاتھ لگی اور وہ کہتے ہیں کہ طلاق ہو گئی .... میں حلفیہ کہتا ہوں کہ میری نیت طلاق دینے کی نہ تھی۔ اب آپ قرآن و سنت کی روشنی میں صحیح فتوے سے نواز دیں۔ شکریہ

فقط السائل، مسعود جاوید جہانگیر معرفت منور، عالم برادرس، اسٹیشن روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اصل جواب سے پہلے چند امور ذہن نشین کر لیں

۱۔ عورت حاملہ ہو یا نہ ہو جب اسے طلاق دی جائے گی یقیناً واقع ہو جائے گی، ۲۔ طلاق خواہ ایک بار دی جائے یا دو بار یا تین بار، بہر حال واقع ہو گی اگرچہ احکام جداگانہ ہوں گے، ۳۔ الفاظ طلاق صحیح طور پر ادا کئے جائیں یا غلط طور پر، بہر حال ان سے طلاق واقع ہو جاتی ہے اور اس میں عالم جاہل سب برابر ہیں، ۴۔ مسائل شرع بیان کرنے والے موجود ہیں اور تمام احکام کتابوں میں موجود۔ جو نہیں جانتا وہ دریافت کرے۔ یہ عذر کہ میں نہیں جانتا تھا ہرگز مقبول نہیں یوں ہیں یہ کہتا ہے کہ میں سمجھتا تھا کہ حکم یہ ہے، یہ بھی معتبر نہیں، ۵۔ طلاق جبکہ دی جائے واقع ہو جائے گی خواہ دھمکی مقصود ہو یا کچھ اور، ۶۔ صریح الفاظ نیت کے محتاج نہیں ہوتے۔ ۷۔ شوہر نے اگر بیوی سے کہا" میں نے تجھے طلاق دی! دی! دی! تو اس صورت میں تین طلاق کا حکم دیا جائے گا۔ ان امور کی روشنی میں یہ وضاحت ہو جاتی ہے کہ یہ طلاقیں تین ہی پڑیں گی اور کوئی نیت مقبول نہ ہو گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

بیوی طلاق نہ مانے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے لڑکے نبی بخش نے اپنی منکوحہ مسمات شریفن دختر تولاعرف رحمت اللہ یا اللہ بخش کو اس کے مشکوک چال چلن۔ شوہر کا حکم نہ ماننے، اس کی بغیر اجازت ماں باپ کے گھر جا کر بیٹھ جانے، اور شوہر کے ساتھ بدتمیزی کرنے پر گواہان کی موجودگی میں طلاق دے دی۔ اور تین مرتبہ لفظ طلاق زبان سے کہہ دیا کہ طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! اور تحریری طور پر طلاق نامہ اسٹامپ پر تحریر کر دیا جس پر دستخط کر دیئے اور گواہان نے بھی دستخط کر دیئے اور طلاق نامہ بذریعہ رجسٹری پوسٹ مسمات کو روانہ کر دیا۔ مسمات شریفن اور اس کے ورثا اس طلاق کو تسلیم نہیں کرتے ہیں جبکہ لڑکا بدستور اپنے فیصلے پر قائم ہے لہٰذا جناب شرعی سے فیصلہ آگاہ فرمائیں۔

خادم جمعہ خان ولد حاجی اللہ الدین، لطیف آباد، حیدرآباد، ۱۱ مارچ ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب: وجہ خواہ کچھ ہو، لڑکا قصور مند، یا لڑکی قصوروار، جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں، پھر وہ عورت اس شوہر کے لئے بے حلالہ کسی طرح حلال نہیں ہوسکتی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ بلکہ یہ عورت دوبارہ نکاح سے بھی حرام محض رہے گی جب تک حلالہ نہ ہو کہ اس طلاق کی عدت گزرے۔ پھر عورت دوسرے سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستر بھی ہو پھر وہ دوسرا اسے طلاق دے یا مر جائے اور بہر حال اس کی عدت گزر جائے اس کے بعد اس پہلے سے نکاح ہوسکتا ہے ورنہ ہرگز نہیں۔ اور کسی کے دباؤ میں آ کر دوبارہ، بلا حلالہ کے نکاح کر بھی لیا تب بھی یہ نام نکاح کچھ مفید نہ ہوگا۔ عورت سے صحبت حرام اور زنا ہوگی اور مسئلہ معلوم ہونے کے باوجود ایسا کیا تو یہ زانی اور اس کی اس صحبت سے پیدا ہونے والی اولاد، ولد الزنا ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

دھوکہ سے طلاق نامہ پر دستخط کرانا

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے ہندہ (جو کہ بیوہ تھی) سے چند سال قبل نکاح کیا ہندہ کے پہلے مرحوم شوہر سے دولڑکیاں تھیں۔ جس میں کہ ایک کا بلوغ پر پہنچنے کے بعد نکاح کر دیا گیا۔ ہندہ کا رشتہ کا ماموں جو کہ الگ رہتا ہے اپنی بھانجی یعنی ہندہ کے نکاح سے خوش نہیں تھا۔ نکاح سے قبل ہندہ کا بھائی مختلف طریقوں سے لڑکی کی اس شادی کو روکنے میں کوشاں رہا۔ جب ناکامی ہوئی تو اپنی بہن یعنی ہندہ اور اس کے شوہر یعنی زید کے درمیان علیحدگی کی ترکیب نکالی وہ اس طرح کہ زید کو مدعو کیا گیا لہٰذا وہ اپنے برادر نسبتی پر حسن ظن رکھتے ہوئے چلا گیا اور مکان میں جس میں کہ پہلے سے چند لوگ رہتے تھے وہاں تمام لوگوں سے زید واقف تھا اور انہوں نے ایک کاغذ دیا اور زید سے فرمائش کی کہ اس پر دستخط کر دے تو زید کے ساتھ دو تین آدمیوں نے بھی اس پر دستخط کر دیئے زید حلفیہ اقرار کرتا ہے کہ بوقت دستخط میرا دماغی توازن صحیح نہیں تھا ورنہ میں ضرور دریافت کرتا۔ بعد دستخط کے مجھے کہا گیا تم نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دے دی حلانکہ میرے وہم وگمان میں بھی یہ باتیں نہ تھیں اس لئے کہ عقد ثانی کے بعد سے اب تک میرے اور ہندہ کے درمیان کسی قسم کا کوئی اختلاف بھی نہ تھا بلا وجہ میں اپنا گھر کیسے برباد کرتا لیکن وہ کاغذ جس میں کہ پہلے سے طلاق کا مضمون لکھا گیا تھا بغیر میرے علم، کے بس میرے دستخط لے کر میری گھریلو زندگی تباہ کردی۔ میری بیوی کو اس وقت معلوم ہوا جب اس کے بھائی نے اس کو طلاق نامہ دکھلایا تو نیم پاگل ہو کر میرے پاس چلی آئی۔ میں مزید حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میری اس تحریر میں قطعی مبالغہ نہیں ہے۔ تمام مولویوں سے رجوع کیا تو انہوں نے کہا کہ تم نے اپنی زبان سے تین طلاقیں دی تو طلاق ہوگئی اور اگر زبان سے لفظ طلاق نہ نکالا اور وہ بھی اس صورت میں کہ عورت قریب ہو تو طلاق نہیں ہوئی۔ براہ کرم شریعت مطہرہ کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا کہ نہیں؟ شکریہ

فقط عبد اللہ خان، کوٹری

۷۸۶ الجواب ہو الموفق للصواب: طلاق خوشی سے دی جائے یا جبراً، واقع ہو جائے گی، نکاح شیشہ ہے اور طلاق

سنگ۔ شیشے پر پتھر خوشی سے پھینکے یا خود ہاتھ سے چھوٹ پڑے، شیشہ ہر طرح سے ٹوٹ جائے گا، مگر یہ زبان سے الفاظ طلاق کہنے میں ہے، اگر کسی کے جبر واکراہ سے عورت کا طلاق نامہ لکھ دیا اور زبان سے الفاظ طلاق نہ کہے تو طلاق نہ پڑے گی۔ تنویر الابصار میں ہے کہ فلو اکرہ علی ان یکتب طلاق امراتہ کتب لاتطلق جبر واکراہ ایسا ہو کہ اس میں ضرر، رسانی کا اندیشہ ہو اور مجبور کرنے والا ایذا اسانی پر قادر ہو اگر محض اقرار سے کسی کے لحاظ کا پاس رکھتے ہوئے لکھے گا تو طلاق ہو جائے گی۔ لاعلم رکھتے ہوئے طلاق کی تحریر پر شوہر کے دستخط لیے اور شوہر کو معلوم نہیں کہ یہ طلاق نامہ ہے اور اس نے دستخط کر دیئے تو اس طرح طلاق نہیں ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۶ جنوری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۷ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

حلالہ کے لئے کوئی بھی مرد مناسب ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ لڑکی کے گھر جا کر غصہ کی حالت میں اسے زینہ پر بلا کر تین دفعہ طلاق دی۔ ۲۔ اس کے دو سال بعد دوسری شادی کی جس میں ہماری بنی نہیں اور اسے چھوڑ دیا، کورٹ کے ذریعے طلاق دے دی۔ ۳۔ پہلی بیوی سے ایک بچی (۶) چھ سال کی ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ واپس سمجھوتا ہو جائے جو بات آپ بتائیں گے اس پر ہم عمل کریں گے۔ ۴۔ پہلی بیوی چچا کی لڑکی ہے اس وجہ سے چچا نے کہا ہے کہ اس کے بارے میں معلومات کریں اور اس کا فتویٰ صادر کریں۔ سائل۔ عبد العزیز، شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں لڑکی پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہو گئیں، اب سوائے حلالہ کے کوئی صورت نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اس لڑکی کی شادی کسی اور شخص سے بغیر کسی شرط کے کی جائے اور وہ اس کے ساتھ ہم بستری کرے پھر وہ اپنی مرضی سے اسے طلاق دے اور لڑکی عدت گزارے، تب شوہر اول اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

نوٹ۔ حلالہ کے لئے شوہر کا بھائی یا کوئی بھی فرد ہو، اس سے نکاح جائز ہے اور فریقین ایک دوسرے کی شادی میں شرکت کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۶ جنوری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب والمجیب انشاء اللہ تعالیٰ مصیب ومثاب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

رجوع کا طریقہ

سوال: بخدمت جناب شفیق بزرگوار مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں محمد یعقوب ولد نئے خان حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میری منکوحہ بشیرن دختر نذیر احمد ہے جس کی مجھ سے دو لڑکیاں ہیں اور اب وہ حاملہ ہے۔ میرے ساتھ رہتی ہے۔ گھریلو باتوں میں آ کر میں نے غصے کی حالت میں اپنی منکوحہ بشیرن کو طلاق دی۔ لفظ طلاق کا منہ سے نکلنا تھا کہ مجھے خوف خدا ہوا اور پھر میں نے دو دفعہ

طلاق کا لفظ استعمال نہیں کیا اور چپ ہو گیا۔ اب آپ سے گزارش ہے کہ آپ شرع محمدی ﷺ کے موافق فتویٰ صادر فرمائیں کہ عورت کو غصے کی حالت میں ایک دفعہ طلاق دینے سے طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں؟ کیوں کہ میں نے فقط ایک دفعہ لفظ طلاق کہا ہے۔ اب اگر میں اپنی منکوحہ عورت کو اپنی نکاح میں رکھنا چاہوں تو رکھ سکتا ہوں یا نہیں؟ برائے کرم فتویٰ شرع محمدی ﷺ کے مطابق صادر فرمائیں تا کہ اس پر عمل کر سکوں۔ درخواست دہندہ عرض دار، ولی محمد، امریکن کوارٹرز، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں عورت پر ایک طلاق رجعی واقع ہو گئی، شوہر اس صورت میں رجوع کر سکتا ہے، رجوع کے لئے صرف یہ کہہ دینا ہی کافی ہے کہ میں نے اپنی بیوی سے رجوع کیا یا اس سے جماع (صحبت) کر لے تو زبان سے یہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ صورت مسئولہ عنہا میں نہ تو عورت نکاح سے خارج ہوئی اور نہ ہی حلالہ کی ضرورت۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۸ فروری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب والمجیب ان شاء اللہ تعالیٰ مصیب ومثاب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

والدین نے نابالغوں کا نکاح کیا تو نافذ ہے

سوال: بخدمت اقدس مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

التماس ہے کہ ایک فتوے میں آپ کی راہنمائی چاہئے۔ مسئلہ یہ ہے کہ: میں نے اپنی بیٹی کا نابالغی کی عمر یعنی تقریباً ۸ برس میں ایک لڑکے سے نکاح کر دیا۔ ایجاب وقبول میں نے یعنی لڑکی کے باپ اور میرے سمدھی یعنی لڑکے کے باپ نے کئے۔ یہ بات تقریباً ۹ سال پہلے کی ہے۔ سن بلوغت کے بعد میری بیٹی نے اس نکاح کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور صاف کہہ دیا چونکہ یہ نکاح میں نے خود نہیں پڑھا لہٰذا میں اس نکاح کو تسلیم نہیں کرتی اور مجھے اپنے حالیہ سسرال میں جانا قطعی ناپسند ہے۔ میری بیٹی کی طرف سے انکار سن کر اس کے سسرال والوں نے بھی اس قسم کی باتیں شروع کر دیں۔ جب یہ بات برادری والوں میں سنی تو انہوں نے مصالحت کرانے کی غرض سے دونوں فریقین کو اکٹھا کیا۔ جہاں پر لڑکے کے والد نے چند لوگوں کی موجودگی میں صاف طور پر کہہ دیا کہ لڑکی ہمارے گھر کے قابل نہیں ہے لہٰذا ہماری طرف سے طلاق ہے۔ میں نے اسی وقت کہا مجھے منظور ہے پھر فریقین کی جانب سے دو افراد قانونی خانہ پری کرنے کے لئے اسٹامپ پر طلاق نامہ لکھوا کر لائے جبکہ لڑکے کی جانب سے والد کو پورا اختیار تھا۔ اس روز چونکہ لڑکا اپنے کام پر گیا ہوا تھا لہٰذا طلاق نامہ پر دستخط کرنے کا کام دوسرے دن پر ٹال دیا گیا۔ دوسرے روز میں ثالثوں کے ہمراہ لڑکے والوں کے گھر گیا وہاں لڑکا موجود تھا جس کو طلاق نامے پر دستخط کرنے کے لئے کام پر جانے سے روک لیا گیا تھا۔ پھر چند مخالفین کے بہکاوے میں آ کر لڑکے والوں نے اس معاملہ کو کھٹائی میں ڈال دیا۔ یہ تین سال پہلے کی بات ہے اور ابھی تک معاملہ جوں کا توں ہے کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ میری بیٹی کی عمر اس وقت ۱۷ سترہ سال ہے اور وہ اب بھی نکاح کو تسلیم کرنے سے انکار کرتی ہے۔ لہٰذا مندرجہ بالا مسائل کو شریعت کی روشنی میں حل فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی؟ فقط عرض دار خوشی محمد ولد شاہ محمد، پریٹ آباد پھلیلی حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: نابالغ لڑکے اور لڑکی کے نکاح پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے یعنی اگر یہ لوگ نہ چاہیں۔ ولی نے جب

نکاح کر دیا، ہو گیا۔ پھر اگر یہ نکاح باپ نے کیا ہے تو لازم ہو جائے گا کہ ان کو بالغ ہونے کے بعد، نکاح توڑنے کا اختیار نہیں (درمختار وغیرہ) اب دوسری صورت کہ برادری والوں نے مصالحت کے لئے فریقین کو جمع کیا اور چند لوگوں کی موجودگی میں لڑکے کے والد نے صاف طور پر کہہ دیا کہ ہماری طرف سے طلاق ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر لڑکی کے شوہر نے اپنے باپ کو اپنی زوجہ کو طلاق دینے کے لئے وکیل بنایا اور اسے طلاق کا اختیار دے دیا اور اسی بناء پر اس کے باپ نے اپنے بیٹے کی جانب سے اس کی بیوی کو طلاق دے دی تو جتنی طلاقیں دیں واقع ہو گئیں اور سوال کے مطابق صرف اس لفظ سے کہ ہماری طرف سے طلاق ہے۔ ایک طلاق پڑ گئی بشرطیکہ ایک سے زیادہ طلاق کا ذکر نہ آیا ہو لیکن اس ایک طلاق کے بعد جبکہ عدت گزر گئی تو نکاح ٹوٹ گیا اور عورت آزاد ہو گئی اور سوال سے ظاہر یہی ہے کہ باپ نے اپنے بیٹے کی اجازت پر اسے طلاق دی تو طلاق پڑ گئی اور شوہر کو اب انکار طلاق کی گنجائش نہ رہی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ شوہر نے باپ کو طلاق کی اجازت نہ دی باپ نے اپنی مرضی سے طلاق دے دی تو یہ شوہر کی اجازت پر موقوف تھا اگر اس نے خبر سن کر اس طلاق کو جائز قرار دے دیا تو طلاق ہو گئی اب انکار سے کچھ حاصل نہیں اور عموماً یہی ہوتا بھی ہے ورنہ طلاق نہ پڑے گی۔ دوبارہ طلاق حاصل کریں۔ طلاق کے بعد لڑکی عدت گزارے بشرطیکہ خلوت صحیحہ ہوئی ہو ورنہ اس پر عدت نہیں، جب چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

طلاق کا ذکر جھگڑے میں آنے سے طلاق بائن پڑ جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص جو جرائم پیشہ ہے۔ اپنی منکوحہ بیوی کو فروخت کرنے پر تیار ہوا جس وقت بیوی کو یہ معلوم ہوا کہ میرا خاوند یہ حرکت کرنے والا ہے وہ بھاگ کر اپنے والدین کے پاس آ گئی۔ چند دن بعد اس کا خاوند بھی آ گیا اور کہا آئندہ کسی قسم کی حرکت نہیں کروں گا۔ اب میری بیوی کو میرے ساتھ بھیج دو۔ لڑکی کے والدین نے لڑکی کو اس کے ساتھ بھیج دیا۔ چند دن گزرنے کے بعد لڑکی کی ماں وہاں گئی اور اپنے داماد سے کہا کہ میری بیٹی تمہاری بیوی کچھ بیمار ہے اس کو میرے ساتھ بھیج دو۔ اس جرائم پیشہ شخص نے اپنی بیوی کی گود سے چھوٹی بچی جو سوا سال کے قریب ہے چھین لی حق مہر کی رقم ادا کر کے کہا کہ نکل جا دفع ہو جا آیا ان الفاظ سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کونسی؟ برائے کرم شرعی مسئلہ سے آگاہ فرمائیں۔ بینوا توجروا سائل۔ منشی رحیم اللہ خاں، ٹنڈو آدم

۷۸۶۔ الجواب: حالات وقرائن خود ہی بتا رہے ہیں کہ اسے اپنی بیوی کو اپنے نکاح سے نکالنا مقصود تھا اس لئے اس نے حق مہر ادا کر کے کہ میرے گھر سے نکل جا دفع ہو جا غرض اگر طلاق کا ذکر جھگڑے کے دوران آ گیا تو اس سے طلاق بائن پڑ گئی، یوں ہی غصے میں الفاظ ادا کئے تب بھی بغیر نیت، طلاق بائن پڑ گئی اور طلاق بائن کا حکم یہ ہے کہ شوہر عدت میں یا عدت بعد دوبارہ نکاح کر سکتا ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

ارادۂ طلاق، طلاق نہیں ہے

سوال: مکرمی جناب مفتی صاحب، السلام علیکم
عرض یہ ہے کہ: جذبات میں مغلوب ہو کر غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو یہ الفاظ کہے تھے کہ "میں تم کو طلاق دے دوں گا" اور یہ الفاظ تین مرتبہ کہے گئے تھے لہٰذا شرع متین اور حدیث رسول اکرم ﷺ کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ فقط والسلام السائل عبدالعزیز ولد خوشی محمد، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اگر بیان مذکور درست ہے اور شوہر نے ان الفاظ کے علاوہ کہ "میں تم کو طلاق دے دوں گا" اور الفاظ اشارۃً یا کنایۃً یا صراحۃً نہیں کہے تو ابھی عورت پر طلاق نہیں پڑی کہ یہ ارادۂ طلاق ہے اور ارادۂ طلاق، طلاق نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ، ۲۰ اپریل ۱۹۸۰ء

مشروط طلاق

سوال: مرد نے اپنی بیوی کو دو نہایت ضروری جائز کام کرنے کے لئے لکھا عورت نے کوئی اثر نہ لیا۔ مرد نے دو تین بار ہر خط میں دہرایا عورت نے پھر بھی یہ دونوں کام نہ کیے، آخر مرد نے غصے میں آ کر یہ تحریر لکھی کہ تم فلاں فلاں کام کر دو یا میری طرف سے طلاق تسلیم کر لو۔ یہ تحریر ایک ہی کاغذ پر تین بار مرد نے لکھ کر روانہ کر دی۔ عورت نے یہ تحریر ملتے ہی دونوں کام کر کے مرد کو مطلع کر دیا۔ کیا ایسی تحریر سے طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟ فقط السائل

۷۸۶ الجواب: جب عورت نے مرد کے دو کام کر دیئے جن پر اس نے طلاق کو مشروط کیا تھا تو اب ایک طلاق بھی واقع نہ ہوئی اور عورت بدستور اس کے نکاح میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

عقل کھو دینے سے طلاق نہیں پڑتی

سوال: مرد، جس کی عقل سوجھ بوجھ اچھی بھلی تھی، کسی خارجی طاقت، جادو، ٹونا، تعویذ، گنڈے سے ضائع کر دے یا کم کر دے مرد ایک دم مختلف ہو جائے، تنہائی میں کبھی بغیر کسی وجہ کے خودکشی کرنے کی کوشش کرے اور بلیڈ یا چاقو سے اپنا خون نکالنا شروع کر دے۔ غرض کہ تعویذ گنڈوں سے مرد اپنی عقل کھو بیٹھے۔ اسی حالت میں اگر وہ طلاق لکھ کر دے جب کہ تعویذ گنڈے، جادو ٹونا کرنے والے نے اسی غرض کے تحت یہ سب کچھ کیا ہو کہ مرد کسی بھی طرح طلاق لکھ دے کیا طلاق واقع ہو جائے گی؟ جب کہ بعد میں یہ ثابت بھی ہو جائے کہ مرد کی عقل پر کسی خارجی طاقت کا قبضہ تھا اور تعویذ گنڈے جادو ٹونا کرنے والے بھی اقرار کر لیں۔ فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** اگر اس حالت میں آدمی اپنی عقل کھو بیٹھے اور جنون کی کیفیت ہو کہ ہوش میں آنے کے بعد اسے پتہ نہ چلے کہ میں نے اس دوران کیا کیا ہے ایسی صورت میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

فضولی شخص کا اپنی جانب سے دوسرے کی بیوی کو طلاق دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی عمر ۵۵ سال اپنی منکوحہ زوجہ رحمت بی بی عمر ۶۰ سال کو اپنے منہ اور زبان سے طلاق نہیں دی بلکہ ایک دوسرے شخص نے زید مذکور کی طرف سے ایک کاغذ پر طلاق لکھ دی اور زید سے اس کاغذ پر دستخط بھی لے لیا۔ سوال یہ ہے کہ کیا شرع کے مطابق طلاق ہوگئی یا نہیں؟ براہ کرم جواب بالصواب حوالہ جات کے ساتھ عنایت فرمائیں عنایت ہوگی۔ فقط السائل حافظ محمد یعقوب پیش امام بادشاہی مسجد، گوٹھ سنتاب سنگھ، لائن پار نواب شاہ، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** فضولی شخص جسے شوہر کی طرف سے حکم یا اجازت تحریری نہیں وہ اگر عورت کو طلاق لکھ لائے تو اس کا نفاذ اجازت شوہر پر موقوف رہتا ہے۔ اگر وہ اس کے مضمون پر مطلع ہو کر اس تحریر کو نافذ کر دے، مثلاً صراحۃً کہدے کہ میں نے اسے جائز کیا یا اجازت دی یا اسے نافذ کیا یا کوئی ایسا فعل کرے جو نافذ کرنے پر دلیل ہو مثلاً اس پر اپنے دستخط کرے یا مہر اپنی طرف سے عورت کی طرف روانہ کر دے یا بھیجنے کو کہے تو وہ تحریر نافذ ہو جاتی ہے اور گویا خود شوہر کی تحریر قرار پاتی ہے ورنہ نہیں۔

فی البزازیۃ کتب غیر الزوج کتاب الطلاق وقرا، علی الزوج فاخذہ و ختم علیہ اوقال الرجل ابحث ھذا الکتاب الیھا فھذا بمنزلۃ کتابۃ بنفسہ اور یہ بات ظاہر ہے کہ نافذ ہونے کے لئے صرف مضمون پر مطلع ہونا درکار ہے حرف بحرف پڑھنا یا پڑھوا کر سننا ضروری نہیں۔ دوسرا اس کا خلاصہ مضمون بتادے اور یہ سن کر دستخط کر دے یا مہر لگادے یا اسے نافذ کر دے ہر طرح سے درست ہے پس اگر ایسا ہوا کہ شوہر کے حکم سے وہ طلاق لکھ کر لایا یا بغیر اجازت وحکم لکھ لایا اور اس نے مضمون پر مطلع ہو کر دستخط کر دئے تو طلاق پڑ گئی عمر کی اس میں کوئی قید نہیں شوہر کا بالغ ہونا شرط ہے (الدر المختار وغیرہ، فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب العدۃ

نابالغہ، غیر مدخولہ بیوہ، کی عدت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زینب کا نکاح تقریباً آٹھ نو سال کی عمر میں ہوا تھا۔ اور بغیر ودائی اس کا شوہر انتقال کر گیا۔ آج بچی کی عمر تیرہ سال ہے تو کیا ایسی صورت میں عدت ہوگی یا نہیں؟

۷۸۶ الجواب: موت کی عدت چار مہینے دس دن ہے یعنی دسویں رات بھی گزرے بشرطیکہ نکاح صحیح ہو، دخول ہوا ہو یا نہیں۔ دونوں کا ایک ہی حکم ہے اگرچہ شوہر نابالغ ہو یا زوجہ نابالغہ ہو (جوہرہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ رجب المرجب ۱۳۸۴ھ

خلوت کے بغیر طلاق میں عدت نہیں/غیر مدخولہ کا مہر

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید اور ہندہ کا نکاح ایام نابالغی میں ان کے والدین کی رضامندی سے ہوا اب زید اور ہندہ دونوں بالغ ہیں مگر ان دونوں کی خلوت نہیں ہوئی اور اب زید ہندہ کو طلاق دینا چاہتا ہے۔ اس صورت میں ہندہ پر عدت ہوگی یا نہیں۔ ہوگی تو کتنے دن کی ہوگی۔ اور نکاح کے وقت مہر باندھا گیا تھا اور اس صورت میں کہ زید اور ہندہ کی خلوت نہ ہوئی زید پر مہر کے بارے میں کیا حکم ہے۔ آیا پورا ادا کیا جائے گا یا آدھا یا بالکل نہیں؟

عبداللہ، ساکن حالی روڈ حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ عنہا میں اگر زید ہندہ کو طلاق دے گا۔ طلاق صحیح اور واقع ہوگی۔ اور چونکہ خلوت واقع نہ ہوئی اس لئے ہندہ پر کوئی عدت نہیں ہوگی۔ فی مجمع الا نھر طلق غیر المدخول بھا بانت لا الی عدۃ اور اس سے نصف مہر ہندہ کا زید پر واجب الادا ہے۔ جس کا مطالبہ وہ کر سکتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فنصف ما فرضتم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ شوال المکرم ۱۳۸۸ھ

موت زوج کے وقت بیوہ جس مکان میں ہو اسی میں عدت پوری کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: زید ڈگری میں ملازم تھا اور اس کے اہل وعیال وہاں ڈگری میں سرکاری مکان میں رہتے تھے۔ زید بیمار ہو گیا اس کے علاج کے لئے حیدرآباد کے سول ہسپتال میں داخل کیا گیا اور اس کی بیوی مسمات عائشہ اپنی بہن فاطمہ کے ہاں حیدرآباد شہر میں رہنے لگی۔ زید کا ہسپتال میں انتقال ہو گیا۔ یہ مکان کہ جس

میں زید کی بیوی اپنے شوہر کے انتقال کے وقت موجود تھی یہ اس کی بہن فاطمہ کا ہے۔ یہ مکان بہت تنگ ہے۔ عائشہ کا اور کوئی اپنا مکان نہیں ہے۔ اب وہ اپنی رہائش کے لئے لطیف آباد میں ایک مکان لینا چاہتی ہے لہٰذا بیان فرمائیں کہ زید متوفی کی بیوی عائشہ کس جگہ عدت گزارے۔ کیا اس نئے مکان میں از روئے شریعت عدت گزار سکتی ہے؟

۷۸۶ الجواب: عائشہ موت کے وقت جس مکان میں سکونت پذیر تھی اسی مکان میں عدّت پوری کرے۔ اس گھر کو چھوڑ کر دوسرے گھر میں نہیں رہ سکتی۔ اور مکان کا تنگ ہونا کوئی ایسی ضرورت نہیں جس کے باعث مکان تبدیل کرنے کی اجازت ہو۔ (عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ ربیع الاوّل شریف ۱۳۹۰ھ

عدّت میں نکاح ہونا

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، گزارش یہ ہے کہ

ایک لڑکی کو طلاق لئے ہوئے تقریباً ڈھائی ماہ کا عرصہ ہوا۔ اس کا نکاح کر دیا گیا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ تین ماہ بعد نکاح ہونا چاہئے تھا لہٰذا اس کا سد باب کیا ہے؟ لڑکی کو طلاق دوسری دفعہ دینی ہوگی یا نکاح ہوا ہی نہیں۔ ویسے ہی علیحدہ رکھنا چاہئے اور کیا دوسری دفعہ عدت ہوگی اور کتنے دن کی ہوگی اور کیا دوسرا نکاح اس کے ساتھ عدت پوری ہونے پر ہو سکتا ہے اور کیا اس لڑکی پر کفارہ عائد ہوتا ہے اور اگر کفارہ ہوتا ہے تو اس کی تشریح کی جائے کیا کفارہ ہے۔ لہٰذا آپ ان تمام باتوں کا شریعت کے قانون کے مطابق جواب دیں تاکہ اس کو پورا کیا جائے؟ فقط والسلام، عبدالحمید خان، شاہ لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۲

۷۸۶ الجواب: عدت میں نکاح حرام قطعی ہے بلکہ نکاح بڑی چیز ہے قرآن حکیم نے، عدت میں نکاح کے صریح پیام کو بھی حرام فرمایا اگر اس دوسرے شخص کو وقت نکاح معلوم تھا کہ عورت ہنوز عدت میں ہے یہ جان کر اس سے نکاح کر لیا جب تو وہ زنائے محض تھا عدت کی کچھ حاجت نہیں نہ اس دوسرے سے طلاق کی ضرورت بلکہ ابھی جس سے چاہے نکاح کر لے جبکہ شوہر اوّل کی عدت گزر چکی ہو اور اگر اسے عورت کا عدت میں ہونا معلوم نہ تھا تو طلاق کی اب حاجت نہیں مگر متارکہ ضروری ہے یعنی شوہر کا عورت سے کہنا کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا یا عورت کا اس سے کہہ دینا کہ میں تجھ سے جدا ہوگئی۔ اس کے بعد عدت بیٹھے۔ عدّت کے بعد جس سے چاہے نکاح کرے۔ درمختار میں ہے لا عدۃ لو تزوج امرأۃ الغیر عالماً بذلك و دخل بھا و به یفتی۔ (ھکذا فی الفتاویٰ الرضویہ) اس عورت اور اس مرد پر توبہ صحیحہ فرض ہے اس کے علاوہ یہاں اور کیا سزا دی جا سکتی ہے۔ راہ خدا جتنا دے سکیں دے دیں کہ گناہ کا وبال ہلکا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

بچے کی ولادت کے بعد شوہر کا انتقال ہو تو عدت بیوگی، لازم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مسمات خانم بیگم کو بچہ پیدا ہوا اور اتفاق سے بچہ پیدا

ہونے کے صرف ۵ گھنٹے بعد مسمات خانم کے خاوند کا اچانک انتقال ہوگیا۔ خانم کو بچہ ہسپتال ہی میں پیدا ہوا ہے۔ اب اس حالت میں خانم کو عدت کرنی چاہئے یا کہ نہیں۔ مطلع فرمائیں۔ المرسل محمد رفیق لطفی، شاہی بازار، شہداد پور

۷۸۶ الجواب: عورت ضرور عدت گزارے گی اور اس حالت میں اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا (بقرہ:234) یعنی جن عورتوں کے شوہر وفات پاجائیں تو ان کی بیبیاں چار ماہ دس دن اپنے آپ کو روکیں۔ واللہ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ شوال المکرم ۱۳۸۸ھ

بیوہ کی عدت کا مقصد صرف عورت کا حاملہ یا غیر حاملہ ہونے کا علم ہی نہیں بلکہ شوہر کی موت کا سوگ بھی ہے

سوال: ایک عورت کا شوہر ۷۰ سال کی عمر میں وفات پاجاتا ہے اور وفات پانے کے وقت سے ۱۲ سال قبل کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی۔ کیا اس عورت کا عدّت کاٹنا ضروری ہے یا اس کو حدیث کی رو سے کوئی مراعات حاصل ہیں۔ جواب قرآن ر حدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں؟ دعا گو عبد الحمید ولد فقیر محمد

۷۸۶ الجواب: عدت کا مقصد صرف اتنا ہی نہیں کہ عورت کا حاملہ یا غیر حاملہ ہونا معلوم ہوجائے بلکہ شوہر کی موت کا سوگ بھی ہے اور اس میں خلوت ہونے یا نہ ہونے، شوہر کے پاس رہنے نہ رہنے کا کوئی دخل نہیں۔ اس لئے کتنا ہی عرصہ جدائی کو کیوں نہ گزر جائے شوہر کے انتقال پر، عورت پر چار مہینے دس دن کی عدت فرض ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا۔ (درمختار فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

بیوہ حاملہ ہو تو نکاح جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک عورت کے شوہر کا انتقال ہوا اور اس عورت نے چار مہینے دس دن عدت پوری کرنے کے بعد دوسرا نکاح کیا۔ اس کے دوسرے شوہر نے ایک یا سوا مہینے کے بعد اپنی عورت کا دائی سے معائنہ کرایا۔ دائی نے کہا کہ اس کے پیٹ میں تین مہینے کا حمل ہے اس صورت میں یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔ اور یہ بچہ صحیح النسب ہے یا نہیں؟

۲۔ شوہر نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں۔ عدت گزارنے کے بعد نکاح ثانی کیا۔ دوسرے زوج نے ایک دورات رکھنے کے بعد طلاق دے دی۔ عورت نے عدت گزاری بعد عدت عورت نے زوج اوّل سے نکاح کیا تقریباً چھ مہینے نکاح کے بعد یہ بات ظاہر ہوئی کہ زوج ثانی نے بغیر جماع کے طلاق دی تھی۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ زوج اوّل کا نکاح صحیح ہوا کہ نہیں؟

السائل مولوی بن یامین، اسلام آباد

۷۸٦ **الجواب:** صورت مسئولہ عنہا میں جس شخص سے اس کا نکاح ہوا ہے اس پر لازم ہے کہ عورت کو اپنے سے جدا دوسرے مکان میں رکھے اور بچہ پیدا ہونے کا انتظار کرے، اگر شوہر کی وفات سے پورے دو برس کے اندر بچہ پیدا ہو جائے تو یہ نکاح باطل محض ہوا اور جو لوگ واقف حال شریک نکاح تھے۔ سب سخت گناہگار ہوئے۔ بعد بچہ پیدا ہونے کے پھر یہ شخص اس سے نکاح کر سکتا ہے اور اگر وفات شوہر کو دو برس کامل گزر جائیں اس کے بعد بچہ پیدا ہو تو یہ نکاح صحیح ہو گیا دوبارہ نکاح کی حاجت نہیں۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت کو ہاتھ لگانا بھی جائز ہو جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ)

۲۔ زوج اوّل سے دوبارہ نکاح کے لئے عدت اوّل گزرنا، پھر دوسرے سے نکاح ہونا اور ہم بستر ہونا، پھر طلاق یا موت کی صورت میں عدت گزرنا شرط ہے، اگر ان میں سے ایک بات بھی کم ہوگی تو وہ نکاح نہ ہوگا زنا ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ) لہٰذا یہ نکاح منعقد نہ ہوا اور اب وہی صورت ہے کہ کسی کے ساتھ نکاح کرے پھر ہم بستری ہو اور طلاق یا موت کی عدت پوری کرے تب شوہر اوّل سے نکاح جائز ہوگا۔ احمد میاں برکاتی ۱۱/۲/ ۱۹۸۵ء

۷۸٦ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

دوسرے نکاح کے لئے شرعاً پہلی بیوی سے اجازت لازم نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: شیر محمد ولد امام الدین نے اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر ایک بیوہ جس کے شوہر کو انتقال ہوئے تین ماہ سے زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا۔ یار دوستوں میں دور جا کر نکاح کر لیا تھا جس کی خبر کسی کو نہیں ہوئی۔ ایسی صورت میں جبکہ نہ تو پہلی بیوی سے اجازت لی نہ ہی بیوہ کی عدت پوری ہوئی نکاح درست ہوا یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔ فقط ایک سائل عمر دراز

۷۸٦ **الجواب:** نکاح ثانی کے لئے پہلی بیوی کی اجازت کی شرع میں تو ضرورت نہیں، ہاں جس بیوہ سے اس نے نکاح کیا ہے، اگر شیر محمد نے یہ جان بوجھ کر کہ ابھی عورت عدت میں ہے اس سے نکاح کر لیا تھا جب تو وہ نکاح نکاح ہی نہ ہوا وہ تو زنا ہوا اور اگر لاعلمی میں کیا تو نکاح فاسد ہے اور اگر شیر محمد نے اس سے صحبت کر لی تو دونوں پر فرض ہے کہ جدا ہو جائیں اور عورت تین حیض کا انتظار کرے اگر تین حیض اسی چار مہینے دس دن کے اندر گزر جائیں تو چار مہینے دس دن کے بعد نکاح کر لے اور ابھی تین حیض اس جدائی کے بعد نہ گزریں تو اتنا انتظار اس جدائی کے بعد اور کرے کہ تین حیض پورے ہو جائیں اس وقت دوسرے سے نکاح کرے۔ درمختار میں ہے اذا وطئت المعتدۃ بشبھۃ وجبت عدۃ اخری (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۲/۱۱/۱۹۸۴ء

۷۸٦ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

بیوہ کی عدت کا مقصد، بیوہ عدت میں بلا وجہ شرعی ہرگز نہ نکلے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ کیا شوہر کی وفات کے بعد اس کی بیوہ عدت کے دوران گھر سے باہر جاسکتی ہے؟ ۲۔ کیا چہلم کی رسم اپنے آبائی گھر میں جا کر ادا کرے پھر واپس اسی گھر میں جہاں شوہر کی وفات ہوئی ہے واپس آسکتی ہے۔ اور اس طرح کرنے سے عدت میں کوئی فرق تو نہیں آئے گا؟ ۳۔ رسم چہلم کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ ۴۔ عدت کے متعلق قرآن وحدیث کا کیا حکم ہے؟

کشور عباس زوجہ ظفر عباس مرحوم، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۲ الجواب: عدت وفات کا مقصود صرف یہی نہیں کہ اس کا حاملہ وغیر حاملہ ہونا معلوم ہو جائے بلکہ شوہر کی موت کا سوگ بھی اس کا مقصود ہے۔ لہٰذا عورت پر لازم ہے کہ اگر وہ وقت وفات، موجود نہ تھی تو اپنے شوہر کی خبر مرگ سنتے ہی فوراً اس کے گھر چلی جائے اور وہیں عدت پوری کرے اور جب تک اجازت شرعی نہ ہو گھر سے باہر قدم نہ نکالے۔ کسی عزیز کے چہلم کی فاتحہ میں شرکت ضرورت شرعی نہیں یہ تو محض دعائے مغفرت کے لئے مسلمانوں کا ایک اجتماع ہے۔ تو اس امر مباح کے لئے اس امر لازمی کو کس طرح چھوڑ سکتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۸ ربیع الآخر ۱۴۰۲ ھج

بیوہ کو عدت میں گھر سے نکلنا کب جائز ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: شوہر کے انتقال کے بعد عدت کس مقام پر ہونی چاہئے جبکہ لڑکی اور لڑکے کے گھر والوں میں تاریخ امروزہ سے بیشتر اختلاف چل رہے ہیں۔ ایسی صورت میں حالات کو کشیدہ ہونے سے بچانے کے لئے عدت کس مقام پر مناسب رہے گی؟　غلام احمد، لیاقت کالونی

۷۸۲ الجواب: موت کے وقت جس مکان میں عورت کی سکونت تھی اسی مکان میں عدت پوری کرے۔ اس گھر کو چھوڑ کر، دوسرے مکان میں بھی سکونت نہیں کر سکتی۔ ہاں اگر میت کے ورثا اسے اس مکان میں رہنے نہیں دیتے اس کے حصہ میں جتنا مکان پہنچتا ہے وہ قابل سکونت نہیں یا چوروں کا خوف ہو یا مال تلف ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ یا کوئی ایسی ہی مجبوری ہو کہ اس کا تدارک، اس کے بس میں نہیں مثلاً تنہا رہتے خوف کرتی ہے اور کوئی دوسرا ساتھ دینے والا میسر نہیں تو یہ واقعی مجبوری ہے۔ اور تعلقات میں کشیدگی کوئی ایسی چیز نہیں جسے شرعاً مجبوری کہا جائے۔ (عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۰ شوال المکرم ۱۴۰۱ ھج

مطلقہ، شوہر اوّل کے گھر میں، حلالہ کے بعد، پردہ کی پابندی کے ساتھ رہ سکتی ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسمّی محمد رمضان نے گزشتہ رمضان المبارک کی ۴ تاریخ کو اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی تھیں بعد گزرنے ایام عدت، مطلقہ نے گزشتہ جمعہ کو اپنے دیور سے برائے حلالہ نکاح کر لیا بروز ہفتہ کو بعد ادائیگی حلالہ طلاق دے دی گئی کیا اب مطلقہ اپنی دوسری عدت اپنے پہلے شوہر مسمّی محمد رمضان کے گھر میں

پوری کرسکتی ہے۔ کیوں کہ مطلقہ کا دوسری جگہ ایام عدت گزارنے کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ برائے مہربانی بروئے شرع مسئلہ سے آگاہ فرمائیں؟ نور محمد ولد منور علی شاہ

۷۸۶ الجواب ہوالموفق للصواب: اگر واقعی عورت کے رہنے کیلئے کوئی دوسرا ٹھکانہ نہیں تو یہ عورت شوہر اول کے گھر میں عدت پوری کرسکتی ہے لیکن ضروری ہے کہ شوہر و عورت میں پردہ ہو یعنی کسی چیز سے آڑ کردی جائے کہ ایک طرف شوہر رہے دوسری طرف عورت۔ اس لئے کہ یہ عورت ابھی شوہر اول کیلئے اجنبیہ ہے اور اجنبیہ سے خلوت جائز نہیں اور اگر مکان میں تنگی ہو اتنا نہ ہو کہ دونوں الگ الگ رہ سکیں تو شوہر اتنے دنوں تک مکان چھوڑ دے۔ (درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۰/اکتوبر ۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

سوگ صرف بیوہ پر ہے، دوسری عورتوں پر نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ کچھ لوگ یہ روایت کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص کا انتقال ہو جائے تو چالیس دن تک صرف ایک ہی عورت دو روٹیاں پکا کر اور گھی و شکر لگا کر اس کے نام پر خیرات کرے۔ اس کے علاوہ دوسری کوئی عورت روٹی نہیں پکائے۔

۲۔ کسی شخص کے مرنے کے بعد چالیس دن تک اس کے لواحقین میں کوئی عورت مہندی نہیں لگا سکتی ہے نئی چوڑیاں اور نئے کپڑے نہیں پہن سکتی ہے؟ ان مسائل کی شرعی حیثیت کیا ہے، فتویٰ صادر فرمائیں۔ فقط ایک سائل۔ علیم الدین

۷۸۶ الجواب: یہ سب واہی تباہی باتیں اور زمانہ جاہلیت کی رسمیں ہیں۔ سوگ صرف اس عورت کے لئے ہے جس کا شوہر جاتا رہا۔ دوسروں پر کوئی ایسی پابندی نہیں۔ مولائے کریم ایسی بیہودہ باتوں سے بچائے اور اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

نکاح ثانی کے ۹ ماہ بعد بچہ کی ولادت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: مسمات حمیدن کا نکاح حلالے کا ہوا تھا دوسرے روز صبح صادق اس کو طلاق ہوگئی تھی اور اسی دن سے انہوں نے عدت کے دن گزارنے شروع کئے اور عدت ہوگئی معلوم ہوا کہ حمیدن کے پیٹ میں حمل ہے لہٰذا اب بچہ بھی پیدا ہوگیا ہے تقریباً ۴۰ روز کا ہے لہٰذا اب وہ پرانے شوہر کے پاس جانا چاہتی ہے۔ آپ حکم خدا اور قرآن کے مطابق ہمیں بتائیں کہ وہ کس طرح سے دوبارہ اپنے پرانے شوہر کے پاس جاسکتی ہے؟

نوٹ:۔ پہلے شوہر کی طلاق کے بعد عورت کو کوئی حمل نہیں تھا۔ اور نکاح ثانی کے نو ماہ بعد بچہ پیدا ہوا۔ سائل محمد سعید

۷۸۶ الجواب: جبکہ حمیدن کا نکاح ثانی ہو چکا اور شوہر ثانی نے اسے طلاق بھی دے دی اور اس طلاق کی عدت، جو وضع حمل سے تھی وہ بھی پوری ہو چکی یعنی بچہ پیدا ہولیا تو اب حمیدن اپنے پہلے شوہر کے لئے اسی طرح حلال ہوگئی جیسے وہ بعد نکاح اول، اور

قبل طلاق اس کے لئے حلال تھی۔قال اللہ تعالیٰ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

بیوہ کی عدت کے دن

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ: مسمات حمیدہ کی شادی نابالغی یعنی بچپن میں ہوئی تھی جب کہ وہ عمر بلوغت کو نہ پہنچی تھی۔اب لڑکی بالغ ہو چکی ہے اس کے میکے والے کچھ عرصے کے بعد اس کی ودائی یعنی رخصتی کرنا چاہتے تھے۔ اس درمیان میں وہ لڑکی اپنی سسرال رسمی طریقہ سے کبھی عید الفطر کو گھنٹہ دو گھنٹہ کیلئے آئی اور پھر واپس اپنے میکے چلی گئی۔دن ہی میں اب اتفاق سے مسمات حمیدہ کے شوہر کا ایکسیڈینٹ ہو گیا اور وہ موقع پر ہی جان بحق ہو گیا۔اب لڑکی اپنے والدین کے پاس ہے۔شوہر سے کبھی اس کا واسطہ نہ ہوا تھا نہ کوئی تعلق رہا۔کیا ایسی حالت میں لڑکی کو عدت کرنی چاہئے یا کہ نہیں جبکہ ان دونوں نے ابتک ایک دوسرے کو نہیں دیکھا۔اب اگر لڑکی پر عدت ہوتی ہے تو وہ عدت اپنے باپ کے گھر گزارے یا سسرال آ کر کرے؟ فقط ایک سائل، محمد رفیق، شاہی بازار، شہداد پور

۷۸۶ الجواب: موت کی عدت چار مہینے دس دن ہے یعنی دس دن بھی گزرے۔دخول ہوا ہو یا نہیں دونوں کا ایک ہی حکم ہے اگرچہ شوہر نابالغ ہو یا زوجہ نابالغہ ہو۔قرآن کریم کا ارشاد ہے وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ یعنی تم میں جو مر جائیں اور بی بیاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں۔البتہ عورت اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے جیسا کہ خود ارشاد قرآنی ہے۔اور چونکہ وفات کی عدت میں نفقہ واجب نہیں اور لڑکی اپنے والدین کے یہاں رہ رہی ہے تو عدت کے ایام یہیں پورے کرے۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

حاملہ کی عدت۔نافرمان بیوی کا نفقہ۔حق پرورش۔بری کا زیور، جہیز وغیرہ

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم، مندرجہ ذیل حالات کے بارے میں فتویٰ شریعت محمدی کی روشنی میں ارشاد فرمائیں۔

ہماری بہن محفوظہ دختر عبد الغفار جس کی شادی تقریباً آٹھ ماہ قبل عبد الرزاق کے صاحبزادے محمد اعظم سے ہوئی تھی۔شادی کے تقریباً چھ ماہ بعد محمد اعظم نے ہماری بہن کو جو کہ ہمارے گھر میں آئی ہوئی تھی طلاق نامہ بھیج دیا۔طلاق نامہ مورخہ ۱۹۷۶۔۷۔۲۳ء کو موصول ہوا اس وقت ہماری بہن تقریباً ساڑھے چار ماہ کے حمل سے تھی۔آج طلاق کو تقریباً پونے دو ماہ گزر چکے ہیں اور ہماری جماعت میں کیس چل رہا ہے۔ برائے کرم آپ فتویٰ دیں کہ: ا۔عدت کی مدت کتنی ہے؟ ۲۔اور لڑکے کے ذمے کتنے ماہ کا خرچ ہوتا ہے؟ ۳۔اور زچگی ہونے کے بعد کتنے مہینے وہ اپنے بچے کو دودھ کے پیسے دیتا رہے گا؟ ۴۔اور زچگی کا خرچ کس کے ذمے ہوتا ہے؟ ۵۔بچہ کتنے سال ماں کے پاس رہے گا اور اس کا خرچ کس کے ذمہ

ہوگا؟ ٦۔اور ہمارے دئے ہوئے جہیز کے سامان کے علاوہ لڑکے والوں کی طرف سے سونا اور کپڑے اور دیگر سامان پر کس کا حق ہے؟ ہماری بہن کو چھ ماہ کی مختصر مدت میں بے قصور انھوں نے تین کپڑوں کے ساتھ چھوڑ دیا اس کے لئے لڑکے کو کیا جرمانہ عائد ہے؟　مخلص۔ظہور احمد جمن

۷۸٦ الجواب: ا۔حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے یعنی بچہ پیدا ہوتے ہی اس کی عدت ختم ہوجائے گی۔ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (طلاق:4)۔واللہ تعالیٰ اعلم

٢۔ جس عورت کو طلاق دی گئی ہے وہ بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائے گی۔طلاق رجعی ہو یا بائن یا تین طلاقیں عورت کو حمل ہو یا نہیں(خانیہ) ہاں جو عورت بے اجازت شوہر گھر سے چلی جایا کرتی ہے اس بناء پر اسے طلاق دے دی تو عدت کا نفقہ نہیں پائے گی۔(عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

٣۔ بچہ پیدا ہوتے ہی عدت ختم ہوجاتی ہے اور عدت گزرنے پر عورت حق پرورش کا معاوضہ بھی پائے گی اور دودھ پلانے کی اجرت اور بچہ کا نفقہ بھی۔اور بچے کو دودھ پلانے کی مدت دو سال تک ہے۔(درمختار وغیر) ماں خواہ کوئی عورت جس کیلئے حق پرورش حاصل ہے اس کے پاس لڑکا سات برس کی عمر تک اور لڑکی نو برس کی عمر تک رہ سکتی ہے۔اس کے بعد باپ، دادا وغیرہ کو حق پرورش حاصل ہے(عالمگیری وغیرہ) زچگی کا خرچ بظاہر شوہر کے ذمہ ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

٦۔ لڑکے والوں کی طرف سے جو سونا وغیرہ چڑھاوے میں دیا جاتا ہے اس کا دارومدار، ان اطراف کے رسم ورواج پر ہے۔ اگر وہ لڑکی کی ملک میں دے دیا جاتا ہے لڑکی اس کی مالک اور عاریۃً دینے کا رواج ہے تو لڑکے والے اس کے مالک ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم　العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　١٥ شوال المکرم ١٣٩٦ھ

حاملہ کی عدت

سوال: مسمات جمیل خاتون دختر سعید عالم کو اس کے شوہر مسمّی صادق ولد رفیع اللہ نے مورخہ ١٩ اپریل ١٩٧٨ء کو عرصہ ١٤ ماہ قبل ایک تحریری طلاق دے کر مفارقت کر دی تھی مگر اس وقت مسمات جمیلہ کو ایک ماہ کا حمل تھا۔اس حمل سے مسمات کو لڑکی پیدا ہوچکی ہے۔کیا حاملہ ہونے کی صورت میں طلاق واقع ہونے پر کوئی شرعی عذر ہے جو طلاق کے وقوع پر اثر انداز ہوتی ہو یا طلاق قطعی واقع ہوچکی ہے۔محمد صادق کہتا ہے کہ طلاق نہیں ہوئی کیوں کہ مسمات حاملہ تھی۔حالانکہ طلاق نامہ توثیق شدہ ہے؟
فقط محمد قدیر ولد سعید عالم

۷۸٦ الجواب: وقوع طلاق کے لئے عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔عورت حاملہ ہو جب بھی طلاق ہوجائے گی اور اس کی عدت وضع حمل ہے۔لڑکی پیدا ہوتے ہی عدت ختم ہوچکی اور عورت اب آزاد ہے۔جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ ہاں پہلے شوہر کے لئے وہ بلا حلالہ جائز نہیں۔قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ　واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　١٨ ربیع الآخر ١٣٩٩ھ

عورت عدت میں کن حالات میں گھر سے نکل سکتی ہے؟

سوال: بعد سلام عرض ہے کہ میرے بہنوئی ۱۹۸۳ء ۲۔۳ کو انتقال کر گئے۔ سوگواران میں ایک بیوی، دولڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ عرض ہے کہ ان بچوں کو ان کا حق دلوانے، جو کہ پروائیڈینٹ فنڈ، گریجویٹی، انشورنس اور پینشن وغیرہ ہیں۔ میری بہن کو محکمے کے دفتر میں حاضر ہونا پڑ گا کیوں کہ ہر گورنمنٹ ملازم یا فیکٹری میں کام کرنے والا ملازم اپنے بیوی بچوں کے نام Nominate فارم بھر کر دفتر میں فائل کر دیتا ہے۔ میرے بہنوئی اپنے بیوی بچوں کا نام نومینیٹ فارم میں لکھوانا بھول گئے۔ جس کی وجہ سے بہت زیادہ بھاگ دوڑ کرنی پڑے گی اور بہن کو رو برو دفتر میں پیش ہونا پڑے گا۔ تو کیا بہن اپنے اور بچوں کے حق لینے کے لئے دوران عدت دفتر میں جا سکتی ہے یا نہیں۔ برائے مہربانی قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں کہ آیا وہ جا سکتی ہے یا نہیں؟ عرض گزار محمد عتیق ولد عبد اللطیف، ریلوے کالونی، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: ایسی صورت میں اس کے شوہر کا مال محفوظ رہے گا اور کوئی بھی اس پر ناجائز قبضہ کر کے اپنی ملک نہیں لے سکتا۔ عورت کے لئے حکومت میں ایک درخواست گزار دینا ہی کافی ہے کہ "میں عدت میں ہوں۔ برائے کرم جبتک عدت نہ گزرے میرے معاملہ کو مؤخر کر دیا جائے" تو کوئی وجہ نہیں کہ حکومت اسے گھر سے نکلنے پر مجبور کرے اور اگر واقعۃً عورت مجبور ہو جائے کہ اگر گھر سے نہ نکلی تو اسے نقصان اٹھانا پڑے گا اور کوئی ایسا بھی نہیں جسے اس کام پر مقرر کر سکے تو بقدر ضرورت باہر جا سکتی ہے مکررات کو اسی گھر میں رہنا ہوگا۔ (درمختار۔ ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

عدت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت کو طلاق ہوگئی اس کی شرعی میعاد کیا ہے۔ اور کتنے دن اس کو عدت میں رہنا ہوگا۔ شرعی طور پر وہ کس کس رشتے دار سے مل سکتی ہے۔ جبکہ عورت کم از کم ڈیڑھ سال سے اپنے والدین کے گھر پر ہے اس دوران شوہر یا سسرال والوں سے واسطہ نہیں رہا۔

فقط والسلام حاجی غلام مصطفےٰ خان نقشبندی، مدرسۃ البنات، بخی پیر روڈ

۷۸۶ الجواب: جس عورت کو طلاق دی ہے، بائن، خواہ رجعی، اور شوہر اس سے دخول کر چکا یا تنہائی میں ایک دوسرے کے ساتھ رہ چکے اور اس وقت حمل نہ ہو اور عورت کو حیض آتا ہے تو عدّت پورے تین حیض ہے اور اگر وہ عورت حاملہ ہے تو عدّت وضع حمل ہے۔ جب بھی بچہ پیدا ہو جائے گا عدّت ختم ہو جائے گی اور جن مردوں سے پہلے ملنا اس کے لئے شرعاً جائز تھا اب بھی جائز ہے اور عدّت واجب ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ عورت شوہر کے گھر پر رہتی ہو۔ (درمختار، عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ

عدت گھر پر فرض ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اہل سنت و جماعت اس مسئلہ میں کہ: میری والدہ ماجدہ عمر (۶۵) پینسٹھ سال تقریباً ایک ماہ قبل بیوہ ہوگئی تھیں اور آج کل عدت میں ہیں۔ انہیں رحم کی کوئی خطرناک بیماری لاحق ہوگئی ہے، جس کی وجہ سے پیشاب پاخانہ میں بھی سخت تکلیف پیش آ رہی ہے اور اگر کوئی علاج نہیں کرایا گیا تو خدشہ ہے کہ ان کی صحت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا، اور زندگی کے لئے بھی شدید خطرات لاحق ہیں۔ لیڈی ڈاکٹر کا خیال ہے کہ انہیں ہسپتال میں داخل کرنا پڑے گا اور وہیں ان کا علاج ہوسکتا ہے۔ گھر پر علاج ممکن نہیں۔ مندرجہ بالا بیماری کی روشنی میں کیا مریضہ کو ہسپتال میں داخل کرایا جاسکتا ہے۔ پھر عدت کے احکامات کیا ہوں گے۔ نیز کیا احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں؟ براہ کرم قرآن وسنت اور فقہ کی روشنی میں صحیح جواب عنایت فرمایا جائے۔　　جواب کا طالب، عبدالغفار شیخ، ایگزیکٹو انجینئر واپڈا، کوٹری

۷۸۶ الجواب: حکم شرعی یہ ہے کہ موت یا فرقت کے وقت، جس مکان میں عورت کی سکونت تھی اسی مکان میں عدت پوری کرے۔ اس مکان کو چھوڑ کر دوسرے مکان میں بھی سکونت نہیں کرسکتی مگر بوقت ضرورت بقدر ضرورت۔ آج کل معمولی باتوں کو جس کی کوئی حاجت و اہمیت نہ ہو، محض طبیعت کی خواہش کو ضرورت کہہ دیا کرتے ہیں وہ یہاں مراد نہیں۔ بلکہ شرعاً ضرورت وہ ہے اس کے بغیر کوئی چارۂ کار نہ ہو اور ضرورۃً بھی جہاں گھر سے نکلنے کی اجازت دی وہاں صراحت کی کہ رات اپنے گھر پر ہی گزارے۔ (ہدایہ وغیرہ) لہٰذا علاج کو مؤخر کرنا ہی کفایت کرتا ہو یا گھر پر رہتے ہوئے علاج ممکن ہے مثلاً یونانی علاج تو ہسپتال میں داخلہ کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ حکم شریعت کا احترام کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۸ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الظھار

بیوی کا یہ کہنا کہ شوہر کو باپ، بھائی سمجھتی ہوں

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت اس مسئلہ میں کہ ہمارے پاس ایک کیس بابت مابین زن وشوہر چل رہا ہے۔ جب ہم لوگ لڑکی کے بیانات لینے گئے تو لڑکی نے حلفیہ ہم لوگوں کے سامنے یہ بیان دیا۔ جس میں اس نے کہا کہ میں خدا کو حاظر ناظر جان کر حلفیہ کہتی ہوں کہ بشیر احمد میرا شوہر نہیں ہے میں اسے اپنا باپ اور بھائی سمجھتی ہوں لہذا ان الفاظ کی روشنی میں آپ سے اس مسئلہ میں فتویٰ درکار ہے۔ برائے مہربانی آپ شریعت کی رو سے ہماری رہنمائی فرمائیں؟ منجانب: پنچائیت فیصلہ کمیٹی، شاہ فیصل کالونی حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں، ان دونوں کے مابین نکاح میں کوئی فرق نہ آیا البتہ عورت گناہگار ہوئی۔

قال اللہ تعالیٰ وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا (مجادلہ:2) عورت اگر شوہر کو یا اس کے اجزاء کو اپنے محارم مثلاً بھائی باپ بیٹے سے تشبیہ دے تو شوہر اس پر حرام نہیں ہوتا۔ کمافی الدر المختار وظها رها منه لغو فلا حرمة۔ عورتیں یوں ہی ناقص العقل ہیں۔ ان کی ایسی باتوں پر حرمت کا حکم دے دیا جائے تو عورت کو، شوہر سے چھٹکارا حاصل کرنے کا بڑا سستا نسخہ ہاتھ آ جائے اور سارا نظام ومعاشرہ تباہ وبرباد ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ذی قعد ۱۴۰۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الیمین (قسم کا بیان)

وعدہ سے انحراف نفاق ہے، جھوٹی قسم کھانا

سوال: مکرمی ومحترمی قبلہ جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمی قمر الدین ولد عبدالستار کی بھتیجی کا عقد مسمی محمد سلطان ولد نور الٰہی سے ہوا۔ شادی کے تقریباً چھ ماہ بعد لڑکی کے ساتھ تشدد و مار پیٹ کا سلسلہ شروع ہو گیا جب یہ تنازعہ طول اختیار کر گیا تو مسمی قمر الدین نے برادری کے چند افراد کو بلا کر ان کے روبرو تمام واقعات گوش گزار کیے۔ ہر دو فریقین کی جملہ گفتگو سن کر آخر برادری کے افراد نے ان دونوں فریقین کا اس تنبیہ کے بعد میل ملاپ کرا دیا کہ آئندہ لڑکی پر کوئی تشدد یا مار پیٹ نہیں ہو گی اور آپس میں میل محبت کے ساتھ رہیں گے۔ اس تصفیہ پر مسمی محمد سلطان تقریباً چھ ماہ تک عمل کرتے رہے لیکن پھر وہی سلسلہ مار پیٹ شروع ہو گیا۔ آخر کار شادی کے تقریباً چھ سال کے بعد لڑکی کا انتقال ہو گیا۔ جس سے تین بچے ہیں۔ لڑکی کے انتقال کے تقریباً ایک ہفتہ کے بعد مسمی قمر الدین نے برادری کے چند افراد بلائے اور ان کے روبرو مسمی محمد سلطان کو بلایا اور کہا کہ مرحومہ کے تین بچے ہیں اور سابقہ تلخ واقعات کے تحت بچوں کے مستقبل کو خدشہ ہے لہٰذا آپ کو جو بچی کے ساتھ جہیز دیا گیا تھا اسے فروخت کر دیا جائے اور اس کی حاصل شدہ رقم بچوں کے نام بینک میں فکسڈ ڈپازٹ کر دیے جائیں تاکہ بچوں کے سن بلوغت پہنچنے پر بچوں کے کام آ سکیں۔ مسمی محمد سلطان نے مسمی قمر الدین کے کہنے پر لبیک کہا اور اقرار کیا کہ جب چاہیں جہیز کو فروخت کر کے رقم بچوں کے نام بینک میں جمع کرا دیں۔ برادری کے افراد نے اس فیصلہ میں کوئی حصہ نہیں لیا یہ دونوں افراد کا آپس میں خود کردہ فیصلہ تھا۔ برادری کے افراد صرف گواہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ بعد ازاں طے شدہ فیصلہ کو ایک تحریری شکل دی گئی اور دونوں فریقین نے ایک اقرار نامہ تحریر کیا اور اس اقرار نامہ کو برادری کے ایک فرد کے پاس بطور امانت محفوظ کرا دیا گیا۔ تاکہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آ سکے۔ چند یوم کے بعد مذکورہ اقرار نامہ مسمی محمد سلطان نے اس فرد سے دھوکہ دے کر یہ کہہ کر حاصل کر لیا کہ میں ابھی پانچ منٹ میں فوٹو کاپی کرا کر دے جاتا ہوں۔ انہوں نے اس پر اعتماد کر کے وہ اقرار نامہ دے دیا کہ ابھی واپس آ جائے گا لیکن بعد میں وہ اقرار نامہ واپس کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیتا رہا۔ آخر کار برادری کی جنرل میٹنگ میں محمد سلطان کو بلایا گیا اور مذکورہ اقرار نامہ واپس کرنے پر زور دیا گیا تو اس وقت محمد سلطان نے برادری کے تقریباً پچاس افراد کے سامنے کلمہ پڑھ کر حلفیہ کہا کہ میں کاغذ اقرار نامہ لے کر گیا لیکن وہ مجھ سے گم ہو گیا۔ بعد ازاں محمد سلطان اور ان کے لواحقین مسمی محمد رمضان اور مسمی بندو نے یہ پروپیگنڈا شروع کیا کہ محمد سلطان نے مذکورہ جہیز برادری کے چھ افراد کو دے دیا ہے

جس کی مالیت بیس ہزار روپیہ ہے اور چھ افراد اسے بانٹ کر کھا گئے ہیں اور ہم ان کو بند کروائیں گے۔ اس پر برادری کے چھ افراد نے ڈپٹی کمشنر ایس پی اور تھانہ انچارج کو اپنے تحفظ کی درخواست دی اور تمام حالات بیان کئے۔ اس پر انکوائری ہوئی اور محمد سلطان کو تھانے میں بلایا گیا اور چھ افراد کو بھی بلایا گیا۔ تھانہ انچارج نے محمد سلطان سے اقرار نامہ کے متعلق دریافت کیا لیکن مسمی محمد سلطان تھانے میں اقرار نامہ لانے سے ہی منحرف ہو گیا اور تمام افراد و تھانہ کے عملہ کے سامنے تین مرتبہ کلمہ پڑھ کر حلفیہ کہا کہ میں نے کوئی اقرار نامہ نہیں لکھا اور نہ ہی میں لے کر آیا ہوں اور نہ میرے پاس ہے اور اسی قسم کا حلف نامہ بھی تحریری پولیس کو لکھ کر دیا اور پھر مسجد میں جا کر قرآن پاک بھی اٹھایا حالانکہ یہ دیدہ دانستہ جھوٹا حلف اٹھایا گیا تھا جسے مسمی محمد رمضان اور مسمی بندو نے شہہ دے کر اٹھوایا حالانکہ دونوں افراد بخوبی جانتے تھے کہ محمد سلطان حلف نامہ کا کاغذ لے کر آیا ہے اور یہ جھوٹا حلف اٹھا رہا ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ مسمی محمد سلطان کو غلط حلف اٹھانے سے باز رکھتے بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کرتے رہے اور مکمل تعاون کیا اور جو کچھ بھی ہوا ان کے مشورہ سے ہوا۔ براہ کرم جملہ واقعات و حالات کی روشنی میں قرآن پاک اور حدیث شریف کے مطابق فتویٰ صادر فرمائیں کہ برادری اب ان تین افراد کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرے؟

فقط السائل محمد غیاث الدین ولد محمد عمر

۷۸۶ الجواب محمد سلطان نے جو کچھ کہا اس کا حاصل تین چیزیں ہیں۔

۱۔ وعدہ سے انحراف جس کا پورا کرنا اس پر لازم تھا اور ہے یعنی مرحومہ کے جہیز کو اس کی اولاد کی ملکیت قرار دینا لیکن اس نے اس کے خلاف کیا اور حدیث شریف میں بلا وجہ شرعی اپنے وعدے سے پھر جانے کو نفاق فرمایا۔ لہٰذا محمد سلطان پر توبہ لازم ہے۔

۲۔ محمد سلطان نے دھوکہ اور فریب سے وہ کاغذ جس پر وہ معاہدہ تھا حاصل کیا اور پھر اسے بظاہر ضائع کر دیا اور مسلمانوں کو دھوکہ اور فریب دینا سخت حرام۔ حدیث شریف میں ہے جس نے دوسروں کو دھوکہ دیا وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں یعنی بروز قیامت وہ غیر مسلموں کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور جھوٹا حلف نامہ، جھوٹی قسم جو جان بوجھ کر کھائی جائے اس کے سبب آدمی سخت گناہ گار ہوتا ہے اور اس پر استغفار و توبہ فرض ہوتا ہے۔ بہر حال محمد سلطان اور اس کے حامیوں پر فرض ہے کہ وہ علی الاعلان توبہ کریں۔ اگر وہ ایسا کر لیں فبہا۔ ورنہ برادری پر لازم ہے کہ اس وقت تک ان لوگوں سے قطع تعلق کر لیں جب تک وہ توبہ نہیں کرتے۔ اس سے شادی بیاہ سلام کلام وغیرہ سے پرہیز کریں کیا عجب کہ اس مار سے وہ راہ راست پر آ جائیں اور اپنے مظالم سے توبہ کر لیں۔ قرآن کریم میں ان جیسوں کے بارے میں فرمایا گیا فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾ (انعام) یاد آنے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ

ظلم اور توبہ

سوال: مکرمی و محترمی قبلہ جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب عالی گزارش یہ ہے کہ:

مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۷۵ء کو آپ سے ایک فتوئی لیا گیا تھا۔ اس کے مطابق مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۷۵ء کو برادری کی ایک پنچائیت بلائی گئی جس کی کاروائی تقریبا رات ساڑھے دس بجے سے صبح چار بجے تک جاری رہی اور کافی غور وفکر کیا گیا۔ مسمی محمد سلطان اور ان کے ایک حامی مسمی بندو نے پنچائیت میں آنے سے ہی انکار کر دیا جنہیں فتوے کے مطابق سزاوار قرار دے دیا گیا ہے لیکن محمد سلطان کا دوسرا حامی مسمی محمد رمضان پنچائیت میں حاضر ہوا اور اپنی غلطیوں کا اعتراف کیا اور برادری میں علی الاعلان زبانی وتحریری توبہ قبول کر لی ہے اور مزید تیار ہے۔ نیز مسمی محمد رمضان نے آئندہ کے لئے بھی وعدہ کیا ہے اور ان کے لڑکوں نے بھی ان کی ذمہ داری لی ہے ہمارے والد آئندہ اس قسم کا کوئی کام نہیں کریں گے جس سے کسی کو ایذا پہنچے یا کسی کے حق کی تلفی ہو۔ لیکن برادری اس تذبذب میں مبتلا ہے کہ

۱۔ کیا مسمی محمد رمضان جو کہ اس بات کے بانی تھے کہ یہ معاملہ طوالت اختیار کرے اور حق تلفی ہو وہ قابل معافی ہیں؟

۲۔ کیا معنی نکالے جائیں فتوے میں نفاق، حق تلفی اور ایذا کے اس کی وضاحت فرما دیں؟

۳۔ کیا مسمی محمد رمضان اس امر کے پابند ہیں کہ وہ مسمی محمد سلطان سے وعدہ پورا کرنے کے بعد توبہ کریں؟ یا بغیر وعدہ پورا کرائے ہی توبہ کے مستحق ہیں؟

۴۔ کیا طریقہ کار ہے توبہ استغفار کرانے کا تاکہ وہ اختیار کیا جائے؟

براہ کرم مندرجہ بالا چند نکات کی قرآن پاک اور حدیث شریف کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی

فقط والسلام، حافظ وحید الدین، محمد سلطان، محمد شفیع، قطب الدین

۷۸۶ الجواب: فقیر نے اپنے سابقہ فتوے میں لکھا تھا کہ "محمد سلطان اور اس کے ساتھیوں پر فرض ہے کہ وہ علی الاعلان توبہ کریں اور ان چیزوں سے باز آئیں جن سے دوسروں کو ایذا اور ان کی حق تلفی ہوتی ہے" یہ تحریر اگرچہ اپنی جگہ واضح ہے لیکن مزید توضیح کے لئے یہ فقیر عرض گزار ہے کہ 'حق العبد وہ مطالبہ مالی ہے کہ شرعاً اس کے ذمے، کسی کے لئے کوئی ثبوت ہو اور ہر وہ نقصان و آزار، جو بے اجازت شرعیہ کسی قول وفعل وترک سے، کسی کے دین وآبرو، وجان، جسم، مال یا صرف قلب کو پہنچایا جائے اور اسی کو ظلم کہا جاتا ہے اور حق کسی قسم کا ہو جب تک صاحب حق معاف نہ کرے معاف نہیں ہوتا۔ بے اس کے معاف کئے، معافی کی کوئی صورت نہیں اور مطالبہ مالی ہو تو اس کا ادا کرنا اور صاحب حق کو اس کا مال پہنچانا بھی لازم۔ مثلاً زید نے بکر کی رقم چھین لی یا مار لی یا رشوت وچوری سے یا جھپٹ کر حاصل کر لی تو اس کی توبہ صرف یہ نہیں کہ آدمی اپنی غلطی کا اعتراف کرے اور علی الاعلان کہہ دے کہ میں نے توبہ کر لی ہے بلکہ اس پر لازم ہے کہ اس کا مال واپس کرے۔ پھر اس سے معافی چاہے پھر توبہ کرے، اس کے بغیر توبہ کہاں۔ وہ حالات جو سوال میں مذکور ہوئے ان کی روشنی میں محمد سلطان اور اس کے ساتھیوں پر یہ فرض ہے کہ وہ مال، صاحب حق کو پہنچائیں پھر معافی مانگیں۔ اس تمام جھگڑے میں ان کا ایک ساتھی ہے محمد رمضان جس نے اب توبہ کر لی ہے لیکن توبہ کی قبولیت کے لئے یہ ضروری ہے کہ جس طرح اس نے محمد سلطان کو غلط راہ پر ڈالنے کا کردار ادا کیا، یوں ہی وہ اسے راہ راست پر لانے اور حق، صاحب حق کو پہنچانے میں اپنے اثر ورسوخ، اپنی قوت وطاقت اور اپنی تمام کوششوں کو عمل میں لائے، جن میں یہ امر بھی شامل ہے

کہ جس طرح وہ محمد سلطان کے ساتھ تھانے گیا اب تھانے میں جا کر اپنی برأت کا اظہار کرے اصل واقعہ بتائے اور پولیس کو اس پر آمادہ کرے کہ ان بچوں کا حق، محمد سلطان سے بچوں کو واپس دلائے۔ ان تمام کوششوں کے بغیر اس کی توبہ عنداللہ مقبول نہیں۔ ہاں اگر برادری پر اس کا عاجز ہونا ثابت ہو جائے تو وہ اب مجرم نہیں۔ اس کا فیصلہ قیامت پر چھوڑیں اور اپنے ساتھ ملالیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ ذی قعد ۱۳۹۵ھ

جھوٹی قسم سے توبہ لازم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید سے گناہ سرزد ہوا۔ کسی طریقے سے لوگوں کو اس کا علم ہو گیا۔ جب لوگوں نے زید سے دریافت کیا تو انکار ہو گیا کہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے۔ لوگوں نے پھر کہا قرآن مجید اٹھا کر قسم کھاؤ ورنہ جان سے ماریں گے۔ اس نے قرآن مجید سر پر اٹھا کے قسم کھالی کہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے تھوڑی دیر کے بعد چند آدمیوں کے سامنے کہتا ہے کہ میں نے صرف جان بچانے کے لئے قرآن پاک اٹھا کر قسم کھائی ہے ورنہ میں نے گناہ کیا ہے۔ اب اس صورت میں زید کے بارے میں کیا حکم ہے؟ السائل عبداللہ شاہ، سادات کالونی، ٹنڈو الہ یار

۷۸۶ الجواب: صورت مذکورہ میں زید پر لازم ہے کہ وہ توبہ صحیحہ شرعیہ کرے۔ جو گناہ اس سے سرزد ہوا ہے اس سے بھی اور جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی اس سے بھی۔ اگر زید توبہ کرلے تو اب اس پر کوئی مواخذہ اور گناہ نہیں۔ نہ دوسرے مسلمانوں کو جائز کہ اب بھی خواہ مخواہ اس سے الجھیں کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ اور اگر وہ توبہ شرعیہ نہ کرے تو مسلمان اس سے قطع تعلق کریں تا کہ ایسی بیباکی و جرأت کی، کسی اور کو جرأت نہ ہو۔ اب کہ نظام اسلام نافذ نہیں اتنی ہی سزا دی جاسکتی ہے۔ مولائے کریم اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ذی قعد ۱۳۹۸ھ

قسم کا انکار

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص منشی صاحب نے سب آدمیوں کے سامنے قرآن مجید کی قسم کھائی کہ میں فلاں شخص کے گھر نہ کھانا کھاؤں گا نہ گھر جاؤں گا لیکن منشی صاحب اس کے گھر گئے اور کھانا کھایا۔ اب آپ سے عرض ہے کہ جو کچھ اس کے اوپر شریعت کی سزا ہے قسم توڑنے کی یا کفارہ؟ برائے کرم جواب عنایت فرمائیں۔ فقط والسلام السائل محمد لقمان، پھلیلی پریٹ آباد، حیدرآباد، ۲۱ جون ۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب: آئندہ کے لئے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر قسم کھانا اور پھر اس کا خلاف کرنا یعنی قسم توڑنا کفارہ لازم کرتا ہے۔ اور ایسی قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا ہے۔ اسے اختیار ہے کہ ان میں سے جو چاہے اختیار کرے اور جو شخص اس پر قادر نہ ہو تو پے در پے تین روزے رکھنا ہے (عامۂ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ رجب المرجب ۱۳۹۸ھ

قسم کا طریقہ اور توڑنے پر کفارہ

سوال: قرآن پاک کو ہاتھوں میں لے کر جھوٹی قسم کھانا جائز ہے یا ناجائز۔ اور اس کا فدیہ کفارہ کیا دیا جائے۔ علماء کرام اور حدیث شریف صوفیائے کرام کیا فرماتے ہیں؟ فقط السائل، حمزہ علی قادری ۲۹ / اکتوبر ۱۹۷۹ء

۷۸۶ **الجواب:** قرآن کریم ہاتھوں میں لیا اور یہ کہا قرآن کی قسم۔ میں یہ کروں گا یا نہیں کروں گا یا کہا کہ میں قسم کھاتا ہوں یا حلف سے کہتا ہوں اور قرآن کریم ہاتھ میں ہے تو یہ بھی قسم ہے اور ایسی قسم جب توڑے گا کفارہ لازم آئے گا اگرچہ اس کا توڑنا شرع نے ضروری قرار دیا ہو اور قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا ہے۔ جو چاہے کرے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کھلانے کے عوض ہر مسکین کو بقدر صدقہ، فطر، گیہوں وغیرہ اجناس، یا ان کی قیمت دے دے اور جو اس پر بھی قادر نہ ہو اسے حکم ہے کہ پے در پے تین روزے رکھے۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

کونسی قسم کا توڑنا اور کفارہ دینا شرعاً لازم ہے

سوال: بخدمت جناب محترم مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ ہم باشندگان حلقہ نمبر ۳۶ یونین کمیٹی نمبر ۲۴ کی عوام یہ معلوم کرنا چاہتی ہے اور فتویٰ بھی لینا چاہتی ہے کہ کیا یہ فیصلہ جو ذیل میں دیا گیا ہے کیا یہ صحیح ہے۔ اور اگر غلط ہے تو جن لوگوں نے حلف اٹھایا وہ اس حلف کا کس طرح کفارہ ادا کر کے اس سے نجات حاصل کریں۔ فیصلہ کرنے کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ اس حلقہ سے تقریباً ۹ امیدواروں نے فارم بھرے ہیں ان میں سے ۷ امیدواروں نے مل کر یہ رائے قائم کی کہ ہم آپس میں بیٹھ کر ایک فیصلہ کریں جبکہ ۲ امیدواروں نے بائیکاٹ کیا۔ سات امیدواروں میں یہ طے ہوا کہ ایک جگہ بیٹھ کر فیصلہ کریں گے اور اتفاق رائے سے ایک امیدوار چنیں گے مگر وہ اتفاق رائے سے ایک امیدوار نہ چن سکے آخر اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے یہ طے پایا کہ کل ہر امیدوار اپنے پانچ نمائندے دے گا اور ساتوں امیدواروں کے پینتیس نمائندے بیٹھ کر مسجد میں جو بھی فیصلہ کریں گے وہ ہمیں منظور ہوگا۔

اب یہ پینتیس نمائندے جمع ہو کر مسجد میں بیٹھے اور باقاعدہ قرآن سامنے رکھا اور قسم اٹھائی کہ ہم لوگ ایک فیصلے پر متفق ہو کر ایک امیدوار کو چنیں گے جبکہ ان لوگوں نے قرعہ اندازی اور رائے شماری کے دو طریقے اختیار کئے۔ ان پینتیس افراد میں سے تئیس ووٹ رائے شماری کے حق میں آئے اور بارہ ووٹ قرعہ اندازی کے حق میں آئے اور یہ بارہ آدمی اس ہٹ دھرمی پر اڑے رہے کہ فیصلہ قرعہ اندازی کے ذریعے ہی ہوگا۔ یہ فیصلہ نہ ہوسکا تو اس کے بعد اس کے حل کے لئے انہوں نے ان پینتیس افراد میں سے سات آدمیوں کو چنا کہ یہ سات آدمی جو بھی فیصلہ کریں گے وہ سب پینتیس افراد کو منظور ہوگا۔ جب سات آدمیوں سے رائے مانگی گئی تو پانچ افراد نے رائے شماری کے حق میں رائے دی اور دو آدمیوں نے قرعہ اندازی کے حق میں ووٹ دیا اور یہ آدمی قرعہ اندازی کے لئے ضد کرتے رہے اور یہ فیصلہ رک گیا۔ پھر ان دو آدمیوں نے کہا کہ اگر تم ہماری بات نہیں مانتے ہو تو ہم

بائیکاٹ کریں گے اور جو لوگ باہر فیصلے کے منتظر ہیں وہ آپ پر پتھر برسائیں گے۔ان دو آدمیوں کی وجہ سے باقی پانچ آدمی ان باتوں سے مرعوب ہوئے اور قرعہ اندازی پر راضی ہو گئے۔ پھر یہ طے پایا کہ پہلے سات امیدواروں میں قرعہ اندازی کروالی جائے پھر اس میں جس کا بھی نام آئے اس کی ایک پرچی بنالی جائے۔اس کے بعد رائے شماری کرائی جائے۔اس میں جس کا بھی نام آئے اسے امیدوار قرار دیا جائے۔اس طرح قرعہ اندازی میں ایک نااہل امیدوار کا نام آیا جبکہ رائے شماری میں ایک اہل متقی پرہیز گار، دیندار امیدوار کامیاب ہوا۔اسے سات نمائندوں میں سے چار ووٹ ملے باقی تین امیدواروں کو ایک ایک ووٹ ملا اور جس امیدوار کا قرعہ اندازی میں نام آیا تھا اسے رائے شماری میں ایک بھی ووٹ نہ ملا تھا

ایک پرچی اس امیدوار کی بنائی گئی جو رائے شماری میں کامیاب ہوا اور دوسری پرچی اس امیدوار کی بنائی گئی جس کا نام قرعہ اندازی میں نکلا تھا۔ پھر دونوں کی پرچیوں کی قرعہ اندازی کی گئی تو اس امیدوار کا نام نکلا جو کہ پہلے بھی قرعہ اندازی میں نکلا تھا۔ان اٹھائیس آدمیوں کو بلا کر اس فیصلے سے آگاہ کیا گیا تو انہوں نے اس فیصلے سے اتفاق کرتے ہوئے حلف اٹھایا کہ ہم اس فیصلے پر قائم رہیں گے لیکن جب یہ فیصلہ عوام کو سنایا گیا تو انہوں نے اس فیصلہ کو مسترد کر دیا۔ پھر ان پینتس افراد نے (ان) ساتوں امیدواروں کو بلا کر فیصلہ سنایا اور ان سے فیصلہ پر پابند رہنے کا حلف لیا۔انہوں نے حلف اٹھایا۔اور اب ان پینتیس افراد میں سے اکثریت یہ کہہ رہی ہے کہ ہم سے غلط فیصلہ ہو گیا لیکن ہم کچھ نہیں کر سکتے کیوں کہ ہم حلف کی وجہ سے مجبور ہیں۔

اس حلقہ کے چار ہزار ووٹر اس شخص کو ووٹ دینے کے لئے قطعی تیار نہیں ہیں، جب کہ دوسرے چھ امیدوار حلف اٹھانے کی وجہ سے عوام کے سامنے نہیں آرہے۔لہٰذا آپ ان امیدواروں اور فیصلہ کرنے والوں کے حلف کے بارے میں فتویٰ دیں کہ وہ کس طرح کفارہ ادا کر کے حلف سے نجات حاصل کریں اور عوام کو صحیح نمائندہ دیں۔ یونین کمیٹی

۷۸۶ الجواب: اس بارے میں قول فیصل اور بہترین رہنما، وہ حدیث شریف ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں " خدا کی قسم انشاء اللہ تعالیٰ میں کوئی قسم کھاؤں، اور اس کے غیر میں بھلائی دیکھوں تو وہ کام کروں گا جو بہتر ہے اور قسم کا کفارہ دے دوں گا۔(امام بخاری و مسلم وغیرہ)" بلکہ یہی حکم حضور ﷺ نے اپنی امت کو دیا ہے ارشاد فرمایا " جو شخص قسم کھائے اور دوسری چیز اس سے بہتر پائے تو قسم کا کفارہ دے دے اور بہتر کام کرے۔(مسلم، احمد، ترمذی)" اسی لئے علماء کرام فرماتے ہیں کہ "قسم کی تیسری قسم وہ ہے کہ اس کا توڑنا مستحب ہے مثلاً ایک امر کی قسم کھائی لیکن بہتری اس کے علاوہ دوسرے میں ہے تو ایسی قسم کو توڑ کر وہ کرے جو بہتر ہے۔(مبسوط وغیرہ)" اور قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا (دونوں وقت) یا ان کو کپڑے پہنانا ہے اور جو اس پر قادر نہ ہو وہ پے در پے تین روزے رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

کن الفاظ سے قسم ہو جاتی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے میں کہ: ایک شخص اس طرح ان الفاظ کے ساتھ قسم کھاتا ہے کہ " مجھے قسم ہے پیدا

کرنے والے کی کہ میں یہ کام ضرور کروں گا۔ اگر وہ آدمی ان الفاظ کے ساتھ قسم کھاتا ہے اور اپنی قسم پوری نہیں کرتا تو آیا اس صورت میں قسم توڑنے کا کفارہ کیا ہے؟ غلام محمد آرائیں، ٹنڈو الہ یار، ۱۴/۱ اکتوبر ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب: پیدا کرنا، اللہ عزوجل کی صفت ہے اور اللہ عزوجل کی قسم خواہ اس کے ناموں میں سے کسی نام سے کھائی جائے، وہ قسم ہے۔ بلکہ خود یہ کہنا بھی کہ قسم کھاتا ہوں۔ حلف کرتا ہوں۔ خدا گواہ ہے، الفاظ قسم میں شامل ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ) اور جب یہ قسم ہے تو اس کے توڑنے پر کفارہ لازم ہوگا یعنی دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کھلانے کے عوض ہر مسکین کو نصف صاع (تقریباً سوا دو سیر) گندم کی قیمت کا مالک کر دینا یا ان کو کپڑے پہنانا ہے۔ ان دو میں سے جو چاہے اختیار کرے اور جو ان میں سے کسی پر قادر نہ ہو وہ پے در پے تین روزے رکھے۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

قسم کس پر لازم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ: ایک شخص ایک مکان خریدتا ہے اور مالک مکان، لینے والے شخص کو ایک اسٹامپ پر یہ تحریر لکھ کر دیتا ہے کہ چاروں دیواریں بنیاد سمیت آپ کی ہیں مالک کو جب پیسے دیئے جاتے ہیں تو ایک شخص جو کہ اس کا ہمسایہ ہوتا ہے ایک دیوار کے لئے یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ میری ہے اور قرآن کی قسم کھا جاتا ہے اس پر خریدار ہمسایہ کے حق میں اس دیوار سے دستبردار ہو جاتا ہے۔ آیا اس صورت میں اگر کوئی شخص کسی شے کے بارے میں دعویٰ کرے اور قسم کھائے قرآن مجید کی تو کیا وہ چیز اس شخص کی ہو جاتی ہے اور قسم معتبر ہوتی ہے یا نہیں؟ فقط السائل محمد اقبال شیخ، ٹنڈو الہیار، ۴.۶.۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب: شریعت کا عام قانون یہ ہے کہ البینته علی المدعی والیمین علی من انکر یعنی جو شخص کسی بات پر مدعی ہے وہ گواہ پیش کرے (اور گواہ پیش نہ کر سکے تو) مدعا علیہ سے قسم لی جائے اور اسی قسم پر فیصلہ کا دارومدار ہے۔ مدعی کی قسم کوئی چیز نہیں نہ شرعی فیصلہ میں اس کا کوئی اعتبار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

جھوٹی قسم کھانا سخت برا فعل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کسی شخص نے گناہ کیا اور دوسرے شخص نے اس کے گناہ کو دیکھ لیا اور دوسرے لوگوں پر اس گناہ کو ظاہر کر دیا۔ اب اس صورت میں لوگ اس شخص سے یہ کہتے ہیں کہ اگر آپ سچے ہیں تو اس بات کی تصدیق کے لئے آپ قسم کھائیں یا قرآن اٹھائیں۔ اس صورت میں اس شخص کو اپنی سچائی کے لئے قسم کھانی چاہئے یا قرآن کریم اٹھانا چاہئے یا کہ نہیں؟ فقط۔ نوری شاہ، ٹنڈو الہیار، سندھ

۷۸۶ الجواب: سبحان اللہ عجیب اسلام دوستی ہے کہ جھوٹی قسم کھانے اور جھوٹا حلف اٹھانے کے لئے شرعی فتویٰ لیا جاتا ہے تاکہ ثواب عذاب سب مفتی کے سر رہے اور یہ بیچارہ ناکردہ گناہ، پاک دامن، پاک باطن بنا رہے۔ جواب وہی ہے کہ جان

بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا سخت گناہ اور اس کا مرتکب سخت گناہ گار ہے اور اس پر توبہ واستغفار فرض ہے مگر کفارہ لازم نہیں یہ اتنا سخت گناہ ہے کہ کفارہ سے بھی اس کی تلافی ممکن نہیں سچے دل سے توبہ واستغفار درکار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا اشد گناہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے جج کے سامنے قرآن مجید اٹھا کر اور کلمہ پڑھ کر واقعہ کے خلاف بیان دئے۔ بعد بیان کے اس جھوٹ پر زید از حد پریشان ہے۔ لہٰذا از روئے شریعت زید کے لئے حکم صادر فرمایا جائے۔

حافظ محمد سعید احمد قادری، خادم اہل سنت، مدرسہ غوثیہ رضویہ سعیدیہ، بکرا منڈی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا اور خلاف واقع بیان دینا اشد گناہ اور معاذ اللہ تعالیٰ غضب الٰہی کا مستحق بنتا ہے۔ حدیث شریف میں وارد کہ ایسی قسم مال کو زائل اور آبادی کو ویرانہ کر دیتی ہے (بحوالہ دیلمی) پھر کلمہ پڑھ کر دیدہ دانستہ ایسی جرأت کرنا عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے۔ پھر جھوٹی شہادت کے لئے حدیث شریف میں فرمایا کہ جھوٹے گواہ کے قدم ہٹنے بھی نہیں پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جرم واجب کر دے گا۔ (ابن ماجہ) اور خود قرآن کریم کا ارشاد ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ (الحج) بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی بات سے بچو۔ یہاں جھوٹی گواہی شرک کے برابر کردی گئی ہے۔ بہرحال زید سخت گناہگار ہے اس پر استغفار اور توبہ فرض ہے اور یہ بھی لازم ہے کہ اس کی جھوٹی شہادت سے جس شخص کو جانی و مالی نقصان ہوا۔ اس کی تلافی کرے اور اس سے بھی معافی مانگے کفارہ اگرچہ لازم نہیں مگر خدا اور رسول کی رضا جوئی کے لئے جتنا اور جب بھی صدقہ اور خیرات کر سکتا ہے۔ اس میں دریغ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

غیر شرعی کاموں کی وجہ سے تنظیم سے الگ ہونا اور قسم کا کفارہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتی صاحبان اہل سنت وجماعت کہ: میں میرپور خاص کی ایک کلرک یونین جس کا نام پاکستان ہائیڈرو الیکٹرک لیبر یونین تھا میں شامل تھا اچانک ایک اور یونین سندھ واپڈا یونین کے نام سے حیدرآباد میں بنی ہم سب نے ہائیڈرو یونین سے استعفیٰ دے دیا اور سندھ واپڈا یونین حیدرآباد میں شامل ہو گئے اور شمولیت کے فارم بھر دیئے اچانک اتھارٹی نے سندھ یونین حیدرآباد کے عہدداروں پر ایکشن لیا اور تقریباً چھ کلرکوں کو سسپینڈ اور کچھ کو ٹرانسفر کر دیا۔ جب ہم کو یہ علم ہوا تو ہم سب نے باوضو ہو کر کلام مجید اٹھا کر درج ذیل حلف نامہ دے کر پڑھ کر ہڑتال کر دی۔ اب تقریباً اس بات کو تین ماہ گزر چکے ہیں اس عرصے میں سندھ یونین حیدرآباد کے کچھ عہدے داروں کو ملازمت سے برطرف کر دیا ہے اور کچھ عہدے داروں نے ٹریبونل اسلام آباد میں رٹ داخل کر دی اور کیس چل رہا ہے اور کچھ ٹرانسفر ہو چکے ہیں۔ ایسی صورت میں پاکستان ہائیڈرو الیکٹرک لیبر یونین کے عہدے دار میرپور خاص کے کلرکوں کو واپس ہائیڈرو یونین میں شامل ہونے کی دعوت دے رہے ہیں اور

حیدرآباد سندھ کے کچھ لوگ واپس ہائیڈرو یونین میں شامل ہو چکے ہیں لہٰذا ہم میر پور خاص کے کلرکوں کو ایسی صورت میں واپس ہائیڈرو یونین میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں؟ واپس جانا جائز ہے یا ناجائز؟ لہٰذا میں آپ سے درخواست کرتا ہوں آپ اپنی رائے سے نوازدیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط۔ عبدالکریم، سیٹلائٹ ٹاؤن، میر پور خاص، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں جبکہ کچھ لوگوں نے اپنا حلف یعنی قسم توڑ دی تو تمام قسم توڑنے والوں پر کفارہ لازم آئے گا اور ایسی قسموں کا کفارہ، دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر ایسا کھانا کھلانا ہے جو اپنے گھر والوں کو کھلاتا ہو اس کے اوسط میں سے یا، دس مسکینوں کو کپڑا دینا یا ایک غلام آزاد کرنا اور جو ان باتوں میں سے کسی بات پر قدرت نہ رکھتا ہو وہ تین روزے مسلسل رکھے کفارہ ہو جائے گا۔ قال اللہ تعالیٰ فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ (المائدہ:89) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قسم کھائے اور دوسری چیز اس سے بہتر پائے تو قسم کا کفارہ دے دے اور وہ کام کرے (مسلم، ترمذی) لہٰذا اگر ملک وملت اور دین میں بہتری اس میں نظر آتی ہے کہ سندھ یونین سے علیحدگی اختیار کی جائے تو اسے علیحدہ ہونا جائز ہے، اور علیحدہ ہونے میں قسم توڑنی پڑے گی لہٰذا کفارہ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

قسم اور کفارہ قسم، شہر کا مفاد، گروپ کا مفاد

سوال: نہایت ادب سے التماس خدمت ہے کہ: کیا فرماتے ہیں۔ حضرات علماء عظام ومفتیان کرام اس مسئلے میں کہ

۱۔ اسلام میں قسموں کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور یہ کہ وہ کونسی قسم ہے جس کے توڑنے سے کفارہ عائد ہوتا ہے؟ اور یہ کہ کفارہ کیا ہے؟ اور کس نوعیت کا ہوتا ہے؟ اور یہ کہ کس طرح ادا کیا جاتا ہے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

۲۔ کیا غیر اللہ کی قسم کھائی جاسکتی ہے یا نہیں؟

۳۔ اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو غیر سرکاری طور پر یہ حلف اٹھائے کہ میں کسی گروپ کے مفاد میں کام کروں گا بعد ازاں وہ شخص سرکاری حلف اٹھائے کہ میں شہر کے مفاد میں کام کروں گا۔ بیک وقت یہ دو کام کیا جائز ہیں۔ جبکہ یہ ایک دوسرے کے متضاد ہیں؟ ریاض الدین، زاہد علی، عبید صدیق، ریلوے کالونی

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: حلف اور قسم کے ساتھ کوئی معاہدہ کرنا یقیناً قسم ہے اور اس کے توڑنے، اس کے خلاف کرنے پر کفارہ لازم، اور یہ قسم توڑنا خواہ اپنے ارادۂ اختیار سے ہو یا دوسرے کے مجبور کر دینے سے، قصداً ہو یا بھول چوک سے، ہر صورت میں کفارہ ہے، یعنی جو اس قسم کو توڑے گا وہ قسم کا کفارہ دے گا، اور قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا، یا ان کو کپڑے پہنانا ہے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کھلانے کے عوض ہر مسکین کو ۲ (دو) کلو گندم یا گندم کا آٹا یا اس کی قیمت دے دے اور جو اس پر قادر نہ ہو وہ پے در پے تین روزے رکھے۔ (عامۂ کتب)

۲۔ اللہ عزوجل کے جتنے نام ہیں یا جتنی اس کی صفات ہیں ان میں سے جس صفت کی قسم کھائی جاتی ہو ان میں سے جس نام یا صفت کے ساتھ قسم کھائی، قسم ہو جائے گی، کلام اللہ یا قرآن کی قسم بھی، قسم ہے، اس کے علاوہ غیر خدا کی قسم، قسم نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ) ہاں اگر مصحف شریف ہاتھ میں لے کر یا اس پر ہاتھ رکھ کر کوئی بات کہی اگر لفظاً حلف وقسم کے ساتھ نہ ہو حلف شرعی نہ ہوگا، مثلاً کہے کہ میں قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہوں کہ ایسا کروں گا اور پھر نہ کیا، تو کفارہ لازم نہ آئے گا۔ (فتاویٰ رضویہ)

۳۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص قسم کھائے اور دوسری چیز اس سے بہتر پائے تو قسم کا کفارہ دے دے اور وہ کام کرے یعنی جس میں بہتری ہے۔ (مسلم، ترمذی) بلا وجہ شرعی قسم توڑنا حرام ہے، قال اللہ تعالیٰ وَاحْفَظُوٓا اَیْمَانَکُمْ، لہٰذا اگر شرعاً اس کام میں بہتری اور خیر ہے تو پہلی قسم کو توڑ کر کفارہ دے اور کام کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۸ر اکتوبر ۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

قسم کا کفارہ

سوال: بخدمت جناب عالی مفتی محمد خلیل برکاتی صاحب، السلام علیکم، گزارش یہ ہے کہ

جملہ ممبران مسمی مذکور نذر محمد ولد غلام محمد، عبدالحق، نظام الدین اور میرے درمیان میونسپل الیکشن کے سلسلے میں ایک حلف نامہ طے پایا تھا جس کے تحت میں نے بھرپور الیکشن میں لے کر نذر محمد کو کامیاب بنا دیا تھا۔ اب حلف نامہ کے تحت موجودہ الیکشن میں مجھے کامیاب کرانا تھا لیکن یہ حضرات اس حلف نامہ سے منحرف ہو گئے ہیں اور نذر محمد کو الیکشن لڑا رہے ہیں۔ ایسی صورت میں اس حلف نامہ کے متعلق شرعی فتویٰ عنایت فرمائیں تاکہ حلقہ کے ووٹر حضرات کو معلوم ہو جائے کہ ایک مسلمان کی حیثیت سے حلف کے خلاف جو کام کرتا ہے وہ کون ہے؟ فقط السائل عبدالستار اجمیری ولد عظیم خاں، جمن شاہ کا پڑ

۷۸۶ **الجواب:** حلف وقسم کے ساتھ کوئی معاہدہ کرنا یقیناً قسم ہے اور اس کے توڑنے، اس کے خلاف کرنے پر کفارہ لازم اور یہ قسم توڑنا خواہ اپنے ارادہ واختیار سے ہو، یا دوسرے کے مجبور کرنے سے۔ قصداً ہو یا بھول چوک سے۔ ہر صورت میں کفارہ ہے یعنی جو اس قسم کو توڑے گا، وہ قسم کا کفارہ دے گا اور قسم کا کفارہ، دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کے کھانا کھلانا، یا ان کو کپڑے پہنانا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کھلانے کے عوض ہر مسکین کو ۲ کلو گندم کا آٹا یا اس کی قیمت دے دے اور جو اس پر قادر نہ ہو وہ پے در پے تین روزے رکھے۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

ہر بات پر قسم کھانا نہ چاہیے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: پچھلے الیکشن ۱۹۷۹ء میں عبدالستار اجمیری اور نذر محمد شیخ کے درمیان جو حلفیہ معاہدہ ہوا تھا۔ اس کے تحت موجودہ کونسلر نذر محمد شیخ کو میونسپل کونسلر بنا کر کامیاب کرایا تھا۔ اس مرتبہ ۱۹۸۳ء میں

عبدالستار کو میونسپل کونسلر کا الیکشن لڑا کر کامیاب کرانا تھا لیکن نذر محمد شیخ اس حلفیہ معاہدے سے منحرف ہو گئے ہیں۔اس معاہدے کی نقل پیش خدمت ہے

حلف نامہ

ہم نذر محمد ولد غلام محمد، عبدالستار ولد عظیم خان ساکن جمن شاہ کا پڑ حیدرآباد بشمول عبدالحق، نظام الدین جمن شاہ کا پڑ حیدرآباد حلفاً بیان کرتے ہیں کہ موجودہ میونسپل الیکشن، چاروں فریق اس معاہدہ کی رو سے عہد کرتے ہیں کہ ہم چاروں افراد باتفاق رائے، باھمی تعاون کے ساتھ محلّے کے تمام کاموں میں ساتھ دیں گے اور ایک دوسرے کی مخالفت نہیں کریں گے بلکہ ووٹروں کو ان کے لئے ہموار کریں گے اور نذر محمد کے ساتھ عبدالستار معاہدہ کرتا ہے کہ موجودہ الیکشن میں نہایت خلوص ومحبت کے ساتھ تعاون کر کے کامیاب بنائے گا اور جو آئندہ الیکشن ہوگا اس میں نذر محمد تعاون کر کے عبدالستار کو جان ومال سے کوشش کر کے کامیاب کرانے میں ساتھ دیں گے۔اور ہم جملہ ممبران خلوص ومحبت کے ساتھ تعاون کریں گے اور کوئی فرد کسی کام میں مخالفت نہیں کریں گے اور ہمیشہ باہمی تعاون کے ساتھ کام انجام دیتے رہیں گے اور پابند رہیں گے۔ہم تصدیق کرتے ہیں کہ مذکورہ حلف نامہ صحیح ودرست ہے۔ عبدالحق، نذر محمد، عبدالستار، نظام الدین

۷۸۶ **الجواب:** حلف وقسم کے ساتھ کوئی معاہدہ کرنا، اپنے قول وقرار کے ساتھ، خدا اور رسول جل وعلا وﷺ کے پاک ناموں کو شامل کرنا، اور ان کے پاک ناموں کو، اپنے معاہدہ پر گواہ بنانا ہے۔اس لئے شریعت مطہرہ کا حکم ہے کہ بات بات پر قسم نہ کھائی جائے تاکہ خدا اور رسول جل وعلا وﷺ کے ناموں کی بے حرمتی نہ ہو۔خود قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے **وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ** (بقرہ:224) اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ۔بہر حال یہ معاہدہ وقول واقرار اور باہمی عہد وپیماں، ایسی چیز نہیں کہ خواہی نخواہی، آدمی اس سے دست بردار ہو جائے۔اور صاف دامن بچا کر، اپنے مفادات کے حصول میں کھو جائے۔نہ خدا کے نام کا لحاظ رہے نہ رسول خدا کا پاس۔ایسے لوگوں پر اعتماد کرنا، اور ان کے بہلائے پھسلائے میں آکر پھر انہیں کو منتخب کرنا، ان کی حمایت کا دم بھرنا، خود فریبی اور خود پسندی کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں۔غرض جن لوگوں نے وہ حلفیہ معاہدہ وعہد وپیمان کیا، ان پر لازم کہ حدود شرع میں رہتے ہوئے اس قول وقرار کو پورا کریں اور اس بات سے ڈریں کہ کہیں ان کا شمار منافقوں میں نہ ہو کہ حدیث شریف میں وعدہ خلافی کو منافقوں کی علامت فرمایا گیا ہے۔اور قرآن کریم فرماتا ہے **اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا** ۝ (بنی اسرائیل) تو ایفائے وعدہ، شرعاً محبوب بھی ہے اور مطلوب بھی، اور وعدہ خلافی، ناپسندیدہ بھی ہے اور قابل مواخذہ بھی۔پھر کفارہ بہر طور لازم۔خواہ یہ قسم اپنے ارادہ واختیار سے توڑ دیں یا دوسرے کے مجبور کرنے سے۔قصداً ایسا کریں یا بھول کر۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۲ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

کسی کو گناہ میں دیکھے تو نظر پھیر لے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: سچی قسم کھانی چاہئے یا نہیں؟ اور اس بات کی تفصیل یہ ہے کہ ایک آدمی

نے کوئی گناہ کیا اور دوسرے آدمی نے اس گناہ کرنے والے کو دیکھ لیا اور دوسرے لوگوں کو اس کا گناہ بتا دیا۔ اب لوگ گناہ کے ظاہر کرنے والے کو کہتے ہیں کہ اگر آپ سچے ہیں تو آپ قسم کھائیں یا قرآن شریف اٹھائیں کہ فلاں آدمی نے گناہ کیا ہے؟

فقط۔ نور محمد، ٹنڈو الہیار

۷۸۶ الجواب: ایک شخص نے اپنی آنکھوں سے کسی کو گناہ میں مبتلا دیکھا۔ اس پر لازم تھا کہ صرف نظر کرتا۔ نگاہیں پھیر کر منہ موڑ کر اپنی راہ لیتا اس حالت میں اس پر کوئی جرم نہ تھا بلکہ شرعا یہی مطلوب ہے کہ آدمی دوسرے مسلمان بھائی کی عیب پوشی کرے تو اللہ عزوجل قیامت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا لیکن اس شخص نے اس کے برخلاف کیا تو اس پر لازم ہے کہ اس الزام پر گواہ پیش کرے اور جب گواہ نہیں پیش کرسکتا تو عند اللہ وہ جھوٹا ہے۔ مسلمان اسے جھوٹا سمجھنے میں حق بجانب ہیں قسم لینے کی یہاں ضرورت ہی نہیں کہ قسم مدعا علیہ سے لی جاتی ہے اور یہ ہے مدعی، اور لوگ اگر اس پر اصرار کریں اور وہ جانتا ہے کہ میرے قسم کھانے سے بات آئی گئی ہو جائے گی اور انتشار ختم ہو جائے گا تو ان کی تسکین کی خاطر قسم کھالے۔ اس میں اپنی برأت ہے اور ان کی تسلی۔ واللہ تعالیٰ اعلم اور ہونا یہ چاہئے کہ قسم اس سے لی جائے جس پر اس گناہ کا الزام لگایا گیا ہے اور اس کی قسم پر ثبوت کا دارومدار ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

طلاق پر ایک منفرد مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید اپنی بیوی سے یہ الفاظ کہتا ہے کہ میرے نکاح میں ہوتے ہوئے تم لاہور نہیں جاسکتیں، میرے نکاح سے نکل کر ہی جاسکتی ہو ان الفاظ کی ادائیگی کے بعد اگر زید کی بیوی لاہور چلی جاتی ہے تو اس صورت میں طلاق ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر ہو جاتی ہے تو رجعی ہوئی یا بائنہ اگر نہیں ہوئی تو کفارہ ہوگا یا نہیں؟ اگر ہوگا تو کتنا؟ تفصیل سے جواب صادر فرمائیں۔ المستفتی کیپٹن زوار حسین عباسی، کوئٹہ کینٹ

۷۸۶ الجواب: باوجود تلاش کوئی جزئیہ ایسا فقیر کو دستیاب نہ ہوا جس پر صورت مسئولہ منطبق ہو زیادہ سے زیادہ جو بات اس مسئلہ میں فقیر کہہ سکتا ہے وہ یہ ہے کہ الفاظ کے معنی کا دارومدار عرف عام پر ہے اور اس قسم کے الفاظ جب بولے جاتے ہیں تو ان سے مراد عورت کو تخویف یعنی ڈرانا دھمکانا ہوتا ہے اس بنیاد پر مذکورہ بالا الفاظ کا ماحصل قسم ہوا کہ اگر تم لاہور گئیں تو میں طلاق دے دوں گا اب اگر یہ عورت لاہور گئی تو اس پر اپنی قسم کی بموجب طلاق دینا تھا لیکن حدیث شریف میں فرمایا کہ ''اگر میں کوئی قسم کھاؤں اور اس کے غیر میں بھلائی دیکھوں تو وہ کام کروں گا جو بہتر ہے اور قسم کا کفارہ دے دوں گا'' (بخاری ومسلم) لہٰذا شوہر قسم کا کفارہ ادا کردے اور حقوق زوجیت ادا کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ ذی القعدہ ۱۴۰۳ھ

نوٹ:۔ اس فتوئی کے خلاف کوئی فتوئی کسی معتبر عالم ومفتی کا آئے تو اس فقیر کو آگاہ کریں تاکہ غلطی کی اصلاح ہو جائے۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

یمین منعقدہ کی تعریف (قسم)

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ہم کتاب وسنت کی روشنی میں آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر کسی بھی کام کے لئے خواہ وہ دینی ہو یا دنیاوی جس میں اس کے ذاتی فائدے کے علاوہ عام لوگوں کا بھی فائدہ ہو اس بات کا عہد اور یقین دلائے کہ میں ضرور بہ ضرور کروں گا۔ اس عہد کے بعد اگر وہ اپنے اس عہد سے جو اس نے قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر دیا ہے پھر جائے یعنی حلف سے پھر جائے ایسے شخص کے لئے ہمارے اسلام میں کیا احکامات ہیں؟　رشید احمد خان، میر پور خاص، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** کسی بات کا عہد کرنا اور حلف کھا کر یہ یقین دلانا کہ میں فلاں کام کروں گا، اصطلاح شرع میں یمین منعقدہ کہلاتا ہے۔ اس قسم کا جب بھی خلاف کیا جائے گا یعنی اس قسم کو توڑا جائے گا تو کفارہ لازم آئے گا اگر چہ وہ قسم کسی بھی بات پر کھائی جائے اگر چہ اس کا توڑنا شرع نے ضروری قرار دیا ہو اور خواہ یہ قسم توڑنا اپنے اختیار سے ہو یا دوسرے کے مجبور کرنے سے یا بھول چوک سے۔ ہر صورت میں کفارہ لازم آئے گا اور آج کے دور میں اس قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کھانے کے عوض ہر مسکین کو دو کلو گیہوں یا ان کی قیمت کا مالک کر دے اور جو اس پر قادر نہ ہو وہ پے در پے تین روزے رکھے۔ (عامۂ کتب) کفارہ قسم کی ادائیگی حکم شرعی ہے، جو اس پر عمل نہ کرے وہ شرعاً مجرم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۱ ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

کفارہ قسم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے قسم کھائی کلام پاک اٹھا کر کہ میں یہ کام نہیں کروں گا اب وہ کسی وجہ سے مجبور ہے کہ وہ اس کی پابندی نہیں کر سکتا شرعی حکم کیا ہے؟ وہ اپنی اس قسم کو توڑنے کا کیا کفارہ ادا کرے۔　ظہیر احمد خان، ڈرگ روڈ کالونی نمبر ۵، کراچی

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ میں زید نے کلام پاک اٹھا کر قسم کھائی تو قسم ہو گئی۔ قسم توڑنے میں بہتری ہو کہ ایسے امر کی قسم کھائی کہ اس کے غیر میں بہتری ہے تو ایسی قسم توڑ کر وہ کرے جو بہتر ہے۔ بہر حال اس قسم کو توڑنے پر کفارہ دینا ہوگا اور قسم کا کفارہ غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا ہے ان تین باتوں میں سے جو چاہے کرے، اور اگر ان باتوں پر قادر نہ ہو تو پے در پے تین روزے رکھے۔ (عالمگیری، درمختار، عامۂ کتب) واللہ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　۶.۱۱.۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۱ صفر المظفر ۱۴۰۵ھ

یمین غموس (جس پر کفارہ لازم نہیں)

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کو ایک آدمی نے ایک غلط کام کرتے ہوئے دیکھا لیکن زید نے اپنی

جان بچانے اور ناحق صفائی کی خاطر قرآن پاک اٹھایا۔ اب زید اس جھوٹے قرآن اٹھانے کا کفارہ کیا دے؟

فقط السائل محمد ابراہیم

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی تو ایسی قسم کو غموس کہتے ہیں اور غموس میں سخت گناہ گار ہوا استغفار و توبہ فرض ہے مگر کفارہ لازم نہیں (درمختار، عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۹ مئی ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

قرآن کریم کی قسم بھی، قسم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک وارڈ سے چار اشخاص الیکشن ممبری کے لئے کھڑے ہوئے۔ اہل محلہ نے مع چار ممبران ایک کمیٹی میں جمع ہو کر یہ فیصلہ کیا کہ قرعہ اندازی کر لی جائے، جس کا نام قرعہ اندازی میں نکل آئے وہ ممبری کے لئے کھڑا رہے باقی تین افراد اس کا ساتھ دیں۔ اس پر بذریعہ قرآن پاک حلف اٹھایا گیا اور تین ممبران حلف نامہ کے بعد بیٹھ گئے۔ صرف قرعہ اندازی میں کامیاب ممبر الیکشن میں کھڑا رہا۔ یہ حلف اس لئے اٹھایا گیا تھا کہ ووٹ فاطمہ جناح کو دیا جائے گا۔ یہ فیصلہ ۷ ۱۲ کتوبر ۱۹۶۴ء کو بوقت شب ہوا تھا۔ کچھ افراد محلّہ والوں نے کامیاب امیدوار کے خلاف چہ میگوئیاں اور اعتراضات شروع کر دیئے، اس پر کامیاب ممبر دل برداشتہ ہو گیا اور اس نے آج پھر مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۶۴ء کو میٹنگ میں اہل محلّہ کے سامنے یہ کہا کہ میں اپنے حلفیہ وعدہ کا اس لئے پابند نہیں رہا ہوں کہ مجھ پر اعتراضات ابھی سے شروع کر دیئے گئے ہیں آئندہ کیا حشر ہوگا۔ لہٰذا اب میں جو سابق میں حلف اٹھا چکا ہوں اس کا پابند نہیں ہوں اس حلفیہ وعدہ خلافی کا ممبر پر حکم شریعت کیا ہے۔ تین ممبران جنہوں نے حلف اس بات کا اٹھایا تھا کہ ہم سب مل کر قرعہ اندازی کے حلف الیکشن میں نہیں ہوں گے وہ اب تک پابند ہیں آج سے جس کو کامیاب ممبر نے الیکشن میں کھڑے ہو کر اپنی کامیابی کی جدوجہد کرنے کی اجازت دے دی ہے کیا وہ الیکشن میں کھڑے ہو سکتے ہیں؟ اور ان کے حلف کے بارے میں کیا حکم ہے؟ محمد عمر

۷۸۶ **الجواب:** قرآن کریم کی قسم شرعاً قسم ہے اور جبکہ یہ قسم آئندہ کے لئے کھائی گئی ہے تو اس کو توڑنے پر کفارہ لازم آئے گا اور قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا ہے اور اس پر قادر نہ ہو تو پے در پے تین روزے رکھنا ہے۔ مساکین کو کھانا کھلانے میں یہ لحاظ ضروری ہے کہ جن مساکین کو صبح کھانا کھلایا انہیں کو شام کو بھی کھلائے ورنہ کفارہ ادا نہ ہوگا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کھانے کے عوض ہر مسکین کو بقدر صدقہ فطر نصف صاع (سوا دو سیر) گیہوں یا اس کی قیمت کا مسکین کو مالک کر دے۔ (عامۂ کتب) لیکن کفارہ اسی وقت لازم آئے گا جبکہ قسم کھانے والے اپنی قسم کے برخلاف الیکشن میں کھڑے ہوں یا قسم کے خلاف کسی اور کو ووٹ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ جمادی الآخریٰ ۱۳۸۴ ھ

شراب نہ پینے کی قسم کھائی پھر پی لی، تو توبہ اور کفارہ دونوں لازم ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص شراب پیتا تھا اور نشہ کرتا تھا اور اس کے والدین نے اس کو منع کر دیا اور اس نے قسم اٹھایا اور وعدہ کر کے کہا کہ آج کے بعد میں شراب نہیں پیوں گا اور نشہ وغیرہ نہیں کروں گا۔ تو اس کے بعد پھر وہ شخص شراب پی لے تو اس کو ابھی کیا کرنا ہوگا؟ عرض دار۔ مشتاق احمد، سپر ہائی وے روڈ کراچی، ۱۰۔ ۲۳۔ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: شراب نہ پینے کی قسم کھائی تو بہت اچھا کیا اس پر قائم رہنا چاہئے تھا کہ یہ اُمّ الخبائث بدترین حرام چیز ہے، صورت مسئول عنہا میں جبکہ شخص مذکور نے شراب پی کر قسم توڑ دی تو اس پر کفارہ بھی لازم ہے اور توبہ بھی، قسم کا کفارہ قرآن کریم نے ارشاد فرمایا اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰکِیْنَ (المائدہ:89) یعنی دس مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا اگر اس کی طاقت نہ ہو تو پھر تین روزے رکھ لے کفارہ ہو جائے گا، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہی مسکین کو بیس وقت کے کھانے کے پیسے دے دیں جو کھانا درمیانی آپ کھاتے ہوں اور یہ کم از کم ایک کھانا ایک فطرہ کے برابر ہوگا۔ (عامۂ کتب) واللہ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۴۔۱۰۔۲۳ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حلف اٹھایا اور کہا کہ ”اور اس حلف سے پھرے تو (معاذ اللہ) خدا اور رسول سے پھرے“ سخت کلمات ہیں

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

زید اور بکر، یہ دونوں ممبری کے لئے کھڑے ہو رہے تھے۔ پانچ اشخاص نے ایک ممبر کو بٹھانے کے لئے یہ تجویز پیش کی کہ دونوں ممبر اپنے دو دو آدمی دیں لہٰذا دونوں ممبروں نے اپنے دو دو نمائندے دیئے کل نو آدمی ہو گئے لہٰذا نو آدمیوں میں ایک آدمی کو سرپنچ بنا دیا گیا۔ اس کے بعد یہ تجویز پیش کی گئی کہ دو ڈبے لائے جائیں۔ ایک ڈبے پر زید کا نام لکھدیں اور دوسرے ڈبے پر بکر کا نام لکھ دیں لہٰذا ایسا ہی کیا گیا۔ اس کے بعد یہ تجویز پیش کی گئی کہ آٹھ اشخاص جس کے حق میں چاہیں فرداً فرداً جا کر ووٹ ڈال دیں اور زید اور بکر تا فیصلہ باہر بیٹھے رہیں گے لہٰذا اس تجویز پر عمل ہوا اور ووٹ ڈالے گئے۔ اس کے بعد آٹھوں اشخاص اور نویں سرپنچ کے سامنے دونوں ڈبے کھولے گئے۔ زید کے ڈبے میں کوئی ووٹ نہیں نکلا اور بکر کے ڈبہ میں آٹھوں ووٹ نکلے اس کے بعد زید اور بکر کو باہر بلایا گیا اور آٹھوں اشخاص نے یہ تجویز پیش کی ہے قرآن شریف لایا جائے اور ان دونوں سے حلف لیا جائے اور ان دونوں سے حلف لے کر وعدہ لیا جائے لہٰذا حلف لیا گیا کہ نو آدمی جو ہیں فیصلہ جس کے حق میں بھی دیں گے وہ ہمیں منظور ہوگا۔ ہم اس وعدہ اور حلف سے پھر جاویں گے تو خدا اور رسول سے پھر جاویں گے لہٰذا فرداً فرداً دونوں سے حلف اٹھوا کر وعدہ لیا گیا اور سرپنچ نے بھی قرآن شریف ہاتھ میں لے کر حلف دیا کہ ہم جو فیصلہ دیں گے وہ

اس قرآن شریف اور ایمان کی رو سے دیں گے اور اس کے بعد دونوں زید اور بکر کو فیصلہ سنادیا گیا۔ فیصلہ یہ کہ زید کا ڈبہ خالی نکلا ہے اور بکر کے ڈبّے میں آٹھوں ووٹ نکلے ہیں اس لئے اب زید کو بکر کے حق میں دست بردار ہو جانا چاہئے لہٰذا زید نے فیصلہ منظور کرلیا اس کے بعد زید اپنے حلف و وعدہ سے منکر ہو گیا ہے اور کہتا ہے کہ میں کفارہ دوں گا، لہٰذا سوال ہے ممبری میں نہ کھڑے ہونے کا وعدہ کر کے جو، حلف زید نے اٹھایا تھا اور اب وہ اپنے حلف سے منکر ہو گیا ہے اور زید یہ کہتا ہے کہ کفارہ ادا کروں گا اور ممبری میں کھڑا ہوں گا لہٰذا شرع کی رو سے علماء کرام فیصلہ دیں کہ زید کے بارے میں کیا حکم ہے؟

آٹھوں آدمیوں میں نواں آدمی سرپنچ کیا گیا اور سرپنچ کے فیصلہ سنا دینے کے بعد یہ فرمایا کہ ہم سب اس بات کو اس مقام کے بعد ووٹ اور حلف کا تذکرہ نہیں دیں گے مگر ان میں سے ایک آدمی نے باہر نکلنے کے بعد فوراً ہی دوسرے لوگوں سے تذکرہ کردیا لہٰذا اس کے لئے علماء کرام کیا فرماتے ہیں؟ فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** حلف میں یہ الفاظ کہ ''اگر ہم اس حلف سے پھر جائیں گے تو خدا اور رسول سے پھر جائیں گے'' بہت سخت ہے کہ اگر قسم توڑ دی تو توڑنے والا حلف کے بموجب خدا اور رسول سے پھر جائے گا اور یہ کفر ہے۔ ان الفاظ کو دہرانے والے ہر شخص پر توبہ فرض ہے اور قسم بہر حال ہوگئی۔ قسم کھانے والا اگر اس کے خلاف کرے گا تو اس پر کفارہ لازم آئے گا اور ان بلاد میں قسم توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا ہے۔ مساکین کو کھانا دونوں وقت پیٹ بھر کر کھلانا ہوگا اور جنھیں صبح کے وقت کھلایا ہے انہیں کو شام کے وقت کھلانا ضروری ہے یا کھلانے کے عوض ہر مسکین کو نصف صاع یعنی (سوا دو سیر) گیہوں یا ان کی قیمت کا مالک کردے۔ ہاں جو شخص اس پر قادر نہ ہو وہ پے در پے تین روزے رکھے اور حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص قسم کھائے اور دوسری چیز اس سے بہتر پائے تو قسم کا کفارہ دے اور وہ کام کرے (مسلم شریف) یعنی پہلے وہ کام کرے اور بعد میں کفارہ دے۔ سوال مندرجہ بالا کا جواب بھی معلوم ہو گیا کہ اس پر کفارہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ربیع الاوّل شریف ۱۳۸۴ھ

ایک کام کی قسم کھائے اور بہتری اس کے غیر میں ہو تو قسم توڑ دے اور کفارہ دے

سوال: جناب مفتی صاحب! السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ

اگر کوئی شخص قرآن پر ہاتھ رکھ کر حلف اٹھاتا ہے کہ میں فلاں بات یا شخص کا پابند رہوں گا۔ اور یہ حلف دباؤ کے تحت اٹھایا جاتا ہے، اب اگر وہ شخص ایسا نہیں چاہتا ہے اور اپنے اٹھائے ہوئے حلف پر قائم رہنا مشکل ہے تو اس کے لئے شرع میں کیا حکم ہے؟ فقط ابرار احمد ولد حاجی عبدالسلام، جیل روڈ ہیرآباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: کسی ایسے امر کی قسم کھائی کہ اس کے غیر میں بہتری ہے تو ایسی قسم کو توڑ کر وہ کرے جو بہتر ہے۔ قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا ہے یا ان کو کپڑا پہنانا ہے اور جو اس کی قدرت نہ رکھتا ہو تو تین دن کے روزے مسلسل رکھے۔ قال اللہ تعالیٰ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ

كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ (المائدہ:89) واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۰.۰۱.۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مدعی اور مدعا علیہ میں سے قسم کس پر ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت کا کہنا ہے کہ اس نے اپنے قریبی رشتہ دار کو امانت کے طور پر دو تولہ زنجیر سونے کی، اور چھ ہزار روپیہ نقد دیا تھا۔ اب لڑکے نے جواب دے کر حلف اٹھایا اور کہا کہ ایک تولہ سونا تھا اور دو ہزار روپے مجبوری کے تحت اس نے خرچ کر دئے۔ اب لڑکا یہ مال دینا چاہتا ہے لیکن عورت کہتی ہے کہ ہمارا چھ ہزار روپیہ اور دو تولہ سونا تھا عورت بھی حلف اٹھانے کے لئے تیار ہے لہٰذا برائے کرم اس الجھن کو دور کرنے کے لئے قرآن کی روشنی سے آگاہ کریں۔ عرض دار، عین الحق، ہوسڑی

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں شریعت مطہرہ کا حکم یہ ہے کہ مدعی گواہ پیش کرے اور مدعیٰ علیہ قسم کھائے البینة علی المدعی والیمین علی من انکر (مسلم) امانت کا دعویٰ ہو تو یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ یہ چیز فلاں جگہ اس کے پاس امانت رکھی گئی تھی (درمختار، بیہقی) اگر عورت گواہ نہ پیش کر سکے تو حلف، امین، یعنی مدعیٰ علیہ کے ذمہ ہوگا اور حلف سے جب بات کہہ دیگا تو بات اسی کی معتبر ہوگی۔ (ھدایہ، بہار شریعت) واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۱.۲.۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

قسم مدعیٰ علیہ پر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: حق شفعہ کے ایک مقدمے میں مدعی نے اسلامی قانون کے تحت اپنے گواہ پیش کر دیئے۔ مدعا علیہ بھی گواہ پیش کرتا ہے، مگر زید کا کہنا ہے کہ مدعا علیہ پر قسم ہے مگر وہ قسم کی بجائے گواہ پیش کرتا ہے کیا اس کے گواہ شرعاً مانے جائیں گے یا اس پر قسم ہی ہے؟

سائل عبد الرشید ٹھیکے دار و دیگر، تلک چاڑی، حیدر آباد، ۱۹ فروری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو محض ان کے دعوے پر چیز دلا دی جائے تو بہت سے لوگ خون اور مال کے دعوے کر ڈالیں لیکن مدعی کے ذمہ بیّنہ (گواہ) ہے اور منکر (مدعیٰ علیہ) پر قسم ہے (بیہقی) صحیح مسلم میں ہے لیکن مدعیٰ علیہ پر حلف ہے (مسلم) لہٰذا ان احادیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ مدعی کے ذمہ گواہ پیش کرنا ہے اور مدعیٰ علیہ پر حلف ہے۔ اس بناء پر مدعیٰ علیہ کا گواہ پیش کرنا شرعاً جائز نہ ہوگا اور حکم شرعی کی تغییر ہوگی۔ (عامۂ کتب) صورت مسئولہ میں جبکہ مدعی نے گواہ پیش کر دیئے تو اب مدعیٰ علیہ کو گواہ پیش کرنے کی

ضرورت نہیں ہاں اگر مدعی گواہ نہ پیش کرسکتا تو مدعیٰ علیہ پر قسم تھی اور اس صورت میں تو مدعیٰ علیہ پر قسم بھی نہیں کہ مدعی گواہ پیش کر چکا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۰.۲.۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

جس کو شک ہو، پہلے دعویٰ کرے، گواہ لائے، بغیر دعویٰ کے قسم لینا خلاف شرع ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے آفس میں اکثر چوری کے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ ہمیں شک ہے کہ اس میں ہمارے آفس کا کوئی آدمی ملوث ہے اب ہمارے آفیسرز تمام اسٹاف سے قرآن پاک اٹھوانا چاہتے ہیں یہ کام شریعت کے مطابق ہے یا نہیں؟ جواب دے کر رہنمائی فرمائیں۔ محمد اکبر، محمد اقبال، ظریف بیگ، حافظ محمد اسحاق، شفیق احمد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: قسم کھانا یا قرآن کریم کا حلف اٹھانا کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ محض شک کی بناء پر تمام عملہ کو اس مشقت میں ڈال دیا جائے۔ قرآن کریم میں ہے وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ (البقرہ:224) اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ۔ قسم کھانا جائز ہے مگر جہاں تک کمی ہو بہتر ہے بات بات پر یا محض شک پر قسم کھانا نہ چاہئے۔ (بہار شریعت) مسلم شریف میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "اگر لوگوں کو محض دعویٰ کی وجہ سے دے دیا جایا کرے تو کتنے لوگ خون اور مال کا دعویٰ کر ڈالیں گے لیکن مدعیٰ علیہ پر حلف ہے اور مدعی کے ذمے گواہ۔" صورت مسئول عنہا میں جب تک یقین نہ ہو تو کسی پر چوری کا دعویٰ بھی نہیں کیا جاسکتا، ہاں اگر شک یقین کی حد تک ہو تو چاہئے کہ پہلے آفیسرز دعویٰ کریں پھر گواہ پیش کریں اگر گواہ یعنی ثبوت پیش نہ کرسکیں تو اب مدعیٰ علیہ سے قسم لی جائے گی اگر مدعیٰ علیہ منکر ہو۔ حدیث شریف میں البینة علی المدعی والیمین علی من انکر (بیہقی شریف) پھر جس جس پر دعویٰ کیا جائے اگر وہ انکار کرے تو اس سے قسم لی جائے۔ بغیر دعویٰ کے قسم لینا خلاف شرع ہے اور مسلمانوں کو تکلیف میں ڈالنے کے برابر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۵ فروری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

بعض قسم توڑنا مستحب ہے

سوال: حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں القادری صاحب، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طبیعت کی ناسازی کا علم ہوا خداوند کریم آپ کو صحت یابی اور درازئ عمر عطا فرمائے تاکہ وہ بھی خدمت اسلام میں کام آئے۔ اب سوال پیش خدمت ہے امید ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب سے نوازیں گے۔

سوال: ایک شخص نے نماز پڑھنے کے بعد قرآن شریف پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی اور منہ سے اس طرح الفاظ کہے کہ "اے خداوند کریم میں وعدہ کرتا ہوں (یا قسم کھاتا ہوں) کہ میں آج کے بعد فلاں علاقے کا رخ بھی نہیں کروں گا (یا دوسری اس طرح کی قسم) اگر میں نے ایسا کیا تو اے خدا تو مجھے مرنے کے بعد کافروں کی طرح اٹھانا (یا یہ کہ میری موت کافروں جیسی ہو)

مگر وہ شخص اپنی قسم (یا عہد) پر پچھتا رہا ہے کیوں کہ (فرض کریں) اس کا اس علاقے میں جانا ضروری ہے ورنہ زندگی بھر ایک طویل عرصے تک پریشان رہے گا۔ اس کا بڑا مالی، وقتی اور ذہنی نقصان ہوگا۔ صورت حال یہ ہے کہ اس کو فقط ایک بار اس علاقے میں جانا ہے۔ کیا وہ اس طرح کی قسم (یا وعدہ) کا کفارہ ادا کر کے خداوند کریم سے ایک مرتبہ کی مہلت مانگ سکتا ہے۔ خداوند کریم بڑا کرم نواز غفور و رحیم ہے سوائے شرک کے ہر گناہ کی معافی قبول ہے۔ اس قسم کی قسم کے لئے کیا کسی کفارہ کی گنجائش ہے؟ کفارہ دیا جاسکتا ہے تو قسم توڑنے سے پہلے یا قسم توڑنے کے بعد؟ اور کس طرح کفارہ ادا کیا جاسکتا ہے؟ برائے کرم زحمت فرما کر تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں میں زندگی بھر دعا گو اور ممنون رہوں گا۔

فقط السائل عزیز مغل، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: بعض قسمیں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کا توڑنا مستحب ہے مثلاً ایسے امر کی قسم کھائی کہ اس کے غیر میں بہتری ہو تو ایسی قسم کو توڑ کر وہ کرے جو بہتر ہے (مبسوط) صورت مسئول عنہا میں بھی ایسی قسم کا تذکرہ ہے لہٰذا اسے توڑ کر کفارہ دیا جائے، پھر زندگی میں جب اور جتنی بار چاہے جاسکتا ہے۔ قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہیں یا انہیں کپڑا دیا جائے اور اگر ان میں سے کسی بات کی قدرت نہ ہو تو وہ تین دن کے روزے مسلسل رکھے، قرآن کریم میں ہے اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ (المائدہ:89) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۴.۲۳.۱۹۸۵ء

جھوٹے آدمی کی قسم نامعتبر ہے

سوال: آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ: اگر ایسا دھوکہ باز شخص جس نے اسٹامپ دکھا کر کہا کہ "یہ تو ایسے ہی لکھوایا تھا" اور اس غلط اسٹامپ کی مدد سے محکموں کو دھوکہ دے کر کام نکلواتا رہا۔ بجلی کا کنکشن، غلط کاغذات کی وجہ سے محکمہ بجلی کو دھوکہ دے کر حاصل کیا۔ سٹی سروے میں میرے مرحوم والد کے نام سے مکان کے کاغذات حاصل کئے، اور جعلی طریقے سے اپنا نام لکھوا کر محکمہ پانی H.D.A کو دھوکہ دہی سے غلط کاغذات کی مدد سے پانی کا کنکشن حاصل کیا۔ اگر قرآن اٹھا کر کوئی بات کہے تو شرعی نقطۂ نگاہ سے اس کی بات کا یقین کریں یا کہ نہیں؟ فقط السائل محمد حنیف ولد امام الدین، شاہی بازار حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ میں جبکہ محمد یوسف صاحب کے بارے میں حقائق و دلائل سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ انہوں نے بارہا جھوٹی درخواستوں کا سہارا لیا اور ہمیشہ غلط درخواستوں سے اپنا مفاد حاصل کیا تو ایسے شخص کی کسی بات کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں نہ اس کی قسم کا اعتبار ہوگا۔ اس صورت حال میں حکم شرع یہ ہے کہ چونکہ محمد یوسف مدعی اور محمد حنیف مدعیٰ علیہ ہے۔ قال النبی ﷺ البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر مدعی کے ذمے گواہ لانا ہے اور مدعیٰ علیہ پر قسم ہے لہٰذا محمد یوسف اپنے دعویٰ پر دو شرعی نیک صالح نمازی گواہ پیش کرے ورنہ محمد حنیف سے قسم لی جائے گی۔

واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۳ مئی ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مرنے کے روزوں اور نمازوں کا کفارہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میری والدہ عرصہ ایک سال سے سخت علیل ہیں۔ جب تک ان کے ہوش وحواس درست رہے پابندی سے صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ اپنی زندگی میں ایک حج کی سعادت بھی حاصل کی۔

آج کل وہ سخت علیل ہیں۔ فالج کا اٹیک ہوا تھا۔ قریب ایک سال سے پابندی نماز نہیں ہوسکی لیکن میں قریب ایک سال سے ان کی نماز کا کفارہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ اس سلسلہ میں شریعت کا کیا حکم ہے۔ کس صورت میں اور کس طرح سے کفارہ کی ادائیگی ہوگی؟

اگر رقم کی صورت میں کفارہ دینا ہے تو یہ رقم کس کس جگہ استعمال ہوسکتی ہے؟

کیا یہ رقم کسی صورت سے کسی مسجد کی تعمیر میں استعمال ہوسکتی ہے؟

کیا یہ کفارہ کسی کے انتقال کے بعد بھی ادا ہوسکتا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

فقط السائل حاجی سیّد غلام مخدوم قادری اشرفی، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: کفارہ صوم وصلوٰۃ فی عبادت وہی ہے جو ایک فطرہ ہوتا ہے یعنی دو کلو آٹے کی قیمت ایک نماز کی دی جائے گی۔ کفارہ انتقال کے بعد بھی دیا جاسکتا ہے بلکہ اگر وصیت ہے تو دینا لازمی ہے (عامۂ کتب) کفارہ کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں۔ مسجد میں دینا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) اگر دینے کی سکت ہو تو کل رقم حساب لگا کر مسکین کو دیں یا کئی مساکین کو دیں اگر طاقت نہ ہو تو حیلۂ اسقاط کے ذریعہ دیں اس طرح کفارہ دینا، فدیہ کہلاتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم، احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۹ مئی ۱۹۸۵ء

قسم مدعا علیہ پر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: اگر چہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں قسم کھانے پر تیار ہوں تو شرعی فیصلہ صادر فرمائیں کہ آیا قسم مدعی سے لی جائے یا مدعا علیہ سے؟ فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** حدیث شریف کا ارشاد ہے البینة علی المدعی والیمین علی من انکر یعنی مدعی پر بینہ اور اپنے دعوے پر ثبوت مہیا کرنا ہے اور وہ ثبوت پیش نہ کر سکے تو اب مدعا علیہ سے قسم لی جائے گی اور اسی پر شرعی فیصلہ ہوگا۔ مدعی سے قسم نہیں لی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ محرم الحرام ۱۴۰۷ھ

جب تک جھوٹا ہونا ثابت نہ ہو، قسم کا اعتبار کریں

سوال: اگر قسم کھانے پر بھی کوئی اعتبار نہ کرے یا شک کرے تو اس کے لئے شرعی فیصلہ صادر فرمائیں؟　فقط السائل

۷۸۶ الجواب: جب تک قسم کھانے سے جھوٹ کا تجربہ نہ ہو یعنی اس کا جھوٹا ہونا اور جھوٹی قسم کھانے والا ہونا ظاہر نہ ہو۔ مسلمانوں پر اس کی قسم کا اعتبار کرنا لازم ہے۔ ورنہ بلا دلیل شرعی ایک مسلمان پر جھوٹ تہمت رکھنے والوں میں شمار ہوں گے اور شرعاً ان پر مواخذہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۵ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ

قرآن ہاتھ میں لے کر قسم کھانا

سوال: علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ: جبکہ ایک شخص ایک پارٹی کو مطمئن کرنے کے لئے قرآن پاک ہاتھوں میں اٹھا کر یقین دلاتا ہے کہ میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گا اور تمہارا ساتھ دوں گا مگر بعد میں دوسری پارٹی سے بھی قرآن پاک اٹھا کر اس پارٹی کو بھی یقین دلاتا ہے۔ پھر اب تیسری مرتبہ بھی قرآن پاک اٹھانے کو تیار ہے۔ شریعت کی رو سے علماء دین کیا فرماتے ہیں اٹھانے والے اور اٹھوانے والے کے لئے؟　فقط السائل، نصیب خان، پختہ قلعہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: قرآن پاک کی جھوٹی قسم اٹھانے والے یعنی قرآن پاک ہاتھ میں لے کر وعدہ دینے اور پھر اس وعدہ سے پھر جانے والے سخت گناہ گار ہیں ان پر توبہ واستغفار فرض ہے اور قسم کھا کر توڑ دینے پر کفارہ بھی لازم آتا ہے اور اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے یا ان کو کپڑے پہنانا ہے اور آدمی اگر اس قابل نہیں تو اسے حکم ہے کہ پے در پے (متصل) تین روزے رکھے۔ جو لوگ اس شخص کی عادت سے واقف ہوتے ہوئے اس سے قسم لیں گے یہ بھی گناہ گار قرار پائیں گے کہ گناہ پر مدد کرتے ہیں۔ پھر ایسے شخص کا اعتبار بھی کیا تو قسم لینا یوں بھی فضول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۳ ربیع الآخر ۱۳۸۷ھ

راز نہ بتانے کا عہد اور اس پر قسم

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

ہماری قوم راجپوت میں دو فرقے ہو گئے ہیں۔ صرف دنیاوی امور کے لحاظ سے اور دونوں فریق نے اپنی اپنی قومی تنظیم برائے فلاح وبہبود بنالی ہے ایک پنچائیت کے موقع پر سب سے کلمہ پڑھوا کر یہ عہد بھی لیا گیا کہ کوئی شخص اپنی تنظیم کا کسی قسم کا راز دوسری تنظیم کے کسی فرد کو نہ بتائے گا۔ خاکسار نے سب سے آخر میں بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھ کر اور خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ الفاظ دہرائے کہ میں زندگی میں کبھی بھی دوسرے فریق والوں سے نہیں ملوں گا اور نہ ہی ان کی کسی خوشی یا [illegible] میں شمولیت اختیار کروں گا۔ یہ الفاظ کہہ کر حاضرین سے میں نے یہ کہا آپ بھی دوبارہ کلمہ پڑھئے سب نے دوبارہ

میرے الفاظ کو سن کر کلمہ پڑھا۔ اب بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے صرف راز افشانہ کرنے کے لئے کلمہ پڑھا تھا، زندگی بھر کے لئے پابند نہیں ہیں۔ لہٰذا عرض خدمت یہ ہے کہ حلف کا پابند صرف میں ہی ہوں یا حاضرین محفل بھی۔ اس سلسلے میں مجھے فتویٰ درکار ہے؟ خاکسار محمد بشیر وارثی، معرفت ڈپٹی سٹلمنٹ کمشنر، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اس صورت میں جن لوگوں نے عہد کیا تھا کہ کوئی شخص اپنی تنظیم کا راز دوسرے کسی شخص کو نہ بتائے گا ان پر کفارہ صرف اس صورت میں ہوگا جبکہ وہ یہ راز کسی دوسرے شخص کو بتادیں البتہ جس شخص نے یہ قسم کھائی کہ میں زندگی میں دوسرے تنظیم والوں سے نہ ملوں گا وغیرہ وغیرہ اس پر لازم ہے کہ دوسرے تنظیم والوں سے ملے اپنی قسم توڑے اور اس کا کفارہ دے۔ خدا اور رسول کا یہی حکم ہے اور قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا ان کو کپڑے بنادے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کھلانے کے بدلے میں ہر مسکین کو بقدر صدقہ فطرہ گیہوں (سوا دو سیر) یا ان کی قیمت دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ رجب المرجب ۱۳۸۹ھ

جھوٹی قسم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ساس اور بہو کے درمیان جھگڑا ہوا جس پر بہو نے ساس کو گندی گالیاں دیں۔ جب پڑوس کی عورتیں آئیں اور جمع ہوگئیں تو بہو نے انکار کیا کہ میں نے گالیاں ساس کو نہیں دیں ہیں۔ اس کے لئے اس نے قرآن پاک اٹھا کر قسم کھائی کہ میں نے گالیاں نہیں دیں اور پھر اقرار کرتی ہے کہ میں نے گالیاں دی ہیں۔ اب اس عورت کو قسم کے لئے کچھ کفارہ دینا ہوگا یا نہیں؟ سائل ایک عورت

۷۸۶ الجواب: جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا سخت گناہ ہے اس کا مرتکب سخت گناہ گار ہوتا ہے۔ اس پر فرض ہے کہ سچے دل سے توبہ و استغفار کرے مگر کفارہ لازم نہیں۔ جو بن پڑے صدقہ و خیرات کرے اور آئندہ ہرگز ایسی حرکت نہ کرے۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الزنا والحدود

زنا کا ثبوت کیسے ہو؟

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہماری برادری میں ایک عورت نے مجھ پر الزام لگایا ہے کہ ہمارا شوہر شکار پر گیا۔ اس کے بعد دن کے بارہ بجے نثار مقدمے کی تاریخ سے واپس آئے اور نثار نے مجھے کہا کہ ہم نے مبینہ کی چھاتیاں ملیں جو نورحسن کی بیوی ہے اور واجد کی ماں سے زنا کیا ہے۔ اس عورت کا کہنا ہے کہ اس عورت کا نام ظہورن ہے اور اس کے شوہر کا نام حکمت اللہ ہے اور اس عورت نے یہ بھی کہا ہے کہ واجد کی اماں کے ساتھ جب ہم زنا کرتے ہیں تو وہ پچاس روپے ہمیں دیتی ہیں اور اس عورت نے یہ بھی مجھے کہا کہ نثار نے ہم سے کہا کہ حیدر نے اکبری کے کے ساتھ زنا کیا اور اس عورت نے یہ بھی مجھے کہا کہ نثار نے مجھے کہا کہ دودھ والے نے ایک لومی عورت کے ساتھ برائی کی اور اس عورت نے یہ بھی کہا ہے کہ نثار نے مجھے کہا کہ حمید نے کلو کی اماں کے ساتھ زنا کیا اور اس عورت کا یہ بھی کہنا ہے کہ نثار نے ہم سے کہا کہ بشیر کی عورت اور بشیر کی لڑکی سے ہم نے زنا کیا اور اس عورت کا یہ بھی کہنا ہے کہ نثار نے مجھے کہا کہ ہم عورتوں کی شلوار اتار کر عورتوں کی ستی بھی دیکھتے ہیں اور ستی دیکھ کر ان کے ساتھ زنا بھی کرتے ہیں۔ اس عورت کے شوہر نے تمام برادری سے یہ شکایت کی کہ نثار نے ہماری عورت سے اس قسم کی باتیں کی جو ہم اوپر لکھ آئے ہیں برادری والوں نے کہا کہ تم اپنے گھر پر تمام برادری والوں کو اکٹھا کر کے پنچایت کرو اور اس عورت کے شوہر نے اپنے داماد منشی سے تمام برادری کو بلوالیا۔ عید کے باسی دن پنچایت ہوئی تو تمام برادری کے سامنے اس عورت نے یہی سب بیان کیا جو ہم اوپر لکھ چکے ہیں تمام برادری والوں نے اس عورت سے پوچھا کہ تم نے یہ بیان حلفیہ دیئے ہیں تو اس عورت نے جواب دیا کہ اللہ اور رسول کو حاضر و ناظر سمجھ کر ہم نے یہ حلفیہ بیان دئے ہیں تمام برادری والوں نے نثار سے پوچھا، بڑی بی جس نے تمہارے پر یہ الزام لگائے ہیں یہ صحیح ہیں یا غلط ہیں۔ نثار نے جواب دیا کہ بڑی بی کے یہ سب بیان غلط ہیں اور ہم اللہ اور رسول کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس قسم کی باتیں بڑی بی سے نہیں کی ہیں اور ہم سے چاہے جیسی بھی قسم اٹھوالی جائے اس بات پر ایک شخص نے کہا کہ تم کو الزام کی حیثیت سے پنچایت میں بلایا گیا ہے اور اگر ملزم کی قسم مانی جائے تو پاکستان کی تمام جیلیں خالی ہو جائیں اس لئے تمہاری قسم نہیں مانی جائے گی۔

[illegible] عورت نے نثار کے خلاف یہ الزامات لگائے ہیں اس کا نام ظہورن ہے اور اس کے شوہر کا نام حکمت اللہ ہے اور ایک [illegible] یہ شہادت دی کہ ہم سے بھی نثار نے کہا کہ ہم تمہیں تعویذ کر کے دیں تو ایک عورت کو پان میں رکھ کے کھلا دینا اس

عورت کا نام مبینہ ہے۔ اس مبینہ نے اس لئے شہادت جھوٹی دی کہ ظہورن نے یہ بھی کہا تھا کہ نثار نے ہم سے کہا تھا کہ مبینہ کی ہم نے چھاتیاں ملیں اس وجہ سے اس نے جھوٹی شہادت دی اور اس ایک عورت کے الزام لگانے پر جس کا نام ظہورن ہے برادری نے نثار کو برادری سے الگ کر دیا۔ اس کا ہمیں قرآن وحدیث کی رو سے فتویٰ دیا جائے کہ برادری والوں نے یہ فیصلہ صحیح کیا ہے یا غلط کیا ہے۔ تمام برادری نے اس عورت سے کہا کہ تم دس فقیر کو کھلاؤ اور تمام پنچائیتوں سے معافی مانگو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے بے حیائی سے بیان دیا۔　　ازطرف، نثار احمد، عیدگاہ میدان، لطیف آباد، مورخہ ۲۴.۱۰.۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب ہو الموفق للصواب: زنا اس وقت ثابت ہوگا جب چار مرد ایک مجلس میں لفظ زنا کے ساتھ شہادت ادا کریں، اگر لفظ زنا استعمال نہ کیا تو زنا ثابت نہ ہوگا۔ (درمختار) اگر قاضی کے سوا کسی اور کے سامنے زنا کا اقرار کیا تو حد نہیں ہوگی (درمختار، عالمگیری) صورت مسئول عنہا میں سائل کے بقول عورت کا یہ دعویٰ ہے کہ سائل نے اس کے سامنے زنا کا اقرار کیا اور سائل اس سے انکار کرتا ہے تو زنا ثابت نہ ہوگا۔ کسی کو زنا کی تہمت لگانے کو قذف کہتے ہیں اور یہ گناہ کبیرہ ہے۔ اسلامی حکومت میں زنا کی تہمت لگانے والے پر حد ہے جس کی مقدار اسّی کوڑے ہے (درمختار) قذف کا ثبوت دو مردوں کی گواہی سے ہوگا یا اس تہمت لگانے والے کے اقرار سے اور اس جگہ عورتوں کی گواہی کافی نہیں ہے (ردالمحتار) صورت مسئول عنہا میں چونکہ زنا کا ثبوت نہیں ہے لہٰذا محض عورت کے اتہام سے زنا ثابت نہ ہوگا اور تمام لوگ سائل سے میل جول باقی رکھیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　　۲۵ اکتوبر ۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

زنا سے پیدا شدہ لڑکی کا نکاح جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکی بغیر نکاح کے ناجائز پیدا ہوئی اور بالغ ہو جانے کے بعد اس کا نکاح اہل قوم کے کسی شخص سے ہوا۔ بعد ازاں اس عورت سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جواب موجود ہے۔ یہ لڑکی جائز اولاد ہے یا ناجائز شمار کی جائے گی؟ اس کا جواب باصواب مرحمت فرمائیں۔ مہربانی ہوگی۔

طالب استفتاء ولی محمد، سرے گھاٹ، حیدرآباد، ۱۸ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ

۷۸۶ الجواب: ناجائز طور پر پیدا ہونے والی لڑکی جب بالغ ہوگئی اور اس کا نکاح کر دیا گیا تو اب اس کے نکاح کے بعد اس کے شوہر سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ یقیناً جائز اولاد قرار پائے گی اور اس اولاد کا نسب اس لڑکی کے شوہر سے ثابت مانا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم　　العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۱ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ

زنا کا ثبوت

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، میرے داماد مسمی رحمٰن شاہ نے بدرستی ہوش وحواس اپنی زوجہ مسماۃ خاتون پر ایک دوسرے مرد کے ساتھ نازیبا حرکت میں مشغول رہنے کا قرآن پاک اٹھا کر الزام لگایا مگر لڑکی خاتون اور

دوسرے شخص نے کہ جس پر الزام لگایا گیا تھا قرآن اٹھا کر قسم کھائی جبکہ محلہ والے وعزیزان مسماۃ خاتون اور اس شخص کو جس پر الزام لگایا گیا تھا رحمٰن شاہ سے بہتر اور قابل اعتماد اور ایماندار سمجھتے ہیں کیوں کہ رحمٰن شاہ جواری اور نشہ کرنے والا ہے اور زیادہ اوقات میں نشہ میں رہتا ہے اس لئے جناب مفتی صاحب فتوٰی صادر فرمائیں؟ السائل محمد عبدالرحمٰن، ساکن کچہ قلعہ

۷۸۶ الجواب: زنا کا ثبوت سخت دشوار ہے اور جسے لوگ ثبوت کہتے اور سمجھتے ہیں وہ اوہام ہوتے ہیں۔ شرعاً زنا کا ثبوت اسی وقت ثابت ہوگا جبکہ چار عاقل مسلمان جن پر وہاں کے رہنے والے اعتبار کرتے ہوں یہ کہیں کہ ہم نے فلاں بن فلاں کو فلانہ بنت فلانہ سے وطی کرتے اس طرح دیکھا جیسے سرمہ دانی میں سلائی ہوتی ہے۔ اس کے بعد ان گواہوں سے جرح کی جائے گی جب اس میں وہ اپنی بات پر جمے رہیں گے تب کہیں جا کر زنا ثابت ہوگا۔ پھر زانی وزانیہ اقرار کریں۔ اس کے بعد محض کسی کے الزام لگانے سے زنا ثابت نہ ہوگا۔ ایسے افراد کو خدا اور رسول کے غضب سے ڈرنا چاہئے اور یاد رکھنا چاہئے کہ موت برحق ہے اور حساب لینے والا وہ احکم الحکمین۔ مولیٰ عزوجل ہمیں آخرت کی رسوائی سے اپنی پناہ میں رکھے۔ (آمین)

اور شوہر جب اپنی منکوحہ پر الزام لگاتا ہے زنا کا تو اس کا طریقہ کار لعان ہے جو قرآن کریم میں مذکور ہے کہ پہلے شوہر حاکم، یا قاضی اسلام، یا کسی حاکم، وقت کے سامنے کہے کہ ”میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے جو اس عورت کو زنا کی تہمت لگائی ہے اس میں خدا کی قسم میں سچا ہوں“ پھر پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اس (الزام لگانے والے) پر خدا کی لعنت ہو اگر اس امر میں کہ اس کو زنا کی تہمت لگائی جھوٹ بولنے والوں سے ہوں اور ہر بار لفظ (اس) سے عورت کی طرف اشارہ کرے پھر اسی طرح عورت کہے گی۔ اگر شوہر انکار کرے تو قید کیا جائے گا اور جھوٹ کا اقرار کرے تو حد قذف جاری ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ شوال المکرم ۱۳۸۶ھ

غیر کی منکوحہ سے نکاح کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید بکر کی زوجہ کو اپنی ہمشیرہ بنا کر اپنے گھر لایا دو چار دن بعد محلہ میں ظاہر کیا کہ میں اس عورت سے نکاح کرلوں گا۔ اس پر محلے والوں نے اعتراض کیا اور کہا کہ پہلے سابقہ شوہر سے طلاق لے اور عدت کے دن گزارنے کے بعد عقد کر سکتے ہو۔ مگر زید نے کوئی بات نہ مانی اس محلہ کے لوگوں نے اسے محلہ سے نکال دیا۔ کچھ دن بعد زید کے عزیز زید کو دوبارہ محلہ میں لے آئے تو پوچھا گیا کہ یہ دوبارہ محلہ میں کیوں آیا ہے تو ظاہر کیا کہ نکاح کرلیا ہے۔ اس پر محلے والوں نے طلاق نامہ دریافت کیا تو کوئی جواب نہیں ملا اس پر محلے کے لوگ و برادری کے لوگوں نے زید سے تعلق منقطع کرلیا مگر زید کے جو عزیز ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ تم سب لوگ زید کے ساتھ کھانا پینا برقرار رکھو اس پر اس نے اختلاف پیدا کیا۔ اس لئے جناب سے التماس ہے کہ اس شکل میں زید کا مسماۃ کے ساتھ عقد ہونے کے بارے میں کیا حکم ہے۔ دوسرے جو لوگ زید کے ساتھ کھانا پینا رکھتے ہیں ان کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

فقط السائل، عبداللطیف اشرفی، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئول عنہا میں عورت جس کے پاس ہے اس پر فرض قطعی ہے کہ عورت کو اپنے پاس سے جدا کرے اور نکال دے اور عورت پر فرض قطعی ہے کہ اس سے جدا ہو جائے اگر یہ دونوں اس حکم کی تعمیل نہ کریں مسلمان اسے اپنی صحبت سے نکال دیں اور اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا ترک کر دیں اور جب تک وہ شرعی طریقہ پر نکاح وطلاق کا ثبوت نہ دیں ترک تعلقات پر قائم رہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۶۸﴾ (انعام) بلکہ بغیر طلاق اگر آپس میں یہ نکاح بھی کرلیں تو اس کے نکاح بے معنی کے بعد بھی، وہ زانی وزانیہ رہیں گے اور یہ جھوٹا نام نکاح، کا کچھ مفید نہ ہوگا۔ ایمان والے مرد اور ایمان والی بی بیوں پر لازم ہے کہ انہیں یک لخت چھوڑ دیں، نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں اور نہ خود ان کے پاس بیٹھیں اور جو لوگ تعلقات پر زور دے رہے ہیں وہ غلطی پر ہیں ان پر ترک تعلق لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ

زنا کا ثبوت اور اس سے توبہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید پر لوگوں نے زنا کا الزام لگایا ہے کہ زید نے اپنے لڑکے کی عورت سے زنا کیا ہے مگر کسی نے دیکھا نہیں ہے۔ اب لڑکے نے طلاق دے دی ہے اور زید کو قوم سے خارج کر دیا ہے مگر ثبوت اس مسئلہ کا کچھ نہیں ہے۔ اور زید کہتا ہے کہ میں نے نہیں کیا اگر کیا تب بھی میں معافی مانگتا ہوں۔ اس مسئلہ کا حل از روئے شریعت عنایت فرمائیں؟ السائل عبدالحفیظ، گولیمار، کراچی

۷۸۶ الجواب زنا کا ثبوت سخت دشوار ہے اور جسے عوام ثبوت سمجھتے ہیں وہ اوہام ہوتے ہیں پھر جبکہ وہ کہتا ہے کہ اگر میں نے کیا بھی تو معافی مانگتا ہوں یہ بمنزلہ توبہ کے ہے اور اللہ عزوجل اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہ بخشتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ (الشوریٰ:25) اس کے بعد جو لوگ اس توبہ کو نہ مانیں گے وہ گناہگار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ اربیع الاول شریف ۱۳۸۸ھ

زانی لوطی وغیرہ کی بخشش کا بیان

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کتاب المنبہات تالیف حضرت علامہ حافظ ابن حجر میں ایک حدیث آئی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سات آدمی ایسے بدبخت ہیں جن کی طرف قیامت میں اللہ تعالیٰ نگاہ اٹھا کر دیکھے گا تک نہیں اور نہ انہیں گناہوں سے ہی پاک کرے گا بلکہ وہ دوزخ میں جھونک دیئے جائیں گے۔

۱۔ ایک تو لواطت کرنے والا اور کرانے والا۔

۲۔ جو مشت زنی کرے۔

۳۔ جو کسی جانور سے بدفعلی کرے۔

۴۔ جو عورت کے غیر فطری مقام پر وطی کرے۔
۵۔ جو کسی عورت اور اس کی لڑکی دونوں سے شادی کرے۔
۶۔ جو اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے۔
۷۔ جو اپنے ہمسایہ کو اتنی زیادہ تکلیف دے کہ وہ تنگ آ کر برا بھلا کہنے پر مجبور ہو جائے۔

جن لوگوں کا اس حدیث میں ذکر ہوا کیا ان لوگوں کی قیامت کے دن بالکل بخشش نہیں ہوگی؟ یا ان کو سزا ملنے کے بعد بخشش ہوگی؟ فقط السائل نور محمد، ٹنڈو الہیار، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** جرم وخطا کا مرتکب جب تک مسلمان ہے اور اسلام ہی پر مرتے دم تک قائم رہا، اس کی بخشش اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے کہ چاہے سزا دے کر بخش دے یا بلا سزا محض اپنے فضل وکرم سے اس کی بخشش فرما دے لیکن بعض جرم وگناہ ایسے ہیں کہ ان کا مرتکب اگر چہ مسلمان ہو بلا سزا اسے چھوڑا نہ جائے گا وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (الجمعہ) اس قسم کی احادیث جن میں یہ مضمون وارد ہے کہ اس کی بخشش نہ ہوگی یا تو کافر و مشرک کے لئے وارد ہے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ بلا سزا بخشش نہ ہوگی اور چونکہ وہ مسلمان ہے اس لئے آخر کار اسے بخش دیا جائے گا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت میں پہنچا دیا جائے گا۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ صفر المظفر ۱۳۹۵ھ

بدچلنی کا الزام۔ ”اس قرآن کو نہیں مانتے“ کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ننے کی بیوی نے سعد اللہ سے کہا کہ بشیر احمد نے مجھ سے کہا ہے کہ سعد اللہ کی عورت کو امام بخش مرغی انڈے کھلاتا ہے۔ سعد اللہ بشیر احمد کے گھر پر آئے اور بشیر احمد سے معلوم کیا کہ تم نے ننے کی عورت سے یہ کہا ہے کہ امام بخش سعد اللہ کی عورت کو مرغی انڈے کھلاتا ہے۔ بشیر احمد نے انکار کیا کہ میں نے نہیں کہا اور بشیر احمد نے قرآن شریف ہاتھ میں لے کر کہا کہ یہ بات میں نے نہیں کہی۔

جس پر سعد اللہ نے کہا کہ ہم اس قرآن کو نہیں مانتے۔ تم ہمارے گھر پر چلو اور ننے کی عورت کے سامنے قرآن اٹھاؤ جب ہم مانیں گے۔ بشیر احمد سعد اللہ کے ساتھ سعد اللہ کے گھر پر گئے وہاں ننے کی بیوی موجود تھی اس کے سامنے سعد اللہ نے بشیر احمد کو قرآن شریف لا کر دیا اور کہا کہ اگر تم نے نہیں کہا تو تم قرآن شریف اٹھاؤ۔ بشیر احمد نے قرآن شریف ہاتھ میں لے کر کہا کہ میں نے یہ بات نہیں کہی کہ امام بخش سعد اللہ کی بیوی کو انڈے مرغی کھلاتا ہے۔ پھر سعد اللہ نے کہا کہ ہم اس قرآن کو نہیں مانتے۔ اور ننے کی عورت کو کہا کہ یہ بات مجھے بشیر احمد نے کہی ہے۔ سعد اللہ نے کہا کہ تم سچی ہو۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں احکام شریعت کیا ہے۔ اس میں قرآن شریف اٹھانا بشیر احمد کا صحیح ہے یا ننے کی بیوی کا؟ اور احکام شریعت کے مطابق کسی پر گناہ کاری ثابت ہوگئی یا نہیں؟ فقط والسلام سائل، عبد السلام قریشی، عیدگاہ کالونی، لطیف آباد

۷۸۷ **الجواب:** صورت مسئولہ میں ننے کی بیوی، ایک مسلمان مرد بلکہ ایک عورت پر بھی الزام بدچلنی لگاتی ہے اور ظاہراً

اس کا منشا سعد اللہ اور اس کی بیوی میں جھگڑا پیدا کرنا ہے اور ایک کو دوسرے سے بدظن کرنا ہے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ اپنی اس بات پر جو وہ بشیر کی طرف منسوب کرتی ہے گواہ پیش کرے اگر گواہ پیش نہ کر سکے تو بشیر احمد سے حلف لیا جائے گا اور اسی حلف کا اعتبار ہوگا اور عورت کا حلف نامعتبر ہوگا اور سعد اللہ جس نے یہ بات کہی کہ ہم اس قرآن کو نہیں مانتے اس پر توبہ لازم ہے اور یہ بھی کہ وہ اپنا نکاح دوبارہ پڑھائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ

زنا سے پیدا شدہ کا حکم در بارہ حلّت وحرمت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت مسماۃ عالم خاتون جو عبد اللہ کی منکوحہ ہے، کے ناجائز تعلقات ایک شخص مسمی عبد القیوم سے قائم ہوئے۔ جس کے نتیجے میں ایک لڑکی میراں پیدا ہوئی۔ پھر میراں کی شادی کے بعد میراں سے ایک لڑکی اپنے شوہر سے مسماۃ افروز پیدا ہوئی، عبد القیوم کی بیوی مسماۃ نور خاتون سے ایک لڑکا نجم الدین ہوا، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسماۃ افروز اور مسمّی نجم الدین کا باہم نکاح جائز ہے یا نہیں؟ نجم الدین، کنڈیارو، نواب شاہ

۷۸۶ الجواب: اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ مسماۃ عالم خاتون اور مسمّی عبد القیوم کے مابین ناجائز تعلقات تھے اور بچی تولد ہوئی تب بھی بحکم حدیث شریف الولد للفراش وللعاهر الحجر مسماۃ میراں، مسمّی عبد اللہ ہی کی لڑکی قرار پائے گی۔ عبد القیوم سے اس کا کوئی علاقہ نہیں ہوگا۔ اب عبد القیوم کے لڑکے نجم الدین اور میراں کی لڑکی مسماۃ افروز کے درمیان، اگر کوئی اور وجہ حرمت کی موجود نہیں تو دونوں میں نکاح بے شک جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ

جانور سے صحبت کی تو کیا حکم ہے؟

سوال: حضرت مولانا مفتی صاحب، السلام علیکم، بعد سلام عرض ہے کہ: ہماری مل کے اندر کالونی میں ایک آدمی بکری کے ساتھ برا کام کرتا ہوا پکڑا گیا۔ جسے آنکھوں سے دیکھا گیا ہے۔ بکری بچے دینے والی تھی اور اس کو دن پورے ہونے میں دس یا بارہ دنوں کی دیر تھی۔ اب آپ کی خدمت میں یہ مسئلہ پیش کیا جا رہا ہے کہ آپ ہمیں یہ بتائیں کہ شریعت اس آدمی، بکری اور اس کے ہونے والے بچوں کے بارے میں کیا فرماتی ہے؟ فقط السائل

۷۸۷ الجواب: مرد نے بکری وغیرہ کسی چوپایہ سے وطی کی تو اسے مناسب سزا دیں گے اور اس جانور کو ذبح کر کے جلا دیں۔ اس سے نفع اٹھانا مکروہ ہے (درمختار، ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

جانور سے وطی کا مسئلہ۔ اسلامی احکام نافذ نہ ہوں تو سزا کیسے دی جائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک نابالغ لڑکا جس کی عمر تیرہ (۱۳) سال ہے۔ ۱۹۶۷ء ۶۔ ۵ کو بھینس سے زنا کرتے ہوئے پکڑا گیا دو گواہوں کے سامنے۔ اب اس بھینس اور اس لڑکے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

۲۔ کوئی شخص ہندہ سے زنا کرتا ہے۔ اس کے لئے علماء کرام کیا فرماتے ہیں کہ وہ غسل کرنے سے پاک ہوگا یا نہیں؟

۳۔ ایک شخص شراب پئے تو دوسرے مسلمان اس کے ساتھ کیا سلوک کریں۔ اس کے ساتھ شادی اور غم میں ساتھ رہنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ فقط السائل عبدالرحمٰن

۷۸۶ الجواب: مرد نے چوپایہ سے وطی کی تو اس پر حد تو نہیں۔ البتہ جبکہ وہ بالغ ہے تو اسے مناسب سزا دی جائے جسے اس مقام کے دیندار معزز مسلمان تجویز کریں۔ رہا وہ جانور تو حکم ہے کہ اسے ذبح کر کے جلا دیں اس سے نفع اٹھانا مکروہ ہے (درمختار، ردالمحتار) یعنی جبکہ وہ جانور اسی شخص کی ملک ہو اور اگر اس نے کسی دوسرے کے چوپائے سے یہ قبیح حرکت کی تو اس کا مالک اس سے اس جانور کی قیمت وصول کرنے کا حق رکھتا ہے۔ جانور بہرحال ذبح کر دیا جائے گا اور پھر اسے جلا کر دفن کر دیں (تبیین الحقائق) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ قربت و ہمبستری خواہ کسی طور پر ہو اور کسی بھی عورت سے ہو، غسل واجب کر دیتی ہے۔ ہاں ایسی چھوٹی لڑکی سے جس کی مثل سے صحبت نہ کی جا سکتی ہو وطی کی تو جب تک انزال نہ ہو، غسل واجب نہیں (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ اب کہ اسلامی حدود نافذ نہیں اور لوگ بلا دھڑک شراب پیتے، جوا کھیلتے، چوریاں کرتے اور ایسے ہی دوسرے گناہوں کے علی الاعلان مرتکب ہوتے ہیں اور ذرا لحاظ پاس نہیں کرتے، مسلمان دیندار جو سزا دینے پر قدرت رکھتے ہوں ایسی سزائیں دیں جو اوروں کے لئے باعث عبرت ہوں اور وہ سزا مجرم کو نہ دے سکیں تو پھر حکومت سے رجوع کریں۔ اس کے علاوہ اور کیا علاج ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

بغیر نکاح عورت گھر میں رکھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ میرا خسر ایک شخص کا بھائی بنا ہوا تھا اور خسر کی بیوی مر چکی ہے۔ میرے خسر نے جو ایک شخص کا بھائی بنا ہوا تھا اس کی بیوی سے ناجائز تعلقات پیدا کر کے اس کو گھر میں رکھ لیا۔ جب معلوم ہوا تو اس کو کہا گیا کہ نکاح کر لو اور طلاق لے کر گھر میں رکھو۔ وہ کہتا ہے کہ سب ٹھیک ہے۔ میں نے اس سے اپنے تعلقات منقطع کر لئے ہیں۔

۲۔ اور اس سے ناجائز اولاد ہو رہی ہے کیا وہ اولاد جائز ہے۔ میں نے اس کے گھر آنا جانا بند کر رکھا ہے وہ درست ہے یا نہیں؟

۳۔ میں نے اس کی بیٹی کو بھی روک رکھا ہے۔ آنا جانا بھی قطعی بند کیا ہوا ہے۔ مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں اپنا فتویٰ صادر فرما کر ممنون فرمائیں؟ سائل عزیز خاں، امریکن کوائٹر، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** یقیناً اگر ایسا ہی ہے تو وہ مبتلائے حرام اور سخت گناہ کے مرتکب ہیں۔ ان پر فرض ہے کہ فوراً فوراً ایک دوسرے سے قطع تعلق کریں اور اللہ عزوجل کے غضب سے ڈر کر اپنے ان کبیرہ گناہوں سے توبہ کریں اگر وہ ایسا کرلیں اور اس حکم شرع پر گردن رکھیں فبھا اور اگر نہ مانیں اور اپنی ان بیہودہ حرکتوں اور حرام کاریوں سے باز نہ آئیں تو ایمان والے مرد اور ایمان والی بیبیاں انہیں یک لخت چھوڑ دیں نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں، نہ خود ان کے پاس نہ بیٹھیں۔ قال عزوجل وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (انعام) یہ قرآنی فیصلہ ہے۔ آپ نے جو کچھ کیا وہ اس کے عین مطابق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

زنا کا ثبوت شرعی کیسے ہو؟ بہو سے صحبت کی تو کیا حکم ہے؟

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، بعد آداب عرض ہے کہ بندہ کو احکام خداوندی کے تحت درج ذیل گناہ کبیرہ کے بارے میں آپ سے فتویٰ چاہئے جو کہ آپ کے دستخط اور مہر سے جاری ہونا چاہئے۔

۱۔ ایک شخص صبح صبح اٹھ کر روزانہ نماز پڑھتا ہے اور تلاوت قرآن پاک کرتا ہے۔ پانچوں وقت کا نمازی ہے۔

۲۔ اپنے بیوی بچوں کو بھی نماز روزے کی کی ہدایت دیتا ہے۔

ایک شخص جو نیکی، بدی، برائی، اچھائی، گناہ، ثواب، خوب سمجھتا ہے اور پھر بھی اس شخص نے اپنے اڑوس، پڑوس، میں بدفعلی کی۔ ان کے گھروں کی عزت لوٹی۔ یہاں تک کہ کفر کی حد سے گزر گیا اور اس نے اپنی سگی بیٹی پہ اپنی ہوس کا حملہ کیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے لڑکے کی شادی کر دی جو کہ اس کی مرضی کے خلاف تھی۔ لڑکا سادہ خیال کا تھا۔ شادی کے بعد اس شخص نے اپنی بہو یعنی بیٹے کی بیوی کو برابر تین چار مہینے اپنی بیوی بنائے رکھا اور راز کھلنے پر اس نے اپنی بیوی، بچوں اور لڑکے سے معافی مانگی۔ توبہ کی۔ قرآن سر پر اٹھایا اور تمام افراد کو قرآن کا واسطہ دیا کہ میری غیرت کا سوال ہے اور ایک گناہ تو خدا بھی بخشتا ہے۔ اپنے بیٹے کے پاؤں پڑا اور اسے راضی کیا۔

تو اب آپ تحریر فرمائیں کہ ایسے شخص کی توبہ قابل قبول ہو سکتی ہے یا نہیں؟ وہ لڑکی اس کے بیٹے کی بیوی رہ سکتی ہے یا نہیں۔ یہ تمام حالات اس کی بیوی کو معلوم ہیں شروع سے آخر تک۔ مگر انہوں نے راز نہیں کھولا تو کیا وہ عورت بھی اس کی اپنی بیوی ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اس شخص کے دوسرے رشتہ داروں پر کیا فرائض ہیں۔ اس کے ساتھ کس سلوک سے پیش آئیں اس کے ساتھ کھانا، پینا، لین، دین جائز ہے یا نہیں؟ فقط والسلام، محمد جان، کالی موری کالج روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** لوگ اپنی طرف سے خیالات باطلہ باندھ لیتے ہیں یا فقط دو ایک شخصوں یا صرف عورت کے کہنے پر اتہام زنا لگا دیتے ہیں اس کا کچھ اعتبار نہیں بلکہ شہادت شرعیہ درکار ہے، یعنی چار شاہد ہونے چاہئیں، بغیر اس کے اس کا باپ اگر اقرار بھی کرے مگر اس کے بیٹے کو اس پر یقین نہ آئے، تو اس کا اقرار بھی کافی نہ ہوگا۔ ہاں اگر شہادت شرعیہ سے زنا ثابت

ہو جائے یا اس کا بیٹا اس کی تصدیق کرے، تو وہ عورت جس سے زنا کیا گیا اس کے بیٹے پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی۔ زید پر فرض ہے کہ فوراً اسے چھوڑ دے۔ اس کے بعد عورت عدت گزارے۔ بعد عدت اس شوہر کے علاوہ جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ اس شخص کے نکاح میں کسی حیلہ سے نہیں آ سکتی کہ اب وہ عورت اس کے باپ کی مدخولہ ہو گئی اور باپ کی مدخولہ، یعنی جس سے باپ نے صحبت کی، بیٹے پر ابدی حرام ہے۔ قال الله تعالیٰ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ (النساء:22) اور باپ پر تو حرام تھی ہی کہ اس کے بیٹے کی بیوی تھی۔ لہٰذا اب بھی اگر دونوں باپ بیٹے اس عورت کو گھر میں رکھیں اگرچہ ہزار بار معافی تلافی کر لیں تو مسلمان ایسوں سے میل جول چھوڑ دیں۔ عورت کا مہر البتہ اس کے شوہر پر بہر حال لازم ہے اور باپ معافی مانگ لے تب بھی اس کی توبہ، اس وقت قبول سمجھی جائے گی جب کہ آثار و حالات بتائیں کہ واقعی وہ اپنی تمام حرکتوں سے باز آ چکا ہے اور جب وہ باز آ جائے تو مسلمان اسے اپنا بھائی جانیں اور اس کے ان گناہوں پر لعن طعن نہ کریں کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب له۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ جب المرجب ۱۴۰۱ھ

گناہ سے توبہ کرنے والے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک بچہ جس کی عمر تقریباً بارہ سال ہے۔ دعویٰ کرتا ہے کہ مولوی صاحب، جو کہ مسجد کے پیش امام اور بچے کے استاد ہیں اور غیر شادی شدہ ہیں اور عمر تقریباً پچیس (۲۵) سال ہے نے، مجھے تنہا دیکھ کر مسجد کا اور حجرے کا دروازہ بند کیا اور میرا پیار لیا اور مجھے اپنے اوپر لٹایا اور خود بھی لیٹ گئے لیکن نہ تو اپنے کپڑے اتارے اور نہ ہی میری شلوار وغیرہ اتاری، لیٹنے کی صورت حال یہ ہے کہ پہلے مولوی صاحب سیدھے لیٹ گئے اور پھر بچے کو اپنے اوپر الٹا نہیں بلکہ چہرے کی طرف سے لٹایا۔ گویا دونوں کے چہرے ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھے، مولوی صاحب کے مطابق، بچہ کہتا ہے کہ مولوی صاحب نے بد فعلی نہیں کی اور مولوی صاحب بھی کہتے ہیں کہ میں نے کسی قسم کی بد فعلی نہیں کی بلکہ جس وقت میں نے اپنے اوپر بچے کو لٹایا اس وقت مجھ پر شیطان غالب آ گیا تھا لیکن میں خدا کے ڈر سے بچے کو فوراً اپنے اوپر سے ہٹا دیا اور بچے کو حجرے سے باہر جانے کو کہا کہ گھر جاؤ۔ بچہ بھی کہتا ہے کہ مجھے مولوی صاحب نے یہ ہی کہا تھا کہ بچے گھر جاؤ۔ مولوی صاحب نے ان تمام باتوں کا اقرار خوف خدا سے کر لیا ہے اور رجوع الی اللہ تعالیٰ ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی اور کہا کہ مجھ سے یہ غلطی سرزد ہو گئی لہٰذا اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے اور آئندہ مجھے کسی بھی قسم کے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ مذکورہ بیان کے مطابق مولوی صاحب امامت کے فرائض انجام دے سکتے ہیں یا کہ نہیں؟ شرعی مسئلہ سے آگاہ فرمائیں۔ السائل شیخ مہر الٰہی، گلزار کی دو قبر، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** اللہ عزوجل توبہ قبول فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ (الشوریٰ:25) اور سچی توبہ کے بعد گناہ بالکل باقی نہیں رہتے۔ حدیث میں ہے کہ نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ "گناہ سے توبہ کرنے والا، بے گناہ کے مثل

ہے"تو توبہ کے بعد اس کی امامت میں اصلاً کوئی جرح نہیں اور بعد توبہ، اس پر اس گناہ کا اعتراض جائز نہیں۔ حدیث میں ہے کہ جو کسی اپنے بھائی کو ایسے گناہ سے عیب لگائے جس سے وہ توبہ کر چکا ہے تو یہ عیب لگانے والا نہ مرے گا جب تک خود اس گناہ میں مبتلا نہ ہو جائے (ترمذی۔ فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

عورت کے فسق کے سبب نکاح نہیں جاتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے بیٹے کی دلہن اپنے والدین کے گھر ملنے گئی اور مسلسل آٹھ ماہ وہیں پر رہی۔ آٹھ ماہ بعد جب ہم لینے گئے۔ تو میرے بیٹے کی دلہن نے صاف انکار کر دیا کہ میں اس شوہر کے پاس نہیں رہوں گی۔ میرے ساتھ پانچ آدمی تھے۔ یہ فقرہ ہم سب نے سنا اور اس کے والدین نے بھی سنا اس کے بعد اس لڑکی کے دادا نے وعدہ کیا کہ پندرہ یوم کے بعد آپ آئیں پندرہ یوم بعد جب ہم لینے گئے تو جیسے تیسے انہوں نے بھیج دیا۔ صرف ایک دن وہ ہمارے گھر پر رہی اور شام کو ہی شور مچا دیا کہ میرے پیٹ میں درد ہے۔ پھر ہم نے دائی کو بلوایا تو اس نے کہا کہ چار ماہ کا حمل ہے ہمیں کچھ یقین نہ ہوا۔ ہم اس لڑکی کو نرس کے پاس لے گئے۔ اس نے بھی یہی کہا کہ چار ماہ کا حمل ہے۔ اس کو بہلا پھسلا کر معلوم کیا تو لڑکی نے بتایا کہ فلاں شخص کا حمل ہے۔ جس کی ہم نے کیسٹ بھی بھر لی ہے اور اس کے گھر والے بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ کیا ایسی لڑکی رہنے کے قابل ہے؟ شرعاً وہ لڑکی میرے لڑکے کی بیوی ہے یا نہیں؟ براہ کرم اس مسئلہ پر قرآن وحدیث کی روشنی میں فیصلہ دیں کہ ہمیں اس لڑکی کو رکھ لینا چاہئے یا نہیں؟ اگر رکھ لی گئی تو وہ لڑکی میرے بیٹے کی بیوی ہے یا نہیں ہے؟ السائل۔ محمد یامین، یونٹ نمبر ۱۲، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جب کہ لڑکی اپنے جرم کا اعتراف کرتی ہے تو بلاشبہ وہ مجرم ہے اور سزا کی مستحق لیکن اس کے باوجود، عورت کے فسق و فجور سے نکاح نہیں جاتا۔ قال اللہ تعالیٰ وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآىٕكُمْ (النساء: 15) سماهن مع ذلك نساء هم۔ پس جبکہ شوہر نے ہنوز طلاق نہ دی وہ عورت بدستور اس کے نکاح میں ہے اور اس سے زوجیت کا تعلق رکھنا قطعاً درست وروا ہے۔ رکھنے نہ رکھنے کا شوہر کو اختیار ہے۔ ہاں یہ سمجھتا ہے کہ نبھاؤ نہ ہو سکے گا تو چارہ ءکار وہی طلاق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

لواطت کا حکم اور لوطی کی سزا

سوال: بخدمت عالی جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام گزارش ہے کہ: اسلام میں عورت کے ساتھ زنا کرنے والے (شادی شدہ مرد کو) سنگسار کی سزا ہے اور غیر شادی شدہ کو کوڑوں کی سزا ہے لیکن اگر کوئی غیر شادی شدہ مرد کسی لڑکے کے ساتھ بری حرکت کرے تو اسلام میں اس کی سزا کیا ہے؟ اور وہ خود اس بات کی توجہ صدر کی طرف دلوائے اور کہے کہ مجھے اسلامی سزا دلوائیں تو صدر کو کیا کرنا چاہئے جبکہ وہ صدر اور حکومت

اسلامی ہوں؟ جواب کا طلب گار، حبیب الحسن

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: اغلام یعنی پیچھے کے مقام میں وطی کی تو اس کی سزا یہ ہے کہ اس کے اوپر دیوار گرادیں یا اونچی جگہ سے اسے اوندھا کر کے گرائیں اور اس پر پتھر برسائیں یا اسے قید میں رکھیں یہاں تک کہ مر جائے یا توبہ کرے یا چند بار ایسا کیا ہو تو بادشاہ اسلام اسے قتل کرڈالے الغرض یہ فعل نہایت خبیث ہے بلکہ زنا سے بھی بدتر ہے اسی وجہ سے اس میں حد نہیں کہ بعضوں کے نزدیک حد قائم کرنے سے اس گناہ سے پاک ہوجاتا ہے اور یہ اتنا برا ہے کہ جب تک توبہ خالص نہ ہو اس میں پاکی نہ ہوگی اور اغلام کو حلال جاننے والا کافر ہے یہی مذہب جمہور ہے۔ (درمختار، بحروغیرہما) واللہ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۲.۳.۱۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مرد کا جانور سے صحبت کرنا۔ زانی کی امامت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین ان مسئلوں کے بارے میں کہ

۱۔ ایک شخص ایک جانور (گدھی) کے ساتھ زنا کرتا ہے۔ اس بارے میں علماء کرام کیا فرماتے ہیں اور اس جانور (جو کہ حرام) کے بارے میں کہ اس کا کیا کرنا چاہئے اور اگر جانور حلال ہو تو کیا کرنا چاہئے؟

الف۔ آیا کہ ایسے جانور کا دودھ پینا جائز ہے؟

ب۔ اس کو ذبح کر کے کھانا جائز ہے؟

ج۔ جیسا کہ ایک عام انسان کو معلوم نہیں ہے کہ اس کے ساتھ ایسا فعل ہو چکا ہے کیا وہ دودھ خرید اور پی سکتا ہے۔ یا وہ بھی اس کے گناہ میں شامل ہوگا؟

۲۔ ایک شخص مسجد کا خطیب ہے اور عالم ہے اگر کسی کے ساتھ بدفعلی یعنی زنا کرتا ہوا پکڑا گیا ہو اور اس واقعہ کے چشم دید گواہ بھی ہوں لیکن چند آدمیوں نے امام کی حمایت میں اس بات کو دبا دیا۔ کیا یہ بھی اس گناہ میں ملوث ہوئے۔ لیکن کچھ لوگوں کو اس واقعہ کا علم نہیں ان کی نماز ہو جائے گی؟

۳۔ اگر ایک مسجد کا امام ایک لڑکی کے ساتھ زنا کرتا ہے اس کے بعد توبہ واستغفار کرتا ہے کہ آئندہ اس فعل کے نزدیک تک نہ جاؤں گا اور اپنے دل میں پورا عہد کرتا ہے۔ آیا کہ یہ نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ فتوے کا طالب حافظ محمد اویس قادری، سبحانی مسجد سٹلائٹ ٹاؤن، میرپورخاص

۷۸۶ **الجواب:** مرد نے چوپائے سے وطی کی تو اسے سزا دیں اور اس جانور کو ذبح کر کے جلادیں۔ اس سے نفع اٹھانا مکروہ ہے پھر اگر یہ جانور اس کا نہیں کہ جس نے وطی کی تو مالک کو اختیار ہے کہ جانور اسے دے کر اس قیمت اس واطی سے وصول کرے اور پھر وہ اس جانور کو ذبح کر کے جلادے تا کہ اس کا چرچا ہی ختم ہو جائے اور جیسا کہ اوپر بیان ہوا کہ اس سے نفع اٹھانا

مکروہ ہے تو اس کا صحیح طریقہ ہے کہ نہ اس کا گوشت کھایا جائے اور نہ اس کا دودھ پیا جائے جب کہ اس کا دودھ پینا جائز ہو اور اگر گوشت کھالیا اور دودھ پی لیا گیا تو کھانے پینے والے پر کوئی گناہ نہیں اگر چہ اس کے علم میں ہو۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اگر امام کی یہ بیہودہ حرکت صحیح شرعی طور پر ثابت ہو یا وہ خود اقرار کرتا ہو تو وہ فاسق معلن ہے اور اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنا گناہ، اور پھیرنا، واجب اور اگر ثبوت شرعی اور اقرار نہیں مگر لوگوں میں اس کا چرچا ہے جس کے سبب اس امام سے نفرت اور اس کی امامت سے جماعت میں قلت ہو تو اس کی امامت مکروہ تنزیہی ہے۔ جن لوگوں نے اس کارروائی کو دبا دیا تو یہ برائی نہیں البتہ اس کو امامت پر برقرار رکھنا یہ نمازیوں کے ساتھ ظلم ہے اور ان کی نمازوں کو خواہ مخواہ داغدار بنانا ہے انہیں چاہئے کہ اسے خوش اسلوبی سے علیحدہ کرنے میں انتظامیہ کی مدد کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ زنا کا ثبوت تو بہت دشوار ہے البتہ اگر امام اقرار کرے اور توبہ واستغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرمانے والا ہے لیکن یہ تو ضروری نہیں کہ اسے اس مسجد کی امامت پر برقرار رکھا جائے۔ وہ متہم ہے یا اقرار گناہ کرتا ہے تو خوش اسلوبی سے اسے امامت سے معزول کریں۔ یہ الزام لگائے بغیر ورنہ ایسوں کو شہ ملتی ہے اور معاشرہ خراب ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

جس جانور سے آدمی نے وطی کی اس کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص گدھی (جو کہ حرام جانور ہے) کے ساتھ زنا کرتا ہے۔ اس شخص کے بارے میں اور اس گدھی کے بارے میں جو کہ حرام جانور ہے۔ اس جانور کا کیا کرنا چاہئے۔ آیا زندہ رکھا جائے یا ختم کیا جائے۔ گزارش یہ ہے کہ آپ نے مسئلہ اس پہلے جواب میں حلال جانور کے بارے میں تو بتایا ہے اس میں حرام جانور کے بارے میں ہی آپ سے معلوم کیا گیا لیکن وضاحت نہیں ہوئی ہے۔ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ حلال جانور سے وطی کی جائے تو اس جانور کو ذبح کر کے جلا دیں آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ گوشت نہ کھایا جائے دودھ نہ پیا جائے پھر آپ فرماتے ہیں کہ گوشت کھالیا جائے اور دودھ پی لیا جائے تو کوئی حرج نہیں جبکہ معلوم بھی ہو؟ اس مسئلہ کی وضاحت عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔ فتوے کا طالب حافظ محمد اویس قادری، سبحانی مسجد سٹلائٹ ٹاؤن، میرپور خاص

۷۸۶ الجواب: پہلا جواب ایک بار پھر پڑھ لیجئے۔ صاف لکھا ہے کہ (اس جانور کو ذبح کر کے جلا دیں) یہ حلال وحرام دونوں قسم کے جانوروں کا حکم ہے اور یہی اصل حکم ہے تا کہ فعل قبیح کا چرچا ہی سرے سے ختم ہو جائے ورنہ جب لوگ وہ جانور دیکھیں گے اس واقعہ کا تذکرہ کریں گے اور جب وہ باقی نہ ہی رہے گا تو وہ چرچا بھی ختم ہو جائے گا۔ پھر اسی پہلے فتوے میں تحریر تھا کہ نہ اس کا گوشت کھایا جائے جب کہ وہ حلال ہو اور نہ اس کا دودھ پیا جائے جبکہ اس کا دودھ پینا جائز ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس جانور کو اگر چہ جلانے کا حکم ہے لیکن اسے جلانا فرض وواجب ولازم نہیں کہ اس کے نہ کرنے سے گناہ ومعصیت اور

حکم شریعت کی قابل گرفت خلاف ورزی لازم آئے اسی لئے وہاں لکھا تھا کہ اگر گوشت کھالیا اور دودھ پی لیا تو کھانے پینے والوں پر گناہ نہیں اگرچہ ان کے علم یہ بات بھی ہو۔ غرض اصل حکم وہی ہے کہ جلا دیا جائے اور حکم رخصت یہ ہے کہ اسے کھایا جاسکتا ہے جبکہ وہ حلال جانور ہو۔ (درمختار، ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

جرم ثابت نہ ہو اور ملزم نے ارادہ جرم کیا تو سزا؟

سوال: علماء دین اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں کہ: ایک شخص جو کہ بھینس سے زنا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن بھینس چلتی پھرتی ہے اور لڑکے کی شلوار بھی کھلی ہوئی نہیں ہے۔ لڑکا کہتا ہے کہ میرا ارادہ تھا لیکن چلتی پھرتی تھی اس لئے میری کوشش ناکام رہی۔ ایک شخص کی شاہدی ہے کہ میں نے لڑکے کو دیکھا اور اس کو بلایا لیکن لڑکا میری آواز سن کر بھاگ گیا لیکن شلوار کھلی ہوئی نہیں تھی، اور بھینس چل پھر رہی تھی۔ اس کے بعد میں نے اس آدمی کو پکڑ کر زمیندار کے حوالے کر دیا۔ جس شاہد نے دیکھا تھا اس سے زمیندار نے پوچھا کہ کیا بات ہے اس شاہد نے کہا کہ میں نے اس شخص کو بھینس کے پاس دیکھا اور آواز دی لیکن وہ لڑکا میری آواز سن کر بھاگ گیا۔ میں جب بھینس کے پاس گیا تو وہاں کوئی نشانی نہیں دیکھی۔ جس لڑکے نے گناہ کیا تھا اس سے جب پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میرا ارادہ تھا لیکن کام نہیں بنا اور ناکام رہا۔ اب علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ زنا ثابت ہوا یا نہیں؟ یا اس شخص کو کیا سزا دی جائے؟　بدست خود حافظ عبداللطیف، ضلع بدین

۷۸۶ الجواب: جرم ثابت نہیں اور مجرم صرف اپنے وعدہ کا اقرار کرتا ہے تو اسے جانور کے ساتھ بدکاری کی سزا تو نہیں دی جاسکتی محض آئندہ روک تھام اور دوسروں کو عبرت کے لئے کوئی کاروائی کافی ہے۔ مثلاً اس کا منہ کالا کر کے، گاؤں میں پھرا دیں یا اور ایسی ہی سزا جو مناسب جانیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۴ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

جن لوگوں کی شہرت خراب ہو ان کو الیکشن میں دوبارہ چننا کیسا ہے؟

سوال: بخدمت جناب علامہ مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص جس کو علاقے کے لوگوں نے علاقے کے نمائندے (کونسلر) کی حیثیت میں منتخب کیا اگر وہ ہی منتخب نمائندہ علاقے کی لڑکی اغوا کر کے لے گیا ہو، اور اس سے بیشتر کافی عرصے تک اسی لڑکی کے ساتھ زنا کرتا رہا ہو اور لڑکی کو اس کے برہنہ فوٹو دکھا کر بلیک میل کرتا رہا ہو۔ لڑکی نے بوجہ مجبوری حاملہ ہونے پر اس شخص کو شادی پر مجبور کر کے شادی کر لی ہو۔ جب کہ وہ مذکور شخص پہلے ہی شادی شدہ ہو اور وہ شخص اپنی پہلی بیوی سے بغیر اجازت دوسری شادی کرے تو کیا یہ نکاح جائز ہے؟ کیا معلوم ہوتے ہوئے کہ ایسے شخص کی یہ حرکات ہیں تو ایسے نمائندے کو دوبارہ چنا جاسکتا ہے؟ مندرجہ بالا کوائف کی روشنی میں شرعی حیثیت کیا بنتی ہے۔ اور حدود شرعیہ کیا تصور کئے جائیں گے۔ اور ان کے لئے کیا شرعی فیصلہ ہے؟ اور عوام یا علاقے

کے لوگوں کی شرعی ذمہ داریاں کیا بنتی ہیں؟ ایسے منتخب نمائندے کا کیا فرض بنتا ہے؟ برائے کرم از روئے شرع شریف، شرع کے مطابق جو بھی ایسے حضرات کے لئے احکامات ہوں مطلع فرمایا جائے۔ نوازش ہوگی۔

نثار احمد، مظہر حسین، شاہد علی، سرفراز کالونی دادن شاہ تلک چاڑی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: سبحان اللہ! علاقے کے لوگوں نے کونسلر پر ایک لڑکی کے اغوا، اس کی آبروریزی، اس کے ساتھ زنا کاری اور پھر اسے مسلسل اس کے برہنہ فوٹو دکھا کر، بلیک میل کرنے کا الزام بھی لگایا اور پھر یہ بھی دریافت کرتے ہیں کہ کیا ایسے کو دوبارہ چنا جاسکتا ہے؟ خدایا! لوگوں کی آنکھیں کیوں نہیں کھلتیں اور انہیں ہوش کیوں نہیں آیا؟ آخر ان کی عقلیں کہاں ماری گئیں؟ یاد رکھئے کہ کسی نمائندے کا انتخاب آپ کی دنیاوی اور دینی ذمہ داری ہے۔ کل بروز قیامت بھی اس پر باز پرس ہوگی کہ تم نے اپنا ووٹ، اپنی رائے، اپنا مشورہ کس کے حق میں دیا؟ اور کسے منتخب کیا؟ سوال کل ہوگا جواب ابھی سے سوچ رکھئے کہ اس احکم الحاکمین کی بارگاہ میں کیا ہوگا؟ بہرحال اس نے اس لڑکی سے جو نکاح، اپنی زوجہ کی اجازت کے بغیر کیا شرعاً وہ درست ہے۔ قانوناً جرم، اور اس سے نکاح کے بعد اگرچہ ہم بستری گناہ وزنا نہیں، لیکن اس نکاح نے اس کے سابقہ جرائم کو تو نہیں دھودیا۔ وہ تو اپنی جگہ قائم ہیں اور مسلمانوں کو حق ہے کہ اس سے بطور سزا قطع تعلق کرلیں اور کسی دیندار خداترس بااثر کو اپنا نمائندہ منتخب کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ذی القعدہ ۱۴۰۳ھ

عضو تناسل زوجہ کے منہ میں دینا فعل شنیع ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء اہلسنت اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی زوجہ کو مجبور کیا کہ میرا اعضاء تناسل اپنے منہ میں لے اور اگر اس نے ایسا کیا تو مذہب اسلام میں اس کی کیا سزا بنتی ہے؟ اور ایسے شخص کے ساتھ گھر والوں کا کیا سلوک ہونا چاہئے؟ اور اسلام میں ایسے شخص کی کیا سزا ہے؟ اس کی وضاحت فرمائیں۔ (ممکن ہے کہ ایسی عادت پہلے بھی ہو) جواب کے ساتھ اپنی مہر بھی لگا دیجئے گا۔ حبیب اللہ ولد صوفی امیر اللہ، الیاس آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ میں یہ کام انتہائی بے حیائی اور بے ادبی کا ہے اور ایسا شخص نہایت احمق اور بے وقوف ہے اور اسے اللہ سے ڈرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اور سچے دل سے اس کی بارگاہ میں توبہ کرے اور اپنے اس فعل شنیع پر سخت شرمندہ ہو اور آئندہ اس بے غیرتی کے فعل کے قریب بھی نہ جائے۔ قال النبی اکرم ﷺ الحیاء شعبة من الایمان۔ حیاء اور شرم ایمان کا اعلیٰ درجہ ہے۔ وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ اذالم تستحی فاصنع ماشئت (البخاری) رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تجھ میں شرم نہیں تو جو چاہے کر۔ لہٰذا ایسے کمینے شخص کو قوم و برادری والے جو مناسب سزا دینا چاہیں دیں کہ ایسی بے حیائی سے دوسرے لوگ بھی اجتناب کریں اور انہیں خوف پیدا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۰ ذی قعد ۱۴۰۴ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۰ ذی قعد ۱۴۰۲ھ

معاذ اللہ! سالی کے ساتھ زنا سے بیوی حرام نہ ہوگی

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب عالی مودبانہ گزارش یہ ہے کہ: میں نے اپنی سگی سالی کے ساتھ ناجائز تعلق پیدا کرلیا تھا جس کی بنا پر میری سگی سالی کو حمل ٹھہر گیا تھا لیکن بعد میں بچہ ضائع ہوگیا۔ بچہ ضائع ہونے کے بعد میں نے اپنی سگی سالی کی شادی کسی دوسرے شخص سے کرادی۔ جناب عالی میں جاننا چاہتا ہوں کہ جو میری بیوی ہے کیا اس کے ساتھ میرا نکاح ٹوٹ گیا؟ یا نکاح برقرار ہے؟ جس کی میں تفصیل جاننا چاہتا ہوں۔ جناب سے گزارش ہے کہ کتاب وسنت کی روشنی میں میرے اس مسئلے کو حل فرمائیں۔ السائل محمد شمیم، پچل سرمست کالونی ہوسڑی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ میں سالی سے زنا کرنے سے بیوی سے نکاح قائم ہے۔ نکاح نہ ٹوٹا اگرچہ سالی سے زنا کرنا سخت جرم ہے شرعاً حرام ہے اور ایسے شخص کو سچے دل سے توبہ کرنی چاہئے بہرحال اس کا اپنی بیوی سے نکاح قائم ہے (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　　۲۰ شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ، ۱۱ مئی ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۰ شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ

جانور سے وطی کے بعد جانور کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے متعلق کہ: ایک شخص نے بکری جس کے دو بچے ہیں دودھ پیتے تھے بدفعلی کی۔ آیا اس کا گوشت اور دودھ بکری کے بچوں کے لئے حرام ہوگیا یا بچے دودھ پی سکتے ہیں۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس بکری کا گوشت اور دودھ حرام ہوگیا ہے، نہ ہی انسان استعمال کرسکتا ہے اور نہ ہی اس کے بچے دودھ پی سکتے ہیں۔ ایسے جانور کا جس کے ساتھ انسانیت نے ظلم کیا ہو اس جانور کا کیا کیا جائے قرآن اور حدیث کی روشنی میں جواب سے عنایت فرمائیں۔

منجانب شاہ عالم خان، کوٹری سندھ، مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق بالصواب: مرد نے چوپائے سے وطی کی تو اسے سزا دیں اور اس جانور کو ذبح کرکے جلادیں، اس سے نفع اٹھانا مکروہ ہے۔ یعنی نہ اس کا گوشت کھایا جائے اور نہ اس کا دودھ پیا جائے (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　　۲۳ فروری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

بغیر طلاق دوسرا نکاح کیا تو اولاد کیسی؟

سوال: جناب محترم حضرت علامہ احمد میاں برکاتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض یہ ہے کہ مجھے چند مسائل کے بارے میں شریعت سے مشورہ چاہئے۔ مسئلہ یہ ہے کہ

۱۔ میرے رشتے کی خالہ ہیں جن کا نکاح ہندوستان میں ۱۰ یا ۱۲ سال کی عمر میں ہوگیا تھا اس کے بعد قیام پاکستان کے وقت ۱۹۴۷ء میں میری خالہ اور ان کے والدین بھائی وغیرہ یہاں پاکستان آگئے اور میری خالہ کے سسرال والے یعنی ان کا شوہر وغیرہ ہندوستان میں ہی رہ گئے اس کے بعد خالہ صاحبہ کے والدین اور بھائیوں نے ڈھائی سال یا تین سال کا عرصہ گزرنے کے بعد میری خالہ صاحبہ کا نکاح دوسری جگہ کر دیا اب یہ نکاح جائز ہے یا ناجائز؟

۲۔ ان کی جو اولاد موجود ہے۔ میری خالہ صاحبہ کی شادی کا مسئلہ جب آیا تو چند رشتے دار یہ کہتے ہیں کہ ان کی اولاد ناجائز ہے اور اس لئے یہ وہاں رشتہ نہیں کریں گے۔ اس لئے میری خالہ اور ان کی اولاد کے لئے یہ بڑا مسئلہ بن گیا ہے اور میں یہ فتویٰ پنچائیت میں پیش کرنا چاہتا ہوں لہٰذا آپ مہربانی فرما کر قرآن پاک اور حدیث پاک ﷺ کی روشنی میں فتویٰ دیں کہ ان کی اولاد جائز ہے یا ناجائز؟ آپ کی بہت بہت مہربانی ہوگی۔ ہمیں امید ہے کہ آپ اس مسئلہ پر فتویٰ لکھ کر ہماری پریشانی کا ازالہ کریں گے۔　فقط السائل۔ بندو، یثرب کالونی، اسلام آباد حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: مذکورہ عورت پر لازم تھا کہ وہ پہلے شوہر سے طلاق حاصل کر کے نکاح کرتی یا اس کا انتظار کرتی لیکن ایسا نہ ہوا بلکہ عورت کے والدین اور بھائیوں نے بغیر طلاق لئے اس کا نکاح دوسری جگہ کرادیا، تو یہ نکاح، نکاح نہ ہوا بلکہ زنائے خالص ہوا اور مذکورہ عورت اب بھی اپنے پہلے شوہر کی بیوی اور منکوحہ ہے، اسے چاہئے کہ وہ اگر زندہ ہو تو اس سے طلاق حاصل کرے یا اگر مر چکا ہے تو وقت موت سے بہر صورت عدت پوری کرے اگر ایام عدت بھی گزر گئے ہیں تو اب جس سے چاہے نکاح جدید کرے۔ اب تک جو ہوا وہ زنا ہوا اور زنا کا عذاب صرف زانی وزانیہ پر ہے، اولاد پر اس کا وبال نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۝ (النجم) حدیث میں ہے لیس علی ولد الزنا من وزرابیہ ولد الزنا پر اپنے ماں باپ کے گناہ سے کچھ نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان کے گناہ کا عذاب اولاد پر ہو یا بغیر گناہ کئے یہ وعید کا مستحق ہو، ایسا نہیں۔ ہاں نکاح میں شریعت مطہرہ نے دوسری حلالی اولاد کی طرح ان میں بھی کفائت کا اعتبار کیا ہے یعنی حسب نسب میں وہاں کے عرف میں، ایسی جگہ نکاح باعث بدنامی ہو تو نکاح نہ جائے، (فتاویٰ رضویہ) اور اگر باعث عار و انگشت نمائی نہ ہو تو نکاح میں حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم　احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　مورخہ ۴ ۱۱ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

زنا کا الزام لگانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ مندرجہ ذیل میں کہ: زید شادی شدہ عمر تقریباً ۶۵ سال جس سے چھ اولادیں اور اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہتا ہے۔ ہندہ شادی شدہ عمر تقریباً ۴۰ سال جس سے ایک لڑکا عمر تقریباً ۷ سال اور ایک لڑکی جس کی عمر تقریباً ۵ سال ہے جو کہ اپنے شوہر کے ساتھ خوش اسلوبی سے رہتی ہے۔ زید ہندہ کو ہمیشہ اپنی سگی بیٹی کی طرح سمجھتا رہا

ہے اور زید ہندہ کی معاشی غربت کی حالت میں مالی طور پر مدد بھی کرتا رہا۔ اب زید کی معاشی حالت بہتر نہ ہونے کی وجہ سے زید مجبور ہے کہ اس کی مالی مدد کر سکے جس پر زید اور ہندہ میں نہایت کشیدگی ہوگئی۔

ہندہ زید پر الزام لگاتی ہے کہ یہ لڑکی میری زید سے ہے۔ زید مجھے اس کا خرچہ دے اور مجھے بھی خرچہ دے۔ جبکہ زید کہتا ہے کہ یہ مجھ پر بہتان ہے میں نے اس کو ہمیشہ بیٹی سمجھا۔ اس مسئلہ پر شریعت کیا احکام صادر فرماتی ہے؟

کمال الدین، ہوم اسٹیڈ ھال، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں ہندہ نے زید پر زنا کا جو الزام لگایا ہے، اس کو قذف کہتے ہیں اور یہ گناہ کبیرہ ہے۔ قذف کا ثبوت دو مردوں کی گواہی سے ہوگا یا اس تہمت لگانے والے کے اقرار سے۔ اگر قذف ثابت نہ ہو سکے تو جس نے قذف لگایا ہے اس پر چار گواہوں کا پیش کرنا ضروری ہے اگر پیش نہ کر سکے تو اسلامی حکومت میں ایسے شخص کو اسّی کوڑے مارے جائیں گے۔ قال اللہ تعالیٰ فاجلدوھم ثمانین جلدۃ۔ ہندہ نے جس لڑکی کی نسبت زید پر الزام لگایا، وہ لڑکی ہندہ کے شوہر کی ہی مانی جائے گی۔ اسے اس کا انکار جائز نہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا الولد للفراش وللعاھر الحجر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۶.۶.۱۹۸۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب اللقطة (پڑی ہوئی چیز کا حکم)

ایک شخص امانت رکھ کر غائب ہو گیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص عرصہ پانچ سال سے گھر چھٹی پر گیا ہے اور اپنا سامان ایک آدمی کے پاس امانت رکھوا گیا ہے۔ اب تک اس کا کوئی علم نہیں کہ آیا وہ زندہ ہے یا نہیں؟ نہ ہی اس کا پتہ معلوم ہے لہٰذا از روئے شرع اب اس سامان کا کیا کیا جائے؟ حاجی ہارون عبدالستار، میمن سوسائٹی

۷۸۶ الجواب: اس چیز کی حفاظت کرنا چاہئے اور تلاش جاری رکھی جائے تا آنکہ یہ غالب گمان ہو جائے کہ وہ مر گیا۔ اب اس کے ورثہ کو تلاش کریں اگر کسی طرح ورثہ کا پتہ نہ چلے تو مساکین پر صدقہ کر سکتے ہیں لیکن اگر وہ آ گیا تو مطالبہ کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

لقطہ کی رقم مسجد میں صرف نہ کریں

سوال: جناب عالی عرض یہ ہے کہ: دو سال قبل ایک بکری کا بچہ ہماری دوکان پر آ گیا تھا۔ ہم نے مالک کو بہت تلاش کیا دریافت بھی کیا آواز بھی لگائی مگر کوئی اس کو لینے نہ آیا۔ ہم نے فیصلہ کیا کہ اس کی قیمت مسجد میں دے دی جائے لہٰذا مبلغ پچاس روپے مسجد میں دے دیئے اور مسلسل دو سال تک ہم اس کی پرورش کرتے رہے اب اس امر کا فتویٰ درکار ہے کہ ایسے جانور کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟ خادم بشیر وارثی

۷۸۶ الجواب: ایسے مال کو شریعت میں لقطہ کہتے ہیں اور لقطہ اٹھا لانے والے کے ہاتھ میں امانت ہے۔ لہٰذا اس کا فروخت کرنا جائز نہیں بلکہ اس پر تشہیر لازم ہے یعنی بازاروں اور شارع عام اور مساجد میں اتنے زمانہ تک اعلان کرے کہ ظن غالب ہو جائے کہ مالک اب تلاش نہ کرتا ہوگا۔ یہ مدت پوری ہونے کے بعد اسے اختیار ہے کہ لقطہ کی حفاظت کرے یا کسی مسکین پر تصدق کر دے یا اگر خود نادار فقیر ہے یعنی صاحب نصاب نہیں تو مدت مذکور تک اعلان کے بعد خود اپنے صرف میں بھی لا سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس کی قیمت جو مسجد میں دی گئی یہ بھی جائز نہیں اور اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔ اس پر جو بھی خرچ ہوا وہ حاکم وقت کی اجازت سے ہوتا تو اور بات تھی (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

امام وموذن کو مسجد میں کچھ رقم ملی تو اس کا مالک کون ہے؟

سوال: محترم جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، گزارش یہ ہے کہ ایک مسئلہ ہمارے زیر غور ہے وہ مسئلہ یہ ہے کہ: مؤذن کو کسی کی گمشدہ رقم مسجد میں ملی اور موذن نے وہ رقم امام صاحب کو دیدی اور امام صاحب نے اس رقم کو گنا تو دو ہزار روپے تھی۔ پھر وہ رقم امام صاحب نے گن کر اسی موذن کو واپس دیدی اور یہ کہا کہ اس رقم کے بارے میں کسی کو نہ بتلانا تو مؤذن نے اس رقم کے بارے میں کسی کو بھی نہ بتلایا۔ تین چار مہینے کے بعد امام صاحب کے بہنوئی آتے ہیں۔ ان کو کچھ رقم کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ موذن سے کہتے ہیں کہ پانچ ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ بھائی صاحب کراچی سے آئے ہیں انہیں دینے ہیں کل بینک کھلے گا تو دے دوں گا۔ موذن اپنے دوستوں سے دو یا ڈھائی ہزار روپے لاکر دیتا ہے پھر امانتاً دو ہزار روپے کی رقم جو مؤذن کے پاس رکھی ہوئی تھی وہ اس میں شامل کر دی اور بہنوئی کو دے دی۔ اس کے بعد چار یا پانچ دن کے اندر اندر وہ رقم تمام کی تمام انہوں نے موذن کو واپس کر دی۔ پھر وہ رکھی رہی۔ اس کے بعد اس رقم میں سے انہوں نے موذن کے کمرے میں پونے دو سو روپے خرچ کئے اور سوئی گیس لگوادیا۔ ان ہی کے کہنے سے اسی رقم میں سے پچیس روپے کی چینی منگوائی۔ اس کے بعد جب بھی جس چیز کی ضرورت ہوتی تو امام صاحب موذن سے کہتے کہ منگوالو اور موذن اسی رقم میں سے منگواتا رہا۔ اس کے بعد امام صاحب نے اپنے استاد کی تقریر مسجد میں کروائی اور اسی رقم میں سے جو امانتاً ملی تھی، پیسے خرچ کئے گئے۔ اس کے بعد یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر موذن کسی وجہ سے مسجد سے بغیر کہے سنے چلا گیا اور کسی سے بھی اس کا ذکر نہیں کیا۔

امام صاحب نے مسجد میں یہ کہنا شروع کر دیا کہ موذن مسجد کے پیسے لے کر بھاگ گیا ہے۔ اس مؤذن کی مسجد کی کمیٹی سے خط و کتابت رہتی تھی، مسجد کی کمیٹی نے موذن کو خط لکھا کہ امام صاحب کہتے ہیں کہ مؤذن مسجد کا روپیہ لے کر بھاگ گیا ہے۔ تم آکر بتاؤ کہ کیا چکر ہے اور کیا معاملہ ہے، کس کا روپیہ ہے تاکہ معاملہ ختم ہو اور جلد ہی واپس آجاؤ۔ اس کے بعد موذن چلا آیا۔ موذن نے کمیٹی کے سامنے لفظ بہ لفظ یہی باتیں پیش کیں جو اوپر لکھی ہوئی ہیں تو امام صاحب نے ان چیزوں کو قبول نہیں کیا۔ کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ قرآن اٹھایا جائے اور موذن نے قرآن اٹھا کر یہی الفاظ پیش کئے۔ موذن نے یہ قسم بھی کھائی کہ قرآن میرے ہاتھوں میں ہے میں وہ ہی کہہ رہا ہوں جو صحیح ہے اگر یہ غلط ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے قرآن کی مار دے۔ مگر امام صاحب نے نہ مانا اور یہ کہا کہ موذن جھوٹ کہتا ہے۔ جو افراد وہاں موجود تھے انہوں نے امام صاحب سے کہا کہ اس نے قرآن اٹھالیا ہے اب آپ یہ نہ کہیں کہ یہ جھوٹ کہتا ہے بلکہ اب معاملہ خدا پر چھوڑ دیں لیکن معاملہ اس طرح حل نہ ہوا تو کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ دو ہزار کی رقم امام اور موذن میں آدھی آدھی ڈال دی جائے کہ یہ ادا کریں اور کمیٹی نے دونوں کو مجرم قرار دیا۔ واضح رہے کہ جب رقم ملی تو اس میں ایک کاغذ پر گھر کا پتہ بھی لکھا ہوا تھا اور امام صاحب نے جواب میں کہا کہ پتہ پورا نہ تھا اور یہ رقم آٹھ یا نو مہینے کے بعد امام نے ظاہر کی جب موذن چلا گیا تھا ورنہ اس سے پہلے یہ رقم استعمال ہوتی رہی اور کسی پر بھی امام صاحب نے ظاہر نہ کی۔ امام صاحب اب یہ کہتے ہیں کہ میں نے پانچ جمعہ تک اس رقم کا اعلان بھی کیا تھا لیکن موذن نے قسم

کھائی کہ انہوں نے اس طرح کا کوئی اعلان نہیں کیا تھا۔ جب ان کی یہ بات ظاہر ہوگئی تو امام صاحب کہنے لگے کہ میں نے مؤذن کو رقم ظاہر کرنے سے منع نہیں کیا تھا بلکہ اس کی تعداد ظاہر کرنے سے منع کیا تھا۔ یہ بات بھی انہوں نے اب کہی اس سے پہلے نہیں کی تھی۔

۲۔ پچھلے سال رمضان کے مہینے میں امام صاحب نے ایک مؤذن قرآن سننے کے لئے رکھا تھا تو اس نے ایک لڑکے کو کمرہ میں بند کیا اور کمیٹی والوں نے اس لڑکے کو کمرہ سے نکالا اور اس موذن کو امام کے سامنے لائے اور لا کر امام صاحب سے کہا کہ اس نے لڑکے کو کمرہ میں بند کر رکھا تھا تو اس سے معلوم کیا جائے کہ کیا بات ہے۔ اس سے امام صاحب نے پوچھا تو اس نے جواب دیا مجھ سے غلطی ہوگئی آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ امام صاحب نے سفارش کی کہ اسے چھوڑ دیا جائے کیوں کہ اس نے معافی مانگ لی ہے۔ کمیٹی والوں نے امام صاحب کے کہنے پر اسے چھوڑ دیا۔ اس کے ۱۰ یا ۱۲ دن بعد وہ پھر ایک لڑکے کے ساتھ ساتھ سوتا ہوا ٹانگ پر ٹانگ رکھے پکڑا گیا۔ دوبارہ بھی کمیٹی والوں نے پکڑا۔ پھر امام صاحب کے پاس لے گئے۔ امام صاحب نے دوبارہ اس کی سفارش اور کہا کہ رمضان کا مہینہ ہے اور یہ غریب آدمی ہے۔ رمضان کے بعد اسے نکال دیں گے۔ کمیٹی والوں نے امام صاحب کے کہنے پر عمل کیا اور قرآن ختم ہونے کے بعد اس کو نکال دیا۔ اب آپ سے اپیل ہے کہ یہ جو دو معاملے پیش کئے گئے ہیں کہ ایک امام "امانت میں خیانت کرے" اور دوسرے یہ کہ "غلط اور بدکردار لوگوں کی سفارش کرے" تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کہاں تک درست اور جائز ہے؟ اس پر آپ کا فتویٰ درکار ہے تاکہ ہم صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

ممبر مسجد کمیٹی، حافظ عبدالواحد، عبدالغفار

۷۸۶ **الجواب:** سوال کا خلاصہ بظاہر یہ ہے کہ وہ رقم موذن کو ملی۔ موذن نے امام کو اس کی اطلاع دی۔ امام نے اسے رازدار بنایا اور پھر یہ رقم وقتاً فوقتاً امام کی خواہش وحکم پر خرچ ہوتی رہی اور موذن کے جانے کے بعد امام نے اس پر خیانت کا الزام لگایا۔ پھر موذن کو بلا کر اس سے حقیقت دریافت کی گئی تو اس نے سارا راز ظاہر کر دیا۔ امام نے اسے جھٹلایا تو موذن نے قسم کھا کر وہ بیان دیا جو سوال میں مذکور ہے لیکن امام نے اسے پھر بھی جھوٹا ہی کہا۔

اگر یہ واقعات صحیح ہیں تو قصور سے بری الذمہ موذن بھی نہیں۔ اس پر لازم ہے کہ اس رقم کا خود اعلان کرتا اور اسے بطور امانت اپنے پاس رکھتا اور امام خواہ کسی اور کے کہنے پر اسے صرف نہ کرتا۔ پھر مدت معینہ تک مالک نہ ملنے پر لقطہ کے احکام کے مطابق عمل کرتا لیکن امام نے تو غصب کر دیا۔ اس رقم کو "مال مفت دل بے رحم" کے تحت خوب اڑایا اور کسی پر ظاہر بھی نہ ہونے دیا اور اس کا یہ کہنا کہ میں نے مسجد میں پانچ جمعہ تک اس رقم کا اعلان کیا اگر صحیح بھی مان لیا جائے تو اس پر لازم ہے کہ نمازیوں کو بطور گواہ پیش کرے۔ بھرے مجمع یا مسجد میں سینکڑوں نہیں تو بیسیوں نمازی ایسے ہونا چاہئیں جنھوں نے یہ اعلان سنا۔ پھر ان سب واقعات سے صرف نظر کر بھی لیا جائے تو دوسرے سوال میں مندرج باتیں اگر صحیح ہیں تو یہی اس کی امامت سے نااہلی کے لئے کافی ہیں اور ایسا امام ہرگز قابل امامت نہیں اور ان پر اگر خیانت کا جرم بھی شمار کر لیا جائے تو گناہ اور شدید اور فسق، بد سے بدتر ہو جاتا ہے اور ایسے کو امام بنانا گناہ۔ کتب فتاوی میں ہے لو قدموا فاسقاً یا ثمون لان فی تقدیمه

تعظیمه وقد وجب علینا اهانته شرعاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی قعد ۱۴۰۰ھ

راہ ملی ہوئی چیزوں کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک گائے ۷ ذی الحجہ کو بھاگ کر آ گئی۔ تقریباً آٹھ روز ہو چکے ہیں۔ مختلف مساجد میں لاؤڈ اسپیکر پر کئی روز تک اعلان بھی کرایا گیا مگر آج تک کوئی مالک نہیں آیا۔ حالانکہ آٹھ روز میں اس پر دو ڈھائی سو روپے خرچ کئے جا چکے ہوں گے۔ اب اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے۔ ایک شخص نے گائے کی دیکھ بھال کی اور کھلایا۔ وہ غریب آدمی ہے۔ اس لئے اس کا خرچہ کہاں سے دیا جائے؟ اور گائے کا کیا کیا جائے؟ شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط السائلین۔ غلام نبی شیخ، عبدالغنی، سید محمد علی

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: مُلتَقِط پر تشہیر لازمی ہے یعنی بازاروں اور شارع عام اور مساجد میں اتنے زمانے تک اعلان کرے کہ ظن غالب ہو جائے کہ مالک اب تلاش نہ کرتا ہوگا۔ یہ مدت پوری ہونے کے بعد اسے اختیار ہے کہ لقطہ ''گمشدہ'' کی حفاظت کرے یا کسی مسکین پر تصدق کر دے۔ مسکین کو دینے کے بعد اگر مالک آ گیا تو اسے اختیار ہے کہ صدقہ کو جائز کر دے یا نہ کرے اگر جائز کر دیا تو ثواب پائے گا اور جائز نہ کیا تو اگر وہ چیز موجود ہے تو اپنی چیز لے لے اور ہلاک ہو گئی تو تاوان لے گا۔ یہ اختیار ہے کہ وہ مُلتَقِط (پانے والے) سے تاوان لے یا مسکین سے، جس سے بھی لے گا وہ دوسرے سے رجوع نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری) اور اگر ایسی چیز لقطہ ہو جس سے آمدنی نہ ہو اور سر دست مالک کا پتہ نہیں چلتا اور اس پر خرچ کرنے میں مالک کا نقصان ہے کہ کچھ دنوں میں اپنی قیمت کی قدر کھا جائے گی تو یہ شخص معتبر مسلمانوں کی موجودگی میں اس کو بیچ کر اس کی قیمت محفوظ رکھے کہ اسی میں مالک کا نفع ہے اور جب مالک آئے اسے وہ قیمت سونپ دی جائے۔ اور اگر مالک کا پتہ نہ چلے تو یہ رقم صرف غرباء اور مساکین پر صرف کی جائے کہیں اور نہیں (بحر، درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۷ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

۷۸۶ الجواب صحیح وھو تعالیٰ اعلم بالصواب العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۷ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب المفقود

گمشدہ شوہر کے احکام میں ایک رسالہ

''ملتقطات من افادات الرضویہ''

مؤیدات من الشاہ اولادرسول حضرت مفتی سیّد محمد میاں قادری علیہ الرحمتہ والرضوان

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ زوجہ زید کئی برس سے مفقود ہے کچھ پتہ نہیں کہ زندہ ہے یا مرگئی؟ زید اپنی بی بی کی حقیقی بہن سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو یہ جائز ہے یا ناجائز؟

۲۔ ہندہ کا شوہر کئی برس سے مفقود ہے کچھ پتہ نہیں کہ زندہ ہے یا مرگیا اب ہندہ اپنا نکاح دوسرے شخص سے کرنا چاہتی ہے جائز یا ناجائز؟

۳۔ ہندہ کا شوہر زید ہندوستان میں ہے اور ہندہ یہاں پاکستان میں، یا زید پاکستان میں ہے اور ہندہ ہندوستان میں۔ زید ہندہ کو پاس نہیں بلاتا نہ اسے نان ونفقہ دیتا ہے نہ ہی طلاق دیتا ہے۔ ہندہ سخت پریشان ہے اندیشہ ہے کہ کسی معصیت میں نہ پڑ جائے۔ اس لئے وہ چاہتی ہے کہ کسی اور مرد سے نکاح کرے۔ تو یہ ہندہ ایسی مجبوری کے باعث حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتوے کے مطابق غیر مرد سے نکاح کرسکتی ہے نہیں؟ بینوا توجرو

المستفتی محمد صدر الدین فہیم جیپوری، دوقبر قلعہ حیدرآباد، سندھ

۷۸۲ الجواب: والی اللہ المرجع والمآب ا ۔ جب ایک بہن نکاح میں ہو تو دوسری سے نکاح حرام قطعی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ (النساء:23) زید اگر چاہتا ہے تو زوجہ کو طلاق دے یا موت زوجہ متحقق ہو جائے اور تا انقضائے عدت انتظار کرے اس کے بعد اس کی بہن سے نکاح کرسکتا ہے۔ اور اگر قبل انقضائے عدت زوجۂ اُولیٰ کی بہن سے نکاح کرلیا تو پہلی زوجہ کو اس نکاح فاسد کے بعد پیش از خلوت یا بعد خلوت طلاق دے دینا اس حرام کو حلال، اس فاسد کو صحیح، اور اس ناجائز کو جائز نہیں کرسکتا۔ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ اگر اولاً زوجہ کو طلاق دے اور ہنوز اس کی عدت نہ گزری ہو کہ اس کی بہن سے نکاح کرلے یہ نکاح حرام ہوگا۔ درمختار میں ہے حرم الجمع بین المحارم نکاحا و عدۃ لہٰذا زید پر لازم کہ اولاً زوجہ کو طلاق دے یا اس کی موت متحقق ہو جائے اور اتنا انتظار کرے کہ اس کی پہلی زوجہ کی عدت گزر جائے اس

کے بعد اس دوسری سے نکاح صحیح بروجہ شرعی کرے اور انقضائے عدت یہاں ظن غالب لیا جائے گا فانہ متحقق فی الفقھیات بالیقین۔ (کذا افید فی الفتاوی الرضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ ہندہ ہرگز یوں نکاح نہیں کرسکتی۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ تم پر حرام ہیں وہ عورتیں جو دوسرے کے نکاح میں ہیں۔ عورت پر لازم ہے کہ صبر و انتظار کرے یہاں تک کہ اس کے شوہر کی ولادت کو ستر برس گزر جائیں یعنی اب تک زندہ ہو تو ستر برس کا ہو۔ مثلاً تیس (۳۰) سال کی عمر میں مفقود ہوا تو عورت چالیس (۴۰) برس تک اس کا انتظار کرے اور پچاس (۵۰) کی عمر میں مفقود ہوا تو بیس (۲۰) برس۔ وعلی ھذا القیاس۔ اس مدت کے گزرنے کے بعد قاضی اس کی موت کا حکم کرے بعد حکم، عورت چار مہینے دس دن عدت بیٹھے۔ عدت گزار کر جس سے چاہے نکاح کرے۔

اس مسئلہ کی تائید و توثیق و کمال توضیح و تنقیح اور قابل اطمینان و تسلی بخش تحقیق و تصریح کے لئے ہم رسالۂ مبارک "ایضاح سنّت" مؤلفہ حامی السنن ماحی الفتن مولانا مولوی محمود جان صاحب مرحوم و مغفور سے اعلیٰ حضرت عظیم البرکات مجدد مائتہ حاضرہ صاحب حجۃ قاہرہ مولانا الشاہ محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی آل رسولی قدس سرہ العزیز کا فتوائے مبارکہ نقل کرتے ہیں۔ وھی ھذہ

"زوجہ مفقود کے لئے چار برس کی مہلت کہ حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے جمہور ائمۂ کرام اس کے خلاف پر ہیں۔ ادھر قرآن عظیم صاف صاف ارشاد فرماتا ہے کہ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ تم پر حرام ہیں وہ عورتیں جو دوسرے کے نکاح میں ہیں۔ اس عورت کا نکاح مفقود میں ہونا تو یقیناً معلوم اور چار برس کے بعد اس کی موت مشکوک و موہوم۔ کیا آدمی اتنی مدت میں خوانخواہ مرہی جاتا ہے یا اس کے مرگ پر ظن غلبہ آتا ہے۔ یہاں تک کہ خود علمائے مالکیہ رحمہم اللہ تعالیٰ اقرار فرماتے ہیں کہ اس چار سال کی تقدیر پر سوا تقلید امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں نہ ہرگز نظر فقہی اس کی مساعد۔ کما نقل العلامۃ الزرقانی فی شرح الموطا عن الکافی انھا مسئلۃ قلد نافیھا عمر و لیست مسئلۃ النظر۔ (جیسا کہ علامہ زرقانی نے، کافی سے شرح مؤطا میں نقل فرمایا کہ یہ ایسا مسئلہ ہے جس میں ہم نے حضرت عمر کی پیروی کی ہے، یہ مسئلہ نظری نہیں ہے)

اور تمام ائمہ کا اجماع ہے کہ شک سے یقین زائل نہیں ہوتا ولہٰذا خود ائمہ مالکیہ در بارۂ مال اس تقدیر چار سال کے قائل نہ ہوئے، حالانکہ یہ نہایت مستبعد ہے کہ آدمی، مہلت چار سالہ کے بعد حق زوجہ میں مردہ ٹھہر کر، مال ورثہ پر تقسیم نہ ہو۔ فاضل ابراہیم، شرح انوار اردبیلی میں لکھتے ہیں نقض حکمہ لمخالفۃ القیاس الجلی اذلا یجوز ان یکون حیافی مالہ و میتافی حق زوجتہ۔ (ظاہر قیاس کی مخالفت کی وجہ سے اس کا حکم ٹوٹ گیا، کیونکہ یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مال کے حق میں زندہ ہو اور اپنی بیوی کے حق میں مردہ ہو) تو نص قطعی و قضیہ یقین کے خلاف ایک موہوم بات پر، کہ حق مال میں بالاتفاق مقبول نہیں کیوں کر زنِ زید، نکاح عمرو میں آسکتی ہے؟ ادھر احادیث حضور سید المرسلین ﷺ میں اس مذہب کا کہیں پتہ نہیں بلکہ حدیث آئی ہے تو ہمارے ہی موافق آئی ہے۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ امراۃ المفقود امراتہ حتی

یاتیھا البیان۔ مفقود کی عورت اسی کی عورت ہے یہاں تک کہ اس کی موت کا حال ظاہر ہو۔ رواہ الدار قطنی فی سننہ عن المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المومنین مولی المسلمین حضرت سیّدنا علی مرتضٰی، وکنیف العلم سیّد الفقہاء سند الائمہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہماری ہی طرف ہیں رواہ عنہما عبد الرزاق فی مصنفہ اور قوّت برقوّت یہ کہ امیر المومنین امام العادلین سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے قائل چار سال تھے بلکہ وہی پہلے قائل، چار سال تھے بعدہ قول حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنٰی کی طرف رجوع فرمایا۔ کما ذکرہ فقیہ الکوفہ ابن ابی لیلی رحمہ اللہ تعالیٰ نقلہ المحقق فی الفتح۔ تو وہ دلیل کہ مالکیہ کو اس قول پر حاصل تھی یعنی تقلید فاروقی وہ بھی نہ رہی۔

اسی طرح حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ ارشد تلامذہ امام مالک ہیں پہلے قول امام مالک کے قائل تھے پھر ہمارے ہی قول کی طرف رجوع لائے اور وہی ان کے مذہب میں راجح قرار پایا کمافی "میزان الشریعۃ الکبری" و "رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ" وھذ الفظھما اختلفوافی زوجۃ المفقود فقال ابوحنیفۃ و الشافعی فی الجدید الراجح و احمدفی احدی روایتہ لا تحل للازواج حتی تمضی مدۃلا یعیش فی مثلھا غالبا (گمشدہ شوہر کی بیوی کے بارے میں اختلاف ہے، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی جدید راجح قول میں، اور امام احمد ایک روایت میں قائل ہیں کہ جب تک اتنی مدّت نہ گزر جائے کہ اس کے زندہ رہنے کا امکان نہ رہے، اس وقت تک حلال نہیں کہ وہ شادی کرے) بلکہ جمہور ائمہ شافعیہ رحمہم اللہ تعالیٰ تو یہاں تک اس سے اختلاف رکھتے ہیں کہ اگر قاضی مہلت چار سالہ کے بعد تفریق کر دے تو اس کی قضا توڑ دی جائے کہ اس نے دلیل صریح کے خلاف حکم کیا۔ امام نور الدین یوسف بن ابراہیم اردبیلی شافعی "کتاب الانوار لعمل الابرار" میں فرماتے ہیں۔ لوحکم حاکم بانھا تتربص اربع سنین فتعتد عدۃ الوفاۃ ثم تنکح و تربصت وحکم ثانیا بالفرقۃ واعتدت و نکحت نقض حکمہ الا اذابان انہ کان میتا وقت الحکم (اگر حاکم نے فیصلہ دے دیا کہ عورت چار سال انتظار کر کے عدت وفات پوری کرے، پھر نکاح کر لے اور اسپر ٹھہرے، پھر حاکم دوسرے فیصلہ میں علیحدگی کرے اور عورت عدت پوری کرے اور پھر نکاح کرے تو حکم ختم ہو جائے گا ہاں اگر وقت حکم، شوہر مردہ تھا تو نافذ رہے گا) اسی میں ہے لوقضی قاض بصحۃ نکاح زوجۃ المفقود بعد اربع سنین و مدۃنقض حکمہ اھ ملخصا۔ (اگر قاضی نے مفقود کی بیوی کے نکاح کا، چار سال بعد فیصلہ کر دیا اور موت کا بھی فیصلہ کر دیا۔ تب بھی اس کا حکم ختم ہو جائے گا) شرح انوار میں ہے قولہ نقض حکمہ لمخالفۃ القیاس الجلی فی جعل المفقود میتافی النکاح دون المال و ماجزم بہ المصنف ھوالذی علیہ الاکثرون کما یعلم من کلام الرافعی ھنا الخ (حکم ختم ہونا اس لئے فرمایا کہ وہ قیاس جلی کے مخالف ہے، کہ گمشدہ شخص نکاح کے معاملے میں مردہ ہے اور مال میں مردہ نہیں، اور جس پر مصنف کو یقین ہے، اکثر فقہا اسی پر ہیں جیسا کہ یہاں کلام رافعی سے الیٰ آخرہ معلوم ہوتا ہے) تو جو اس قول کے قائل تھے ان پر بھی اس کا ضعف ظاہر ہوا جب تو اس سے رجوع فرماتے آئے اور قول ضعیف پر حکم وفتوی دینا جہل ومخالفت اجماع ہے۔ فی الدرالمختار حاصل ماذکرہ الشیخ قاسم فی تصحیحہ انہ لا فرق بین المفتی و القاضی الا ان المفتی

مخیر عن الحکم و القاضی ملزم به وان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جهل وخرق للاجماع۔(درمختار میں، شیخ قاسم کی تصحیح کا خلاصہ یہ ہے کہ مفتی اور قاضی میں کوئی فرق نہیں موائے اسکے کہ مفتی حکم بتاتا ہےاور قاضی اس کولازم کرتا ہےاور حکم اور فتویٰ اگرقول مرجوح کے ساتھ ہوتو جہل اور خلاف اجماع ہے) پھر معاملہ بھی کونسا؟ معاملہ فروج جس میں شرع مطہرہ کوسخت احتیاط ملحوظ۔ یہاں تک کہ باآنکہ اصل اشیا میں اباحت وحلت ہے۔فروج میں اصل حرمت ٹھہری تو ایسے امر میں ایسے قول کی طرف اپنا ایسا قوی ومدلل مذہب چھوڑ کر جانا کیسی کھلی بے احتیاطی ہے۔

رہا دعویٔ ضرورت اس کا حال یوں کھلتا ہے کہ ہندوستان کی نوجوان عورتیں جو بیوہ ہوجاتی ہیں باآنکہ شرعاً نکاح ثانی کی اجازت ہے اپنی ایک جھوٹی رسم کی پیروی سے عمر بھر بیٹھی رہتی ہیں اس وقت نہ انہیں ضرورت سوجھتی ہے نہ یہ خیال آتا ہے کہ جوانی کیوں کر کٹے گی نہ یہ کہ نان ونفقہ کہاں سے ملے گا مگر خاوند مفقود ہوکر یہ سب دعوی ہجوم کرتے ہیں اگرضرورت کا دعویٰ سچا ہےتو وہاں صبر کیوں کر ہوتا ہے؟ اور جب وہاں کیا جاتا ہے حالانکہ قطعاً بےشوہر اور ازواج کے لئے حلال ہیں تو یہاں کیوں نہیں کیا جاتا کہ یقیناً شوہر دار تھیں اور موت شوہر ثابت نہ ہوئی، مگر ہے یہ کہ جہاں کے نزدیک رسم کا اتباع، حکم کے اتباع سے زیادہ ہے، یہاں حیلے تلاش کئے جاتے ہیں کہ کسی مذہب میں کوئی راستہ نکلے، اگرچہ اپنے مذہب میں نرا حرام ہو۔ وہاں رسم نہیں چھوڑی جاتی اگرچہ چاروں مذہب میں کھلی حلت ہے۔اللہ عزوجل مسلمانوں کو ہدایت فرمائے۔

بات یہ ہے کہ نفس کی باگ جب نرم کردیجئے دبالیتا ہے اس وقت ضرورت حاجت معذوری مجبوری سوجھتی ہے اور جب باگ کڑی کرلیجئے دب جاتا ہے اس وقت ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جوش نرا دعویٰ ہی دعویٰ تھا۔ صحیح حدیث میں حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں من استغنی بالله اغناه الله ومن استعفف اعفاه الله جواللہ عزوجل کے بھروسے پرخلق سے بے پرواہی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے غنی کرے گا اور جو سچے دل سے پارسا بننا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے پارسا بنادے گا۔ رواه الامام احمد و النسائی والضیاء المقدسی عن ابی سعید الخدری رضی الله تعالیٰ عنه۔ جنہیں نکاح پرقدرت نہ ہوان کا علاج صحیح حدیث میں روزے رکھنا ارشاد ہوا ہے، کہ من لم یستطع فعلیه بالصوم رواه الاحمد والستة عن ابی مسعود رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسوق الحدیث وان کان فی الرجل فالنساء شقائقهم بعضکم من بعض(اگرچہ حدیث مردوں کے لئے ہے مگر عورتیں بھی توان ہی جیسی ہیں)۔ بلکہ احتیاج نفقہ کے عذر کوغور کیجئے تو وہ بھی اسی عذر جوانی کے ساتھ ہے جس کا علاج حدیث میں ارشاد ہوگیا۔ سن رسیدہ عورتیں جن کے شوہر مرتے یا مفقود ہوجاتے ہیں انہیں تلاش نفقہ کے لئے فکر نکاح نہیں ہوتی وہ کیوں کر بسر کرتی ہیں اور یہ حالت ہوگی، تو ہند کی نوجوان عورتیں بھی اس حال میں شریک ہیں وہاں خدا جانے شان رزاقی، خاوند میں کیوں نہیں منحصر ہوجاتی، لطف یہ ہے کہ یہاں تقلید امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دامن پکڑا جاتا ہے جاہل لوگ ان کا مذہب یہ سمجھتے ہیں مرد کو گئے چار برس گزرے اور عورت کو یونہی عدت بیٹھ کر نکاح حلال ہوگیا۔ حاشا یہ ان کا مذہب نہیں بلکہ وہ یہ فرماتے ہیں کہ عورت قاضی شرع کے حضور دعویٰ پیش کرے، قاضی بعد ثبوت مفقودی، کہ اس کی خبر ملنے سے بالکل ناامیدی ہوگئی ہو اب سے چار برس کی مدت اپنے حکم سے مقرر

کرے اس مدت میں بھی پتہ نہ چلے تو پھر قاضی تفریق کر دے۔اس کے بعد عورت چار مہینے دس دن عدت بیٹھے اور شوہروں کے لئے حلال ہو جائے۔حضورِ قاضی رجوع سے پہلے اگر بیس برس گزر گئے ہوں تو ان کا اصلا اعتبار نہیں۔علامہ زرقانی مالکی شرح موطا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں قول مالك لو اقامت عشرين سنة ثم رفعت يستانف لها الاجل (امام مالک کا فرمان یہ ہے کہ اگر عورت پہلے بیس سال ٹھہری رہی پھر معاملہ اٹھایا تو اب مدت مقرر کی جائے گی) اسی میں ہے قول مالك ايضاً تستانف الاربع من بعد اليلس وانهامن يوم الرفع (مالک کے قول میں بھی چار سال، بعد میں شروع ہوں گے جب، مایوسی پائی جائے اور یہ سال اسی وقت سے شروع ہوں گے جس دن معاملہ اٹھایا گیا) اب کہئے اگر قول امام مالک ہی پر عمل کیجئے تو اول تو یہاں قاضی مالکی کہاں، اور قاضی حنفی اپنے خلاف مذہب کیوں حکم دینے لگا، اور دے بھی تو اس کے نفاذ میں دقتیں ہیں اور نافذ بھی ہو جائے تو ابھی ساڑھے چار برس پڑے ہیں یہ کیوں کر کٹیں گے ایسی بے صبری و ادعائے بے رزقی کا علاج تو یوں بھی نہ بنا۔غرض خلاصۂ مقصد یہ ہے کہ اللہ سے ڈرے، اللہ سے ڈرے، اللہ سے ڈرے۔امر فروج کو سہل نہ جانے۔فقدان شوہر کو، مرگ شوہر کے پلے میں رکھے اور اتباع حکم کو اتباع رسم، سے اہم تر سمجھے اور تصور کرے کہ ہند کی نوجوانیں بیوہ ہو کر کیوں کر بسر کرتی ہیں۔بلکہ یہ بھی درکنار اس دار الفتن ہند پر محن میں بہت شریف زادیاں ایسی نکلیں گے جن کے خدا ناترس شوہروں نے انہیں جیتے جی معلقہ کر رکھا ہے نہ تعلق رکھیں نہ قطع کریں۔وہ بے چاریاں نہ شوہر والی نہ بے شوہروں میں، پھر وہ کیا کرتی ہیں اور اپنی عزت، اپنے باپ دادا کی عزت، شرع کی اطاعت، کیوں کر نگاہ رکھتی ہیں۔قطع خواہش کو روزوں کی کثرت کرے۔خیالات دل کو یاد موت وقبر سے لگائے کہ موت کی یاد ہر خواہش ولذت کو بھلا دیتی ہے اگر ماں باپ بھائی کے ذریعہ سے گزر کی صورت نہیں سینے پرونے وغیرہ کے کام سے وقت کاٹے کہ اللہ عزوجل کے یہاں صابروں میں لکھی جائے اور بہ حکم قرآن بے حساب ثواب پائے۔اقارب محارم اگر خبر گیری کر سکتے ہیں تو اللہ کا ثواب عظیم ہے۔اپنی بہن، بیٹی، بے ثبوت بیوگی، نکاح غیر کی بلا میں نہ پڑنے دیں۔عوام ہند ذرا ذرا سے فضول و بے جا دینوی جھگڑوں پر دختروں خواہروں کو بٹھا رکھتے اور ان کا کلی خرچ اپنے پاس سے کرتے ہیں یہ دینی حکم ہے اور اپنی ناموس کے خاص حرام وحلال کا معاملہ۔اس میں بھی ذرا غیرت وحمیت کو کام میں لائیں اور سمجھ بوجھ کر انجان نہ بن جائیں وباللہ التوفيق وهو الهادي الى سواء الطريق انتهى۔

یہ فقیر قادری (مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی) عرض کرتا ہے کہ یہ رسالہ مبارکہ جو اس مبارک فتوے پر بھی مشتمل ہے ۱۳۳۰ھ میں خود اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز اور ان کے اخلاف وخلفاء عظام کی تصادیق سے موثق ہو کر شائع ہوا۔نیز تصدیق فرمانے والے علماء اعلام، وفضلائے کرام میں حسب ذیل حضرات کی بھی تصادیق موجود ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا الشاہ وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

۲۔ حضرت مولانا عبد المقتدر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ۔

۳۔ حضرت مولانا الشاہ احمد حسن صاحب کانپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

۴۔ حضرت مولانا کرامت اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۵۔ حضرت مولانا الشاہ ہدایت رسول صاحب قادری برکاتی نوری رحمۃ اللہ علیہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ اس کا جواب (۲) سے واضح و آشکار ہے کہ مفقود کی موت کو موہوم اور بنا برظن غالب اس کی زیست کو معلوم تصور کر کے زوجۂ مفقود کو بحکم حدیث شریف مفقود ہی کی زوجہ تسلیم کیا گیا اور جمہور ائمہ وعلماء اہلسنّت نے غیر مرد سے اس کا نکاح حرام ٹھہرایا تو یہاں جبکہ شوہر کا بالیقین موجود ہونا معلوم ہے کیوں کر اس کی زوجہ کو غیر کی زوجیت کے قابل سمجھا جاسکتا ہے، اور ایسی عورت، شوہر والی ہوتے ہوئے کیوں کر دوسرے مرد کے لئے حلال و جائز قرار دی جاسکتی ہے رہے وہ حیلے حوالے اور حجتیں اور دلیلیں جو اس شوہر والی، عفیفہ عورت کو دوسرے مرد کے نکاح میں دئے جانے کے جواز میں پیش کی جاتی ہیں تو ان کے جوابات بھی وہی ہیں جو اوپر مذکور ہوئے کہ ادعائے ضرورت، وعذر جوانی، حرام کو حلال نہیں کرسکتا۔ بہت کم سن لڑکیاں کہ بیوہ ہوجاتی ہیں باتباع رسم ہنود عمر بھر نکاح کا نام نہیں لیتیں اس وقت ضرورت و جوانی کدھر چلی جاتی ہے۔ ہزاروں وہ ہیں جن کے شوہر زندہ موجود ہیں مگر ان کی طرف سے قطعاً برگشتہ وروگرداں وہ اپنی عمر کیوں کر کاٹتی ہیں پھر اس ضرورت نفقہ اور خواہش نفس کو جھوٹی آڑ بنا کر امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب مرجوح کا نام لینا تو نری دھاندلی ہے وہ تو صراحۃً ویقیناً در بارۂ مفقود ہے اور یہاں خود اقرار ہے کہ شوہر پاکستان یا ہندوستان میں موجود و مشہود ہے علاوہ بریں ان کا مذہب یہ ہے کہ عورت حاکم شرع کے حضور مستغیثہ ہو، وہ بعد ثبوت مفقود، روز مرافعہ سے چار سال کی مہلت دے۔ اس کے گزرنے پر قاضی اسلام تفریق کردے۔ اب عورت عدّت گزار کر نکاح کرسکتی ہے پیش از حکم قاضی شرع اگر بیس برس گزر گئے ہوں تو وہ معتبر نہیں۔ تو روز مرافعہ کے بعد تقریباً ساڑھے چار سال کیوں کر کٹیں گے۔ نان نفقہ کہاں سے آئے گا؟ عذر جوانی کدھر جائیگا؟ تو اللہ ورسول کے بھروسے جو وہاں کرسکتی ہیں یہاں بھی عمل میں لائیں اور خدا اور رسول سے شرمائیں۔ خواہشات نفس کو یوں بدلگام نہ چھوڑیں کہ وہ جدھر چاہیں موڑیں اور نہ یہ ان کی پیروی میں خدا و رسول سے رشتہ توڑیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ الغرض ایسی عورت کو سوا اس کے کچھ چارۂ کار نہیں کہ وہ جس طرح چاہے اپنے شوہر سے طلاق حاصل کرے کہ طلاق میں یہ شرط نہیں کہ خوشی سے دیجائے بلکہ اکراہ شرعی کی صورت میں بھی طلاق واقع ہوجائے گی۔ (بہار شریعت بحوالۂ جوہرہ نیرہ) اور طلاق حاصل کئے بغیر، کسی دوسرے کے ساتھ مناکحت کے ذریعے جو، نام اس عورت کو ملنے والے ہیں ان میں بعض نام یہ ہیں۔ زانیہ، فاجرہ، قحبہ، فاحشہ، بدکار، وغیرہ اور اس عقد باطل پر راضی ہوکر اپنی ایسی بہن بیٹی کو دوسرے کے نکاح میں دینے والے دیوث ہیں۔ اعاذ اللہ تعالیٰ منھا ھذا ماعندی والعلم عندالعلی الا علی و علمہ جل مجدہ أعز و أولی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　　۱۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۷ھ

تصدیق جلیل قطب الوقت تاج العلماء (مرشدِ گرامی خلیل العلماء)

فقیر اولادرسول محمد میاں قادری برکاتی مارہروی غفرہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی و نسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ۔ فقیر نے یہ فتویٰ، دافع بلوی، قامع، طغوی نافع تقوی، دیکھا۔ حق صریح و مذہب رجیح پر مشتمل پایا۔ مسلمانوں کو اس کے مطابق عمل لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

فقیر اولادرسول محمد میاں قادری برکاتی مارہروی غفراللہ تعالیٰ لہٗ　　۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۰ھ

تصدیق جلیل احسن العلماء، سید مصطفےٰ حیدر حسن المعروف حسن میاں قادری برکاتی قاسمی مارہروی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

جانشین تاج العلماء، تلمیذ خلیل العلماء،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ ذوی الفضل العمیم وعلینا معھم ولھم وفیھم الی یوم الدین۔ مقالہ المجیب العلام فھو حق و صحیح و صواب مطابق بلسنتہ والکتاب لا شك فیہ ولا ارتیاب۔ مخالفہ فضیح و قبیح و خراب واللہ تعالیٰ ثم رسولہ الاعلی جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلم بلصواب وانا الفقیر الحقیر الحافظ السیّد مصطفےٰ حیدر المعروف بحسن میاں القادری البرکاتی القاسمی المارھروی عفا عنہ ربہ تعالیٰ ذنبہ الجلی الخفی۔

بستم جمادی الاخریٰ ۱۳۷۰ھ

تقسیم ہند کے وقت مسلمان عورتوں کا کافروں کے قبضہ میں جانا اور ان کے ہاں اولاد ہونا وغیرہ کے احکام

سوال: قبلہ جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، مہتمم دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد، آداب وسلام

بعد ادائے آداب کے خدمت فیض اقدس و بابرکت میں بصد آداب عرض ہے کہ: ۱۹۴۷ء میں ہندوستان اور پاکستان کے پارٹیشن کے وقت ہندو وکافر درندے زبردستی مسلمانوں کی نوجوان لڑکیوں عورتوں کو اپنے ساتھ لے گئے۔ ان کے ساتھ کافی ظلم وستم ہوا، ان کی عصمت دری اور بے حرمتی کی گئی، بہت سی عورتوں کی عصمت دری کر کے انہیں قتل کر دیا گیا، بہت سی عورتوں کو اپنے قبضہ میں رکھا اور بہت سی عورتیں موقعہ پا کر ان کے قبضہ سے نکل آئیں، بہت سی عورتوں کے لواحقین نے کافروں کو معاوضہ ادا کر کے انکے قبضہ سے چھڑایا اور ان کو پاکستان لے آئے۔ کافروں کے نطفے سے ان عورتوں اور

لڑکیوں کے شکم میں حمل رہ گئے تھے وہ بچہ اور بچی پیدا ہوئے۔ جناب والا ان عورتوں کے متعلق شرع کی رو سے فتویٰ صادر فرمائیں کہ کوئی گناہ تو عائد نہیں ہوتا؟

۲۔ کافروں کے نطفے سے جو مسلمان عورتوں کے لڑکے ولڑکیاں پیدا ہوئے ہیں ان کے ساتھ کیا عمل کیا جائے۔ ان کو کافروں کے سپرد کردیا جائے۔ یا مسلمانوں کے رسم ورواج کی طرح ان کی بھی شادی اسی طرح کی جائے جس طرح اپنے لڑکے اور لڑکیوں کی جاتی ہے۔ اور ان کو اپنا ہی فرزند اور دختر من وعن ایسا ہی تصور کیا جائے جس طرح اس کی خود کی اولاد ہے۔ اور کیا اس لڑکے لڑکی کے حق وحقوق بھی اپنے دیگر اولاد کے مساوی ہوگی؟

۳۔ متذکرہ بالا لڑکیوں کی شادی کا مسئلہ بہت دشوار بنا ہوا ہے، خاص کر قریشی برادری ایسی لڑکی کو اپنے لڑکے کے عقد میں لینے اور اپنی لڑکی کو ایسے لڑکے کے عقد میں دینے سے پرہیز کر رہے ہیں۔ کیا ایسا عمل کرنے سے ناک اونچی اور قریشی برادری کے لوگ اس قسم کی شادی کی طرف مائل ہونے کے بجائے اپنی بڑی ناک اور اونچی ناک رکھنے کی بات کرتے ہیں اور اس قسم کی شادی سے احتراز کرتے ہیں کیا ایسا عمل کرنے سے ناک اونچی نیچی ہوسکتی ہے۔ شادی کے مسئلہ میں یہ ناک بڑی رکاوٹ بنی ہوئی ہے خاص کر قریشی برادری کے بیداریٔ مغز کے واسطے اس مسئلہ کا دلائل اور تمثیل کے ساتھ حل (فتویٰ) مرحمت فرمائیں کیوں کہ اس قسم کی نوجوان بالغ لڑکیاں بہت غیر شادی شدہ بیٹھی ہوئی ہیں۔ ان کو کوئی نہیں بیاہ رہا۔ ان کے ماں وباپ ان کو زندہ درگور بھی نہیں کرسکتے اور ان کو کافروں کے حوالے بھی نہیں کرسکتے۔ ان کے ماں باپ بہت پریشان ہیں۔ ایسے خیالات رکھنے والی قریشی برادری میں اس مسئلہ کا کیسے ممکن حل ہوسکتا ہے؟ ایسے حالات میں ان کے ماں وباپ کیا کریں۔ اگر کوئی حل نکل آیا تو ایسی لڑکیوں کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھے گا۔ یہ ایک کارثواب بھی ہے لوگوں کی پریشانیاں دفع ہوجائیں گی اور مسلمان معاشرہ میں اس قسم کی لڑکیاں اور لڑکے اپنا برادری کا مقام حاصل کرلیں گے اور حقوق کا تحفظ ہوسکے گا جیسا کہ اولاد کو اپنے باپ کی جائیداد میں ہوتا ہے۔ ہوسکے تو اس مسئلہ کے متعلق فتویٰ اخبارات میں بھی شائع فرمادیں۔ اللہ اجر عظیم سے نوازے گا۔ فقط والسلام چاند محمد قریشی معرفت غلام عباس، پھلیلی پار، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مولائے کریم ہر مسلمان مرد وعورت کو اپنی پناہ اور اپنی حفاظت میں رکھے۔ وہ ہلاکت خیز دور، جن کی نگاہوں سے اوجھل رہا نہیں ان حالات کا اندازہ نہیں ہوسکتا اور خدا کسی کو نہ دکھائے بہر حال جہاں درندوں نے مردوں اور بچوں کے ساتھ کوئی رعایت نہ کی وہ بھلا جوان عورتوں کو کب معاف کرسکتے تھے وہ مجبور تھیں اور یقیناً مجبور وبیکس وبے بس تو ان پر جو بیتی اس میں ان کا کوئی جرم نہیں اور ان پر کوئی گناہ عائد نہیں ہوتا۔ تو اس ظلم وستم اور ان کی بے کسی، بے بسی کو بنیاد بنا کر ان پر بدکاری وزنا کا الزام تھوپنا خود اپنی جگہ ظلم ہے اور نہ کسی خدا ترس کا کام ہوسکتا ہے۔ وہ مظلوم ہیں اور ان کی اعانت مسلمانوں پر فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ یہ بچے جو مسلمان عورتوں کے بطن سے پیدا ہوئے مسلمان ہی ہیں اور مسلمان ہی قرار پائیں گے اور قطعاً ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جس کے مستحق اور دوسرے مسلمان بچے ہیں۔ شریعت مطہرہ کا قائدہ کلیہ یہ ہے بچہ اپنے ماں وباپ میں

اس کا تابع ہوگا جس کا دین بہتر ہو اس کا صاف مفاد یہی ہے کہ وہ بچے بھی جو کافروں کے نطفے سے مسلمان عورتوں سے پیدا ہوئے وہ مسلمان ہیں اور اسلام کے فرزند ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ ایسی بے سہارا خواتین اسلام سے نکاح کرنا نہ صرف یہ کہ جائز و درست ہے بلکہ ایک کار خیر اور ثواب کا کام ہے۔ ان پر طعن و تشنیع بے جا تشدد کرنے والے پھر ان کی اس بے بسی کی بنیاد پر ان سے نکاح کرنے کو ننگ و عار ٹھہرانا۔ ایک مباح شرعی پر اعتراض ہے بلکہ بعض صورتوں میں ایک فعل واجب سے روگردانی و اعراض ہے اور یہ سمت جہالت اور نہایت خوفناک حالت ہے ظاہر ہے کہ جب نکاح کی حاجت و ضرورت ہو اور جوان عمر کو کوئی نکاح سے روک دے اور وہ شیطان کے بہکانے میں آکر کسی گناہ میں مبتلا ہو جائیں تو اس کا گناہ کس پر ہوگا؟ ان ہی لوگوں پر ہوگا جو انہیں اس امر شرعی سے روکتے ہیں اور اپنی ناک کی خاطر ایسے گناہوں میں گرنے پر در پردہ اکساتے بھی رہتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔ جس کی بیٹی بارہ برس کی عمر کو پہنچے (یعنی بالغ و نکاح کے قابل ہو جائے اور پیام آنے کے باجود) وہ اس کا نکاح نہ کرے اور یہ دختر گناہ میں مبتلا ہو جائے تو اس کا گناہ اسی شخص پر ہے (بیہقی فی شعب الایمان) تو جس طرح یہ اس شخص کی بیٹی ہے اسی طرح یہ لڑکیاں لڑکے، اور بے بس و ناچار لڑکیاں لڑکے، مظلوم و ستم رسیدہ لڑکیاں لڑکے، پوری قوم و برادری کی لڑکیاں لڑکے ہیں۔ اب جو، ان کے نکاح میں رکاوٹ ڈالے، اپنی لڑکی کو ان کے عقد میں دینے اور انہیں اپنوں کے عقد میں لینے سے پرہیز و اجتناب کرے وہ یہاں نہیں تو خدا کے سامنے بروز قیامت ضرور جواب دہ ہوگا۔ ایسے ہی موقعوں کے لئے کہا گیا ہے کہ اوروں کی برائیوں کو نہ دیکھو اپنے گناہوں کو اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھو۔ وہ بے اختیار تھیں، اور تم اپنے اختیار سے صبح سے شام تک کیا کرتے پھرتے ہو؟ دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

مفقود الخبر شوہر کی بیوی، انتظار کرے گی

سوال: اعلیٰ حضرت مفتی صاحب، السلام علیکم

مسماۃ زاہدہ سلطانہ کا شوہر ۱۹۸۰ء/۲۸/۹ سے ایکسڈینٹ کیس میں لاپتہ ہے۔ اور مسماۃ زاہدہ سلطانہ کو اتنے عرصے سے نہ کوئی اطلاع ملی نہ کوئی خط وغیرہ موصول ہوا۔ اب وہ آزاد ہو کر دوسرا نکاح کرنے کی شرعی طور پر اجازت چاہتی ہے۔ اس سلسلے میں اسے مزید کتنے عرصے اور انتظار درکار ہوگا۔ مہربانی فرما کر شرعی فتویٰ عنایت فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عطا فرمائے۔ آمین عبدالرشید ولد عبدالمجید، لطیف آباد یونٹ ۱۰، پکی مارکیٹ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مذکورہ بالا صورت میں عورت کو نکاح ثانی کا اختیار، کسی امام کے نزدیک نہیں۔ قرآن کریم میں صاف ارشاد ہے وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ حرام کی گئیں تم پر شوہر دار بی بیاں۔ اور شک نہیں کہ ابھی وہ شوہر والی ہے۔ جب تک کہ اس کی موت کی تصدیق نہ ہو جائے یا اس کے شوہر کی ولادت کو ستر برس گزر جائیں۔ اس کے بعد اس کی موت کا حکم کیا جائے

گا۔ رہا دعوائے ضرورت یا عذر جوانی، تو حرام کو حلال نہیں کر سکتا۔ اور جنہیں اپنی اور اپنے خاندان کی عزت عزیز ہوتی ہے وہ غلط قدم نہیں اٹھاتیں۔ اور جو بے عزتی کو اپنا لباس بنالیتی ہیں وہ شوہر کی آنکھوں میں خاک جھونکتی ہیں۔ بہر حال اس پر فرض ہے کہ صبر اختیار کرے اور خدا رسول پر بھروسہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

لاپتہ شوہر کی بیوی کے لئے حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص عرصہ سات سال سے لاپتہ ہے۔ بڑی کوشش کے باوجود مذکورہ شخص کا کوئی پتہ نہیں چل سکا۔ کیا ازروئے شریعت مذکورہ شخص کی بیوی دوسرے آدمی سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ جواب بالصواب عنایت فرمائیں۔ قاری محمد محمود الحسن چشتی، سرفراز کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: ہرگز یوں نکاح نہیں کر سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ۔ اس پر لازم ہے کہ صبر و انتظار کرے یہاں تک کہ اس کے شوہر کی ولادت کو ستر برس گزر جائیں۔ اس مدت کے گزرنے پر قاضی اس کی موت کا حکم کرے اور بعد حکم، عورت چار مہینے دس دن عدت بیٹھے۔ عدت گزار کر جس سے چاہے نکاح کرے۔ اور ادعائے ضرورت و عذر جوانی حرام کو حلال نہیں کر سکتا۔ آخر ہزاروں وہ ہیں جن کے شوہر زندہ ہیں موجود ہیں۔ مگر ان کی طرف سے قطعاً برگشتہ و روگرداں۔ وہ اپنی عمر کیونکر کاٹتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

گذشتہ آٹھ سال سے گمشدہ شوہر کی بیوی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ: شوہر گزشتہ ۸ سال سے مفقود الخبر ہے اور تلاش کے باوجود اس کا سراغ نہیں مل رہا۔ نیز جغرافیائی دوری بھی واقع ہوگئی ہے۔ بیوی اب پاکستان میں ہے اور اس کا شوہر بنگلہ دیش کے ہنگاموں میں لاپتہ ہوگیا ہے۔ کیا ایک بیوی کو جس کا شوہر گزشتہ ۸ سال سے لاپتہ ہے نکاح ثانی کی اجازت ہے؟ براہ کرم عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ فتویٰ جاری فرمائیں۔ محمد حکیم اللہ محمد کلیم اللہ ولد حاجی عبدالحکیم، بہار کالونی کوٹری

۷۸۶ الجواب: عورت ہرگز یوں نکاح نہیں کر سکتی کہ وہ ابھی شوہر والی ہے اور شوہر والی عورت، دوسرے پر حرام۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ۔ اس پر لازم کہ وہ صبر و انتظار کرے۔ یہاں تک کہ اس کی شوہر کی ولادت کو ستر برس گزر جائیں یعنی اب تک زندہ ہو تو ستر برس کا ہو۔ مثلاً تیس سال کی عمر میں مفقود ہوا تو عورت چالیس برس انتظار کرے اور پچاس سال کی عمر میں لاپتہ ہوا تو بیس برس وعلیٰ ہذا القیاس۔ اس مدت کے گزرنے پر اس کی موت کا حکم کیا جائے گا۔ اور عورت کے لئے حلال ہوگا کہ وہ اس حکم کے بعد، عدت گزارے۔ عدت گزر جائے تو جس سے چاہے نکاح کرے۔ تنویر الابصار میں ہے بعدہ یحکم بموتہ فتعتد عدۃ الموت۔ ردالمحتار میں ہے ای عدۃ الوفاۃ اور دعویٰ ضرورت و عذر جوانی حرام کو حلال کو

نہیں کرسکتا۔ بہت کم سن لڑکیاں کہ بیوہ ہوجاتی ہیں اور عمر بھر، ہزار ہا فتنوں کے باوجود نکاح کا نام نہیں لیتیں اس وقت ضرورت وجوانی کدھر چلی جاتی ہے۔ ہزاروں وہ ہیں جن کے شوہر زندہ، موجود ہیں مگر ان کی خبر نہیں لیتے۔ وہ اپنی عمر کیونکر کاٹتی ہیں اور بگڑنے پر آئیں تو شوہر والیاں بھی یار بناتی پھرتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ شعبان ۱۴۰۲ھ

بارہ یا چودہ سال سے لاپتہ شوہر

سوال: جناب مولانا مفتی خلیل خان صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلے میں کہ: زید کا ایک خاتون سے عقد ہوا لیکن زید مردانہ صلاحیت سے محروم ہے۔ اس پر صبر کر کے خاتون زید کے پاس رہی لیکن اس نے اپنے پاس رکھنا گوارا نہ کیا اور خاتون کو اس کے میکے میں چھوڑ دیا اب تقریباً بارہ یا چودہ سال سے خاتون اپنی والدہ کے ہاں رہ رہی ہے۔ نیز گزشتہ کئی برسوں سے زید مفقود الخبر ہے اور خاتون عقد ثانی کرنا چاہتی ہے تو ایسی صورت میں از روئے شرع شریف کیا حکم ہے؟

فقط خادم اہلسنّت کمترین حافظ سراج الدین واحدی، مورخہ ۲۲ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

۷۸۲ الجواب: جس عورت کا شوہر مفقود الخبر ہو وہ ہرگز کہیں اور نکاح نہیں کرسکتی۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اس پر لازم ہے کہ وہ صبر کرے اور انتظار کرے حتی کہ اس کے شوہر کی ولادت کو ستر برس گزر جائیں، اس کے بعد اس کی موت کا حکم دیا جائے یا اس دوران اس کا شوہر کسی بھی ذریعہ سے طلاق دے دے۔ ضرورت اور جوانی کا عذر حرام کو حلال نہیں کرسکتا۔ بہت کم سن لڑکیاں کہ بیوہ ہوجاتی ہیں باتباع رسم ہنود عمر بھر نکاح کا نام نہیں لیتیں۔ ہزاروں وہ ہیں جن کے شوہر زندہ ہیں ساتھ بھی رہتے ہیں مگر عورت کی طرف سے قطعاً پھرے ہوئے۔ وہ اپنی عمر کیونکر کاٹتی ہیں لہٰذا صورت مسئولہ میں عورت کو نکاح ثانی کا اختیار نہیں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

شوہر، ۹ نو سال سے لاپتہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت کا خاوند ۹ سال سے لاپتہ ہے اور اس کو ڈھونڈنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے لیکن آج تک نہیں ملا۔ کیا ایسی عورت کو دوسرا نکاح کرنے کی اجازت شریعت کے اندر ہے یا نہیں؟

فقط نبی بھن، پھلیلی پار، پریٹ آباد، حیدرآباد، سندھ، ۱۹۸۱ء ۹/۱۲/

۷۸۶ الجواب: عورت ہرگز یوں نکاح نہیں کرسکتی۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اس پر لازم ہے کہ صبر و انتظار کرے یہاں تک کہ اس کے شوہر کی ولادت کو ستر برس گزر جائیں یعنی اگر وہ اب تک زندہ ہو تو ستر برس کا ہو۔ اس مدت کے گزرنے پر حاکم اسلام کہ دیندار مسلمان ہو اس کی موت کا حکم کرے گا۔ اس کے بعد عورت، عدت وفات گزار کر

جس سے چاہے نکاح کر سکے گی۔ فتاویٰ رضویہ میں بحوالہ جواہر الاخلاطی فرمایا یحکم بموته بعد سبعین سنة و عليه الفتویٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ذی قعد ۱۴۰۱ھ

جس کا شوہر دس برس سے لا پتہ ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع درمیان اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ سلطانہ کی شادی زید نامی ایک شخص سے ہوئی تھی۔ زید سے سلطانہ کو ایک لڑکی پیدا ہوئی جو کہ اب بھی موجود ہے اور اس کی عمر گیارہ سال ہے اب زید پورے دس سال سے گم ہے لاپتہ ہے آج تک زید کا کوئی پتہ نہیں چلا کیا کریں؟ کچھ سمجھ میں نہیں آتا سخت پریشانی میں جگہ جگہ تلاش کیا مگر کوئی پتہ نہ چل سکا آخر تلاش کرتے کرتے تھک کر بیٹھ گئے گمان غالب ہے کہ لڑکا زید مر چکا ہے کوئی جگہ نہ چھوڑی جہاں تلاش نہ کیا ہو۔ مسماۃ سلطانہ اور اس کی لڑکی گیارہ سال سے دونوں باپ کے گھر میکے میں ہیں دس سال مکمل رہنے کے بعد سلطانہ کی ماں کا انتقال ہو گیا۔ باپ ضعیف العمر ہے اپنی بیٹی سلطانہ اور نواسی کے خرچ اخراجات کا کفیل نہیں ہو سکتا کہ روٹی کپڑے کی ذمہ داری قبول کرے۔ مسماۃ سلطانہ کا بھائی اور اس کی بیوی سلطانہ سے نبھا نہیں کر سکتے ہم کب تک رکھیں مسماۃ سلطانہ کی عمر تقریباً ۲۶ سال ہے لڑکی کی عمر گیارہ سال ہے اب مسماۃ سلطانہ اپنے خاوند کا کب تک انتظار کرے جبکہ اس کی کفالت کا کوئی ذریعہ نہیں اور نہ ہی کوئی سہارا ہے۔ باپ ضعیف العمر ہے بیٹی کو کب تک نبھائے کیا ایسی صورت میں مسماۃ سلطانہ عقد ثانی کر سکتی ہے تاکہ بقایا عمر کا حصہ کسی کے سہارے سے گزار سکے؟

فقط السائل مسماۃ سلطانہ معرفت محمد رفیق لطیفی، شاہی بازار شہداد پور، سندھ، مؤرخہ ۷ جنوری ۱۹۷۹ء

۷۸۶ **الجواب:** مسماۃ سلطانہ ہرگز یوں نکاح نہیں کر سکتی۔ قال الله تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ۔ اس پر لازم ہے کہ صبر وانتظار کرے یہاں تک کہ اس کے شوہر کی ولادت کو ستر برس گزر جائیں اس کے بعد اس کی موت کا حکم کیا جائے فی الجواهر الاخلاطی يحكم بموته بعد سبعين سنة وعليه الفتویٰ دعویٰ ضرورت وعذر جوانی حرام کو حلال نہیں کر سکتا۔ بہت کم سن لڑکیاں کہ بیوہ ہو جاتی ہیں اور رسم ہنود کے اتباع میں عمر بھر نکاح کا نام نہیں لیتیں اس وقت ضرورت وجوانی کدھر چلی جاتی ہے ہزاروں وہ ہیں کہ جن کے شوہر زندہ ہیں اور موجود ہیں مگر ان کی طرف سے قطعاً برگشتہ وروگرداں وہ اپنی عمر کیونکر کاٹتی ہیں جنھیں اپنی عصمت اور اپنے ماں باپ کی عزت اور خاندان کا وقار عزیز ہوتا ہے ان کی طرف کوئی انگلی اٹھانے کی گنجائش بھی نہیں پاتا اور جن کو یہ سب پیارا نہیں ہوتا وہ شوہر دار ہوتے ہوئے بھی غلط راہیں اختیار کر لیتی ہیں تو اصل چیز خدا اور رسول کا خوف اور اپنی عزت اور عصمت کا پاس لحاظ ہے زندگی، سی، پرو کر، اور ملازمت سے بھی گزاری جا سکتی ہے ابھی دنیا خدا ترسوں سے خالی نہیں بہر حال سلطانہ کو اس حالت میں ہرگز ہرگز نکاح کی اجازت نہیں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ صفر المظفر ۱۳۹۹ھ

گمشدہ شوہر کی بیوی کا نکاح کب جائز ہے؟

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسماۃ زینب دختر فہیم احمد ساکن یونٹ نمبر ۱۲ لطیف آباد کا شوہر عرصہ آٹھ سال سے لاپتہ ہے۔ جس کے فوت یا زندہ ہونے کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ میرا کوئی ذریعہ معاش نہیں۔ میری عمر تقریباً ۳۰ سال ہے۔ براہ کرم چونکہ میں نکاح کرنا چاہتی ہوں لہٰذا بتایئے کہ مجھے شریعت میں نکاح کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ مسماۃ زینب دختر فہیم احمد

۷۸۶ الجواب: شوہر کی گمشدگی، نکاح کو فسخ نہیں کر دیتی وہ بدستور اس کی بیوی اور اس کے نکاح میں ہے اور تاوقتیکہ اس کی موت کی تصدیق نہ ہو جائے یا وہ طلاق نہ دے یا اس کی عمر کے ستر ۷۰ سال پورے نہ ہو جائیں یہ ہرگز نکاح نہیں کر سکتی قرآن کریم کا ارشاد ہے وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ر رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الوقف

وقف کی تعریف اور اس کے احکام

سوال: محترم جناب عالی مفتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں مسمّی محمد انور ولد نواب علی قریشی سکنہ ڈگری ضلع تھرپارکر سندھ بحیثیت سائل مندرجہ سوال کے ساتھ حاضر ہوں۔ جناب محترم ہمارے محلے (میر جان محمد کالونی ڈگری) میں ایک مسجد پر محلے میں اختلاف ہو گیا ہے۔ اختلاف کی بناء کچھ اس طرح ہے جس پلاٹ پر ہماری مسجد تعمیر ہوئی ہے وہ پلاٹ ایک آدمی محمد یاسین پان والے کا ہے۔ جس وقت مسجد کی بنیاد رکھی گئی اس وقت محمد یاسین نے یہ کہا کہ میں نے یہ پلاٹ مسجد کے لئے وقف کیا ہے۔ تمام اہل محلہ نے مل کر چندہ جمع کیا اور مسجد بنادی گئی۔ واپڈا کا میٹر لگانے کے لئے اس امر کی طلب ہوئی کہ جس آدمی کا پلاٹ ہے، اس سے این. او. سی حاصل کر کے واپڈا کو دیا جائے یا وقف کرنے کا ایگریمنٹ پیش کیا جائے۔ اس ضمن میں محمد یاسین سے کہا گیا تو پہلے تو وہ تیار ہو گیا لیکن پھر چند ایک آدمیوں کے ورغلانے سے انکار کر گیا اور اس نے صاف جواب دے دیا کہ میں جگہ تحریری طور پر لکھ کر نہیں دوں گا۔ باقی میں نے وقف کر رکھی ہے اگر اہل محلہ ہمارے ساتھ ملیں تو ٹھیک ورنہ ہم مسجد میں خود میٹر لگوا دیں گے اور امام بھی رکھیں گے اور نظام بھی چلائیں گے۔ یہ بیان محمد یاسین پان والے کے ہیں۔ جو ابھی تک اپنی بات پر قائم ہے۔

ورغلانے والوں میں محمد شریف اور اس کے دیگر برادران پٹھان برادری ہے ان کے ورغلانے کی وجہ جو ہمارے نقطۂ نظر میں آئی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ تمام پٹھان برادری کا یہ خیال ہے کہ سب اسی محلے میں اکٹھے ہو جائیں اور دوران الیکشن کم از کم ایک ممبر ٹاؤن میں موجود ہو۔ یہ ان کا سیاسی نقطہ ہے۔

۲۔ تمام پٹھان برادری کا یہ خیال ہے کہ اگر محمد یٰسین پان والا پلاٹ مسجد کو وقف کر دے تو مسجد کی انتظامیہ سارے محلہ کے افراد سے منتخب افراد پر ہی مشتمل ہو گی۔ اس طرح سارے پٹھان برادری کے علاوہ دیگر اہل محلہ کا بھی مسجد کا نظم وضبط چلانے میں دخل ہو گا اور لکھ کر نہ دینے سے مسجد کا نظام صرف پٹھان برادری کے ہی ہاتھ میں رہے گا اور اس طرح وہ اپنے ہی کسی آدمی کو بحیثیت امام رکھیں گے اور ان کے ایک فرد یا زیادہ آدمیوں کا ذریعہ معاش سیدھا ہو جائے گا۔ دوسری صورت میں انہیں متفقہ فیصلہ ماننا پڑے گا۔

۳۔ جب اس مسئلہ میں اختلاف ہونے لگے اور بات بڑھنے لگی تو مولوی اصغر علی شاہ سے معلوم کیا گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ

ایسی مسجد جس کی تعمیر کسی کی جائیداد زمین پر کی گئی ہے جب تک مالک جگہ اسے دلی اور واضح طور پر وقف نہ کرے یا جگہ کی قیمت لے کر جگہ کو مسجد کے لئے فروخت نہ کرے اس وقت تک مسجد میں باجماعت نماز ادا نہیں ہوسکتی۔ جس کے بعد اہل محلہ جگہ مسجد کے لئے تحریری طور پر لکھوانے کے لئے بضد ہو گئے اور انہوں نے مسجد کا چندہ وغیرہ دینا اس وقت تک بند کر دیا جب تک محمد یٰسین پان والا مسجد کو پلاٹ رجسٹری نہیں کرواتا لیکن محمد یٰسین بھی اس بات پر بضد ہو گیا کہ پلاٹ لکھ کر تو وہ نہیں دے گا باقی مسجد کے لئے نہ صرف اس نے جگہ دی ہے بلکہ مزید جو کام بھی اس کے لائق ہوگا وہ مسجد کے لئے ضرور کرے گا اور کرتا رہے گا۔ واضح ہو کہ محمد یٰسین کی رہائش اس محلّہ میں نہیں ہے اور وہ شہر کے دوسرے محلے میں تقریباً میر محمد کالونی سے چار پانچ فرلانگ کے فاصلے پر آباد ہے، کالونی میر جان محمد تک پہنچنے کے لئے تقریباً دو مسجدیں اور بھی اس کے راستے میں آتی ہیں۔

۴۔ محلّے والے جناب مولوی اصغر علی شاہ خطیب مدینہ مسجد نزد پولیس اسٹیشن ڈگری کے بتانے کے مطابق، اب مسجد میں نماز بھی پڑھنے نہیں آتے۔

۵۔ محمد یٰسین پٹھانوں کے ورغلانے کی وجہ سے لکھ کر نہیں دیتا اور ہم سب کے لئے یہ مسئلہ بڑی اذیت دہ بنا ہوا ہے۔

۶۔ پٹھان بھائیوں کے، مسلمانوں کے اتحاد اور اتفاق سے زیادہ بالاتر مقاصد دنیاوی سیاسی و معاشی ہیں۔

مندرجہ بالا تمام نقاط کی روشنی میں برائے مہربانی میرے مندرجہ ذیل سوالوں کا جواب دیا جائے۔

۱۔ کیا واقعی ایسی مسجدوں میں فرداً فرداً نماز ہو جاتی ہے۔ یا باجماعت ہو جاتی ہے یا نہیں؟

۲۔ مسجد کے لئے صرف زبانی ہی جگہ وقف کر دینا ضروری ہے یا لکھ کر دینا ضروری ہے؟ جبکہ دینے والا یعنی جگہ وقف کرنے والا اب بھی مسجد کے لئے جگہ پر کوئی اعتراض نہیں کر رہا ہے لیکن لکھ کر نہیں دیتا۔

۳۔ ہمارا نظریہ تمام اہل محلّہ کا اتفاق اور مسجد کی مل جل کر خدمت کرنے اور انتظامات مسجد و مسئلہ تنخواہ امام صاحب و درس و تدریس کا نظم وضبط بحال کرنا ہے۔ جس سے تمام اہل محلّہ ثواب حاصل کر سکیں اور بچوں کو دینی تعلیم دلائی جا سکے۔ جس سے تمام اہل محلّہ ثواب حاصل کر سکیں اور بچوں کو دینی تعلیم دلائی جا سکے اور مسجد کا ماحول ہر اختلاف سے پاک، صرف عبادت خداوندی کے لئے عین موزوں ہو اور تمام بھائی خوش خوش مسجد میں آئیں اور اپنے رب تعالیٰ کی خوشنودی پائیں۔

جبکہ مخالفانہ نظریہ رکھنے والوں کا نظریہ اگرچہ ظاہری طور پر مسجد کے لئے بڑا مخلصانہ نظر آتا ہے لیکن صرف جگہ کا لکھ کر نہ دینا اختلاف کا سبب بن گیا ہے اور مسلمانوں کے ایک محلّہ کا اتحاد اور اتفاق ٹوٹ جانے کا سبب بن گیا ہے۔ اب اس کے لئے ضروری ہے کہ یا تو مالک جگہ کو مسجد کی جگہ لکھ دے یا پھر اگر شرعی اجازت ہو تو فتویٰ کی روشنی میں ان اہل محلّہ کو یکجا کیا جائے کہ ان کو دین کی روشنی میں یہ باتیں سمجھا کر سب کو متفق کر لیا جائے؟

برائے مہربانی مندرجہ بالا مسئلہ کو بصورت فتویٰ عنایت فرمایا جائے۔ عین نوازش ہوگی۔

دعاؤں کا طالب، محمد انور قریشی ولد نواب علی قریشی، ضلع تھرپارکر، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: وقف کے معنی یہ ہیں کہ کسی چیز کو اپنی ملکیت سے خارج کر کے خالص اللہ عزوجل کی

ملک کر دینا اس طرح کہ اس کا فیض بندگان خدا میں سے جس کو چاہے ملتا رہے۔ وقف میں اگر نیت اچھی ہو اور وہ وقف کنندہ اہل سنت، یعنی صحیح العقیدہ مسلمان ہو تو مستحق ثواب ہے (درمختار) اگر مسجد نہ ہو اور اس کی ضرورت ہو تو مسجد بنوانا بہت ثواب کا کام ہے۔ وقف کر دینے کے لئے تحریری دستاویز دینا ضروری نہیں ہے، بلکہ زبانی وقف کرنے سے بھی وقف ہو جائے گا اور جب وقف کر دیا تو وقف کو نہ باطل کر سکتا ہے نہ اس کی بیع ہو سکتی ہے نہ ہبہ ہو سکتا ہے (عالمگیری وغیرہ) واقف کو اگر چہ یہ اختیار ہے جس قسم کی چاہے وقف میں شرط لگائے اور جو شرط لگائے گا اعتبار ہوگا لیکن ایسی شرط لگائے جو کہ خلاف شرع ہو یہ شرط باطل ہے اور اس کا اعتبار نہیں (ردالمحتار) لہٰذا صورت مسئولہ عنہا میں محمد یٰسین نے مسجد کے لئے جو پلاٹ زبانی وقف کر دیا وہ نافذ ہوگا اور چونکہ واقف کی لگائی گئی شرط سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں اختلاف پیدا ہو رہا ہے اس لئے وہ شرط خلاف شرع اور باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۸۔۶۔۱۹۸۵ء

۸۶ / ۷ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

متولی وقف اگر خائن ہو تو معزول کرنا واجب ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: بخاری مسجد نزد قلعہ حیدرآباد کی قدیم مسجد ہے۔ جس کے متولی یار محمد صاحب ہیں۔ شریعت کے مطابق نمازی ہیں اور پڑوسی ان پر اعتراض کرتے ہیں۔

۱۔ مسجد شریف کی چھت جو کہ متولی کے گھر سے ملی ہوئی ہے اسے ان صاحب نے اپنے گھر کا صحن بنا رکھا ہے۔

۲۔ آئے دن قرآن مجید مسجد میں آتے رہتے ہیں ان میں سے عمدہ قسم کے، متولی اپنے گھر لے جاتا ہے اس لئے نمازی ان کے مطالعے سے محروم رہ جاتے ہیں اور قرآن پاک متولی کے گھر جمع ہوتے رہتے ہیں۔

۳۔ اس مسجد سے چار معزز مولویوں کو ذلیل کر کے نکالا گیا ہے اس لئے کہ مسجد کا سارا چندہ متولی خود ہضم کر جاتا ہے اور انہیں پوری تنخواہ نہیں دیتا مگر جب وہ پوری تنخواہ کا مطالبہ کرتے ہیں تو انہیں مسجد شریف میں کھڑے ہو کر گالیاں دے کر مسجد سے باہر نکال دیتا ہے۔ جن ائمہ کو نکالیا گیا ان کے نام یہ ہیں۔

(الف) مولوی عبدالواحد (ب) مولوی محمد دائم (ج) حافظ محمد نواز (د) حافظ محمد وارث

۴۔ مسجد شریف کی ٹنکی میں سے ایک نل متولی نے اپنے گھر میں لگا رکھا ہے جس کا وہ حقدار نہیں ہے۔

۵۔ مسجد شریف کے صحن میں ایک بی بی صاحبہ کا مزار ہے اس کی آمدنی کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔

۶۔ مسجد کے حجرے کا پنکھا اور مسجد کی گھڑی بھی متولی نے اپنے گھر میں فٹ کرالی ہے۔

۷۔ ڈولی اور مردے کو نہلانے کا تختہ دونوں کو زنجیر میں جکڑ کر متولی نے تالا لگا کر رکھا ہے اس سے میت والے سخت پریشان ہوتے ہیں کیوں کہ چابی متولی کے پاس رہتی ہے اور وہ وقت پر ہاتھ نہیں آتے۔

۸۔ متولی نے مسجد شریف کو کمائی کا ذریعہ بنا رکھا ہے اور وہ نمازیوں سے ایسے پیش آتے ہیں جیسے مسجد شریف ان کی ذاتی

ملکیت ہو۔ حالانکہ مسجد خدا کا گھر ہے یہ کسی کے باپ کی میراث نہیں۔ کیا ایسی حالت میں شریعت کی روشنی میں ایسے شخص کو مسجد کا متولی بنانا جائز ہے یا نہیں؟

عرض دار محمد ہاشم، حاجی عبد الواحد قریشی

۷۸۶ الجواب: کسی وقف کا منتظم یا متولی وہی شخص ہو سکتا ہے جو مال وقف کو اس کے مصارف میں صحیح طور پر خرچ کر سکے۔ خیانت کا یا غیر مصرف میں خرچ کرنے کا اندیشہ نہ ہو۔ فقہائے کرام تو یہاں تک تصریح فرماتے ہیں کہ ایک شخص اگرچہ ہر طرح کی قابلیت رکھتا ہو لیکن اگر وہ خود متولی ہونے کی درخواست کرتا ہے تب بھی اس کو متولی نہ کیا جائے (فتح القدیر درمختار وغیرہ) تو جو شخص مسجد یا اس کے کسی حصے کو بطور مکان استعمال کرتا ہے اور مسجد کی آمدنی اور دیگر اشیاء میں خرد برد کرتا رہتا ہے ظاہر ہے کہ وہ خائن ہے، اور متولی یا منتظم مسجد و وقف خائن ہو تو اسے معزول کرنا واجب ہے۔ پھر نمازیوں کو تکلیف وایذاء دینا ان سب پر زائد ہے۔ غرض شریعت کو زید و عمر سے واسطہ نہیں کسے باشد خائن ہو تو وہ متولی نہیں رہ سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ

مسجد کی تعمیر میں اپنا نام لکھوانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہماری برادری کی ایک انجمن تھی جس نے برادری کی فلاح و بہبود کے لئے فیملی فنڈ رکھا ہوا تھا۔ عرصہ پانچ ماہ ہوئے، انجمن کی مجلس عاملہ میں یہ فیصلہ ہوا کہ جمع شدہ فنڈ میں سے پانچ سو روپیہ نکال کر قبرستان کی ٹنکی کے پائپ وغیرہ پر خرچ کیا جائے کیوں کہ وہاں پر وضو کے لئے پانی کا انتظام نہیں ہے لہٰذا اس کام کو سرانجام دینے کے لئے دو افراد منتخب کئے گئے۔ ان دو افراد میں ایک صدر انجمن تھے اور دوسرے اسی مجلس عاملہ کے ممبر۔ مگر اس کام کو عملی جامہ پہنچنے سے بیشتر ہی نئے سال کے الیکشن ہونے کی تاریخ آ گئی اور برادری میں افتراق اور نفاق پیدا ہو گیا اور آپس میں دو فریق بن گئے دو انجمنیں علیحدہ علیحدہ ایک ہی نام کی قائم ہو گئیں۔ اور انجمن کے فنڈ کا روپیہ جو تقریباً سات ہزار روپے تھا وہ صرف ایک ہی فرد یعنی صدر انجمن کے پاس بطور برادری کی امانت کے رکھا جاتا تھا۔ دو انجمنیں قائم ہونے کے بعد جو روپیہ ایک فرد کے پاس تھا وہ روپیہ ایک انجمن کے قبضے میں ہو گیا۔ دوسری انجمن والوں کے مطالبہ کرنے پر سابق صدر انجمن نے وعدہ کیا کہ میں آپ کو آپ کے حصے کی رقم دے دوں گا جتنے بھی افراد آپ کے ساتھ ہوں گے۔ مگر بعد میں یعنی اب انہوں نے اسے دینے سے انکار کر دیا۔ ابھی تک ایک فریق سے دوسرے فریق کا مطالبہ جاری ہی تھا۔ روپیہ کے قابض فریق نے دوسرے فریق کی رضامندی حاصل کئے بغیر اس جمع شدہ فنڈ کی رقم سے قبرستان میں پانی کی ٹنکی میں پائپ لگانا شروع کر دیا اور اس ٹنکی کے ساتھ باہر کے حصے میں ایک پتھر سنگ مرمر کا لگوایا ہے جس پر انجمن کا نام اور زیر نگرانی صدر انجمن کا نام جو رقم کا قابض ہے لکھوایا گیا ہے۔ جو دو افراد مشترکہ انجمن کے نائم پر ٹنکی میں پائپ وغیرہ لگوانے کے لئے منتخب ہوئے تھے۔ ان میں ایک فرد ایک انجمن کے ساتھ ہے۔ اس سے بھی دوسرے فریق نے ٹنکی میں پائپ لگوانے کا مشورہ نہیں لیا ہے۔ ان کے اس ناجائز طرز عمل پر مذمت کی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ یہ اسکیم پاس شدہ ہے اس کے لئے مجھے شرعی طور پر بھی

حق پہنچتا ہے کہ میں اس کو عملی جامہ پہناؤں بلکہ میں تمام روپے کو جو فنڈ میرے پاس جمع ہے فلاحی کاموں میں خرچ کرنے کا مجاز ہوں۔

اب آپ از روئے شریعت محمدی ﷺ یہ بتائیں کہ مندرجہ بالا تفصیل کی روشنی میں شرعی نوعیت کیا ہے؟

ا۔ کیا ٹنکی اور پائپ وغیرہ لگوا کر اپنا نام کھدوانے والا فعل جائز ہے؟ جبکہ وہ انجمن نہ رہی اور نہ ہی دوسرے حصہ دار افراد سے رضامندی حاصل کی گئی؟

۲۔ ایسے قابض فرد پر شرعی حکم کیا ہے؟ اور اس کو کیا کرنا چاہئے۔ برائے مہربانی تفصیل سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرمائیں تا کہ ہماری رہبری ہو سکے؟ آپ کا تابعدار محمد زبیر، جمن شاہ کا پڑ، حیدر آباد، ۹۲۲/ ۱۹۶۶/۱ء

۷۸۶ الجواب: امدادی انجمن اور فلاحی واصلاحی ادارے قائم کرنا اور عوام وخواص اہل اسلام کی امداد واعانت ودستگیری کرنا قرآن وحدیث کی تعلیمات کے عین مطابق ہے اور اس پر اجر وثواب ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کار خیر میں حصہ لینے والے رضائے الٰہی کے مستحق ہیں بشرطیکہ یہ تمام امور خلوص قلب سے انجام دیئے جائیں اور کسی شخص کو اپنا ذاتی مفاد، برتری مقصود نہ ہو ورنہ تمام کیا دھرا اکارت جاتا ہے اور بندہ محروم رہ جاتا ہے۔ صورت مسئولہ میں جبکہ انجمن دو حصوں پر منقسم ہوگئی تو وہ رقم پہلے جس طرح امانت تھی قوم کی اب بھی امانت ہی ہے کوئی بھی شخص اپنی ذاتی رائے سے اس رقم کا ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کر سکتا۔ پانی کی ٹنکی میں جو رقم خرچ کی جا چکی ہے اگر چہ بعد اختلاف، انجمن کے صدر کو اس کا اختیار نہیں تھا، لیکن بہر حال خرچ ہو چکی اب واپس تو ہونے سے رہی۔ اس لئے قول فیصل یہ ہے کہ ٹنکی پر جو پتھر نصب کیا گیا ہے اس پر صرف انجمن کا نام ہو، صدر انجمن کو اپنے نام کے ساتھ پتھر نصب کرنے کا اختیار نہ پہلے تھا اور نہ اب ہے اور نہ کسی وقت ہونا چاہئے۔ پھر دوسرے یہ کہ پتھر کے کندہ کرانے پر جو رقم صرف ہوئی وہ صدر انجمن اپنی جیب سے دے دیں۔ سابقہ فنڈ کا ایک پیسہ بھی اس میں صرف نہ کیا جائے، بقیہ رقم ممبران کی رائے سے دو حصوں میں تقسیم ہوگی اور اس سے بہتر یہ ہے کہ انجمن کے تمام ارکان پھر متحد ہوں، قوم و برادری میں انتشار نہ پھیلنے دیں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو ورنہ تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

وقف کا طریقہ اور وقف کے احکام

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: نواب شاہ سانگھڑ روڈ پر ایک دینی مدرسے کے لئے آدھا ایکڑ زمین سیّد افضال حسین شاہ ولد سیّد نادر حسین شاہ نے فی سبیل اللہ دی۔ جس پر خالص دینی مذہبی مدرسہ بنایا جائے۔ چنانچہ مدرسہ کی انتظامیہ نے مدرسے کی تعمیر کے لئے عام مسلمانوں سے فنڈ حاصل کیا۔ اس پر ایک مسجد بنوائی اور باقی حصے پر مدرسے کے کمرے بنوائے۔ جس میں باقاعدہ دینی تعلیم کے لئے اساتذہ مقرر کئے گئے اور عرصہ سات سال سے اسی مدرسہ کی مسجد میں پانچ وقت کی نماز وعیدین وجمعہ پابندی سے ہوتے رہے۔ ۵ / اکتوبر ۱۹۷۹ء کو جمعہ کے دن عین دوران خطبہ سید

افضال شاہ حسین نے جس نے مدرسے کے لئے زمین وقف کی تھی غنڈوں و ہاریوں کی مدد سے اپنے ہاتھوں سے خطیب کو بے عزت کر کے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر ممبر سے نیچے کھینچ لیا۔ حتی کہ نماز جمعہ نہیں پڑھانے دی اور پچیس طلباء اور ایک مدرس کو گالی دے کر مدرسہ سے بھگادیا اور مسجد و مدرسے پر قبضہ کرلیا اور مدرسہ کا بورڈ جو کہ دیوار میں چسپاں تھا جس پر قرآنی آیات و احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لکھی ہوئی تھیں اور مدرسہ کا نام دار العلوم حسینیہ رضویہ اور یا اللہ عزوجل اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا تھا۔ ان پختہ اینٹوں کو اکھاڑ کر اور توڑ پھوڑ کر پھینک دیا اور کہا کہ میں اس زمین پر دینی مدرسہ نہیں چلنے دوں گا اور یہ زمین میری ملکیت ہے میں نے واپس لے لی جبکہ اس سے قبل اس نے اپنی خوشی سے یہ زمین خالص دینی مدرسہ کے لئے دی تھی۔ جس پر چھ دوکانیں عام مسلمانوں کے فنڈ سے بنائی گئیں تھیں۔ جس کا کرایہ وصول کر کے کمیٹی مدرسہ ہذا پر خرچ کرتی رہی اور یہ دوکانیں مدرسہ ہی کی زمین پر بنی ہوئی ہیں اور اب سید افضال حسین شاہ نے دوکانوں کو بھی اپنے قبضے میں کرلیا اور کرایہ بھی خود ہی وصول کرتا ہے اور اپنے ذاتی استعمال میں لاتا ہے۔ از روئے شریعت اس کا کیا حکم ہے؟ قرآن و احادیث کے حوالہ سے حکم صادر فرمائیں کہ وقف شدہ زمین کو وقف کرنے والا دوبارہ اپنی ملکیت میں واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ پچیس روپے کے اسٹامپ پر تحریری ثبوت اور اس کے دستخط اور گواہوں کے دستخط اور اوتھ کمشنر کے دستخط و مہر بھی موجود ہیں۔ بینوا، توجروا

السائل محمد ایوب گولڑوی، جنرل سیکریٹری انجمن دار العلوم حسینیہ رضویہ رجسٹرڈ، سانگھڑ روڈ نواب شاہ، سندھ

۷۸۲ الجواب: جائیداد غیر منقولہ مثلاً زمین، مکان، دوکان وغیرہ کسی دینی ادارہ کو یہ کہہ کر سونپ دینا کہ یہ "فی سبیل اللہ میں نے دینی مدرسے کو دی"، شرعاً وقف ہے اور جو چیز وقف کر دی گئی وہ واقف کی ملک سے خارج ہو جاتی ہے اور جس پر وقف کیا ہے اس کی ملک میں داخل نہیں ہوتی بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کی ملک قرار پاتی ہے۔ البتہ نیت اچھی ہو تو وقف کرنے والا ہمیشہ اس کا ثواب پاتا رہے گا۔ (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری وغیرہ) اور جب شئے موقوف، واقف کی ملک ہی نہ رہی تو اسے واپسی کا بھی کوئی اختیار نہ رہا۔ اب اس زمین اور اس پر تعمیر شدہ عمارت پر قبضہ کرنا سراسر ظلم و زیادتی ہے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس وقف کی حفاظت کریں اور ہرگز اس ظالم کے ہاتھوں میں نہ جانے دیں۔ پھر یہاں تو واقف نے مدرسہ کی انتظامیہ کو اس زمین کا قبضہ بھی دے دیا اگر وہ قبضہ بھی نہ دیتا اور اپنے ہی قبضہ میں رکھتا تب بھی اسے یہ اختیار نہ تھا کہ اس وقف کو باطل کردے یا کسی اور کو ہبہ کردے کہ اب اسے اس قسم کے تصرفات کا کوئی حق ہی نہ رہا۔ (عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید

الجواب صحیح وصواب والمجیب مصیب ومثاب۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب

الفقیر ابوالخیر محمد حسین القادری الرضوی غفرلہٗ، خادم الجامعۃ الغوثیہ الرضویہ، ببلدۃ سکھر سندھ، نزیل ببلدۃ حیدرآباد

الجواب صحیح والمجیب مثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۳ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

مسجد میں وقف شدہ بجلی بیچ کر، مسجد میں رقم لگانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: حکومت نے مسجد کے لئے بجلی وقف کی اور اجازت دی گئی کہ جتنی بھی مسجد میں استعمال ہو اس کے اخراجات نہیں لئے جائیں گے۔ اب اگر یہ بجلی ایسی دوکانوں میں خرچ کی جائے جو مسجد سے متعلق نہیں ہیں اور اس بجلی کا کرایہ مسجد وصول کرے تو یہ مسجد کے لئے جائز ہے یا کہ ناجائز؟ اگر ایسا پیسہ اسی مسجد میں جمع ہو تو اس کا مصرف کیا ہوگا؟ فقط السائل عبدالحمید، امام مدینہ مسجد بنگالی کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب ہو الموفق للصواب: جو بجلی مسجد کے لئے وقف کی گئی، اس کو بیچ کر اس کی آمدنی کو مسجد یا اس کی عمارت پر صرف کرنا، ناجائز ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ عنہا میں جو بجلی دوکانوں میں دی جارہی ہے اسے فوراً بند کیا جانا چاہئے۔ اس آمدنی سے مؤذن امام کو تنخواہ دینا بھی جائز نہیں (بہار شریعت) جو رقم اس طرح وصول کی گئی ہے اسے مستحق غریبوں میں تقسیم کردیا جائے یا کسی دینی کام میں دے دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۱۔۳۔۱۹۸۱ء

الجواب صحیح والمجیب مُثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مسجد کے نیچے کرائے کی دوکان ہونا

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہونے والا ہے۔ مسجد کمیٹی کی رائے ہے کہ مسجد کی نیچے کی منزل میں مارکیٹ تعمیر کی جائے اور اوپر یعنی دوسری منزل سے مسجد کی تعمیر شروع کی جائے۔ آیا یہ مسئلہ صحیح ہے یا نہیں؟ تحریری جواب عنایت فرمائیں۔ زید کہتا ہے کہ مسجد کا نیچے کا حصہ تحت الثریٰ تک اور اوپر کا حصہ عرش عظیم تک ہے اور اس مسجد کی تعمیر کا کام نیچے کی منزل سے شروع کیا جائے اور مسجد کے چاروں طرف دوکانیں بنادی جائیں۔ کمیٹی والے کہتے ہیں کہ ہماری مرضی یہ ہے کہ یہ مارکیٹ جو قائم کی جائے گی صرف اس لئے قائم کی جائے گی کہ مسجد کے تمام اخراجات خود مارکیٹ سے پورے ہوتے رہیں۔ قاری محمد رمضان، گاڑی کھاتہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مسجد کے نیچے کرایہ کی دوکانیں جن کی آمدنی مسجد میں صرف ہوگی تو اس میں حرج نہیں (عالمگیری) مگر یہ اس وقت ہے کہ قبل اتمام مسجد دوکانیں بنائیں مگر مسجد ہوجانے کے بعد اس کے نیچے دوکانیں نہیں بنائی جاسکتی ہیں (درمختار) یعنی مثلاً ایک مسجد کو منہدم کرکے پھر سے اس کی تعمیر کرانا چاہیں اور پہلے اس کے نیچے دوکانیں نہ تھیں اور اب اس جدید تعمیر میں دوکانیں بنوانا چاہیں تو نہیں بنوا سکتے کہ یہ تو پہلے ہی سے مسجد ہے اور دوکان بنانے کے یہ معنی ہوں گے کہ مسجد کو دوکان بنایا جائے۔ (بہار شریعت) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ربیع الاول شریف ۱۳۸۴ھ

واقف نے وقف کا مکان کرائے پر دیا اور مر گیا تو اجارہ جاری رہے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنا مکان مسجد کے نام وقف کیا جو کہ مسجد کے نام رجسٹرڈ بھی ہوگیا اور سٹی سروے میں بھی مسجد کے نام پر درج ہوگیا۔ رجسٹریشن کے چار سال بعد واقف کا انتقال ہوگیا۔ مذکورہ بالا مکان میں ایک کرایہ دار تقریباً تین سال سے رہائش پذیر ہے اب مکان کی شکستہ حالت کی وجہ سے مسجد کی انتظامیہ مکان کو ازسرنو تعمیر کرانا چاہتی ہے۔ کرایہ دار مکان خالی کرنے کے عوض مبلغ دس ہزار روپے طلب کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ میں ایک طویل عرصے سے اس میں رہ رہا ہوں اس لئے قبضے کی بنیاد پر میرا حق بنتا ہے، کیا مسجد کی انتظامیہ اس شخص کو یہ رقم دے سکتی ہے یا کہ نہیں؟ اور اس شخص کے لئے یہ رقم جائز یا نہیں؟ بینوا، توجروا

حاجی محمد قریشی، صدر مسجد انتظامیہ کمیٹی، حیدرآباد، ۱۶ اپریل ۱۹۸۵ء

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: واقف نے مکان کرایہ پر دیا پھر انتقال ہوگیا تو اجارہ بدستور باقی رہے گا (عالمگیری) اوقاف کے اجارہ کی مدت طویل نہیں ہونی چاہئے۔ تین سال سے زیادہ کے لئے کرایہ پر دینا جائز نہیں (فتح القدیر) اگر اوقاف نے کرایہ کی کوئی مدت بیان کردی ہے تو اس کی پابندی کی جائے اور نہ بیان کی ہو تو مکان کو ایک سال تک کرایہ پر دیا جائے، لیکن ضرورت ہو تو پہلے بھی خالی کرا سکتے ہیں (درمختار۔ بہار شریعت) بہر صورت کرایہ دار کو چاہئے کہ فوراً مکان خالی کردے اور اس کا کوئی بھی معاوضہ اس کے لئے جائز نہیں ہے۔ نہ انتظامیہ مسجد کو یہ اختیار کہ وہ اسے رقم دے اور نہ اسے رقم لینا حلال۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۷، ۴، ۱۹۸۵ء

الجواب صحیح والمجیب مثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

وقف زمین کا حکم

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں برکاتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک پلاٹ، مالک نے، کالونی میں مسجد اور مدرسہ کے لئے وقف کیا تھا۔ اس پلاٹ کے بڑے حصے کو مالک کی اجازت سے مسجد کے لئے ناپ لینے کے بعد مسجد شریف کی بنیاد رکھی گئی۔ جو بنیاد زمین پر موجود ہے۔ مسجد شریف صرف بنیاد بھرنے کی حد تک چھوڑ دی گئی تھی اور وہاں نماز اور اذان نہیں ہوئی۔ کیا یہ حصہ زمین کا جس پر مسجد شریف کی بنیاد رکھی گئی ہے اس کو ختم کر کے مدرسہ کی عمارت تعمیر کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

مالک کا مسجد مدرسہ کے لئے وقف شدہ پلاٹ پر مالکانہ دخل ہے؟ شریعت محمدی ﷺ کے تحت فتویٰ درکار ہے۔

عرض دار اہلیان کالونی سٹلائٹ ٹاؤن، میرپور خاص، ۷ اپریل ۱۹۸۵ء

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں جبکہ سائل کے مطابق مالک نے کوئی زمین مدرسہ اور مسجد کے نام وقف کردی اور پھر اس میں مسجد کی جگہ متعین بھی کردی تو یہ وقف صحیح ہے۔ وقف کا حکم یہ ہے کہ شئے موقوف، واقف کی ملک

سے خارج ہو جاتی ہے (عالمگیری) پھر مسجد کے لئے عمارت ضرور نہیں یعنی خالی زمین اگر کوئی شخص مسجد کر دے تو مسجد ہے (عالمگیری) پھر یہاں تو مسجد ہی کی نیت سے وقف شدہ زمین پر بنیاد بھی رکھ دی گئی۔ تو یہ بدرجہ تحقیق مسجد ہوئی لہٰذا اب اس کو مدرسے میں تبدیل کرنا منع ہے اور واقف کے مالکانہ دخل سے کچھ فرق نہ پڑا کہ یہاں تو وہ حصہ مسجد کے لئے وقف کر چکا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم　　احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　　۴۵ ۔ ۵ ۔ ۱۹۸۵ء

الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ختم قرآن کے چندے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: رمضان شریف میں ختم قرآن کے نام پر ختم کے لئے لوگوں سے جو چندہ لیا جاتا ہے۔ آیا اس چندہ میں سے کچھ رقم بچا کر مسجد شریف کی تعمیر میں لگایا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اور اس بچائی ہوئی رقم سے مسجد شریف کے امام ومؤذن کو تنخواہ دی جا سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا بالبرھان توجروا عند الرحمٰن

عرض دار ایک سائل

۷۸۶ الجواب: اگر چندہ دینے والے یہ بات جانتے ہیں کہ باقی ماندہ رقم مسجد کی تعمیر یا امام ومؤذن کی تنخواہ یا دیگر ضروریات میں صرف کر دی جاتی ہے اور یہ جان کر انہوں نے چندہ دیا تب تو ظاہر ہے کہ رقم امام یا موذن کو تنخواہ میں دی جا سکتی ہے۔ اور اگر چندہ دینے والوں سے ختم کے لئے چندہ کیا گیا اور انہوں نے یہ چندہ صرف ختم کے لئے دیا اور رقم باقی رہی تو ان میں سے ہر ایک سے اجازت لینا ضروری ہے اس کے بغیر یہ رقم تنخواہ میں نہیں دی جا سکتی اور اگر دینے والوں کا پتہ نہ ہو تو یہ رقم امانت رکھی جائے آئندہ موقع پر صرف ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۸ ذی قعد ۱۳۸۸ھ

وقف میں میراث ہے نہ ہبہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید اپنا مکان مسجد میں دیتا ہے اور اس کی ہیئت جوں کی توں موجود ہے۔ پھر بعض وجوہات کی بنا پر اس کو ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ کیا وہ اپنا مکان واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟ بہ دلائل جواب عنایت فرمائیں تو باعث نوازش ہوگی۔　حسنین احمد قریشی، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اپنی جائیداد مکان ودوکان وغیرہ مسجد میں دینے کے معنی ہیں مسجد کے لئے وقف کر دینا اور جو چیز وقف کر دی اسے واقف نہ باطل کر سکتا ہے، نہ اس میں میراث جاری ہوتی ہے، نہ اس کی بیع ہو سکتی ہے، نہ ہبہ ہو سکتا ہے (عالمگیری، درمختار وغیرہ) لہٰذا اب اس مکان کو جسے مسجد کے نام وقف کر چکا ہے واپس نہیں لے سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۹ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

وقف کا مال کسی ادارے کو دینا جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: اگر ایک جماعت نے چندہ کر کے رفاہ عام کے لئے کچھ سامان مثلاً برتن، دیگ و دیگر ظروف خرید کر جماعت کے نام وقف کر دیا۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ شادی وغمی میں ہر ایک اس سامان سے فائدہ اٹھائے اب کچھ افراد اس پر کہہ رہے ہیں کہ اس کو کسی یتیم خانے یا مدرسہ میں دے دیا جائے اور اکثریت اس کے خلاف ہے۔ اکثریت یہ کہتی ہے کہ ایسے لوگ اپنا چندہ واپس لے لیں یا ان کا چندہ ان کو دیں۔ اب ایسی صورت میں آیا اس کا فروخت کرنا یا کسی مسجد میں یا مدرسے میں دینا جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ سامان وقف برائے جماعت ہے۔

فقط السائل بشیر احمد، ممبر جماعت

۷۸۶ الجواب: دیگ، دری، قالین، شامیانہ وغیرہ، ایسا سامان جس کو لوگ شادی یا غمی کے موقعوں کے لئے وقف کر دیتے ہیں کہ اہل حاجت ضرورت کے وقت ان چیزوں کو کام میں لائیں یہ وقف جائز ہے اور یہ چیزیں جب وقف ہوں گی تو نہ تو فروخت کی جاسکتی ہیں اور نہ کسی ادارے کو دی جاسکتی ہیں ہاں اس کے منتظمین باتفاق رائے کسی مسجد و مدرسہ کو ضرورۃً وقف کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ فروخت اب بھی نہیں کر سکتے۔ جن لوگوں نے اس میں کوئی رقم دی اور ان کی مرضی سے سامان وقف کر دیا گیا تو اب انہیں شرعاً اس پر کوئی حق نہ رہا۔ یہاں تک کہ اس میں دی ہوئی رقم کی واپسی کا مطالبہ بھی جائز نہیں کہ وہ تو وقف ہو چکی اور وقف کا حکم یہ ہے کہ نہ خود وقف کرنے والا اس کا مالک، نہ دوسرے کو اس کا مالک بنا سکتا ہے، اور نہ اس کو بیچ سکتا ہے۔ (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

صرف نماز پڑھنے سے جگہ مسجد نہیں بن جاتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک پلاٹ ہندہ نے وقف کیا تھا۔ جس میں ایک مسجد، ایک مدرسہ اور اسکول و ڈسپنسری وغیرہ قائم کرنا باقی ہے۔ مسجد بن گئی۔ اس میں جمعہ وغیرہ بھی شروع ہو گیا ہے۔ باقی پلاٹ خالی پڑا ہے جس میں عید کی نماز وغیرہ ہوئی۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ جب تک قیمت ادا نہ کرو گے اس وقت تک نماز جائز نہیں ہے۔ پلاٹ کا ایک حصہ جس جگہ مسجد بنائی گئی ہے اس جگہ کی قیمت ادا کر دی گئی ہے ۴۰۰۰ روپے۔ باقی حصہ خالی پڑا ہے اس کی حد بنانے کے لئے مسجد کی اینٹیں لے کر حد قائم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ایک عید کی نماز ہو گئی ہے اور اب پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ مدرسہ کی دیوار پر مسجد کے خرچے سے مینار وغیرہ مسجد کے لئے بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط السائل محمد ہاشم، مدینہ کالونی مسجد: ٹنڈو الہیار

۷۸۶ الجواب: اگر اس خالی پلاٹ کو مسجد کی تحویل وملکیت میں دے دیا جائے تا کہ مسجد کی ضروریات مثلاً نماز جمعہ وعیدین کے کام میں بھی لایا جاسکے اور اس میں دینی مدرسہ بھی قائم رہے تو مذکورہ بالا صورتیں جائز ہیں۔ ایک بار بلکہ بار بار نماز پڑھنے

سے وہ جگہ مسجد نہیں بن گئی ضرورت پر نماز بھی پڑھ سکتے ہیں اگرچہ وہاں مسجد کے لئے تہ خانہ یا دو کانیں تعمیر کریں۔ (درمختار، عالمگیری، وغیرہ) ہاں جب وہ پلاٹ وقف ہے تو قیمت ادا کرنے کے کیا معنی؟ کسے ادا کی گئی اور کیوں؟ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ذی قعد ۱۴۰۰ھ

مسجد کی آمدنی مسجد کی ضروریات پر خرچ کریں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسجد کے کھاتے کے پیسوں سے جو کہ اس کی املاک سے ہو، یا عطیات سے، ختم قرآن شریف ودیگر مذہبی جلسوں مثلاً محرم الحرام وعید میلاد النبی ﷺ میں شیرینی کی تقسیم ودیگر اخراجات مثلاً نذرانہ، ہار، پھول، عطر وغیرہ جائز ہیں یا نہیں؟ کیا یہ بہتر اور جائز ہے کہ مندرجہ بالا مد میں علیحدہ کھاتہ رکھا جائے؟

احقر خلیل احمد، جنرل سیکٹری جامع مسجد کمیٹی، جام شورو

۷۸۶ الجواب: مسجد کو جو آمدنی اس کی املاک مثلاً دوکان، مکان وغیرہ سے ہو اس کا مصرف، وقف یعنی مسجد کی عمارت ہے پھر مسجد کی معنوی عمارت وتعمیر مثلاً امام موذن کا ماہانہ وظیفہ، یا چراغ بتی فرش وغیرہ، دوسری ضروریات۔ ہاں اگر بوقت تعمیر، مسجد کی اس وقت کی انتظامیہ نے یہ طے کرلیا تھا کہ اس کی آمدنی میلاد شریف وغیرہ میں بھی صرف کی جائے گی تو ان ضروریات کے بعد، ان مصارف میں بھی صرف کرنا جائز ہے اور عطیات وچندہ جات سے جو آمدنی ہوتی ہے وہ دینے والوں سے معلوم کر کے، مثلاً مسجد میں اعلان کردیں کہ فلاں موقع پر اتنا چندہ ہوا تھا اس میں سے اتنی رقم باقی ہے ہم وہ رقم فلاں مد میں خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ لوگ اجازت دے دیں اب جس مصرف خیر میں صرف کی ضرورت ہو، خرچ کریں۔ (عالمگیری، ردالمختار وغیرہ) علیحدہ کھاتے رکھیں تو بہتر ہے بلکہ یہی کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

وقف کی آمد وقف پر خرچ کی جائے

سوال: بخدمت بابرکت حضرت مولانا وبالفضل والکمال اولینا ومخدوم مکرم ومعظم، مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، ایک سوال حاضر خدمت اقدس ہے جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

جو روپے مسجد کے لئے وقف ہوں۔ وہ روپے مسجد پر وقف شدہ مکان کی مرمت وتعمیر پر خرچ ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اور ایسے وقف شدہ مکان میں امام مسجد کو رہائش رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ خیال رہے کہ مکان کے علاوہ مسجد کی دوسری ضروریات پر بھی خرچ کرنے کی ضرورت موجود ہے مثلاً وضو گاہ پر سایہ وغیرہ کے لئے، برآمدہ بنانے کی ضرورت، تو پہلے کونسی ضرورت مقدم سمجھی جائے گی؟ فقط والسلام السائل، محمد اسحاق نعیمی امام مسجد تحصیل وضلع وہاڑی

۷۸۶ الجواب: وقف کی آمدنی کا سب سے بڑا مصرف یہ ہے کہ وہ وقف کی عمارت پر صرف کی جائے یعنی اسے خراب نہ ہونے دیں مثلاً مکان وقف ہے یا مسجد پر کوئی جائیداد وقف ہے تو اولاً آمدنی کو خود مکان یا جائیداد پر صرف کریں گے تاکہ

اصل وقف برباد نہ ہو۔عمارت کے بعد آمدنی اس چیز پر صرف ہو جو عمارت سے قریب تر اور باعتبار مصالح مفید تر ہو، کہ یہ معنوی عمارت ہے مثلاً مسجد کے لئے امام، اور مدرسے کے لئے مدرس۔ پھر مسجد کی روشنی، فرش مصلّے، چٹائیاں، وغیرہ دیگر ضروریات میں صرف کریں جو اہم ہو اسے مقدم رکھیں بشرطیکہ وقف کی آمدنی کسی خاص مصرف کے لئے معین نہ ہو اور اگر معین ہے تو عمارت کے بعد اسی مد میں صرف کریں جس کے لئے معین ہے (بہار شریعت، بحوالہ عالمگیری، ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ

عیدگاہ میں سیلاب آگیا تو بھی اس کی حفاظت فرض ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: شہر سے متصل ایک قدیم عیدگاہ ہے جہاں ہمیشہ عید کی نماز پڑھی جاتی ہے لیکن حال میں سیلاب کی وجہ سے اس میں کافی پانی بھر گیا ہے اب نماز پڑھنے کے لائق نہ رہی ہے اور یہ پانی ہمیشہ بھرا رہتا ہے۔ کیا اب اس کے سامان (یعنی اینٹیں وغیرہ سے) دوسری عیدگاہ تعمیر کر سکتے ہیں۔ اور سابقہ عیدگاہ کے پلاٹ کو فروخت کر کے اس رقم سے دوسری عیدگاہ خرید سکتے ہیں۔ بینوا، توجروا　　السائل قاری احمد

۷۸۶ الجواب: سیلاب آجانے اور اس پلاٹ پر پانی بھر جانے سے وہ زمین اگرچہ فی الحال قابل انتفاع نہ سہی لیکن پانی خشک ہو جانے پر وہ یقیناً قابل انتفاع ہو جائے گی۔ لہٰذا اسے نہ منہدم کیا جائے نہ فروخت بلکہ اگر وہ پلاٹ عیدگاہ کے لئے وقف تھا تو اس کی بیع اصلاً جائز نہیں الا فیما استثنی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۷ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

وقف زمین کے احکام

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: کفش دوزاں برادری کا جماعت خانہ جو کہ قانونی واخلاقی ہر طور سے وقف جائیداد ہے، اور اس میں برادری کی شادی بیاہ وفاتحہ وغیرہ کی تقریبات ادا ہونے کے ساتھ ساتھ برادری کی نگرانی میں جو مدرسہ عارضی طور سے بخاری مسجد کی کھائی روڈ میں قائم ہے اس جماعت خانہ میں منتقل ہونا تھا لیکن ہمارے سابق صدر صاحب نے اپنی خودغرضی کی بناء پر اس میں ناجائز کارروائی کر کے اس کو اپنے نام منتقل کر دیا جس پر برادری کے لوگوں نے متفقہ طور پر صدر صاحب کو برادری سے خارج کر کے ان پر عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا اور الحمد للہ مقدمہ کا فیصلہ بھی برادری کے حق میں ہو گیا اب صرف صدر صاحب کے پاس ناجائز قبضہ ہے۔ کچھ لوگ نجی طور پر یہ فیصلہ کرنا چاہتے ہیں کہ یہ عمارت جو کہ وقف ہے، صدر صاحب کو فروخت کر کے دوسری جگہ لے لی جائے لیکن بعض لوگوں کو اس پر اعتراض ہے کہ الوقف لا یملك کے تحت اس کو فروخت بھی نہیں کر سکتے اور اس وقف جائیداد کا کوئی مالک بھی نہیں ہو سکتا لہٰذا برائے مہربانی شرع شریف کے مطابق اس کا جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی؟

فقط صدر مدرسہ انوار محمدی وانجمن کفش دوزاں، سرے گھاٹ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: وقف ایک صدقۂ جاریہ ہے کہ واقف ہمیشہ اس سے ثواب پاتا رہے گا اور وقف کا حکم یہ ہے کہ نہ خود وقف کرنے والا اس کا مالک ہے نہ دوسرے کو اس کا مالک بنا سکتا ہے۔ نہ اس کو بیع کر سکتا ہے نہ عاریتاً دے سکتا ہے اور نہ اس کو رہن رکھ سکتا ہے (درمختار وغیرہ) تو جب خود وقف کرنے والا، اس کو فروخت نہیں کر سکتا، دوسرے کو اس کا کیا حق ہے؟ ایسا کرنے ولا، یا ناجائز کارروائی کر کے اسے اپنے نام منتقل کرانے والا یقیناً خائن اور شرعاً مجرم ہے۔ مسلمان بزور اس سے واپس لے لیں اور آئندہ ایسے خائن کو ہرگز کوئی انتظامی عہدہ سپرد نہ کریں۔ وہ مکان وقف ہے وقف ہی رہے گا اور اسی کام کے لئے وقف رہے گا جس کے لئے وقف کیا گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب احکام المسجد و آداب المسجد (مسجد کے آداب واحکام)

مسجد میں چندہ اس شرط کے ساتھ دینا، کہ اسے نمازی ووٹ دیں

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

ا۔ ہمارے محلے الیاس آباد، حیدرآباد میں ایک خالی نشست کا انتخاب ہورہا ہے۔ جس میں زید، بکر، عمر، احقر چار امیدوار ہیں اس محلہ میں کم وبیش ہر امیدوار کو حمایت حاصل ہے۔ ہمارے محلّے میں ایک مسجد زیر تعمیر ہے۔ ان امیدواروں میں سے بکر کہتا ہے کہ میں مسجد کو ایک ہزار روپیہ دیتا ہوں اہل محلہ میری حمایت کریں اور دوسرے امیدوار دستبردار ہو جائیں۔ کیا مسجد کے لئے شرط کے ساتھ روپیہ لینا جائز ہے؟

۲۔ بکر نے گزشتہ عید پر جب کہ مسجد کے لئے چرم قربانی حاصل کی گئی تھی۔ اپنی قربانی کی کھال مسجد میں نہیں دی تھی بلکہ دوسروں کو بھی کھال دینے سے روکا تھا اور مسجد کی تعمیر میں چرم قربانی استعمال کرنا، ناجائز بتلایا تھا۔ کیا کسی دنیاوی مفاد کے لئے شرطیہ طور پر مسجد کو چندہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسا آدمی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی اجر وثواب کا مستحق ہوگا؟

سائل حافظ احمد صدیقی، ناظم انجمن اسلامیہ، الیاس آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں بکر اگر کوئی رقم مسجد میں دیتا ہے تو منتظمین کو وہ رقم مسجد کے مصارف کے لئے جائز ہے ان پر کوئی مواخذہ نہیں اور نہ مسجد کے نمازی اس کے پابند ہیں کہ وہ ووٹ بکر ہی کو دیں البتہ اگر اس نیت سے یہ رقم مسجد کو مہیا کر رہا ہے کہ مسجد کے نمازی اسے ووٹ دیں یا دوسرے امیدوار دستبردار ہو جائیں تو بکر کو اس پر کوئی ثواب ملنے کی توقع نہیں رکھنی چاہئے کہ انما الاعمال بالنیات۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ ربیع الآخر ۱۳۸۲ھ

مسجد کے چند آداب

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

ا۔ کیا مسجد کے اوپر امام صاحب حجرے کے اندر اپنے بچے رکھ سکتے ہیں؟ ۲۔ بچہ معصوم ہے، بچہ پیشاب کردے حجرے کے اندر، تو پیشاب کا کپڑا گودی وغیرہ مسجد کے اندر رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ ۳۔ حجرے کے اندر ہم بستر ہو کر مسجد میں نیچے حمام ہے اس میں غسل کر سکتے ہیں یا حجرے کے اندر غسل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ۴۔ مسجد کے اوپر جوتے سے چڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

۵۔ مسجد کے اندر سونا یا بچوں کو سلانا اور ریاح خارج کرنا کیسا ہے؟' ٦۔ مسجد کی چیز چوری کرنا کیسا ہے؟' ۷۔ مسجد کی امانت اپنے گھر کے صرف میں لینا کیسا ہے؟' ۸۔ بالغ لڑکی کا مسجد کے اندر آ کر کپڑے دھونا، مسجد میں گھومنا، پھرنا، سونا جائز ہے یا نہیں؟ حاجی صدیق احمد، خزانچی بغدادی مسجد، حیدر آباد

۷۸٦ الجواب: العظمۃ للہ۔ شکایت عوام سے نہیں کہ العوام کالانعام۔ رونا تو اُن پڑھے لکھے کم فہموں کا ہے جو جان بوجھ کر احترام مسجد کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں اور اپنے دنیاوی مفاد کی خاطر احکام شرع کی دانستہ خلاف ورزی کرتے ہیں اور اپنی ہر لغو حرکت کو بزور امانت منوانا چاہتے ہیں اور حیرت بالائے حیرت ان منتظمین پر جو یہ سب کچھ شیر مادر کی طرح گوارا کرتے ہیں۔ بہر حال سوالات مندرجہ بالا کا جواب یہ ہے۔

ا۔ امام مسجد کو اپنے اہل وعیال کے ہمراہ مسجد کے بالائے حجرے میں رہنے کی اجازت نہیں کہ وطی وغیرہ لازماً ہوں گے اور مسجد کی چھت پر وطی بھی حرام ہے اور جنب وحائض وغیرہ کو اس پر جانا حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مسجد کو پیشاب خانے اور ہر ایسی چیز سے بچانا لازم ہے جس سے مسجد کے نجس یا آلودہ ہونے کا گمان ہو اگر چہ وہ نجس کپڑے ہی کیوں نہ ہو کہ ان کے قطرے بلکہ ان کی تری مسجد کے فرش اور دیواروں کو آلودہ کریں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ غسل کا پانی یا اس کے چھینٹے مسجد میں نہ پڑیں تو وہاں غسل کیا جا سکتا ہے لیکن حمام آ کر غسل کرنا بہتر ہے البتہ مسجد سے گزرنا پڑے تو تیمم ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ مسجد کے اوپر زینہ پر جوتوں سمیت چڑھنا بے ادبی میں داخل ہے اور لوگوں کے لئے غیبت کا دروازہ کھولنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ مسجد میں سونا معتکف اور پردیسی کے سوا کسی کو جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ یوں ہی ریاح خارج کرنا سخت بے ادبی و محرومی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٦۔ چوری گناہ کبیرہ ہے اگر چہ مسجد میں ہو یا مسجد کی چیز سے متعلق۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۷۔ امانت میں خیانت کرنا بھی گناہ کبیرہ ہے اور مسجد کے مال میں خیانت اور زیادہ شنیع ومذموم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۸۔ پاک وناپاک کپڑوں کا مسجد میں دھونا اور بالغ لڑکی کا وہاں آنا، جانا، سونا، گھومنا، پھرنا، سب لغو وبیہودہ اور شرعاً ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۸۳ھ

مسجد کا ملبہ کہاں ڈالا جائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسجد گرا کر دوسری تعمیر کرنی ہے۔ مسجد کی حالت شکستہ ہوگئی ہے۔ اس مسجد کا ملبہ ہے اس کا کیا کرنا چاہئے اسے پھنکوا دیں یا احترام کی جگہ ڈلوانا چاہئے؟ شریعت میں مسجد کے ملبے کا کوئی احترام ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ کالے خاں، سنار گلی، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: علماء کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ مسجد کا کوڑا جھاڑ کر ایسی جگہ نہ ڈالیں جہاں بے ادبی ہو (درمختار وغیرہ) جب کوڑے کے متعلق یہ حکم ہے تو مسجد کا ملبہ پھر مسجد کا ملبہ ہے اگر یہ ملبہ کسی مسجد کے کام نہ آ سکے تو اس کا لحاظ رکھیں کہ یہ ملبہ ایسی جگہ نہ ڈالا جائے جہاں اس کی بے ادبی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ صفر المظفر ۱۳۸۶ھ

مسجد کا غیر ضروری سامان فروخت کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کسی مسجد کا ایسا عمارتی متعلقہ سامان، جو تعمیر مسجد پختہ ہو جانے کی وجہ سے مسجد میں دوبارہ استعمال نہیں ہو سکتا ہے اور وہ کچھ عرصہ بے کار پڑا رہنے سے نقصان کا سبب بن سکتا ہے۔ اس سامان کو مسجد کے مفاد کے لئے فروخت کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ جواب بالصواب سے آگاہ فرمائیں۔

فقط منیر احمد صدیقی، صدر اسلامیہ کمیٹی اللہ والی مسجد

۷۸۶ الجواب: ایسا سامان عمارتی جو حاجت مسجد سے زائد بچے کہ عمارت مسجد کے کام میں نہ آئے اور دوسرے وقت حاجت عمارت کے لئے اٹھا رکھنے میں ضائع ہونے کا خوف ہو تو ان دو شرطوں سے ان کی فروخت میں مضائقہ نہیں۔ مگر اس کی قیمت جو کچھ ہو وہ محفوظ رکھی جائے جو عمارت ہی کے کام میں آئے اور یہ دیندار معتمد علیہ اور امانت گزار مسلمان اپنے ذمے لے اور اللہ حساب لینے والا ہے اور مصلح اور مفسد کو خوب جانتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ

مسجد کا حصہ، دوکان بنانا حرام ہے

سوال: جناب عالی گزارش یہ ہے کہ: شاہ لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۲ نا کہ چنگی میں ایک مسجد تعمیر ہوئی اور زمین کا کچھ حصہ دوکانوں کے لئے چھوڑ دیا گیا جو کہ مسجد کو بنانے کے بعد تعمیر ہوئیں۔ مسجد کے کچھ حصہ پر بغرض سایہ، کچی چھت ڈالی گئی، اور کچھ حصہ کھلا رہا، مگر نمازیں دونوں جگہ باجماعت پڑھی گئیں۔ اب مسجد کو شہید کر کے دوبارہ تعمیر کیا جا رہا ہے اور جو حصہ کھلا ہوا تھا اور جہاں نمازیں باجماعت ادا کی گئی ہیں۔ علیحدہ کر کے کرائے پر دیا جا رہا ہے۔ کیا اس جگہ کو جو پہلے مسجد میں شامل تھی اب علیحدہ کرنا اور کرائے پر دینا درست ہے؟ احکام شریعت اہل سنت و جماعت حنفیہ سے ممنون فرمائیں تا کہ جو اختلافات آپس میں ہیں وہ دور ہو جائیں۔ فقط والسلام منشی فصیح الدین، نزد نا کہ چنگی شاہ لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: زمین کا جو حصہ مسجد قرار دیا جا چکا ہے وہ مسجد ہو چکا ہے۔ اب اس جگہ دوکان، کوئی حجرہ اگر چہ امام مسجد کے لئے ہو اگر چہ مسجد کی آمدنی کی نیت سے ہو تعمیر نہیں کیا جا سکتا۔ اب دوکان وغیرہ بنانے کے معنی یہ ہوں گے کہ مسجد کو دوکان بنایا جائے اور یہ حرام حرام ہے۔ جو لوگ ایسا کریں یا اس میں مشورہ دیں اور مسجد کی جگہ دوکان تعمیر کرنا جائز رکھیں سب اس آیت کریمہ کے تحت ہیں وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِیْ خَرَابِهَا (بقرہ:114) ''ان سے بڑھ

کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو ان میں اللہ کا نام لے جانے سے روکیں اور ان کی ویرانی میں کوشاں ہوں۔" ان کے لئے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں بڑا عذاب ہے لہٰذا اگر مسجد کی جگہ دو کانیں کر لی گئی ہوں تو فرض قطعی ہے کہ فوراً ان دو کانوں کو منہدم کر کے بدستور مسجد کا اعادہ کریں ورنہ عذاب عظیم کے مستحق ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ

مسجد کا غیر ضروری سامان فروخت کر کے مسجد میں لگانا

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، مستری محمد قاسم محلہ کھوکر پاڑہ نزد زنانہ ہسپتال مسجد لاکھا کے ذریعہ آپ سے فتوے کے واسطے یہ درخواست عرض کرتا ہے کہ

ا۔ ایک تو مسجد جو پہلے بہت چھوٹی تھی اس کے اندر نمازیوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کے برابر زمین اندر لی ہے اور مسجد بڑی کر لی ہے۔ یہ جگہ اس سے قبل بہت عرصے سے ایک چوک کی شکل میں تھی جہاں کچھ لوگ محرم میں گھوڑے اور علم وغیرہ برسوں سے لگاتے تھے۔ یہ جگہ سرکاری تھی اس کو ہم نے مسجد بنالیا ہے اور مقامی لوگ بھی راضی ہیں۔ اس مسجد کا ممبر آگے بڑھایا ہے اس کو بڑھانا درست ہے یا نہیں؟

۲۔ اس مسجد میں لوہے کے چار گارڈر ہیں اس کو فروخت کر کے اس کا سامان لا کر اسی مسجد میں لگانا یہ مسئلہ درست ہے یا نہیں؟ ان دو مسئلوں کے جواب، شرع کے مطابق عطا فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ فقط السائل محمد قاسم، لاکھا مسجد کھوکھر محلہ، حیدرآباد

۷۸۲ الجواب: مسجد کی از سرنو تجدید عمارت کرنے میں جو اینٹوں، کڑیوں، تختوں کے ٹکڑے یا کوئی اور سامان جو حاجت مسجد سے زائد ہو کہ عمارت مسجد کے کام نہ آئے اور دوسرے وقت حاجت عمارت کے لئے اٹھا رکھنے میں ضائع و برباد ہونے ہو جانے کا خوف، ہو تو ان دو شرطوں سے ان کی بیع میں مضائقہ نہیں اور اس سامان کی جو کچھ قیمت ہو وہ عمارت ہی کے کام میں لائی جائے۔ اور اللہ حساب لینے والا ہے اور وہ مصلح و مفسد کو خوب جانتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفہ عنہ ۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۴ھ

ایک مسجد کا سامان، دوسری مسجد میں لگانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان عظام درج ذیل مسئلہ میں کہ: کسی مقام پر ایک مسجد شہید کی گئی اور اب وہ مسجد دوبارہ نئے سرے سے زیر تعمیر ہے۔ اس کا پرانا سامان کسی دوسری مسجد میں استعمال کے لئے دے دیا گیا۔ تو کیا یہ جائز ہے کہ ایک مسجد کا سامان کسی دوسری مسجد میں استعمال کیا جائے؟ برائے کرم قرآن و حدیث سے اس کا جواب دیں۔

فقط، غلام محمد، پریٹ آباد، حیدرآباد

۷۸۲ الجواب: صورت مسئولہ عنہا میں جب کہ مسجد کی از سرنو تجدید عمارت ہو رہی ہو تو وہ سامان جو مسجد کے کام نہ آئے اور دوسرے وقت حاجت عمارت کے لئے اٹھا رکھنے میں ضائع ہونے کا خوف ہو تو ان دو شرطوں سے یہ سامان دوسری مسجد

میں صرف کرنا جائز ہے۔یعنی دوسری مسجد کے منتظمین اس مال کو مناسب قیمت پر خرید یں اور سامان اس مسجد کے کام میں لائیں اور اس مسجد کے منتظمین اس سامان کی قیمت جو کچھ بھی ہو وہ محفوظ کر رکھیں تا کہ عمارت کے کام میں آئے۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ محرم الحرام ۱۳۸۸ھ

راستہ کا حصہ، مسجد میں شامل کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: گورنمنٹ نے ایک کالونی بنائی اور اس کے پلاٹ کے خاکے بھی دیئے، نقشہ کے مطابق کالونی کی مسجد کے ساتھ ایک تیس فٹ چوڑی سڑک دی گئی ہے، اہلیان کالونی کا خیال ہے کہ سڑک کا بیس فٹ حصہ مسجد میں شامل کر لیا جائے اور سڑک دس فٹ رہنے دی جائے۔کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے؟ جبکہ اس فعل میں راستہ تنگ ہونے کا بھی امکان ہے؟ سائل، محمد اسلم، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ عنہا میں اگر مسجد کو وسیع کرنے سے راستے سے گزرنے والوں کو تکلیف نہیں ہوتی، تو جس قدر مقدار بغیر لوگوں کو تکلیف دیئے حاصل کی جاسکتی ہو راستے کی اس مقدار کو مسجد میں شامل کرنا جائز ہے۔

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرۂ الحمید ۲۳ راپریل ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مسجد میں دوکان بنانا، زکوٰۃ وفطرہ وغیرہ کی رقم کا مسجد میں صرف کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ پلاٹ مکہ مسجد یونٹ نمبر ۱۰ لطیف آباد مسجد کے نام سے الاٹ ہوا ہے۔کیا اراضی مسجد میں مذہبی اسکول برائے تعلیم قرآن مجید بنایا جاسکتا ہے یا نہیں؟

۲۔ اگر مکہ مسجد کی اراضی میں کچھ اراضی ایسی ہو۔جس میں آئندہ مسجد بڑھنے کی امید نہ ہو تو کیا خالی اراضی مسجد میں اسکول مذہبی تعلیم القرآن بنایا جاسکتا ہے؟

۳۔ دوکانوں پر، مسجد کے اوپر مدرسہ، رقم فطرہ وزکوٰۃ سے بنایا جاسکتا ہے یا نہیں؟

۴۔ فطرہ وزکوٰۃ کی رقم سے پلاٹ اسکول مذہبی تعلیم القرآن خریدا جاسکتا ہے؟ اور فطرہ وزکوٰۃ کی رقم سے تعمیر اسکول مذہبی تعلیم القرآن ہوسکتی ہے یا نہیں؟

۵۔ مذہبی تعلیم القرآن میں فطرہ وزکوٰۃ وغیرہ کی رقم سے سپارہ قرآن مجید خریدے جاسکتے ہیں؟ اور معلم کو دیئے جاسکتے ہیں؟

۶۔ چرم قربانی اور عقیقہ کی رقم مسجد اور مدرسے کی تعمیر میں خرچ کی جاسکتی ہے؟ یا مدرسے کے سپارے، کلام مجید، ہدیۃً پیش امام ومعلم کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟ ازطرف محمد اسمٰعیل، مسجد کمیٹی مکہ مسجد، لطیف آباد نمبر ۱۰، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: عموماً مساجد کی تعمیر کے لئے جو قطعات اراضی حاصل کئے جاتے ہیں ان میں یہی نیت ہوتی ہے کہ مسجد کے

ساتھ ایک مکتب بھی تعمیر کیا جائے گا اس لئے مسجد کی تعمیر نو کے ساتھ یا اس کی تعمیر کے بعد بقیہ پلاٹ پر مدرسہ تعمیر کیا جاسکتا ہے۔ ہاں مسجد قائم کو توڑ کر از سر نو دوبارہ تعمیر کیا جائے تو مسجد قدیم کے کسی حصے پر مدرسہ ودوکان وغیرہ تعمیر کرنا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ مدرسہ، مسجد کی دوکانوں پر بھی تعمیر کیا جاسکتا ہے اور علیحدہ قطعہ زمین پر بھی لیکن کسی بھی صورت میں زکوٰۃ وفطرہ کی رقم اس پر صرف نہیں کی جاسکتی اگر چہ وہاں قرآن کریم کی تعلیم دی جائے۔ نہ ہی زکوٰۃ وفطرہ کی رقم اساتذہ کی تنخواہ میں صرف کرنا جائز ہے۔ اس رقم کا مصرف غرباء ومساکین ہیں۔ اس رقم سے کوئی منافع حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ تملیک یعنی کسی مستحق کو اس کا مالک کر دینا بھی لازم وضروری ہے۔ اسی لئے سڑک سرائے وغیرہ کی تعمیر یا تجہیز وتکفین میں بھی یہ رقم صرف نہیں کی جاسکتی نہ ہی اس رقم کے قرآن کریم یا سپارے خرید کر معلم کو دیئے جاسکتے ہیں۔ ہاں وہ مستحق زکوٰۃ ہو تو اس کا مالک بنادیں وہ جو چاہے کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ چرم قربانی وعقیقہ کی رقم مسجد اور مدرسہ دونوں کی تعمیر میں بھی صرف کی جاسکتی ہے اور مدرسین وائمہ پر بھی۔ جیسا کہ علماء کرام کا متفقہ فتویٰ ہے جو بیسیوں سال پہلے شائع ہو چکا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ شوال المکرم ۱۳۹۴ھ

چندہ کرنے کے دوران مسجد کا نام تبدیل کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسلم آباد ٹاؤن شپ کی زیر تعمیر مسجد کا نام کالونی کی متفقہ رائے اور اجلاس میں تجویز کیا گیا اور پرزور حمایت اور تائید کے بعد اس نام کو منظور کیا گیا اور رسیدیں بنوائیں اور شہر، بازار، کالونی سے یہ چندہ اسی نام پر جمع کیا گیا۔ مورخہ ۲۴ دسمبر جمعۃ المبارک کو اچانک مسجد کی دیوار پر لکھا ہوا دیکھا گیا کہ ''زیر تعمیر سیف الاسلام مسجد'' یعنی نام میں تبدیلی کی گئی۔ علماء دین اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ فیصل مسجد کے نام سے چندہ کیا گیا اس کے لئے کیا حکم ہے؟ اور مسجد کا اصل صحیح نام یہی ہے (یعنی فیصل مسجد) تو کسی رسید وغیرہ پر اگر سیف الاسلام فیصل مسجد کے نام سے چندہ کیا جائے تو کہاں تک درست ہے؟ فقط جنرل سیکرٹری مسلم آباد ایسوسی ایشن، پھلیلی پار، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** باتفاق رائے اور ایک نام تجویز کر کے، مطبوعہ رسیدات جاری کریں۔ ابھی سے یہ اختلاف، فال حسن نہیں۔ مسجدوں کے اتنے بڑے بڑے نام رکھنے سے کیا حاصل؟ جبکہ یہ اختلاف بڑھتا ہی رہے۔ چلئے سیف الاسلام فیصل مسجد کے نام سے چندہ کرلیں۔ اختلاف تو ختم ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ شوال المکرم ۱۳۹۶ھ

ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسجد کی چیز دوسری مسجد میں دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ مثلاً ایک آدمی نے پرانے پنکھوں کی جگہ نئے پنکھے لگوادیے۔ اب جو پرانے پنکھے اس مسجد سے اتارے گئے ہیں کیا

دوسری مسجد یا مدرسے میں دیئے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ نیز ایک مسجد کا روپیہ بطور قرض دوسری مسجد میں خرچ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟
جواب بالصواب عنایت فرمائیں۔ قاری محمد نور الحسن گولڑوی، خطیب مسجد فروٹ مارکیٹ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: پرانے پنکھے جواب اس مسجد کے لئے کارآمد نہ رہے تو جس نے وہ پنکھے دیئے تھے اس کی اجازت سے دوسری مسجد میں یا دینی مدرسے میں انہیں منتقل کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر وہ پنکھے عام چندے سے خریدے گئے ہیں تو مصلیان مسجد سے اجازت لی جائے کہ عموماً وہی ایسی چیزوں کے لئے چندہ فراہم کرتے ہیں اور جب ایسی چیزیں مسجد کے لئے کارآمد نہ رہیں تو دوسری مسجد میں صرف کرنے یا منتقل کرنے کا بھی ان ہی کو اختیار ہے۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اگر گمان غالب یہ ہو کہ فی الحال یا مستقبل قریب میں مسجد کو اس رقم کی ضرورت نہیں جو اس کے نام سے جمع ہے اور دوسری مسجد کو اس وقت روپیہ کی فراہمی کی کوئی سبیل نہیں تو بطور قرض مسجد سے رقم لی جاسکتی ہے۔ (عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم رجب المرجب ۱۳۹۸ھ

مسجد میں مکان یا دوکان یا حوض بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زمین دوز حوض مسجد کے صحن میں تعمیر کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ نمازیں بدستور ہوتی رہیں گی؟ خادم سید محمد علی، تلک چاڑی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: کسی بھی مکان یا زمین یا دوکان وغیرہ پر تعمیر مسجد کے بعد، اس کے کسی حصے کو منہدم کر کے دوکان مکان وغیرہ بنانا کہ اس کی آمدنی مسجد پر صرف ہوگی یہ ناجائز وحرام ہے کہ اب دوکان یا مکان وغیرہ بنانے کے معنی یہ ہوں گے کہ مسجد کو ان کا کوئی حصہ بنایا جائے۔ (عالمگیری درمختار وغیرہ) بعینہٖ اسی طرح صحن مسجد میں حوض اگرچہ وہ زمین دوز ہو تعمیر کرنے کے معنی یہ ہیں کہ مسجد کا ایک حصہ حوض بنادیا گیا کہ مسجد تحت الثریٰ سے عرش تک مسجد ہی ہے۔ لہٰذا کسی بھی ضرورت کے تحت صحن مسجد میں حوض تعمیر کرنے کی اجازت نہیں۔ پھر اس میں مسجد کو نقصان پہنچنے کا بھی قوی اندیشہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

مسجد کو منہدم کر کے غیر مسجد کی تعمیر حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جامع مسجد پھلیلی بازار کی قدیم مسجد کا اگلا حصہ جس میں محراب ومنبر تھا وہ شہید کرادیا گیا ہے۔ اگلا حصہ قدیم مسجد کا جہاں کہ محراب ومنبر تھا۔ اب انتظامیہ کمیٹی محراب ومنبر کی جگہ پر قدیم مسجد کی قدیم باؤنڈری، یعنی محراب ومنبر کی جگہ پر اب دوکانیں بنوائی جارہی ہیں اور قدیم مسجد کے آگے حصہ کی زمین میں مکانات کی بنیادیں بھر کر پلنتھ تک دیواریں بنوادی گئی ہیں حالانکہ مسجد کے نمازی حضرات نے اعتراض کیا اور دین متین کی سمجھ بوجھ رکھنے والے حضرات نے منع کیا کہ یہ مسجد ہے یہاں پر محراب ومنبر رہا ہے اور نمازیں پڑھی ہیں اس لئے یہاں پر مکانات و دوکانیں تعمیر کرنا جائز نہیں۔ اس میں گناہ بھی ہوگا اور بیکار مسجد کا پیسہ ضائع ہوجائے گا اس لئے یہ خرچہ نہ کرو۔ لیکن وہ لوگ ضد

پر قائم رہ کر مکانات بنوا رہے ہیں۔ لہٰذا عرض یہ ہے کہ اس مسئلہ میں شریعت کے مطابق فتویٰ صادر فرمائیں۔

ا۔ کیا قدیم مسجد کی باؤنڈری کے اندر جہاں محراب و منبر قائم تھا۔ اب وہاں دو کانیں بنوا کر کرایہ پر چلانا جائز ہے یا ناجائز؟

۲۔ ان دو کانوں کو کرایہ پر لینا جائز ہوگا اور ان دو کانوں کو کرایہ پر لینے والا گناہگار ہوگا یا نہیں؟

۳۔ مسجد کے نمازی حضرات کے منع کرنے کے باوجود جو خرچہ شہید کرنے پر اور دو کانوں کی بنیاد وغیرہ پر مسجد کے چندہ فنڈ میں سے خرچ کیا گیا ہے وہ جائز ہے یا ناجائز؟ اور اب تک جو صرف ہوا ہے اس کی ذمہ داری انتظامیہ پر ہے؟ یہ خرچہ اب کیا انتظامیہ کمیٹی خود برداشت کرے یا اس کے ذمہ دار عہدیداران برداشت کریں؟ ایسی انتظامیہ کمیٹی کے ممبران عہدیداران کے لئے شرع متین میں کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

منجانب مصلیان مسجد، جامع مسجد پھلیلی بازار، حیدرآباد، مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب: محراب و منبر تو محراب و منبر ہیں مسجد کے کسی بھی حصہ کو منہدم کر کے، دنیاوی تعمیر ہی نہیں، دینی تعمیر میں مثلاً وہاں دینی مدرسہ و مکتب قائم کرنے کے لئے، مسجد کے اس منہدم حصہ کو شامل کر دینا حرام حرام سخت حرام ہے۔ مسجد کے اس حصہ پر دو کانیں تعمیر کرنے والے اور جو اس میں مشیر ہوں اور جو اسے جائز رکھیں سب اس آیت کریمہ کے تحت ہیں **وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ** (بقرہ:114) یعنی ''اس سے بڑھ کر ظالم کون، جو اللہ کی مسجدوں میں اللہ کا نام لئے جانے سے روکیں اور اس کی ویرانی میں کوشاں ہوں۔ ان کے لئے دنیا میں رسوائی اور ان کے لئے دنیا میں بڑا عذاب ہے۔'' اور اتنی بات تو ہر جاہل سے جاہل جانتا ہے کہ مسجد کے کسی حصے کو منہدم کر کے، وہاں دو کانیں بنانے کے معنی یہی ہوں گے کہ مسجد کو دو کان بنا لیا یعنی مسجد کو کرایہ پر اٹھا دیا اور یہ سخت حرام حرام حرام ہے۔ لہٰذا فرض فرض قطعی فرض ہے کہ مسجد اوّل کو مسجد رکھیں اور جو حصہ مسجد کا خارج کر دیا گیا ہے اس پر بدستور مسجد کا اعادہ کریں (درمختار ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مسجد کے اس حصہ میں دو کانیں بن بھی جائیں تب بھی کرایہ پر لینا دینا در کنار، مسلمانوں پر فرض ہے کہ انہیں منہدم کر کے مسجد میں شامل کریں اور مسجد کا کوئی حصہ، بلکہ ایک انچ جگہ بھی مسجد کے علاوہ کسی اور تعمیر میں نہ لانے دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ مسجد کو بدستور، مسجد بنانے کے لئے جتنا صرفہ ہو وہ انتظامیہ کی ذمہ داری ہے۔ اس سے یہ تمام صرفہ وصول کریں اور ایسی انتظامیہ کو جو مسجد کی ویرانی کے درپے ہے تمام مسلمانان محلہ مل کر فوراً فوراً معطل کریں اور آئندہ ایسے لوگوں کو مسجد کا انتظام نہ سونپیں جو تعمیر کی بجائے اس کی تخریب و ویرانی میں کوشاں ہوں۔ آیت مذکورہ بالا سے ثابت ہے کہ وہ ظالم ہیں اور ظالموں سے دور و نفور رہنا لازم۔ قال اللہ تعالیٰ **فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ** (انعام)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۳ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ، ۱۶ ستمبر ۱۹۷۹ء

مسجد میں راستہ بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت نے اپنا مکان مسجد بنانے کیلئے دے دیا۔ اس کے مرنے

کے بعد مسجد کمیٹی نے اس پر مسجد بنانا شروع کردی لیکن ایک شخص نے جس کی مسجد کی جانب ایک کھڑکی تھی ادھر سے مسجد کی جانب ایک راستہ بنالیا ہے اور بجائے اپنے مستقل دروازے کے جس میں اس نے دوکان لگالی مسجد میں ہوکر آجا رہا ہے اور اس مسجد میں سے تین فٹ جگہ مانگتا ہے۔ کیا اب اس شخص کو اس مسجد سے یہ جگہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ فقط السائل عبدالرحمٰن

۷۸۶ الجواب: مسجد کے لئے عمارت ضروری نہیں یعنی خالی زمین اگر کوئی شخص مسجد کردے تو مسجد ہے بالخصوص جبکہ وہاں نماز باجماعت اعلانیہ ہونے لگے اگرچہ جماعت میں دو ہی شخص ہوں۔ (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار) اور جب وہ مسجد ہوگئی تو تحت الثریٰ سے لے کر عرش معلیٰ تک مسجد ہی ہے۔ اسے آباد رکھنا اور اس کی حفاظت کرنا، مسلمانوں پر فرض ہے مسجد کمیٹی کو چاہئے کہ وہ اس مسئلہ میں انتظامیہ سے مدد لے کر اس شخص کے جبری قبضہ کو ختم کرائے۔ مسجد کی تین فٹ تو تین فٹ ایک انچ زمین بھی کسی کو نہیں دی جائے گی بلکہ مسجد ہی کے لئے بھی دوکان وغیرہ کی تعمیر میں استعمال نہیں کی جاسکتی۔ (عامۂ کتب)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ

مسجد کی آمدنی سے دوکان مکان خریدنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ: ایک مسجد المہاجر محلّہ شریف کالونی اسلام آباد، حیدرآباد میں واقع ہے۔ جس کی دوکانوں کی آمد مبلغ دوسو بیس (۲۲۰) روپے ہے اور ایک چھوٹا سا مکان جس کو ایک صاحب نے مسجد ہذا میں وقف کردیا تھا اس کا کرایہ مبلغ پچاس (۵۰) روپے ماہانہ ہے۔ کل آمدنی مبلغ دوسو ستر (۲۷۰) روپے ہے جبکہ مسجد کا مالی خرچہ مبلغ ایک ہزار (۱۰۰۰) یا کم وبیش ہے۔ اب ہماری برادری اور اہل محلّہ شادیوں وغیرہ میں مسجد میں خوشی کے موقع پر رقم دیتے ہیں وہ روپے بڑھتے بڑھتے مبلغ بائیس (۲۲۰۰۰) ہزار کے قریب جمع ہوگئے ہیں۔ اب شادیوں میں پیسہ کسی ماہ میں نہیں آتا اس لئے مسجد کے اخراجات پورے کرنے کے لئے اس جمع شدہ رقم سے ایک پلاٹ پورے محلّے کی رقم سے خرید کر مسجد کا خرچہ پورا کرنا چاہتے ہیں۔ مسجد کی افادیت کے لئے اس میں دینی مدرسہ اوپر کے حصّے میں بنوایا جائے گا اور نیچے دو تین دوکانیں نکال دی جائیں گی تاکہ اس کے کرایہ سے مسجد کا خرچہ پورا ہوتا رہے۔ شرع متین کی روشنی میں کیا ایسا ہوسکتا ہے؟ کیوں کہ مسجد مکمل بن چکی ہے؟ فقط والسلام صدر، حمید پہلوان مسجد کمیٹی، سیکریٹری خادم امین الدین

۷۸۶ الجواب: برادری کے افراد اس محلّہ کے باشندے جبکہ یہ چندہ مسجد کے لئے شادی بیاہ وغیرہ تقریبات کے موقع پر دیتے ہیں اور اب ان ہی کی مرضی یہ ہے کہ اس جمع شدہ رقم سے کوئی زمین خرید کر، اس پر نیچے دوکانیں اور اوپر دینی مدرسہ قائم کریں تو اس میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں۔ عالمگیری میں ہے کہ مسجد کی آمدنی سے دوکان یا مکان خریدنا کہ اس کی آمدنی مسجد میں صرف ہوگی یہ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

مکان کی دیوار کا مسجد سے متصل ہونا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسجد جو کہ شہید کرنے کے بعد اب دوبارہ تین منزلہ تعمیر کرانی ہے مگر برابر کے رہنے والے یہ کہتے ہیں کہ میری دیوار سے ملا کر مسجد کی دیوار نہ بنائیں اور اوپر دو منزل پر مکان کی دو کھڑکیاں ہیں مسجد کی جانب کھلتی ہیں اور مکان والا کہتا ہے کہ مسجد کی دیوار دو منزل پر میری کھڑکیاں بند نہ ہونے پائیں۔ جب دیوار دیوار سے ملا کر بنائی جائے گی تو مکان کی کھڑکیاں بند ہو جائیں گی اگر بند نہ کریں تو مسجد میں گانوں کی آواز اور شور وغیرہ کی آواز آتی ہے اور نمازیوں کی نماز میں دخل اندازی ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں علماء کرام؟　محمد یوسف، ۱۵ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

۷۸۶ الجواب: مسجد کی انتظامیہ کہ محلہ کے اہلِ حلّ وعقد افراد پر مشتمل ہوتی ہے اس قضیہ کو حل کرے۔ غالباً موجودہ قانون میں بھی اس کی کوئی ممانعت نہیں کہ ایک مکان کی دیوار، دوسرے کی دیوار سے متصل نہ ہو۔ یا کہ اس کی کھڑکیاں، جو دوسرے مکان کی جانب ہیں وہ بند نہ ہونے پائیں اور اگر کھڑکیاں بند نہ بھی ہوں تو مسجد میں آنے والے شور وغل کی آوازیں، مکان والے مسلمان ہیں تو خود ہی بند کر دیں گے ورنہ مسلمان اجتماعی طور پر (وہ شور وغل) بند کرا سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۶ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

مسجد کی ضرورت کے پیش نظر زمین خریدنا، اور مسجد میں داخل کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسجد ہے۔ اس کے سائیڈ میں ایک دوکان ہے۔ اس پر کرایہ دار اپنا کاروبار کرتا تھا۔ مگر مالک دوکان نے کرایہ دار کو دوکان فروخت کردی ہے۔ جبکہ یہ مسجد کا حق بنتا تھا۔ اور اس سلسلے میں مالک دوکان نے وعدہ کیا تھا کہ جب بھی دوکان فروخت کروں گا تو مسجد کو فروخت کروں گا۔ مگر اس نے کرایہ دار کو فروخت کردی ہے، اور یہ دوکان مسجد کے صدر گیٹ کے نکالنے کے لئے اشد ضروری ہے کیوں کہ نمازیوں کو گلی سے گزرنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ کیا مسجد کی انتظامیہ موجودہ قوانین کی رو سے حق شفعہ کا دعویٰ کر سکتی ہے یا نہیں؟ اور کر سکتی ہے تو کیا شریعت کے خلاف تو نہ ہوگا؟ اور قانونی کاروائی کرنے پر جو خرچہ ہوگا وہ شریعت کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟

نقط رفیع الدین شیخ، جنرل سیکریٹری جامع مسجد، پھلیلی بازار، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: مسجد کے حقوق عظیم ہیں اور مسجد ہر حال میں قابل احترام۔ یہاں تک کہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ اگر نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے مسجد تنگ ہوگئی اور مسجد کے پہلو میں کسی شخص کی زمین ہے تو اسے خرید کر مسجد میں اضافہ کریں اور اگر وہ نہ دیتا ہو تو واجبی قیمت دے کر اس سے جبراً لے سکتے ہیں۔ (عالمگیری، درالمختار وغیرہ) مالک دوکان اور کرایہ دار کو مسلمان شرم دلائیں، اور حکم شرعی سنائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ مان جائیں گے۔ اور اگر نہ مانیں تو چارۂ کار کورٹ میں دعویٰ دائر کرنا ہے۔ مقدمہ بازی کی نوبت آئے تو مسلمان آپس میں چندہ کریں۔ مسجد کی رقم اس میں خرچ نہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۵ ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ

مسجد کو عید گاہ بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ
۱۔ ایک آدمی خطیب ہے اور امام بھی ہے اور اس کے ساتھ وہ ڈاکٹر بھی ہے۔ اس غرض سے وہ ہر ایک کے مکان پر جاتا اور آتا ہے۔ ایک آدمی نے اس پر الزام لگایا کہ یہ مولوی فلاں عورت سے برا کام کرتا ہے۔ جب مولوی کو یہ بات معلوم ہوئی تو اسی الزام لگانے والے کو جمعہ کی نماز میں جماعت کے سامنے اس سے پوچھا کہ تم نے یہ الزام مجھ پر لگایا ہے جواب میں اس نے کہا کہ ہاں یہ الفاظ میں نے بولے ہیں۔ مولوی صاحب نے اس سے ثبوت مانگا تو اس نے کہا کہ میں نے شام کو شراب پی تھی تو ایک آدمی میرے پاس آیا تو اس آدمی نے مجھ کو کہا کہ مولوی صاحب زید کے گھر گئے ہیں، زید گھر میں نہیں ہے اور اس کی بیوی گھر میں موجود ہے اور اکیلی ہے تو میں نے اس مرد کو کہا کہ میں نے ابھی شراب پی ہے میں نہیں چلوں گا۔ اب مولوی صاحب نے اپنی عزت بچانے کے لئے کہا کہ خدا، واحد، شاہد ہے کہ آپ لوگوں کا امام پاک وصاف ہے اور ابھی تک کسی کی شرم گاہ نہیں دیکھی۔ اور میں زید کے گھر علاج کی خاطر جاتا ہوں۔ ابھی آپ بتائیں کہ جس مرد نے یہ الزام لگایا ہے تو وہ کونسی سزا کا مستحق ہے؟ بینوا بالبرھان اجرکم عندالرحمن
۲۔ ایک مسجد غیر آباد ہے۔ اس مسجد کو کوئی آباد کرنے والا نہیں ہے تو اب اس کو عید گاہ یا نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ بنا سکتے ہیں یا نہیں؟
۳۔ مسلمان اور کافر میں کونسا فرق ہے؟ یعنی مسلمان، کافر سے کیا برتاؤ کر سکتا ہے؟ مثال کے طور پر مسلمان کے برتن میں، کافر کے کھانے کے بعد، اس برتن کے لئے کیا حکم ہے؟ اور یہ برتن مسلمان استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ کافر گھی تیل یا دیسی گھی میں ہاتھ ڈالتا ہے اور مسلمان کو دیتا ہے تب وہ گھی وغیرہ مسلمان استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ فقط السائل والسلام

۷۸۶ الجواب: کسی مسلمان خواہ مرد، عورت کی طرف بدکاری کی نسبت، بے ثبوت شرعی ہرگز جائز نہیں۔ شرع نے جس قدر احتیاط اس بارے میں فرمائی ہے دوسرے معاملے میں یہ نہ آئی۔ بلکہ مسلمان پر واجب کیا کہ دوسرے مسلمان پر نیک گمان رکھیں اور جو کسی کی طرف بدکاری کی بے ثبوت شرعی نسبت کرے تو اسے جھوٹا جانیں۔ قرآنی حکم ہے کہ اگر کوئی کسی عاقل، بالغ، آزاد، پاک دامن مسلمان کی نسبت زنا کی طرف کرے اور چار گواہ سے ثابت نہ کر دے تو جس پر تہمت لگائی گئی اسکے مطالبہ پر اسی (۸۰) کوڑے مارے جاتے ہیں اور اس کی گواہی بھی قبول نہیں ہوتی۔ لیکن یہ سزا یہاں کہاں! مسلمان بطور خود اسے مناسب سزا دیں تاکہ دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
۲۔ مسجد کو آباد کرنا اور آباد رکھنا مسلمان پر فرض ہے اسے عید گاہ یا جنازہ گاہ میں تبدیل نہیں کر سکتے ورنہ سب گناہ گار ہوں گے اور مستحق عذاب ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
۳۔ کافر کے جھوٹے برتن میں کھانا پینا شرعاً سخت مکروہ ہے اور باعث نفرت ہے۔ ہاں ان سے سامان خریدنا جائز ہے اور

استعمال میں بھی لانا جائز۔ برتن دھولیا جائے تو کوئی مضائقہ استعمال میں نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان۔ مسجد کو راستہ بنانا۔ مسجد کا پانی فروخت کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ: شہر کی ایک مسجد کے اندرون فرش کے نیچے ایک قدیم کنویں کے تین حصے آئے ہوئے ہیں اور ایک حصہ یعنی چوتھائی تقریباً باہر ہے اس فرش پر باقاعدہ نماز پنجگانہ ہوتی ہے۔ باہر والے حصہ (ایک چوتھائی میں) سے ماشکی حضرات پانی چرخی سے نکال کر شہریوں میں فروخت کرتے ہیں۔

۱۔ یہ کنواں تقسیم ہندوپاک سے بہت پہلے ایک ہندو نے رفاہ عام کے لئے لگوایا تھا اور اس کنویں سے ہندو مسلم دونوں مستفید ہوتے تھے۔

۲۔ اس کنویں کے قریب ایک چھوٹی سے مسجد بھی تھی۔ تقسیم کے بعد اس کو بڑھا دیا گیا اور اس توسیع کے وقت اس کنویں کی صورت مذکورہ بالا رہ گئی یعنی تین حصے مسجد کے اندرونی فرش کے نیچے اور ایک حصہ باہر۔ تقسیم کے بعد اس کنویں سے سقے یعنی ماشکی حضرات پانی نکال کر شہر کے لوگوں کو قیمتاً فراہم کرتے چلے آرہے ہیں اور آہستہ آہستہ باقی لوگوں نے استفادہ ترک کردیا صرف ماشکی حضرات ہی پانی لیتے رہے۔

۳۔ مسجد کا صدر دروازہ جو کہ شروع ہی سے بنانے کا پروگرام تھا مگر طویل عرصے تک التواء میں رہا۔ اب یہ صدر دروازہ جملہ سات دروازوں پر مشتمل بن گیا ہے۔

۴۔ اس مسجد اور دروازہ کے درمیان میں یہ کنواں بھی آتا ہے اور درمیان میں ایک پلاٹ تھا جس کے کچھ حصہ پر مسجد کا وضو خانہ بنا ہوا تھا جو اب دوسری جگہ منتقل کردیا گیا ہے اور کچھ حصہ خالی تھا جس میں سے یہ ماشکی حضرات گزرتے تھا اور یہ سارا پلاٹ مسجد ہی کے قبضے میں رہا ہے۔

۵۔ تعمیر دروازہ کے بعد اس پلاٹ پر اوپر سے چھت ڈال کر اور نیچے سے سیمنٹ کا فرش لگوا کر مسجد بنادی گئی ہے اور نماز عیدین وجمعہ باقاعدہ ہورہا ہے۔ نیز نمازی حضرات بھی وقتاً فوقتاً نمازیں انفرادی طور پر ادا کرتے ہیں۔ مزید یہ کہ مسجد کے اندرونی حصہ میں لگی ہوئی چپس کے نمونے پر اور صحن مسجد میں لگی ہوئی ٹائلز کے نمونے پر اس نئے حصہ مسجد میں چپس لگانے کا کام شروع ہے اور ٹائلز لگ چکی ہے۔ جس کا واضح مطلب مسجد کا حصہ بنانا ہے۔ نیز اس سارے تعمیراتی کام کے لئے جو چندہ جمع کیا گیا ہے وہ اکثر وبیشتر جمعہ کے دن ہی نمازیوں سے جمع کیا گیا ہے اور یہ چندہ علی الاعلان تعمیر مسجد ودروازہ کے نام سے ہی جمع کیا گیا ہے تاحال چندہ جاری ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر مندرجہ ذیل سوالات کے ازروئے شرع شریف جوابات مطلوب ہیں۔

۱۔ اس نئے حصہ مسجد کے بیچ میں سے گزر کر ماشکی حضرات کا اس کنویں سے پانی نکالنے کے لئے آمد ورفت جاری رکھنا جائز

ہے یا نہیں؟ جب کہ پاؤں ننگے آمدورفت رہتی ہے اور اس گزرگاہ میں کیچڑ اور ناپا کی رہتی ہے۔
۲۔ اس کنویں کا پانی مسجد کی ٹنکی میں ٹیوب ویل کے ذریعے بھرا جاتا ہے۔ کیا مسجد کی ٹنکی سے ان حضرات کو مسجد سے باہر پانی دیا جاسکتا ہے تا کہ وہ شہریوں کو فروخت کریں؟ واضح ہو کہ میٹھے پانی کی وجہ سے شہریوں کو اس میں رغبت بھی ہے اگر چہ پانی کا متبادل انتظام میونسپلٹی کی طرف سے شہر میں ہے۔
۳۔ کیا اس نئے حصے کے بیچ میں سے کنویں کی سیدھ پر تین فٹ کا راستہ ان حضرات کے لئے چھوڑ کر اور تھوڑے نشانات بطور حدود راستہ لگا کر قائم کیا جاسکتا ہے۔ تا کہ یہ حضرات حسب سابق پانی بھرتے رہیں باقی اس راستے کے آگے پیچھے مسجد برقرار رہے گی۔ واضح ہو کہ یہ تعمیری کام با قاعدہ طور پر میونسپلٹی کے انجینئر کی نگرانی میں ہوا ہے اور منظوری کے بعد ہوا ہے۔
۴۔ یا زیر زمین اس نئے حصہ مسجد کے خرچ پر یا الگ سے فنڈ اسی کام کے لئے جمع کر کے راستہ دیا جاسکتا ہے؟

فقط السائل برکت اللہ، انفاق حسین، ٹنڈو آدم، سندھ

۷۸۶ الجواب: یہاں چند امور واجب الحفظ ہیں کہ بہت مواقع پر رہنمائی کریں گے۔
۱۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دربارۂ مسجد ایک ضابطۂ کلیہ ہمیں عنایت فرمایا ہے جس سے بہت سی جزئیات کا حکم معلوم ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کسی شخص کو سنے کہ مسجد میں گمشدہ چیز دریافت کرتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ اس سے کہے کہ اللہ تیری گمشدہ چیز تجھے نہ ملائے مسجدیں اس لئے نہیں بنیں۔ ایک اور حدیث میں ہے جب تم کسی کو مسجد میں خرید و فروخت کرتے دیکھو تو کہو کہ اللہ تیرے سودے میں فائدہ نہ کرے۔ وجہ وہی کہ مسجدیں اس لئے نہیں بنیں۔
۲۔ مسجد کو گھر سے مشابہہ بھی کرنا نہ چاہئے۔
۳۔ مسجد کو گزرگاہ بھی بنانا نہ چاہئے وجہ وہی کہ (مسجدیں اس لئے نہیں بنیں)
۴۔ جو جگہ مسجد بنادی گئی وہ تحت الثریٰ سے لے کر عرش معلیٰ تک مسجد ہی ہے۔ اس لئے یہ جائز نہیں کہ نئی تعمیر کے وقت قدیم مسجد کی جگہ تہ خانہ دوکان گودام وغیرہ بنائیں۔ یہ امور واضح ہو گئے تو دریافت طلب امور کا جواب خود ہی حاصل کہ
۱۔ ماشکی تو ماشکی کہ اس کے آنے جانے سے فرش مسجد ملوث ہوگا عام مسلمان کو بھی جائز نہیں کہ مسجد کو گزرگاہ بنائے۔
۲۔ جو پانی مسجد کی ٹنکی میں آ گیا وہ مسجد کا ہو گیا اور کسی کے لئے اس کی فروخت جائز نہیں۔ کوئی اور متبادل بندوبست کیا جاسکتا ہے مثلاً مسجد سے باہر پائپ میں ایک نئی ٹونٹی لگا کر یا ھینڈ پمپ مہیا کر کے۔
۳۔ اس کا جواب ایک میں گزرا ہے۔
۴۔ یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ یہ وہی مسجد کو گزرگاہ بنانا ہوا۔ پھر مسجد کا زیر زمین حصہ بھی مسجد ہے اور اسے راستہ بنانا ناجائز۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

حلال وحرام کی مخلوط آمدنی سے مسجد تعمیر کی تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: کوئی شخص اپنی حلال وحرام مخلوط ملکیت سے مسجد شریف کی چھت یا اس کا کوئی حصہ تعمیر کرواسکتا ہے یا نہیں؟ قرآن پاک وحدیث مبارک اور فقہ حنفی کی روشنی میں بیان فرمائیں۔ اللہ پاک اجر عظیم فرمائے گا۔ اس شخص کے پاس بے اندازہ روپیہ جمع ہے۔　سائل نثار احمد بخاری، ٹنڈو محمد خان

۷۸۶ الجواب: حرام وحلال کی مخلوط آمدنی سے، مسجد شریف کا کوئی حصہ تعمیر کرنے سے بھی وہ مسجد، مسجد ہی رہے گی۔ اس میں نماز پڑھنا، حلال وجائز ہی نہیں، بلکہ مسلمانوں پر اسے آباد رکھنا فرض ہوگا۔ امام محمد فرماتے ہیں کہ بہ ناخذ مالم نعرف شیئاً حراماً لعینہ۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۷ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

شارع عام سے متصل خالی جگہ پر مسجد بنانا کیسا ہے؟

سوال: مکرمی جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

ٹنڈو آدم ورکشاپ، اسٹاپ پر سڑک کے متصل ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ جس کی چار دیواری زمین سے تین فٹ اوپر کھڑی ہے اور قریباً 10×8 فٹ کی ہے۔ یہ مسجد گورنمنٹ جو سڑک کے متصل ستر فٹ جگہ چھوڑتی ہے اس کی حدود میں ہے۔ سڑک سے تقریباً پانچ آٹھ فٹ کے فاصلے پر ہوگی۔ مسجد کے لوگ چاہتے ہیں یہ مسجد بجائے سڑک کے تھوڑا اندر کر کے آبادی میں ایک پلاٹ خرید کر تعمیر کی جائے۔ اس صورت میں کہ اگر شریعت اجازت دے کیا یہ ممکن ہے؟

فقط والسلام اہل محلہ ٹنڈو آدم، شاہ محمد، ڈاکٹر محمد سلیم، خواجہ محمد، روغن شاہ

۷۸۶ الجواب: جبکہ وہ مسجد، بالکل شارع عام سے متصل ہے اور حکومت سے اجازت حاصل کیے بغیر بنائی گئی ہے اور وہ قطعۂ اراضی ایسا بھی نہیں کہ حکومت کے لئے کار آمد نہ ہو۔ تو وہاں مسجد بنانا ہی جائز نہ تھا۔ نہ وہ مسجد، مسجد ہے۔ اس لئے اجازت یافتہ زمین پر مسجد تعمیر کریں تو عین مناسب ہے۔ اس مسجد کو تو حکومت جب چاہے منہدم کرسکتی ہے کہ شارع عام سے بالکل ملی ہوئی ہے اور یہ علاقہ، ممنوعہ علاقہ ہے۔ اگرچہ مسجدیں بنانا، حاکم اسلام کی ذمہ داری ہے تو حکومت سے اس کے بدلے جگہ لی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم　العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۹ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

جو جگہ مسجد میں شامل نہ ہو وہاں حجرۂ امام بنانا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہماری مسجد کے مین گیٹ کے سامنے، باہر مسجد تعمیر ہونے کے کافی عرصے بعد، چبوترا بنایا گیا تھا اس نیت سے کہ بچے پڑھا کریں گے یا اگر کوئی مسافر رات کے وقت آئے، مسجد بند ہو جانے کے بعد، یا جمعہ والے دن نمازی زائد ہو جاتے ہیں تو اس پر صفیں بچھادی جاتی ہیں۔ یہ چبوترہ مین گیٹ کے باہر ہے۔ اب اس

چبوترے کے آدھے حصے پر امام صاحب کا حجرہ تعمیر کیا جارہا ہے کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ فقط والسلام صوفی نثار احمد قاسمی

۷۸۶ الجواب: اگر یہ جگہ کبھی مسجد میں شامل نہ تھی اور یہی سوال سے ظاہر بھی ہے تو امام کا حجرہ وغیرہ بنانا جائز ہے۔ صرف نماز پڑھ لینے سے وہ جگہ مسجد نہیں ہوئی جب تک کہ وہ جگہ نماز ہی کے لئے مخصوص نہ کردی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

مسجد میں مدرسے کی تعمیر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اگر غسل خانہ مسجد کے اندر یعنی وضو کی جگہ بنایا جائے جب کہ مسجد کے مین گیٹ اور برآمدے سے گزر کر غسل خانہ تک پہنچا جائے، غسل خانہ میں پاکی وغیرہ بھی کی جائے، اور وہ غلاظت وضو کی جگہ سے جائے، یا کسی شخص پر غسل فرض ہو وہ ایسی حالت میں مسجد کے برآمدے سے گزر کر غسل خانے تک جائے اور آبادی کے تمام لوگ مقامی ہوں غسل خانہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ فقط والسلام صوفی نثار احمد قاسمی ولد علی محمد، حالی روڈ، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: غسل خانہ ہرگز ایسی جگہ تعمیر نہ کریں کہ جنبی کو غسل کے لئے اس تک پہنچنا، مدرسہ کے صحن یا برآمدے وغیرہ سے گزرے بغیر ممکن نہ ہو کہ جب کو مسجد شریف میں جانا اور مسجد کو گزرگاہ بنانا بھی ناجائز۔ پھر لوگ غسل کے لئے آئیں گے۔ مسجد کو راستہ بنائیں گے اور مسجد ملوث ہوگی۔ پھر بعض جاہل اجہل غسل خانوں میں پیشاب پاخانہ بھی کردیتے ہیں، اس کا راستہ وضو خانہ سے ہوگا تو نمازیوں کے لئے باعث ایذا بھی اور نجاست کے پھیلنے بڑھنے کا ذریعہ بھی ہوگا، ان مسائل میں مقامی وغیر مقامی کا کوئی فرق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

مسجد کی دکان میں حمام بنانا، جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: مسجد کے ساتھ ایک مدرسہ ہے۔ جس میں قرآن شریف کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس مدرسہ کے نیچے دوکانیں ہیں جن میں سے ایک دوکان حجام کی ہے اور وہ صاحب اس میں حمام بنانا چاہتے ہیں۔ مسجد والوں نے منع کر رکھا ہے کہ یہاں تم حمام نہیں بنا سکتے۔ یہ مسجد لیاقت کالونی میں ہے۔ جس کا نام ہلالی مسجد ہے۔ ایسی مسجد ہیرآباد میں ہے جس کا نام اکبری مسجد ہے جس میں حمام بنا ہوا ہے۔ دوسری مسجد ہے سلاوٹ پاڑے میں اس میں بھی حمام بنا ہوا ہے۔ لہٰذا فتویٰ تحریر فرمائیں۔ سائل محمد نذیر، لیاقت کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اگر یہ حمام، مسجد کی جگہ میں نہیں نہ اس سے باہر آنے والے پانی سے نمازیوں کو ایذا کا اندیشہ ہے تو خواہ مخواہ منع کرنے سے کیا فائدہ اور کوئی وجہ معقول ہے تو بیان کریں تاکہ غور کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

سرکاری پانی جب مسجد میں آ گیا تو اب مسجد کا ہے۔اسے گھر میں لے جانا ناجائز ہے

سوال: کیا مسجد کی حدود کے اندر سے اہل محلہ کو اپنے گھریلو استعمال کے لئے پانی لینا جائز ہے یا نہیں؟ شرعی طور پر جواب مرحمت فرمائیں۔بحوالہ،حدیث، السائل: حاجی شفیع اللہ، پھلیلی پریٹ آباد، حیدر شاہ کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مسجد کی کسی چھوٹی چیز کو بھی بے محل اور بے موقع استعمال کرنا، ناجائز ہے۔مثلاً مسجد کے سقایہ کی آگ گھر لے جانا۔یا لوٹا، چٹائی وغیرہ یا کسی دوسری غرض میں استعمال کرنا۔یوہیں سقایہ کا پانی گھر لے جانا، یا مسجد کے لوٹے میں پانی بھر کے اپنے گھر میں استعمال کرنا یا مسجد کے ڈول رسی سے اپنے گھر کے لئے پانی بھرنا (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری وغیرہ) اسی حکم میں مسجد کی ٹنکی کا پانی جو نمازیوں کے وضو، غسل کے لئے ہوتا ہے اپنے گھریلو استعمال میں لانا، کہ ناجائز ہے۔تو سرکاری نل سے آنے والا پانی اگر مسجد کی ٹنکی میں آ چکا تو مسجد کی ملک ہو گیا اسے اب گھریلو استعمال میں لانا جائز نہیں۔ہاں مسجد کی ملک میں نہ آیا اور نہ گھریلو ضرورت میں پانی کے استعمال سے مسجد پر کوئی بار پڑتا ہے۔نہ میونسپل کو اس پر اعتراض ہے اور نہ پانی بھرنے سے مسجد مُلَوَّث ہوتی ہے تو اس میں گنجائش ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

سرکاری زمین پر ضرورتاً مسجد بنالی تو وہ جائز ہے

سوال: معظمی مکرمی جناب مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، گزارش یہ ہے کہ حسب ذیل مسئلہ پر شرعی فتویٰ صادر فرما کر مشکور فرمائیں۔

مسئلہ یہ ہے کہ: لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۰ کے دو خالی پلاٹس پر ایک مسجد کی بنیاد (جیلانی مسجد) کے نام سے "جیلانی مسجد کمیٹی رجسٹرڈ" پر اہل محلہ کی مدد سے ڈالی گئی۔جس پر قریب دو ماہ تک پانچوں وقت کی نماز باجماعت ادا کی گئی۔تاگر مگر حالات کی بناء پر مسجد تعمیر نہ ہو سکی۔لہٰذا لوگ مسجد کی اینٹیں وغیرہ تک لے گئے اور بنیاد مٹادی۔اب پھر اس پلاٹ کو حاصل کرنے کی جدوجہد کی گئی مگر عیسائیوں نے اس پر چرچ تعمیر کرنے کے لئے اور کچھ حضرات نے مدرسہ تعمیر کرنے کے لئے اور پن چکی لگانے کے لئے درخواستیں میونسپل بورڈ میں دی ہیں۔کیا ایسے پلاٹ پر مسجد کے علاوہ کوئی دوسری عمارت تعمیر کی جا سکتی ہے؟

احقر مفتاح الحق رحمانی

۷۸۶ الجواب: جب کہ وہ پلاٹ کسی کی ملک نہ تھے اور مسلمانوں کو مسجد کی ضرورت ہے اور ان پلاٹوں پر جو حکومت کی ملکیت میں تھے مسلمانوں نے ضرورۃً مسجد بنالی تو وہ یقیناً مسجد ہو گئی اور اس کی آبادی وحفاظت مسلمانوں پر فرض ہے اور جن لوگوں نے اسے ویران کیا وہ سب اس آیہ کریمہ کے تحت ہیں وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ (بقرہ:114) "ان سے بڑھ کر ظالم کون، جو اللہ کی مسجدوں کو ان میں اللہ کا نام لئے جانے سے روکیں"۔

لہٰذا مسلمانوں پر فرض ہے کہ اسے دوبارہ آباد کریں اور اس کی حفاظت کریں۔ورنہ عذاب عظیم کے مستحق ہوں

گے۔اس پلاٹ پر اب مسجد کے علاوہ کوئی دینی مدرسہ بھی قائم نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ کچھ اور۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

سرکاری زمین پر مسجد کی تعمیر کب صحیح ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہم باشندگان میواڑ کالونی ٹنڈو آدم میں عرصہ پندرہ سال سے رہائش پذیر ہیں۔ جس کی آبادی تقریباً پانچ سو افراد پر مشتمل ہے۔ ہم نے شروع ہی سے مسجد کے لئے ایک جگہ منتخب کر لی تھی اور مسجد کا نام تجویز کر کے بورڈ نصب کر دیا تھا۔ اس وقت یہ علاقہ میونسپل حدود سے باہر تھا۔ اب یہ علاقہ میونسپل میں آ گیا ہے۔ اب ہم مسجد کی تعمیر شروع کرنا چاہتے ہیں اور گورنمنٹ کو اس پلاٹ کی قیمت ادا کرنے کو تیار ہیں لیکن میونسپل کمیٹی والے یہ کہہ کر رکاوٹ ڈال رہے ہیں کہ گورنمنٹ کے پلاٹ پر مسجد تعمیر کرنا جائز نہیں ہے اگر جائز ہے تو فتویٰ لے آؤ لہٰذا آپ سے عرض ہے کہ از روئے شریعت اس کا فتویٰ دے کر مشکور فرمائیں۔ بینوا توجروا

سائل باشندگان میواڑ کالونی ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ

۷۸۶ الجواب: زمین خواہ کسی کی ملک ہو جب مسجد کے لئے، قیمت یا ہبہ کے ذریعہ مسجد کے نام پر حاصل کر لی جائے اور مالک اسے فروخت کر دے یا مسجد کو بلا قیمت دے دے تو وہ بیشک مسجد کی ملکیت ہو جائے گی اور اس قطعۂ اراضی پر مسجد تعمیر کرنا اور اس پر نماز ادا کرنا قطعاً جائز ہے۔ پاکستان میں ہزارہا ایسی مسجدیں ہیں جو گورنمنٹ ہی کی زمین پر تعمیر کی گئیں اور ان میں باقاعدہ سالہا سال سے نمازیں ہو رہی ہیں۔ اب ایسی کون سی نئی صورت پیدا ہو گئی کہ گورنمنٹ کی زمین پر مسجد تعمیر کرنا ناجائز ہو گیا؟ ہاں اگر یہ زمین خود حکومت وقت نے کسی اہم ضرورت ملکی وملی کے لئے مخصوص کر دی ہے تو اور بات ہے۔ لیکن عذر یہ نہیں بیان کیا جا رہا بلکہ کہا یہ جا رہا ہے کہ گورنمنٹ کے پلاٹ پر مسجد تعمیر کرنا، ناجائز ہے اور یہ محض غلط ہے۔ مسلمان اس مسجد کو حاصل کر کے بلا روک ٹوک مسجد تعمیر کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

مسجد سے ملحق مدرسہ کی چھت پر رہائشی مکان بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مدرسہ مسجد سے ملحق ہے۔ جس میں بچوں کو کلام پاک پڑھایا جاتا ہے ایسے مدرس، کے اوپر مدرسہ یا امام کے لئے مکان بنانا جائز ہے یا نہیں؟ ایسے مکان میں فیملی کو بھی رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

السائل محمد شاہد، چھوٹکی گٹی، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: بالائی تعمیر سے مسجد کا کوئی تعلق نہ رہے اور مسجد کی چھت وغیرہ پر، مدرسہ میں رہنے والے کو کوئی تصرف حاصل نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ مسجد اور اس مدرسہ کی بالائی منزل کے درمیان ایک دیوار قائم کر دی جائے تاکہ امام وغیرہ کا آنا جانا مسجد کی چھت پر نہ ہو سکے تو اہل وعیال کے ساتھ رہنا بھی جائز ہے۔ لانہ لا مانع حینئذ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

مساجد کا انتظام حکومت کی ذمہ داری ہے

سوال: معظمی ومکرمی جناب مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

گزارش یہ ہے کہ مندرجہ ذیل مسئلہ پر شرعی فتویٰ عنایت فرما کر مشکور فرمائیں

کالی روڈ بس اسٹاپ پر ایک مسجد عرصۂ دس سال سے مسجد النبی ﷺ کے نام سے کچی مسجد آباد ہے اور تقریباً تین ماہ سے باقاعدہ پانچوں وقت کی باجماعت نماز ادا کی جارہی ہے اور تعمیری کام کا آغاز ہو چکا ہے۔ تعمیری کام کے لئے تقریباً پینتیس (۳۵) ہزار اینٹیں، تین سو سات (۳۰۷) بوری سیمنٹ اور بجری، روڑی کا کافی انتظام ہو چکا ہے اور چندے کے نام پر کافی رقم جمع ہے۔ جبکہ مذکورہ پلاٹ کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہے اور مسلمانوں کے لئے مسجد کی اشد ضرورت ہے اور پلاٹ مذکور سرکاری ہے۔ اب افسران بالا تعمیری کام میں رکاوٹ کھڑی کر رہے ہیں۔ کیا مذکورہ بالا پلاٹ پر مسجد تعمیر ہو سکتی ہے؟ اور مسجد کی جگہ ہوٹل یا دوکانیں جائز ہیں یا نہیں؟ اور مسجد مذکور کی اینٹیں اور سیمنٹ وغیرہ دوسری مسجد کی تعمیر میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔　　فقط الراقم نثار محمد قادری، سیکرٹری جنرل مسجد النبی ﷺ

۷۸۶ الجواب: افسران بالا جبکہ اس قطعۂ اراضی پر مزاحمت نہ کرتے تو یہاں صرف مسجد ہی تعمیر کی جاتی تھی۔ اب اگر افسران بالا کسی معقول سرکاری منصوبہ بندی کے تحت، یہاں تعمیر مسجد سے مانع ہیں اور مزاحمت کرتے ہیں تو مسلمان ان سے درخواست کریں کہ وہ سرکاری منصوبہ بندی میں کوئی ردوبدل کر کے یہاں مسجد کی جگہ باقی رکھیں ورنہ قریب ہی کوئی پلاٹ حاصل کریں اور وہاں مسجد بنائیں۔ تصادم کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر یہ پلاٹ غلط طور پر کسی کی ذاتی ملکیت میں دیئے جائیں اور وہاں پر وہ دوکان وغیرہ بنائیں تو مسجد کا حق سب پر مقدم ہے اور اس حق کے لئے اصرار کرنا چاہئے۔ ہنگامہ آرائی کی اجازت اب بھی نہیں۔ مسلمانوں کی واقعی ضرورت کے تحت مساجد کا انتظام بھی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

مسجد کے فنڈ سے کسی کو قرض دینا کیسا ہے؟

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، ناظم اعلیٰ دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم

جناب عالی گزارش یہ ہے کہ: ہماری مسجد پیر ہندسری میں جو مسجد کا فنڈ ہے۔ کیا اس سے پیش امام صاحب یا مؤذن صاحب یا انتظامیہ کے کسی ممبر کو قرض دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کی وضاحت فرمائیں۔ آپ کی عین نوازش ہوگی۔

فقط انجمن اتحاد مسجد ومحلہ کمیٹی، شہید ملت لائن فقیر کا پڑ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مسجد وغیرہ اوقاف کی آمدنی، صرف انہیں مصارف میں صرف کی جاسکتی ہے، جن کے لئے وہ وقف ہے، یا اس رقم کو حاصل کیا گیا۔ اس رقم سے کسی کو قرض نہیں دیا جاسکتا۔ امام کی خدمت کرنی ہی ہے تو لوگ باہمی چندہ کر کے اسے

قرض دے دیں مگر حالات بتاتے ہیں کہ اس پر وہ امام مسجد راضی نہ ہوگا نہ وہ ممبر۔ (عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

نئی مسجد کی تعمیر کے بعد بھی پرانی مسجد کو آباد رکھنا فرض ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک قدیم مسجد جس کے ساتھ ایک دینی درسگاہ ایک ادارے نے قائم کی تھی اس نے اپنی جانب سے زید کو اس مسجد اور درسگاہ کا منتظم اعلیٰ مقرر کر دیا۔ قدیم مسجد جہاں پانچوں وقت اذان، نمازیں باجماعت، اور نماز جمعہ بھی پابندی سے ادا کیا جاتا ہے۔ زید نے کچھ عرصے بعد قدیم مسجد کو شہید کر کے اس جگہ نئے کمرے تعمیر کر کے اپنی رہائشی جگہ میں شامل کر کے رہائش شروع کر دی ہے۔ مسجد دوسری جگہ بنالی۔ بعض کہتے ہیں کہ ایسے شخص کو سرعام کوڑے لگائے جائیں، کسی کا کہنا ہے کہ زید کو اس ادارے سے برطرف کر دیا جائے۔

۱۔ شرع شریف زید کے قدیم مسجد کو شہید کر کے اپنا گھر بنانے اور ذاتی استعمال کرنے پر کیا حکم صادر فرماتی ہے؟ اور کیا سزا تجویز کرتی ہے؟

۲۔ نیز اگر زید شرع شریف کے حکم کو تسلیم نہ کرے اور عمل نہ کرے تو قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کے لئے کیا حکم ہے؟

فقط حکیم سید نصیر احمد اشرفی، شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب ہو الموفق للصواب: جبکہ اس مسجد جدید کو بھی مسلمانوں نے مسجد کر لیا یہ بھی مسجد ہوگئی، اور اب مسجد اوّل اور اس جدید مسجد، دونوں کی حفاظت اور آبادی فرض ہے۔ مسجد اوّل کو منہدم کر کے تعمیر دنیاوی ہی نہیں، تعمیرِ دینی میں بھی شامل کر دینا حرام حرام سخت حرام ہے۔ جنہوں نے ایسا کیا ہو اور جو اس میں مشیر ہوں اور جو اسے جائز رکھیں سب اس آیہ کریمہ کے تحت ہیں وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ (بقرہ) (ان سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو اللہ کا نام ان میں لئے جانے سے روکیں اور ان کی ویرانی کی کوشش کریں، انہیں تو مسجدوں میں قدم رکھنا روا نہ تھا مگر ڈرتے ہوئے، ان کے لئے دنیا میں رسوائی اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے) فرض فرض قطعی فرض ہے کہ مسجد اوّل کو بھی مسجد رکھیں اور اس کے اگر کمرے بنالئے گئے ہیں تو فوراً ان کمروں کو منہدم کر کے بدستور مسجد کا اعادہ کریں ورنہ عذاب عظیم کے مستحق ہوں گے، جو نہ مانیں اور قرآن عظیم کی مخالفت پر اڑے رہیں تو مسلمانوں کو ان سے اجتناب لازم ہے، ان کے پاس بیٹھنا منع ہے، وہ لوگ اگر مخالفت خدا سے باز نہ آئیں تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ کوشش کر کے مسجد منہدم کو پھر مسجد کرلیں۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۱-۳-۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب: قرآن کریم نے ایسوں کو ظالموں میں شمار فرمایا اور عام مسلمانوں کو حکم دیا کہ وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾ (انعام)۔ اگر کبھی شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ اور اس

سے بڑھ کر ظالم کون، جو مسجد ویران کر کے اس کی دو کانیں کر لے۔ مجیب سلمہ کا جواب صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

مسجد میں حجرہ کہاں بنایا جائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسجد کی آر. سی. کی چھت جس کی بالائی منزل سے ملحق کمرہ ہے جو کہ ایک سال سے حجرہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور اس میں جمعہ اور عید کی نماز بوقت ضرورت جگہ کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ادا کی گئی ہے۔ یہ حجرہ نچلی منزل کے وضوخانہ اور اس اسٹور و مسجد کی دو کانوں پر بنا ہوا ہے۔ کیا اس میں پیش امام صاحب اپنے بچوں کے ساتھ رہائش اختیار کر سکتے ہیں جبکہ اس کا دروازہ گلی کی طرف علیحدہ ہے۔ شریعت مطہرہ کی رو سے فتویٰ جاری فرما کر مشکور فرمائیں۔ محمد الیاس میمن، صدر کمیٹی مسجد بچل شاہ، مکی شاہ اسلامی چوک، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: جبکہ یہ حجرہ مسجد کی چھت پر تعمیر نہیں کیا گیا اور نہ اس حجرہ میں آنے جانے کے لئے مسجد کی چھت کو راستہ بنانا پڑتا ہے تو اس میں امام و مؤذن کا بمعہ اہل و عیال رہنا جائز ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ مسجد کی چھت کو بطور صحن کے بھی استعمال کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ مسجد کے وضوخانے اور اس کی دو کانوں وغیرہ پر حجرہ تعمیر کرنا، مسجد پر حجرہ تعمیر کرنا نہیں کہلائے گا کہ دو کانیں تو کسی اعتبار سے مسجد نہیں اور وضوخانہ بھی ہر اعتبار سے مسجد میں شامل نہیں تو اس پر تعمیر، مسجد پر تعمیر نہیں کہلائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

غیر مسلم سے مسجد میں چندہ نہ لیا جائے

سوال: بخدمت جناب عالی مفتی محمد خلیل خاں صاحب، منتظم دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک مسجد مسلمان کی زمین میں مسلمانوں کی بنائی ہوئی ہے۔ اس مسجد کی مرمت ایک ہندو نے کرائی ہے۔ اس مسجد یا اس میں نماز کے متعلق کیا حکم ہے؟

۲۔ ہندو قوم جو خیرات کرتی ہے وہ مسلمان کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟

فقط محمد الدین، مؤذن جامع مسجد مصری شاہ تین نمبر تالاب

۷۸۶ الجواب: مسجد کی تعمیر و مرمت میں غیر مسلم سے امداد نہ لی جائے۔ بہر حال جبکہ غیر مسلم کا روپیہ اس میں لگ چکا ہے تو وہ مسجد، مسجد ہی ہے۔ اس میں نماز فقط ہو سکنا ہی نہیں، بلکہ اس کے قرب و جوار والوں اور اہل محلہ پر اس کا آباد رکھنا فرض ہے اور اس میں اذان و اقامت و جماعت و امامت کرنا ضرور۔ اگر ایسا نہ کریں گنا ہگار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اگر وہ خیرات بتوں کے نام پر نہ ہو اور نہ ہولی دیوالی وغیرہ ہندوانہ تہواروں کی رونق کا اس میں کوئی سامان ہو، نہ لینے والوں

پر ان کا کوئی احسان، تو کھانا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۳ھ

سرکاری زمین فروخت کر کے رقم مسجد میں لگانا، ناجائز ہے

سوال: بخدمت جناب عالی مفتی محمد خلیل خاں صاحب، مفتی اعظم سندھ و بلوچستان، السلام علیکم

جناب عالی عرض یہ ہے کہ: ہمارے محلّہ میں ایک شخص رہتا تھا۔ وہ ایک جھگی میں رہتا تھا اور ساتھ عرض یہ کہ کنٹونمنٹ بورڈ کی سرکاری جگہ ہے اس جگہ پر اس کا قبضہ صرف قبضہ تھا اور وہ مر گیا ہے۔ جس کا ابھی تک کوئی وارث نہیں ہے۔ اہل محلّہ کی رائے ہے کہ اس جگہ یعنی اس کے قبضے میں جو جھگی تھی اس کو فروخت کر دیا جائے۔ وہ حاصل شدہ رقم مسجد میں لگا دی جائے جو کہ اس محلّہ کی مسجد ہے اور زیر تعمیر ہے۔ شرع ہمیں کیا اجازت دیتی ہے کہ اس متوفی کی جگہ کی حاصل شدہ رقم مسجد میں استعمال کر سکتے ہیں؟ یا اس کے بجائے کسی اور مصرف میں لگائیں؟ جو آپ حکم صادر فرمائیں گے اس پر عمل کیا جائے گا۔

منجانب اہل محلّہ، جامع مسجد باب الاسلام مکی شاہ روڈ، حیدر آباد

۷۸۲ الجواب: جبکہ وہ زمین سرکاری زمین ہے تو اسے بلا اجازت سرکار، فروخت کر دینا، نہ شرعاً جائز ہے۔ نہ قانون وقت اس کی اجازت دیتا ہے۔ تو اسے فروخت کر کے اس کی رقم کا مسجد میں لگانا، ہرگز جائز نہیں کہ مسجد میں مال طیب خرچ کیا جاتا ہے اور یہ مال خبیث ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

دوسرے کی زمین پر بغیر اجازت مسجد بنانا اور نماز پڑھنا

سوال: واجب التعظیم مولانا مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک مسئلہ درپیش ہے کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ: کسی زمین پر اس کے مالک کی اجازت کے بغیر مسجد بنانا اور ایسی مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا، توجروا طالب دعا احقر العباد محمد اقبال، جمن شاہ کا پڑ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: کسی زمین پہ مسجد کی تعمیر کیلئے، مالک زمین سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔ عالمگیری میں ہے کہ غصب کی ہوئی زمین پر نماز پڑھنا اگرچہ بایں معنی جائز ہے کہ اس کے شرائط وارکان پائے گئے لیکن چونکہ اس نمازی نے ظلماً یہ زمین حاصل کی ہے لہٰذا نمازی بربنائے ظلم گناہگار اور مستحق سزائے شرعی ہے اور اس پر اس نماز کا اعادہ یعنی دوبارہ صحیح طور پر پڑھنا واجب ہے اسی میں ہے کہ اگر کسی ایسے قطعہ زمین پر جو شہر کی حد سے متصل ہے بلا اجازت امام، اسلام، مسجد تعمیر کر لی گئی تو اس میں نماز نہ پڑھی جائے، تو وہ قطعہ زمین جو شخص واحد و متعین کی ملک ہے اس میں نماز ادا کرنا کیونکر صحیح ہوگا اُسی میں ہے کہ اگر مالک زمین نے نماز پڑھنے کی اجازت بھی دی مگر نہ وہ الفاظ کہے جس سے معلوم ہوتا کہ یہ زمین اس نے مسجد کیلئے دی اور نہ مالک نے اس کی نیت کی کہ میں نے ا[illegible] زمین کو مسجد کر دیا تو وہ زمین مسجد نہیں بلکہ ا[illegible] س کی ملک ہے اس کے مرنے کے بعد

ورثہ کی ملک ہے تو بلا الفاظ صریح و بغیر نیت مالک جبکہ زمین مسجد نہیں ہو جاتی ہے بلکہ بدستور اس کی ملک رہتی ہے اور اس میں وراثت بھی جاری ہوتی ہے تو مالک کی اجازت کے بغیر کسی زمین پر نماز پڑھنا شروع کر دی جائے بلکہ وہاں بنام مسجد کوئی عمارت بھی تعمیر کر لی جائے تو وہ مسجد کس طرح ہو سکتی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ بغیر اجازت مالک کسی زمین پر بالجبر نماز پڑھنا صحیح نہیں۔ اگر نماز پڑھی گئی تو وہ مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی اور جو لوگ جان بوجھ کر اس جگہ نماز ادا کریں گے وہ ظالم غاصب قرار پائیں گے اور گناہگار ٹھہریں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

بے نمازی یا نشہ باز کا مسجد میں سونا۔ امام یا سید کا احترام۔ زکوۃ مسجد میں لگانا منع ہے

سوال: بخدمت جناب عالی مفتی محمد خلیل خان صاحب قادری برکاتی مارہروی، السلام علیکم آداب قدم بوسی طرف سے سنی جماعت سجاول کی، یہ واضح ہو ہم سب ملکر کچھ معلومات چاہتے ہیں مہربانی فرما کر آپ ہم کو صحیح راستے پر چلنے کی بابت ارشاد عطا فرمائیں۔ یہاں پر دو فرقے ہیں ایک وہابی اور دوسرا فرقہ یہاں کے سندھی مہاجرین کہ جو سنی کہلاتے ہیں، ان کو بہت تنگ کرتے ہیں ہمارے اس سوال کا جواب روانہ فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) مسجد میں سونا اور کھانا یہ جائز ہے یا نہیں اور کن لوگوں کیلئے جائز ہے؟

(۲) بے نمازی نشہ کرتے ہوئے اور بھیک مانگ کر کھاتے ہوئے اور نام اپنا سید بتائے ہوئے ان کو ایسے لوگوں کو مسجد میں سونا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) مسافر یا اسی جگہ کے آدمی کو رات مسجد میں سونا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) مسجد کا احترام کس طرح لازم ہے اور مسجد کے پیش امام کی کیا عزت کرنی چاہیے۔ اور امام کا حکم کیسے ماننا چاہیے۔ سید کی عزت افضل ہے امام سے، یا امام کی سید سے جو بے نمازی ہے یا نمازی؟

(۵) اگر ہم اپنے زکوۃ یا فطرہ کا چندہ جمع کر کے کسی نیک کام میں لا سکتے ہیں یا نہیں۔ مثلاً کسی مسجد کی تعمیر میں، یا کسی لاوارث کی میت میں، یا کسی غریب بندے کے نکاح میں الغرض کسی بھی نیک کام میں لا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور تفصیل کے ساتھ بتا دیں اور کیا عرض کروں۔ فقط اراکین جماعت سنی سجاول

۷۸۶ الجواب: محترم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مولیٰ عزوجل قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کے سوالات کے جوابات حاضر ہیں۔

(۱) ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یہاں ایک ضابطہ کلیہ عطا فرمایا ہے جس میں ان تمام جزئیات کا حکم معلوم ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں حضور ﷺ جو کسی شخص کو سنے کہ مسجد میں اپنی گم شدہ چیز دریافت کرتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ اس سے کہے اللہ

تیری گم چیز تجھے نہ دلائے۔ مسجدیں اس لئے نہیں بنیں۔'' (مسلم شریف) اسی حدیث کی دوسری روایت میں ہے کہ جب تم کسی کو مسجد میں خرید وفروخت کرتے دیکھو تو کہو اللہ تیرے سودے میں فائدہ نہ دے۔ (ترمذی شریف) اور ظاہر ہے کہ مسجدیں سونے کھانے پینے کو نہ بنیں۔ اور بلاشبہ اگر ان افعال کا دروازہ کھولا جائے تو زمانہ فاسد ہے اور قلوب ادب وہیبت سے خالی۔ مسجدیں چوپال ہو جائیں گی اور ان کی بے حرمتی ہوگی۔ ہاں جو آدمی بخیال تہجد، یا جماعت فجر، مسجد میں سونا چاہے تو اسے کیا مشکل ہے کہ اعتکاف کی نیت کر لے۔ کچھ حرج نہیں کوئی تکلیف نہیں۔ ایک عبادت بڑھتی ہے اور سونا بالا تفاق جائز ہوا جاتا ہے۔ اور مسجد میں ایسا کھانا پینا جس میں مسجد ملوث ہو مطلقاً ناجائز ہے اگرچہ نیت اعتکاف کر لے۔ اور مسافر بھی اگر مسجد میں کھانا پینا سونا چاہتا ہے تو نیت اعتکاف کر لے۔ مسجد کو گھر بنانا کسی کیلئے جائز نہیں۔ بے نمازی یا نشہ باز سے کب توقع ہے کہ وہ احترام مسجد کا خیال رکھے گا۔ اس لئے یہ حکم کراہت اور شدید ہو جائے گا۔ سید کا احترام اپنی جگہ پر ہے کہ ہم اس کی بداعمالیوں کا محاسبہ نہ کریں اور شریعت کا احترام سب پر مقدم ہے کہ کسی حکم کی خلاف ورزی نہ ہو۔ سید صاحب کو حکم شرع بتا دیا جائے مانیں فبہا نہ مانیں تو یہ زمانہ زبردستی کا کہاں کہ انہیں بالجبر مسجد سے روک سکیں۔ اور ایک فتنہ لوگوں میں پیدا کریں۔ ہاں اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو ایسے شخص کو مسجد میں نہ آنے دیں۔ آئے تو باہر کر دیں۔ آپ پر ہم پر صرف تبلیغ احکام ہے بزور انہیں سب سے منوالینا ہم پر لازم نہیں۔ واللہ اعلم

(۲) امام مسجد کا احترام واجب ہے تاکہ عبادات کا احترام باقی رہے۔ امام مقرر ہی وہ کیا جاتا ہے جو محترم ہو۔ اس میں کسی سے مقابلہ کیسا۔ امام کا احترام نہ کیا جائے گا تو نمازیں کیسے محفوظ رہیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) زکوٰۃ ادا کرنے میں یہ ضروری ہے کہ جسے دیں مالک بنا دیں۔ اباحت کافی نہیں۔ لہٰذا مال زکوٰۃ وفطرہ مسجد میں صرف کرنا یا اس سے میت کو کفن دینا یا کسی غریب کا نکاح کر دینا کافی نہیں کہ تملیک نہیں پائی گئی۔ ہاں ان امور میں صرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو مالک کر دیں اور وہ صرف کرے اور ثواب دونوں کو ہوگا (ردالمحتار، شامی، عالمگیری وغیرہ) واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ

محراب عین وسط مسجد میں ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک پرانی مسجد کی توسیع کی جا رہی ہے لہٰذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ پرانی محراب اور منبر کو اپنی جگہ سے بڑھایا جائے یا نہیں۔ ایک محراب ومنبر بیچ میں بنائی جا رہی ہے۔

بینوا توجروا عبدالغفور، حیدرآباد، ۱۹ اگست ۱۹۶۴ء

۸۶ **الجواب:** امام کیلئے سنت متوارثہ، کہ زمانہ اقدس رسالت سے ابتک مفید ہے، یہ ہے کہ وسط مسجد میں قیام ہو کہ [illegible] پوری ہو تو امام وسط صف رہے اور ایسی محراب حقیقی ہے۔ لہٰذا اگر منبر دائیں یا بائیں بڑھائی جائے گی تو ظاہر ہے کہ وسط [illegible] یعنی محراب ضرور تبدیل ہو جائے گی۔ اس سے ظاہر ہوا کہ مسجد کی توسیع کے وقت محراب ومنبر کو اپنی قدیم جگہ سے ہٹایا

جا سکتا ہے البتہ وسط مسجد میں امام کا ہونا ضروری کہ دائیں بائیں فاصلہ ایک رہے۔(کذا فی الفتاوی الرضویہ وغیرہا) واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ربیع الآخر ۱۳۸۴ھ

مسجد میں حجامت بنوانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ: ایک امام مسجد حجرہ ہوتے ہوئے مسجد میں جبکہ لوگ نماز میں اور تلاوت قرآن میں مشغول ہوں اس وقت پیش امام مسجد میں حجامت ایک حجام سے بنوا سکتے ہیں یا نہیں؟ سائل نے قبلہ امام صاحب سے جب دریافت کیا کہ مسجد میں پیش امام صاحب کو حجامت بنوانا جائز ہے کہ نہیں۔ تو پیش امام صاحب نے فرمایا کہ مسجد میں حجرہ ہونے کے باوجود مسجد میں، یا یہ جہاں لوگ نماز اور قرآن پاک پڑھتے ہیں حجامت بنوانا جائز ہے۔ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ برائے مہربانی مذکورہ بالا سوال کا جواب بمطابق شرع عنایت فرمائیں۔

۷۸۶ **الجواب:** ہمیں حضور ﷺ نے یہاں ایک قاعدہ کلیہ عطا فرمایا ہے جس سے اس قسم کے جزئیات کا حکم صادر ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں ﷺ جو کسی شخص کو سنے کہ مسجد میں اپنی گمشدہ چیز دریافت کرتا ہے۔ تو اس پر واجب ہے کہ اس سے کہے کہ تیری گی چیز تجھے نہ ملے۔ مسجد اس لئے نہیں بنی (مسلم شریف) اور ظاہر ہے کہ مسجد حجامت بنوانے کیلئے نہیں بنی تو ان میں ایسے فعل کی اجازت نہیں بلا شبہ اگر ایسے اقوال کا دروازہ کھولا جائے تو زمانہ فاسد ہے اور قلوب ادب وہیبت سے مسجدیں چوپال ہو جائیں گی اور ان کی بے حرمتی ہوگی۔(کذا فی الفتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ شوال المکرم ۱۳۸۴ھ

مسجد میں پلنگ پر سونا

سوال: بخدمت جناب مولانا صاحب، دار العلوم احسن البرکات، حیدر آباد

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) مسجد میں سونا اور پلنگ بچھا کر سونا رات کو اور دن کو سونا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) موذن اذان بالکل غلط پڑھتا ہے ابتدا سے اور اخیر تک غلط پڑھتا ہے۔ جائز ہے یا نہیں؟

(۳) مسجد کے اندر لکڑی جلا کر چائے بناتا ہے۔ اور لوگوں کو پلاتا ہے؟

(۴) اگر اذان غلط پڑھنا جائز ہے تو اگر ناجائز ہو تو پیش امام صاحب اذان کو صحیح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۵) پیش امام صاحب اگر زیر زبر غلط پڑھ رہا ہو تو لقمہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۶) اگر امام صاحب تو اپنے خیال میں صحیح پڑھتا ہے لیکن غلط ہو اور زیر کی جگہ زبر پڑھا تو لقمہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۷) اگر مقتدی لقمہ نہ دے تو جائز ہے؟

(۸) اگر مسجد میں سونے والے کو احتلام ہو جائے تو؟ ضیاء الدین، نظام الدین، ٹی۔ کوارٹر نمبر ۸۲، لطیف آباد نمبر ۹، حیدر آباد

۷۸۲ الجواب: (۱) ظاہر ہے کہ مسجدیں سونے کھانے پینے کو نہ بنیں تو جب تک اعتکاف نہ ہو ان میں ان افعال کی اجازت نہیں۔ اور بلاشبہ اگر ان افعال کا دروازہ کھولا جائے تو زمانہ فاسد ہے۔ اور دل ادب سے خالی۔ مسجدیں چوپال ہو جائیں گی اور ان کی بے حرمتی ہوگی۔ بالخصوص پلنگ بچھا کر سونا اور بھی زیادہ بے حرمتی کا باعث ہے۔ لوگوں کو ایسے افعال سے روکنا چاہیے۔ واللہ اعلم

(۲) غلط اذان پڑھنے والے کو ہرگز موذن مقرر نہ کیا جائے وہ اذان کہنے کا اہل ہی نہیں۔ واللہ اعلم

(۳) اس کا حکم اوپر گزرا۔ واللہ اعلم

(۴) پیش امام کیا ہر جاننے والے پر لازم ہے کہ اذان صحیح طور پر ادا کرے اور موذن اصلاح قبول نہ کرے تو اس کو علیحدہ کیا جائے۔ واللہ اعلم

(۵) اعرابی غلطیاں ایسی ہوں جس سے معنی بگڑ گئے نماز فاسد ہوگئی، ورنہ نہیں۔ اور اگر اتنا تغیر ہو کہ اس کا اعتقاد اور قصداً پڑھنا کفر ہو تو احتیاط اس میں ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے اور اگر ایسی غلطیوں کا عادی ہے اور اپنی اصلاح بھی نہیں کرتا تو بعض صورتوں میں کہ معنی فاسد ہو جائیں خود اس کی نماز فاسد ہوگی۔ دوسروں کی تو اس کے پیچھے کیا ہوگی۔ اور اسے پتہ بھی نہ ہوگا۔ تو مسلمانوں کی نمازیں ضائع ہو جائیں گی اور اس کا وبال اس کے سر پر ہوگا۔ اور مقتدیوں پر بھی کہ کیوں ایسے کو امام مقرر کیا جو اس کا اہل نہیں۔ اور صحیح قرأت پر قادر نہیں۔ لہٰذا ایسے عادی امام کو امامت کا منصب ہی سپرد نہ کیا جائے مگر آہ کہ اسے اب کون دیکھتا ہے؟ واللہ اعلم۔

(۶) جبکہ امام غلطی کرتا ہے اور وہ غلطی ایسی ہے کہ جس سے معنی فاسد ہو جاتے ہیں۔ تو مقتدی کو فوراً لقمہ دینا واجب ہے۔ کہ اگر مقتدی نہ بتائیں گے تو سب کی نماز جائے گی۔ ہاں لقمہ دینے میں تھوڑا توقف کرنا چاہیے۔ کہ شاید امام خود نکال لے مگر جب اس کی عادت معلوم ہے کہ وہ ایسی غلطیاں چھوڑ جاتا ہے اور اصلاح بھی نہیں کرتا تو پھر بتانا چاہیے ورنہ ایسے کو امامت سے علیحدہ کر دینا چاہیے۔ واللہ اعلم

(۷) مسجد میں بہ نیت اعتکاف سویا اور احتلام ہوگیا۔ تو فوراً اٹھے اور اسی جگہ تیمم کرے فوراً مسجد سے باہر آ جائے کہ اس حالت میں مسجد میں جانا بھی حرام ہے نہ کہ وہاں پڑے رہنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ شوال المکرم ۱۳۸۵ھ

مسجد کے مکان جو مسجد سے متصل ہوں، کرایہ پر کب دینا جائز ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: مکانات توسیع مسجد کے واسطے خریدے گئے کیا ان مکانات کو کرایہ پر چلا سکتے ہیں تاکہ رقم جمع ہو اور تعمیر مسجد میں کام آئے؟ فقط حافظ عقیل الدین، لیاقت کالونی، حیدر آباد، ۶ جون ۱۹۶۵ء

۷۸۲ الجواب: اگر مسجد نمازیوں کیلئے تنگ تھی اور اہل محلہ نے توسیع کے خیال سے چند مکانات خریدے تو اگر مسجد اب بھی

تنگ ہے اور نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے تو یہ مکانات کرایہ پر نہ دیئے جائیں بشرطیکہ تعمیر مسجد کیلئے تھوڑی بہت رقم موجود ہو کہ کچھ نہ کچھ حصہ تعمیر ہو سکتا ہو اور اگر اتنی رقم موجود نہیں اور نہ آمدنی کی بظاہر کوئی توقع ہے تو یہ مکانات کرایہ پر دیئے جاسکتے ہیں کہ اگر کرایہ پر نہ دیئے گئے تو مسجد کی آمدنی کا ایک ذریعہ ضرور ختم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ

مسجد کا صحن بھی مسجد ہی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام وفقہائے عظام اس مسئلہ میں کہ: ہمارے محلہ کی مسجد ہے اس کے قریب کچھ مکان ہیں۔ اور آدمیوں کے آنے جانے کے راستے، علاوہ راستہ مسجد والے کے (جو کہ صحن مسجد میں ہے) دو اور بھی راستے ہیں۔ اور وہ آدمی نشہ وغیرہ پیتے ہوئے وہاں مسجد کے راستے سے گزرتے ہیں حتیٰ کہ وضو کی جگہ کے اوپر بھی جوتوں کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔ اب ان لوگوں کو جب منع کیا جاتا ہے کہ یہاں سے مت آیا کرو اور دوسرے دروازوں سے آیا کرو تو وہ نہیں مانتے۔ اب ہماری مسجد کی جماعت کا مطالبہ ہے کہ اس مسجد کے اس دروازہ کو بند کیا جائے کیونکہ اس آنے جانے سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ براہ کرم اس میں جو شرعی حکم ہو بیان فرمائیں۔ نہایت شکریہ

جماعت بھٹی مسجد، محلہ باغ حاجی بھٹی، پھلیلی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صحن مسجد کا وہی حکم ہے جو مسجد کا ہے (فتاوی رضویہ) اور مسجد کو راستہ بنانا، یعنی اس میں سے گزرنا جائز نہیں۔ ناجائز وگناہ ہے، اگر اس کی عادت کرلے تو فاسق ہے (درمختار وغیرہ) بالخصوص جبکہ گزرنے والے احترام مسجد کا خیال بھی نہ کریں اور مسجد کو ملوث کریں تو مسجد کے منتظمین کا حق ہے کہ انہیں روک دیں، منع کرنے سے باز نہ آئیں اور فتنہ کا اندیشہ ہو تو اس دروازہ کو بند کردیا جائے۔ یہاں اس کا خیال رکھا جائے کہ نمازیوں کو تکلیف نہ ہو اور ان کے لیے مسجد میں آنا گراں نہ ہو۔ بہتر یہ ہے کہ وہاں ایک دروازہ لگادیا جائے جس میں تالا پڑا رہے اور اوقات نماز میں اسے کھول دیا جائے۔ اس سے نمازیوں کو بھی تکلیف نہ ہوگی اور فتنہ بھی برپا نہ ہوگا۔ نہ مسجد کی بے حرمتی ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ربیع الآخر ۱۳۸۶ھ

مسجد میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد میں داخل ہوتے ہوئے یا اس کی حدود میں داخلہ پر سلام کرنا جائز ہے یا نہیں۔ تفصیلاً حوالہ سے جواب ارشاد فرمائیں نوازش۔ فقط سائل، 12-09-1968

۷۸۶ الجواب: حاضرین مسجد تلاوت قرآن کریم وتسبیح ودرود وغیرہ ذکر میں مشغول ہوں یا اذان واقامت یا خطبہ ونماز مسجد میں ہو رہی ہو تو مسجد میں آنے والا سلام نہ کرے ہاں اگر لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور کسی ذکر وغیرہ میں مشغول نہیں یا کچھ مشغول ہیں اور کچھ فارغ تو آنے والا ان لوگوں کی نیت سے سلام کرے جو فارغ ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

کہ جب کوئی کسی مجلس میں پہنچے تو سلام کرے پھر جب وہاں سے اٹھے تو سلام کرے (ترمذی، ابوداؤد) حدیث میں یہ حکم ہر مجلس کیلئے ہے جہاں لوگ جمع ہوں مسجد بھی اس میں داخل ہے۔ پھر سلام کو بہ کثرت پھیلانے کا حکم بھی یہی بتاتا ہے کہ مسجد میں آنے والا بھی حاضرین مسجد کو سلام کرے بشرطیکہ وہ مشغول نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ جمادی الاخری ۱۳۸۸ھ

مسجد کیلئے زبردستی مکان خریدنا

سوال: علماء دین شرع متین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ: کسی کو اپنی جائیداد مسجد میں دینے پر مجبور کیا جاتا ہو اور انکار کرنے پر طرح طرح کی دھمکیاں دی جاتی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ہم زبردستی قبضہ کر لیں گے اور بائیکاٹ کریں گے کہ تم زمین سے دستبردار ہونے پر مجبور ہو جاؤ اس صورت میں مالک زمین کیا صورت اختیار کرے۔ اگر مالک زمین کو مجبوراً اس کیلئے تیار ہونا پڑا تو کیا اس پر بنوائی مسجد میں نماز ہو جائے گی۔ بموجب حدیث شریف اس کی وضاحت فرمائیں۔

۷۸۶ الجواب: نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے مسجد تنگ ہوگئی اور مسجد کے پہلو میں کسی شخص کی زمین ہے تو اس کو خرید کر مسجد میں اضافہ کریں اور اگر وہ نہ دیتا ہو تو واجبی قیمت دیکر اس سے ملکیت لیں (عالمگیری، ردالمختار)

اس سے معلوم ہوا کہ پہلو کا مکان مسجد کی تعمیر بڑھانے کیلئے جبراً نہیں لیا جا سکتا اور مسجد کی تنگی کی وجہ سے جبراً لیا جائے گا۔ تو قیمت بھی واجبی ادا کرنی پڑے گی۔ ورنہ وہ زمین غصب والی ہوگی اور غصب کی ہوئی زمین پر نماز مکروہ ہے۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳۸۵ھ

مسجد میں سونا

سوال: مکرمی جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

بعد از سلام واضح ہو کہ علمائے دین کیا فرماتے ہیں درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) مسجد میں سو سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) جو کہ شریعت کی مکروہ چیز میں، اس میں کسی مکروہیت کو جانتے ہوئے اگر اس فعل کو کرتا ہے تو شریعت اس کے لیے کیا کہتی ہے؟

(۳) مسجد میں آ کر جو سائل، سوالات کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔ دینے والے کو دینا جائز ہے یا نہیں؟ جناب مولوی صاحب معلوم ہو کہ مندرجہ بالا چند سوالات کے جواب دیں جناب کے فتوی کے ساتھ مہر کے ساتھ جواب تحریر کر دیں۔ مہربانی ہوگی۔ دین محمد، گاڑی کھاتہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: ظاہر ہے کہ مسجدیں سونے کھانے پینے کو نہیں بنیں تو معتکف کے علاوہ کسی اور کو ان میں ان افعال کی اجازت نہیں اور بلاشبہ اگر ان افعال کا دروازہ کھولا جائے تو مسجدیں چوپال ہو جائیں گی اور ان کی بے حرمتی ہوگی۔ متولی اور

دوسرے نمازیان مسجد ان افعال سے دوسرے کو روکیں، اور وہ باز نہ آئے اور خوف خدا دل میں نہ لائے تو اس دنیا میں اس کا کیا علاج کل بروز حشر جب باز پرس ہوگی اس وقت سمجھ جائے گا۔ واللہ اعلم

(۲) مسجد میں اپنے لئے سوال کرنا حرام ہے اور ایسے سائل کو دینا بھی منع بلکہ ائمہ دین نے فرمایا کہ جو مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے تو ستر پیسے راہ خدا میں اور دے کہ اس پیسے کے گناہ کا کفارہ ہو ہاں دوسرے محتاج کیلئے امداد کو کہنا یا کسی دینی کام کیلئے چندہ کرنا جس میں نہ شور وغل ہو نہ گردن پھلانگنا پڑے نہ کسی نمازی کی نماز میں خلل یہ بلا شبہ جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے اور بے سوال کسی محتاج کو دیں بہت خوب اور مولی علی کرم اللہ وجہہ سے ثابت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ جمادی الاخری ۱۳۸۷ھ

ایک مسجد کے ہوتے ہوئے دوسری مسجد بنانا کب جائز ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وفقہا شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک دینی مدرسہ کے قریب ایک مسجد ہے جس کا فاصلہ تقریباً "۲۰" یا "۲۵" قدم ہے اور اس مسجد میں ایک امام ہے جس کے عقیدے اہلسنت والجماعت کے خلاف ہیں ان کے پیچھے اہلسنت و جماعت نماز پڑھتے نہیں ہیں اور اس امام کا تبدیل کرنا ان لوگوں کے اختیار سے باہر ہے اور ان دشواریوں کے باعث مسلمانان اہلسنت، جن کی اس علاقہ میں کثیر آبادی ہے اس مدرسہ میں ایک مسجد بنانا چاہتے ہیں تو آیا ایسی حالت و ضرورت میں مسجد کے قریب دوسری مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جو مسجد اس کے قریب والی ہوگی وہ مسجد ضرار قرار پاجائے گی۔ بینوا توجروا سائل۔ عبدالحکیم از خضدار بلوچستان

۷۸۶ **الجواب** اللھم ھدایۃ الحق والصواب: اگر یہ دوسری مسجد مسلمانان اہلسنت و جماعت بغرض نماز خالص اللہ تعالیٰ عزوجل ہی کے لئے بنا رہے ہیں اگر اس پر باعث باہمی رنجش ہو کہ بہ سبب رنج ایک جگہ جمع ہونا مناسب نہیں سمجھتے اور نماز بے مسجد ادا کرنا نہیں پسند کرتے تو یہ مسجد بہ نسبت بجا آوری نماز، مسجد ہی ہوگی اور اس کے مسجد ہونے اور اس میں نماز کا ثواب ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اور جبکہ نیت یہ ہے تو یہ لوگ جماعت میں پھوٹ ڈالنے والے بھی نہیں ٹھہر سکتے کہ ان کا مقصد اپنی نماز باجماعت ادا کرنا ہے نہ کہ دوسروں کی نماز میں تفرقہ ڈالنا۔ یہانتک کہ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ اہل محلّہ کو جائز ہے کہ بغرض نماز ایک مسجد کی دو مسجدیں کرلیں درمختار میں ہے کہ لاھل المحلة جعل المسجدین واحداً او عکسه لصلوۃ لا للدرس اور ذکر اشتباہ میں ہے لاھل المحلةجعل المسجد الواحد مسجدین۔ اور جبکہ یہ مسجد شرعاً مسجد ہوئی تو اس مسجد کو مسجد ضرار کہنا باطل و ناجائز ہے کہ اس میں مسلمانوں کی طرف سے بدگمانی ہے۔ اور مسلمان پر بدگمانی حرام اور کبیرہ گناہ۔ ہرگز مسلمان سے توقع نہیں کہ وہ کسی فاسد وملعون نیت سے مسجد بنائے تو بے شرعی ثبوت ہرگز اس بری نیت کا گمان جائز نہیں۔ بہر حال یہ مسجد مسجد ہوگی اس میں نماز جائز وثواب اور اس کی آبادی کو بھی ضروری سمجھا جائے گا۔ کذا فی الفتاوی الرضویہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ذوالقعد ۱۳۸۸ھ

مسجد کی تیسری منزل میں دنیا کی باتیں کرنا

سوال: قبلہ مکرمی ومحترمی علماء دین مدظلہ العالی، جناب والا کی خدمت عالی میں عرض ہے کہ
ایک مسجد ہے اس مسجد کے اوپر ویسی ہی مسجد بنی ہوئی ہے اوپر اس لئے بنائی گئی ہے کہ نمازی زیادہ سے زیادہ آسکیں اوپر کے حصے میں سونا یا فضول باتیں کرنا یا مسجد میں سوال کرنا، اس کے متعلق علماء دین کیا فرماتے ہیں۔

۷۸۶ الجواب: مسجد اس قطعہ آراضی کا نام ہے جو نماز پنجگانہ کی غرض سے وقف کیا گیا اب یہ قطعہ صرف ایک چبوترہ ہو تب بھی مسجد ہے اور دو یا تین منزلہ عمارت ہو تب بھی مسجد ہے اور مسجد میں کھانا پینا سونا معتکف کے سوا کسی کو جائز نہیں۔ اور دنیا کی باتوں کیلئے مسجد میں جا کر بیٹھنا حرام ہے۔ الاشباہ والنظائر میں فتح القدیر سے نقل فرمایا کہ مسجد میں دنیا کی باتیں نیکیوں کو اس طرح کھالیتی ہیں جیسے آگ لکڑی کو۔ یہ مباح باتوں کا حکم ہے۔ پھر اگر باتیں خود بری ہوں تو اس کا کیا ذکر ہے دونوں سخت حرام اور حرام اور موجب عذاب شدید ہیں۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ رجب المرجب ۱۳۸۹ھ

غصب کی زمین پر نماز مکروہ ہے

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد
زید نے بکر سے کہا کہ جس آفس میں (زید) ملازم ہے وہ آفس کرائے پر لیا ہوا ہے زید نے کسی سے یہ بھی سنا ہے کہ جن صاحب کا یہ آفس ہے انہوں نے اس پر ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے اور بعد میں اس آفس کو کرائے پر دیدیا ہے اس آفس میں زید اور اس کے ساتھی جو اس دفتر میں ملازم ہیں اگر نماز ظہر، عصر اور دیگر اوقات کی نمازیں پڑھیں تو شرعاً ان لوگوں کا نماز پڑھنا درست ہوگا یا نہیں اس پر بکر نے جواب دیا کہ چونکہ آفس کا مالک جس نے ناجائز قبضہ کیا ہے وہ اس فعل کا شرعاً مجرم ہے لیکن زید اس دفتر میں ملازم ہے اور دفتر کا کرایہ مالک دفتر کو ملتا ہے ایسی صورت میں زید اور اس کے ساتھی جو اس دفتر میں ملازم ہیں ان کا اس دفتر میں نماز پڑھنا و قرآن خوانی کرنا اور دیگر دینی کام انجام دینا جائز ہوگا۔ آپ فتوی دیں کہ اگر کوئی شخص ناجائز قبضہ کر کے اپنی جگہ کو کرائے پر دیدے تو اس جگہ پر کرایہ دار اور اس کے خاندان کے لوگوں کا نماز پڑھنا شرعاً جائز ہوگا یا نہیں؟

سائل۔ عبدالحامد، سول لائن حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ وہ زمین غصب کی ہوئی ہے تو بے شک ایسی زمین پر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے لیکن بلا ثبوت واقعی، آدمی ایسی بات کیوں منھ سے نکالے جس سے فتنوں کے دروازے کھلیں اور بندگان الٰہی مشقت میں پڑیں۔ لہٰذا اسلامتی کی راہ یہی ہے کہ اس امر کی تحقیق و تفتیش میں نہ پڑیں۔ نمازیں پڑھیں اور اپنی دنیاوی خدمات انجام دیں ورنہ یہ بھی خطرہ میں پڑ جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

قصداً نماز باجماعت ترک کرنا وبال لاتا ہے

سوال: جناب مفتی اعظم سندھ، السلام علیکم

عرض یہ ہے کہ ایک شخص کا کہنا ہے کہ اگر اذان ہوگئی اور جماعت کا وقت آگیا اگر کوئی شخص اپنے کام کیلئے آگیا تو میں اس وقت اپنی نماز باجماعت چھوڑ کر اس شخص کا کام کردوں گا نماز تو بعد میں بھی پڑھ لی جائے گی جبکہ اس شخص کو ڈیوٹی ٹائم میں گورنمنٹ نے آدھ گھنٹے کا وقت نماز پڑھنے کیلئے دیا۔ برائے کرم آپ از روئے شریعت بتایئے کہ پہلے نماز باجماعت ادا کرے اور یا اس شخص کا کام سرانجام دے اور نماز بعد میں پڑھے؟ فقط والسلام عبدالحامد خان، لطیف آباد نمبر ۹

۷۸۶ الجواب: ہر مسلمان عاقل و بالغ پر کہ مسجد میں جانے پر قادر ہو نماز باجماعت واجب ہے بلا عذر شرعی ایک بھی نماز چھوڑنے والا گناہگار اور مستحق سزا ہے اور کئی بار ترک کرے تو وہ فاسق مردود الشھادۃ ہے اسے سخت سزا دی جائے گی اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گناہگار ہوئے۔ (درمختار وردالمحتار وغیرہ۔) پھر باجماعت نماز کا ثواب جو ہے اس سے محرومی اس کے علاوہ، حدیث شریف میں ہے نماز باجماعت تنہا پڑھنے سے ستائیس درجہ بڑھ کر ہے (بخاری)، ابوداؤد شریف میں ہے کہ فرماتے ہیں حضور ﷺ ہمیشہ لوگ صف اول سے پیچھے ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے موخر کر کے نار میں ڈال دے گا یہ وبال صف اول کو عمداً چھوڑنے پر ہے ترک جماعت پر جو وبال آئے گا اسے اللہ ورسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ جو صاحب مذکورہ بالا خیالات کا اظہار کر رہے ہیں انہیں سخت مغالطہ دیا گیا ہے اور وہ بھی شیطان کی طرف سے۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

قدیم مسجد کو بچانا فرض ہے

سوال: ایک قدیم مسجد جس میں باجماعت نماز ہوتی رہی ہے، کو کچھ لوگ منہدم کر کے، وہاں عمارت بنانا چاہتے ہیں، کیا حکم ہے؟ السائل۔ حکیم عبدالحق قرشی اعظم دواخانہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مسجد میں نماز باجماعت ہوتی رہی اگرچہ جماعت میں دو ہی شخص شریک رہے وہ قیامت تک مسجد ہے اگرچہ معاذ اللہ وہ ویران ہو جائے اور کوئی فرد واحد بھی وہاں اذان واقامت کہنے والا باقی نہ رہے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اسے منہدم نہ ہونے دیں اس کی حفاظت کریں اور جو شخص اس مسجد کی ویرانی کے درپے ہے اس سے پوری پوری مزاحمت کریں۔ حکومت کو توجہ دلائیں اور حکام کو ایمانی غیرت کا واسطہ دیں۔ کسی مسجد کو منہدم وشہید کر کے تعمیر دنیوی نہیں، تعمیر دینی ہی میں شامل کر دینا حرام حرام سخت حرام ہے۔ جنہوں نے ایسا کیا اور جو اس میں مشیر ہوں مشورہ دیں اور جو اسے جائز رکھیں روا جانیں سب اس آیہ کریمہ کے تحت میں ہیں وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِیْ خَرَابِهَا (البقرہ: 114) اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو ان میں اللہ کا نام لیے جانے سے روکیں اور ان کی ویرانی میں کوشاں ہوں...... ان کیلئے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں ان کیلئے بڑا عذاب ہے (ترجمہ) فرض فرض فرض قطعی ہے کہ اس جگہ کو بدستور مسجد رکھیں اور وہاں ہرگز

کوئی اور تعمیر علاوہ مسجد کے نہ ہونے دیں ورنہ عذاب عظیم کے مستحق ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

محراب کے حقیقی معنی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسجد اس شکل کی ہے کہ سامنے والا حصہ ابتدا میں چھوٹا ہے اور تقریباً تین صفوں کے بعد وسیع ہو جاتا ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ محراب اگلے حصہ کے وسط میں ہوگی یا پچھلے حصے کے وسط میں بنے گی۔ یا کوئی اور صورت ہوگی۔ بینوا، توجروا سائل۔ بشیر احمد صابری، سکنہ پختہ قلعہ، حیدرآباد

۷۸۲ الجواب: محراب نام ہے وسط مسجد کا کہ اگر صف پوری ہو تو امام وسط صف میں رہے۔ اسی جگہ کا نام محراب ہے خواہ وہاں کوئی طاق وغیرہ ہو یا نہ ہو۔ دیوار قبلہ نما میں ایک خلا، اسی محراب کی علامت ہے۔ بالفرض یہ علامت اگر غلطی سے وسط مسجد میں نہ ہو، ادھر ادھر کچھ ہٹ کر ہو تو اس کا اتباع نہ ہوگا بلکہ امام اسی جگہ کھڑا ہوگا جسے وسط مسجد کہا جاتا ہے۔ صورت مسئولہ میں صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ پنج وقتہ نمازوں میں امام پچھلے حصے کے وسط میں کھڑا ہوتا کہ سنت پر عمل رہے اور جمعہ کی نماز میں اگلے حصے کے وسط میں کھڑا ہو کہ مجمع کی زیادتی کے باعث اس کے جواز کی صورت، درجہ مجبوری میں لائی جاسکتی ہے۔ محراب خواہ کہیں بنے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ذی القعد ۱۳۹۹ھ

مسجد میں آرام کیلئے پڑے رہنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ: مسجد میں سارا دن سونا اور دنیاوی باتیں کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ہمارے محلے کی مسجد میں محلے کے کچھ لوگ مسجد کے پنکھے چلا کر سو جاتے ہیں اور منع کرنے پر لڑنے جھگڑنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں ان کا یہ فعل کیسا ہے۔ جائز ہے یا ناجائز؟ اور اس پر کوئی وعید شرع شریف میں ہے یا نہیں؟

محمد صابر، مؤذن موتی مسجد، لطیف آباد نمبر ۱۱، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مسجد میں معتکف کو سونا تو بالاتفاق بلا کراہت جائز ہے۔ اور اعتکاف نفل کیلئے نہ روزہ شرط ہے نہ طویل مدت درکار۔ صرف نیت ہی کافی ہے جتنی دیر بھی ٹھہرے۔ نیت میں کچھ تکلیف نہیں، ایک عبادت بڑھتی ہے۔ لیکن یہ جو لوگوں نے مسجدوں میں آپڑنے کا وطیرہ بنا رکھا ہے کہ مسجد میں پڑے ہیں ادھر ادھر کی ہانک رہے ہیں بحث ومباحثے جاری ہیں اور پڑے کروٹیں بدل رہے ہیں نہ مسجد کا احترام، نہ خانہ خدا ہونے کا پاس ولحاظ، یہ ضرور گناہ ہے۔ اگر ان افعال کا دروازہ کھولا جائے تو زمانہ فاسد ہے اور دل خوف الٰہی سے خالی۔ مسجدیں چوپال ہو جائیں گی اور ان کی بے حرمتی ہوگی۔ مسجد کی انتظامیہ ایسے لوگوں کو مسجدوں سے روکے ورنہ خود ہی گناہگار۔ پھر مسجد میں دنیا کی باتیں، عبادت ونیکی کو اس طرح کھاجاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ عالمگیری میں ہے یکرہ القیام والا کل فیہ لغیر المعتکف۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

شریر شخص کو مسجد سے روکنا اور نکالنا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص مسجد میں آ کر نمازیوں کو تنگ کرتا ہے گالیاں دیتا ہے اور پڑھنے والے طلباء کو بھی تنگ کرتا ہے منع کرنے کے باوجود بھی نہیں رکتا ایسے شخص کیلئے شرعاً کیا سزا ہے؟

العارض۔ حافظ ظہور الحسن، اللہ والی مسجد، گاڑی کھاتہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: جو شخص موذی ہو کہ نمازیوں کو تکلیف دیتا، انہیں تنگ کرتا اور گالیاں دیتا ہے۔ یا شریر ہے اور اس سے اندیشہ رہتا ہے تو ایسے شخص کو مسجد سے روک دینا جائز ہے بلکہ وہ سخت گناہگار اور شرعاً مستحق تعزیر و سزا ہے۔ مگر یہاں تعزیر کون دے سکتا ہے۔ اتنا کریں کہ اسے مسجد میں نہ آنے دیں یا تنبیہ کر دیں کہ اگر ایسی بات ہوئی تو مسجد سے نکال دیا جائے گا۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

مسجد کی تعمیر میں ہندو مستری سے مدد لینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسجد کی تعمیر میں ہندو مستری سے مدد لینا یعنی اس سے مسجد تعمیر کرانا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا، توجروا نذر محمد، ٹنڈو جان محمد

۷۸۶ الجواب: مسجد خدا کا گھر ہے اور اس کا احترام ہر حال میں ہر مسلمان پر لازم وضرور۔ ظاہر ہے کہ ہندو کا غسل جنابت بھی نہیں اترتا تو وہ مسجد میں آئے گا جائے گا، اسی حالت جنابت میں، جبکہ خود کافر کا مسجد میں آنا جانا بھی ممنوع ہے۔ اسے اس سے روکا جائے گا۔ پھر اس فعل سے کافر، اپنی برتری کا بھی اظہار کرے گا اور یہ گویا ایک قسم کا احسان ہوگا سارے مسلمانوں پر، لہٰذا جہاں تک ممکن ومقدرت میں ہو، ہرگز ہرگز مسجد کی تعمیر میں کافر مستری کو نہ لگایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

مسجد سے متصل دوکان خرید کر، مسجد میں شامل کرنا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلہ کے کہ: زید کی دوکان کی جگہ پر چند افراد نے ناجائز قبضہ کر کے مسجد بنالی ہے۔ آیا اس مسجد میں نماز پڑھنا درست ہے جبکہ مذکورہ زمین کے تمام کاغذات ہمارے پاس موجود ہیں۔

محمد صدیق ولد نصیر احمد، کھاتہ چوک، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے مسجد تنگ ہوگئی اور صرف اسی بنیاد پر مسجد کی انتظامیہ نے اس دوکان پر جبراً قبضہ کر کے اسے مسجد میں شامل کر لیا تو یہ جائز ہے مگر ان پر لازم ہے کہ اس دوکان کی واجبی قیمت کہ اس جیسی جائیداد کی مل سکتی ہے، دوکان کے مالک کو دیں اور اسے خرید کر مسجد میں اضافہ کریں۔ اور اگر وہاں کوئی مسجد سرے سے تھی ہی نہیں کہ اس

میں اضافہ کیا جاتا، بلکہ اسی دوکان کو مسجد میں تبدیل کر لینے کیلئے اس پر لوگوں نے قبضہ کیا ہے تو یہ قبضہ ناجائز ہے۔ اور مسجد بنالی تو یہ قبضہ مغصوبہ ہوگا اور اس پر نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ دوکان کے مالک کو راضی کرنا مسجد بنانے کیلئے ضروری ہے ورنہ مسجد بنانا جائز نہ ہوگا۔ (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

امام محراب میں ہو تو پیر محراب سے باہر ہوں

سوال: مکرمی ومحترمی واجب الاحترام فقیہ العصر، جناب شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد خلیل خان برکاتی قادری مدظلہ العالی،

السلام علیکم

بعد التماس ہے کہ بندہ حقیر ہر دو فریقین کی خیریت کا بارگاہ ایزدی سے نیک خواہ ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین قرآن پاک اور حدیث شریف کی روشنی میں اس مسئلہ کے متعلق کہ

ہمارے گاؤں کی مسجد ایک کمرہ برآمدہ اور صحن پر مشتمل ہے۔ بارش یا تیز دھوپ ہو تو ہجوم کی وجہ سے امام صاحب کمرہ اور برآمدہ کی درمیانی دیوار کے دروازہ میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مقتدی برآمدہ میں صفیں باندھتے ہیں۔ کمرہ اور برآمدہ کا فرش برابر ہے کمرہ کے دروازے کے نیچے چار انچ چوڑی اور چار انچ اونچی ایک پٹی نصب ہے۔ آیا امام صاحب اور مقتدی کی نماز درست ہوئی یا نہیں۔ ہمارے گاؤں کی مسجد میں تبلیغی جماعت والے آئے تو امام صاحب نے کمرہ کے دروازے میں کھڑے ہو کر نماز ادا کرائی۔ جس پر تبلیغی جماعت والوں نے کہا کہ یہ نماز نہ تو امام کی ہوئی اور نہ ہی مقتدیوں کی۔ لیکن امام صاحب نے فرمایا کہ نماز درست پڑھائی گئی ہے اور مقتدیوں کی اقتداء جائز ہے جناب امام صاحب نے بہار شریعت سے دو مسئلے بتائے۔ جن کی وجہ سے امام صاحب نے نماز کو درست قرار دیا۔

مسئلہ: امام اور مقتدی کے درمیان منبر شریف حائل ہونا مانع نماز نہیں۔ دوسرا مسئلہ مجھے یاد نہیں تھوڑا جو یاد ہے فقط اشارہ کر دیتا ہوں

مسئلہ: امام صاحب کھڑے ہوں درمیان میں جالی ہو۔ اور مقتدی مشتبہ امام کی آواز یا تکبیر کی آواز سن پائے اور آواز پر مقتدی امام کے پاس جانا چاہے تو جا سکے۔ یہی کچھ یاد ہے۔

لیکن تبلیغی جماعت والوں نے کہا کہ کمرہ اور برآمدہ دو علیحدہ مقام ہیں۔ کیونکہ کمرہ اور برآمدہ میں دیوار ہے۔ جبکہ کمرہ اور برآمدہ کی درمیانی دیوار میں تقریباً دو فٹ چوڑی اور چار فٹ لمبی کھڑکی اور ایک دروازہ ہے۔ دروازہ ساڑھے چار فٹ چوڑا اور چھ فٹ اونچا ہے۔ اور کل مسجد کی لمبائی ۳۵ فٹ اور چوڑائی ۲۵ فٹ تقریباً ہوگی۔ امام صاحب کمرہ کے دروازہ میں اور مقتدی برآمدہ میں ہو تو غیر مقام ہے۔ مقام غیر ہو تو نماز درست نہیں ہوتی۔

آیا مسجد کا کمرہ اور برآمدہ اور صحن تینوں علیحدہ علیحدہ مقام تصور کئے جائیں گے یا یہ ایک مقام تصور کیا جائے گا۔

مفصل جواب عطا فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ والسلام محمد خلیل، حال مقیم، کراچی

۷۸۶ **الجواب:** بہار شریعت حصہ سوم میں شرائط اقتداء کے تحت جہاں آپ کا بتایا ہوا مسئلہ مذکور ہے اس سے متصل یہ بھی مذکور ہے کہ جو مسجد بہت بڑی نہ ہو، اس میں امام اگرچہ محراب میں ہو، مقتدی منتہائے مسجد میں اس کی اقتداء کرسکتا ہے۔ (عالمگیری) تو جس نے کمرۂ مسجد کو دالان اور صحن مسجد سے علیحدہ قرار دیا بایں معنی کہ اقتداء درست نہ ہوئی اس نے غلط کہا۔ ہاں امام کو محراب میں تنہا کھڑے ہونے کی اجازت نہیں یعنی محراب میں امام کا بے ضرورت بحالت امامت کھڑا ہونا کہ پاؤں محراب کے اندر ہوں یہ مکروہ ہے۔ ہاں پاؤں باہر اور سجدہ محراب و در میں ہو تو کراہت نہیں۔ اور اگر کسی مجبوری کے تحت امام محراب میں اور مقتدی دروں (دروازوں) میں کھڑے ہو کر نماز ادا کریں تو اب کوئی کراہت بھی نہیں کہ یہ ضرورت ہے اور الضرورات تبیح المحظورات شریعت کا قاعدۂ کلیہ ہے۔ آئندہ کوئی ایسا موقع آئے کہ امام کو اندر کے حصہ میں کھڑا ہونا پڑے تو اپنے ساتھ کم از کم ایک صف اندر بھی قائم کرلی جائے تا کہ کسی کو اغواء (بہکانے) کا موقع نہ ملے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ محرام الحرام ۱۴۰۲ھ

مسجد میں تعلیم دینے کی شرائط

سوال: عالی جناب قبلہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی صاحب، مسجد کے اندر تعلیم دینے کی شرائط بیان فرمائیں۔

ممبران کمیٹی، عبدالکریم، عبدالغنی، مکہ مسجد، لالوانی گلی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مسجد میں تعلیم بشرائط جائز ہے۔ (۱) تعلیم دینی ہو۔ (۲) معلم سنی صحیح العقیدہ ہو نہ وہابی وغیرہ بددین کہ وہ تعلیم کفر وضلال دے گا۔ (۳) معلم بلا اجرت تعلیم کردے کہ اجرت سے، کار دنیا ہو جائے گا۔ (۴) ناسمجھ بچے نہ ہوں کہ مسجد کی بے ادبی کریں۔ (۵) جماعت پر جگہ تنگ نہ ہو کہ اصل مقصد مسجد، جماعت ہے۔ (۶) غل وشور سے نمازی کو ایذا نہ پہنچے۔ (۷) معلم خواہ طالب علم کسی کے بیٹھنے سے قطع صف نہ ہو (فتاوی رضویہ) لہٰذا یہ مدرسہ جو مسجد میں قائم ہے اگر ان شرائط کے مطابق ہے تو اس کا قائم رکھنا جائز وصحیح اور کار ثواب ہے۔ بلکہ اور جگہ میسر نہ ہو تو یہیں رکھیں تا کہ تعلیم قرآن کا سلسلہ بند نہ ہو۔ بچے مکلف نہیں۔ اگر وہ بلا وضو قرآن کریم کو ہاتھ لگائیں تو ان پر گناہ نہیں۔ یوں ہی مسجد میں ہوا خارج کریں تو ان پر مواخذہ نہیں۔ ہاں انہیں ادب سکھائیں گے۔ آداب مسجد وقرآن بتائیں گے۔ البتہ ایسے چھوٹے بچے جو پیشاب پاخانہ کو نہیں سمجھتے انہیں مسجد میں نہ آنے دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

مسجد میں سیاسی جھنڈا لگانا، مسجد کے حجرے مین سیاسی قائد کا فوٹو لگانا، محراب میں اشتہار لگانا، امام کا چادر میں مونھ چھپالینا

سوال: عالی جناب مفتی اعظم صاحب، حیدرآباد، سندھ

مندرجہ ذیل سوالات کا مفصل جواب قرآن پاک، وسنت کی روشنی میں دیا جائے۔

(۱) کسی سیاسی مذہبی جماعت کا جھنڈا مسجد پر ہمیشہ کیلئے لگانا، کیا جائز ہے؟

(۲) مسجد کے حجرہ میں جمعیت کے لیڈروں اور دیگر علماء دین کے فوٹو لگانا اور ان پر پھول چڑھانا کیا یہ بت پرستی نہیں ہے؟

(۳) امام مسجد کا سورۃ فاتحہ شریف کی قرات کرتے ہوئے صراط المستقیم کی بجائے صراط المستیاقیم پڑھنا، یعنی اصل الفاظ کو بدل کر پڑھنے سے قرات میں فرق آتا ہے کیا ایسا پڑھنا جائز ہے؟

(۴) مسجد کے اندر محراب میں اور ادھر ادھر مذہبی، سیاسی جلسے جلوسوں کے اشتہارات لگانا کہاں تک جائز ہے؟

(۵) امام مسجد چادر اس طرح اوڑھتا ہے اور سارا مونہ چھپ جاتا ہے۔ ماتھے پر چادر حائل ہوتی ہے تو کیا سجدہ ہو جاتا ہے؟ پھر یہ چادر کے دونوں سرے چھوڑ کر رکوع، سجدہ کرتا ہے کیا یہ جائز ہے؟

المستفتی۔ فقیر اجمل حسین صدیقی القادری، صدر جماعت اہل سنت حنفیہ غوثیہ، لیاقت کالونی

۷۸۶ الجواب: اگر وہ جھنڈا واقعی کسی سیاسی جماعت کا ہے تو مسجد سے اسے دور ہی رکھا جائے۔ ورنہ خود سنی مسلمانوں میں جو اس جماعت سے منسلک نہیں انتشار وافتراق پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جمعیت کے لیڈر تو کیا، کسی بڑے سے بڑے معظم دینی کی تصویر بھی اس طرح آویزاں کرنا، جسے اس کی تعظیم پر محمول کیا جائے۔ شرعاً خود حرام وناجائز اور رحمت کے فرشتوں کے دخول سے مانع ہے۔ نہ کہ اس پر ہار ڈالنا۔ کہ بد سے بدتر کی طرف اقدام ہے۔ امام صاحب پر لازم ہے کہ ان فوٹوؤں کو فوراً اتار لیں اور ناواقف مسلمانوں کیلئے فتنہ وفساد اور گمراہی وکجروی کا دروازہ نہ کھولیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) امام اگر صحیح طور پر الفاظ کی ادائیگی پر قادر نہیں تو اسے امام بنانا ہی نہیں چاہیے۔ لفظ ''مستقیم'' کا یہ تلفظ تو کسی جاہل محض سے بھی سننے میں نہ آیا۔ نہ کہ کسی امام مسجد سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) خالص مذہبی مجلسوں کے اشتہارات اگر ایسی جگہ چسپاں یا آویزاں کر دیے جائیں جہاں دوران نماز، نمازیوں کی نگاہ نہ پڑے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں البتہ مسجد کو دور حاضر کی سیاست سے جہاں تک امکان میں ہو دور ہی رکھیں۔ یہ مسلمانوں پر احسان ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) چادر پیشانی پر آجائے تو اس سے سجدہ میں تو کوئی فرق نہیں آتا بشرطیکہ پیشانی زمین پر خوب جم جائے لیکن اس طرح اوڑھنا کہ اس کے دونوں کنارے لٹکتے رہیں یہ ضرور مکروہ تحریمی ہے اور اس نماز کا اعادہ واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

مسجد کو ویران کرنا، عذاب کا مستحق ہونا ہے

سوال: مسلمانوں کا ایک چھوٹا گوٹھ ہے اس میں ایک مسجد شریف پہلے سے ہے لیکن وہ زیادہ مناسب جگہ پر نہیں ہے اس

جگہ ہوا کم آتی ہے اور مچھر زیادہ ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں گوٹھ کی گلیوں کے قریب ہے اس وجہ سے باہر کے مسافر نمازیوں کو بہت دقت ہوتی ہے۔

کیا شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے بموجب، اس مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد زیادہ موزوں اور سہولت کی جگہ تعمیر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ گوٹھ میں مقیم لوگوں کے دو خیال ہیں بعض مسجد قدیم کے حق میں اور بعض مسجد جدید کی تعمیر میں راضی ہیں۔

السائل نثار احمد لغاری، ساکن ٹنڈو محمد خان

۷۸۶ **الجواب:** مسجد جب تعمیر ہوگئی تو اس کی حفاظت وآبادی، وہاں کے رہنے والے مسلمانوں پر فرض ہے۔ لہٰذا دوسری مسجد کی تعمیر سے اگر یہ اندیشہ ہو کہ پہلی مسجد ویران ہو جائے گی اور وہاں پنج وقتہ نماز نہ ہو سکے گی تو یہ خود اپنی جگہ ایک وبال عظیم ہے اور ویرانیٔ مسجد کی سعی، اور سعی فی خرابہا میں داخل ہے۔ اور مسجد کی ویرانی کے جو لوگ باعث و ذمہ دار ہوں یا ان کے کسی فعل سے مسجد ویران ہو جائے تو قرآن کریم کے الفاظ میں وہ ظالموں میں شامل ہیں اور ان کیلئے دنیا وآخرت میں عذاب عظیم کی وعید۔ قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا (البقرہ:114)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شوال المکرم ۱۴۰۲ھ

مسافر کو قصر صرف فرض میں ہے، سنت میں نہیں/ قدیم مسجد کا بچا ہوا سامان کہاں فروخت کریں؟

سوال: عرضداشت برائے مسئلہ شرعی، کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: سفر کے دوران جو چار رکعت میں دو کی تخفیف کی گئی ہے اس میں سنتیں، مستحب، یا موکدہ، اور نوافل کے ادا کرنے کی ممانعت ہے یا وہ پڑھنی ضروری ہیں۔ عرض ہے کہ جواب فقہ حنفی کے مطابق کسی فقہ کی کتاب کی عبارت کے ساتھ ہو تو نوازش۔

(۲) ایک مسلمان ایک مسجد شریف، نئی مسجد پرانی مسجد کی جگہ بنا رہا ہے تو اس پرانی عمارت سے جو سامان مثلاً دروازے، کھڑکیاں، اور شہتیر وغیرہ یا اینٹیں پکی یا کچی اس سامان کا مصرف کہاں کیا جائے۔ آیا وہ فروخت کر کے نئی مسجد کی تعمیر میں لایا جاسکتا ہے یا نہیں یا کسی اور بننے والی مسجد میں استعمال کیلئے قیمتاً یا خیرات کے بطور دینا جائز ہوگا۔ بینوا، توجروا عند اللہ۔ جواب فقہ حنفی کی کتاب کے حوالے ساتھ۔

الملتمس سید عطا محمد شاہ، ساکن ضلع جیکب آباد

۷۸۶ **الجواب:** سنتوں میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں گی۔ البتہ خوف اور رواروی کی حالت میں معاف ہیں اور امن کی حالت میں پڑھی جائیں۔ عالمگیری میں ہے ولا قصر فی السنن، وبعضهم جوزوا للمسافر ترك السنن، والمختار انه لا یاتی بها فی حالة الخوف ویاتی بها فی حال القرار والامن۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اگر معاذ اللہ مسجد کی کچھ بنا منہدم ہو جائے یا اس میں ضعف آنے کے سبب خود منہدم کر کے از سر نو تجدید عمارت کریں اور نئے سرے سے تعمیر کریں تو اب جو اینٹوں کڑیوں تختوں کے ٹکڑے، مسجد کی حاجت سے زائد بچیں کہ (۱) عمارت مسجد کے کام میں اب یا آئندہ نہ آسکیں اور (۲) دوسرے وقت حاجت کیلئے اٹھا رکھنے میں ان کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ان دو شرطوں سے

(جو ابھی مذکور ہوئیں) ان کی بیع میں مضائقہ نہیں۔ عام مسلمانوں کی موجودگی میں ان چیزوں کو بیع کر دیں اور اس کی قیمت محفوظ رکھیں کہ عمارت و تعمیر ہی کے کام آئے۔ کسی اور کام میں نہیں۔ (فتاوی رضویہ بحوالہ ہندیہ و تاتارخانیہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

خطبہ کس طرح بیٹھ کر سنے؟ جمعہ کے فرض کے بعد کی سنتیں چھوڑنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) نماز جمعہ کھڑی ہونے سے پہلے خطبہ جو امام صاحب پڑھتے ہیں اس میں بہت سے لوگ تو بیٹھ کر بڑے خضوع و خشوع میں دونوں ہاتھ زانو پر رکھ کر بیٹھے رہتے ہیں جیسے نماز پڑھ رہے ہوں اور بہت سے ایسا نہیں کرتے اس کے متعلق تحریر فرمائیں۔ کونسا طریقہ احسن ہے۔

(۲) بہت سے لوگ سنتیں پڑھنے کے بعد صرف جمعہ کے دو فرض پڑھ کر چلے جاتے ہیں اس کے متعلق بھی تحریر فرمائیں۔

(۳) اگر مندرجہ بالا اور اس جیسی مزید معلومات پر مشتمل کوئی کتب آپ کے ہاں ہیں تو ان کے بارے میں بھی تحریر فرمائیں کتابوں کے نام بھی لکھیں۔ شکریہ

۷۸۲ الجواب: مسجد میں یوں بھی باادب بیٹھنا چاہیے اور حالت خطبہ، جمعہ میں، اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ بزرگوں میں جو طریقہ معمول رہا ہے وہ یہی دوزانو بیٹھنا ہے۔ جو ایسا نہیں کرتے برا کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جمعہ کی سنت بعدیہ نہ پڑھنا، اور بلاعذر اس کے چھوڑنے کی عادت بنالینا، یقیناً گناہ ہے اور اس کا ارتکاب کرنے والے گنہگار۔ مگر جو فرض نہیں پڑھتے ان سے اس کی کیا شکایت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) کتاب دیدی گئی۔ (ہماری نماز، سنی بہشتی زیور)

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

امام تنہا مقتدیوں سے دوفٹ اونچا کھڑا ہو تو مکروہ تحریمی ہے

سوال: مکرمی محترمی جناب مفتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج عالی!

امید والا جناب خوش و خرم ہوں گے خدا آپ کو ہمیشہ خوش رکھے آمین۔ رقعہ حامل ہذا کو آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں کچھ مسائل دینی پر آپ روشنی ڈال کر تحریری طور پر مطمئن فرمائیں۔ بندہ شکر گزار ہوگا۔ دوسری عرض ہے کہ ایک مسئلہ میرا بھی ہے وہ بھی برائے کرم حل فرمادیں۔

جامع مسجد ربانی کا صحن تقریباً دوفٹ اوپر والی سطح سے نیچا ہے یعنی مسجد شریف دوفٹ اوپر ہے اور صحن تقریباً دوفٹ نیچا ہے شریعت کے اطوار سے یہ صحیح ہے یا نہیں۔ نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟

(۲) مسجد شریف کے تعمیری کام یا دوسرے انتظامی امور میں مداخلت کرنا اور ایسا شر پیدا کرنا جس سے چلتا ہوا کام رک

جانے کا خطرہ ہو اگر کوئی شخص آئے دن ایسی حرکتیں کرتا ہو اس کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے۔ تحریر فرمادیں۔

نیاز مند، دعا گو حاجی محمد قیوم نسیمی قادری، لطیف آباد نمبر ۱۱

۷۸۲ الجواب: اتنی سطح بلند پر اگر تنہا امام کھڑا ہو تو البتہ نماز مکروہ تحریمی ہے اور اگر اس کے ساتھ کچھ مقتدی بھی ہوں مثلاً ایک صف امام کے ساتھ بلند حصے پر ہے اور باقی صفیں، نچلی سطح پر، صحن مسجد میں ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں، نماز بلا کراہت درست ہے۔ (درمختار وغیرہ) واللہ اعلم

(۲) تعمیر مسجد میں رخنہ اندازی کرنا، بلاضرورت انتظامی امور میں مداخلت کرنا، فتنہ انگیزی اور مسلمانوں میں انتشار پھیلانا ہے۔ ہر مسلمان کو اس سے دور بھاگنا چاہیے۔ خصوصاً جبکہ معاملہ مسجد کا ہو کہ کہیں وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ (بقرہ:114) کے زمرے میں اس کا شمار نہ ہو جائے اور مسجد کو ویران کرنے والوں میں نہ گردانا جائے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ کوشش کریں کہ وہ نرمی سے راہ راست پر آجائے۔ اور اگر اس کی شکایت جائز ہے تو اس کا ازالہ کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ شوال المکرم ۱۴۰۲ھ

مسجد کے لئے خریدا گیا پلاٹ مسجد کی ملک ہے

سوال: عرض خدمت ہے کہ مسجد نورانی کے برابر ایک پلاٹ تھا جو کہ کمیٹی نے اس مسجد کے پیسوں سے خریدا ہے۔ مسجد وسیع کرنے لئے یہ پلاٹ خریدا تھا۔ اس پلاٹ کی بنیادیں بھر چکی ہیں پلاٹ کے سامنے ایک مزار ہے ہم نے اس مزار کا راستہ ۸ فٹ چھوڑا ہوا ہے مزار والے کہتے ہیں کہ مسجد کا جو بنیاد بھرا ہوا پلاٹ ہے اس میں سے کچھ حصہ ہمیں دے دو اور اس کے پیسے وغیرہ ہم سے لے لو۔ آیا! ہم ان سے پیسے لے سکتے ہیں یا کہ نہیں۔ حالانکہ ہم اس مسجد کے پلاٹ کی بنیاد بھر چکے ہیں اور پلاٹ کو مسجد کے ساتھ ملانا چاہتے ہیں۔ ایسی حالت میں ہم پیسے لے لیں یا کہ نہیں؟ مسجد کے لئے وہ پلاٹ ہم نے ایک آدمی سے خریدا ہے۔ جو اس پلاٹ کا مالک تھا۔ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو احکامات ہوں برائے مہربانی تحریر فرمائیں۔

فقط خطیب مسجد نورانی، پریٹ آباد، حیدرآباد

۷۸۲ الجواب: جبکہ وہ پلاٹ مسجد کے پیسوں سے، مسجد ہی کے لئے خرید کر، مسجد ہی کے لئے وقف کر دیا گیا اور فی الجملہ تعمیر کا کام شروع ہو گیا تو اب اس پلاٹ کو کیسے بیچا جا سکتا ہے۔۔۔ تو مسجد ہی کے لئے رہے گا۔ مسجد کی ہی ملک قرار پائے گا۔ مسجد کا ایک حصہ ہے۔ کسی کو اس کے فروخت کرنے کا اختیار نہیں (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ محرم الحرام ۱۴۰۴ھ

ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر الٰہی ہے، مسجد میں جائز ہے، مسجد کی صفیں دریاں کرایہ پر دینا ناجائز ہے،

میلاد شریف میں رکاوٹ ڈالنا وہابیہ کا کام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسجد شریف میں ذکر میلاد شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرانا اور

مسجد شریف کی کسی چیز کا کرایہ طلب کرنا اور ذکر میلاد النبی ﷺ میں رکاوٹ ڈالنا جائز ہے نہیں؟

حاجی یٰسین خان، لطیف آباد نمبر ۶، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: مجلس میلاد مبارک کہ روایات صحیحہ سے ہو اور مثلاً ''کتاب الشفاء'' سے ابواب پڑھے جائیں، مطابق شرع مطہرہ ہوں تو مسجد میں بھی جائز ہے کہ مساجد ذکر الٰہی کے لئے بنیں اور نبی اکرم ﷺ کا ذکر بھی ذکر الٰہی ہے۔ حدیث میں ہے کہ جعلتك ذكرا من ذكري فمن ذكرك فقد ذكرني۔ میں نے تمہیں اپنے ذکر میں سے ایک ذکر بنایا تو جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ عوام المسلمین جبکہ مسجد کی چیزیں مسجد میں رہتے ہوئے اپنے استعمال میں لائیں اور یہ چیزیں ہیں بھی عوام کے لئے تو ان کا کرایہ طلب کرنے کا کسی کو حق نہیں۔ مثلاً لاؤڈ اسپیکر، جاء نمازیں، چٹائیاں وغیرہ کہ یہ سب چیزیں عوام کے لئے ہی لی جاتی ہیں جن سے وہ مسجد میں فائدہ اٹھاتے ہیں اس پر کرایہ طلب کرنا کیا معنی، ہاں جو چیزیں اس لئے مسجد میں مہیا کی جائیں کہ وہ کرایہ پر اٹھائی جائیں اور ان کی آمدنی مسجد میں صرف ہو تو بلا شبہ ان کا کرایہ وصول کرنا جائز اور حق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ ان علاقوں میں میلاد شریف کی محافل میں رکاوٹ ڈالنا، اور ان کی طرف سے کراہت لانا عموماً اصول وہابیت کے ماتحت پایا جاتا ہے اور وہابیت خود بڑی گمراہی ہے اور مسلمانوں کو اس مجلس مبارک سے روکنے کا ایسوں کو کوئی حق نہیں۔ مسلمان انہیں منہ نہ لگائیں اور کسی فتنہ انگیزی کے بغیر بذوق وشوق ان مجالس کو برپا رکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ جمادی الاولی ۱۳۸۳ ھج

ٹوپی سے نماز' قیامت میں نسب' سیاہ خضاب

سوال: عالی جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ

۱۔ پیش امام صاحب ٹوپی سے نماز پڑھا سکتے ہیں یا نہیں؟ ۲۔ مرنے کے بعد قبر سے لے کر حشر تک ماں کے نام سے پکارا جائے گا یا کہ باپ کے نام سے؟ ۳۔ غسل اور وضو کے پانی کی مقدار کتنی ہونی چاہئے؟ ۴۔ پیش امام صاحب سفید داڑھی کو کالی کر کے نماز پڑھاتے ہیں یہ جائز ہے یا کہ ناجائز ہے؟ ۵۔ مسجد کے صحن میں چارپائی ڈال کر سونا لیا جائز ہے یا ناجائز؟ آپ ہمیں ان مسائل سے آگاہ کریں اور شکریہ کا موقعہ دیں۔ السائل، حسن خان، امریکن کوارٹر حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: ۱۔ صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا بھی درست ہے اور پڑھانا بھی۔ البتہ بہتر عمامہ باندھ کر پڑھانا ہے کہ سنت نبوی ﷺ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ بعض مقامات پر ماں کی طرف نسبت کر کے اور بعض مقامات پر باپ کی طرف نسبت کر کے۔ روایتیں دونوں قسم کی ہیں اور ان میں باہمی مطابقت کی بھی صورت ذہن میں آتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ اسراف وضو خواہ غسل میں اگرچہ آدمی نہر کے کنارے پر ہو حرام وگناہ ہے۔ اور کوئی خاص مقدار شرعاً مقرر نہیں کہ ایک دبلا

پتلا دوسرا لحیم شحیم۔ ایک کے بدن پر بال دوسرے کا بدن صاف۔ تو ایک ہی مقدار سب کے لئے کیوں کر ممکن۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ سیاہ خضاب، مرد کے لئے حرام ہے اور اس کا ارتکاب شرعاً ناجائز اور جو کسی امر ناجائز و حرام کا مرتکب وہ وہ فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا اگرچہ تراویح ہو، مکروہ تحریمی کہ اس کا دوبارہ پڑھنا واجب۔ (کبیری، فتاویٰ رضویہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ کوئی وجہ شرعی نہ ہو تو مسجد میں سونا ہی کہاں جائز ہے نہ کہ پلنگ بچھا کر کہ اس میں مسجد کی حرمت لوگوں کی نگاہوں میں سے ختم ہو جاتی ہے۔ پھر لوگ مسجد کو چوپال بنائیں گے۔ لہٰذا اس سے دور بھاگنا ہی سلامتی کی راہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — یکم رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ

مسجد میں سلام کرنا جبکہ لوگ نماز میں مشغول ہوں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہو اور سلام با آواز بلند کہے جبکہ کچھ لوگ سنتیں پڑھ رہے ہوں اور کوئی تسبیح وغیرہ میں مشغول ہو تو اس طرح سلام با آواز بلند کہنا جائز ہے یا نہیں؟

السائل عبدالجبار خان، ٹنڈو آدم

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: سلام اس لئے ہوتا ہے کہ ملاقات کرنے کو جو شخص آئے وہ سلام کرے کہ زائر اور ملاقات کرنے والے کی یہ تحیت ہے لہٰذا جو شخص مسجد میں آیا اور حاضرین مسجد، تلاوت، قرآن، تسبیح و درود میں مشغول ہیں یا انتظار نماز میں بیٹھے ہیں تو سلام نہ کرے کہ یہ سلام کا وقت نہیں۔ اسی لئے فقہا فرماتے ہیں کہ لوگوں کو اختیار ہے کہ جواب دیں یا نہ دیں۔ ہاں اگر کوئی شخص مسجد میں اس لئے بیٹھا ہے کہ لوگ اس کے پاس ملاقات کو آئیں تو آنے والے سلام کریں۔ (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید — ۱۹۸۵/۲/۲۴ء

مسجد میں انگریزی پڑھنا

سوال: جناب عالی گزارش یہ ہے کہ: مسجد میں بیٹھ کر انگلش پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟ آپ اس بات پر روشنی ڈال کر مجھ کو مشکور فرمائیں۔ شکریہ السائل محمد عاقل، پختہ قلعہ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** ہمیں رسول اکرم ﷺ نے یہاں ایک قاعدۂ کلیہ عطا فرمایا ہے۔ جس سے اس قسم کے تمام سوالات کا حکم صاف ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں حضور اکرم ﷺ جو کسی شخص کو سنے کہ مسجد میں اپنی گمشدہ چیز دریافت کرتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ اس سے کہے کہ اللہ تیری گمشدہ چیز تجھے نہ ملائے مسجدیں اس لئے نہیں بنیں۔ خط کشیدہ الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر ان احتمالات کا دروازہ کھولا جائے تو زمانے فاسد ہے اور دل میں خوف خدا کی کمی، مسجدیں چوپال ہو جائیں گی اور ان کی بے حرمتی ہوگی اور جبکہ دنیاوی علم کی کتابیں پڑھنے سے مسجد کی روشنی اور پنکھے بھی کام میں لائے جائیں تو یہ مسجد کے مال کا

ضائع کرنا بھی ہوگا اور شناعت زیادہ ہوگی۔ مسجد کی انتظامیہ کو حق ہے کہ وہ ایسے امور سے مسجد کو پاک رکھے اور اس قسم کے لوگوں کو مسجد میں انگریزی کتابیں نہ دیکھنے دیں۔ مدرسہ و مسجد میں خدا عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے نہ کہ خالص دنیاوی علوم جو لوگوں کو دین سے دور کر رہے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۸۷ھ

مسجد شہید ہوجائے اور آئندہ اس کے آباد ہونے کا امکان نہ ہو

سوال: محترم جناب حضرت علامہ مفتی اعظم مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، آپ سے ایک مسئلہ کے بارے میں پوچھنا ہے کہ: کوئی مسجد شہید ہو جائے اور آئندہ اس کے آباد ہونے کا کوئی امکان یا توقع نہ ہو تو اس میں کوئی دوسرا کام کرنا یا مقبرہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی مسجد کی وہ جگہ کسی دوسرے مصرف میں لائی جا سکتی ہے؟ السائل سلطان روم ہزارہ سوات

۷۸۶ الجواب: مسجد معاذ اللہ ویران مطلق ہو جائے اور اس کی آبادی کی کوئی شکل نہ رہے تو ایک روایت میں باذن اللہ قاضی اسلام و حاکم وشرع، اس کا سامان وغیرہ بیچ کر دوسری مسجد میں صرف کر سکتے ہیں اور جہاں ایسی ضرورت آپڑے اس روایت پر عمل کرنا جائز ہے۔ خصوصاً اس زمانہ میں کہ اگر اس کا سامان وغیرہ دوسری مسجد میں صرف نہ کیا گیا تو چور اچکے اسے اپنے کام میں لائیں گے۔ درمختار میں ہے لو ضرب ماحوله واستغنى عنه يبقى مسجد عندالامام ابدًا اوبه يفتى وعن ...... ينقل الى مسجد آخر باذن القاضى اور یہی عبارت یہ بتا رہی ہے کہ اگر چہ اس کا سامان وغیرہ دوسری مسجد میں صرف کرنا جائز ہے لیکن اس سے اس کی مسجدیت یعنی اس کا مسجد ہونا ختم نہیں ہوا ہے اس کی وقفیت یعنی زمین کا موقوف ہونا ختم نہیں ہوا اس لئے معنوی اعتبار سے وہ اب بھی مسجد و وقف ہے۔ واقف کی ملک کی طرف واپسی نہ ہوگی اور نہ اسے یہ اختیار ہوگا کہ وہ خود اپنے لئے اس قطعہ زمین کو فروخت کر دے اور اس کی قیمت اپنے کام میں لائے۔ یوہیں کسی اور کے لئے یہ جائز نہیں کہ اسے توڑ پھوڑ کر زمین ہموار کر دے اینٹ، پتھر، مقبرہ، وغیرہ بنانا بھی درست نہیں کہ وہ قیامت تک مسجد ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسے آباد کریں اور یہ کہ اس کے آباد ہونے کی کوئی توقع نہیں بے محل بات ہے۔ کم از کم آنے جانے والے تو نماز پڑھ ہی لیں گے۔ درمختار میں ہے فلا يعود ميراثًا ولا يجوز نقله و نقل ماله علی مسجد آخر وهوالفتوى۔ اسی میں فرمایا ولو خرب المسجد و ماحوله وتفقر الناس عنه لايعودالى ملك الواقف الخ۔ فقیر نے تو ان عبارات سے یہی ثابت کیا کہ وہاں کوئی اور عمارت تعمیر نہیں کی جا سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اگر کوئی معتبر مفتی اسلام اس کے خلاف فتویٰ دے تو اس فقیر کو مطلع فرمائیں۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

مقابلے میں دوسری مسجد بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک پیش امام کو کسی وجہ سے مسجد کے اصلی معماروں

نے ہٹا دیا اور جب سے مسجد کے پیش امام اور اس کی خود ساختہ کمیٹی سے حساب طلب کیا گیا ہے حساب دیئے بغیر پیش امام اور اس کی خود ساختہ کمیٹی اسی محلہ میں دوسری مسجد تعمیر کرنے پر تیار ہو گئے ہیں۔ دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ ایک مسلک کی مسجد موجود ہے، اسی مسلک کے لوگ اس کے مقابلہ میں دوسری مسجد تعمیر کرنے پر تیار ہو گئے۔ کیا ان لوگوں کو اور پیش امام کو ایسا کرنا جائز ہے؟ کیا ایک مسجد کو نقصان پہنچانے کی خاطر دوسری مسجد بنائی جاسکتی ہے یا نہیں؟ کیا ایک مسجد کا چندہ دوسری نئی مسجد پر لگ سکتا ہے یا نہیں؟ فقط السائل داؤد خان، ٹنڈوالہیار، ۱۹؍۷؍۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب: ذرا ذرا سی بات پر مشتعل ہو کر اپنی مسجد اپنے ہی بھائیوں سے بگاڑ کر بنا لینا مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا۔ آپس میں اتفاق و اتحاد سے رہیں اور اپنی بات، اپنی مونچھ، اپنی شان کے لئے یہ افتراق و انتشار نہ پھیلائیں اور اگر مقصود افتراق و انتشار نہیں بلکہ دوسری جماعت یہ سمجھتی ہے کہ باہمی رنجش کے سبب ایک جگہ جمع ہونا مناسب نہیں اور نماز بے مسجد ادا کرنا نہیں چاہئے لہٰذا دوسری مسجد بہ نیت بجا آوری نماز ہی بنانا چاہتے ہیں تو اس دوسری عمارت کے مسجد کے ہونے اور اس میں نماز جائز و موجب ثواب ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اور نیت یہی ہو تو اس نیت کی حالت میں یہ لوگ جماعت میں پھوٹ ڈالنے والے بھی نہیں ٹھہر سکتے کہ ان کا مقصود اپنی نماز با جماعت ادا کرنا ہے نہ کہ دوسری جماعت میں تفرقہ کرنا۔ بہر حال نیت کا حال اللہ عزوجل خوب جانتا ہے۔ پھر بھی حتی الامکان اس تفرقہ کو مٹانے اور باہم شیر و شکر رہنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق خیر بخشنے والا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ البتہ ایک مسجد کا چندہ دوسری مسجد میں نہیں لگ سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹؍شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

مسجد کے لئے زمین وقف کی تو واپس لینے کا اختیار نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی زمین ہے۔ جس میں محلّے کے لوگوں نے بغیر اجازت نماز پڑھنی شروع کی، پھر زید سے اجازت طلب کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم اس میں صرف مسجد بنالیں۔ زید نے صرف مسجد بنانے کی اجازت دی۔ لوگوں نے مسجد کی تعمیر کی اور بقیہ زمین پر بغیر اجازت کے مکانات تعمیر کئے مسجد کی آمدنی کے لئے۔ اب زید کہتا ہے کہ میں نے صرف مسجد کی اجازت دی تھی۔ باقی ماندہ چیز میری ہے، اس میں میں کچھ تعمیر کروں وہ میری ہے، اگر تم میری جگہ کو نہیں چھوڑتے ہو تو میں مسجد کی تعمیر کی اجازت بھی نہیں دیتا ہوں۔ تمہاری نماز اس میں نہیں ہوتی ہے اس لئے کہ تم نے مجھے میری زمین سے محروم کرنے کے لئے مسجد تعمیر کی ہے۔ تو یہ مسجد فراڈ ہے اور اس میں نماز جائز نہیں۔ یہ شرط تھی کہ مسجد کا متولی میں رہوں گا یا میرا لڑکا ہو گا۔ اس بات کا پورا محلّہ گواہ ہے کہ مسجد میری ہے اور یہ جائیداد میری ہے۔ فقط السائل

۷۸۶ الجواب: زید نے جب اپنی مملوکہ زمین پر مسجد بنانے کی اجازت دے دی اور اس کی اجازت سے وہاں مسجد تعمیر کر لی گئی تو جتنی اراضی پر مسجد کی تعمیر ہوئی۔ اس پر زید کا کوئی حق باقی نہ رہا۔ عالمگیری وغیرہ میں ہے کہ مسجد کے لئے عمارت ضرور نہیں یعنی خالی زمین، اگر کوئی شخص مسجد کر دے تو مسجد ہے مثلاً مالک زمین نے لوگوں سے کہہ دیا کہ اس میں نماز پڑھا کرو تو

وہ مسجد ہوگئی اور جو وہ مسجد ہوگئی تو اس کی ملک سے نکل گئی کہ اب نہ زید اسے باطل کرسکتا ہے۔ نہ اس میں میراث جاری ہوگی اور نہ بیع ہوسکتی ہے۔ نہ کسی اور کارِ خیر کی نیت سے اس کا ہبہ ہوسکتا ہے۔ اب اسے مسجد ضرار کہنا' مسلمانوں کو اذیت دینا اور بڑی بے جا جسارت ہے۔ البتہ لوگوں نے زید کی جو زمین' بلا اجازت اپنے قبضہ وتصرف میں لے کر وہاں تعمیر کرڈالی یہ ان کا ظلم ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ لَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (البقرہ:189) ایک دوسرے کا مال ناحق طور پر نہ کھاؤ نہ اڑاؤ اور رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے ایک بالشت زمین' ظلم کے طور پر لے لی۔ قیامت کے دن ساتوں زمینوں سے اتنا حصہ طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔ (بخاری ومسلم)۔ مناسب صورت میں زید کو صرف اتنا حصہ واپس لینے کا اختیار ہے اور بہتر یہ ہے کہ اتنے قطعہ اراضی کی مناسب قیمت لے کر' مسجد کو فروخت کردے اور یہ حصہ بھی مسجد کے لئے وقف کردے تو نورٌ علیٰ نور۔ مسلمانوں کی خواہش بھی پوری ہوجائے گی اور اسے بھی ثواب عظیم ملتا رہے گا۔ بہرحال یہ اس کی مرضی پر موقوف ہے۔ جبراً کوئی اس سے نہیں لے سکتا اور جس شرط پر قطعہ اراضی پر مسجد تعمیر ہوئی ہے تو اس شرط کا لحاظ واعتبار لازم ہے جو زید نے اسے مسجد بناتے وقت لگائی تھی یعنی میں خود یا میرا لڑکا مسجد کا متولی رہے گا۔ پھر جب یہ اور اس کا لڑکا مسجد کا متولی ہوجائے تو اس پر ان احکام کی پابندی لازم ہوگی جو متولی وقف کے لئے ضرور ہیں۔ (درمختار وغیرہ) مثلاً یہ کہ وہ امانت دار ہو اور وقف کے کام کرنے پر قادر۔ نیز عاقل بالغ ہو اور ہوشیار ونیکوکار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ رجمادی الاخری ۱۴۰۳ھ

مسجد میں اگر عورت پڑھائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کیا عورت مسجد میں بچوں کو قرآن مجید کا درس دے سکتی ہے یا نہیں؟

فقط: سید مخدوم حسین

۷۸۲ الجواب: اس میں کوئی شک نہیں کہ مسجد میں آنے سے عورتوں کو روکنے سے صحیح احادیث میں ممانعت آئی اور فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ اللہ کی باندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو۔ بایں ہمہ ائمہ دین نے کہ مصالح شرع سے خوب واقف' اور اطبائے قلوب ہیں' عورتوں کو جماعت وجمعہ وعید، درکنار' وعظ کی حاضری سے بھی مطلقاً منع فرمایا اگرچہ بڑھیا ہو۔ اگرچہ رات ہو۔ صحیح وبخاری ومسلم وغیرہ میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد پاک اپنے زمانہ میں تھا کہ اگر نبی ﷺ ملاحظہ فرماتے' جو باتیں عورتوں نے اب پیدا کی ہیں تو ضرور انہیں مسجد سے منع فرمادیتے، جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں منع کی گئیں۔ پھر تابعین ہی کے زمانہ سے ائمہ نے ممانعت شروع فرمادی۔ پہلے جوان عورتوں کو' پھر بوڑھیوں کو' پہلے دن میں' پھر رات کو بھی' یہاں تک کہ حکم ممانعت عام ہوگیا۔ للہ انصاف! کیا اس زمانے کی عورتیں فاحشہ تھیں یا اب صالحہ ہیں؟ یا جب فاحشات زائد تھیں اب، صالحات زائد ہیں؟ حاشا! بلکہ معاملہ بالکل برعکس ہے۔ تو جب ان خیر کے زمانوں میں عورتیں منع کردی گئیں اور کہاں سے' گھر سے بالکل برابر' مسجد میں جاکر نماز باجماعت ادا کرنے سے۔ تو کیا اس زمانہ پرفتن میں عورتوں

کو اس کی اجازت دے دی جائے گی کہ وہ مسجد میں جا کر پاکی و ناپاکی کی حالت میں بچوں اور بچیوں کو قرآن پڑھائیں؟ ہرگز نہیں۔ مسجد کمیٹی پر لازم ہے کہ وہ اس فتنہ کا سد باب کرے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ر رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

مسجد کو شہید کر کے اوپر اور نیچے دوکان بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسجد کو شہید کر کے نئے سرے سے اوپری منزل پر لے جانا چاہتے ہیں، مسجد کے نیچے دوکان اور گودام بنانا چاہتے ہیں۔ واضح رہے اس وقت مسجد نیچے یعنی زمین پر واقع ہے۔ فقط سائل

۷۸۶ الجواب: مسجد ہو جانے کے بعد نہ اس کے نیچے دوکان بنائی جا سکتی ہے نہ اوپر مکان۔ (درمختار) مثلاً مسجد منہدم کر کے پھر سے تعمیر کرنا چاہتے ہیں اور پہلے اس کے نیچے دوکانیں نہ تھیں تو اب اس جدید مسجد میں جو کہ پہلے تھی اس میں دوکانیں نہیں بنوا سکتے کہ یہ تو پہلے ہی سے مسجد ہے۔ اب دوکان بنانے کے معنی یہ ہوں کہ مسجد کو دوکان بنایا جائے اور یہ منع و ناجائز ہے۔ (بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ر ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

غیر مسلم کے مال سے مسجد کی تعمیر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسجد شریف کی تعمیر میں بوہری حضرات کا پیسہ لگ سکتا ہے یا نہیں؟ براہ کرم قرآن و سنت کی روشنی میں اس کا جواب عنایت فرمائیں۔

فقط والسلام عبدالرزاق قادری، ۱۱ر ۳ر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ (الجن:18)۔ مسجد اللہ کا گھر ہے اور مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے لہٰذا مسجد کو مسلمانوں کے حلال و پاک مال سے تعمیر کیا جائے غیر مسلم اگر کچھ رقم تعمیر مسجد میں دے تو اس سے مسجد کے بیت الخلاء و غسل خانہ وغیرہ معمولی چیزیں جس پر عبادت نہ کی جاتی ہو بنانا جائز ہے۔ (عامۂ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید، خادم دار العلوم احسن البرکات حیدر آباد، ۳۱ر ۳ر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح، قال تعالیٰ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ (توبہ:18)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۷ر جمادی الاخریٰ ۱۴۰۴ھ

ذاتی اختلاف کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: چند ہزار نفوس پر مشتمل ایک رہائشی کالونی میں جبکہ بنیادی طور پر ایک جامع مسجد مکمل طور پر تعمیر شدہ ہے اور آبادی کی اکثریت اس میں باقاعدہ نماز پڑھتی ہے اور جہاں پنج وقتہ باجماعت نماز پہلے ہی

سے ادا ہوتی ہے۔ اسی کالونی میں چند افراد جو خود پہلے اسی مسجد میں نماز باجماعت ادا کرتے رہے ہیں، وہ اپنی ذاتی خواہش اور فرقہ وارانہ اختلافات کو بنیاد بنا کر اپنا مسلک مختلف ظاہر کر کے اسی کالونی کی موجودہ جامع مسجد کے بالکل ہی قریب ایک نئی مسجد کی تعمیر کر رہے ہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس بارے میں اپنی وضاحت فرما کر مشکور فرمائیں کہ از روئے شریعت ان کا یہ اقدام جائز ہے یا ناجائز؟ فقط السائل۔ محمد ممتاز حسین ولد حاجی محمد حسین (مرحوم)، مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب: بلاضرورتِ شرعیہ اتنے قریب دوسری مسجد بنانا مناسب نہیں بالخصوص اگر اس مسجد کے بنانے سے، پہلی مسجد کی جماعت کم کرنا مقصود ہو تو اور بھی زیادہ گناہ ہے کیوں کہ یہ مسجد ضرار کے مشابہ ہو جائے گی۔ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ماتحت حکام کے نام ایک حکم جاری فرمایا کہ ہر محلّہ میں مسجدیں بناؤ مگر ایسی مسجدیں نہ بناؤ جن سے پہلی مسجدوں کی جماعت توڑنا مقصود ہو تفصیله في آداب المساجد عن الکشاف۔ البتہ اگر مسجد کے نمازیوں میں کسی وجہ سے اختلاف ہو تو بہتر تو اس وقت بھی یہی ہے کہ آپس میں صلح کی کوشش کی جائے اور ایک ہی مسجد میں سب نماز پڑھیں اور اگر واقعی اس مسجد کے بنانے سے محض یہی مقصود ہے کہ پہلی مسجد ویران ہو جائے اور اس کو ضرر پہنچ جائے تو حکماً مسجد ضرار ہے اور مسجد ضرار مسجد نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ (توبہ:18) ترجمہ: مسجدیں تو وہ بناتے ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور قیامت کے دن پر ایمان لائے۔ (فتاویٰ امجدیہ) لہٰذا مسجد اللہ کے لئے بنانی چاہئے اور جب بنانے والے کی نیت کا حال معلوم ہو جائے تو وہ حکماً مسجد ضرار کہلائے گی ورنہ مسجد ضرار کا حکم نہ دیں گے۔ (فتاویٰ امجدیہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۵ محرم الحرام ۱۴۰۴ھ

مسجد میں کسی کی گمشدگی کا اعلان کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ مسجد میں کسی بھی جانور یا رقم کے گم ہونے کا اعلان کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس غرض سے کہ اس آواز کو سن کر وہ شخص رقم یا جانور کو واپس لوٹا دے گا جس کو یہ ملی ہوگی۔

۲۔ اور مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا یا کسی بھی شخص کو چندہ کرنے کی اجازت ہے یا کہ نہیں؟ جبکہ چندہ مسجد کے مفاد یا دینی مقصد کے لئے نہ ہو محض سائل کا اپنا مقصد ہو۔

فقط السائل سبحان خان، جامع مسجد محمدیہ، چمبڑ ناکہ ٹنڈو الہیار، ۲۵/۱/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب: ۱۔ لاؤڈ اسپیکر مسجد سے باہر لا کر اعلان کیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجدوں میں آوازیں بلند کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابن ماجہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مسجد میں اپنے لئے سوال کرنا حرام ہے اور اس سائل کو دینا بھی منع۔ ہاں کسی دوسرے مسلمان محتاج بھائی یا کسی دینی کام کے لئے، مسلمانوں کو اعانت پر آمادہ کرنا یا چندہ کرنا جائز، بلکہ سنت سے ثابت ہے اور نیت بخیر ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ باعث اجر و

ثواب بھی۔ (درمختار، فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ

مسجد کا حصہ سڑک میں لینا

سوال: حضرت علامہ مولانا جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، سلام مسنون۔
براہ کرم اس مسئلے پر اسلام کی روشنی میں فتویٰ دیں کہ: ممتاز کالونی ایک کچی آبادی ہے جو کہ بغیر کسی نقشے اور پلاننگ کے قائم ہوئی ہے۔ اب اس میں ایک پکا روڈ نکالا جا رہا ہے۔ ایک کنارے پر مسجد ہے۔ دوسرے کنارے پر گھر ہیں (واضح رہے کہ گھر کے مکین موجودہ حالت میں انتہائی تنگی اور قلت سے گزر بسر کرتے ہیں) نقشہ کچھ اس طرح سے ہے کہ مسجد کافی اندر ہے اور بڑی جگہ باہر ہے ان کے ساتھ مسجد کی دو کانیں بنائی گئی ہیں اور کالونی کا مین راستہ بھی یہی ہے اگر دونوں سائڈ سے جگہ لی جاتی ہے تو اس سے مسجد قطعی متاثر نہیں ہوتی صرف مسجد کی دو کانیں تین تین چار چار فٹ اندر کی طرف چلی جاتی ہیں۔ جبکہ دو کانیں بارہ فٹ لمبی ہیں۔ اگر دونوں طرف سے روڈ کے بنانے کے لئے جگہ لی جائے مسجد کی دو کانوں سے کچھ جگہ لے لی جائے تو اس بارے میں علماء دین کیا فرماتے ہیں یہ اسلام میں جائز ہے یا نہیں؟ اس میں اسلامی نقطۂ نظر سے فتویٰ دیجئے کہ آیا گھروں کے ساتھ مسجد کی دو کانوں کی کٹنگ بھی ہو تو اسلام میں اس کے لئے کیا حکم ہے؟

فقط السائل۔ عزیز الرحمٰن ولد حبیب الرحمٰن، ۲۵ مارچ ۱۹۸۴ء

۷۸۲ **الجواب:** اللھم ھدایۃ الحق و الصواب اس میں شک نہیں کہ جو مسجد ناجائز طور پر بن گئی وہ بھی مسجد ہو گئی خواہ وہ زمین کی شکل میں ہو یا کچی پکی عمارت کی صورت میں ہو۔ اب کہ مسجد مکمل ہو چکی اور حکومت اپنے منصوبہ کے مطابق وہاں کشادہ سڑک نکالنا چاہتی ہے تو اس کی زد میں مسجد نہیں، بلکہ وہ جگہ آتی ہے جو مسجد کے لئے دو کانیں بنانے کے لئے مختص کی گئی تھی اور رفاہِ عامہ و منافع عامہ کی خاطر، حکومت کو ایسی زمین واپس لینے کا اختیار ہے۔ ہاں مسجد کو توڑنے اور منہدم و ویران کرنے کا اسے بھی اختیار نہیں۔ [illegible] شرعیہ یہ ہے کہ وہ جگہ جو مسجد میں اضافہ کرنے کے لئے خریدی گئی جب تک اسے مسجد نہ کریں وہ مسجد نہیں ہے۔ اور جب مسجد نہیں تو اسے دوسرے کام میں لا سکتے ہیں خصوصاً عوام کے مفاد کے لئے۔ (فتاویٰ امجدیہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۴ھ

مسجد میں نعت خوانی، شور وغل، ویڈیو فلم، داد دینا، مقابلہ کرانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میں بریلوی عقائد سے تعلق رکھتا ہوں۔ صلاۃ وسلام اور نعت رسول ﷺ پڑھنا، سننا ثواب، اور قابل احترام ہے، اس کے حق میں ہوں عقیدت اور احترام کرتا ہوں۔ آج کل جس جوش و جذبہ کے تحت نعت خوانی کے پروگرام کا سلسلہ مساجد میں جاری ہے نعت خوانی کرانے والے حضرات مساجد کے اندر اور باہر بڑے بڑے لاؤڈ اسپیکر، مائکروفون لگاتے ہیں نعت شریف کا پروگرام شروع کرنے سے پہلے منتظمین انجمن بار بار اپنا، اپنی

انجمن اور مہمانان کا تعارف کراتے ہیں۔ نعت شریف پڑھنے سے پہلے نعت خواں حضرات کا سامعین سے تعارف کرایا جاتا ہے۔ ان کی دل کھولکر بڑھا چڑھا کر خوب تعریف کی جاتی ہے۔ جب نعت خواں حضرات نعت شریف پڑھنا شروع کرتے ہیں تو ان کے ہر ہر لفظ' شعر' اور آواز پر ان کو سامعین بلند آواز سے داد دیتے ہیں' نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ مشہور معروف نعت خواں حضرات نے اس کو آمدنی کا ذریعہ بنالیا ہے۔ اس میں ریڈیو' ٹی وی' کے نعت خوانوں کے علاوہ دیگر مقامی نعت خواں حضرات اوران کے ساتھی بھی ہوتے ہیں۔

نعت خوانی کے سلسلے میں ابھی کچھ عرصہ ہوا کراچی کے ایک نعت خواں صدر، پاکستان نعت اکیڈمی کو مہمان خصوصی کی حیثیت سے مدعو کیا گیا۔ مسجد میں ان کی تاج پوشی کی گئی۔ نعت خوانی کا سلسلہ بعد نماز عشاء شروع ہوا جو تقریباً ڈھائی تین بجے تک جاری رہا۔ جب بھی نعت خوانی کے پروگرام ہوتے ہیں رات ڈھائی تین بجے تک جاری رہتے ہیں۔ مسجد میں واضح طور پر بورڈ آویزاں ہے کہ ''ضروری اطلاع۔ مسجد میں کسی قسم کا فوٹو یا فلم نہ اتاریں''۔ اس کے برعکس جب تک نعت خوانی کا پروگرام چلتا رہا، تاج پوشی اور نعت خوانی کی مسجد میں وڈیو فلم بنائی گئی۔ لاؤڈ اسپیکر کی آواز اتنی بلند اور شدید ہوتی ہے کہ محلہ اور پڑوس میں رہنے والے بیٰ کیا' گھروں میں بیمار اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی اٹھ جاتے ہیں' روتے ہیں اور سو نہیں پاتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد نہیں کوئی بڑا محفل خانہ ہے۔ مسجد میں نعت خوانی کے مقابلے کرائے جاتے ہیں۔ مسجد کی بجلی' لاؤڈ اسپیکر کا بیجا اسراف ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا طریقوں سے نعت خوانی' نعت خوانی کے مقابلے' تاجپوشی کرانا' ویڈیو فلم بنانا' کہاں تک جائز ہے؟ اللہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام اور شریعت کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں۔

سید شوکت علی، حالی روڈ، حیدر آباد، ۲۴ رشوال المکرم ۱۴۰۰ھ

۷۸۶ الجواب: مسجد میں شعر پڑھنا، ناجائز ہے البتہ اگر وہ شعر حمد' نعت' منقبت' وعظ' وحکمت' کا ہو تو جائز ہے (درمختار) مباح باتیں کرنا بھی مسجد میں جائز نہیں اور نہ بلند آواز کرنا جائز ہے (درمختار وصغیری) افسوس اس زمانہ میں مسجدوں کو لوگوں نے چوپال بنا رکھا ہے' یہاں تک کہ بعضوں کو تو مسجدوں میں گالیاں بکتے دیکھا جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ (بہار شریعت) مسجد کے چراغ سے دینی کتب بینی اور درس وتدریس تہائی رات تک مطلقاً کرسکتا ہے اگرچہ جماعت ہو چکی ہو اور اس کے بعد کی اجازت نہیں مگر جہاں اس کے بعد تک جلنے کی عادت ہوتی ہو (عالمگیری) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا مکروہ ہیں' مسجد میں کلام کرنا نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ یہ جائز کلام کے متعلق ہے ناجائز کلام کے گناہ کا کیا پوچھنا (درمختار۔ ردالمختار) مسجد میں عقد نکاح کرنا مستحب ہے (عالمگیری) مگر یہ ضروری ہے کہ بوقت نکاح شور وغل اور ایسی باتیں جو احترام مسجد کے خلاف ہیں نہ ہونے پائیں لہٰذا اگر معلوم ہو کہ مسجد کے آداب کا لحاظ نہ رہے گا تو مسجد میں نکاح نہ پڑھوائیں۔ ان مندرجہ بالا احکام مساجد کی روشنی میں ہر مسلمان کو مسجد کا ادب واحترام لازم ہے لہٰذا مسجد میں فوٹو کھینچنا یا فلم بنانا منع ہے۔ نعت خوانی مسجد میں جائز ہے مگر مسجد کا ادب واحترام کا لحاظ رکھا جائے' لاؤڈ اسپیکر پر نعت خوانی سے بیماروں یا بچوں یا سونے والوں کو تکلیف ہوتی ہو تو آواز کو صرف مسجد کے اندر محدود کریں کہ قرآن پاک اتنی بلند آواز سے پڑھنا کہ بیماروں یا

سونے والوں کو تکلیف ہو منع ہے۔ مسجد کا لاؤڈ اسپیکر یا بجلی مسجد کی منتظمہ اور اس کی کفالت کرنے والوں کی اجازت سے استعمال ہونا چاہئے۔ بہرصورت نعت خوانی ایک مستحسن کام ہے اس کے لئے آداب مسجد اور اہل محلّہ کی تکلیف کا لحاظ رکھنا ہر مسلمان پر لازم ہے، اس طرح خواہ مخواہ نعت خوانی کی مخالفت کر کے اسے بند نہ کیا جائے ہاں حکم شرع کی پابندی کی جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ر شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

مسجد میں سوال

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور سائل کو مسجد میں کچھ دینا بھی ناجائز ہے لیکن اکثر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ مسجد میں سوال کرتے ہیں اور مخیر حضرات سائل کو دیتے بھی ہیں تو آیا! سوال کرنا یا سائل کو مسجد کے اندر کچھ دینا کیسا ہے؟ نیز ایک اجنبی مسافر جبکہ وہ حاجتمند ہو اپنی حاجت کہاں اور کس کے سامنے بیان کرے جب کہ جماعت میں مسلمان اجتماعی صورت میں موجود ہوتے ہیں جبکہ انفرادی صورت میں سائل کی حاجت پورا ہونا تقریباً ناممکن ہے۔ تو مسجد میں سوال کرنے یا سائل کو دینے کے معاملے میں جو شرعی احکام ہوں ان سے واضح طور پر آگاہ فرما کر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں۔

فقط والسلام السائل قاری سراج الدین واحدی، امام مسجد عثمانیہ نائن کا پڑ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: مسجد میں ایسے سوال کرنا، بڑی بے حرمتی، بے غیرتی اور ناجائز وحرام ہے۔ دنیا، یادِ الٰہی میں مصروف، یا نماز و ذکر سے فراغت کے بعد بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھائے اپنی حاجت، اس قاضی الحاجات سے مانگنے میں مشغول ہے اور یہ بدنصیب، خدا کے حضور ہاتھ پھیلانے کی بجائے بندوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے گڑگڑاتا ہے۔ دوسرے مسلمانوں کی توجہ بھی بٹتی ہے۔ مسجد میں بآواز بلند صدا بھی لگتی ہے لیکن اس سائل کو احساس نہیں ہوتا۔ بہرحال مسجد میں اپنے لئے سوال کرنا بھی ناجائز وحرام ہے اور ایسے سائل کو دینا بھی حرام وناجائز ہے۔ کہ گناہ پر اعانت ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ جو مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے وہ اس کے کفارے میں ستر پیسے اور دے۔ اب یہ مانگنے والا مقامی ہو یا مسافر واجنبی۔ حکم شرع سب پر حاکم ہے۔ سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے موقع پر سائل کو جھڑک دیا اور فرمایا ''ایسی جگہ اور بندوں سے سوال''؟ ہاں کوئی مسلمان، اپنے دوسرے محتاج بھائی کو اعانت کی طرف توجہ دلائے یا مسلمان اسے محتاج و مستحق جان کر، بلا سوال اسے دے دیں۔ یا دوسرے کار خیر کے لئے چندہ کریں تو یہ جائز ہے کہ انما الاعمال بالنیات۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ر ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

مسجد میں راستہ نکالنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ میں کہ: عرصہ کئی سال سے ایک مسجد جو کہ اہل محلّہ نے پختہ تعمیر کی لیکن اس کی زمین کی قیمت ادا نہیں کی گئی ہے کیوں کہ یہ زمین متنازعہ ہے۔ اس میں کچھ زمین میونسپلٹی کی بھی ہے اس لئے یہ

بلا اجازت تعمیر کی گئی ہے۔ یہ مسجد مین روڈ سے ملحق ہے۔ کچھ زمین روڈ کی بھی لے لی گئی ہے۔ اب صورت حال یہ پیدا ہوئی ہے کہ چار پانچ لاکھ کی آبادی کے لئے ایک ہی مین روڈ ہے اور قریب میں نہر ہے جس پر پل بنا ہوا ہے۔ اب آبادی کے لحاظ سے یہ پل ناکافی ہے۔ اس لئے حکومت نے اس پل کو بڑا بنادیا ہے دوطرف توسیع کی گئی ہے دس دس فٹ۔ اب ایک سائڈ میں مذکورہ مسجد کی دوکان اور مسجد کی دیوار اور ایک سائڈ کا ایک مینار جو کہ روڈ کی میونسپلٹی کی جگہ پر بلا اجازت اور بلا قیمت ادا کئے بنایا گیا ہے یہ حصہ کٹنگ میں آرہا ہے۔ روڈ کو چوڑا کرنا ضروری ہے' نہیں تو پل کی توسیع پر جو لاکھوں روپیہ خرچ ہوا ہے بے کار ہوجاتا ہے اور عوام کی تکلیف بدستور قائم رہتی ہے۔ حالانکہ یہ پوری مسجد ہی بلا اجازت' بلا کسی منظوری اور زمین کی قیمت ادا کئے بغیر ہی بنالی گئی ہے۔ اب مین روڈ سے تو صرف مسجد کی دوکان اور ایک سائڈ کی دیوار اور ایک طرف کا مینار ہی جاتا ہے۔ اعلیٰ حکام کہہ رہے ہیں کہ یہ مسجد کا حصہ نہیں ہیں باقی مسجد، بدستور قائم ہے' ہم اس کے صلے میں مسجد کو جو کہ سنگل اسٹوری ہے ڈبل اسٹوری بنوادیں گے۔ براہ کرم مسجد کی دوکان' دیوار و مینار شہید کرنے دیں۔ واقعات پڑھنے کے بعد مندرجہ ذیل سوالات کا شریعت مطہرہ کے مطابق جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔

ا۔ کیا مسجد کے روڈ والے حصہ کی دوکان و مسجد کی دیوار و مینار جو خارج مسجد ہے؟ کیا اس کو شہید کیا جاسکتا ہے؟ جبکہ مسجد اپنی جگہ قائم رہتی ہے۔

۲۔ مذکورہ مسجد جو کہ زمین کی قیمت ادا کئے بغیر اور بلا کسی اجازت کے بنالی ہے' اس میں نماز پنج وقتہ ہوتی ہے کیا اس میں نماز کا ثواب مسجد کا ہی ملے گا یا نہیں ملے گا؟

۳۔ جبکہ صاحب اقتدار حضرات کی پیشکش ہے کہ مسجد کو ڈبل اسٹوری بنا کر دیں گے۔ یہ پیشکش قبول کی جاسکتی ہے؟

المرقوم منشی محمد سلطان قادری، پھلیلی پاڑ بریٹ آباد

۷۸۲ **الجواب** اللهم هداية الحق و الصواب: ا۔ اس میں شک نہیں کہ جو مسجد جائز طور پر بن گئی وہ مسجد ہوگئی' خواہ زمین کی شکل میں ہو یا پکی عمارت کی صورت میں۔ اب کہ مسجد مکمل ہو چکی اور حکومت اپنے منصوبہ کے مطابق وہاں کشادہ سڑک نکالنا چاہتی ہے تو اس کی زد میں اگر مسجد نہیں بلکہ وہ جگہ آتی ہے جو مسجد کے لئے دوکانیں بنانے کے لئے مختص کی گئی تھی اور رفاہِ عامہ و مفاد عامہ کی خاطر حکومت کو ایسی زمین واپس لینے کا اختیار ہے۔ ہاں مسجد کو توڑنے اور منہدم و ویران کرنے کا اسے بھی اختیار نہیں۔ مسئلہ شرعیہ یہ ہے کہ وہ جگہ جو مسجد میں اضافہ کے لئے خریدی گئی ہے جب تک اسے مسجد نہ کردیں وہ مسجد نہیں تو اسے دوسرے کام میں لا سکتے ہیں۔ خصوصاً عوام کے مفاد کے لئے (فتاویٰ امجدیہ وغیرہ) لہٰذا صرف دوکانوں کی جگہ کو کہ وہ خریدی بھی نہیں گئی ہے مفاد عامہ میں لے سکتے ہیں۔

۲۔ ایسی مسجد میں نماز جائز ہے نماز کا ثواب ملے گا کہ مالک نے جب سے مسجد قائم کی ہے اسے مسجد ہی تسلیم کیا ہے۔

۳۔ یہ پیشکش صرف دوکانوں کے عوض ہوسکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

مسجد میں چندہ دینے والا اس کا متولی نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے محلہ لطیف آباد نمبر ۴' میں ایک مسجد جس کا نام اللہ والی مسجد ہے۔ تمام اہل محلّہ کے چندے سے تعمیر ہوئی ہے۔ اس میں مسجد کمیٹی بھی موجود ہے۔ مسجد کی تعمیر میں محلّہ کے دوسرے لوگوں کی بہ نسبت محلّہ کے ایک بزرگ نے اپنا زیادہ وقت دیا اور اسے تعمیر کرایا۔ اس کے علاوہ مسجد کی دیکھ بھال بھی کرتے رہے۔ اگر وہ بزرگ یا ان کا کوئی عزیز رشتہ دار صرف اس بناء پر کہ ان کے بزرگ نے مسجد کی تعمیر میں زیادہ وقت دیا اور اسے تعمیر کرایا یہ دعویٰ کرے کہ اس مسجد میں جو ہم چاہیں گے وہی ہوگا' ہم کسی اور کو مداخلت نہیں کرنے دیں گے۔ ایسی حالت میں اس مسجد کمیٹی کے ممبران اور اہل محلّہ کی نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟ فقط مسجد کمیٹی ممبران

۷۸۲ الجواب: مسجد جبکہ اہل محلّہ کے چندے سے تعمیر ہوئی ہے اگرچہ کسی نے کم دیا' کسی نے زیادہ' کسی نے کم توجہ دی' تو کسی نے بیشتر۔ تو جس نے تعمیر میں زیادہ حصہ لیا اس نے زیادہ ثواب کمایا۔ جس نے کم حصہ لیا' اس نے کم صلہ واجر پایا۔ مگر تعمیر میں زیادہ حصہ لینے والا اس کا بانی نہیں۔ اس کا متولی ومنتظم نہیں۔ مسجد کی منتظمہ مسجد کی کمیٹی ہے۔ تو مسجد کمیٹی کو اختیار ہے کہ جسے امامت واذان کا اہل پائیں اسے امام ومؤذن مقرر کریں۔ یا مسجد کی آبادی وبہتری کے لئے جو مناسب قدم' باہمی مشورے سے اٹھانا چاہیں اٹھائیں اور مسجد ونمازیان مسجد کا احترام ومفاد' نظروں میں رکھیں اور مقدم جانیں۔ مسجد میں سپید وسیاہ کا مالک ومختار بننے کا دعویٰ تو خود بانی مسجد بھی نہیں کرسکتا نہ کہ اس کی اولاد میں کوئی فرد۔ خصوصاً جبکہ وہ ناتجربا کار ہو۔ یا خود رائے اور خود پسند ہو۔ ہاں امام ومؤذن مقرر کرنے میں بانی مسجد یا اس کی اولاد کا حق' بہ نسبت اہل محلّہ کے زیادہ ہے مگر اہل محلّہ نے جسے مقرر کیا' وہ بانی مسجد کے مقرر کردہ سے اولیٰ ہے تو اہل محلّہ ہی کا مقرر کردہ امام ہوگا۔ (درمختار) مگر یہاں نہ ہی کوئی بانی مسجد ہے نہ اس کا متولی تو یہ شخص کس بنیاد پر ایسے ناجائز دعوے کرتا ہے۔ مسجد خدا کی ہے اور سب مسلمانوں کو اس میں نماز پڑھنے کا حق ہے۔ اس سے روکنا سخت گناہ اور محرومی کا باعث ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ (البقرہ:114)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ر شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

شادی کے موقع پر مسجد میں پیسے دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: شادی بیاہ اور دوسری خوشی کی تقریبات کے موقع پر اکثر برادریوں کے رواج کے مطابق مسجد کے لئے روپے دیئے جاتے ہیں اور اس پیسے کو خیرات کا نام دیا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ روپے مسجد میں لگ سکتے ہیں یا نہیں؟ براہ کرم اس کا جواب شرع کے مطابق قرآن وحدیث کی روشنی میں مرحمت فرمائیں تاکہ ہماری اصلاح ہوسکے۔ فقط عبدالرحمٰن شیخ ولد شمس الدین، صرافہ بازار' حیدرآباد' سندھ

۷۸۲ الجواب: لفظ خیرات خیرۃ کی جمع ہے اور خیرۃ کے معنی ہیں نیک کام۔ لہٰذا خیرات سے مراد کار خیر ہے اور مسجد میں

روپے دینا کارِخیر ہے۔ لہٰذا شرعاً شادی بیاہ یا دوسرے خوشی کے موقع پر جو رقم بنام خیرات مسجد میں دی جاتی ہے جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا يَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ (توبہ:18) مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ر شعبان ۱۴۰۴ھ

محراب کے آگے دو کانوں کی تعمیر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔کیا مسجد شریف کی محراب کے آگے جگہ کو خالی رکھنا ہے؟ اگر مسجد شریف کی محراب کے آگے دو کان تعمیر کر دی جائے جو کہ مسجد شریف کے مفاد میں ہو تو کیا یہ جائز ہے؟ اس سلسلے میں شرعی فیصلہ کیا ہے؟ فقط محمد منصور شیخ، لطیف آباد حیدرآباد، ۲۱/۵/ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: محراب کے آگے دو کانوں کی تعمیر سے اگر نمازیوں کو مسجد میں آنے جانے سے کسی قسم کی کوئی دشواری یا پریشانی ہونے کا امکان ہو تو یہ تعمیر جائز نہ ہوگی ورنہ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۳۰/۵/ ۱۹۸۴ء

مسجد میں گملے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مساجد میں پھولوں کے گملے رکھے جا سکتے ہیں یا نہیں؟ جبکہ ''بہار شریعت میں احکام مساجد میں درخت لگانا جائز نہیں'' لکھا ہے۔ چونکہ بعض افراد کہتے ہیں کہ جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ناجائز؟ براہِ مہربانی ازروئے شرع اس کا کیا حکم ہے؟ بیان فرمائیں السائل محمد پرویز خان، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** مسجد میں پھولوں کے گملے رکھ سکتے ہیں جبکہ نماز میں ان سے خلل نہ ہو اور نمازی کے سامنے نہ ہو کہ خلل نماز کا سبب بنے۔ بہار شریعت احکام مساجد میں درخت لگانے کی ممانعت لکھی ہے نہ کہ گملے رکھنے کی۔ (عامۂ کتب)۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ر شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

اذان کے بعد مسجد سے جانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کوئی شخص فجر کی اذان سننے کے بعد جماعت سے پہلے ہی اپنی نماز پڑھ کر مسجد سے چلا جائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ اسلام احمد خان، نیو کلاتھ مارکیٹ حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی اجازت نہیں۔ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا کہ ''اذان کے بعد مسجد سے نہیں نکلتا مگر منافق۔ لیکن وہ شخص کہ کسی کام کے لئے گیا اور واپسی کا ارادہ رکھتا ہے یعنی قبل قیام جماعت۔ یوہیں جو شخص دوسری مسجد کا منتظم ہو تو اسے چلا جانا چاہئے۔ (عامۂ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ر شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

راستے کے لئے مسجد کی دو کانوں کی جگہ لینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسجد اقصیٰ ممتاز کالونی قاضی قیوم روڈ حیدرآباد جو کہ کنٹونمنٹ بورڈ ہے۔ حیدرآباد کی کچی آبادی میں شمار ہوتی ہے۔ اب کنٹونمنٹ بورڈ یہاں پر ترقیاتی کام پر لاکھوں روپیہ خرچ کر رہا ہے جس میں روڈ کا کام بھی شامل ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روڈ کٹنگ میں کئی مکانات کاٹے جا رہے ہیں ایک سائڈ میں مسجد شریف ہے۔ دوسری سائڈ (مسجد شریف کے سامنے) پر مکانات تعمیر ہیں۔ مسجد شریف کی تعمیر مکمل ہے اور مسجد شریف کے باہر مسجد شریف کی جگہ پر دو کانیں تعمیر ہیں اس لئے کہ مسجد کے اخراجات کو برداشت کیا جا سکے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سامنے والے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا مکان کاٹا جا رہا ہے تو مسجد شریف کی دو کانیں بھی کاٹی جائیں تاکہ ہمارے مکان کی کٹنگ کم ہو جبکہ مکان والوں کو ابھی تک الاٹمنٹ آڈر بھی جاری نہیں کیا گیا ہے۔ اس لئے آپ سے یہ مسئلہ حل کرنے کے لئے عرض کی جا رہی ہے کہ مسجد شریف کی جگہ کو شہید کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اس لئے کہ دو کانیں مسجد شریف کی ملکیت ہیں۔ کنٹونمنٹ بورڈ نے مسجد شریف کی جگہ کو وقف کر دیا ہے۔ جس کے کاغذات درخواست کے ساتھ ہیں اور مکان والوں کا صرف زمین پر قبضہ ہے۔ مہربانی فرما کر اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے فتویٰ جاری فرمائیں۔

طالب فتویٰ انتظامیہ کمیٹی وارا کین

۷۸۶ **الجواب** هوالموفق للصواب: اس میں شک نہیں کہ جو مسجد جائز طور پر بن گئی وہ مسجد ہو گئی۔ خواہ وہ زمین کی شکل میں ہو یا کچی پکی عمارت کی صورت میں۔ اب کہ مسجد ہو چکی اور حکومت اپنے منصوبہ کے مطابق وہاں کشادہ سڑک نکالنا چاہتی ہے تو اس کی زد میں مسجد نہیں بلکہ وہ جگہ آئیگی ہے جو مسجد کے لئے دو کانیں بنانے کے لئے مختص کی گئی تھی اور رفاہ عامہ و مفاد عامہ کی خاطر حکومت کو ایسی زمین واپس لینے کا اختیار ہے۔ ہاں مسجد کو توڑنے اور منہدم و ویران کرنے کا اسے بھی اختیار نہیں۔ مسئلہ شرعیہ یہ ہے کہ جو جگہ مسجد میں اضافہ کے لئے خریدی گئی جب تک اسے مسجد نہ کر دیں وہ مسجد نہیں ہے اور جب وہ مسجد نہیں تو اسے دوسرے کام میں لا سکتے ہیں خصوصاً عوام کے مفاد کے لئے۔ (فتاویٰ امجدیہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　　۱۸ ر شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

۷۸۶ **الجواب:** حیرت ہے کہ کلمہ پڑھنے والے' مسلمان کہلانے والے' اپنے مکانات کے بچاؤ کی خاطر' مسجد کی زمین کو آڑ بناتے ہیں اور اپنی اڑی پر اڑے ہوئے ہیں۔ اہل محلہ انہیں راستی و نرمی سے سمجھائیں' مسلمان ہیں مان جائیں گے اور کسی کی نہ مانیں' کسی کی نہ سنیں تو ان سے لڑنے جھگڑنے کی بجائے معاملہ حکومت کو پہنچا دیا جائے۔ حکومت کے کارندے خود ہی ان سے نبٹ لیں گے اور کوئی فتنہ فساد نہ ہوگا۔ حضرت مجیب کا جواب صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۸ ر شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

مسجد میں عرس میں جھنڈیاں لگانا' محفل کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

ا۔کسی بزرگ عالم دین کا عرس چہلم، مزار تعمیر نہ ہونے یا بارشوں کی وجہ سے یا اس کی عزیز ترین مسجد میں کیا جائے اور عرس کی رونق دوبالا کرنے کے لئے جھنڈے جھنڈیاں' بینرز لائٹ لگا کر مسجد کو سجایا جائے' اور مسجد سے ملحق مدرسہ میں مہمانوں کو لنگر کھلایا جائے۔مسجد میں علماء اہلسنت کی تقاریر' محفل نعت' ذکر دعا' درود خوانی' قرآن خوانی' صلاۃ وسلام ہو یہ تمام چیزیں مسجد میں عرس یا چہلم کی تقریب میں کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۲۔جو لوگ اس روحانی محفل کی مخالفت کریں اور جھنڈے' جھنڈیاں' بینرز جو مسجد میں لگائے جاتے ہیں۔اس سجی ہوئی مسجد کو کچھ لوگ امام باڑہ کہیں تو ایسے لوگوں کے لئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

۳۔مسجد میں کسی تقریب کی تصویر اتارنا جائز ہے یا نہیں؟

۴۔قبر کو اندر سے پکی اینٹ سے سیمنٹ بجری کے ساتھ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ جواب عطا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

محمد احسان قادری رحمانی، امریکن کوارٹر حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: ا۔صورت مذکورہ در سوال جائز ہے کہ یہاں غرض یہ ہے کہ زائرین و مستفیدین راحت پائیں اور نیت محمود ہے اور جہاں نیت محمود اور نفع موجود ہو وہاں منع نہیں ہوتا۔(فتاویٰ رضویہ) مسجد یوں بھی ذکر الٰہی کی جگہ ہے لہٰذا مسجد میں دینی و مذہبی تقاریر' نعت' ذکر' دعا' درود وسلام سب کچھ جائز ہے' جو اسے منع کرتا ہے وہ اس آیت کے زمرے میں ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ (البقرہ:114)'' اس سے بڑھ کر ظالم کون جو مسجد میں ذکر الٰہی سے روکے''۔(القرآن)۔

۲۔مزین مسجد کو غیر مسجد سے تشبیہ دینا محض لاعلمی اور نادانی ہے۔

۳۔تصویر کشی مسجد میں خواہ مسجد سے باہر، بہر صورت حرام ہے' کسی کے عمل سے حرام' حلال نہ ہو جائے گا' ہر شخص اپنے فعل کا خدا کے سامنے خود جوابدہ ہے۔

۴۔اگر پختہ اینٹ میت کے متصل یعنی اس کے آس پاس کسی چیز میں نہیں ہے بلکہ کڑا کچا اور بالائے قبر پختہ ہے تو مطلقاً ممانعت نہیں۔امام اجل فقیہ مجتہد اسماعیل زاہد نے خاص لحد میں پکی اینٹ پر نص فرمایا جبکہ نیچے کچے چوکے کی تہہ ہو اور اپنی قبر مبارک میں یوں ہی کرنے کی وصیت فرمائی۔طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے وقد نص اسماعیل الزاهد بالآجر خلف اللبن علی اللحد واوصی به۔(فتاویٰ رضویہ) متصل میت ممنوع و مکروہ ہے مگر جبکہ بضرورت نرمی وتری زمین ہو تو اس میں حرج نہیں۔درمختار میں ہے کہ وجاز ذلك حوله بارض رخوة كالتابوت۔(درمختار)۔واللہ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۸/۱۲/۱۹۹۴ء

مسجد کے لئے متعین جگہ مسجد ہے

سوال: بخدمت جناب عالی! ابوحماد مفتی احمد میاں برکاتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد آداب عرض ہے کہ ایک مسئلہ میں آپ کی رہنمائی درکار ہے۔ برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں اس مسئلہ کو حل فرمایئے عین نوازش ہوگی۔ مسئلہ یہ ہے کہ

کھتری کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ حیدرآباد نے ایک قطعہ اراضی، رہائشی منصوبہ کے لئے خرید کیا اور رہائشی پلان ٹاؤن پلاننگ سے منظور کرا کر تعمیراتی کام شروع کیا۔ اس پلان میں ایک جگہ مسجد کے لئے بھی مخصوص کی گئی ہے۔

سوسائٹی کی انتظامیہ اور دیگر کمیٹی ممبران چاہتے ہیں کہ نیچے دوکان تعمیر کروا کر اوپر مسجد تعمیر کرائی جائے تاکہ مسجد کے اخراجات دوکانوں کے کرائے سے پورے ہوتے رہیں مگر کئی لوگ کہتے ہیں کہ نیچے دوکانیں اور اوپر مسجد یہ جائز نہیں ہے اور کئی مساجد کی مثال بھی دیتے ہیں (جیسا کہ کراچی کی نیو میمن مسجد) کہ اسی لئے مسجد نیچے بنائی ہے اور اوپر نہیں بنائی جبکہ دوسرے گروہ عالمگیر کی بنائی ہوئی دہلی جامع مسجد اور دوسری مساجد کی دلیل دیتے ہیں کہ نیچے مارکیٹ اور اوپر مسجد ہے۔

آپ سے عرض ہے کہ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ نیچے دوکانیں اور اوپر مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟

فقط، جواب کا منتظر آپ کا ادنیٰ خادم، ولی محمد کھتری، نیو کلاتھ مارکیٹ' حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: اگر مذکورہ جگہ مسجد کے لئے متعین کر کے مسجد قرار دے چکے تھے تو اب اس جگہ پر دوکانیں بنانا، ناجائز ہے ورنہ جائز۔ درمختار میں ہے اما لو تم المسجد یۃ تم اراد البناء منع۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۹/۷/۱۹۸۴ء

مسجد کی اضافی دیواروں کو گرانا

سوال: محترم جناب حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی گزارش یہ ہے کہ

میرے حلقہ ۲۴ حسن آفندی روڈ چوک میں واقع چھوٹی سی مسجد مین روڈ کے کنارے واقع ہے۔ یہاں لوگ اندر نماز بھی پڑھتے ہیں۔ مسجد کے باہر مین روڈ پر چار دیواری بنادی گئی ہے۔ جہاں نماز بھی نہیں ہوتی یہ محض روڈ کو گھیرنے کے مترادف ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس مسجد کی جگہ کی قیمت بھی ادا نہیں کی گئی ہے اور لوگوں نے اس مسجد کی باہر والی چار دیواری کے ساتھ ساتھ ناجائز جگہ آگے بڑھالی ہے۔ علماء دین اس بارے میں کیا فرماتے ہیں آیا مسجد کے ساتھ باہر مین روڈ کی چار دیواری کو توڑا جاسکتا ہے یا نہیں؟ جہاں کہ نماز بھی نہیں ہوتی۔ حنیف چوہان، میونسپل کونسلر حلقہ نمبر ۲۴، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: جو جگہ ایک مرتبہ مسجد بنادی گئی اور اس میں لوگوں کے لئے اذان دے کر جماعت کرادی گئی تو وہ مسجد ہوگئی اور جو جگہ ایک مرتبہ مسجد بن جائے وہ قیامت تک مسجد ہے۔ ذخیرہ میں ہے اذا بنی مسجدا و اذن للناس بالصلوۃ فیہ للجماعۃ فانہ یصیر مسجدا (ردالمحتار) پھر اگر مسجد تنگ ہو جائے اور مسجد کی اطراف

کشادہ ہوں تو اسے مسجد میں شامل کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ راستے سے گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو تا تارخانیہ میں ہے عن محمد فی مسجد ضاق باھله لا بأس بأن یلحق به من طریق العامة اذاکان واسعا (ردالمحتار) لہٰذا صورت مسئولہ عنہا میں جبکہ روڈ کشادہ ہے اور گزرنے والوں کو کوئی تکلیف نہیں ہے خواہ مخواہ اپنی ذاتی رائے سے مسجد کی اضافی دیواروں کو گرانا ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۱/۴/۱۹۸۵ء

مسجد کے لئے دوکانیں بنانا

سوال: محترم جناب حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی گزارش یہ ہے کہ

۱۔ مسجدوں میں دوکانیں تعمیر کرنا اور تجارتی مقاصد میں استعمال اور اس آمدنی سے فیض یاب ہونا یہ کہاں تک جائز ہے شرع کی رو سے؟ اور کیا مدینہ اور مکہ میں بھی اسی طرح مذہبی مقامات پر تجارتی طور پر فیض پایا جاتا ہے؟ اور اگر یہ جائز نہیں تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

۲۔ سڑک کو بلاک کر کے یا راستوں کو تنگ کر کے مسجد بنائی جائے اور جس کے مالکانہ حقوق کی اجازت بھی مالک جگہ سے نہ لی جائے۔ آیا! ایسی جگہ پر جہاں مالک زمین کی اجازت و رضامندی حاصل نہ کی گئی ہو نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ حدیث وفقہ میں اجازت ہے؟

۳۔ کسی بھی ملکیت پر جس کا مالک چاہے سرکاری ہو یا غیر سرکاری یا نجی اس کی بغیر اجازت و رضامندی کے مسجد تعمیر کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ ایسی جگہ نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

۴۔ غیر مسلم کے عبادت خانوں کو توڑ کر زبردستی ناجائز طور پر مسجد بنائی جاسکتی ہے؟ جبکہ غیر مسلم میں نفرت و بغاوت کا احتمال ہو

۵۔ آیا! ایسی مسجد جس کو خوبصورتی سے سجایا گیا لیکن وہ مسجد صرف نماز کے وقت کھلتی ہے باقی سارا دن اس میں تالا لگا رہتا ہے اس سلسلے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ حنیف چوہان، میونسپل کونسلر حلقہ نمبر ۲۴، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب ھو الموفق للصواب: ۱۔ سائل نے اس سے پہلے بھی اس مسجد کی تعمیر کے بارے میں فتویٰ حاصل کیا ہے فقیر نے مسجد کا معائنہ کیا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ اب سوال کو گھما پھرا کر لکھا گیا ہے۔ اصل صورت وہی ہے جو سابقہ فتویٰ میں دکھائی گئی فقیر کا فتویٰ سابقہ اپنی جگہ درست ہے اور اس مسجد کا کسی طرح بھی گرانا جائز نہیں ہے۔

۲۔ دوکانوں کی تعمیر کا مقصد مسجد کی ضروریات پورا کرنا ہے اس لئے یہ جائز ہے۔

۳۔ صورت واقعی کے مطابق مسجد سے نہ تو راستہ تنگ ہے، اور نہ سڑک بلاک ہے پھر مسجد تنگ ہو تو کرھا بھی لینا جائز ہے جیسے کہ مسجد حرام اور مسجد نبوی کی توسیع کے لئے صحابہ کرام نے قریبی زمین کرھالی۔ (درمختار)۔

۴۔ اس شق کا مسجد سے کوئی تعلق نہیں۔ مسجد قدیم چلی آرہی ہے اس لئے یہ سوال بے جا ہے۔

۵۔ چوری یا مال کے ضیاع کا خطرہ ہو تو مسجد میں اوقات نماز کے علاوہ تالا لگا دینا چاہئے۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۳/۴/۱۹۸۵ء

مسجد کے لئے وقف جگہ، مسجد ہے

سوال: جناب علماء دین ومفتیان شرع، صاحبان مندرجہ ذیل مسئلہ پر فتویٰ صادر فرمائیں۔

ایک مسجد حیدرآباد ائیر پورٹ کالونی پر آٹھ سال قبل رہائشی کوارٹرز کے قریب ڈائیریکٹر جنرل سول ایوی ایشن جناب وزیرزادہ صاحب جو کہ پاکستان کے تمام ائیر پورٹ کے حاکم ومختار تھے' نے سڑک سے ایک سو پچاس فٹ دور ایک جگہ مسجد کے لئے متعین فرمائی اور یہ جگہ مسجد کے لئے باقاعدہ وقف کی گئی تھی اور بنیاد کی اینٹ بھی رکھی تھی۔ اپنی جیب خاص سے =/۲۰۰۰ روپے برائے تعمیر مسجد مرحمت فرمائے کیوں کہ اس وقت تین میل کے اندر کوئی مسجد نہیں تھی۔ یہ مسجد ابھی تک بلا چھت ہے۔ اس مسجد میں بجلی اور پانی کی ٹنکی بمع نل وغسل وخانہ وپیشاب خانہ ہے۔ اس مسجد میں کسی سرکاری ادارہ کا روپیہ نہیں لگا ہے۔ اس مسجد میں پانچوں وقت کی نماز باجماعت اور رمضان میں تراویح ہوتی ہے۔ کالونی کے بچوں کو تعلیم بھی اس مسجد میں دی جاتی ہے۔

اب ایک دوسری مسجد پرانی مسجد سے ایک میل دور سول ایوی ایشن ٹریننگ انسٹیٹیوٹ نے ایک سال گزرا بنوائی ہے جو کہ بہت خوبصورت ہے۔ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کے ڈائیریکٹر صاحب جو کہ صرف حیدرآباد ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کے حاکم ہیں' انہوں نے پرانی مسجد کو شہید کرنے کا حکم صادر فرما دیا ہے ڈائرکٹر انسٹیٹیوٹ فرماتے ہیں کہ نماز کے لئے دوسری جگہ دے دوں گا صرف کمرہ ہوگا۔ محراب ومنبر نہیں ہوگا۔ وہ بھی پکا وعدہ نہیں کرتے۔ تمام صاحبان حنفی مسلمان ہیں۔

کیا یہ مسجد شہید کرانا درست ہے؟ اگر نہیں تو مسجد شہید کرانے کا حکم دینے والے ودیگر شہید کرنے والوں پر کیا تادیب شرعی اور حد شرع قائم ہوتی ہے؟ فقط، اہل محلہ ائیر پورٹ کالونی' حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جب کہ باقاعدہ جگہ وقف کی گئی اور بنیاد کی اینٹ بھی رکھی گئی اور پھر باقاعدہ پنج وقتہ نماز ہوتی رہی تو یہ مسجد ہوگئی، اگرچہ اس کی چھت نہ ہو کہ مسجد کے لئے عمارت شرط نہیں کہ خالی زمین اگر کوئی مسجد کر دے تو مسجد ہے اور مسجد ہوگئی تو اب اسے مسجدیت سے ابطال کا حق کسی کو نہیں کہ جو جگہ مسجد بنا دی گئی قیامت تک مسجد ہوگئی۔ (درمختار وغیرہ) اسے شہید کرنا سخت جرم ہے قرآن پاک میں مسجد میں ذکر سے منع کرنے والے کو بڑا ظالم کہا گیا ہے تو جو مسجد شہید کرائے وہ تو بہت بڑا ظالم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ (الجن: 18) بیشک مسجدیں اللہ کی ملک ہیں بعد ارشاد فرمایا وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا (البقرہ: 114)۔ ترجمہ ''اس سے بڑھ کر ظالم کون جو مسجدوں میں اللہ کے ذکر سے منع کرے اور اس کے ویران کرنے میں کوشش کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۶ر شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ

مسجد کی اشیاء صرف مسجد کیلئے استعمال ہوسکتی ہیں، اذان سے پہلے سلام' عورت کو دیکھنے میں وضو نہیں ٹوٹتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

ا۔ مسجد کا پانی اور بجلی یا کوئی اور چیز عام استعمال کرنا جائز ہے کہ نہیں؟ جب کہ مسجد کی ٹنکی میں اور دوسرے نلوں میں لوگ پائپ لگا کر پانی گھروں میں عام استعمال کے لئے لے جاتے ہیں اور بعض اوقات وضو کے لئے پانی نہیں ہوتا' پانی استعمال کرنے والے نمازی اور بے نمازی بھی ہیں۔ اکثر پانی بھرنے والے عورتیں اور بچے ہوتے ہیں۔

۲۔ باجماعت نماز ادا کرنے کے بعد جب امام سلام پھیرتے ہیں تو بعض مقتدی سلام پھیرنے کے بعد صف توڑ کر پیچھے ہوکر بیٹھ جاتے ہیں' امام کی دعا سے پہلے صف توڑنا جائز ہے کہ نہیں؟

۳۔ بعض اوقات محلے کی مسجد میں سر سے ننگی عورتیں مسجد کے دروازے سے گزرتی ہیں اور نمازیوں کی نظر ان پر پڑ جائے تو ان کا وضو مکروہ ہو جاتا ہے یا نہیں؟

۴۔ اذان سے پہلے بلند آواز سے صلاۃ وسلام پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ بہت سے لوگ اذان سے پہلے صلاۃ وسلام بلند آواز سے پڑھتے ہیں؟ فقط السائل

۷۸۶ الجواب: ا۔ مسجد کی اشیاء صرف مسجد میں استعمال ہوسکتی ہیں مسجد کے علاوہ کسی دوسری غرض میں استعمال نہیں کرسکتے۔ پانی مسجد کی ٹنکی میں موجود ہے اسے گھر لے جانا منع ہے۔ اپنے گھر کے لئے پائپ لگا کر پانی لینا کہ نمازی وضو سے رہ جائیں سخت جرم ہے اور ہرگز جائز نہیں ہے۔ (عامۂ کتب، بہار شریعت)۔

۲۔ بعد نماز سلام پھیرنے کے بعد صف سے پیچھے ہٹنا جائز ہے جبکہ پیچھے نمازی نماز نہ پڑھ رہا ہو ورنہ پیچھے نہیں ہٹ سکتا ہے۔ (عامۂ کتب)

۳۔ عورت کو دیکھنے سے وضو مکروہ نہیں ہوتا اگرچہ ننگے سر ہو۔ ہاں عورت کو قصداً دیکھنے کا گناہ ہوگا۔

۴۔ صلاۃ کے معنی درود کے ہیں۔ درود ہمیشہ سے جب سے آیت یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۶﴾ (احزاب) نازل ہوئی مسلمانوں میں جاری ہے۔ قرآن وحدیث نے اس کے لئے کوئی وقت معین نہیں کیا مثلاً نماز کے وقت اذان سے پہلے نہ پڑھا جائے یہ بحث بے کار ہے۔ نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنا موجب ثواب و برکات اور درود کے ثواب جو احادیث میں وارد ہیں اس بات کے مستحق ہیں کہ اسے خوب پھیلایا جائے اور قرآن پاک نے عام حکم دیا ہے لہٰذا کسی وقت کی قید لگانا صحیح نہیں ہر وقت جائز ہے قبل اذان درود پڑھنا جائز ہے اور جو منع کرتا ہے وہ منع کی دلیل کسی حدیث یا کسی دلیل شرعی سے پیش کرے۔ حدیث پاک میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ما راٰہ المسلمون حسنًا فهو عند الله حسن یعنی جس نیک کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے لہٰذا قبل اذان درود شریف جائز د

مستحسن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ رشعبان المعظم ۱۴۰۵ھ

مسجد میں قرآن کریم بلند آواز سے پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسجد میں بعد نماز فرضوں کے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کی ضربیں لگانا کہ اس میں نمازی نماز پڑھتے ہیں۔ نماز میں خلل پڑتا ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا جواب عنایت فرمائیں۔ فقط والسلام۔ فرید احمد، حالی روڈ حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب: بلاشبہ مسجد میں تلاوت قرآن مجید اور درود شریف یا کلمۂ طیبہ پڑھنا جائز و مستحسن۔ احادیث سے اس کا جواز ملتا ہے۔ ہاں اگر لوگ نماز میں مشغول ہوں تو اتنی بلند آواز سے نہ پڑھے۔ کہ نمازیوں کو انتشار خاطر ہو۔ (فتاویٰ امجدیہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ رشعبان المعظم ۱۴۰۵ھ

مسجد کی اشیاء کا استعمال

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسجد رحمانیہ کے پاس رہنے والوں نے چندہ جمع کر کے خاص خاص مواقع پر مسجد کی آرائش کے لئے بتیوں کا انتظام کیا ہے۔ جو مسجد رحمانیہ کی ملکیت ہے۔ کیا مسجد کی انتظامیہ عام لوگوں کی شادی بیاہ یا کسی اور عوامی تقریب میں بتیوں کو کرایہ پر دے سکتے ہیں یا نہیں؟ کرائے کی آمدنی پوری کی پوری مسجد کے مصرف میں لائی جاتی ہے۔ فقط تاج محمد انصاری، پریٹ آباد حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مسجد کی اشیاء جو مسجد کو وقف ہیں مسجد کے استعمال میں لائی جائیں گی کسی دوسری غرض میں استعمال نہیں کر سکتے ہیں۔ (بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ رشوال المکرم ۱۴۰۰ھ

مسجد کی حد

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: محمدی مسجد جو کہ بہت پرانی بنی ہوئی تھی اور اس کی محراب عام مسجدوں کی طرح آگے کو نکلی ہوئی تھی۔ محراب کی دیوار کے سامنے ایک شخص کا پلاٹ تھا۔ اس شخص نے اپنے مکان کی تعمیر کے وقت محراب کے دونوں طرف دیواروں کے ساتھ ملا کر اپنی دیوار بنائی اور محراب کے ساتھ باہر اپنی دیوار بنائی لیکن مسجد کی دوسری اور تیسری منزل کی محراب کا باہر نکلا ہوا حصہ اپنے مکان میں شامل کر لیا۔ کیا اس کا یہ فعل شرعاً جائز ہے؟

فقط۔ غلام نبی میمن، ممبر منتظمہ کمیٹی محمدی مسجد، آفندی محلہ کھائی روڈ حیدرآباد

۱۱۔ **الجواب** هو الموفق للصواب: مسجد ان ظاہری دیواروں کا نام نہیں بلکہ اتنی جگہ کے محاذی ساتوں آسمانوں تک مسجد

ہے۔ درمختار میں ہے انہ مسجد الی عنان السماء اسی طرح نیچے تحت الثریٰ تک مسجد ہے ردالمحتار میں ہے وکذا الی تحت الثریٰ کمافی الکبیری عن الاسبیجابی لہٰذا دوسری تیسری منزل پر محراب کے اوپر جو جگہ خالی ہے وہ خالی نہیں بلکہ محراب ہے اور مسجد کے ہی حکم میں ہے۔ یہ تو محراب ہے۔ فقہاء نے فرمایا حد مسجد اور فنائے مسجد بھی مسجد ہوتی ہے۔ عالمگیری میں ہے والفناء تبع المسجد فیکون حکمه حکم المسجد کذافی محیط السرخسی (رضویہ) لہٰذا شخص مذکورہ کا فعل قطعاً درست نہیں لوگ اسے ظلم سے روکیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۸/۷/۱۹۸۵ء

مسجد کی لائبریری

سوال: محترم جناب قبلہ الحاج حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک لائبریری قائم کی گئی مسجد میں۔ جس کا تمام لین دین لائبریری کے نام سے کیا گیا۔ جب لائبریری قائم ہوئی تو اس کا لیٹر پیڈ ورسیدیں لائبریری کے نام سے چھاپی گئیں اور رقم لے کر لائبریری میں دینی مذہبی کتب رکھی گئیں۔ جو بعد میں کسی مشکل کی وجہ سے مثلاً وقت نہیں ملتا یا کوئی کھولنے کا خیال نہیں کرتا یا لائبریری کو چلانے کا خیال نہیں تو اب ایسی صورت میں کیا لائبریری کی کتب فروخت کر کے مسجد کے فنڈ میں یا مسجد کی تعمیر میں کیا اس رقم کو استعمال کر سکتے ہیں؟ اگر کر سکتے ہیں تو کیا شرائط ہیں؟ اور اس کا سد باب کیا ہو سکتا ہے؟ جب کہ اندیشہ ہے کتب خراب ہونے کا۔ براہِ کرم شرع شریف کا جو حکم ہو ہے اس کے مطابق فتویٰ صادر فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ فقط عبد العزیز نقشبندی، خطیب بلال مسجد صرافہ بازار، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جن لوگوں کے چندے یا کسی ایک شخص نے دیئے ہوں یا ان لوگوں سے جنہوں نے یہ کتب دی ہیں اجازت لے کر ان کتب کو فروخت کر کے مسجد کی تعمیر یا فنڈ میں لگا سکتے ہیں۔ (عامۂ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ رصفر المظفر ۱۴۰۵ھ

مسجد میں عید میلا د النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہم اہلیان محلہ اپنی مسجد کے اندر بعد نماز عشاء جلسۂ عید میلا د النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منعقد کرنا چاہتے ہیں۔ کیا مسجد کے اندر جلسہ عید میلا د النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منایا جاسکتا ہے؟

باشندگان اہل محلہ ملحقہ اکبری مسجد حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: میلاد پاک سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد میں کرنا جائز ہے کہ اللہ کا ذکر ہے اور مسجد اللہ کے ذکر کے لئے بنائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِیْ خَرَابِهَا (لبقرہ:114) اس سے بڑھ کر ظالم کون جو مسجد میں ذکر کرنے سے روکے اور اس کی ویرانی کی کوشش کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ رربیع الاوّل ۱۴۰۵ھ

مسجد کی نیچے والی منزل میں کچھ تعمیر کرانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: پہلے ایک چھوٹی مسجد تھی۔ پھر متصل ایک مکان خرید اب جگہ وسیع ہوگئی ہے تو منتظمین کا خیال ہے کہ پہلے والی چھوٹی مسجد کی نیچے والی منزل جہاں پر امام نماز پڑھاتا تھا اس جگہ وضوخانہ یا امام ومؤذن کے لئے حجرہ بنادیا جائے۔ تو کیا ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟ براہ کرم مدلل جواب سے آگاہ فرمائیں۔

السائل مولوی محمد اقبال، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جبکہ نیچے والی منزل میں پہلے نماز پڑھتے تھے تو وہ مسجد ہوگئی اور جو مسجد بن گئی اس جگہ کو سوائے نماز وذکر الٰہی کسی کام کے لئے مثلاً وضوخانہ یا امام ومؤذن کا حجرہ بنانا شرعاً منع ہے جو جگہ مسجد بن گئی وہ قیامت تک مسجد ہی رہے گی۔ (عامۂ کتب، بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

جس مقصد کے لئے چندہ جمع کیا اسی میں صرف کرے

سوال: ایک مسجد زیرِ تعمیر ہے اور وہ تقریباً مکمل ہوچکی ہے اور اس کی کچھ رقم جمع ہے۔ تو کیا وہ رقم دوسری زیرِ تعمیر مسجد میں صرف ہوسکتی ہے یا نہیں؟ برائے کرم فقہ حنفی کے مطابق فیصلہ صادر فرمائیں۔

فقط۔ حافظ عبدالقیوم، جامع مسجد بغدادی، چھونکی گٹی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** هوالموفق للصواب: وہ رقم جو کسی کارخیر میں خرچ کرنے کے لئے چندے سے جمع کی گئی وہ اسی کام کے لئے جائز ہے جس کے نام سے جمع ہوئی۔ ایسے چندوں سے جو روپیہ (زائد) فاضل بچے وہ چندہ دھندگان کا ہے انہیں لوٹا دینا چاہئے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو اسی میں صرف کریں۔ ورنہ فقراء پر صدقہ کردیں۔ درمختار میں ہے فان فضل شئ ردالمتصدق ان علم والا تصدق بہ۔ اگر چندہ دھندگان خود چاہیں یا اجازت دے دیں تو پھر دوسرے مصرف میں خرچ کرسکتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ) پھر یہاں تو تعمیر مسجد کے لئے ہونے والا چندہ وقف مسجد ہے۔ لہٰذا یہاں اگر واقعتہً اس کی ضرورت پوری ہوچکی اور چندہ دھندگان کا پتہ نہیں ہے تو یہ رقم صرف کسی دوسری مسجد کی تعمیر میں خرچ کرسکتے ہیں، دوسرے مصرف میں نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۲/۲/۱۹۸۵ء

مسجد کو منقش کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: مسجد میں نبی پاک ﷺ، صحابہ رسول، امام احمد رضا خان بریلوی، خواجہ نظام الدین اور اولیاء کرام کے طغرے لگانا جائز ہے یا نہیں؟ پیش امام مسجد عثمانیہ نائین کا پڑ کی حافظ قاری سراج

الدین دیگر نمازیوں کے کہنے پر مذکورہ طغرے لگانے سے سب گریز کرتے ہیں۔ شرع کی رو سے مسئلہ سے آگاہ فرمائیں۔
فقط قاضی اسلام الدین ولد قاضی سراج الدین، شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مسجد کو چونے اور گچ سے منقش کرنا جائز ہے، سونے چاندی کے پانی سے نقش ونگار کرنا بھی جائز ہے، جبکہ کوئی شخص اپنے مال سے کرے۔ مال وقف سے ایسا نہیں کر سکتے۔ کسی بھی جگہ ذی روح کی تصویر لگانا جائز نہیں، غیر ذی روح کی تصویر سے مکان آراستہ کرنا جائز ہے جیسے کہ طغرے اور کتبوں سے مکان سجانے کا رواج ہے (عالمگیری) مسجد میں جیسا کہ اوپر مذکور ہوا غیر ذی روح کے طغرے لگانا جائز ہے جبکہ ان طغروں میں کسی جاندار کی تصویر نہ ہو جیسے صرف مقامات مقدسہ کا طغریٰ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

جو چیز مسجد کے لئے وقف کی گئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسجد میں قرآن شریف اور سپارے مقدار سے زیادہ ہیں۔ یعنی اس مسجد کی ضرورت سے زیادہ ہیں۔ تو کیا اس مسجد سے قرآن شریف یا سپارے دوسری جگہ منتقل کئے جا سکتے ہیں یا نہیں؟ جہاں ان کی ضرورت ہے۔ میرا مطلب ایسے دینی اداروں و مدرسوں سے ہے جہاں دینی تعلیم پڑھائی جاتی ہے؟ آپ براہ مہربانی اس ضمن میں مذہبی احکامات سے آگاہ فرمائیں۔ شکریہ منجانب انتظامیہ کمیٹی مسجد، لطیف آباد نمبر ۶، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: جو چیز جس غرض کے لئے وقف کی گئی ہو دوسری غرض کی طرف اسے پھیرنا ناجائز ہے جب ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں نہیں دیا جا سکتا تو مسجد کے علاوہ دوسری جگہوں پر دینا بدرجہ اولیٰ منع ہے۔ مسجد کے قرآن پاک یا سپارے اسی مسجد میں استعمال کریں، وہیں پڑھے جائیں کہ مسجد کو دینے والے کی غرض اور مقصد بھی یہی ہے کہ اس مسجد میں پڑھے جائیں لہٰذا دوسری جگہ دینا منع ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ صفر المظفر ۱۴۰۵ھ

جائے نماز میں حجرہ بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے متعلق کہ: ایک مسجد ہے۔ جس کے مشرق میں پانی کی ٹنکی اور وضوخانہ ہے۔ مسجد شریف اور وضوخانہ کے درمیان میں مسجد کا صحن ہے۔ اس وضوخانہ کے اوپر جائے نماز بنی ہوئی ہے۔ جس میں جمعہ کے دن یا کبھی عید الفطر کے موقع پر جب نمازیوں کی کثرت ہوتی ہے تو اس جائے نماز میں بھی نماز پڑھی جاتی ہے۔ ورنہ ایسے خالی پڑی رہتی ہے۔ اب انتظامیہ کا خیال ہے کہ اس جائے نماز کے اوپر امام صاحب کے رہنے کے لئے مکان بنا دیا جائے۔ تو اس مسئلہ کے متعلق مطلع فرمائیں کہ کیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
السائل محمد علی صدیقی، مسجد عمر الاسلام، متصل ایس. پی آفس، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جبکہ وضوخانہ خارج مسجد ہے اور اوپر والے حصے میں جمعہ یا عید کے موقع پر نمازیوں کی کثرت ہو تو یہاں پر نماز پڑھی جاتی ہے تو اگر اس اوپر والے حصے کو مسجد میں شامل کرلیا گیا ہے یعنی یہ کہا گیا کہ میں نے اس کو مسجد کر دیا تو اس کہنے سے مسجد ہو جائے گی اور جب اس طرح یہ مسجد ہوگئی تو اس میں مکان بنانا منع ہوگا اور اگر اس اوپر والے حصہ کو مسجد میں شامل نہیں کیا یعنی یہ نہیں کہا کہ میں نے اس کو مسجد کر دیا تو اب مکان بنا سکتے ہیں۔ (تنویر الابصار' درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الاوّل ۱۴۰۵ھ

مسجد کا احترام سب پر واجب ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اکبری مسجد پکّا قلعہ کا صدر دروازہ شمالاً جنوباً واقع ہے۔ وہ اس طرح کہ بے غسل و بے وضو آدمی، مسجد کا صحن عبور کرکے وضوخانہ یا غسل خانہ میں جاتے ہیں جس سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ یہ دروازہ تنگ ہے جمعہ و عیدین میں نمازیوں کو آنے جانے میں بڑی دقّت پیش آتی ہے اور یہ دروازہ جگہ جگہ سے ٹوٹ گیا ہے چنانچہ مسجد کمیٹی یہ تجویز کرتی ہے کہ دروزاہ اس جگہ لگایا جائے کہ دروازہ سے آدمی سیدھا وضوخانہ و غسل خانہ بغیر مسجد کا صحن عبور کئے جا سکے۔ مزید دروازہ چوڑا و خوبصورت بنایا جا سکے لیکن مسجد کمیٹی جس جگہ دروازہ بنانا چاہتی ہے وہاں ایک کرایہ کی دوکان ہے۔ ایک شخص مسجد کی دوکان کا کرایہ دار ہے اور مسجد کمیٹی اس جگہ پر دروازہ بنا کر کرایہ دار کو دوسرے دوکانداروں کے مساوی دوکانیں دینے کو تیار ہے لیکن یہ دوکاندار دوکان کی جگہ دینے کو تیار نہیں ہے۔

فقط عبدالسلام صدر جامع مسجد اکبری' پکّا قلعہ' حیدرآباد سندھ، ۲۷/۴/۱۹۸۳ء

۷۸۶ **الجواب:** جہاں اب ضرورتِ شرعیہ کے تحت مسجد کا صدر دروازہ بنایا جا رہا ہے اور جہاں مسجد کی دوکان ہے جو کہ کرایہ پر اٹھی ہوئی ہے' اگر وہ مسجد کی دوکان نہ بھی ہوتی اور وہ کرایہ دار ہی اس کا مالک ہوتا تو مسجد کے احترام و ضرورتِ واقعیہ کے لئے' واجبی قیمت پر اس سے زبردستی دوکان واپس لی جا سکتی تھی۔ اور جب کہ وہ دوکان ہی مسجد کی ہے تو شرعاً بھی واپس لے سکتے ہیں اور قانوناً بھی۔ اسے انسانیت سے سمجھایا جائے کوئی وجہ نہیں کہ نہ سمجھے۔ لوگ خواہ مخواہ بھی ایسے مواقع پر بات بڑھا لیا کرتے ہیں۔ اس سے پرہیز کریں۔ (عالمگیری' ردالمحتار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

مسجد میں درخت یا پھول لگانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ: مسجد میں درخت یا پھول لگانا جائز ہے یا نہیں؟

سائل: سید محمد حسین ولد سید جعفر حسین شاہ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مسجد میں پیڑ لگانے کی اجازت نہیں نہ مسجد کو اس کی حاجت ہے ہاں اگر زمین میں تری ہے ستون قائم

نہیں رہتے تو اس تری کو جذب کرنے کیلئے پیڑ لگا سکتے ہیں (عالمگیری وغیرہ)

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۸۸ھ

قربانی کی کھالوں سے تعمیر مسجد، اور دیگر مصارف مسجد

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ قربانی کی کھالیں تعمیر مسجد اور دیگر مصارف مساجد میں صرف ہو سکتی ہیں یا نہیں؟ بینوا بالکتاب و توجروا۔

المستفتی: محمد صدر الدین فہیم بیرانٹھی جے پوری، دوقبر، حیدرآباد، سندھ،
متعلم دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد

الجواب وباللہ توفیق الصواب: حامدا الله الخالق الاکبر، الذی اوجب علینا الاضحیه وامر، فصل لربك وانحر، مصلیا ومسلما علی سیدنا ومولینا محمد سید الخلائق والبشر، الذی ذبح بیده الشریف فی یوم الاضحی ونحر، وقال کلو او تزو دوا وادخروا یسرلنا ولا عسر، وعلی اله وصحبه وازواجه وذریته و علماء ملته واولیاء امته الی یوم الفزع الاکبر امین .... بلاشبہ پوست اضحیہ کا صرف تعمیر مساجد و دیگر امور خیر میں جائز و درست ہے اور اس پر متعدد دلائل قائم جس سے اس کا جواب ثابت لازم باللہ التوفیق و بہ نستعین۔

دلیل اول

شرع مطہرہ سے اس کے عدم جواز پر دلیل نہ ہونا خود دلیل جواز ہے کہ سکوت شارع موجب اباحت ہے نہ کہ موجب حرمت مولیٰ عزوجل ارشاد فرماتا ہے یاایها الذین امنو الا تسئلو عن اشیاء ان تبدلکم تسئوکم وان تسئلو عنها حین ینزل القرآن تبدلکم عفا الله عنها والله غفور حلیم اے ایمان والو بہت سی چیزوں کا سوال نہ کرو اگر ان کا حکم تم پر کھول دیا جائے تو تمہیں ناگوار ہوگا اور اگر نزول فرقان حمید کے وقت ان کا سوال کرو گے تو حکم ظاہر کر دیا جائے گا۔ اللہ نے تو تم سے یہ معاف فرما دیا اور اللہ غفور و حلیم ہے (پارہ ۷ سورۃ مائدہ آیت ۱۰۱)

تفسیر خازن شریف میں آیہ کریمہ کے تحت حدیث نقل فرمائی عن سلمان قال سئل رسول صلی الله تعالیٰ علیه وسلم عن اشیاء فقال الحلال ما احل الله فی کتابه والحرام ماحرم الله فی کتابه و ماسکت عنه فهو عما عفا عنه فلا تتکلفوا حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے کچھ چیزوں کا سوال کیا گیا فرمایا حلال وہ ہے جو خداوند قدوس نے اپنی کتاب میں حلال فرما دیا اور حرام وہ ہے جو رب نے اپنی کتاب قدیم میں حرام کر دیا اور جس سے سکوت فرما دیا وہ ان میں سے ہے جو اللہ نے معاف فرمایا تو تکلف سے سوال نہ کرو (تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل مصری ص ۵۳ / جلد ایک)

دارقطنی میں ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں ان الله فرض

فرائض فلا تضیعوھا و حرم حرمات فلا تنتھکو ھاو حد حدودا فلاتنتھکوھا وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنھا اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزیں فرض فرمائیں انہیں ضائع نہ کرو اور کچھ چیزیں حرام فرمائیں ان کے نزدیک نہ جاؤ اور کچھ حدیں مقرر کیں ان سے تجاوز نہ کرو اور کچھ چیزوں سے بغیر نسیان سکوت فرمایا ان میں بحث نہ کرو۔

(مشکوٰۃ شریف مطبع نظامی باب الاعتصام ص ۲۱)

سید المفسرین حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے چچازاد بھائی ارشاد فرماتے ہیں فبعث اللہ نبیہ وانزل کتابہ وحل حلالہ و حرم حرامہ فما احل فھو حلال وماحرم فھو حرام وماسکت عنہ فھو عفو اللہ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا اور قدیم کتاب قرآن حکیم نازل فرمایا اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام کیا تو جو چیز حلال کی گئی وہ حلال ہوگئی اور جو حرام فرمائی گئی وہ حرام ہوگئی اور جس سے سکوت فرمایا وہ معاف ہے۔

(مشکوٰۃ شریف باب ما یحل اکلہ ص ۳۰۷)

بناء علیہ فقہا کرام نے تصریح فرمائی اصل اشیاء میں اباحت ہے فقہ حنفی کی مشہور و مستند کتاب درمختار میں ہے ان الفقھاء کثیر اما یلھجون بان الاصل الا باحۃ اکثر فقہائے کرام کی نوک زبان پر ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

(درمختار مصری کتاب الطہارۃ ج ۱ ص ۹۸)

حضرت امام علامہ شامی قدس سرہ السامی اس کے تحت فرماتے ہیں وصرح فی التحریر بان المختار ان الاصل الا باحۃ عند الجمھور من الحنفیہ و الشافعیہ تحریر میں صراحتاً فرمایا کہ جمہور حنفیہ وشافعیہ کے نزدیک اصل اشیاء میں اباحت مختار ہے (شامی مطبوعہ مصر ج ۱ ص ۹۸)

یہی علامہ ممدوح فرماتے ہیں فھو داخل تحت قاعدۃ الاصل فی الاشیاء الاباحۃ (حقہ) اس قاعدہ کے تحت داخل ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ (شامی مصری کتاب الاشربہ ج ۵ ص ۴۰۶)

نیز ارشاد فرماتے ہیں ولیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالیٰ باثبات الحرمۃ اوالکراھۃ الذین لا بدلھما من دلیل بل فی القول الا باحۃ حرمت وکراہت کے ثبوت سے اللہ تبارک وتعالیٰ پر افترا کرنے میں احتیاط نہیں کہ اس کے لئے دلیل ضروری ہے بلکہ اباحت کہنے میں ہے کہ وہی اصل ہے۔ (شامی مصری جلد پنجم ص ۴۰۶)

جب یہ ثابت ہوگیا کہ پوست اضحیہ مسجد میں دیئے جانے پر شریعت مطہرہ نے ممانعت نہ فرمائی تو کم از کم یہ مباح ہوا اور فعل مباح میں فاعل مختار ہے لہٰذا مانعین کا حق ممانعت باطل اسی میں ہے المباح غیر مطلوب الفعل و ھو مخیر فیھا مباح وہ فعل ہے جس کے کرنے کی شریعت نے طلب نہ کی ہو اور بلا شبہ فاعل اس میں مختار ہے (شامی مصری جلد اول ص ۹۸)

دلیل ثانی

قربانی سے مراد ہی اراقۃ الدم ہے جوہرہ نیرہ میں ہے کان المراد منھا اراقۃ قربانی سے مراد خون بہا دینا ہے۔

(حاشیہ قدوری مطبوعہ مجتبائی کتاب الاضحیہ ص ۳۴۰)

علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں لان القربة الا راقة قربت عبادت خون بہادینے میں ہے۔
(شامی مصری جلد پنجم ص ۲۸٦)

چونکہ اراقۃ الدم ہی کا نام قربانی لہٰذا صدقہ واجبہ بھی یہی ہے تنویرالابصار و درمختار میں ہے فتجب التضحیته ای اراقة الدم قربانی واجب ہے یعنی خون بہانا واجب ہے (ردالمحتار مصری جلد پنجم ص ۲۷۳)

حضرت امام علامہ شامی علیہ الرحمۃ اس کے تحت فرماتے ہیں والدلیل علی انها الا راقة لو تصدق بعین الحیوان لم یجز اراقۃ الدم کے وجوب پر یہ دلیل ہے کہ اگر زندہ جانور صدقہ کرے جائز نہیں۔
(شامی مصری جلد پنجم ص ۲۷۳)

جب قربانی اراقۃ الدم ہی ہے اور اراقۃ الدم ہی واجب ہے تو قربانی کے بعد وجوب ساقط ہو گیا اب بقیہ چیزوں کا صدقہ واجب نہیں کہ واجب ادا ہو گیا لہٰذا گوشت خود کھائے دوسروں کو کھلائے پوست مسجد میں دے دے یا اور کسی مصرف خیر میں صرف کرے خواہ بعینہ اپنے کام میں لائے یا اس کے عوض ایسی چیز لے جو باقی رہنے والی ہو۔

دلیل ثالث

قربانی کے بعد گوشت و پوست کا قربانی کرنے والا مالک ہے خواہ صدقہ کرے یا نہ کرے جوہرہ میں ہے وان لم یتصدق بشئی منها اجزاه قربانی میں اسے اگر کچھ بھی صدقہ نہ کرے جائز ہے (حاشیہ قدوری ص ۲۳۰)

شامی میں ہے لو حبس الکل لنفسه جاز اگر سارا ہی گوشت اپنے لئے رکھ لئے جائز ہے (شامی جلد پنجم ص ۲۸۲)

دلیل رابع

گوشت کا اپنے اہل وعیال پر صرف کرنا بلکہ اگر صاحب عیال ہو اور تنگ دست ہو تو سب ہی گوشت اپنے عیال پر صرف کر دینا جائز ہے شرح وقایہ میں ہے و ترکه لذی عیال توسعه علیهم عیال دار اپنے عیال پر کشادگی کے لئے صدقہ ترک کر دے (شرح وقایہ محشی بحاشیہ چلپی مطبوعہ کریمیہ جلد دوم ص ۱۴۹)

طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے ان لم یکن صاحب عیال والا فصرفه الی عیاله اولی من صرفه الی الصدقه الهدیه صدقہ اور ہدیہ کرنا اس وقت ہے جب کہ صاحب عیال نہ ہو ورنہ اس کا اپنے عیال پر صرف صدقہ اور ہدیہ سے اولی ہے (طحطاوی مطبوعہ مصر ص ۳۲۳)

درمختار میں ہے وندب ترکه لذی عیال توسعه علیهم مستحب ہے کہ عیال دار اپنے اور اپنے عیال پر کشائش کی خاطر صدقہ ترک کر دے (ردالمحتار جلد پنجم ص ۲۸٦)

علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے اس کے تحت فرمایا غیر موسع الحال یہ حکم صاحب عیال تنگ دست کے لئے ہے۔
(شامی مصری جلد پنجم ص ٦٧٦)

دلیل خامس

قربانی کے گوشت میں اغنیاء کو بھی کھلانا اور دے دینے جائز ہے وقایہ میں ہے ویو کل ویھب من شاء کھلایا جائے اور جس کو چاہے ہبہ کر دے (شرح وقایہ جلد دوم ص ۱۴۹)

قدوری میں ہے ویطعم الاغنیاء والفقراء اغنیاء اور فقراء کو کھلایا جائے (قدوری ص ۲۳۰)

فتاوی ہندیہ میں ہے ویطعم الغنی والفقیر جمیعا کذا فی البدائع ویھب منھا ماشاء للغنی والفقیر والمسلم والذمی کذا فی الغیاثیہ اور قربانی میں سے جو کچھ چاہے غنی فقیر مسلم کو ذمی کو ہبہ کر دے جیسا کہ غیاثیہ میں ہے (عالمگیری کتاب الاضحیہ باب خامس مطبوعہ مصر ص ۳۰۰)

درمختار میں ہے ویو کل غنیا اضحیہ میں سے غنی کو بھی کھلایا جائے (ردالمختار جلد پنجم ص ۲۸۶)

دلیل سادس

اضحیہ میں ہے خود کھانا مستحب ہے مولیٰ عزوجل ارشاد فرماتا ہے فکلوا منھا واطعموا البائس الفقیر قربانی میں سے خود کھاؤ اور مصیبت زدہ فقیر کو کھلاؤ۔

اور فرماتا ہے تبارک وتعالیٰ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ خود کھاؤ اور قناعت کرنے والے بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ۔ (حج:36)

حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کلوا واطعموا وادخرو اروا‌ہ الشیخان و احمد کھاؤ اور کھلاؤ اور جمع رکھو یہ حدیث بخاری و مسلم و امام احمد نے روایت کی (ردالمختار جلد پنجم ص ۲۸۶)

فتاوی عالم گیریہ میں ہے ویستحب ان یاکل من لحم الاضحیہ ویطعم منھا غیرہ مستحب ہے کہ اپنے اضحیہ میں سے خود کھائے اور غیروں کو کھلائے (فتاوی ہندیہ مصری جلد پنجم ۲۰۰)

درمختار میں ہے ویاکل من لحم الاضحیۃ اضحیہ کے گوشت میں سے کھائے (ردالمختار مصری جلد پنجم ص ۲۸۵)

شامی میں ہے ویستحب ان یاکل منھا اور مستحب ہے کہ قربانی کے گوشت میں سے خود بھی کھائے۔
(شامی مصری جلد پنجم ص ۲۸۶)

ظاہر ہے کہ اگر اس کا تصدق واجب ہوتا تو نہ جمع کرنے کا حق ہوتا نہ عیال پر صرف کی اجازت نہ اغنیاء کو کھلانا جائز ہوتا نہ ذمی کو ہبہ کرنا اور نہ خود تناول کرنے کا استحباب کہ صدقہ واجبہ کا یہی حکم ہے درمختار میں ہے ولا الی من بینھما ولاد زکوٰۃ ان لوگوں پر نہ صرف کرے جن کے اور زکوٰۃ دینے والے کے درمیان اصول و فروع کا رشتہ ہو۔
(ردالمختار مصری کتاب الزکوٰۃ باب المعروف جلد دوم ص ۸۶)

علامہ شامی قدس سرہ السامی اس کے تحت فرماتے ہیں وکذا کل صدقۃ واجبۃ کالفطر والنذر

والکفارات اما التطوع فیجوزبل ھو اولی ایسے ہی صدقہ واجبہ جیسے صدقہ فطر اور نذر اور کفارات اصول وفروع پر خرچ نہ ہوں گے لیکن صدقات نافلہ کا ان پر صرف جائز بلکہ اولیٰ ہے (شامی مصری جلد دوم ص ۸۶)

نیز فرماتے ہیں وان وجبت بہ فلا یاکل منہا شیئا ولا یطعم غنیا سواء کان الناذر غنیا او فقیر الان سبیلھا التصدق ولیس المتصدق ذالک اگر قربانی اپنے پر خود واجب کر لی نذر مان کر تو اس میں سے کچھ نہ کھائے نہ غنی کو کھلائے خواہ نذر ماننے والا غنی ہو یا فقیر اس لئے کہ اس کی راہ صرف صدقہ ہے اور صدقہ کرنے والے کو اس کا حق نہیں۔
(شامی مصری کتاب الاضحیہ جلد پنجم ص ۲۸۶)

دلیل سابع

طرفہ تر یہ کہ جن اشیاء کا استعمال قبل ذبح مضحی کے لئے ناجائز تھا بعد ذبح ان کا استعمال بھی جائز ہے تنویر الابصار و درمختار میں ہے و کرہ جز صوفھا قبل الذبح لینتفع بہ فان جزہ تصدق بہ ولا یرکبھا و لا یحمل علیھا شیا ولا یو جرھا فان فعل تصدق بالاجرۃ (حاوی للفتاوی) لانہ التزم اقامۃ القربۃ بجمیع اجزائھا بخلاف ما بعدہ لحصول المقصود (مجتبی) ویکرہ الانتفاع بلبنھا قبلہ کمافی الصوف قربانی سے قبل قربانی کے جانور کے بال بغرض انتفاع کاٹنا مکروہ ہے تو اگر کاٹ لئے صدقہ کر دے اور نہ اس پر سوار ہو نہ اس پر کوئی بوجھ لادے نہ اسے کرایہ پر دے اگر ایسا کر لیا تو اجرت صدقہ کرے یہ حاوی للفتاوی میں ہے اس لئے کہ اس نے اس کے تمام اجزاء کے ساتھ اقامت قربت التزام کیا ہے بخلاف مابعد کہ مقصود حاصل ہو چکا یہ مجتبٰی میں ہے اور اس جانور کے دودھ سے بھی نفع حاصل کرنا قبل ذبح مکروہ ہے جس طرح اون اور بالوں سے انتفاع مکروہ ہے۔ (ردالمحتار مصری جلد پنجم ص ۲۸۷)

دلیل ثامن

اور تو اور خود کھال کو مضحی اپنے استعمال میں لا سکتا ہے اگر اس کا صدقہ واجبہ ہوتا تو اس کی کھال صدقہ کرنا واجب ہوتا شرح وقایہ میں ہے ویتصدق بجلدھا اویعمل آلتہ کجراب او خف اوفرو او یبدلہ بما ینتفع بہ باقیا لا بما ینتفع بہ مستھلکا جلد کو صدقہ کر دے یا اس کا کوئی آلہ مثل جراب یا موزہ یا پوستین بنالے یا کسی ایسی چیز سے بدل لے جسے باقی رکھتے ہوئے نفع حاصل کیا جائے ایسی چیز لے نہ بدلے کہ جسے ہلاک کر کے نفع اٹھایا جائے۔ (شرح وقایہ جلد دوم ص ۱۴۹)

فتاوی ہندیہ میں ہے ویتصدق بجلدھا اویعمل منہ غربال وجراب ولا بائس بان یشتری بہ ماینتفع بعینہ مع بقائہ استحسانات ذالک مثل ما بینّا ولا یشتری بہ مالا ینتفع الا بعد الاستھلاک اس کی جلد کو صدقہ کرے یا اس کی چھلنی اور جراب بنالی جائے اور اس میں حرج نہیں کہ اس کے بدلے میں ایسی چیز خرید لی جائے جسے بعینہ باقی رکھتے ہوئے نفع حاصل کیا جائے استحسانا یہ اس کے مثل ہے جو ہم نے بیان کیا ہے اور اس کے بدلے میں ایسی چیز نہ خریدے جسے ہلاک کرنے کے بعد نفع حاصل کیا جائے۔ (فتاوی عالم گیری جلد پنجم مطبوعہ مصر ص ۳۰۱)

دلیل تاسع

احکام گوشت پوست آپس میں ایک دوسرے پر قیاس کئے جاتے ہیں فقہائے کرام نے احادیث میں جلد کا حکم دیکھ کر گوشت کو اس پر قیاس فرمایا۔ درمختار میں ہے ولا یعطی اجر الجزار منها لانه کبیع واستفیدت من قوله علیه الصلوٰة والسلام من باع جلد اضحیة فلا اضحیة له قربانی میں سے قصاب کو اجرت نہ دی جائے کیوں کہ یہ بیع کی طرح ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ مقدس سے مستفاد کہ جس نے اپنی قربانی کی کھال فروخت کی اس کی قربانی نہیں ہوتی ہے۔ (ردالمحتار مصری جلد ۵ ص ۲۸۷)

شامی میں اس کے تحت فرمایا لان کلا منها معاوضة اس لئے کہ گوشت و پوست میں سے اجرت دیا جانا معاوضہ ہے۔

یونہی شرح وقایہ میں ہے فاذا کان الحکم فی الجلد هذا قاسوا علیه اللحم (شرح وقایہ جلد ثانی ص ۱۴۸) جب جلد کے متعلق یہ حکم ہے کہ (غیر مستہلک چیز سے بدلی جائے مستہلک سے نہیں) اسی پر گوشت کو قیاس کیا۔

دلیل عاشر

فقہائے کرام کی ان تصریحات کے پیش نظر ہر سلیم الطبع یہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ وجوب صرف اراقۃ الدم کا ہے گوشت پوست کا تصدق واجب نہیں بناء علیہ زمانہ قریب کے ایک مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کہ حضرات مانعین جنہیں مانتے ہیں اپنے فتاوی میں صراحۃً پوست کا صدقہ نافلہ ہونا بیان کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں "ظاہر کہ تصدق بجرم اضحیہ از قبیل تطوعات است وصدقہ تطوع محکوم علیہ بحرمت صرف آں بر بنی ہاشم نیست ایں چنیں احکام از خصائص زکوٰۃ ہستند (مجموعہ فتاوی مولوی عبدالحی مطبوعہ یوسفی فرنگی محل لکھنؤ جلد ۲ ص ۳۰۶) ظاہر ہے کہ پوست اضحیہ کا صدقہ از قبیل مستحبات ہے اور صدقہ مستحبہ کا صرف بنی ہاشم وغیرہ پر محکوم بحرمت نہیں اس قسم کے احکام خصوصیات زکوٰۃ سے ہیں۔

اسی میں چند سطور کے بعد صدقہ تطوع بر بنی ہاشم صرف کردن جائز است وہمیں است مذہب جمہور وتصدق بجرم اضحیہ نیز تطوع است لاجرم بر ایشاں صرف آں جائز خواہد شد صدقہ نافلہ بنی ہاشم پر صرف کرنا جائز ہے اور یہی مذہب جمہور ہے اور پوست اضحیہ کا صدقہ بھی صدقہ نافلہ ہے لامحالہ اس کا صرف ان پر جائز ہوگا۔

اسی فتوے کے آخر میں ہے چوں تصدق بجرم اضحیہ از قبیل تطوعات است لاجرم نقل آں مکروہ نخواہد شد جب پوست اضحیہ کا صدقہ صدقات نافلہ کے قبیل سے ہے لاجرم اس کا ایک جگہ سے دوسری جگہ پہچانا مکروہ نہ ہوگا۔

تلک عشرة کاملة

جب یہ ثابت ہوگیا کہ پوست اضحیہ کا صدقہ صدقہ واجب نہیں بلکہ صدقہ نادار ہے تو مسجد میں اس کے عدم صرف کی کوئی وجہ وجیہہ نہیں بلکہ مساجد کے لئے یہ جس قدر چندہ وغیرہ ہو رہا ہے یہ سب صدقہ نافلہ ہی میں تو داخل ہیں اگر صدقہ نافلہ کا عدم جواز تسلیم کرلیا جائے تو پھر تعمیر مساجد کی سبیل ہی نہ رہے اصولاً تو اسی قدر کافی تھا لیکن مزید اطمینان کے لئے ہم

حضرات مانعین کے شبہات کا ازالہ بھی مناسب سمجھتے ہیں خداوند کریم حق بولنے حق سمجھنے اور حق سننے کی توفیق عطا فرمائے آمین بحرمۃ سید المرسلین ﷺ۔

شبہ اول

غنی اور مسجد کا ایک حکم ہے اور چونکہ غنی کو کھال نہیں دیجاتی لہٰذا مسجد کو بھی نہیں دیجاسکتی۔

ازالہ

غنی کو کھانا نہ دینا اور ہے اور نہ دیا جاسکنا اور، شریعت مطہرہ نے کہیں اس کی ممانعت نہ فرمائی بلکہ دلیل خاص میں عالمگیری کی عبارت گزری ویھب منها ماشاء للغنی والفقیر قربانی میں جو کچھ چاہے غنی اور فقیر دونوں کو دے۔ عموم میں کھال بھی داخل اور یہ اس باب میں نص صریح ہے۔

شبہ دوم

اگر غنی کو کھال دے بھی دیجائے تو اسے فروخت کا حق نہ ہوگا جیسے خود مضحی کو فروخت کرنے کا حق نہیں ہے یونہیں مسجد میں کھال دیجاسکے گی لیکن مسجد اسے فروخت نہیں کرسکتی۔

ازالہ

اولاً اس پر دلیل درکار، ثانیاً یہ کس نے کہا کہ قربانی کرنے والے کو بہر صورت کھال بیچنا ممنوع ہے ممانعت صرف اس صورت میں ہے جبکہ اپنی ذات یا اپنے عیال پر صرف کرنے کے لئے بیچے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے ولا يبيعه بالدراهم لينفق الدراهم على نفسه وعياله اپنے نفس اور عیال پر خرچ کرنے کے لئے چرم قربانی کو دراہم کے بدلے نہ بیچے (عالم گیری کتاب الاضحیہ باب سادس جلد پنجم مطبوعہ مصر ص ۳۰۱)

ہاں اگر کسی کار خیر میں صرف کے لئے درہموں کے بدلے کھال فروخت کی بلاشبہ جائز، اسی میں ہے ولو باعها بالدراهم ليتصدق به جاز لانه قربة كالتصدق كذا فى التبيين اگر کھال کو درہموں سے بیچا کہ تصدق کرے تو جائز ہے اس لئے کہ جیسے کھال صدقہ کرنا قربت ہے یونہی کھال کے درہموں کا صدقہ کرنا بھی قربت ہے ایسا ہی تبیین میں ہے (عالم گیری مصری جلد پنجم ص ۳۰۱)

ثالثاً بالفرض آپ ہی کی بات مان لی جائے کہ خود مضحی کسی صورت میں بھی کھال فروخت نہیں کرسکتا پھر بھی غنی پر اس کا کیا اثر، مضحی کے احکام اور، غنی کے اور، اعتراض سے قبل شامی ہی کو ملاحظہ فرمالیا ہوتا تحریر فرماتے ہیں واذا دفع اللحم الى الفقير بنية الزكوٰة لا يحسب عنها فى ظاهر الرواية لكن اذا دفع للغنى ثم دفع اليه بنيتها يحسب اگر فقیر کو گوشت قربانی بہ نیت زکوٰۃ دیا ظاہر روایت میں کافی نہیں لیکن اگر غنی کو دے دیا گیا پھر اس نے فقیر کو بہ نیت زکوٰۃ دے دیا کافی ہے۔ (شامی مصری جلد خامس کتاب الاضحیہ ص ۲۸۷)

شبہ سوم

غنی کو کھال دی جاسکتی ہے لیکن اسے بیچ کر اس کی قیمت اسے پیش کرنا اس کی کسر شان ہے اسی طرح مسجد میں کھال دی جاسکتی ہے لیکن اسے فروخت کر کے مسجد میں لگانا، نا جائز ہے۔

ازالہ

اولاً شرع مطہرہ سے اس پر دلیل کیا؟ ثانیاً، عموماً مسجد میں کھال ہی دی جاتی ہے ثالثاً ابھی عالم گیری سے نقل ہوا کہ اس نیت سے خود مضحی کو فروخت کرنا جائز ہے رابعاً مسجد والے اگر فروخت کریں تو اوپر والی شامی کی عبارت اس کی دلیل ہے خامساً غنی کے لئے چندہ کرنا بھی اس کی کسر شان ہے لیکن مسجدیں عموماً چندہ ہی سے بن رہی ہیں اگر یہ وجہ ممانعت ہے تو پھر مسجد کے لئے چندہ کی ممانعت کا بھی اعلان فرمائیں اگر آپ یوں کہیں کہ مسجد خود چندہ نہیں کرتی بلکہ ہم اس کے لئے چندہ کرتے ہیں اس لئے جائز ہے اس بنا پر اگر مسجد کا چندہ جائز ہے تو یہ کلیہ کھالوں میں بھی جاری کہ نہ کھالیں مسجدیں خود جمع کرتی ہیں نہ فروخت کرتی ہیں بلکہ ہم لوگ یہ امور انجام دیتے ہیں لہٰذا یہ جائز ہے۔

شبہ چہارم

جب یہ صدقہ مستحبہ ہے تو اپنے استعمال میں کیوں نہیں لاسکتا۔

ازالہ: سبحان اللہ ابھی دلیل ثامن میں گذرا کہ کھال کو استعمال کرسکتا ہے ڈول مشک وغیرہ بنا سکتا ہے اور ''شبہ ہشتم'' میں اور عبارات اسی قسم کی آتی ہیں ہاں کھال کو فرخت کر کے اس کی قیمت کے پیسے اپنے اور اپنے عیال پر صرف نہیں کرسکتا کہ اس نے اضحیہ کے تمام اجزاء سے تقرب کا قصد کیا ہے اور اب اسے فروخت کرنا منافی تقرب وخلوص ہے گویا کہ اپنے جانور کی قیمت پھر سے وصول کر رہے ہیں تو وہ عبادت وخلوص کہاں رہا اور شرعاً مطالبہ عبادت وخلوص کا ہے مولیٰ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ اللہ کو نہ قربانی کا گوشت پہنچتا ہے نہ خون لیکن اسے تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔ (حج: 37)

تفسیر مدارک شریف میں اس کے تحت فرمایا لن یرضی المضحون والمقربون ربھم الا بمراعاۃ النیۃ والاخلاص ورعایۃ شروط التقوی قربانی کرنے والے تقرب رب چاہنے والے خلوص نیت وشرط تقویٰ کی رعایت کے بغیر اپنے رب کو ہرگز راضی نہیں کر سکتے۔ (مدارک شریف مصری علی ہامش الخازن جلد سوم ص ۳۱۰)

حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ تقویٰ وخلوص کی تعلیم دینے والے اور نفوس کا تزکیہ فرمانے والے حضور نبی کریم علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں من باع جلد اضحیۃ فلا اضحیۃ لہ جس نے اپنی قربانی کی کھال بیچی اس کی قربانی قبول نہیں۔ (کتاب الترغیب والترہیب علی ہامش مشکوٰۃ کتاب العیدین والاضحیہ ص ۱۸۸)

شرح وقایہ میں ہے لکن التبدیل بالدراھم تمول کھال کو درہموں سے تبدیل کرنا تمول ہے (تمول اس

وقت ہے جب کہ اپنے نفس وعیال پر خرچ کرنے کے لئے بیچے جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں گزرا) شرح وقایہ جلد دوم ص ۱۴۸)

یہ وہ پہلی مصلحت تھی کہ جس کے باعث کھال فروخت کر کے اس کے پیسے اپنے صرف میں لانے کی ممانعت فرمائی گئی اگر اس کا جواز رکھا جاتا تو مضحی گوشت و پوست بیچ کر جانور کی قیمت وصول کر لیتا جو روح عبادت کے خلاف تھا دوسری مصلحت اس میں یہ تھی کہ صلہ رحمی وغرباء پروری کا سلسلہ بالکل ختم ہو جاتا جب اس نے گوشت و پوست سب بیچ دیا تو غرباء کو کیا دیتا اس لئے ابتداء اسلام میں حکم دیا گیا تھا کہ تین دن کا گوشت اپنے پاس رکھ کر باقی سب صدقہ کردو پھر بعد میں حضور ﷺ نے یہ حکم منسوخ فرمایا۔

موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم نهی عن اکل لحوم الضحایا بعد ثلاثه قال بعد ذلك کلو او تزودوا وادخروا بے شک رسول اللہ ﷺ نے قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع فرمایا پھر اس کے بعد یہ فرمایا کھاؤ اور توشہ بناؤ اور جمع رکھو۔

(مصفی ومسوی شرحین موطا امام مالک علیہ الرحمۃ مطبوعہ فاروقی دہلی ص ۱۸۲)

مسجد میں کھال دینا منافی خلوص وتقویٰ نہیں بلکہ عین خلوص وتقوی ہے مولیٰ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝ جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرتا ہے تو یہ اس کے دل کے تقویٰ سے ہے (حج)

بخاری ومسلم نے بروایت حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ثالث حدیث بیان کی کہ فرماتے ہیں انی سمعت رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم یقول من بنی مسجداً یبتغی به وجه الله بنی الله له بیتافی الجنة میں نے حضور اقدس ﷺ کو فرماتے سنا جس نے رضائے الٰہی کا طالب ہو کر مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ (کتاب الترغیب والترہیب علی ہامش المشکوٰۃ ص ۵۰)

صلہ رحمی وغرباء پروری پر بھی اس کا کچھ اثر نہیں کہ گوشت کے تین حصے مقرر فرمادئے گئے ایک خود کے لئے دوسرا اقرباء واحباب کے لئے تیسرا حصہ غرباء وفقراء کے لئے، شامی میں ہے الافضل ان یتصدق بالثلث و یتخذ الثلث ضیافه لا قربائه و یدخر الثلث افضل یہ ہے کہ تیسرا حصہ صدقہ کرے اور تہائی حصہ سے عزیز واحباء کی ضیافت کرے اور تہائی حصہ جمع رکھے۔ (شامی مصری جلد پنجم ص ۲۷۶)

جب یہ حصے مقرر ہو چکے تو اب کھال کے متعلق یہ مختار رہا خواہ بعینہ اپنے استعمال میں لائے خواہ غرباء کو دے دے خواہ کسی اور مصرف خیر میں صرف کرے۔

شبہ پنجم

مسجد کے لئے کھال متولی کو دینا گویا اسے اپنا وکیل بنانا ہوا کہ متولی اسے فروخت کر کے مسجد میں لگائے اور جب یہ خود فروخت نہیں کر سکتا تو وکیل کیونکر کر سکے گا۔

ازالہ: اولاً نہ وکیل بنایا جاتا ہے نہ یہ قصد ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات مضحی کو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ متولی کون ہے نہ خبر ہوتی ہے کہ

متولی حامل شرائط وکالت ہے بھی یا نہیں نہ اس کا یہ مقصود کہ اسے خاص متولی ہی فروخت کرے بلکہ بعض دفعہ متولی صاحب موجود بھی نہیں ہوتے مضحی کھال لا کر حدود مسجد کے کسی گوشہ میں ڈال جاتا ہے اسے اس سے کوئی مطلب نہیں ہوتا کہ اسے متولی فروخت کرے یا امام مسجد یا اہل محلہ بلکہ اس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ بعد فروخت مسجد میں لگ جائے ثانیاً فرض کرو کہ مضحی ہی کا وکیل سہی پھر جب مضحی خود کار خیر میں صرف کے لئے بیچ سکتا ہے جیسا کہ عالم گیری سے گزرا تو خود تمہارے قول سے بھی وکیل کا تصرف جائز ہوگا کہ خود مضحی کی بیع کا عدم جواز وکیل کے تصرف کا عدم جواز، تم نے ثابت کیا جب کار خیر کے لئے اس کی بیع جائز تو وکیل کا تصرف بھی نافذ ثالثاً بزعم باطل یونہی سہی کہ کار خیر میں صرف کے لئے بھی مضحی فروخت نہ کر سکے پھر تمہیں کیا نافع اور ہمیں کیا مضر کہ وکیل وہ تصرفات کر سکتا ہے جو کسی ممانعت کے باعث موکل نہ کر سکے درمختار میں ہے وصح توکیل محرم حلالہ یبیع صیداً وان امتنع عنه الموکل لعارض النھی اور صحیح ہے وکیل کرنا محرم کا غیر محرم کو شکار بیچنے کے لئے اگرچہ موکل عارضہ نہی کے باعث ممنوع ہے۔ (ردالمحتار مصری کتاب الوکالہ جلد چہارم ص ۵۵۵)

شبہ ششم

جب کھال مسجد میں دے دی گئی تو اب مسجد کی ملک ہوگئی اور ملک مسجد فروخت نہیں ہو سکتی۔

ازالہ

اولاً مضحی کا منشاء ہی اسے فروخت کر کے مصالح مسجد میں لگانے کا ہوتا ہے نہ کہ کھالوں کا مسجد میں انبار کرنا ثانیاً مسجد کے متولی کو اس قسم کے تصرفات کا حق ہوتا ہے اور اس کا تقرر انہیں اغراض کے تحت ہوتا ہے تاتارخانیہ میں ہے ان اھل المسجد لو اتفقو اعلی نصب رجل متولیا لمصالح المسجد فعند المتقدمین یصح ولکن الافضل کو نه باذن القاضی ثم اتفق المتاخرون ان الافضل ان لا یعلمو القاضی فی زماننا لماعرف من طمع القضاة فی اموال الاوقاف بے شک اگر اہل مسجد نے اتفاق کیا ایک شخص کو مصالح مسجد کے لئے متولی بنانے پر تو متقدمین کے نزدیک صحیح ہے لیکن افضل یہ ہے کہ باذن قاضی ہو پھر متاخرین نے اتفاق فرمایا کہ قاضی سے معلوم نہ کریں ہمارے اس زمانہ میں جبکہ اموال اوقاف میں قضاۃ کی طمع پہچان لی گئی۔ (شامی مصری کتاب الوقف جلد سوم ص ۵٦٦)

بحر ونہر میں ہے اذا جتمعوا علی رجل جعلوہ متولیا بغیر امر القاضی یکون متولیا اہل محلہ جب ایک آدمی پر متفق ہوگئے اور اسے بغیر امر قاضی متولی بنالیا وہ متولی ہوگیا۔ (شامی مصری باب احکام مسجد جلد اوّل ص ٦١٤)

ثالثاً پوست اضحیہ ایسی ہی چیز ہے کہ جسے بیچ کر ہی مسجد میں لگایا جاتا ہے مسجد کا ڈول یا اس کی دریوں کی گوٹ تین چار یا دس پندرہ کھالوں میں اتمام پذیر ہوں گی نہ کہ اس قدر کثیر اس کی نظیر مسجد کے پھل ہیں کہ انہیں بھی فروخت ہی کر کے انتفاع حاصل کیا جاتا ہے درمختار میں ہے غرس فی المسجد اشجار تثمر، ان غرس للسبیل فلکل مسلم الاکل والانتفاع والاتباع لمصالح المسجد مسجد میں درخت بوئے گئے جو پھل دیتے ہیں اگر نمازیوں کے کھانے کے لئے بوئے گئے تو ہر مسلمان کو ان کا کھانا روا ہے ورنہ انہیں مصالح مسجد کے لئے بیچا جائے گا۔ (ردالمحتار مصری کتاب الوقف جلد سوم ص ۵۷۵)

حضرت امام شافعی قدس سرہ اس کے تحت فرماتے ہیں اذالم یعرف الشرط ان یاخذہ المتولی لبیعھا و یصر فھافی مصالح الوقف (جب شرط نہ پہچانی گئی تو پھل متولی حاصل کرے انہیں فروخت کرنے کے لئے اور مصالح وقف میں صرف کرے (شامی مصری کتاب الوقف جلد سوم ص ۵۷۵)

مصالح وقف مسجد کی تفصیل جلیل حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالہ مبارکہ التحریر الجید فی حکم المسجد میں ہے من شاء فلیر جع الیہ۔

شبہ ھفتم

جب گوشت کا صدقہ مستحبہ ہونے پر قیاس کر کے پوست کو صدقہ مستحبہ قرار دیا گیا تو پوست کو مسجد میں دیتے ہوئے دیکھ کر گوشت کو بھی اس پر قیاس کیا جائے اور گوشت بھی مسجد میں دیا جائے تاکہ اسے بیچ کر اس کی قیمت مسجد میں لگادی جائے۔

ازالہ

اولاً یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ گوشت کھانے کی چیز ہے پوست کو کوئی مسلمان نہیں کھاتا ثانیاً ہدیہ وضیافت احباب کا سلسلہ اس سے منقطع ہوتا ہے ثالثاً عید الاضحیٰ کے مبارک دن ضیافت الہیہ کے دن ہیں اس ضیافت کی قدر یوں بھی ہے کہ قربانی کے گوشت کو خرید وفروخت کئے بغیر استعمال کیا جاتا ہے رابعاً امراء کے دسترخوانوں پر ان دنوں میں گوشت پلاؤ اور کباب سیخ ہوتے اور غریبوں کی روٹی پر چٹنی، اسلام نے مساوات کا سبق پڑھایا خامساً بیع گوشت کا مسئلہ خود علماء میں مختلف فیہ ہے لہٰذا احتیاط اجتناب میں پائی گئی حضرت امام علامہ شامی قدس سرہٗ السامی فرماتے ہیں لیس له ان یبیعھا بمستھلك وان له بیع الجلد بما تبقی عینه و سکت عن بیع اللحم للخلاف فیه ففی الخلاصة وغیر ھا لوارادبیع اللحم لیتصدق بثمنه لیس له ذلك ولیس له فیه الاان یطعم ویاکل مضحی کو یہ حق نہیں کہ کھال اور گوشت مستہلک چیز کے عوض بیچے اور یہ حق حاصل ہے کہ جلد کو ایسی چیز کے عوض بیچ دے جو بعینہ باقی رہے صاحب درمختار نے گوشت کی بیع سے اس لئے سکوت فرمایا کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے خلاصہ وغیرہ میں ہے اگر گوشت کے بیچنے کا ارادہ کیا تاکہ اس کی قیمت صدقہ کردے تو اس کو یہ حق نہیں اور اس معاملہ میں اس کے لئے یہی حکم ہے کہ کھلائے یا کھائے (شامی مصری جلد پنجم ص ۲۸۷)

حتیٰ کہ وہ علماء جو بیع لحم کے قائل ہیں خود ان میں بھی اختلاف ہے بعض نے فرمایا کہ گوشت کی بیع مستہلک چیز سے جائز ہے اور غیر مستہلک سے جائز نہیں اگرچہ مذہب صحیح یہی ہے کہ گوشت کی بیع بھی مستہلک سے جائز نہیں اور غیر مستہلک سے جائز ہے فتاویٰ ہندیہ میں ہے لو اشتری بلحم الاضحیة جرابالا یجوز ولو اشتری بلحمھا حبوبا جاز ولو اشتری بلحمھا لحما جاز قالوا، والاصح فی ھذا انه یجوز بیع الماکول بالماکول وغیر الماکول بغیر الماکول ولا یجوزبیع غیر الماکول بالماکول ولابیع الماکول بغیر الماکول ھکذا فی الظھیریه وفتاوی قاضی خان اگر اضحیہ کے گوشت سے جراب خریدی جائز نہیں اور اگر اس کے گوشت سے غلہ خریدا جائز ہے اور اگر اس کے گوشت سے گوشت خریدا جائز ہے علماء نے فرمایا اس طور پر اس مسئلہ میں صحیح یہ ہے کہ ماکول کی بیع ماکول کے ساتھ جائز ہے اور

غیر ماکول کی غیر ماکول کے ساتھ جائز اور غیر ماکول کی بیع ماکول کے ساتھ جائز نہیں اور نہ ماکول کی غیر ماکول سے فتاویٰ ظہیریہ اور فتاویٰ قاضی خان میں ایسا ہی ہے۔ (عالم گیری کتاب الاضحیہ سادس جلد پنجم ص ۳۰۱)

حالانکہ خود اسی عالمگیری میں مذہب صحیح یہ بیان فرمایا گیا واللحم بمنزلة الجلدفی الصحیح حتی لا یبیعه بمالا ینتفع به الا بعد الاستهلاك اور گوشت کا حکم کھال کی طرح ہے مذہب صحیح میں یہاں تک کہ اس کو اس چیز سے نہ بیچے کہ جسے ہلاک کر کے نفع حاصل کیا جائے (عالم گیری کتاب الاضحیہ جلد پنجم ص ۳۰۱)

علامہ شامی قدس سرہٗ السامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں والصحیح کمافی الهدایه وشروحها انهما سواء فی جواز بیعهما بما ینتفع بعینه دون مایستهلك وایده فی الکفایه بماروی ابن سماعه عن محمد لو اشتری باللحم ثوبا فلا بأس بلبسه صحیح وہ ہے جو ہدایہ اور اس کی شرحوں میں ہے کہ گوشت و پوست جواز بیع میں یکساں ہیں اس چیز سے جسے بعینہ باقی رکھ کر نفع حاصل کیا جائے بخلاف اس چیز کے کہ جسے ہلاک کر کے نفع اٹھایا جائے اور کفایہ میں اس کی اس دلیل سے تائید کی جو کہ ابن سماعہ نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ اگر گوشت کے عوض کپڑا خریدا گیا تو اس کے پہننے میں حرج نہیں۔ (شامی مصری جلد پنجم ص ۲۸۷)

اس اختلاف کے پیش نظر گوشت کا مسجد میں نہ دیا جانا ہی احتیاط ہے بخلاف پوست کے، اس کے لئے صریح جزئیہ فتاویٰ عالمگیری سے شبہ دوم میں گزرا لو باعها بالدرا هم لیتصدق به جاز (انتهی)

شبه هشتم

درمختار میں ہے ویتصدق بجلدها قربانی کی کھال صدقہ کی جائے کیوں کہ یہاں صدقہ کرنا بتایا گیا ہے لہٰذا صدقہ ہی کرنا ہوگا مسجد میں نہیں لگائی جاسکتی اور نہ کسی اور مصرف میں صرف کی جاسکتی ہے اس لئے صدقہ سے مراد صدقہ واجبہ ہے۔

ازاله

یہ مانعین کا وہ چوٹی کا اعتراض ہے جو پاکستان سے لے کر ہندوستان تک اچھالا جارہا ہے لہٰذا ہم بھی اس پر قدرے تفصیل سے کلام کریں اقول وبالله التوفیق عبارت درمختار پیش کرنے میں حضرات مانعین نے تدبیر سے کام نہ لیا ورنہ اس باب میں اسے پیش کرنے کی جرأت ہرگز نہ کرتے اولاً صاحب درمختار اور اس کے ماتن صاحب تنویر الابصار یہاں بیان مستحبات فرمارہے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں (ویاکل من لحم الاضحیة ویوکل غنیا ویدخرو ندب ان لا ینقص التصدق عن الثلث) وندب ترکه لذی عیال توسعه علیهم وان یذبح بیده ان علم ذلك وان لا (یعلمه شهدها بنفسه ویامر بالذبح کی لا یجعلها) میتة و کره ذبح الکتابی امالمجوسی فیحرم لانه لیس من اهله) درر، ویتصدق بجلدها اور قربانی کے گوشت میں سے خود کھائے اغنیاء کو کھلائے اور جمع کر رکھے اور مستحب ہے کہ صدقہ تہائی سے کم نہ کرے اور مستحب ہے کہ تنگدست عیالدار اپنے عیال پر وسعت کی غرض سے صدقہ کو ترک کردے اور اپنے ہاتھ سے ذبح کرے جبکہ ذبح کرنا جانتا ہو اور اگر نہ جانتا ہو تو خود موجود رہے اور دوسرے کو ذبح کرنے کا حکم دے تاکہ ناواقف قربانی کو

مردودار نہ بنادے کتابی کا ذبیحہ مکروہ ہے لیکن مجوسی کا ذبیحہ حرام ہو جائے گا کہ وہ اس کا اہل ہی نہیں یہ درر میں ہے اور قربانی کی جلد کو صدقہ کرے (ردالمحتار کتاب الاضحیہ جلد پنجم ص ۲۸۵ تا ۲۸۷)

ظاہر ہے کہ گوشت قربانی کا تناول کرنا اغنیاء کو کھلانا ذخیرہ کر رکھنا صدقہ تہائی سے کم نہ ہونا تنگ دست عیال دار کا اپنے اہل کے لئے روک رکھنا اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا خود موجود رہنا ان میں سے ایک چیز بھی واجب نہیں تو کھال کا صدقہ کیوں کر واجب ہو گیا حالانکہ اسی ضمن میں اس کا بیان ہے ثانیاً اسی میں ویتصدق بجلدھا کے بعد فرمایا اویعمل منه نحو غربال و جراب و قربة و سفرة و دلواو یبدله بما ینتفع به باقیا کما مرلا بمستهلك یا اس کھال سے جراب مشک دسترخوان یا ڈول بنالیا جائے یا اس کو ایسی چیز سے بدل لے جس کو باقی رکھتے ہوئے اس سے فائدہ حاصل کیا جاسکے جیسا کہ گزرا مستہلک چیز سے نہ بدلے (ردالمحتار مصری جلد پنجم ص ۲۸۷)

اس جزیہ کے باوجود یہ کہنا کہ کھال کسی اور کام میں نہیں آسکتی کس قدر دلیری ہے اور جب خود وہ اپنے استعمال میں لاسکتا ہے تو مسجد میں دینا کار خیر میں دینا ہے یہ کیونکر ناجائز ہوگا اگر اس کا تصدق صدقہ واجبہ ہوتا تو اپنے استعمال کی کہاں راہ تھی ثالثاً اسی ویتصدق بجلدھا کے تحت علامہ شامی فرماتے ہیں ویتصدق بجلدھا وکذا بجلالها وقلائدها فانه یستحب اذا اوجب بقرة ان یجللها و یقلدها و اذا ذبحها تصدق بذالك کما فی التاتار خانیه اور جلد کو صدقہ کرے ایسے ہی اس کے جھول اور ہار وگلو بند کو صدقہ کرے کہ بے شک یہ مستحب ہے کہ جب اس نے گائے واجب کی تو اسے جھول ہار گلو بند پہنائے اور جب اسے ذبح کی تو ان کو صدقہ کر دے جیسا کہ تاتارخانیہ میں ہے (شامی مصری جلد پنجم ص ۲۸۷)

لفظ کذا نے بتایا کہ جو حکم کھال اور جھول کے تصدق کرنے کا ہے وہی جلد کے تصدق کا اور یستحب سے ظاہر ہے کہ یہ چیزیں اسے پہنانا بھی مستحب اور بعد ذبح تصدق بھی مستحب اس تصریح صریح کے بعد اسے صدقہ واجبہ ٹھہرانا خواہ مخواہ مطلب کو بگاڑنا نہیں تو اور کیا ہے؟ خود حضرات مانعین نے آج تک ہار اور جھول کے وجوب تصدق کا فتویٰ صادر نہ فرمایا اگر آج سے پہلے کوئی اس کے وجوب پر فتویٰ دیا ہو تو بتائیں لیکن اس کا ثبوت ضروری ہوگا کہ ان کا وہ فتویٰ اس تحریر کے مطالعہ سے قبل کا ہے رابعاً صدقہ کے متعدد معنی ہیں کمالا یخفی من طالع کتب اللغات ان میں سے صرف ایک معنی خاص میں خلاف تصریحات فقہائے کرام اسے محصور کر دینا یقیناً انصاف سے بعید ہے خاص الفظ صدقہ کا اطلاق صدقات مستحبہ پر خود قرآن عظیم واحادیث کریمہ وکلمات مفسرین کرام ومحدثین عظام وفقہائے انام میں شائع وذائع ہے قرآن حکیم میں ارشاد ہوا اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اگر صدقات ظاہر کر کے دو تو اچھا ہی اور اگر چھپا کر فقراء کو دو تو تمہارے لئے سب سے اچھا ہے (بقرہ: 271)

سید المفسرین حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اِنْ تُخْفُوْهَا کے تحت فرماتے ہیں تسروها یعنی التطوع، تخفوها کے معنی یہ ہیں کہ اس کو چھپا کے دو یعنی صدقہ نافلہ کو (تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس مصری ص ۳۲)

حضرت امام علامہ علاؤ الدین علی ابن محمد بن محمد ابراہیم بغدادی علیہ الرحمۃ تحت آیۃ کریمہ ان تبدوا الخ اظہار صدقہ

کے متعلق فرماتے ہیں ای تظھر و الصدقات والصدقة مایخرج الانسان من ماله علی وجه التقرب فیدخل فیه الزکواة الواجبة و صدقة التطوع یعنی مراد آیت سے یہ ہے کہ صدقات ظاہر کرو اور صدقہ ظاہر کرو اور صدقہ یہ ہے کہ انسان اپنے مال میں سے بغرض عبادت کچھ حصہ نکالے تو اس آیت میں زکوٰۃ واجبہ اور صدقہ نافلہ دونوں داخل ہیں۔
(تفسیر خازن شریف مصری جلد اول ص ۲۱۳)

یہی علامہ ممدوح فھو خیر لکم کے تحت اخفائے صدقہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں یعنی اخفاء الصدقة افضل من العلانیة و کل مقبول اذا کانت النّیة صادقة واختلفوا فی المراد بالصدقة النافلة المذکورة فی الایة فقال الاکثرون المرادبها صدقة تطوع واتفق العلماء علی ان کتمان صدقة التطوع افضل و اخفاء ها خیر من اظهارها اخفائے صدقہ اظہار صدقہ افضل ہے اور سب مقبول ہیں جب کہ نیت صالحہ ہو اور علمائے کرام نے صدقہ مذکورہ آیۂ کریمہ میں اختلاف فرمایا تو اکثر نے یہ فرمایا کہ اس سے مراد صدقات قافلہ ہیں اور علماء نے اس پر اتفاق فرمایا کہ صدقات نافلہ کا اخفاء ان کے اظہار سے افضل ہے۔ (تفسیر خازن شریف مصری جلد اول ص ۲۱۲)

حضرت امام علامہ ابوالبرکات سیدی عبد اللہ ابن احمد ابن محمود نسفی حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں قالو المراد صدقات التطوع علمائے کرام فرماتے ہیں اس سے مراد صدقات نافلہ ہیں (تفسیر مدارک التنزیل علی ہامش الخازن جلد اوّل ص ۲۱۲)

حضرت امام علامہ مفتی ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ استاذ سلطان اورنگ زیب عالم گیر رحمۃ اللہ علیہ زیر آیۂ کریمہ خذمن اموالهم صدقة رقم طراز ہیں الصدقة یحتمل صدقة نافلة والزکوٰة آیت میں لفظ صدقہ صدقہ نافلہ اور زکوٰۃ پر محتمل ہے۔ (تفسیرات احمدیہ مطبوعہ جید پریس دہلی ص ۲۷۰)

احادیث کریمہ اس باب میں کثیر و وافر ہیں تبرکا چند احادیث کریمہ ذکر کرتے ہیں، ابو داؤد وطبرانی وبیہقی نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک جماعت صحابہ سے مرفوعا روایت کی کہ دافع البلاء ﷺ ارشاد فرماتے ہیں حصنوا اموالکم بالزکواة و داووا مرضاکم بالصدقة واستقبلوا امواج البلاء بالدعاء والتضرع زکواۃ دیکر اپنے مالوں کی حفاظت کرو، صدقہ دے کر بیماروں کی دوا کرو، بلاؤں کی موجوں کا دعا وتضرع سے استقبال کرو۔
(کتاب الترغیب والترہیب علی ہامش المشکواۃ ص ۱۳۰)

یہاں لفظ صدقہ کو زکوٰۃ کے بالمقابل ارشاد فرما کر اشارہ فرمادیا کہ صدقہ علاوہ زکوٰۃ بھی ہوا کرتا ہے اور سنئے صدقہ اور افضل صدقہ کونسا صدقہ تطوع ہے ابوداؤد ونسائی نے حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دربار رحمت للعالمین میں عرض کی یارسول اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقة افضل قال الماء فحفر بیرا و قال هذا لام سعد یارسول اللہ ﷺ سعد کی ماں انتقال فرماگئیں تو کون سا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی تو انہوں نے کنواں کھودا اور فرمایا کہ یہ سعد کی ماں کے لئے ہے۔ (مشکوٰۃ شریف مطبع نظامی دہلی ص ۱۴۰)

نہ ہوئے حضرات مانعین اس زمانہ میں ورنہ اس کنوئیں پر ایک بورڈ لگادیتے کہ اس کا پانی فقیر پیے غنی نہ پیے اس

لئے کہ یہ صدقہ ہے اور صدقہ سے مراد صدقہ واجبہ ہی ہوتا ہے میں حضرات مانعین سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر خیر سے حج کو تشریف لے جانا ہو گیا اور وہ مبارک کنواں نجدی کے دست برد سے محفوظ ملا تو آپ تو غالبًا اس کا پانی نوش نہ فرمائیں گے لیکن ہم تو انشاء اللہ الکریم خوب سیر ہو کر پئیں گے صدقہ نافلہ کے انکار نے آپ کو کیسے خسارہ میں رکھا طبرانی نے باسناد حسن وامام بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن مسعود حبر الامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جواد وکریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کل قرض صدقة ہر قرض صدقہ ہے۔ (کتاب الترغیب والترہیب علی ہامش المشکوٰۃ ص ۱۵۵)

ہر صدقہ کو اگر صدقہ واجبہ ہی مانا جائے تو پھر لازم آئے گا کہ نہ کسی سے قرض لیجئے نہ کسی صاحب نصاب کو قرض دیجئے اور اگر کسی مفلس کو قرض دیں تو واپسی کا قصد نہ کیجئے کہ صدقہ دے کر پھر اسے خریدنے کی بھی ممانعت ہے چہ جائیکہ اس کی واپسی مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ہے ان عمر ان الخطاب حمل علی فرس فی سبیل اللہ فاراد ان یتباعه فسئل عن ذالك رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال لا تتبعه ولا تعدفی صدقتك حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو راہ خدا میں گھوڑے پر سوار کیا پھر وہی گھوڑا خریدنے کا قصد فرمایا حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں سوال کیا فرمایا نہ اسے خرید نہ اپنا صدقہ واپس لے۔

(مسوی مصفی شرحین مؤطا مطبوعہ فاروقی دہلی جلد اول ص ۲۱۷)

امام ترمذی بروایت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ صاحب خلق عظیم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں تبسمك فی وجه اخیك صدقة وامرك بالمعروف صدقة ونهیك عن المنكر صدقة و ارشادك الرجل فی ارض الضلال صدقة و نصر الرجل الردی البصر لك صدقة واماطتك الحجر والشوك والعظم عن الطريق لك صدقة وفراغك عن دلوك الیٰ دلو اخیك لك صدقة اپنے مسلمان بھائی کے سامنے تیرا مسکرانا صدقہ ہے نیکی کا حکم کرنا صدقہ ہے برائی سے روکنا صدقہ ہے بھولے کو راستہ بتانا صدقہ ہے کمزور نگاہ والے کی مدد کرنا صدقہ ہے راستہ سے پتھر کانٹا ہڈی دور کر دینا صدقہ ہے اپنے ڈول میں سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈالنا صدقہ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف نظامی۔ ۱۴۰)

ہر صدقہ کو صدقہ واجبہ بتانے والے حضرات غالبًا ان امور میں سے کسی امر پر عمل نہ کریں گے نہ کسی غنی کے ساتھ نہ اپنے اصول وفروع کے ساتھ یہ چار احادیث محض بطور نمونہ گزارش کی گئیں ورنہ تفصیل کے لئے دفتر طویل کی ضرورت ہے مفسرین کرام کے اقوال آیات کے تحت گزرے محدثین عظام نے ان احادیث کے ابواب کا نام افضل الصدقہ رکھا اسی قدر کافی تھا لیکن مناسب ہے کہ آخر میں خاتم المحدثین حضرت علامہ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت پیش کی جائے فرماتے ہیں ایں بیان صدقہ واجبہ بودا ماصدقہ تطوع اگرچہ امر ایجابی بداں نہ کردے و بر ترک و عید نفر مودے لما اور ابغایت دوست داشتے و بداں چنداں شاد شدے کہ بخلا بستیدن آں شاد شوند و ہر مقدار کہ وہ راہ حق صرف کردے آں رابسیار نہ شمر دے و ہیچ کس چیزے ازوے نخواستے الاجابت کردے و بدادے و فرزدق شاعر در نعت دے صلی اللہ علیہ وسلم گفتہ است۔ شعر۔

ما قال لا قط الا فی تشهده ... لولا التشهد کانت لاؤه نعم

یہ صدقہ واجبہ کا بیان تھا لیکن صدقہ نافلہ اگر چہ اس کا حکم بطور وجوب نہ فرمایا نہ اس کے ترک پر وعید فرمائی لیکن اسے بغایت محبوب رکھتے تھے اور اس قدر اظہار سرور فرماتے تھے کہ بخلاء لیکر خوش ہوتے اور جس مقدار میں راہ خدا میں صرف فرماتے اسے زیادہ نہ شمار فرماتے اور کوئی شخص کوئی چیز آپ سے طلب نہ کرتا مگر آپ قبول فرماتے اور دے دیتے فرزدق شاعر نے آپ کی نعت میں شعر عرض کیا ہے......

تشہد کے علاوہ آپ کے لب پر نہ لا آیا ... تشہد گر نہ ہوتا آپ کا لا بھی نعم ہوتا

(مولف نیر الحامدی)

فقہائے کرام کے یہاں بھی صدقہ کا اطلاق صدقہ نافلہ پر موجود ہے جس کی عبارت اس رسالہ میں متعدد مقامات پر گزریں یہاں صرف دو عبارتیں خاص متعلقہ گوشت قربانی نقل ہیں یستحب ان لا ینقص الصدقة من الثلث مستحب یہ ہے کہ صدقہ تہائی سے کم نہ کرے (قدوری ص ۲۳۰)

شامی میں ہے والصدقة باللحم تطوع گوشت کا صدقہ صدقہ نافلہ ہے (شامی جلد پنجم ص ۲۸۶)

اس مختصر وضاحت کے بعد میں اپنے مسلک کی تصدیق وحصول برکات وقبولیت کی امید رکھتے ہوئے حضور پرنور اعلیٰ حضرت عظیم البرکات مجدد دین وملت امام اہل سنت بریلوی قدس سرہٗ العزیز کا ایک فتویٰ مبارکہ پیش کرتا ہوں جنہیں علمائے عرب وعجم نے سراہا دعائیں دیں مجدد ہذا القرآن کے عظیم خطاب سے یاد فرمایا عرفان شریعت حصہ دوم میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس سے متعلق دو فتوے شائع ہوئے۔

مسئلہ

مفتیان کرام وفقہائے ذوی الاحترام کا اس بارے میں کیا ارشاد ہے زید کہتا ہے کہ جلد قربانی وعقیقہ مسجد ومدرسہ کے صرف میں آسکتی ہے؟ بکر کا قول ہے کہ کسی فقیر کو دی جائے کیونکہ یہ صدقہ ہے اور صدقات کی تفصیل کلام الٰہی نے فرمادی انما الصدقات للفقراء (سورۃ توبہ) اور حکم باری تعالیٰ ہے فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ آیت ۵۹ سورۃ النساء، لہٰذا کلام ربانی کی طرف رجوع کی گئی نیز بکر کا بیان ہے کہ بر تقدیر صحت قول زید اس کا ماخذ کہاں ہے امید ہے کہ مسئلہ کی توضیح مع نقل عبارات فرمائی جائے بینوا توجروا۔

الجواب

بے شک ہر منازعت میں اللہ اور رسول ہی کی طرف رجوع لازم ہے مگر ہر ایک کو بلا واسطہ رجوع کی لیاقت کہاں ...؟ یہیں دیکھئے آیہ کریمہ میں صدقات سے زکوٰۃ مراد کہ اس میں ارشاد ہوتا ہے العاملین علیہا اور بکر نے اس میں قربانی وعقیقہ کو شامل کر دیا یہ بھی نہ دیکھا کہ اس کے تو گوشت کی نسبت خود قرآن کریم میں ارشاد ہے فکلوا منہا اس میں سے خود بھی کھاؤ اب کہاں رہی صدقات کی وہ تفصیل جو اس آیہ کریمہ میں بالحصر ارشاد ہوئی تھی انما الصدقات للفقراء یہ بھی نہ

سمجھا کہ عوام تک اسے قربانی کہتے ہیں نہ کہ صدقہ تو ہر کار تقرب اس میں روا لہٰذا امام علامہ زیلعی نے شرح کنز الدقائق میں فرمایا لانه قربة كالتصدق ہاں ہم نے خاص مسئلہ قربانی میں اللہ عزوجل کی طرف رجوع کی تو اس کا ارشاد ہوا فكلوا منها واطعموا البائس الفقير خود اس میں سے کھاؤ اور ضرورت مند فقیر کو کھلاؤ اطعام کے لفظ نے بتایا کہ تصدق ہی لازم نہیں اباحت بھی کافی ہے جو محض ایک قربت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کی، تو حضور کا ارشاد پایا فكلوا وادخروا واتجروا خود کھاؤ اور اٹھا رکھو اور ثواب کا کام کرو (رواہ ابوداؤد وغیرہ) مسجد و مدرسہ دینیہ اہل سنت میں دینا بھی ثواب کا کام مثل اطعام اور اسی واتجروا کے حکم میں داخل ہاں اگر کوئی شخص اس کی جلد، اپنے صرف میں لانے کی نیت سے روپے پیسوں کے بدلے بیچے تو بے شک قیمت اس کے حق میں خبیث ہوگی لانه خرج من التمول كما نصوا عليه و فی حديث المستدرك من باع جلد اضحيته فلا اضحية له وہ قیمت نہ مسجد میں دے نہ مدرسہ میں فان الله طيب لا يقبل الا الطيب بلکہ فقراء پر تصدق کرے كما هو حكم المال الخبيث اور اگر نہ اپنے لئے بلکہ مسجد و مدرسہ یا کسی فقیر ہی کو دینے کے لئے یہ خود بیچے خواہ متولی مسجد و مدرسہ و وکیل فقیر بہر صورت جائز ہے اور وہ دام مدرسہ و مسجد میں صرف ہو سکتے ہیں کہ ممنوع تمول ہے نہ کہ تقرب وقد مر عن التبيين انه قربة كالتصدق و تمام تحقيقه فی رسالتنا الصافية الموجبة فی حكم جلود الاضحية والله تعالى اعلم۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

الحمد للہ کلام اپنے اتمام کو پہنچا یہ سب میرے آقا و مولا سیدی وسندی و مرشدی حضور پر نور حجۃ الاسلام مرجع الانام مولانا الحاج الشاہ محمد حامد رضا خان قبلہ علامہ بریلوی قدس سرہٗ القوی کے فیوضات باطنی کا پرتو ہے کہ جواب کی چند سطور نے صورت رسالہ اختیار کی لہٰذا اس کا نام الفيوضات الحامدية فی تعمير المساجد بجلود الاضحیہ تجویز کرتا ہوں اور دست بدعا ہوں کہ مولا تعالیٰ میرے آقا کے فیوض و برکات سے مجھ تہی دامن کو مالا مال فرمائے آمین

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين و صلى الله تعالى على خير خلقه و نور عرشه و قاسم رزقه سيدنا مولانا محمد واله واصحابه اجمعين امين يارب العالمين۔ هذا مافهمت فی الباب والله و رسوله اعلم بالصواب جل جلاله وصلى الله عليه وسلم وعلمه جل مجده اتم واحكم۔

کتبہ فقیر سید محمد ریاض الحسن جیلانی رضوی حامدی

جودھپوری غفرلہ القوی

السادات، D/۵/۷ امریکن کوارٹر، حیدرآباد

مورخہ ۱۹ر صفر المظفر سنہ ۱۳۷۴ھ

تصدیقات

علمائے حیدرآباد، سندھ

عالم نبیل فاضل جلیل خلیل العلماء حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب قادری برکاتی مارہروی

صدر المدرسین مدرسہ احسن البرکات، حیدرآباد سندھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی تتغنی بشکر الائه الخلائق و تتجلی بنور کبر یائه المغارب والمشارق والصلاة والسلام علی حبیبه و خلیله المبعوث الی کافة الامم من العرب والعجم وعلی اله واصحابه اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین۔ اما بعد فانی قد طالعت الرسالة الرشیقة والقبالة الکریمة المسماة بالفیوضات الحامدیة فوجدتها بحمد الله تعالیٰ انها تنور النواظر وترهف البصائر مملوئة بالبینات الوافرة ومشحونة بالدلائل المتکاثرة۔ ولله در المصنف حیث سعی فی قمع اوهام المتفقهین وقلع شبهات المترددین واتی ماینا سبه المقام من القرآن واحادیث خیر الانام و اوردفیها اقوال العلماء وزینها بمقالات الفقهاء فاختار ماهو المختار واثر ماعلیه الابرار فهو بالمتابعة احق لان الحق بلا تباع حق۔ کیف لا وقد صنفها الفاضل الاجل والعالم الا کمل ذو الطبع الفهیم وصاحب فهم المستقیم اخی فی الله ذوالمجد والجاه حامی السنن ماحی الفتن مولانا المولوی السید الشاه محمد ریاض الحسن القادری البرکاتی الرضوی فالله یجزیه جزاالحسن۔ فطوبی ثم طوبی لمن اهدی واولی ثم الولی لمن اتبع الهوی الهم انی اعوذبك من احداق الفتن الینا والیه وتطاول اهل الجرأة علینا وعلیه ربنا الیك انبنا وعلیك توکلنا والیك المصیر وصلی الله تعالیٰ علی البشیر النذیر وعلی اله واصحابه الی یوم لا ینفع فیه جدو لا مل ولا بنون ونحن انشاء الله تعالی بکرمه عز اسمه تحت ذیل حبیبه مستبشرون فرحون۔

کتبه: بقلمه العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری المارهروی عفی عنه

۲۶/ من ربیع الاخر سنه ۱۳۸۴ من الهجرة القدسیه

مہر خلیل ملت   مہر دار الافتاء احسن البرکات

فقیہ امجد محدث ارشد مولانا مولوی ابو المحامد سید محمد صاحب محدث اشرفی جیلانی کچھوچھوی مدظلہ

حضرت مجیب خلیفہ حجۃ الاسلام کی تحریر سے ایسے لوگوں کے وجود کا پتہ چلا جو جلد اضحیہ کے بارے میں اس تحقیق انیق کے خلاف ہیں ورنہ کسی واقف دین پر نہ یہ پوشیدہ ہے کہ جلود اضحیہ کا تصدق صدقۂ نافلہ ہے اور نہ یہی پوشیدہ ہے کہ صدقات

نافلہ سے مسجد کی خدمت بلاشبہ جائز ہے اور اس کے بعد پھر مسئلہ کا انکار جہل اور محض مسائل سے بے خبری کی دلیل ہے ھذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم

فقیر ابوالحامد سید محمد اشرفی جیلانی غفرلہ ولوالدیہ وعن لاحق علیہ، نزیل حیدرآباد سندھ

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

سراج طریقت عارف اسرار حقیقت حضرت مولانا مولوی حافظ سید واحد علی شاہ صاحب مراد آبادی الوری نفع اللہ المسلمین بفیضانہ الصوری والمعنوی

رسالہ ہذا کو مختلف مقامات سے دیکھا مولانا موصوف نے بڑی عرق ریزی سے کام لیا اور مسئلہ ہذا میں بڑی تحقیق فرمائی بلاشک جلد اضحیہ مسجد میں اور مسجد کے مصارف میں صرف کرنا جائز ہے اور جبکہ ایک ذمی کافر کو دینا جائز بناء علیہ مسجد و دیگر کار خیر میں بھی دینا جائز جیسا کہ علماء کی تصریحات سے ثابت ہے۔ سید واحد علی، نزیل حیدرآباد

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

فاضل حزب الاحناف مفتی سکھر حضرت مولانا مولوی شمس الضحیٰ صاحب

جلود اضحیہ سے تعمیر مسجد جائز ہے اگرچہ قربانی کرنے والے نے خود ہی مسجد کے لئے فروخت کیا ہو اور اگر قربانی کرنے والے نے درھم و دینار وغیرہما کے عوض اپنی ذات کے لئے قربانی کی کھال بیع کی تو اب اسے مسجد میں صرف نہیں کر سکتا اس کا مصرف صدقات واجبہ کا مصرف ہے۔ شمس الضحیٰ غفرلہ، نزیل حیدرآباد

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

مجاہد ملت حضرت علامہ عبدالحامد صاحب قادری صدر جمعیت علمائے پاکستان کراچی

صورت مسئولہ میں جو جوابات حضرات علمائے اکابر نے تحریر فرمائے اس سے کلیتاً اتفاق ہے۔

عبدالحامد القادری، ۱۷/ رجب سن ۷۴ ۱۳ھ

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

فاضل اجل حضرت شاہ احمد نورانی صدیقی صاحب خلف الرشید مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ و ناظم جمعیت علمائے پاکستان کراچی نزیل حیدرآباد

مبسملا و حامدا و محمدا جل و علا و مصلیا و مسلما محمد صلی اللہ علیہ وسلم دلائل قاہرہ سے بحمد اللہ صورت مسئلہ واضح تر ہے اس کے بعد بھی کچھ کہا جائے تو علیل عدم تفقہ ہے۔ حضرت الاخ الفاضل الجلیل نے اس اہم دینی خدمت کا تکملہ فرما کر اشد دینی ضرورت کو پورا فرمایا جزاہ اللہ عنا و عن سائر اھل السنۃ خیر الجزاء۔ العبد الشاہ احمد نورانی غفرلہ، نزیل حیدرآباد

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

حامی دین متین مولانا مولوی حافظ قاری محمد مصلح الدین صاحب قادری رضوی

خطیب مسجد جامع آخوند کراچی (نزیل حیدرآباد)

فاضل مجیب حضرت مولانا مفتی سید ریاض الحسن جیلانی حامدی رضوی نے چرم قربانی کے مساجد و مصارف خیر میں استعمال کے جواز حلت پر آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ وتصریحات فقہاء وائمہ وتحقیقات انیقہ پر مشتمل جو رسالہ ترتیب فرمایا ہے فقیر نے اسے من اولہ الی آخرہ دیکھا ہر صاحب عقل وانصاف کے لئے یہ رسالہ مبارکہ عجالہ حق کی وضاحت کے لئے کافی وافی ان کی تحقیق قابل تحسین وآفرین ہے مولیٰ تعالیٰ فاضل مجیب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے فیوض وبرکات کو عام فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فقیر حافظ مصلح الدین صدیقی قادری رضوی، نزیل حیدرآباد

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

حضرت مولانا سید محمد علی صاحب حامدی رضوی قادری الوری

خطیب جامع مسجد نور پنجرہ پول حیدرآباد سندھ

۹۲/۷۸۶

الحمدلله وحده والصلوة السلام علی من لانبی بعده وعلی اله الاکرام وصحبه العظام اما بعد فما کتبه المحقق والفاضل المدقق جامع المعقول والمنقول حامی السنن ماحی الفتن مفتی الزمن الحری اللقن والذکی القمن حضرة مولانا المولوی السید محمد ریاض الحسن الجیلانی الرضوی الحامدی الجود فوری نفع الله المسلمین بفیضانه المعنوی والصوری فی هذه الرسالة المبارکة المنیفة الکریمة فقه وجدتها بالحجج القویه من الکتاب والسنن السنیه وبالدلائل الفقهیه الکثیرة الصحیحة فاثابه الله تعالیٰ ثوابا کثیرہ واجر ایو ماولیلا مادامت الارض والسماء قاله بفمه ورقمه بقلمه عبده العاصی

السید محمد علی القادری الرضوی عفا عنہ ربہ العلی القوی، مہر مولانا موصوف

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

حضرت مولانا حافظ سید محمد واصل صاحب، خطیب مسجد پولیس ہیڈکوارٹرز حیدرآباد سندھ

مبسملا وحامدا ومصلیا۔ اما بعد ماقاله العلامه وافاده الفهامه حق صریح ومسلك صحیح لنیق بالا عتماد و حقیق بالا ستناد و انا العبد الآمل کرم ربه الکامل الشاه محمد واصل غفرله ربه بفضله العاجل۔

خطیب المسجد الشریف، پولیس ہیڈکوارٹر حیدرآباد سندھ

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

شیخ المشائخ عارف باللہ مولانا مولوی سید صبغۃ اللہ المعروف پیر ایرانی صاحب مدظلہ

۱۔ ہر عمل یا مالے کہ در کار خیر بامید ثواب خالصہ لوجہ اللہ صرف شود صدقہ است۔

۲۔ صدقہ یا از قسم واجب است مثل نذر، کفارہ، فطرہ، زکوٰۃ، وغیرہ یا از قسم نافلہ (تطوع) است کہ قربۃً الی اللہ بامید اجر نیک اجر میگرد۔

۳۔ صدقات واجبہ مقدر و طریق خرج آں معین و مستحقین آں مشخص است و در صدقہ تطوع اختیارات صدقہ دہندہ وسیع تر و تا حدی مصالح وقت بنا بر تشخیص وے است۔

۴۔ بر کسی کہ قربانی واجب شدہ باشد (بشرطیکہ نذر نہ باشد) وقتیکہ خون حیواں در ذبح بدست صاحب آں یا بدست نائب آں جاری شد وجوب بعمل آمد۔ واما تقسیم گوشت وبکار آوردن پوست و دیگر اجزئے درونی ذبیحہ بایں وجہ از صدقات نافلہ (تطوع) است کہ صاحب آں گوشت را در صرف اطعام خود و اہل بیت خود (بشمول والدین) واحباب (بشمول اغنیاء و سادات) وفقراء وقانع یا سائل وغیرہ میتواند در آرد، اما پوست و دیگر ضروریات خود یا صدقات یا جامعہ می تواند در آرد نیز مختار است کہ قیمت آنرا یا عین آں را بیک یا چند مساکین و مستحقین بسیار و یا در کار ہائی خیر بہ صرف کند ماجور گردو۔

۵۔ چونکہ موضوع سوال ''تعمیر المساجد بجلود الاضحیہ'' است گفتہ می شود کہ چاہ آب در آوردن مریض خانہ، یتیم خانہ، مساجد وغیرہ ساختن یا تعمیر کردن از شمار صدقات نافلہ است لہٰذا پوست اجزائے درونی ذبیحہ قربانی را عین او قیمتاً بہ مصارف مذکورہ (یا جہت آبادکاری مہاجرین بتقاضائے وقت اکنونی) رسانیدن مانع اجر و ثواب نیست۔

۶۔ اگر صاحب صدقہ مذکورات را لفروشد بہ نیت تملیک خود گویا قربانی نہ کردہ است بلکہ تجارت کردہ است۔

۷۔ بنا بر مذکورات فوق چونکہ موقعیت خرچ وطریق مصروف صدقات نافلہ در کمال، ونقص اجر و ثواب صاحب صدقہ یقیناً اثر اندازی تواند بشود لہٰذ بنا بر مصالح وقت باید موانع حصول حسنات را مرتفع سازند و صدقات را بہ افضل ترین محل خرچ نمایند و از تعصب وریا بخل پرہیزند تا عبادت واخلاص صاحب صدقہ از ہر شائبہ مصئون و بہ کمال مقبولیت مقرون گردو۔

صبغت اللہ، گنج بخش شاہ پڑ حیدر آباد (سندھ)، مورخہ ۳ر ذیقعد الحرام سنہ ۱۳۷۴ھ

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

رئیس سندھ شیخ الاعظم ٹیاری شریف حضرت مولنا مولوی پیر غلام مجدد صاحب سرہندی

تحقیق کہ جناب مولانا سید ریاض الحسن صاحب مدظلہ فرمودہ حقا کہ از دیگراں مستغنی نمود اصل معاملہ در معاملہ تملیک چونکہ مقرر است کہ پوستہائی اضحیہ در حکم صدقہ اند و مولانا موصوف در تحقیق خویش آنرا صدقہ نافلہ قرار دادہ اند پس لامحالہ جائز خواہد بود ھذا ما ظہر لی فی الباب عبد غلام مجدد عفی عنہ وعن اسلافہ آمین

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

حضرت مولانا مولوی سید محمد علی صاحب ارم جے پوری مدظلہٗ

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ میں نے اس رسالہ فیض مقالہ کا بالاستیعاب مطالعہ کیا اور ہر طرح قابل اعتماد پایا اس میں اس مسئلہ کے متعلق کسی پہلو کو محتاج جواب نہ چھوڑا۔ تمام شبہات لاحقہ اور اعتراضات متعلقہ کا کتب معتبرہ نیز احادیث صحیحہ سے بدلائل واضحہ و براہین قاطعہ اس خوبی سے ازالہ فرمایا گیا ہے کہ کسی حق پسند طبیعت کو گنجائش انکار ہی نہ رہی۔ مجھے خود بھی اس کے بعض جزئیات میں کچھ اختلاف تھا اور حضرت مصنف سے ان کے متعلق تبادلہ خیالات بھی ہوا مگر اس عجالۂ نافلہ سے اختلاف خود بخود ہی رفع ہوگیا۔ مولیٰ تعالیٰ مصنف کی سعی مشکور فرمائے اور اس رسالہ کو مقبول عام اور مطبوع طبائع اہل اسلام بنائے ایں دعا از من جملہ جہاں آمین باد۔ حررہ السید مولوی محمد علی ارم جے پوری

مولانا مولوی مفتی محمد محمود الوری مجددی نقشبندی حیدرآباد سندھ

خلف الرشید مولانا مولوی شاہ محمد رکن الدین صاحب الوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الجواب صحیح . محمد محمود غفرلہٗ، مہر شریف

تصدیقات

علمائے کراچی

رہبر شریعت مرشد طریقت گل گلزار رضویت حضرت بابرکت مولانا مولوی شاہ محمد ابراھیم رضا خان صاحب جیلانی

میاں

بریلوی مدظلہ نبیرہ سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فقیر نے اس رسالہ کو سرسری نظر سے دیکھا سبحان اللہ ماشاء اللہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو علم وعمل وخدمت دین اور زیادہ عطا فرمائے۔ آمین واللہ الموفق للصواب۔ فقیر ابراھیم رضا عفی عنہ

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

حضرت مولانا ابوالاسرار محمد عبداللہ صاحب قادری نعیمی

فاضل مرادآباد وسابق مفتی اٹاوہ وچتوڑ

الجواب موافق بالکتاب والمجیب مثاب

فقیر ابوالاسرار قادری نعیمی (حیدرآباد سندھ)

فاضل حزب الاحناف لاہور حضرت مولانا سید کاظم علی شاہ صاحب حسینی

خطیب جامع مسجد صدر حیدر آباد سندھ

الجواب حق والحق احق ان یتبع سید کاظم شاہ حسینی

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

عمدۃ الفقہاء زبدۃ الفضلاء حضرت مولانا مفتی محمد صاحب داد صاحب

ھو الملھم للسداد

محترم مجیب کی تحقیق مدلل واضح ہے کہ تعمیر مسجد و مدارس دینیہ میں قربانی کی کھالیں دینا بلاشبہ جائز و مستحسن ہے اس کی فروخت شدہ قیمت بھی مسجد و مدارس میں دینا جائز ہے اسے زکوٰۃ کے صدقہ واجبہ کے مصرف پر قیاس کرنا فقہی تدبر سے بعید ہے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ بالصواب،

محمد صاحب داد عفی عنہ، از مرکزی دار الافتاء جمعیت علمائے پاکستان کراچی

شنبہ ۲؍ ربیع الاول شریف ۷۴ ۱۳ھ مطابق ۳۰؍ اکتوبر ۱۹۵۴ء

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

فاضل اجل عالم اکمل حضرت مولانا مفتی ظفر علی نعمانی صاحب

تلمیذ رشید حضرت صدر الشریعہ مصنف ''بہار شریعت'' رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

قربانی کی کھالیں مسجد و مدرسہ کے استعمال میں آسکتی ہیں۔

ظفر علی دار العلوم امجدیہ فیروز شاہ اسٹریٹ آرام باغ کراچی

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

استاذ العلماء حافظ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی

تلمیذ رشید حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الجواب صواب والمجیب مثاب

کتبہ: المعتصم بذیل النبی الامی، عمر نعیمی

رئیس الفقہاء استاذ العلماء علامہ ابو البرکات سید احمد صاحب

ناظم و مفتی اعظم حزب الاحناف لاہور پاکستان

حامداً و مسلما و مبسملا

بلاشبہ پوست اضحیہ بعد اراقۃ الدم خود بھی بجنسہ استعمال کر سکتا ہے اور بطور ہدیہ اور تحفہ دوست احباب [illegible]

اقارب فقیر وغنی حتیٰ کہ سادات کرام اور جملہ بنی ہاشم کو بھی دے سکتا ہے اور بہ نیت تصدق کر کے اس کے دام مدارس ومساجد ومقابر و جملہ مصارف خیر میں اصالتاً'' یاوکالتاً'' خرچ کرسکتا ہے جس کی کما حقہٗ تفصیل علامہ زماں محقق دوراں حضرت ملک العلماء مولوی ظفر الدین صاحب مدظلہٗ العالی نے فتاویٰ مبارکہ میں فرمادی ہے اس کے بعد کسی توضیح اور تفصیل کی حاجت نہیں سمجھتا ہاں چرم قربانی اگر بہ نیت تمول وتملک کہ خود ان پیسوں کا استعمال کروں گا فروخت کرنے کے بعد ان پیسوں کا تصدق علی الفقراء واجب ہو جاتا ہے وہ پیسے کسی مدرسہ و مسجد میں بغیر حیلہ شرعی صرف کرنا جائز نہیں فقیر نے مجیب لبیب کی تحقیق انیق بھی ملاحظہ کی بفضلہٖ مسلک علمائے اہلسنت و مذہب حنفی کے مطابق پائی۔ فالحمد لله علی ذلك

فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد غفرلہ

ناظم ومفتی دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف، لاہور پاکستان، مہر شریف دار الافتاء

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

حضرت مولانا مولوی سید محمود احمد صاحب رضوی

خلف الرشید علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب، ناظم ومفتی دار العلوم حزب الاحناف پاکستان لاہور

الجواب صحیح

سید محمود احمد رضوی، مدیر رسالہ'' رضوان'' لاہور

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

حضرت مولانا مولوی سید محمد خلیل احمد صاحب

خلف الرشید علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب، صدر مرکزی جمیعۃ علمائے پاکستان لاہور

الجواب صحیح

سید محمد خلیل احمد قادری، نائب ناظم مرکزی جمیعت علمائے پاکستان لاہور

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

حضرت مولانا مولوی مخدوم غلام معین الدین صاحب نعیمی مرادآباد

اصاب من اجاب

مخدوم غلام معین الدین نعیمی مرادآباد

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

فقیہ العصر فرید الدہر حضرت مولانا مفتی اعظم علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب

شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر الاسلام لائل پور (فیصل آباد)

بسم الله الرحمن الرحیم والصلوٰة والسلام علی رسوله الرؤف الرحیم ونبیه الکریم الحلیم وعلی اله و

اصحابه وحزبه اجمعین اما بعد فقیر نے رسالہ الفیوضات الحامدیہ دیکھا مسلک صحیح وصواب پر مشتمل پایا رسالہ مبارکہ کے مولف عزیزم محترم فاضل نوجوان واعظ خوش بیان مولانا مولوی ریاض الحسن صاحب حامدی رضوی خطیب جامع مسجد امریکن کوارٹر حیدرآباد سندھ سلمہ نے خوب تحقیق فرمائی ہے اور دلائل کثیرہ سے قول محقق کی توضیح وتصویب فرمائی ہے مولیٰ عزوجل تبارک تعالیٰ عزیز موصوف سلمہ کو مزید خدمت دین متین کی توفیق خیر رفیق عطا فرمائے اور اہل سنت وجماعت کے لئے سرچشمہ فیض بنائے دیوبندیوں، وہابیوں کے امام ثانی نام کے مولوی رشید احمد گنگوہی نے یہ فتویٰ دیا کہ قربانی کی کھال صدقہ واجبہ ہے لہٰذا فقراء پر اس کا تصدق واجب ہے مسجد میں نہیں لگا سکتے دیوبندی مولوی جو کہتے ہیں کہ مسجد میں قربانی کی کھال کا لگانا ناجائز ہے ان کا ماخذ دیوبندی امام کا یہ فتویٰ ہے ہمارے نزدیک دیوبندی گنگوہی کا یہ فتویٰ صحیح نہیں غلط ہے اور دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتوے کثرت سے غلط ہیں اس کو خلاف تحقیق فتویٰ دینے کی عادت تھی۔

اس مسئلہ کی تحقیق میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکتہ مجدد دین وملت بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے ایک رسالہ جلیلہ تحریر فرمایا جو طبع ہو چکا ہے اور فتاویٰ رضویہ کی جلد ہشتم میں مرقوم ومحفوظ ہے اور بھی علمائے کرام اہل سنت وجماعت نے اس مسئلہ کے متعلق قلم اٹھایا اور تحقیق فرمائی جس سے دیوبندی کی ضد اور ہٹ مرغے کی ایک ٹانگ کی رٹ مشہور ہے غلطی سے رجوع نہ کرنا اور حق کو قبول نہ کرنا ان کی دیرینہ ہے مگر ہمارا کام تو سمجھانے سے ہے سمجھائے جائیں گے یہ رسالہ مبارکہ الفیوضات الحامدیہ بھی اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے کافی وافی ہے مولیٰ عزوجل حق پر قائم رہنے حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ واللہ تعالیٰ هو الموفق وهو تعالیٰ اعلم

فقیر ابوالفضل محمد سردار احمد غفرلہٗ، قادری چشتی رضوی خادم اہلسنت وجماعت، ۱۲ر رجب المرجب ۱۳۷۴ھ

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆

فاضل اجل حضرت مولانا مولوی ابوشاہ محمد عبدالقادر صاحب

مہتمم جامعہ شریفہ

الجواب صحیح و المجیب نجیح

الفقیر ابوالشاہ محمد عبدالقادر غفرلہ، خادم جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور

تم المجلد الثانی من الفتاویٰ الخلیلیة ویلیه المجلد الثالث انشاء اللہ تعالیٰ

کتابِ رشد و ہدایت کی ہمہ گیر آفاقی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے

نور و سرور اور جذبہ حب رسول ﷺ پر مبنی آیات احکام کی مفصل وضاحت

اردو زبان میں پہلی مرتبہ

تفسیر احکام القرآن

مفسر قرآن، علامہ مفتی محمد جلال الدین قادری

آیات احکام کا مفصل لغوی و تفسیری حل امہات کتب تفسیر کی روشنی میں

مفسرین کی تصریحات کے مطابق پیش کیا گیا۔

اس لئے یہ کتاب طلباء، علماء، وکلاء، ججز

اور عوام و خواص کے لئے قیمتی سرمایہ

آج ہی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی۔ پاکستان